

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۶

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

4	اجمالی فہرست
5	پیش لفظ
6	فتاویٰ رضویہ جلد ششم
8	فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت
8	پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی
13	فہرست مضامین
25	فہرست ضمنی مسائل
29	باب شروط الصلوة (نماز کی شرطوں کا بیان)
53	باب القبلة (قبلہ کا بیان)
61	ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال ^{۱۳۴۳ھ} (استقبال قبلہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رہنمائی)
131	باب اماکن الصلوة (مقامات نماز کا بیان)
143	باب صفة الصلوة (طریقہ نماز کا بیان)
239	باب القراءة (قرأت کا بیان)
283	رسالہ نعم الزاد لزوم الصاد (ضاد پڑھنے کا بہترین طریقہ)
303	الجام الصاد عن سنن الصاد ^{۱۳۴۷ھ} (ضاد کے طریقوں سے روکنے والے منہ میں لگام دینا)
379	باب الامامة (امامت کا بیان)
647	النہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد ^{۱۳۰۵ھ} (دشمن تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)
723	ماخذ ومراجع

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸
پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد ششم

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور نمبر ۸ پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد ششم
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز
ترجمہ عربی عبارات	حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور
پیش لفظ	حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور
تخریج و تصحیح	۱۔ مولانا نظیر احمد سعیدی ۲۔ مولانا محمد عمر ہزاروی
باہتمام و سرپرستی	مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان
ترتیب فہرست	مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ، لاہور
کتابت	محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پروف ریڈنگ	(۱) مولانا سردار احمد حسن سعیدی (۲) مولانا نظیر احمد سعیدی
پیسٹنگ	مولانا محمد یسین قادری شطاری
صفحات	۷۳۶
اشاعت	ربیع الاول ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء
مطبع	یوسف عمر پرنٹری / 12- اندرون بھائی گیٹ لاہور
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	۲۵۰

ملنے کے پتے

- * مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- * مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- * مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی
- * ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

اجمالی فہرست

۵	پیش لفظ
۲۹	باب شروط الصلوٰۃ
۱۴۳	باب صفة الصلوٰۃ
۲۳۹	باب القراءة
۳۷۹	باب الامامة

فہرست رسائل

۶۱	○ ہدایۃ المتعال
۲۸۳	○ نعم الزاد
۳۰۳	○ الجام الصاد
۶۴۷	○ النہی الاکید

پیش لفظ

مارچ ۱۹۸۸ء میں رضا فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت کے جس عظیم الشان منصوبے کا آغاز ہوا تھا اس میں تخریج حوالہ جات، عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ اور پیرابندی کا التزام کیا گیا تھا یہ کوئی آسان کام نہ تھا کیونکہ اس میں مندرجہ ذیل کٹھن اور دشوار مراحل سے گزرنا لازمی تھا؛

(۱) ایک ایسی لائبریری کا قیام جس میں مصنف کی ذکر کردہ تمام کتب موجود ہوں۔

(۲) تخریج حوالہ جات کے لئے بعض نایاب مخطوطات کی تلاش۔

(۳) ایسے اہل علم حضرات کی کمیٹی کا قیام جو نہایت محنت سے کتب کی چھان بین کر کے تخریج حوالہ جات کا کام سرانجام دے سکیں۔

(۴) ان حضرات کی کفالت کا انتظام و انصرام۔

(۵) ترجمہ کے لئے ایسے اہل علم حضرات سے رابطہ جو نہ صرف عربی، فارسی اور اردو زبان میں کامل مہارت اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں وسیع نظر رکھتے ہوں بلکہ مصنف کے مزاج شناس بھی ہوں۔

(۶) ایسے خوشنویس کی تلاش جو عربی، فارسی، اور اردو صرف لکھنا ہی نہ جانتا ہو بلکہ اس فن کا استاذ ہو۔

(۷) ان ہزار ہا صفحات کی کتابت کے بعد اس کی پروف ریڈنگ کے لئے محنتی اور مخلص افراد کی تلاش۔

رضا فاؤنڈیشن کے سربراہ اور ان کے معاونین لائق صد تبریک ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت و شفقت سے انہوں نے ان مراحل کو عظیم استقامت کے ساتھ عبور کیا اور انتہائی قلیل عرصے میں فتاویٰ رضویہ (جدید) کی چھ جلدیں پیش کرنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ ساتویں جلد زیر کتابت ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم

یہ جلد فتاویٰ رضویہ جلد سوم قدیم کے آغاز سے لے کر باب الامامة کے آخر تک ۴۵۷ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے اور بے شمار ضمنی فوائد نافعہ کے علاوہ چار مستقل ابواب کو محیط ہے:

(۱) باب شروط الصلوة

(۲) صفة الصلوة

(۳) باب القراءة

(۴) باب الامامة

اس میں یہ چار انمول قیمتی رسائل ہیں:

(۱) هداية المتعال في حد الاستقبال (۱۳۲۲ھ)

سمت قبلہ کے بیان میں

(۲) نعم الزاد لروم الضاد (۱۳۱۷ھ)

حرف ضاد کی تحقیق

(۳) الجامع الصاد عن سنن الضاد (۱۳۱۷ھ)

حرف ضاد کے احکام اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ

(۴) النهی الاکید عن الصلوة وراء عدی التقليد (۱۳۰۵ھ)

غیر مقلدین کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا بیان

ف: مندرجہ ذیل رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کتاب میں شامل نہ ہو سکے:

(۱) الطرة في ستر العورة

(۲) ازين كافل بحكم القعدة في المكتوبة والنوافل

(۳) جمال الاجمال لتوقيف حكم الصلوة في النعال

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب چیئر مین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی کا معلوماتی مقالہ "فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت" جو ۱۲/۱۰/۱۹۹۳ء کو آواری ہوٹل لاہور میں فتاویٰ رضویہ کی ایک تعارفی تقریب کے موقع پر پڑھا گیا، مقالہ کی علمی اہمیت کے پیش نظر جلد ششم میں شامل کیا جا رہا ہے۔

الحمد لله اس حصہ کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ کرنے کی سعادت اس حقیر کو حاصل ہوئی ہے

جس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے تکمیل کی توفیق بخشی، ان دنوں جلد ہفتم کا ترجمہ جاری ہے۔
قارئین سے التماس ہے کہ وہ اپنی قیمتی آراء سے نوازیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے رضا فاؤنڈیشن کو اس منصوبہ میں کامیاب فرمائے۔

○ احقر الانام محمد خاں قادری عفی عنہ

یکم محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

جامعہ اسلامیہ لاہور



فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر چیئر مین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی

اسلام میں فتویٰ نویسی ایک دینی فریضہ بھی ہے اور ایک مہتمم بالشان فن بھی، لیکن یہ فریضہ جتنا نازک اور اہم ہے یہ فن اسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہے۔ کتاب اللہ میں افتاء کے منصب کی نسبت اللہ رب العزت سے بیان ہوئی ہے (قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ) یہ بات بھی اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ فتویٰ، افتاء اور مفتی کے الفاظ زبان نبوت پر بھی جاری ہوئے، اسی طرح عہد نبوی کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عطائے فتویٰ یا افتاء کا منصب بہت اہم اور اونچا منصب تھا تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں فتویٰ نویسی یا افتاء اور مفتی کا منصب ہمیشہ نہایت اہم اور بلند متصور ہوتا رہا ہے لیکن یہ سب باتیں ایک اہم موضوع اور دلچسپ مطالعہ سہی مگر ان سب باتوں کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، تاہم اس بات کی طرف ایک مختصر اشارہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا کہ گزشتہ بارہ صدیوں کے دوران میں برعظیم پاک و ہندوستان کے علمائے کرام نے فتویٰ نویسی کے میدان میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اور منصب افتاء نے ملت اسلامیہ کو جو رہنمائی مہیا کی ہے وہ جہاں قابل قدر ہے وہاں باعث فخر بھی ہے۔

برعظیم پاک و ہند ان اسلامی خطوں میں شامل رہا ہے جہاں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ کی فقہ کا دور دورہ رہا، یہاں کے علمائے حنفیہ نے فقہ اسلامی کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ سیرت نبوی کی طرح علوم شریعت بھی اس خطے کے اہل علم کے نزدیک ایک مہتمم بالشان اور نہایت مرغوب موضوع رہا ہے۔ یہاں کے علماء نے علوم فقہیہ یعنی فقہ، اصول فقہ اور فتاویٰ نویسی کے علاوہ شرعی علوم کے دیگر بے شمار پہلوؤں کو اپنے مطالعہ و توجہ کا مرکز بنائے رکھا۔ عربی، فارسی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں شرعی علوم کا اتنا وسیع ذخیرہ تیار کیا ہے جو ملت کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے اور اس کا احاطہ کرنا کسی مورخ کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ برعظیم پاک و ہند کے اکابر احناف کے اس عظیم القدر علمی و فقہی سرمایہ فخر میں امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ جو فتاویٰ رضویہ کے نام سے مشہور اور متداول ہیں بلاشبہ ایک منفرد اور قیمتی سرمایہ ہے۔

برعظیم جنوبی ایشیا یا پاک و ہند کے علمائے اسلام نے فقہ اسلامی کے فتاویٰ کا جو عظیم القدر ذخیرہ

عربی زبان میں مرتب کیا ہے اس کی فہرست بہت طویل ہے اور اس میں تعدد و تنوع بھی ہے اور اس میں حسن و خوبی کے عناصر بھی موجود ہیں۔ اسی طرح اسلامی ہند کی سرکاری زبان فارسی ہونے کے باعث اس زبان میں بھی لاتعداد چھوٹے بڑے فتاویٰ مرتب ہوئے جن میں بہت سے ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ بھی نہیں ہو سکے۔ یہی حال ان فتاویٰ کا بھی ہے جو اردو عربی یا اردو فارسی کا امتزاج پیش کرتے ہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی بد قسمتی ہے اور افسوس ناک کوتاہی کہ ہم اپنے بزرگوں کی میراث کو بھی نہیں سنبھال سکے۔ سب سے زیادہ افسوس اہل دولت و ثروت مسلمانوں پر ہے جو اپنی دولت کا حقیر سا حصہ بھی کارِ ثواب سمجھ کر ہی وقف کرنے سے قاصر ہیں مگر اس سے کہیں زیادہ افسوس ان اہل علم پر ہے جو ابتدائی قدم اٹھانے یا عملی تحریک کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ علم کو سنبھالنے اور علمی میراث کو محفوظ کرنے کا اصل کام آخر مسلمان علماء کا ہے۔ یہ حضرات نہ صرف یہ کہ اس علمی ورثے کی نوک پلک درست کر کے مسلمان اہل دولت و ثروت کو سرمایہ خرچ کرنے کی تحریک بھی پیدا کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان علمی کاوشوں پر اضافے اور ترقی کا کام بھی انجام دے سکتے ہیں۔ اس کی روشن مثال ہمارے دوست و کرم فرما حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی ہے۔ آپ بعض احباب کے مشورے اور تعاون سے لاہور میں "رضافاؤنڈیشن" جیسا عظیم ادارہ قائم کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں جو "فتاویٰ رضویہ" کی طباعت و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے، میں صمیم قلب سے حضرت مولانا کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے اس نیک مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے ان شاء اللہ!

"فتاویٰ رضویہ" کی مطبوعہ مجلدات پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے جو مجموعی تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی دیگر مفتیان بر عظیم پاک و ہند میں ایک نہایت بلند اور منفرد مقام رکھتے ہیں اور ان کے یہ فتاویٰ اپنی عظیم تر افادیت کے ساتھ ساتھ ایک ایسی انفرادیت بھی رکھتے ہیں جو تنوع، ایجاد، جامعیت اور باریک بینی کے علاوہ ایک مصنف کے کمال فن، وسعت نظر، عمق بصیرت، ظرافت طبع اور جزئیات میں کلیات، اور کلیات میں جزئیات کو ایک خاص رنگ میں پیش کرنے کی فقیہانہ مہارت سے قاری کی قوت فیصلہ اور قلب و روح کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔ یہ وہ انفرادیت و امتیاز ہے جو بر عظیم پاک و ہند کے مفتیان عظام کے حصے میں بہت کم آیا ہے مگر فتاویٰ رضویہ کے مصنف کے ہاں کثرت و مقدار وافر کے ساتھ میسر ہے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے فتاویٰ کے مختلف ابواب فقہیہ میں سے بعض موضوعات منتخب فرمائے ہیں اور ان میں سے ہر موضوع پر ایک الگ اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، یہ رسائل جہاں بلند درجہ تحقیق و تدقیق کے آئینہ دار ہیں وہاں تمام متداول؛ فقہی مصادر و مآخذ کا نچوڑ بھی پیش کرتے ہیں۔ مصنف کی یہ کوشش لائق تحسین ہے کہ وہ ان مختلف و متنوع مصادر کی مختصر ترین عبارات بلکہ جملوں کو منتخب کرتے ہیں اور انہیں کمال مہارت سے یکجا کر کے یوں جوڑ دیتے ہیں کہ وہ ایک مسلسل عبارت بن جاتی ہے۔ یوں

لگتا ہے جیسے یہ عبارات کے ٹکڑے یا جملے مختلف مصنفین نے اسی غرض سے تخلیق کئے تھے کہ وہ ان فقہی موضوعات پر مشتمل رسائل کی عبارات کی زینت بنیں۔ یہ کام جہاں دقت نظر اور کمال اور اک و انتخاب کا مقتضی ہے وہاں قوت حافظہ اور زبان پر کامل عبور کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ ان مختصر مگر جامع رسائل کا ایک انفرادی امتیاز یہ بھی ہے کہ فاضل بریلوی نے ان کے تسمیہ میں بڑے تفنن طبع اور فقیہانہ بصیرت سے کام لیا ہے۔ کتابوں کے تسمیہ میں نزاکت و ظرافت کی یہ روش بر عظیم کے علمائے اسلام کا طرہ امتیاز رہا ہے اور مولانا احمد رضا خاں اس میدان میں امامت و مہارت کا شرف رکھتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ ان کا فاضل مصنف کوئی عام عالم دین یا محض مفتی و فقیہ نہیں بلکہ ایک کثیر الجوانب عبقری یعنی ور سٹائل جینیئس (VERATILE GENIUS) ہے، اس لئے نہ تو ان کی نظر محض فقہی پہلو پر محدود و مرکوز رہتی ہے اور نہ ان کی بات میں کسی پہلو کی تشنگی یا اسے نظر انداز کرنے کا احساس ہوتا ہے بلکہ ان کے انداز بیان سے منقولات اور معقولات کے ہر علم و فن کے تقاضوں کی تسکین ہوتی ہے، فاضل بریلوی رحمہ اللہ ارشاد نبوی العلم علماں علم الادیان و علم الابدان کی حقیقت سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی تھے، وہ علم ادیان یعنی شرعی علوم اور علم ابدان یعنی سائنسی علوم پر یکساں عبور کے قائل تھے، شریعت کے علوم قرآن و حدیث سے شروع ہوئے اور عربی زبان و ادب کی جزئیات سے ہوتے ہوئے فقہ و کلام اور جدل و مناظرہ تک پہنچے ہیں اسی طرح سائنسی علوم کا دائرہ بھی وسعت پذیر اور لامحدود ہے اس لئے شریعت ان مفید و نافع علوم سے اعراض نہیں سکھاتی بلکہ ان میں کمال پیدا کرنے کی دعوت و تلقین اس شریعت کا امتیاز ہے۔

وقت کی رفتار تغیر بڑی تیز ہے جو اس رفتار تغیر کا ساتھ نہ دے سکے اسے وقت کی تلوار کاٹ کر رکھ دیتی ہے، جو شریعت یا قانون وقت کی اس رفتار تغیر کا مقابلہ نہ کر سکے اس کا نابود ہونا یقینی ہے لیکن اسلامی شریعت تو زمان و مکان کی قید سے آزاد و مآدرا ہے اس لئے یہ شریعت ہر زمان و ہر مکان کے لئے ہے، اسی حوالے سے اسلامی شریعت کے ماہر فقیہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی فکری صلاحیتوں سے وقت کی رفتار تغیر کا صرف ساتھ ہی نہیں بلکہ اس کا مقابلہ بھی کر سکے۔ یہ فکری صلاحیتیں دو چیزوں کی محتاج ہوتی ہیں ان سے ایک خداداد عبقریت اور دوسرے علم ادیان کے ساتھ علم ابدان یعنی سائنسی علوم کا ماہر ہونا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی میں یہ دونوں صلاحیتیں تمام و کمال موجود ہیں بلکہ ہر زمان و مکان کے فقیہ ہیں۔ جس طرح اسلامی شریعت زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے اسی طرح اس کا ماہر فقیہ جو خداداد عبقریت اور سائنسی علوم خصوصاً طب و ریاضت اور فلسفہ و ہیئت کے بھی امام ہیں وہ بھی زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں۔ وہ جدید زندگی کے مسائل کو اسلامی فقہ کی روشنی میں اس طرح حل کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" اس دعوٰی پر شاہد عادل ہیں۔ تمام فصول اور ابواب میں وہ فقہی مسائل کو عصر حاضر کی زبان میں حل کرتے ہیں، ان کے تمام فتاویٰ عقلی و نقلی استدلال پر مبنی ہوتے ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ

شریعت نہ صرف یہ کہ عقل کے خلاف نہیں بلکہ عقل کے لئے نشوونما کا سامان بھی کرتی ہے۔ اظہار و بیان کا وسیلہ زبان ہوتی ہے، فقہ اور مفتی کے لئے اظہار و بیان کی قدرت ایک لازمی اور ضروری صفت ہے ورنہ مسائل و مشاغل کی تفہیم آسان نہ ہوگی۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ اس میدان کے مرد میدان ہی نہیں شہسوار بھی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو پر انہیں جو کامل عبور تھا اس کا ایک ثبوت تو ان تین زبانوں میں ان کے شاعرانہ کمالات ہیں جو نعت و مدح رسول کے لئے وقف ہیں مگر "فتاویٰ رضویہ" میں بھی وہ اظہار و بیان کے وسائل یعنی زبان کے ادبی اسلوب سے قاری کے ذہن کی چٹکیاں لیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ الفاظ کو نئے معنی پہنانا اور مرکبات و کلام کو تضمین کے طور پر یوں استعمال کرنا کہ وہ انگشتی میں نگینہ جڑ دینے کا منظر پیش کرتے ہوئے آئیں، یہ صرف قادر الکلام شاعر اور باکمال ادیب ہی کر سکتا ہے۔

اختصار سے کام لیتے ہوئے یہاں صرف "فتاویٰ رضویہ" کی جلد اول کے دو تمہیدی عنوانات یعنی "خطبة الکتب" اور "صفة الکتب" کے علاوہ مستقل فقہی موضوع پر لکھے جانے والے پہلے رسالے "أجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً علی قول الامام" کے خطبے کی طرف اشارہ کافی ہوگا۔ خطبہ الکتب میں فقہ حنفی کی اُمتات الکتب کے اسماء اور فنی مصطلحات کو بطور تلخیص و براعت استعمال کر کے جو سماں باندھا ہے وہ کچھ انہی کا کمال ہے، الفاظ پرانے ہیں مگر بطور تلخیص استعمال ہو کر نئے معانی کا لباس بن گئے ہیں الحمد للہ هو الفقہ الاکبر والجامع الکبیر، لزیادات، فیضہ البسوط، الدرر الغرر، بہ الهدایة و منه البدایة والیہ النہایة (یعنی سب حمد اللہ کے لئے ہے، یہی سب سے بڑی سمجھ اور اضافوں کو یکجا کرنے والی بات ہے، اس کا فیض ہے جو پھیلا ہوا ہے جیسے چمکتے ہوئے موتی ہوں، اسی ذات سے ہدایت وابستہ ہے، وہی اول اور وہی آخر ہے) یہ تو وہ نئے معنی ہیں جو ان پرانے الفاظ کے لباس میں یہاں وارد ہوئے ہیں مگر ان کے معانی فقہ حنفی کی امہات الکتب کے نام ہیں۔ فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ کی تصنیف ہے، جامع کبیر، زیادات، فیض، مبسوط، دُرر، غُرر، ہدایہ اور بدایہ و نہایہ یہ سب کتب فقہ ہیں مگر زبان عربی پر عبور رکھنے والے نے ان پرانے الفاظ سے دوبر کام لے کر اپنی مہارت و عبقریت کا ثبوت دے دیا ہے۔

اسی تمہید کتاب میں صفة الکتب کے عنوان سے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے قرآنی الفاظ و تراکیب سے برکت و سعادت کا جو سماں باندھا گیا ہے وہ کسی فنانی العربیہ اور ماہر کلام ربانی کا پتا دیتا ہے۔ رسالہ اعلیٰ الاعلام میں یہی رنگ کمال نظر آتا ہے، یہاں پر مصنف عربی زبان کے اسالیب و نگارش پر عبور رکھنے کے علاوہ جَدّتِ تعبیر سے کام لینے میں بھی لاثانی نظر آتے ہیں، فقہ جیسے خشک مضمون میں اس جَدّتِ تعبیر نے جو رنگ پیدا کیا ہے اس نے دلچسپی میں اضافہ کر دیا ہے۔ فقہی نصوص کے صحیح ادراک، دقت نظر و باریک بینی، ہدایت قول و حاضر جوابی، منطقی و موثر طریقہ استدلال اور حسن استنباط و استنتاج میں فاضل بریلوی کا کوئی جواب نہیں۔ یہاں پر میں ایک خاص بات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جو میں نے محسوس کی ہے یوں تو بر عظیم پاک و ہند کے نامور عربی دانوں اور علوم اسلامیہ کے

ماہرین کے علمی کارناموں سے اپنے اور بیگانے سبھی نا آشنا اور کم آگاہ ہیں مگر ان میں سے بعض اہل علم تو بے قدری اور احسان ناشناسی کی حد تک گمنام چلے آتے ہیں اور لوگ ان کے حقیقی مقام و مرتبے کے منکر دکھائی دیتے ہیں۔ بر عظیم کی جن ہستیوں کو دانستہ یا نادانستہ طور پر فراموشی و بے قدری کا مستحق گردانا گیا اور ان میں سے ایک کا تعلق سرزمین پنجاب سے ہے اور دوسرے کا تعلق علم و ثقافت کے خطے یوپی سے ہے۔ پنجاب کی نادر و روزگار ہستی اور بی مثال عبقری تو مولانا عبدالعزیز ہاروی (رحمہ اللہ) تھے جو مشہور عرب شاعر ابوالقاسم الشابی اور ایک انگریز شاعر کیٹس کی طرح جوانی میں ہی دنیا سے کوچ کر گئے مگر علمی کارناموں کے لحاظ سے ان کی مختصر عمر بھی طویل مدت ثابت ہوئی۔ مولانا ہاروی رحمۃ اللہ علیہ جس شہرت اور عزت کے مستحق تھے وہ نہ تو انہیں زندگی میں مل سکی اور نہ موت کے بعد گمنامی کا پردہ چاک ہو سکا۔ پنجاب کے اس عظیم عبقری اور عالم دین کو کما حقہ، متعارف کرانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے، ان کے متعلق خود بھی لکھا ہے اور دو مقالے پی ایچ ڈی کے بھی میری نگرانی میں ہو رہے ہیں۔

خطہ علم و ثقافت یوپی سے اٹھنے والی ہستی فاضل بریلوی مولانا احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جن کے علمی کارناموں سے شدید انغماض برتا گیا بلکہ ان کے فضل و کمال سے انکار کیا گیا، یہی نہیں بلکہ بدنامی کی جسارتیں بھی ہوتی رہیں، بظاہر اس کے تین اسباب نظر آتے ہیں:

پہلا سبب تو خود ان کے نام لیواؤں کی کمزوری ہے جو ان کے علمی کارناموں کو عام کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کر سکے، الا ماشاء اللہ!

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ عالمی ادارے یا تنظیمیں جو بر عظیم میں اہل علم کو متعارف کرانے کے ذمہ دار تھے وہ حضرت فاضل بریلوی کی قدر شناسی اور اعتراف فضل سے گیزاں رہے۔

میرے خیال میں اس کا تیسرا سبب حسد و رقابت کے جذبات ہو سکتے ہیں، معمولی آدمیوں کو ایسے حادثے کم پیش آتے ہیں مگر غیر معمولی ذہانت و قابلیت کے مالک انسانوں کے لئے مخالفت و عداوت اور حسد و رقابت بھی غیر معمولی نوعیت کی سامنے آتی ہے۔ امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کثیر الجوانب عبقریت کے مالک تھے غالباً اس وجہ سے ان کے علمی کارناموں کو پردہ خفا میں رکھنے اور ان پر خاک ڈالنے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے۔

بہر حال یہ بات باعث اطمینان ہونی چاہئے کہ اب بر عظیم پاک و ہند میں ایسے افراد و ادارے وجود میں آچکے ہیں جو حضرت فاضل بریلوی کے تعارف کے ضمن میں تلافی مافات کے لئے کوشاں ہیں۔

فہرست مضامین

۴۷	نیت دل سے ہونی چاہئے زبان سے ضروری نہیں، قلبی نیت کی حد کیا ہے۔	۵	پیش لفظ
۵۵	تمام بلاد کے لئے جہت قبلہ کا ایک خاص تخمینہ ممکن نہیں۔	۸	فتاویٰ رضویہ کی علمی قدر و قیمت
۵۷	نقطہ مغرب سے ۴۵ درجے کے اندر انحراف مفسد صلوٰۃ نہیں۔	۲۹	باب شروط الصلوٰۃ
۶۱	رسالۃ ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال (سمت قبلہ کے بیان میں)	۲۹	ایسے باریک کپڑوں میں جن سے اعضا ظاہر ہوں نماز نہیں ہوتی۔
۶۲	جہت قبلہ سے انحراف مفسد صلوٰۃ ہے۔	۲۹	مردوں کے نواضعائے عورت کا شمار اور مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق۔
۶۳	آفاقی کا قبلہ جہت ہے۔	۳۰	چہارم عضو کھلنے کی مختلف صورتیں۔
۶۳	ترک مستحب مستلزم کراہت تزییہ بھی نہیں۔	۳۰	عورتوں کے تیس اعضائے مستور کا شمار
۶۵	بعد مسافت کے بعد ایک خاص حد کے اندر انحراف بھی جہت قبلہ سے انحراف نہ ہوگا۔	۳۶	"میں نماز خدائے تعالیٰ کے لئے پڑھتا ہوں" اس طرح نیت کرنے سے نیت ہوگی یا نہیں۔

۶۵	غیر مکہ معظمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے باہر نہ ہو مضر نہیں۔	۶۵	افادہ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے اس کے بارے میں مختلف اقوال اور مصنف کی تحقیق۔	۷۶
۶۵	سمت قبلہ میں علم ہیئت واصطرلاب وغیرہ آلات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔	۱۲۵	افادہ ثانیہ: علی گڑھ میں انقلابین کی سعت المغرب کتنی ہے۔	۱۲۵
۷۱	علی گڑھ کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے ساڑھے دس درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے۔	۱۲۵	افادہ ثالثہ: علی گڑھ کی عید گاہ نقطہ مغرب سے کس قدر منحرف ہے۔	۱۲۵
۷۱	صحابہ کرام نے بلاد متقاربہ بلکہ ملک بھر کے لئے ایک ہی قبلہ قرار دیا۔	۱۲۶	افادہ رابعہ: علی گڑھ کا قبلہ تقریبی۔	۱۲۶
۷۱	فرمان فاروقی میں عراق کا قبلہ مابین المشرق والمغرب قرار پایا۔	۱۲۷	افادہ خامسہ: علی گڑھ کا قبلہ تحقیقی۔	۱۲۷
۷۱	بخارا، سمرقند، نسف، ترمذ، سرخس کا قبلہ راس العقرب کا مسقط ہے۔	۱۲۳	باب صفة الصلوة	۱۲۳
۷۱	بیت المقدس، حلب، دمشق، رملہ، نابلس، اور تمام ملک شام کا قبلہ قطب تارے کو پس پشت لینا ہے۔	۱۲۳	عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں یہ ہی ان کے لئے انساب ہے۔	۱۲۳
۷۱	کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین، طبرستان، جرجان میں نہر شاش تک قطب کو دہنے کان کے پیچھے، ملک عراق میں سیدھے شانے، ملک مصر میں بائیں، ملک یمن میں منہ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا قبلہ ہے۔ خراسان، ہندوستان وغیرہ بلاد شرقیہ کا قبلہ بین المغربین ہے۔	۱۲۹	التحیات میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کا ثبوت۔	۱۲۹
۷۱	قبلہ کے بارے میں مشائخ کرام کے چھ اقوال	۱۵۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین نہیں فرمایا بلکہ فعل و ترک دونوں حدیثوں میں وارد ہیں اور ترک رائج۔	۱۵۳
۷۵	ہندوستان میں قطب تارادہنے شانے پر کیوں لیا جاتا ہے۔	۱۵۵	نماز میں قیام کی حالت میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا مسنون ہے۔	۱۵۵
۷۵	ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے ۳۵ درجے اور طول مشرقی ۶۶ سے ۹۲ تک ہے۔	۱۵۷	بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل رکھنی چاہئے اس سے زیادہ جھکانا عبث ہے۔	۱۵۷

۱۹۰	التحیات میں اشارہ کرنے کا طریقہ۔	۱۵۸	صرف تکبیر تحریر کی قدرت ہو تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی، اس کے بارے میں مصنف کی تحقیق۔
۱۹۱	جمعہ کی نیت کرنے کا طریقہ۔	۱۶۲	ابتدائے سورت میں بسم اللہ شریف پڑھنا مستحب ہے اختلاف صرف اس کی مسنونیت میں ہے۔
۱۹۱	سورتوں کی ابتداء میں بسم اللہ شریف ملانا افضل ہے۔	۱۶۲	یہاں سورت سے کیا مراد ہے۔
۱۹۱	بے نمازیوں کو سمجھانے کا طریقہ اور نہ مانیں تو ان سے قطع تعلق کر لیا جائے۔	۱۶۷	الصاق کعبین کی تحقیق۔
۱۹۳	نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے تصور کافی نہیں۔	۱۷۰	قومہ وجلسہ کے اذکار طویلہ نوافل پر محمول ہیں فرائض میں مسنون نہیں۔
۱۹۳	مقبوق التحیات کو تریل سے پڑھے تاکہ امام کے سلام کے وقت ختم ہو ورنہ شہادتین کی تکرار کرے۔	۱۸۲	شناؤدھنا سنت ہے اور امام کے قرأت بالجسر سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔
۱۹۳	بیٹھ کر نماز پڑھنے میں سجدے کرنے میں پاؤں سے سرین کو جدا کرنا چاہئے یا نہیں۔	۱۸۲	اللہم اغفر لی کہنا امام، مقتدی اور منفرد سب کے لئے مستحب ہے اور طویل دعاسب کے لئے مکروہ۔
۲۰۲	رکوع میں قدموں پر نظر ہو۔	۱۸۳	درود شریف پڑھنے کی فضیلت افضل درود کا بیان۔
۲۰۲	ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا مسنون ہے مگر ہاتھوں کو چومنا ثابت نہیں۔	۱۸۳	مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں، آمین بالجسر مکروہ ہے۔
۲۰۲	واللہ الصلین کے بعد آمین کہنا مسنون ہے سری نمازوں میں بھی اگر مسموع ہو، آمین سے سجدہ سہو نہیں۔	۱۸۵	۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ایک رکعت نماز و تراویح نفل باطل محض ہے۔
۲۰۲	ٹھہری ہوئی ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ۔	۱۸۷	التحیات میں اشارہ بہ سببہ مسنون ہے۔
۲۰۳	عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت میں احادیث کریمہ۔	۱۸۹	سلام کے بعد امام کی اطاعت مقتدی سے ختم ہو جاتی ہے، تکبیرات انتقالیہ کہنے کا طریقہ۔
۲۰۴	سلام کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا امام کے لئے مکروہ ہے۔	۱۹۰	سلام کے بعد امام کو قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

۲۵۳	کسی حرف کے نکالنے پر جو قادر نہ ہو اس کے لئے حکم۔	۲۰۵	صحت صلوٰۃ کے لئے فہم معنی ضروری نہیں۔
۲۶۶	ہر رکعت میں ایک سورت کی تکرار فرض میں مکروہ ہے۔	۲۰۶	نماز کے بعد مصلے کا الٹ دینا کیسا ہے۔
۲۶۷	ایک رکعت میں چند سورتیں یا ایک سورت یا ایک آیت چند بار پڑھنا یا ایک بڑی سورت کی چند آیتیں ایک رکعت میں اور چند آیتیں دوسری رکعت میں پڑھنا کیسا ہے۔	۲۰۷	شرعاً، کرتے وغیرہ پر نماز پڑھے تو گریبان پر کھڑا ہو اور سجدہ دامن پر کرے۔
۲۷۰	سورتوں کو معکوس پڑھنا ناجائز ہے۔	۲۰۸	سلام کے بعد صرف امام کو انصراف کا حکم ہے مقتدیوں کو نہیں یہ کیوں؟
۲۷۱	دوسری رکعت میں پہلی سے طویل قرأت مکروہ ہے۔	۲۰۸	عمامہ کی فضیلت میں بیس احادیث کریمہ۔
۲۷۲	ضاد کو خدا یا دود پڑھنا غلط ہے، ضاد کے مخرج کا بیان۔	۲۰۸	استعمالی وغیرہ استعمالی جو توں کا حکم۔
۲۷۳	نماز میں کھانسنے اور کھنکھانے کا حکم۔	۲۱۱	حضور کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔
۲۷۵	حرف ضاد اور ظ مشتبه الصوت ہیں۔	۲۱۱	صلوٰۃ رضی وغیرہ کورمز میں لکھنا جائز نہیں۔
۲۷۵	ترتیل کی تین حدیں ہیں۔	۲۲۳	جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔
۲۸۳	رسالہ نعم الزاد لروم الضاد (ناقص) (حرف ضاد کی تحقیق)	۲۲۳	نماز کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت۔
۳۰۳	رسالہ الجام الصاد عن سنن الضاد (ضاد کے احکام اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ)	۲۳۳	بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے اور انخاف افضل۔
۳۲۲	تجوید سے انکار کفر ہے۔	۲۳۳	نماز کے بعد دعا میں تاخیر کیسی۔
۳۲۳	غیر عربی میں قرآن شریف پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔	۲۳۹	باب القراءة
۳۲۴	حضر میں مقدار قرأت کا بیان۔	۲۳۹	قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے۔
۳۲۶	نماز میں کسی نے قال رسول اللہ کہہ دیا نماز ہوگی یا نہیں۔	۲۴۰	جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک قرآۃ خلف الامام ممنوع ہے احادیث سے اس کا ثبوت اور مخالفین کے دلائل کا رد۔
۳۲۷	لفظ "اللہ" کے الف کو حذف یا پُر کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔	۲۵۱	قرآۃ میں غلطی کرنے کا حکم۔
		۲۵۱	سری نمازوں میں جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے، مقدار جس کا بیان۔

۳۴۴	چند آیتوں کی قرأت کے متعلق سوال و جواب۔	۳۲۸	کسی نے چار رکعت والی نماز میں سورۃ لیس پھر دھان پھر تنزیل پھر سوہ ملک پڑھی الخ
۳۴۴	آیت مایکوز بہ الصلوٰۃ کی مقدار کیا ہے۔	۳۲۹	قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے سورہ فاتحہ کی ہو خواہ کسی اور سورت کی۔
۳۴۶	ہر آیت پر وقف جائز ہے اگرچہ آیت ۵ لا ہو۔	۳۳۱	طوال مفصل، اوساط مفصل، قصار مفصل کن نمازوں میں پڑھی جائیں۔
۳۴۷	قرآن پاک ترتیب سے پڑھنا فرض ہے الٹا پڑھنا حرام۔	۳۳۲	آمین آہستی کہنا چاہئے۔
۳۴۷	نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔	۳۳۲	منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہوگی۔
۳۴۸	لقمہ دینا جائز ہے۔	۳۳۳	ایک آیت پڑھنے کے بعد دوسری آیتوں کی طرف منتقل ہونا یا بیچ سے چھوڑ دینا اگر مجبوری سے ہو نماز ہو جائے گی۔
۳۴۸	قل هو اللہ احد میں مابعد سے وصل جائز ہے۔	۳۳۵	سورۃ کے اخیر کو تکبیر رکوع سے ملانا کہاں کہاں مستحب ہے۔
۳۴۸	تراویح میں سورہ رحمن پڑھنے کا طریقہ۔	۳۳۶	صبح کی نماز میں چالیس سے ساٹھ آیت تک پڑھنا چاہئے اور وقت کم ہو تو بقدر گنجائش۔
۳۴۹	نماز میں کتنی آیتیں فرض ہیں اور کتنی واجب اور کتنی سنت اور کتنی مستحب۔	۳۳۶	سورہ العصر میں کلمہ الا پر وقف کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔
۳۴۹	نماز میں بسم اللہ شریف کہاں کہاں پڑھنا چاہئے۔	۳۳۶	ض کو ط کے مشابہ پڑھنے کا حکم۔
۳۵۰	نماز میں جس سورۃ کا ایک کلمہ منہ سے نکل آئے اسی کا پڑھنا فرض ہے۔	۳۳۸	چند آدمیوں کا ایک جگہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا ممنوع ہے۔
۳۵۱	فساد معنی اگرچہ ہزار آیت کے بعد ہو نماز باقی رہے گی۔	۳۳۹	صحت صلوٰۃ کے لئے فن مخرج جاننا ضروری نہیں حروف صحیح ادا ہونے چاہئیں۔
۳۵۱	مقتدی کو قرأت ناجائز ہے۔	۳۳۹	تبدیل حروف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے، تبدیل کی تین صورتیں۔
۳۵۲	اللہ اکبر کی راہ کو دال پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی۔	۳۴۲	لقمہ دینے کی ایک صورت۔
۳۵۲	خلاف ترتیب سے متعلق چند سوال۔	۳۴۳	قرآن پاک کو اتنی تجوید سے پڑھنا جس سے حروف کی تصحیح ہو فرض عین ہے۔

۳۹۰	مبسوط کی اقتدا صحیح نہیں۔	۳۵۳	بلا وجہ لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں۔
۳۹۰	سود خور کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	۳۵۵	درمیان سورت سے کچھ چھوٹ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۳۹۲	امام کو درمیان کھڑے ہونے کا حکم۔	۳۵۵	بھولنے کی حالت میں ایک لفظ کو بار بار پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
۳۹۲	ایک شخص مشگایہ کہے جو اپنی بی بی سے قربت کرے اور اراخ	۳۷۰	وقف و وصل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے ترک کرنے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔
۳۹۷	بیر لکے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔	۳۷۱	بیچ میں چھوٹی سورۃ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔
۳۹۸	استناف کو ذریعہ الشیطان وغیرہ کہنے والے کی امامت کا حکم۔	۳۷۱	امام سے جہاں غلطی ہو مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اگرچہ ہزار آیت کے بعد ہو۔
۴۰۳	حنفی مسئلہ مسح میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر عمل کرے تو کیا حکم ہے۔	۳۷۳	چند آیتوں کی قرات کے متعلق سوال۔
۴۰۵	ناج وغیرہ دیکھنے والے کی امامت کا حکم	۳۷۹	باب الامامة
۴۰۶	بے روزہ دار کی امامت مکروہ ہے۔	۳۷۹	ان بلاد میں آئین بالہم و رفع یدین کرنے والے عموماً غیر مقلد ہیں۔
۴۰۷	حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے کب جائز ہے۔	۳۷۹	آدھا کلمہ پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
۴۱۶	اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	۳۸۰	پورا اللہ اکبر بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔
۴۱۸	ناج دیکھنے والے، دیوتاؤں پر بھیٹ چڑھانے والے، غیبت کرنے والے کی امامت کا حکم۔	۳۸۰	چار رکعت والی نماز میں اخیر کی ایک رکعت کسی کو ملی تو وہ امام کے سلام کے بعد دوسری رکعت میں قعدہ کرے۔
۴۲۲	تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔	۳۸۱	مسائل نماز و طہارت سے جو زیادہ واقف ہو وہ مستحق امامت ہے اگرچہ نابینا ہو۔
۴۲۲	تجوید سے متعلق چند احکام۔	۳۸۳	امام کو درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے، محراب اور در کا فرق۔
۴۳۷	امام کے ہر فعل و ترک کا اتباع مقتدی پر واجب نہیں۔	۳۸۳	تجوید کو نہ جاننے والا امام نہیں ہو سکتا۔
۴۳۹	وہابیہ، روافض اور جو مسائل نماز سے واقف نہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔	۳۸۶	امام قدیم کو حق امامت حاصل رہے گا اگرچہ مسجد میں کوئی عالم فاضل آجائے۔
		۳۸۷	عورتوں کو میلہ میں لے جانے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔

۴۹۵	کن کن لوگوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اندھے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔	۴۵۲	جس کا ہاتھ ٹوٹا ہو، جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو، بھلا، توٹلا، ایفونی، خائن، رشوت لینے والے یا جسے برص ہو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
۴۹۵	امامت سے متعلق ایک سوال۔	۴۵۵	سلام کے بعد دہنے بائیں پھر نے کا بیان۔
۴۹۸	ندویوں کی امامت کیسی ہے۔	۴۶۰	ولد الحرام، زانی، بہرے، کرہیہ الصوت، ایفونی کی امامت کا حکم۔
۴۹۹	غیر مقلدوں کی امامت ناجائز ہے۔	۴۶۵	اولیٰ امامت کس کی ہے، ولد الحرام اور جس امام سے لوگ ناراض ہوں، ان کی امامت کا حکم، امام الہ سے سے افضل کون ہے۔
۵۰۱	عرفی شریف وغیرہ شریف میں امام ہونے کا زیادہ حقدار کون ہے۔	۴۷۷	جو اپنے کو بالغ ہونا ظاہر کرے اس کے قول کو قبول کرنا واجب ہے۔
۵۰۲	میلاد میں شریک نہ ہونے والے یا قیام کو برا کہنے والے کی امامت کا حکم۔	۴۷۹	فاسق کو امامت سے معزول کرنا واجب ہے۔
۵۰۳	مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت نہیں کر سکتا۔	۴۸۱	فسق کی ایک صورت۔
۵۰۳	امردوں سے ناجائز تعلق رکھنے والے کی امامت ناجائز ہے۔	۴۸۳	جس کی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہو یا سود کھاتا یا مردہ نہلانے کا پیشہ کرتا ہو ان کی امامت کیسی ہے۔
۵۰۴	صحت صلاۃ کے لئے تجوید کی مقدار، حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے صحیح ہونے کی شرائط۔	۴۸۶	مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو حق پر جاننے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔
۵۰۹	سنت مؤکدہ چھوڑنے والے کی امامت مکروہ ہے۔	۴۸۷	فوتو گرافر، بوا سیر والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔
۵۱۰	دیوث کی امامت مکروہ ہے۔	۴۸۹	تجوید نہ جاننے والے کے پیچھے تجوید جاننے والے کی نماز ہوگی یا نہیں۔
۵۱۰	کلوخ سے استنجا کرنے والے کی امامت کا حکم۔	۴۹۰	مقدمہ لڑنے والوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔
۵۱۰	حنفی اگر حنبلی ہو جائے تو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔	۴۹۲	ایک مصلے پر میاں بی بی نماز پڑھیں اور شوہر امام ہو الخ۔
۵۱۱	شرعی فتوؤں کی توہین کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔	۴۹۳	سود خور یا جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہو الخ۔
۵۱۱	فعل حرام میں سعی کرنے والا فاسق ہے۔		

۵۳۸	بلاوجہ شرعی مسلمانوں کو گالی دینا سخت حرام ہے۔	۵۳۳	امامت میں وراثت نہیں چلتی، حق امامت کس کو حاصل ہے، عالم کے مقابلے میں جاہل کو امام بنانا جائز ہے۔ جمعہ، عیدین، کسوف وغیرہ میں امام کون ہو سکتا ہے۔ "صلوا خلف کل برو فاجر" سے کیا مراد ہے۔
۵۳۹	اگر کہیں ولد الحرام امام کی وجہ سے جماعت میں کمی ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے۔	۵۳۰	اندھے کی امامت کا حکم۔
۵۴۱	علم غیب، فاتحہ وغیرہ کے منکر کی امامت کا حکم۔	۵۳۱	سود کے تمسکات لکھوانے والا فاسق ہے۔
۵۴۲	غنی امام صدقہ فطر لے یا قرآن مجید غلط پڑھے یا فاسق معلن ہو اس کی امامت مکروہ ہے، مقتدیوں کے گناہ کے سبب ترک جماعت جائز نہیں، امام ہونے کی شرائط۔	۵۳۲	آیت میں تقدیم و تاخیر سہواً ہونے پر حرج نہیں،
۵۴۳	ڈاڑھی ترشوانا، نماز قضا کرنا فاسق ہے۔	۵۳۳	بے نمازی اور روافض سے میل جول رکھنے والا فاسق ہے۔
۵۴۵	خو بصورت امر دہ کی امامت خلاف اولیٰ ہے۔	۵۳۳	زانی فاسق ہوتا ہے اور اس کی امامت مکروہ۔
۵۴۵	شرعی امام کے پیچھے براہ نفسانیت نماز نہ پڑھنا گناہ ہے۔	۵۳۴	بلا عذر جماعت چھوڑنے والا فاسق ہے۔
۵۴۶	سودی دستاویز لکھانے والا فاسق ہے۔	۵۳۵	ذابح البقر کی امامت جائز ہے۔
۵۴۶	ملازمان گورمنٹ، مثلاً تھانیدار وغیرہ اور ملازمان چوگی کی امامت کا حکم۔	۵۳۵	حیات النبی کے منکر کی امامت مکروہ ہے۔
۵۴۷	امام اور جماعت کے مابین فاصلہ کی مقدار۔	۵۳۶	دیوث کی امامت مکروہ ہے۔
۵۴۷	عاق اور جس سے چار جمعہ چھوٹ گئے ہوں اس کی امامت کا حکم۔	۵۳۶	مسلمانوں سے بلاوجہ شرعی بغض و کینہ رکھنے والا فاسق ہے۔
۵۴۷	ولد الزنا کے لڑکے کی امامت کا حکم۔	۵۳۷	جورافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنے وہ منافق ہے اس پر دلائل۔
۵۴۸	بلا ضرورت شرعیہ سودی قرض لینے والا فاسق ہے۔	۵۳۵	بالغین کا امام نابالغ نہیں ہو سکتا۔
۵۴۸	میلاد شریف یا ختم تراویح کی شیرینی تقسیم کرنے کو بدعت کہے اس کی امامت کیسی ہے۔	۵۳۵	سنی غیر فاسق کو امام بنانا چاہئے۔
۵۵۱	رشوت لینے والے، جھوٹے مقدمے کرنے والے فاسق ہیں۔	۵۳۶	جہادی کی امامت کا حکم۔
۵۵۲	جو اپنے جرائم سے توبہ کر لے اس کی امامت جائز ہے۔ اب اس پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔	۵۳۶	رافضیوں میں بیاہ شادی کرنے والے کی امامت کا حکم۔

۵۴۵	جس کے ہاتھ میں تشبیخ ہو وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۵۵۳	اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔
۵۴۶	ایک عالم شریف ہے سید نہیں ہے یا صرف عالم وہ جاہل یا کم نجیب الطرفین سید کی موجودگی میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۵۵۴	لنگڑے کی امامت کیسی ہے۔
۵۴۷	ایک امام کا مقلد دوسرے امام کے مقلد کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔	۵۵۵	نماز اگر ایک جہت سے فاسد ہو تو وہ فاسد ہی ہوگی اگرچہ دوسری جہتوں سے صحیح ہو۔
۵۴۸	حنفی کی خاطر شافعی امام رفع یدین وغیرہ چھوڑے یا نہیں۔	۵۵۶	فسق کی ایک صورت۔
۵۴۹	مردہ سنانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔	۵۵۷	حنفی شافعیوں کی جماعت میں شریک ہو یا نہیں۔
۵۵۰	وہابیہ کی امامت ناجائز ہے۔	۵۵۸	جس لڑکے سے اس کے والدین نے کہہ دیا ہو کہ میرے جنازہ پر نہ آنا۔
۵۵۱	جس کی آنکھ میں پھلی ہو وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۵۵۹	امام کسی سے دنیوی کدورت رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔
۵۵۲	خدائے تعالیٰ کو مجسم ماننے والے کی اقتدا حرام ہے۔	۵۶۰	لوطی فاسق ہے۔
۵۵۳	بلاوجہ شرعی امام کو معزول کرنا حرام ہے۔	۵۶۱	معذور کی امامت کا حکم۔
۵۵۴	دیوث کی امامت مکروہ ہے۔	۵۶۲	مسجد پر وقف شدہ جائے نمازوں پر نماز پڑھنے کا حکم۔
۵۵۵	سود خور اور سود دینے والے دونوں کی امامت مکروہ ہے۔	۵۶۳	دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔
۵۵۶	میلاد شریف کو بدعت کہنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔	۵۶۴	صدقہ، فطر، مال زکوٰۃ، قبرستان میں غلہ کوڑی وغیرہ لینا جس کا پیشہ ہو اس کی امامت کیسی ہے۔
۵۵۷	نصاری کی تابعداری کرنے والے، مسلمانوں میں نفاق ڈالنے والے، چوری کرنے والے اور غیر مقلدین ان کی امامت کیسی ہے۔	۵۶۵	عقلاندہ دریافت کرنے پر جو نہ بتائے یا مقررہ وقت کا پابند نہ ہو یا جس کی امامت سے کچھ لوگ ناراض ہوں یا جس کا دہنا ہاتھ بیکار ہو ایسے کی امامت کیسی ہے۔

Question #712
Pg. 576/736
Pg. 578 of this PDF

Question #705
Pg. 572/736
Pg. 574 of this PDF

۶۰۱	فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔	۵۸۸	رنڈی زادہ کی امامت کیسی ہے۔
۶۰۲	یتیموں کو ستانا، غیبت کرنا، جھوٹی قسم کھانا فسق ہیں۔	۵۸۸	کارندوں کی امامت کیسی ہے۔
۶۰۲	زانی اور شرابی کی امامت مکروہ ہے۔	۵۸۹	دیوبندی مدرسوں میں پڑھنے والوں کی امامت کا حکم۔
۶۰۳	داڑھی ترشوانے والا فاسق ہے۔	۵۹۰	بدمذہبوں کی برات وغیرہ میں شریک ہونے کا حکم۔
۶۰۳	نماز فجر جس کی قضا ہو گئی ہو وہ ظہر وغیرہ کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔ بہرے کی امامت کیسی ہے۔	۵۹۱	چوڑی پہنانے یا طبابت کا پیشہ کرنا ہو اس کی امامت کا حکم۔
۶۰۳	گالی گلوچ کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔	۵۹۳	حرمین طہیین کے علما کو بدعتی کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔
۶۰۴	قصاب کی امامت کا حکم۔	۵۹۴	جو سورتیں پڑھتے یا دہوں امام انہیں کو پڑھے، شطرنج کھیلنا فسق ہے۔
۶۰۴	زانی توبہ کر لے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر لوگ اس کی توبہ پر اعتبار نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔	۵۹۵	بے ضرورت سوال حرام ہے۔ جنازہ کی نماز پڑھانا امام پر لازم نہیں۔
۶۰۴	شریہ بد زبان عورت ہو تو شوہر پر اسے طلاق دینا واجب نہیں۔	۵۹۶	نماز پڑھنے کے لئے امام کے متعلق تحقیق کرنا ضروری نہیں، وہابی کے پیچھے نماز باطل ہے۔
۶۰۵	دیوث کی امامت مکروہ ہے، جو پیر فعل حرام کا مرتکب ہو اس سے بیعت کرنا میلاد پڑھوانا ناجائز ہے۔	۵۹۶	عاق کی تعریف اور حکم۔
۶۰۶	ایفونی اور روزہ چھوڑنے والے فاسق ہیں۔	۵۹۶	مزامیر حرام ہیں ان کا سننا فسق۔
۶۰۸	مزامیر حرام ہیں۔	۵۹۷	وہابیہ کی برائی بیان کرنا فرض ہے یونہی فاجر وغیرہ کی۔
۶۰۹	عورت کے افعال قبیحہ سے شوہر راضی نہ ہو اور باز رکھنے کی کوشش بھی کرتا ہو اور عورت باز نہ آتی ہو تو شوہر پر نہ کوئی الزام نہ اس کی امامت میں حرج۔	۵۹۸	بلاوجہ شرعی مسلمانوں سے عداوت رکھنا فسق ہے۔
۶۱۰	سینہ تک بال رکھنا مرد کو حرام ہے۔	۶۰۰	جہاں کہیں فاسق کے علاوہ کوئی دوسرا نماز پڑھانے والا نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔
۶۱۱	امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو اور دوسرا آئے تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے۔	۶۰۰	ماہی گیری کی امامت کا حکم۔

۶۲۲	تفضیلیہ مبتدع و بد مذہب ہیں۔	۶۱۱	امر دے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔
۶۲۳	دکاندار امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۶۱۳	فسق کی ایک صورت۔
۶۲۳	جو تندرست ہوتے ہوئے بھیک مانگنے کا پیشہ کرے اس کی امامت مکروہ ہے۔	۶۱۳	شبہ سے چوری ثابت نہیں ہوتی۔
۶۲۵	چودہ برس کا لڑکا اپنے کو بالغ ظاہر کرے اسے بالغ مانا جائے گا۔	۶۱۳	طلاق دے کر بی بی رکھ لے اور اس سے لڑکا پیدا ہو اس لڑکے کی امامت جائز ہے یا نہیں۔
۶۲۵	بد مذہبوں کے ساتھ کھانا، میل جول رکھنا فسق ہے۔	۶۱۴	امام معزول کرنے کی ایک صورت۔
۶۲۵	کن کن لوگوں کی امامت جائز ہے اور کن کی ناجائز۔	۶۱۴	استاد کا قصور کرنے والے شاگرد کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔
۶۲۶	امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہو ناسنت ہے۔	۶۱۵	بلا وجہ امام کو معزول کرنا جائز نہیں
۶۲۷	غلط مسئلہ بتانے والے قابل امامت نہیں۔	۶۱۶	بہرے کی امامت جائز نہیں
۶۲۷	واڑھی منڈانے والوں کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔	۶۱۷	سفر میں امام کے عقائد دریافت کی ضرورت ہے یا نہیں
۶۲۷	امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے، قرآن خوانی اجرت حرام ہے۔	۶۱۷	غیر مقلدین کے پیچھے نماز باطل ہے۔ جماعت میں غیر مقلد شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔
۶۲۷	تارک جماعت کی امامت مکروہ ہے۔	۶۱۹	جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ کو امام بنانا جائز نہیں۔
۶۲۸	معذور کی امامت کا حکم۔	۶۱۹	جو شرائط امامت کا جامع ہو اسے امام بنایا جائے اگرچہ وہ اپنے کو نااہل کہے۔
۶۲۹	امام کے لئے مصلے ہو اور مقتدی کے لئے نہ ہو تو نماز میں حرج نہیں۔	۶۱۹	کسبیاں کھلی رہیں تو نماز مکروہ ہوتی ہے۔
۶۳۰	غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسے یہودی کے پیچھے۔	۶۲۰	وہابیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں خواہ نفلی نماز ہو۔
۶۳۰	مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا نماز نہیں پڑھا سکتا۔	۶۲۰	نماز جنازہ میں عورت امام اور مرد مقتدی ہوں تو فرض ادا ہو جائے گا۔
۶۳۱	مقتدی کے سر پر عمامہ ہو اور امام صرف ٹوپی پہنے ہو تو نماز میں حرج ہے یا نہیں۔	۶۲۲	نجومی، رُتال اور فالناموں کے بیچنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

۶۳۹	امامت کی اُبرت دلالتاً یا صراحۃً طے ہو گئی ہو تو اُبرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔	۶۳۳	وہابی کے پیچھے نماز ناجائز ہے اگرچہ استاد ہو بلکہ اسے استاد بنانا گناہ۔
۶۴۰	نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔	۶۳۳	زانی فاسق ہیں انہیں امام بنانا مکروہ۔
۶۴۰	امامت کی تنخواہ لینی جائز ہے مگر بچنا بہتر۔	۶۳۴	تعظیم و توہین کا مدار عرف ہے۔
۶۴۱	سلام کے بعد امام دعائیں تاخیر کرے تو مقتدی پر ضروری نہیں کہ بیٹھا رہے ضرورت ہو تو چلا جائے، سلام کے بعد امام کی ولایت ختم ہو جاتی ہے۔	۶۳۵	جسے صرف جمعہ کا امام بنایا گیا ہو وہ صرف جمعہ پڑھانے کا پابند ہے دوسری نمازوں کا نہیں۔
۶۴۱	فرض، واجب، سنت مؤکدہ، مستحب، مباح کے احکام۔	۶۳۵	نماز کوئی خانگی معاملہ نہیں جسے چاہا امام بنالیا۔
۶۴۲	سورۃ سوچنے میں اتنی دیر ہو جائے کہ تین بار سبحن اللہ کہہ لیا جائے تو سجدہ واجب ہے۔	۶۳۷	ناہینا کی امامت جائز ہے۔
۶۴۲	صرف پانچامہ پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔	۶۳۸	سنی وہابی علما کو یکساں جاننے والا کافر ہے۔
۶۴۷	رسالہ النہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد (غیر مقلدین کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کے بیان میں)	۶۳۸	کثرت احتلام یا کسی دوسرے امراض کے سبب بجائے غسل کے تیمم کرے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

فہرست ضمنی مسائل

۶۳۹	امامت کی اجرت دلائل یا صراحۃً ہو گئی ہو تو اجرت لینے اور امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔		اماکن الصلوٰۃ
۶۴۰	امامت کی تنخواہ یعنی جائز ہے مگر پچنا بہتر۔	۱۳۱	بلند جگہ پر امام کھڑا ہو تو نماز باطل ہو گی یا مکروہ۔
	حظر و اباحت	۱۳۱	قطع صف حرام ہے۔
۲۲۱	صلوٰۃ ترضی وغیرہ کو زمزم میں لکھنا جائز نہیں۔	۱۳۶	فرض، واجب اور فجر کی سنتیں چلتی ریل میں نہیں ہو سکتیں اور اگر وقت نکل رہا ہو تو پڑھ لے پھر اعادہ کرے۔
۲۲۳	جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔	۱۴۱	مجبوری کے سبب جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئی ہوں ان کا اعادہ نہیں۔
۲۲۴	نماز کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت۔		حدود
۲۳۳	بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اخفاء افضل۔	۶۱۳	شبہ سے چوری ثابت نہیں ہوتی۔
۲۳۳	نماز کے بعد دعائیں تاخیر کیسی؟		وقف
۲۷۰	سورتوں کو معکوس پڑھنا ناجائز ہے۔	۵۷۲	مسجد پر وقف شدہ جائے نمازوں پر نماز پڑھنے کا حکم۔
۲۷۴	نماز میں کھانسنے اور کھانکھانے کا حکم۔		اجارہ
۳۳۲	منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ ہو گی۔	۶۲۷	امامت پر تنخواہ یعنی جائز ہے۔ قرآنی خوانی کی اجرت حرام ہے۔

۶۰۱	فاسق و فاجر کی تعریف اور حکم۔	۵۳۸	بلاوجہ شرعی مسلمانوں کو کالی دینا سخت حرام ہے
۶۴۱	فرض، واجب، سنت، مؤکدہ، مستحب، مباح کے احکام۔	۵۵۳	اتہام اور بدگمانی ناجائز ہے۔
	رسم المفق	۵۹۶	مزایم حرام ہیں ان کا سننا فسق۔
۳۹۲	ایک شخص مثلاً یہ کہے جو اپنی بی بی سے قربت کرے الخ	۶۰۵	دیوث کی امامت مکروہ ہے، جو پیر فعل حرام کا مرتکب ہو اس سے بیعت کرنا میلاد پڑھوانا ناجائز ہے۔
۶۲۷	غلط مسئلہ بتانے والے قابل امامت نہیں۔	۶۰۶	افیونی اور روزہ چھوڑنے والے فاسق ہیں۔
	عقائد و کلام	۶۰۸	مزایم حرام ہیں۔
۲۲۱	حضور کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔	۶۱۰	سیدہ تک بال رکھنا مرد کو حرام ہے۔
۳۲۲	تجوید سے انکار کفر ہے۔	۶۳۰	نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے۔
۳۷۹	ان بلاد میں آمین بالجسر و رفع یدین کرنے والے عموماً غیر مقلد ہیں۔		مداینات
۳۹۸	احناف کو ذریعہ الشیطان وغیرہ کہنے والے کی امامت کا حکم۔	۵۳۸	بلا ضرورت شرعیہ سودی قرض لینے والا فاسق ہے۔
۵۲۸	جورافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنے وہ منافق ہے اس پر دلائل۔		نفقات
۵۷۳	دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔	۵۸۳	عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ ہے باپ پر نہیں۔
۵۷۹	وہابیہ کی امامت ناجائز ہے۔		فوائد فقہیہ
۵۸۲	خدا تعالیٰ کو مجسم ماننے والے کی اقتدا حرام ہے۔	۵۵	تمام بلاد کے لئے جہت قبلہ کا ایک خاص تخمینہ ممکن نہیں۔
۶۲۵	بد مذہبوں کے ساتھ کھانا، میل جول رکھنا فسق ہے۔	۱۷۰	قومہ و جلسہ کے اذکار طویلہ نوافل پر محمول ہیں فرائض میں مسنون نہیں۔
۶۳۸	سنی وہابی علما کو یکساں جاننے والا کافر ہے۔	۱۸۵	۲۰/۲ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے، ایک رکعت نماز وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔
۶۵۶	غیر مقلدین کے چند عقائد کا بیان۔	۲۰۵	صحت صلوٰۃ کے لئے فہم معنی ضروری نہیں۔

۷۰۷	تقلید کو شرک و کفر کہنے سے غیر مقلدین کے نزدیک اکابر کا کافر و مشرک ہونا لازم آتا ہے۔	۶۵۶	خوارج بدترین مخلوق ہیں۔
۷۰۹	منکرین تقلید نے امت مرحومہ کے دس حصوں میں سے نو کو علی الاعلان کافر و مشرک ٹھہرایا۔	۶۶۳	اہل عرب ہر گز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔
	تجوید	۶۷۰	غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہ ہونے کے دلائل۔
۲۷۲	ضاد کو غایا و اوپر ڈھنا غلط ہے، ضاد کے مخرج کا بیان۔	۶۷۰	غیر مقلدین بدترین اہل بدعت سے ہیں۔
۲۷۵	حرف ض اور ظ مشتبہ الصوت ہیں۔	۶۸۰	غیر مقلدین فاسق ملعون ہیں۔
۲۷۵	ترتیل کی تین حدیں ہیں۔	۷۰۳	غیر مقلدین صریح متعصبین ہیں جن کا اصل مقصود تکفیر مسلمین ہے۔
۲۹۹	صفات لازمہ و غیر لازمہ میں فرق۔	۷۰۹	جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے وہ خود کافر ہے۔
۳۰۵	ض، ط، ذ، ز حروف متباہتہ متغائرہ ہیں دوران تلاوت قصد ایک کی جگہ دوسرا پڑھنا گناہ عظیم اور حرام قطعی ہے۔	۷۰۹	جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑھے گا۔
۳۰۶	قاری سے بے قصد تبدیل اگر ض مشابہہ دہو تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم غلط و فاسد ہے۔	۷۱۸	اہلسنت کو چاہئے کہ ان سے پرہیز رکھیں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں ان کو شریک نہ کریں۔
۳۰۷	ضالین کی جگہ دالین بہ دال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائے گی اور دالین بہ ذال معجزہ پڑھے تو جاتی رہے گی۔	۷۱۹	اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے۔
۳۰۸	جو بالقصد مغضوب کی جگہ مغضوب و مغزوب پڑھے اس کی نماز فاسد ہوگی۔	۷۲۰	بد مذہبوں سے محبت زہر قاتل ہے۔
۳۲۰	مخرج ضاد کا بیان		مسئلہ تقلید
۳۲۰	حروف مجہورہ و مہمو سہ کا بیان	۷۰۳	جو پایہ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے رتبہ عظمیٰ تک پہنچا اس پر تقلید امام معین واجب ہے۔
۳۲۰	ض کو ظ کے مشابہہ پڑھنے کا حکم	۷۰۵	فرقہ ناجیہ اہلسنت ان چار مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں منحصر ہو گیا۔
۳۲۹	تبدیل حروف یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے تبدیل کی تین صورتیں	۷۰۷	ترک تقلید شخصی گناہ کبیرہ ہے۔

۴۲۲	فوائد اصولیہ	تجوید سے متعلق چند احکام	
۶۳	ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہ بھی نہیں۔	ردِ بد مذہبیاں	
۶۳۴	تعظیم و توہین کا مدار عرف ہے۔	غیر مقلدین کے پیچھے نماز باطل ہے جماعت میں غیر مقلد شریک ہو تو نماز ناقص ہوگی۔	۶۱۷
	ریاضی	جو مدارس اہلسنت کے خلاف ہیں ان کے طلبہ کو امام بنانا جائز نہیں۔	۶۱۹
۶۵	سمت قبلہ میں علم ہیأت و اصطراط و غیرہ آلات و قیاسات کا اعتبار نہیں۔	تفضیلیہ مبتدع بد مذہب ہیں۔	۶۲۲
۷۵	ہندوستان کا عرض شمالی ۸ درجے سے ۳۵ درجے اور طول مشرقی ۶۶ سے ۹۲ تک ہے۔	فضائل	
	متفرقات	درویش پڑھنے کی فضیلت اور افضل دروہ کا بیان۔	۱۸۳
۱۶۷	الصاق کعبین کی تحقیق	عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت میں احادیثِ کریمہ	۲۰۳
۲۰۸	استعمالی و غیر استعمالی جو توں کا حکم۔	عمامہ کی فضیلت میں ۱۲۰ احادیثِ کریمہ	۲۰۸

بسم الله الرحمن الرحيم ط

باب شروط الصلوة (نماز کی شرطوں کا بیان)

مسئلہ ۳۸۹: از کلکتہ دھرم تہ ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تہبند اگر ایسے باریک کپڑے کا ہے کہ اس میں سے بدن کی سرخی یا سیاہی نمایاں ہے
تو اس تہبند سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب:

فی الدر المختار سائر لا یصف ما تحته ^۱ فی رد المحتار بان لا یری منه لون البشرة ^۲ ۔	در مختار میں ہے چھپانے والی چیز وہ ہے جو اپنے اندر کی چیز کو ظاہر نہ کرے۔ رد المحتار میں ہے بایں طور پر کہ اس سے جسم کارنگ دکھائی نہ دے۔ (ت)

یہاں سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا وہ دُوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مفسد نماز ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۳۹۰: مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب ۲۳ محرم ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کے بدن میں کئے عضو عورت ہیں؟ بینواتو جروا

الجواب:

اللهم هداية الحق والصواب۔

یہ تو معلوم ہے کہ مرد کے لئے ناف سے زانو تک عورت ہے۔

^۱ در مختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۲/۱

^۲ رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۰۲/۱

ناف خارج گھٹنے داخل مگر جدا جدا اعضاء بیان کرنے میں یہ نفع ہے کہ ان میں ہر عضو کی چوتھائی پر احکام جاری ہیں، مثلاً: ۱۔ اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگرچہ اس کے بلا قصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو نماز بالاتفاق جاتی رہی۔

۲۔ اگر صورت مذکورہ میں پورا رکن تو ادا نہ کیا مگر اتنی دیر گزر گئی جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو بھی مذہب مختار پر جاتی رہی۔

۳۔ اگر نمازی نے بالقصد ایک عضو کی چہارم بلا ضرورت کھولی تو فوراً نماز جاتی رہی اگرچہ مگنا چھپالے، یہاں اداے رکن یا اُس قدر دیر کی کچھ شرط نہیں۔

۴۔ اگر تکبیر تحریمہ اُسی حالت میں کہی کہ ایک عضو کی چہارم کھلی ہے تو نماز سرے سے منعقد ہی نہ ہوگی اگرچہ تین تسبیحوں کی دیر تک مکشوف نہ رہے۔

۵۔ ان سب صورتوں میں اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ یتیت سے سلام تک انکشاف رہے اگرچہ بعض صورتوں میں گناہ و سوائے ادب بیشک ہے۔

۶۔ اگر ایک عضو دو جگہ سے کھلا ہو مگر جمع کرنے سے اس عضو کی چوتھائی نہیں ہوتی تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی ہو جائے تو بتفصیل مذکورہ نہ ہوگی۔

۷۔ متعدد عضووں مثلاً دو امیٹ سے اگر کچھ کچھ حصہ کھلا ہے تو سب جسم مکشوف ملانے سے ان دونوں میں جو چھوٹا عضو ہے اگر اس کی چوتھائی تک نہ پہنچے تو نماز صحیح ہے ورنہ بتفصیل سابق باطل مثلاً ران و زیر ناف سے کچھ کچھ کپڑا الگ ہے تو دونوں کی قدر منکشف اگر زیر ناف کی چہارم کو پہنچے نماز نہ ہوگی اگرچہ مجموعہ ران کی چوتھائی کو بھی نہ پہنچے کہ ان دونوں میں زیر ناف چھوٹا عضو ہے اور سرین اور زیر ناف میں انکشاف ہے تو مجموعہ سرین کے رابع تک پہنچنا چاہیے اگرچہ زیر ناف کی چوتھائی نہ ہو کہ ان میں سرین عضو اصغر ہے اسی طرح تین یا چار یا زیادہ اعضا میں انکشاف ہو تو بھی اُن میں سب سے چھوٹے عضو کی چہارم تک پہنچنا کافی ہے اگرچہ اکبر یا اوسط یا خفیف حصہ ہو۔

یہ وہ صحیح ہے جس پر امام محمد نے زیادات میں تصریح کی ہے، تجھے تبیین کی بحث کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں اگرچہ فتح القدیر اور البحر الرائق نے اس کی اتباع کی، اور برہان حلبی نے اسے صغیر میں مختار قرار دیا، اللہ تعالیٰ مالک و علام کی توفیق سے اس کی پوری	هذا الصحيح الذي نص عليه محمد في الزيادات فلا عليك من بحث التبیین وان تبعه الفتح والبحر واختاره البرهان الحلبي في الصغیر و تمام الكلام بتوفيق الملك العلام في

تفصیل ہمارے رسالے الطرۃ فی ستر العورة میں مذکور ہے جسے میں نے اس سوال کے جواب میں اس کے متعلق مسائل میں وارد ہونے والے اشکالات کو زائل کرنے کے لئے لکھا ہے اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو محافظ و بلند ہے۔ (ت)

رسالتنا الطرۃ فی ستر العورة التي الفتها بعد ورود هذا السؤال لازاحة مافی المسائل من وجوه الاشكال والحمد لله المهيمن المتعال۔

یہ سب مسائل در مختار و رد المحتار و غیر ہما سفار سے مستفاد۔

ان دونوں کتابوں کے چیدہ چیدہ مخلوط طور پر الفاظ یہ ہیں: اداء رکن کی مقدار چوتھائی عضو کا ننگا رہنا نماز سے مانع ہے (یعنی اداء رکن جو سنت کے مطابق ہو، منیہ۔ اس کے شارح نے کہا کہ یہ تین تسبیحات کی مقدار ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حقیقتاً رکن کی ادائیگی کا اعتبار کیا ہے احتیاط کے پیش نظر پہلا قول مختار ہے شرح المنیہ اور جب ربع عضو کا اداء رکن کی ادائیگی سے کم کھلا رہے تو بالاتفاق نماز فاسد نہیں ہوگی، کیونکہ قلیل وقت میں انکشاف کثیر معاف ہے، یہ اس انکشاف کا معاملہ ہے جو دوران نماز عارض ہو، اگر وہ انکشاف ابتداء نماز سے عارض ہو اور کھلنے والی جگہ عضو کی چوتھائی ہو تو ایسا انکشاف بالاتفاق مطلقاً العقاد نماز سے مانع ہے یہ اس وقت ہے جبکہ یہ کشف عورت قصد مصلیٰ کے بغیر ہو (پس اگر ایسا کشف عورت قصد مصلیٰ کے باعث ہو تو فقہاء کے ہاں نماز فی الفور فاسد ہو جائے گی قنہ، حلبی نے کہا یعنی اگرچہ وہ اداء رکن کی ادائیگی سے کم میں ہو، مگر یہ کہ وہ فعل مصلیٰ کسی ضرورت کی بنا پر ہو جیسے مصلیٰ کا اپنے

وهذا نصها ملتقطاً ومختلطاً ويسنع كشف ربع عضو قدر اداء ركن (بسننته منية قال شارحهاو ذلك قدر ثلث تسبيحات واعتبر محمد اداء الركن حقيقة والاول المختار للاحتياط شرح المنية وقل من قدر ركن فلا يفسد اتفاقاً لان الانكشاف الكثير في الزمان القليل عفو كالانكشاف القليل في زمان الكثير ، وهذا في الانكشاف الحادث في الصلاة اما بالمقارن لا ابتداء ها فيمنع انعقادها مطلقاً اتفاقاً بعد ان يكون المكشوف ربع العضو) بلا صنعه (فلوبه فسدت في الحال عندهم قنية قال ح اي وان كان اقل من اداء ركن الالحاجة كرفع نعله لخوف الضياع ما لم يؤد ركناً كما في الخلاصة) او تجمع بالاجزاء

جو تلوں کو ضائع ہونے کے خوف سے اٹھالینا جتنے وقت میں وہ رکن نماز ادا نہ کر سکے۔ خلاصہ میں ایسے ہے۔) اور مکشوف اجزاء کو جمع کیا جائے گا (اور وہ اجزاء مثلاً نصف، چوتھائی اور تہائی ہیں) اگر ایک عضو میں کئی کشف ہوں ورنہ مقدار یعنی پیمائش کے ساتھ اندازہ کیا جائے گا پھر اگر (وہ پیمائش کے ساتھ مجموعہ) ادنی عضو کے ربع کو پہنچ جائے (یعنی وہ اعضاء جو جزوی طور پر مکشوف ہیں ان میں کہ ادنی عضو کے ربع کو پہنچ جائے) تو ایسا کشف نماز سے مانع ہے، (مثلاً عورت کی ران کے آٹھویں حصے کا نصف اور کان کے آٹھویں حصے کا نصف اگر کھل جائے تو پیمائش کے اعتبار سے ان دونوں کا مجموعہ ان دونوں کھلنے والے اعضاء میں سے چھوٹے عضو کان کے چوتھائی سے زیادہ بنتا ہے) (ت)

(وہی النصف والربع والثالث) لو فی عضو واحد والا فبالقدر (ای المساحة) فان بلغ (المجموع بالمساحة) ربع ادناها (ای ادنی الاعضاء المنكشف بعضها) منع (کمالو انكشف نصف ثمن الفخذ و نصف ثمن الاذن من المرأة فان مجموعهما بالمساحة اکثر من ربع الاذن التي هي ادنی العضوين المنكشفين¹)

میں نے ان مسائل میں ہر جگہ اقویٰ رنج و احوط قول کو اختیار کیا کہ عمل کے لئے بس ہے اما ذکر الخلاف و بسط التعلیل فداع الی تفصیل یفرض الی الطویل (ذکر اختلاف اور ان کے دلائل کی تفصیل کے لئے طویل بحث درکار ہے۔) بالجملة ان احکام سے معلوم ہو گیا کہ صرف اجمالاً اس قدر سمجھ لینا کہ یہاں سے یہاں تک ستر عورت ہے ہر گز کافی نہیں بلکہ اعضاء کو جدا جدا پہچانا ضروری ہے اور وہ علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی محشیان در مختار رحمۃ اللہ علیہم نے مرد میں آٹھ گنے: (۱) ذکر مع اپنے سب پر زوں یعنی حشفہ و قضبہ و قلفہ کے ایک عضو ہے یہاں تک کہ مثلاً صرف قضبہ کی

¹ در مختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۶۶/۱، رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۰۰/۱

نوٹ: قوسین کے درمیان والی عبارت رد المحتار کی ہے اور باہر والی در مختار کی۔ نذیر احمد سعیدی

چوتھائی یا فقط حشفہ کا نص کھلنا مفسد نماز نہیں، اگر باوجود علم و قدرت ہو تو کتناہ و بے ادبی ہے اور ذکر کے گرد سے کوئی پارہ جسم اس میں شامل نہ کیا جائے گا، یہی صحیح ہے یہاں تک کہ صرف ذکر کی چوتھائی کھلنی مفسد نماز ہے، و سب ری ذالک و تمام التحقیق فی رسالتنا المذکورۃ (اس پر تفصیلی گفتگو اور تحقیقی راز ہمارے مذکورہ رسالے میں ہیں۔ ت)

(۲) اثین یعنی بیضے کے دونوں مل کر ایک عضو ہے یہی حق ہے یہاں تک کہ ان میں ایک کی چہارم بلکہ تہائی کھلنی بھی مفسد نہیں، و قد زلت هنا قدر العلامة البرجندی فی شرح النقایۃ کما نبہنا علیہ فی الطرۃ فلیتنبہ۔ اس مقام پر شرح نقایہ میں علامہ برجندی کے قدم پھسل گئے جیسا کہ ہم نے "الطرۃ فی ستر العورۃ" میں اس پر تنبیہ کی ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔ (ت)

پھر یہاں بھی صحیح یہی ہے کہ ان کے ساتھ ان کے حول سے کچھ ضم نہ کیا جائے گا، یہ دونوں تنہا عضو مستقل ہیں۔ (۳) دُر یعنی پاخانہ کی جگہ، اُس سے بھی صرف اس کا حلقہ مراد یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد۔

(۵۴) الیتین یعنی دونوں پُوتڑ، ہر چوتھو مذہب صحیح میں جدا عورت ہے کہ ایک کی چوتھائی کھلنی باعث فساد ہے۔ (۷۶) فخذین یعنی دونوں رانیں کہ ہر ران اپنی جڑ سے جسے عربی میں ركب و رفع و مغین اور فارسی میں بیغولہ ران اور اردو میں چڈھا کہتے ہیں گھٹنے کے نیچے تک ایک عضو ہے، ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع اور اس کے ساتھ مل کر ایک عورت ہے، یہاں تک کہ اگر صرف گھٹنے پورے کھلے ہوں تو صحیح مذہب پر نماز صحیح ہے کہ دونوں مل کر ایک ران کے ربع کو نہیں پہنچتے، ہاں خلاف ادب و کراہت ہو ناجدا بات ہے۔

(۸) کمر باندھنے کی جگہ ناف سے اور سیدھ میں آگے پیچھے دہنے بائیں چاروں طرف پیٹ کمر کو لہوں کا جو ٹکڑا باقی رہتا ہے وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔ رد المحتار میں ہے:

اعضاء عورة الرجل ثمانية الاول الذکر وما حوله الثانی الانثیان وما حولهما الثالث الدبر وما حوله الرابع والخامس الایتنان السادس والسابع الفخذان مع الركبتین الثامن ما بین السرة الى العانة مع ما یحاذی ذلك من الجنبین والظهر والبطن ¹	مرد کا ستر آٹھ اعضاء ہیں: (۱) عضو مخصوص اور ارد گرد (۲) خصیتین اور ان کا ارد گرد (۳) دُر اور ارد گرد (۵۴) دونوں سرین کا حصہ (۷۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۸) ناف تا زیر ناف سمیت پشت پیٹ اور دونوں پہلوؤں کے اس حصہ کے جو اس کے مقابل و محاذی ہے۔ (ت)

¹ رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۱ھ

اقول: و بالله التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) یہاں دو مقام تحقیق طلب ہیں:

مقام اول: آیا عورت ہشتم میں پیٹ کا وہی نرم حصہ جو ناف کے نیچے واقع ہے جسے ہندی میں پیڑو کہتے ہیں تینوں طرف یعنی کروٹوں اور پیٹھ سے اپنے محاذی بدن کے ساتھ صرف اسی قدر داخل ہے ذکر کے متصل وہ سخت بدن جو بال اُگنے کا مقام ہے جسے عربی میں عانہ کہتے ہیں اس میں شامل نہیں یہاں تک کہ صرف مقدار اول کی چوتھائی کھلی مفسد نماز نہ ہو اگرچہ عانہ کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو چہارم سے کم رہے یا عانہ سمیت ناف سے نیچے جس قدر جسم رانوں اور ذکر اور چوتھوں کے شروع تک باقی رہا سب مل کر ایک عورت ہے۔ یہاں تک کہ افساد نماز کے لئے اس مجموع کی چوتھائی درکار ہو اور مقدار اول کا ربع کفایت نہ کرے جتنی مکتب فقہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں اُن میں کہیں اس تنقیح کی طرف توجہ خاص نہ پائی اور بنظر ظاہر کلماتِ علما مختلف سے نظر آتے ہیں مگر بعد غور و تعمق اظہر واشبہ امر ثانی ہے یعنی یہ سب بدن مل کر ایک ہی عورت ہے، تو یوں سمجھئے کہ چار اطراف بدن میں اس سے ملے ہوئے جو عضو ہیں مثلاً ران و سرین و ذکر، اُن کا آغاز تو معلوم ہی ہے ان سے اوپر اوپر ناف کے کنارہ زیریں اور سارے دور میں اس کنارے کی سیدھ تک جسم باقی رہا اس سب کا مجموعہ عضو واحد ہے اور اسی طرف علامہ حلبی و علامہ طحطاوی و علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کلام مذکور ناظر کہ انہوں نے عانہ عضو جدا گانہ نہ ٹھہرایا اور نہ تقدیر اول پر اس قدر ٹکڑا اس میں داخل نہ تھا اور اس کا ران و ذکر میں داخل نہ ہونا خود ظاہر، تو واجب تھا کہ اس پارہ جسم یعنی عانہ کو نو اعضاء شمار فرماتے، اس مقام کی تحقیق کا مل بقدر قدرت فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ مذکورہ الطرۃ فی ستر العورۃ میں ذکر کی یہاں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی قدر کافی کہ عانہ اور عانہ سے اوپر ناف تک سارا جسم جسم واحد ہے حقیقۃً وہ حسا و حکما سب طرح متصل، تو اسے دو عضو مستقل ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے:

عندنا هما (یعنی اللحیین و هما العظمان الذان علیہما منابۃ الاسنان) من الوجه لا تصالہما بہ من غیر فاصلۃ ¹	ہمارے نزدیک یہ دونوں (یعنی دونوں جڑے، یہ وہ دونوں ہڈیاں ہیں جن پر دانت قائم ہیں) چہرہ ہی کا حصہ ہیں کیونکہ ان دونوں کا چہرے کے ساتھ اتصال بغیر فاصلہ کے ہے۔ (ت)

¹ الہدایہ کتاب الدیات فصل فی اشباع مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۵۸۸/۴

ف: تو سین سے باہر کی عبارت ہدایہ کی ہے۔ نذیر احمد سعیدی

یہ تو بحمد اللہ دلیل فقہی ہے اور خاص جزئیہ کی تصریح وہ ہے کہ جواہر الاخلاطی میں فرمایا:

اذا انكشف ما بين سرته و عورته ان كان ربعا فسدت صلواته لان ما بينهما عضو كامل اريد منه حول جمع البدن فاذا انكشف ربعه كان فاحشا¹ اه	اگر نمازی کی ناف اور شرمگاہ کا درمیان کھل گیا (کشف ہو گیا) اگر وہ چوتھائی ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ان دونوں کا درمیانی حصہ عضو کامل ہے اس سے مراد تمام بدن کا ارد گرد لیا ہے، پس جب اس کا چوتھائی کھل جائے تو یہ کشف فحش ہوگا (ت) اه

دیکھو ناف کے نیچے سے ذکر کے آغاز تک سارے بدن کو ایک عضو ٹھہرایا، یہ نص جلی ہے اور باقی عبارات علماء محتمل، تو اسی پر اعتماد، اسی پر عمل، ما لم يظهر الاقوی فی المحل والعلم بالحق عند الملك الاجل (جب تک اس بارے میں اس سے قوی دلیل ظاہر نہیں ہوگی، باقی قطعی علم اس ذات کے پاس ہے جو مالک و بزرگ ہے۔ ت)

مقام دوم: فقیر غفر اللہ لہ نے اس مسئلہ کے تحقیق کے لئے جامع صغیر امام محمد و قدوری^۲ امام ابوالحسن و^۳ وانی، امام حافظ الدین نسفی و^۴ کنز الدقائق و^۵ قایہ الروایہ امام تاج الشریعہ و^۶ نقایہ امام صدر الشریعہ و^۷ منیۃ المصلی و^۸ اصلاح ابن کمال باشا و^۹ ملتقى الابحر علامہ ابراہیم حلبی و^{۱۰} اشباہ علامہ زین العابدین مصری و^{۱۱} تنویر الابصار علامہ عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی و^{۱۲} نور الايضاح علامہ حسن شرنبلالی و^{۱۳} ہدایہ امام علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی و^{۱۴} کافی امام ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد سفدی و^{۱۵} شرح وقایہ امام عبید اللہ بن مسعود محبوبی و^{۱۶} تبیین الحقائق امام فخر الدین زبلی و^{۱۷} فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام و^{۱۸} حلیہ امام محمد بن محمد بن امیر الحاج حلبی و^{۱۹} ایضاح علامہ احمد بن سلیمان وزیر رومی و^{۲۰} ذخیرۃ العقبی علامہ یوسف بن جنید چلبی و^{۲۱} غنیہ علامہ برہان الدین حلبی و^{۲۲} صغیری شرح منیۃ المصلی و^{۲۳} شرح نقایہ علامہ عبد العلی برجندی ہروی و^{۲۴} جامع الرموز علامہ شمس الدین محمد قسستانی و^{۲۵} بحر الرائق علامہ زین بن ابراہیم مصری و^{۲۶} مراقی الفلاح علامہ ابوالاخلاص ابن عمار مصری و^{۲۷} در مختار محقق محمد بن علی دمشقی و^{۲۸} غمر العیون علامہ سیدی احمد حموی و^{۲۹} مجمع الانہر علامہ شیخی زادہ قاضی رومی و^{۳۰} حاشیہ مراقی للعللۃ السید احمد المصری و^{۳۱} حاشیہ در مختار للعللۃ السید الطحطاوی و^{۳۲} رد المحتار علامہ محقق سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی و^{۳۳} فتاویٰ خانہ امام اجل ابوالحسن فخر الدین اوزجندی و^{۳۴} خلاصہ امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری و^{۳۵} جواہر الاخلاطی علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر محمد حسینی و^{۳۶} خزائنہ المفتین و^{۳۷} فتاویٰ خیریہ و^{۳۸} عقود الدریہ و^{۳۹} فتاویٰ رحمانیہ ہندیہ و غیر ہا کتب فقہ متون

¹ جواہر الاخلاطی فصل فی الفرائض الخارجیۃ عن الصلوۃ قلمی نسخہ ص ۲۰

و شروح و فتاویٰ جس قدر فقیر کے پاس ہیں سب کی مراجعت کی سوا و حاشیہ طحاوی و شامی کے اس تعداد ہشت میں حصر کا نشان کہیں نہ پایا، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہدایت و نہایت عورت کی حدیں بتا گئے اور بعض بعض اعضاء کو جدا جدا بھی ذکر فرما گئے پھر کسی کتاب میں صرف دو تین عضو ذکر کئے، کسی میں چار پانچ، کسی میں کوئی، مگر استیعاب نہ فرمایا، نہ پورا شمار بتایا۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ متفرق کتابوں سے سب کو جمع کیجئے تو بیان میں یہی آٹھ آئے ہیں، غالباً اسی پر نظر فرما کر علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ میں حصر فرمادیا اور سیدین فاضلین نے ان کا اتباع کیا خود عبارت علامہ شامی قدس سرہ السامی دلیل ہے کہ یہ تعداد علامہ حلبی کی استخراج کی ہوئی ہے یعنی اُن سے پہلے علماء نے ذکر نہ فرمائی، حیث قال بعد تمام الکلام بتعداد اعضاء العورة في الامة والحررة^۱ اکن احمره ح ۱۵ (کیونکہ انہوں نے لونڈی اور آزاد عورت کے اعضاء ستر کی تعداد پر گفتگو کی تکمیل کے بعد یہ کہا ہے اسی طرح اس تعداد کو علامہ حلبی نے تحریر کیا ہے اھ۔ ت) مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو اس شمار میں کلام ہے کہ وہ بدن جو در اُنشین کے درمیان ہے اس گنتی میں نہ آیا اُسے عورت ہشتم کے توابع سے قرار دے سکتے ہیں کہ بیچ میں دو مستقل عورتیں یعنی ذکر اُنشین فاضل ہیں، ہدایہ میں فرمایا:

لا وجه الى ان يكون (يعني الساعد) بتعللا صابغ لان بينهما عضو اكمل ^۲	اس کی کوئی وجہ (دلیل) نہیں کہ (بازو) انگلیوں کے تابع ہو کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک عضو کامل ہے (ت)

امام نسفی نے کافی شرح وافی میں فرمایا:

اما الساعد فلا يتبعها (يعني الاصابع) لانه غير متصل بها ^۳	بازو ان (یعنی انگلیوں) کے تابع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ان کے ساتھ متصل نہیں ہے (ت)

نہ یہ صحیح کہ اسے دو حصے کر کے در اُنشین میں شامل مانے کہ مذہب صحیح پر تنہا اُنشین عضو کامل ہیں یونہی صرف حلقہ دُر عضو مستقل ہے کہ اُن کے گرد سے کوئی جسم ان کے ساتھ نہ ملا یا جائے گا، ملتقی الا بخر میں ہے:

كشف ربع عضوه عورة يمنع كالذكر بمفرده والانثيين وحدهما وحلقه الدبر بمفرده ^۴	ایسا عضو جو ستر گاہ میں داخل ہے اس کا چوتھائی کھل جانا نماز سے مانع ہے مثلاً عضو مخصوص تنہا، تنہا خصیتیں اور تنہا حلقہ دُر۔ (ت)

^۱ رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۱ھ

^۲ الہدایہ کتاب الدیات فصل فی دیکہ اصابع الید وغیرہا مطبوعہ یوسفی لکھنؤ ۱۲۸۹ھ

^۳ کافی شرح وافی

^۴ ملتقی الا بخر باب شروط صحیح الصلوة مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۱۱ھ

الذکر عضو بانفراده وکذا الانثیان و هذا هو الصحيح ¹	ذکر تنہا عضو ہے اور اسی طرح خصیتین بھی، اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

صغیری شرح منیہ میں ہے:

انکشاف ربع الذکر وحده او ربع الانثیین بسفردهما یمنع جوازا ²	تنہا ذکر (عضو مخصوص) کی چوتھائی یا تنہا خصیتین کی چوتھائی کا کھل جانا جوازِ نماز سے مانع ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

حلقة الدبر عضو بسفردها وکلها لاتزید علی قدر الدرهم ³	حلقة دُبر تنہا عضو ہے اور یہ تمام کا تمام قدر درہم سے زیادہ نہیں ہے۔ (ت)

غنیہ شرح کبیر منیہ میں ہے:

القبل والدبر اذا انکشف من احدهما ربعه وان کان اقل من قدر الدرهم یمنع جواز الصلوة ⁴ اھ ملخصاً۔	قبل اور دُبر میں سے کسی ایک کا جب چوتھائی حصہ کھل جائے اگرچہ وہ قدر درہم سے کم ہو جوازِ نماز سے مانع ہو گا اھ ملخصاً (ت)

کافی میں ہے:

کشف ربع ساقها یمنع جواز الصلاة وکذا الدبر والذکر والانثیان حکمها حکم الساق والکرخی اعتبر فی الدبر قدر الدرهم والدبر لایکون اکثر من قدر الدرهم فهذا یقتضی جواز الصلوة وان کان کل الدبر مکشوفاً وهو تناقض ⁵ اھ ملتقطاً	عورت کی پنڈلی کا چوتھائی حصہ کھل جانا جوازِ نماز سے مانع ہے اور اسی طرح دُبر و ذکر اور خصیتین ہیں ان میں سے ہر ایک کا حکم پنڈلی کی طرح ہے۔ امام کرخی نے دبر میں قدر درہم (کے انکشاف) کا اعتبار کیا ہے حالانکہ دبر قدر درہم سے زائد نہیں ہوتا تو اس قول کا تقاضا یہ ہے کہ اگرچہ تمام دبر ننگی ہو پھر بھی نماز ہو جائے گی اور یہ تناقض ہے۔ اھ ملتقطاً (ت)

¹ خزانیہ المفتین فصل فی ستر العورة قلمی نسخہ ۲۲/۱

² صغیری شرح منیہ المصلی الشرط الثالث مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۱۹

³ صغیری شرح منیہ المصلی الشرط الثالث مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۱۹

⁴ غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۳

⁵ کافی شرح وافی

انہوں نے غلط کہا ہے کہ یہ تغلیظ تخفیف یا اسقاط کا سبب ہے کیونکہ بعض عورت غلیظہ ایسی ہیں جو قدر درہم سے زیادہ نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایسے عضو کا تمام کا تمام ننگا ہونا نماز سے مانع نہ ہوگا، اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ایک قول یہ ہے کہ قبل، دُبر اور ان دونوں کا رد گرد (سب مل کر) غلیظہ ہے، پس امام کرخی کے قول قدر درہم کا اعتبار درست ہوگا اور فقہاء نے جو اعتراض کیا ہے وہ وارد نہ ہوگا۔ اس کا دفاع گزشتہ گفتگو سے ہو جاتا ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ ذکر (عضو مخصوص) اور خصیتین میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اور اسی طرح صحیح قول کے مطابق دبر اور سرین میں سے ہر ایک مستقل عضو ہے اب وہ (قدر درہم کا) اعتبار درست نہ ہوگا اھ مختصراً (ت)	غلطوہ بان هذا تغليظ يؤدى الى التخفيف والاقساط لان من الغليظة ما ليس باكثر من قدر الدرهم فيؤدى الى ان كشف جميعه لا يمنع وقد اجيب عنه بانه قد قيل بان الغليظة القبل والدبر مع حولهما فيجوز كونه اعتبار ذلك فلا يرد عليه ما قالوا ويدفعه ما تقدم من ان الصحيح ان كلا من الذكر والخصيتين عضو مستقل وكذلك الصحيح ان كلا من الاليتين والدبر عضو مستقل فلا يتم ذلك الاعتبار¹ اھ مختصراً۔

اسی طرح تبیین وغیرہ میں تصریح فرمائی، فقیر غفر اللہ لہ نے اپنے رسالہ مذکورہ میں اس بحث کی بحمد اللہ تنقیح بالغ بمالامزید علیہ ذکر کی اور اُس میں ثابت کر دیا کہ افاضل ثلاثہ قدست اسرار ہم کا ذکر و دُبر اُنشین کے ساتھ لفظ حول زائد کرنا بیکار بلکہ موہم واقع ہوا جب ثابت ہو لیا کہ یہ جسم یعنی مابین الدبر و الاُنشین اُن آٹھوں عورتوں سے کسی میں شامل اور کسی کا تابع نہیں ہو سکتا اور وہ بھی قطعاً ستر عورت میں داخل تو واجب کہ اُسے عضو جدا گانہ شمار کیا جائے۔ مرد میں عدد اعضاء عورت نو قرار دیا جائے اور کتب مذکورہ میں اُس کا عدم ذکر ذکر عدم نہیں کہ آخر اُن میں نہ استیعاب کی طرف ایماء نہ کسی تعداد کا ذکر، وہ ستر عورت کی دونوں حدیں ذکر فرما چکے اور اتنے اعضاء کے استقلال و انفراد پر بھی تصریحیں کر گئے تو جو باقی رہا لاجرم عضو مستقل قرار پائے گا،

عند رئی۔ سمجھو اور غور کرو شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی آسان امر کو پیدا فرمادے، یہ میری تحقیق ہے اور	فليفهم وليتأمل لعل الله يحدث بعد ذلك امرا هذا ما عندى والعلم بالحق

¹ حلیہ الحلی شرح منیہ المصلی

عند ربی۔

حق کا علم میرے رب کے پاس ہے (ت)

فقیر غفر اللہ لہ نے سہولت حفظ کے لئے اس مطلب کو چار شعر میں نظم کیا اور ذکر اعضاء میں ترتیب بھی وہی ملحوظ رہی۔ ان اشعار میں مرد کے لئے ستر عورت کی حدیں بھی بتائی گئیں وہ بھی اس تصریح سے کہ ناف خارج اور زانو داخل اور وہ مقدار بھی بتادی گئی جس قدر کا کھلنا مذہب مختار پر مفسد ہے پھر یہ تفرقہ بھی کہ بالقصد کھولنے میں فوراً نماز فاسد ہوگی اور بلا قصد میں مقدار ادائے رکن تک کھلنا چاہئے اس میں یہ بھی بتادیا گیا کہ مذہب مختار پر حقیقتاً ادائے رکن شرط نہیں پھر اس مذہب صحیح کی طرف ایما ہے کہ ذکر و انشیں و دُبر و ہر سرین تہا تہا عضو کامل ہیں اور یہ مذہب صحیح بھی ظاہر کر دیا گیا کہ ہر گھٹنا اپنی ران کا تابع ہے، اور جو عضو فقیر نے زائد کیا اُس میں یہ اشارہ بھی کر دیا کہ اس جزئیہ کی تصریح نہ پائی اور عورت زیر ناف میں یہ بھی مصرح ہو گیا کہ سب جوانب بدن سے مراد ہے اور نیز یہ بھی کہ عانہ اس میں داخل ہے ولہذا اسے بھی لفظ ظاہر کے نیچے رکھا۔ بجز اللہ مختصر بحر کی چار بیتوں میں اس قدر فوائد کثیرہ کے ساتھ لطف یہ ہے کہ بعنایت الہی کوئی حرف حشو و مصرع پر کن نہیں نہ کہیں ادائے مطلب میں ایجاز مخل واقع ہوا والحمد للہ رب العالمین وہ اشعار آبداریہ ہیں:-

ستر عورت بمر دنہ عضو ست	از تہ ناف تا تہ زانو
ہر چہ ربش بقدر رکن کشود	یا کشودے دے نماز مجو
ذکر و انشیں و حلقہ بس	دو سریں ہر فخذ بزائوے او
ظاہر فصل انشیں و دُبر	باقی زیر ناف از ہر سُو

گویا یہ سار الفتویٰ ان چار شعر کی شرح ہے۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۹۱: مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری ۲۸ ذیقعد ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت آزاد کے بدن کے عضو عورت ہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زن آزاد کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب عورت ہے مگر منہ کی ٹکلی اور دونوں ہتھیلیاں کہ یہ بالاجماع اور عبارت خلاصہ سے مستفاد کہ ناخن پا سے ٹخنوں کے نیچے جوڑ تک پشت قدم بھی بالاتفاق عورت نہیں، تلووں اور پشت کف دست میں اختلاف تصحیح ہے اصل مذہب یہ کہ وہ دونوں بھی عورت ہیں تو اس تقدیر پر صرف پانچ ٹکڑے مستثنیٰ ہوئے، منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں پشت پا۔ ان کے سوا سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس ۳۰ عضووں پر مشتمل کہ ان میں جس عضو کی چوتھائی کھلے گی نماز کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے پہلے فتوے میں

اعضاء عورت مرد کی نسبت لکھا وہ تمیں عضو یہ ہیں:

(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادۃً بال جتے ہیں۔

(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو لٹکے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔

(۳ و ۴) دونوں کان

(۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے۔

(۶ و ۷) دونوں شانے یعنی جانب پشت کے جوڑ سے شروع بازو کے جوڑ تک۔

(۸ و ۹) دونوں بازو یعنی اُس جوڑ سے کہنیوں سمیت کلائی کے جوڑ تک۔

(۱۰ و ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے اُس جوڑ سے گٹھوں کے نیچے تک۔

(۱۲ و ۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت۔

(۱۴) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی زیریں تک۔

(۱۵ و ۱۶) دونوں پستانیں جبکہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں یعنی اگر ہنوز بالکل نہ اٹھیں یا خفیف نوخاستہ ہیں کہ ٹوٹ کر سینہ سے جدا

عضو کی صورت نہ بنی ہوں تو اس وقت تک سینہ ہی کے تابع رہیں گی الگ عورت نہ گنی جائیں گی اور جب ابھار کی اُس حد پر

آجائیں کہ سینہ سے جدا عضو قرار پائیں تو اس وقت ایک عورت سینہ ہوگا اور دو عورتیں یہ، اور وہ جگہ کہ دونوں پستان کے بیچ میں خالی ہے اب بھی سینہ میں شامل رہے گی۔

(۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی خدمد کور سے ناف کے کنارہ زیریں تک، ناف پیٹ ہی میں شامل ہے۔

(۱۸) پیٹھ یعنی پیٹ کے مقابل پیچھے کی جانب محاذات سینہ کے نیچے سے شروع کمر تک جتنی جگہ ہے۔

(۱۹) اُس کے اوپر جو جگہ پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے جوڑوں اور پیٹھ کے بیچ سینہ کے مقابل واقع ہے ظاہراً جدا عورت ہے،

ہاں بغل کے نیچے سینہ کی زیریں حد تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اُس کا اگلا حصہ سینہ میں شامل ہے اور پچھلا اسی سترھویں

عضو یا شانوں میں اور زیر سینہ سے شروع کمر تک جو دونوں پہلو ہیں ان کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہوگا۔

(۲۰ و ۲۱) دونوں سرین یعنی اپنے بالائی جوڑ سے رانوں کے جوڑ تک۔

(۲۲) فرج۔

(۲۳) دُبر۔

(۲۴ و ۲۵) دونوں رائیں یعنی اپنے بالائی جوڑے سے زانوؤں کے نیچے تک دونوں زانو بھی رانوں میں شامل ہیں۔
(۲۶) زیر ناف کی نرم جگہ اور اس سے متصل و مقابل جو کچھ باقی ہے یعنی ناف کے کنارہ زیریں سے ایک سیدھا دائرہ کمر پر کھینچے اس دائرے کے اوپر اوپر تو سینہ تک اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا پیٹھ میں شامل تھا اور اس کے نیچے نیچے دونوں سرین اور دونوں رانوں کے شروع جوڑ اور دُربالائی کنارے تک جو کچھ حصہ باقی ہے سب ایک عضو ہے عانہ یعنی بال جننے کی جگہ بھی اسی میں داخل ہے۔
(۲۷ و ۲۸) دونوں پنڈلیاں یعنی زیر زانو سے ٹخنوں تک۔
(۲۹ و ۳۰) دونوں تلوے۔ فی تنویر الابصار والدر المختار (تنویر الابصار اور دُر مختار)

آزاد عورت اگر چہ غنشی ہو اس کا ستر تمام بدن ہے حتیٰ کہ اس کے لٹکے ہوئے بال بھی اصح مذہب پر، مگر چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم معتمد قول کے مطابق ستر نہیں۔ ہتھیلی کی پشت صحیح مذہب پر ستر میں شامل ہے اھ خلاصہ میں ہے کہ اگر عورت نے اپنی پشت قدم کو نہ ڈھانپا تو اس کی نماز جائز ہے اور ہتھیلی کے اندرونی حصے اور چہرے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ عورت کی یہ تینوں چیزیں ستر میں شامل نہیں، عورت کے پاؤں کا اندرونی حصہ ستر ہے یا نہیں؟ اس میں دو روایتیں ہیں، روایت اصل میں تلووں کی چوتھائی کھلنے کو مانع نماز قرار دیا اور امام کرخی کی روایت میں ہے یہ شامل ستر نہیں ہے اھ ملخصاً، ظاہر قدم اور باطن قدم کے درمیان اسی تفصیل پر محقق علی الاطلاق امام بن ہمام نے اپنے مقدمہ زاد الفقیر میں جزم کیا ہے، اس کی شرح اعانة الحقیقہ میں صاحب التنویر علامہ غزی نے کہا میں کہتا ہوں خلاصہ کی گفتگو سے پتا چلتا ہے کہ عورت کے

عورة (للحرة) ولو غنشی (جميع بدنہا) حتی شعرها النازل فی الاصح (خلا الوجه و الکفین) فظهر الکف عورة علی المذهب (والقدمین) علی المعتمد^۱ اھ فی الخلاصة المرأة اذا لم تستر ظهر قدمها تجوز صلاتها و بطن الکف والوجه علی هذا لان هذا الثلاثة منها لیست بعورة و بطن قدمها هل هی عورة فیہ روایتان والتقدیر فیہ بربرع بطن القدم فی رواية الاصل و فی روية الکرخی لیس بعورة^۲ اھ ملخصاً و بهذا التفصیل بین ظهر القدم و بطنها جزم المحقق علی الاطلاق فی مقدمته زاد الفقیر وقال العلامة الغزی صاحب التنویر فی شرحها اعانة الحقیقہ اقول فاستفید من کلام الخلاصة ان الخلاف انما هو فی

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۶۶/۱

^۲ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل السادس فی ستر العورة مطبوعہ نوکشتو لکھنؤ ۱۴/۷

بأطن القدم و أما ظاهره فليس بعورة بلا خلاف¹
الخ وفي الهندية عن الخلاصة ثدى المرأة ان
كانت صغيرة ناهدة فهو تبع لصدرها وان كانت
كبيرة فهو عضو علیحدة² اه

اقول: اما ما بين الثديين فقد كان هو و موضع
الثديين جميعاً من الصدر قبل انكسارهما اما
هما فقد انحازتا بالانكسار فبقى ما بينهما
داخلاً في الصدر كما كان وهو ظاهر، اما تبعية
السرة للبطن فلاناً نرها تتبعه في شمول حكم
الستر وعدمه، فبطن الرجل لما لم يكن عورة لم
تكن عورة، من الامة مع ظهرها وبطنها مانصه
(الشامى) البطن ما لان من المقدم والظهر
ما يقابله من الموخر كذا في الخزانة وقال
الرحمى الظهر ما قابل البطن من تحت الصدر
الى السرة "جوهره" اى فما حاذى الصدر ليس من
الظهر

پاؤں کے تلوے میں اختلاف ہے، رہا معاملہ ظاہر قدم کا تو وہ
بالا اتفاق ستر میں شامل نہیں الخ اور فتاویٰ ہندیہ میں خلاصہ
کے حوالے سے ہے کہ اگر لڑکی چھوٹی نوخاستہ پستانوں والی ہو
تو اس کے پستان سینے کے تابع ہوں گے اور اگر بڑی ہو تو
پستان الگ الگ مستقل عضو ہوں گے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) وہ جو پستانوں کے درمیان جگہ ہے تو
اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ پستانوں کے ڈھلکنے سے پہلے
پستانوں کی جگہ اور پستان کے درمیان کی جگہ سینے ہی کا حصہ
تھے پھر پستان ڈھلکنے سے جدا عضو بن گئے تو پستانوں کے
درمیان کی جگہ جس طرح پہلے سینہ میں شامل تھی ویسے ہی
سینہ میں داخل رہے گی یہ بات تو ظاہر ہے، باقی ناف بطن کے
تابع اس لئے ہے کہ وہ ستر اور عدم ستر کے حکم میں شامل
ہونے میں پیٹ کے تابع ہے، تو بطن مرد جب ستر میں
شامل نہیں تو مرد کی ناف بھی ستر میں شامل نہ ہوگی لیکن
لوٹڈی کی پشت اور بطن دونوں ستر میں شامل ہیں جیسا کہ
اس بارے میں شامی نے تصریح کی ہے بطن (پیٹ) وہ ہے جو
آگے کی طرف نرم حصہ ہے اور ظہر (پشت) اس کے مقابل
پچھلا حصہ ہے کذا فی الخزانة۔ شیخ رحمہ اللہ نے کہا ظہر (پشت)
سے مراد جسم کا وہ

¹ رد المحتار بحوالہ اغانیہ المختیر باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱/۲۹۸

² فتاویٰ ہندیہ الباب الثالث فی شروط الصلوة مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۹

حصہ جو سینے سے نیچے ناف تک پیٹ کے مقابل ہے، جوہرۃ۔ یعنی جسم کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل ہو وہ اس پشت کا ایسا حصہ نہیں جو ستر میں شامل ہے اھ۔ حاشیہ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے جانب پہلو بطن کے تابع ہے قنیه میں اسی طرح ہے، اور اوجہ (بہتر) یہ ہے کہ جو حصہ پہلو کا بطن کے ساتھ متصل ہے وہ بطن کے تابع ہے کما فی البحر۔ یعنی جو پشت کے ساتھ ملنے والا حصہ ہے وہ پشت کے تابع ہے کما فی تحفۃ الاخیار اھ۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے اگر خاتون لونڈی ہو تو اس کے بھی اعضاء ستر آٹھ ہیں دونوں رانیں، دونوں سرین، قبل، ذبر اور ان کا ارد گرد، پیٹ، پشت، اور اُن دونوں سے متصل پہلو۔ اور آزاد عورت میں ان اعضاء کا اضافہ ہے دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت، ڈھلکے ہوئے دونوں پستان، دونوں کان، دونوں بازو کہنیوں سمیت (مونڈھے تک) دونوں کلانیاں یعنی کہنی کے جوڑے سے گٹوں کے نیچے تک، دونوں کاندھے، اور روایت اصل کے مطابق عورت کے دونوں قدموں کے تلوے، سینہ، سر، بال گردن دونوں ہاتھوں کی پشت یہ تمام اٹھائیس اعضاء ہیں اھ شامی نے کہا کہ امام حلی نے اسی طرح تحریر کیا ہے اھ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) ان اسلاف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو اعضاء کا ذکر نہیں کیا پہلا جسم کا وہ حصہ جو ناف سے زیر ناف تک اور ہر جانب سے اس کے

الذی ہو عورة^۱ اھ وفي حاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح اما الجنب فانة تتبع للبطن كذا فی القنية والوجه ان مايلي البطن تتبع له كما فی البحر یعنی ومايلي الظهر تتبع له كما فی تحفة الاخيار^۲ اھ وفي ط علی الدر المختار ان كانت امة فاعضاء عورتها ثمانية ايضا، الفخذان و الاليتان والقبل والدبر وما حولهما والبطن والظهر ومايليهما زمن الجنين و يزداد في الحرة الساقان مع الكعبين والشدیان المنكسران والاذنان والعضدان مع المرفقين والذراعان مع الرسغين والكتفان وبطن اقدميها في رواية الاصل و الصدر والراس و الشعر والعنق و ظهر الكفين فهي ثمانية وعشرون عضوا^۳ اھ قال ش كذا حرره ح^۴ اھ

اقول: فاتهم رحمهم الله تعالى عضوان الاول ماتحت السرة الى العانة وما يحاذيه من كل جانب فان

^۱ رد المحتار باب شروط الصلوة، مطبوعه مصطفى البابي مصر ۱۲۹۷

^۲ حاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح فصل فی المتعلقات الشروح الخ مطبوعه نور محمد تجارت کتب گھر کراچی ص ۱۳۱

^۳ حاشية الطحاوی علی الدر المختار باب شروط الصلوة مطبوعه دار المعرفه بيروت ۱۹۱۱

^۴ رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعه مصطفى البابي مصر ۳۰۱۱

مد مقابل ہے، اس لئے کہ یہ حصہ بطن اور پشت میں شامل نہیں اس لئے مرد کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے، جبکہ بطن و پشت دونوں اس کے ستر میں شامل نہیں، اور یہ حصہ دونوں فرجوں (قبل و دبر) اور سرین کے دونوں حصوں میں بھی شامل نہیں لیکن ہر حال میں مرد کا ستر ہے تو عورت کا ستر کیوں نہ ہوگا ایک عضویہ ہے جس کا ذکر لوٹڈی اور آزاد عورت دونوں کے بارے میں اسلاف سے رہ گیا۔ دوسرا عضو جسم کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل پیچھے سے ابتدائے پشت تک ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ حصہ پشت میں شامل نہیں اور نہ ہی دونوں کاندھوں اور گردن میں شامل ہے، جیسا کہ مخفی نہیں، اس کے باوجود بلا شک آزاد عورت کے جسم کا یہ حصہ ستر میں شامل ہے لہذا اس کو بھی عورت کا مستقل عضو شمار کرنا ثابت ہو گیا تو اب ان اعضا کی تعداد تیس^{۳۰} ہو گئی وبالله التوفیق۔ (ت)

هذا غير داخل في البطن والظهر لانه عورة من الرجل دونهما ، ولا في الفرجين والاليتين لكنه عورة بحیالہ فی الرجل فكيف فیہا فهذا فاتهم فی الامة والحرۃ جبیعا ، والاخر ما یحاذی الصدر من خلف الی مبدأ الظهر فان الظهر کما علمت لا یشملہ ولا الکتفان ولا العنق کما لا یخفی ولا شک انه عورة من الحرۃ فوجب ان یکون عضوا مستقلا منها فتمت لها ثلثون وبالله التوفیق۔

تنبیہ اول: ملاحظہ حلیہ وغنیہ و بحر و رد المحتار وغیرہا سے ظاہر کہ قدم حرہ میں ہمارے علمارضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف شدید مع اختلاف تصحیح ہے، بعض کے نزدیک مطلقاً عورت ہے، امام اقطع نے شرح قدوری اور امام قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصحیح اور حلیہ میں بدلیل احادیث اسی کی ترجیح کی امام اسمیجانی و امام مرغینانی نے اسی کو اختیار فرمایا۔ بعض کے نزدیک اصلاً عورت نہیں۔ امام برہان الدین نے ہدایہ اور امام قاضی خان نے شرح جامع صغیر اور امام نسفی نے کافی میں اسی کی تصحیح فرمائی، اسی کو محیط میں اختیار کیا اور دُر مختار میں معتمد اور مراقی الفلاح میں اصح الروایتیں کہا، کنز وغیرہ اکثر متون کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرف ناظر ہیں۔ بعض کے نزدیک بیرون نماز عورت ہیں نماز میں نہیں، یعنی اجنبی کو انکا ویکھنا حرام مگر نماز میں کھل جانا مفسد نہیں، اختیار شرح مختار میں اسی کی تصحیح فرمائی۔ پھر کلام خلاصہ وغیرہا سے مستفاد کہ یہ اختلافات صرف تلووں میں ہیں پشت قدم بالاتفاق عورت نہیں، مگر کلام علامہ قاسم و حلیہ وغنیہ وغیرہا سے ظاہر کہ وہ بھی مختلف فیہ ہے اور شک نہیں کہ بعض احادیث اس کے عورت ہونے کی طرف ناظر کما یظہر بمراجعة الحلیۃ وغیرہا (جیسا کہ حلیہ وغیرہ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہو جائے گا۔ ت) تو اگر زیادت احتیاط کی طرف نظر جائے تو نہ صرف تلووں بلکہ ٹخنوں کے نیچے سے ناخن پاتک سارے پاؤں کو عورت سمجھا جائے، یوں بھی شمار اعضا

تیس^{۳۰} ہی رہے گا اور اگر آسانی پر عمل کریں تو سارے پاؤں عورت سے خارج ہو کر اعضا اٹھائیں ۲۸ ہی رہیں گے۔ آدمی ان معاملات میں مختار ہے جس قول پر چاہے عمل کرے۔

تمثیہ دوم: پشت دست اگرچہ اصل مذہب میں عورت ہے مگر من حیث الدلیل یہی روایت قوی ہے گٹوں سے نیچے ناخن تک دونوں ہاتھ اصلاً عورت نہیں۔

غنیہ اور دیگر کتب کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد بھی بطور نص ذکر کیا گیا ہے جو امام ابو داؤد کے نزدیک مرسلًا مروی ہے: جب لڑکی حائضہ ہو جائے تو اس کے چہرے اور کلائیوں تک ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں۔ غنیہ میں کہا آیت قرآنی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ زینت ہاتھ کے اعتبار سے ہے اور وہ انگوٹھی میں ہے اور وہ باطن کف کے ساتھ ہی مختص نہیں بلکہ اس کی زینت ہتھیلی کے اوپر میں زیادہ ہوگی کیونکہ ظاہر ہی نگینہ و نقش کا محل ہے، اور یہ بھی کہا کہ اس کے اظہار میں شدید ضرورت ہے، پھر کہا یہ اگرچہ غیر ظاہر الرویہ ہے مگر اصح یہی ہے الخ اسی طرح مراقی الفلاح اور اس کے حاشیہ طحاوی میں ہے (اصح مذہب کے مطابق آزاد عورت کا تمام بدن ماسوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے خواہ ان کا باطن ہو یا ظاہر عورت کا ستر ہے یہی مختار ہے) اگرچہ یہ ظاہر الروایۃ

یظهر ذلك بمراجعة الحلیة والغنیة وغیرہما ونص فیہ ما عند ابی داؤد مرسلًا من قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الجاریۃ اذا حاضت لم یصلح ان یرى منها الا وجهها ویدیہا الی المفصل^۱ قال فی الغنیة وكذلك الیۃ لان المراد من الزینۃ بالنظر الی الید هو الخاتم وهو غیر مختص بباطن الکف بل زینتہ فی الظاہر اظہر لانه موضع الفص والنقش^۲ قال ولان الضرورة فی ابدائه اشد^۳ قال فکان هذا هو الاصح وان کان غیر ظاہر الروایۃ^۴ الخ وكذلك قال فی مراقق وحاشیتہا للطحاوی (جیب بدن الحرة عورة الاوجهما وكفیہا باطنہما و ظاہرہما فی الاصح و هو المختار) وان کان خلاف ظاہر الروایۃ^۵ اھ قال الشامی

^۱ کتاب المراسیل ماجاء فی اللباس حدیث ۳۹۷ مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ لاہور ص ۱۷۵

^۲ کتاب المراسیل ماجاء فی اللباس حدیث ۳۹۷ مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ لاہور ص ۱۷۵

^۳ کتاب المراسیل ماجاء فی اللباس حدیث ۳۹۷ مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ لاہور ص ۱۷۵

^۴ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی الشرط الثالث مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۱

^۵ طحاوی علی مراقی الفلاح فصل فی متعلقات الشروط الخ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۳۱

وکذا ایدہ فی حلیۃ وقال مشی علیہ فی المحيط و شرح الجامع لقاضی خان ^۱ ھ	کے خلاف ہے اہ امام شامی نے فرمایا اس طرح حلیہ میں اس کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ محیط اور قاضی خان نے شرح الجامع میں اسی کی اتباع کی ہے اھ (ت)

تو روایت قوی پر دو پشت دست نکال کر اٹھائیں ہی عضو عورت رہے، اور اگر بنظر آسانی اُس قولِ صحیح پر عمل کر کے تلوے بھی
خارج رہیں تو صرف چھپیں ہی ہیں اور اصل مذہب پر تمیں ۳۰ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۹۲: از کلکتہ نل موتی گلی ۱۸ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۲۱ جمادی الاخر ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں یہ کہنا کہ نماز خدائے تعالیٰ کی پڑھتا ہوں جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب اس کہنے کو منع
کرتے ہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

بلاشبہ جائز ہے ان صاحب کے منع کرنے کے اگر یہ معنی ہیں کہ نیت کرتے وقت زبان سے یہ الفاظ نہ کہے جائیں تو ایک قول
ضعیف و نامعتمد ہے، عامہ کتب میں جواز تلفظ بہ نیت بلکہ اس کے استحباب کی تصریح فرمائی۔ دُر مختار میں ہے:

التلفظ بها مستحب هو المختار و قيل سنة یعنی احبه السلف او سنة علمائنا ^۲	نیت زبان کے ساتھ کرنا مستحب ہے مختار قول یہی ہے بعض نے سنت کہا یعنی اسے اسلاف پسند کرتے تھے یا ہمارے علماء کا طریقہ ہے (ت)

اور اگر یہ مراد نماز کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت کرنا منع ہے تو سخت جہل اشنع ہے، یہ صاحب بھی ہر نماز میں التحینات للہ
والصلوات کہتے ہوئے (کہ سب مجرے اور سب نمازیں اللہ کی ہیں) پر ظاہر کہ یہاں اضافت بھی لامیہ ہے، بالجملہ اس منع کی
کوئی وجہ اصلاً نہیں واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۹۳: از بدایوں قاضی محلہ مکان مولوی بقاء اللہ رئیس مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ رجب المرجب ۱۳۱۲ھ
جناب معلی القاب مخدوم و معظم بندہ جناب مولینا صاحب دام فیوضہ خادم بے ریا عبدالحمید بعد بجآوری آداب گزارش کرتا ہے
کہ ایک فتویٰ اپنا لکھا ہوا حسب ہدایت اپنے استاذ جناب مولانا حافظ بخش کے

^۱ ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۹۸/۱

^۲ در مختار باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۷۷

واسطے تصدیق جناب والا کو بھیجتا ہوں ملاحظہ فرما کر مُسر سے مزین فرمادیتے، اور اگر کوئی غلطی ملاحظہ سے گزرے تو درست فرما کر ممنون فرمائیے، زیادہ ادب۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح اس مسئلہ میں کہ فرائض اور واجبات کی نیت میں لفظ "آج" یا "اس" کا اضافہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ مثلاً یوں کہنا کہ نیت کرتا ہوں فرض آج کے ظہر یا عصر یا اس ظہر یا عصر کی، اور اگر نہیں کرے گا تو نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

خلاصہ جواب:

صورت مستفسرہ میں فقہاء کا اختلاف ہے چنانچہ قاضی خان نے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے نیت کو جائز ہی نہیں رکھا ہے کما فی فتاواہ وھکذا فی العلمگیریۃ (جیسا کہ ان کے فتاویٰ میں ہے اور اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ت) اور در مختار میں ہے کہ تعین ضروری نہیں۔ پس بموجب قولین اولین کے بلا لفظ "آج" یا "اس" کے مطلق نیت سے نماز ادا نہ ہوگی اور بموجب قول صاحب در مختار کے ادا ہو جائیگی لیکن چونکہ خروج عن الخلاف بالاجماع مستحب ہے اور اسی در مختار میں نسبت تعین کی اولویت ظاہر فرمائی ہے اور بلفظ وھو المختار ارشاد کیا ہے پس اولیٰ اور مختار یہ ہی ہے کہ تعین وقت کی لفظ "آج" یا "اس" سے ضرور کر لے ورنہ تارک اولیت ہوگا اور جب شناخت وقت کی نہیں رکھتا اور یہ بالعموم ہے کہ اس عہد میں اکثر لوگ وقت کھو کر نماز پڑھتے ہیں تو عند اللہ مواخذہ دار رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بیّنوا تو جروا۔

الجواب:

نیت قصد قلبی کا نام ہے تلفظ اصلاً ضروری نہیں نہایت کار مستحب ہے تو لفظ آس یا آج در کنار سرے سے کوئی حرف نیت زبان پر نہ لایا تو ہرگز کسی کا حرج بھی نہیں قصد قلبی کی علمائے کرام نے یہ تحدید فرمائی کہ نیت کرتے وقت پوچھا جائے کہ کون سی نماز پڑھنا چاہتا ہے تو فوراً بے تا مل بتادے کما ذکرہ الامام الزیلعی فی التبیین وغیرہ فی غیہ (جیسا کہ امام زیلعی نے اسے تبیین الحقائق میں اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں ذکر کیا۔ ت) اور شک نہیں کہ جو شخص نماز وقتی میں یہ بتادے گا کہ مثلاً نماز ظہر کا ارادہ وہ یہ بھی بتا دیگا کہ آج کی ظہر شاید یہ صورت کبھی واقع نہ ہو کہ نیت کرتے وقت دریافت کئے سے یہ تو بتادے کہ ظہر پڑھتا ہوں اور یہ سوچتا رہے کہ کب کی تو قصد قلب میں تعین نوعی نماز کے ساتھ تعین شخصی بھی ضروری ہوتی ہے اور اسی قدر کافی ہے، ہاں اگر کوئی شخص بالقصد ظہر غیر معین کے نیت کرے یعنی کسی خاص ظہر کا قصد نہیں کرتا بلکہ مطلق ظہر پڑھتا ہوں چاہے وہ کسی دن کی ہو تو بلاشبہ اُس کی نماز نہ ہوگی فان التعیین فی الفرض فرض بالوافق وانما الخلف فی عدم اللحاظ لا لحاظ العدم (فرائض میں تعین وقت بالاتفاق فرض ہے عدم لحاظ میں اختلاف ہے لحاظ عدم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ت) اس طور پر تو یہ مسائل اصلاً محل خلاف نہیں۔ ولہذا محقق اکمل الدین

بابر تہی نے عنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا:

اقول: الشرط المتقدم وهو ان يعلم بقلبه اى صلاة يصلى يحسم مادة هذه المقالات وغيرها فان العدة عليه لحصول التمييز به وهو المقصود¹ كما نقله في رد المحتار واقره ههنا وفي منحة الخالق وايداه العلامة اسليعيل مفتي دمشق كما في المنحة۔	میں کہتا ہوں شرط مقدم یہ ہے کہ نمازی دل سے یہ جانتا ہو کہ وہ کون سی نماز ادا کر رہا ہے یہ شرط ان اعتراضات وغیرہ کی بنیاد کو ختم کر دیتی ہے کیونکہ حصول تمیز کے لئے نمازی پر قصد و نیت ضروری ہے اور یہی مقصود ہے اہ رد المحتار نے یہاں اسے نقل کر کے مقرر رکھا ہے اور منحة الخالق میں اسے نقل کیا ہے، نیز اسکی تائید مفتی دمشق شیخ اسمعیل نے کی، ملاحظہ ہو منحة الخالق (ت)

البتہ تعدد فوائد خصوصاً کثرت کی حالت میں یہ صورت ضرور ہو سکتی بلکہ بہت عوام سے واقع ہوتی ہے کہ ظہر کی نیت کر لی اور یہ تعین کچھ نہیں کہ کس دن تاریخ کی ظہر یہاں باوصف اختلاف تصحیح مذہب اصح و احوط یہی ہے کہ دن کی تخصیص نہ کی تو نماز ادا ہی نہ ہوگی مگر طول مدت یا کثرت عدد میں تعین روز کہاں یاد رہتی ہے لہذا علماء نے اس کا سہل طریقہ یہ رکھا ہے کہ سب سے پہلی یا سب سے پچھلی ظہر یا عصر کی نیت کرتا رہے جب ایک پڑھ لے گا تو باقی میں جو سب سے پہلی یا پچھلی ہے وہ ادا ہوگی و علیٰ ہذا القیاس آخر تک۔

في التنوير لابد من التعيين لفرض ولو قضاء قال في الدرلكنه يعين ظهر يوم كذا على المعتمد والاسهل نية اول ظهر عليه وأخر ظهر وفي القهستانی عن المنية لا يشترط ذلك في الاصح وسيجي آخر الكتاب² قال الشامي، نقل الشارح هناك عن الاشباہ انه مشكل و مخالف لما ذكره اصحابنا كقاضى خان وغيره والاصح الاشتراط قلت وكذا	تنویر الابصار میں ہے کہ اگر فرض نماز میں تعین ضروری ہے خواہ وہ قضا ہی کیوں نہ ہوں در مختار میں کہا معتمد قول کے مطابق تعین یہ ہے کہ فلاں دن کی ظہر ادا کر رہا ہوں اس مسئلہ میں آسان طریقہ یہ ہے کہ یوں نیت کر لے کہ پہلی ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ یا یہ کہ آخر ظہر جو اس پر لازم ہے وہ پڑھتا ہے۔ قہستانی میں منیہ کے حوالے سے ہے اصح یہ ہے کہ یہ کہنا شرط نہیں، اور عنقریب کتاب کے آخر میں اس کا ذکر آئے گا۔

¹ العنایہ مع فتح القدیر باب شروط الصلوۃ الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر ۲۳۳/۱، رد المحتار باب شروط الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۰۸/۱

² در مختار باب شروط الصلوۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۶۷/۱

صححه في متن الملتقى هناك فقد اختلف التصحيح والاشتراط احوط و به جزم في الفتح¹ هنا كما لا يخفى۔	امام شامی فرماتے ہیں کہ شارح نے یہاں اشباہ سے نقل کیا ہے کہ (تعیین شرط نہ ہونا) ناقابل فہم اور ہمارے علماء قاضی خان وغیرہ کی تصریحات کے خلاف ہے۔ بلکہ شرط ہونا اصح ہے، میں کہتا ہوں متن ملتقی میں اس مقام پر اسکی تصحیح کی ہے تو اس کی تصحیح میں اختلاف واقع ہوا ہے مگر شرط ہونا احوط ہے اور اسی پر فتح القدیر میں یہاں جزم کیا ہے۔ (ت)

اور اگر فائتہ ایک ہی ہے تو نیت فائتہ کرنے ہی میں تعیین یوم خود ہی آگئی۔

في ردالمحتار عن الحليه ، لو كان في ذمته ظهر واحد فائت فانه يكفيه ان ينوي ما في ذمته من الظهر الفائت وان لم يعلم انه من اي يوم²۔	جیسا کہ ردالمحتار میں حلیہ سے ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمے ایک ظہر کی نماز قضا لازم ہے تو اس کے لئے اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ وہ اپنی فوت شدہ ظہر ادا کر رہا ہے اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون سے دن کی فوت شدہ ہے (ت)

بالجملہ نماز وقتی میں صور واقعہ معلومہ الوقوع موقع خلاف و نزاع نہیں، خلافیہ علماء اُس صورت مفروضہ میں ہے کہ کوئی شخص نماز امروزہ میں تعیین نوعی تو کر لے اور تعیین شخصی سے اصلاً ذائل و غافل ہو کہ بحالت شعور، قصد صحیح تعیین شخصی کا ملزوم اور عدم لحاظ مفقود و معدوم اور بقصد خلاف، عدم لحاظ نہیں، لحاظ عدم ہے اور وہ بلاشبہ نانی نماز و منانی جواز، تو غفلت و بے خبری ایسی چاہیئے کہ سوال پر یہ تو بتا دے کہ مثلاً ظہر پڑھتا ہوں اور بے تامل و فکر نہ بتا سکے کہ آج کی ظہر ایسی حالت میں اس سوال کا محل نہیں کہ مجھے نیت میں کیا بڑھانا چاہیے کہ وہ تو حال ذہول و عدم شعور میں ہے بلکہ بحث یہ ہوگی کہ ایسی نماز ہوگئی یا نہیں، اس میں تین صورتیں ہیں اگر وقت باقی ہے تو روایات مختلف تصحیحات مختلف کما بینہ فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ ردالمحتار اور دیگر معتمد کتب میں اس کا بیان ہے۔ ت) غرض توسیع مسلم اور احتیاط اسلم، یونہی اگر وقت جاتا رہا اور اُسے معلوم نہیں اس صورت میں اختلاف تصحیح ہے۔

في البحر الرائق شمل ما اذ انوى العصر بلا قيد وفيه خلاف ففي الظهيرية لوني الظهر لا يجوز و قيل يجوز وهو الصحيح هذا	البحر الرائق میں ہے کہ یہ اس صورت کو بھی شامل ہے جب کوئی نماز عصر کی نیت بغیر کسی قید کے کرے تو اس میں اختلاف ہے، ظہیر یہ میں ہے اگر کسی نے

¹ ردالمحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۳۰۸

² ردالمحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۳۰۸

ظہر کی نیت کی تو جائز نہیں، بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب وہ نماز ادا کر رہا ہو (یعنی قضاء والا نہ ہو) اگر نمازِ قضا پڑھنے والا ہو تو اگر وقت کے نکلنے کے بعد اس حال میں پڑھی ہے کہ اسے خروج وقت کا علم نہیں ہوا تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اور شمس الائمہ کہتے ہیں اتنی نیت کافی ہے کہ میں وہ نماز پڑھتا ہوں جو مجھ پر واجب ہے اب ادا ہو یا قضا وہ یقیناً اس پر لازم تھی اہ اسی طرح فتح القدیر میں فتاویٰ عتابی کے حوالے سے اس کی تصحیح کی ہے، لیکن خلاصہ میں عدم جواز پر جزم کا اظہار کیا گیا ہے اور سراج ہندی نے شرح المغنی میں اسی کو صحیح کہا جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ تصحیح مسئلہ میں اختلاف ہے اہ تلخیصاً۔ ردالمحتار میں نہر کے حوالے سے ہے کہ ظہیر یہ کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ارجح قول پر جواز ہی ہے۔ اہ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) بلکہ ہو سکتا ہے ظاہر مافی الظہیر کے مطابق ارجح قول پر عدم جواز ہو کہ انہوں نے اس پر جزم کیا ہے اور شمس الائمہ سے اس کی جو ترجیح ذکر کی گئی ہے اس کو رد نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی امام کہتا ہے کہ یہ بات جائز نہیں اور فلاں اس کے جواز کا قائل ہے تو اس عبارت سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ ان کا اپنا مختار قولِ اوّل ہے بلکہ ظاہر وہی ہے جو مختار و اکثر کی رائے کے مطابق ہے۔ بخلاف اس کے جو انہوں نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

اذا كان مودياً فان كان قاضياً فان صلي بعد خروج الوقت وهو لا يعلم لا يجوز و ذكر شمس الائمة ينوي صلاة عليه فان كانت وقتية فهي عليه وان كانت قضاء فهي عليه ايضاً اه وهكذا صححه في فتح القدیر معزياً الى فتاوى العتابي لكن جزم في الخلاصة بعدم الجواز وصححه السراج الهندي في شرح المغنى فأختلف التصحيح كما ترى¹ اه ملخصاً وفي ردالمحتار في النهار ظاهراً مافی الظہیرية انه يجوز على الارجح² اه

اقول: بل لعل ظاهراً مافیها انه لا يجوز على الارجح حيث جزم به ولم يذبل ما ذكر عن شمس الائمة بما يدل على ترجيحه وانت تعلم ان اماماً من الائمة اذا قال لا يجوز ذلك وقال فلان يجوز فان المتبادر منه ان مختار نفسه الاول بل الظاهر انه الذي عليه الاكثر خلا فالمن ذكر۔

¹ البحر الرائق شرح كنز الدقائق باب شروط الصلوة مطبوعه ايم سعيد كمپنى كراچى ۱/۲۷۹

² ردالمحتار باب شروط الصلوة مطبوعه مصطفى البابى مصر ۱/۳۰۸

اور اگر یہ بھی خروج وقت پر مطلع ہے تو ظاہر جواز ہے محشیان در مختار سادات ابرار حلبی و طحاوی و شامی رحمہم العزیز الغفار نے اس مسئلہ میں روایت نہ پائی علامہ ح نے عدم جواز کا خیال اور علامہ ط نے ان کے خلاف اور علامہ ش نے انکا وفاق کیا،

امام طحاوی نے کہا اگر اسے خروج وقت کا علم ہو تو صحت نماز ظاہر ہے کیونکہ اس وقت نیت قضا کی ہوگی۔ بخلاف اسکے جو حلبی نے کہا اہ شامی نے کہا حلبی نے بحث کرتے ہوئے اس کی عدم صحت کا قول کیا ہے اور طحاوی نے ان کی مخالفت کی، میں کہتا ہوں یہی اظہر ہے جیسا کہ عنایہ کے حوالے سے گزرا ہے اہ اقول: (میں کہتا ہوں) ہاں یہی اظہر ہے جیسا کہ البحر الرائق سے ظہیریہ کے حوالے سے عدم جواز کی تفسیر اس کے قول "وہو لا یعلم" کے ساتھ گزری لیکن اس بات کی سند پکڑنا اس کے ساتھ جو عنایہ سے گزرا میرے نزدیک اس مقام کے مناسب نہیں، کیونکہ اس تمام گفتگو کا محل وہ ہے کہ جب انسان غافل ہو جائے اور بھول جائے اور عنایہ کی گفتگو معروف مشہور طریقہ (یعنی عدم غفلت) پر ہے کیونکہ جو شخص تعین نوعی کا ادراک رکھتا ہے اسے تعین شخصی کا ادراک بھی رہے گا، اور مجھے وہ یاد آیا جو حاشیہ شامی کے اس مقام پر میں نے لکھا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں اقول: (میں کہتا ہوں) عنایہ کی جو عبارت گزری ہے وہ اس صورت سے متعلق ہے جب دل سے اس کے تعین

قال ط الظاهر الصحة عند العلم بالخروج لان نيته حينئذ القضاء خلافاً لما في الحلبي¹ اھ وقال ش بحث ح انه لا يصح و خالفه ط قلت وهو الاظهر لما مر من العناية² اھ اقول نعم هو الاظهر لما مر عن البحر عن الظهيرية من تقييد عدم الجواز بقوله وهو لا يعلم اما الاستناد بما مر عن العناية فعندی غير واقع في محله لما علمت ان محل هذه المقالات ما اذا ذهل و غفل وكلام العناية فيها هو المعتاد والمعهود من ان من شعر بالتعيين النوعي شعر ايضاً بالشخصي و رأيتني كتبت ههنا على هامش الشامي مانصبه اقول: ما مر عن العناية فيها اذا علم بقلبه التعيين ولا ينبغي لاحد ان يخالف فيه وهو جار في كل صورة من الصور التسع بل لا تسع عليه ولا ثمان انما هي صورة واحدة لا غير، وانما الكلام فيها اذا نوى ذلك ذاهلاً عن تعيين اليوم والوقت و

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب شروط الصلوة مطبوعہ دار المعرفة بیروت ۱/۱۹۴

² رد المختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۳۰۸

ح لاستظهار بامر عن العناية¹

کو جانتا ہو، اس میں مخالفت کسی کو مناسب نہیں اور یہ بات نو صورتوں میں سے ہر صورت میں جاری ہوگی بلکہ یہ نو^۹ ہیں نہ آٹھ یہ تو صرف ایک ہی صورت ہے اے علاوہ کچھ نہیں، یہاں گفتگو اس صورت سے متعلق ہے جب کسی انسان نے نماز کی نیت دن اور وقت کے تعین سے غافل ہو کر کی ہو، اب تو عنایہ کی گفتگو سے تائید نہیں لائی جاسکتی۔ (ت)

غرض اس صورت مفروضہ کی تینوں شکلوں میں جواز کی طرف راہ ہے۔ ولذا ارسل فی الدر ارسالاً وقال انه الاصح (اسی لئے در مختار میں اس کو مرسلًا ذکر کیا ہے اور کہا یہی اصح ہے۔ ت) اور امر عبادات خصوصاً نماز میں حکم احتیاط معروف و معلوم ہکذا ینبغی المقام واللہ ولی الفضل والانعالم واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم (تحقیق مقام کے لئے یہی مناسب تھا، اللہ تعالیٰ فضل وانعام کا مالک اور وہی پاک اور بہتر جاننے والا ہے۔ ت)

¹ جد الممتار باب شروط الصلوة المجمع الاسلامی مبارک پور (ہند) ۳۸/۱

بابُ القِبْلَةِ

(قبلہ کا بیان)

مسئلہ نمبر ۳۹۴: از خیر آباد و ضلع سیتاپور محلہ مہمان سرائے درگاہ حضرت مخدوم صاحب خور و قدس سرہ مرسلہ مولوی سید عظیم الدین صاحب خادم آستانہ مقدسہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

چچی فرماید علماء دین و مفتیان شرح متین اندریں مسئلہ، نقشہ نظری بالادراگاہ حضرت مخدوم سید نظام الدین صاحب الہ دیا خیر آبادی عرف حضرت چھوٹے مخدوم صاحب قدس سرہ کا ہے اس احاطہ میں ایک مسجد سہ درہ تعمیر شدہ ۱۰۵۶ھ ہے جس کے اندر دو صف کی گنجائش تھی ان صفوف کا جہت قبلہ موافق رخ مسجد قریب ثلث شمالی بین المغربین تھا اور تخمیناً آخر صدی دوازدہم تک اسی رخ نماز ادا ہوتی رہی بعد ازاں فرش مسجد و صحن مسجد کو بوجہ شکستہ ہو جانے کے مرمت ہوئی چونکہ رخ روضہ شریف کا جو تعمیر کردہ صناعتان دہلی تعمیر شدہ ۹۹۴ھ ہے ایسا تھا جس کا جہت قبلہ وسط مغربین ہوتا تھا فرش جدید میں نشان صفوف میں موافق رخ روضہ قائم ہو کر اب تک نماز اس رخ ادا ہوئی اس کارروائی سے اندر مسجد کے بجائے دو صفوف کامل کی گنجائش رہی اور وقت ضرورت اگر اندر مسجد صف دویم قائم کی گئی تو کامل نہ ہو سکی ناقص رہی اب پھر فرش مذکورہ خراب ہو کر مرمت ہو رہا ہے بصورت ضرورت نشانات صفوف جدید قائم کئے جائیں گے، چونکہ اکثر مساجد بلاد و امصار ہند قطب رخ ہیں جن کا جہت قبلہ ثلث جنوبی مغرب میں ہے، نیز عبارت کتب فقہ سے اس کی تائید حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

تجنیس الملتقط میں ہے کہ ہمارے علاقے کا قبلہ موسم سرما کے مغرب اور موسم گرما کے مغرب کے درمیان ہے اگر کسی نے ایسی جہت میں نماز ادا کی جو دونوں مغرب سے خارج ہو تو نماز فاسد ہوگی، امام ابو منصور نے فرمایا موسم سرما کے سب سے چھوٹے دنوں اور موسم گرما کے سب سے بڑے دنوں کو دیکھا (غور کیا) تو ان دونوں کے مغرب کی پہچان ہو جائے گی۔ پھر اپنے دائیں طرف سے دو تہائی اور بائیں طرف سے ایک تہائی چھوڑ کر اس کے درمیان نماز ادا کرے۔ امام السید ناصر الدین نے فرمایا پہلا قول جواز اور دوسرا استحباب کے لئے ہے، اسی طرح جامع المضمرات میں ہے۔ (ت)

فی تجنیس الملتقط القبلة فی دیارنا بین مغرب الشتاء ومغرب الصيف، فان صلی الی جهة خرجت من المغربین فسدت صلاته قال الامام ابو منصور ینظر الی اقصر ایام الشتاء والی اطول ایام الصيف فیتعرف مغربهما ثم یتروک الثلاثین عن یمینہ وثلاثا عن یسارہ و یصلی ما بین ذلک، قال الامام السید ناصر الدین الاول للجواز والثانی للاحتساب کما فی جامع المضمرات۔¹

عبارت بالا کے متعلق تو یہ بات دریافت طلب ہے کہ صیغہ مضارع ینظر، فیتعرف، یتروک، یصلی معروف یا مجہول اور فاعل یا مفعول مالم یسم فاعله کون ہے؟ اور لفظ عن یمینہ و عن یسارہ کی ضمائر کا مرجع مصلیٰ ہے یا قبلہ؟ لہذا عبارت عربیہ پر اعراب قائم فرمائے جائیں اور فاعل وغیرہ مرجع ضمائر کی تشریح اور ہدایت امور ذیل کی ہدایت مطلوب ہے۔ مسجد موجودہ مذکورہ مخصوصہ کا جہت قبلہ مسجد ہی کے رخ رہنے دینا اور ہر دو صفوف کامل کی بدستور گنجائش قائم رکھنا افضل واولیٰ ہے یا نشانات قائم کر کے جہت قبلہ بدل دینا افضل ہے تو قطب رخ میں صف واحد بھی کامل نہیں رہتی ہے افضل واولیٰ ہے یا روضہ کے مطابق جس سے ایک صف کامل قائم رہ سکتی ہے حد مکان اس مسجد خاص میں لحاظ تکمیل صفوف کی تصریح مستحب ہے یا تبدیلی جہت قبلہ کی مغربین شمس و مغربین قمر ایک ہی ہیں یا جگہ لگانہ؟ جواب استفتاء ہذا کی نہایت عجلت ہے مرمت قریب الاختتام ہے اور یہ پوشیدہ نہیں کہ بحالت تری فرش کے نشانات جیسے پایدار قائم ہو سکیں گے بعد خشکی ممکن نہ ہوگا لہذا توجہ خاص کا محتاج ہے اور کیونکہ استفتاء خاص متعدد علوم و فنون سے تعلق رکھتا ہے بدیں وجہ باوجود آگہی عدیم الفرستی بندگان ذات بابرکات سے رجوع کی گئی کہ حسب مراد دوسرے کی، دوسری جگہ حصول جواب کی پوری امید نہ تھی لہذا اس تکلیف دہی خاص کی نسبت مترصد معافی ہو کر توجہ خاص سے مستفید ہونے کا بواپسی امیدوار ہوں، جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔

الجواب:

علمائے کرام نے جو خاص تخمینے جہت قبلہ کے لئے ارشاد فرمائے وہ خاص اپنے بلاد کے لئے ہیں نہ کہ حکم عام، ولہذا وہ تخمینے بہت مختلف آئے ہیں جن کا بیان ہمارے رسالہ ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال میں ہے۔

علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں اسی عبارت تجنیس الملتقط کی نسبت فرمایا انہما یصح فی بعض البقاع^۱ (یہ قاعدہ بعض جگہوں میں صحیح و درست ہے۔ ت) خیر آباد جس کا عرض شمالی ستائیس^۲ درجے اکتیس^۳ دقیقہ اور گرینچ سے مشرقی اسی^۴ درجے اڑتالیس دقیقہ ہے اس کا قبلہ تقریباً ٹھیک نقطہ مغرب الاعتدال ہے یعنی وسط مغربین صیف و شتا وسط حقیقی سے جنوب کی طرف ایک خفیف مقدار جھکا ہوا یا ۵ درجہ تک بھی نہیں پہنچتی نہ وہ محسوس ہونے کے قابل ہے۔

یہ اس لئے ہے کہ مکہ مکرمہ (اللہ اسکی بزرگی میں اضافہ فرمائے) کا عرض مثلاً کاہ الہ ہو اور اسکا طول م ح ی ہو تو دونوں طولوں کے درمیان م ح ل ہوگا کہ:۔ اگر ظل عرض مکہ ۵۹۳۵۲۳۹۔۹۵۹۳۳۵۲۳۔۹ لوجم جو دونوں طولوں کے درمیان ہے ۸۸۰۱۸۰۲۔۹ = ۱۳۳۶۲۰۔۹ ہے جس کا قوس جدول میں ح ل نہ ہو اسکا لوجم ۸۵۸۹۶۔۹۳۸۵۸۹۶ ہے یہ محفوظ اول ہے۔ پھر اس قوس پر عرض بلد زائد ہوگا جو مانہ ہے جس کا لوجم بالتدقیق ۵۰۸۳۹۵۸۔۷ ہے یہ محفوظ ثانی ہے، پس اگر ظل "جو دونوں طولوں کے درمیان ہے" ۹۳۳۵۲۳۶۔۹ + محفوظ اول۔ محفوظ ثانی = ۲۸۸۳۷۳۷۳۔۱۲ ہے اس ظل کا قوس فسط مہ ح لو ہے اور یہ نقطہ جنوب سے نقطہ مغرب کی طرف انحراف ہے کیونکہ بلد شمالی کا عرض قوس مذکورہ سے زائد ہے پس مغرب اعتدال سے جنوب کی طرف انحراف مدقہ ل ح ہے اور یہی مقصود ہے۔ ت

وذلك لان عرض مكة المكرمة شرفها الله تعالى كاحه الله وطولها محه ي فمابين الطولين م ح ل ح: لو ظل عرض مكة ۵۹۳۵۲۳۹۔۹ لوجم مابين الطولين ۸۸۰۱۸۰۲۔۹ = ۱۳۳۶۲۰۔۹ قوسه في جدول الظل ح ل نه لو جهم ۸۵۸۹۶۔۹۳۸۵۸۹۶۔۹ محفوظ اول، ثم فضل عرض البلد على هذه القوس ماقه لوجمها بالتدقيق ۵۰۸۳۹۵۸۔۷۔ محوظ ثانی، فلو ظل مابين الطولين ۹۳۳۵۲۳۶۔۹ + محفوظ محفوظ ثانیاً = ۲۸۸۳۷۳۷۳۔۱۲ قوس هذا الظل فسط مہ ح لو هو الانحراف الى نقطة المغرب من نقطة الجنوب لان عرض البلد الشمالی اکثر من القوس المذكورة فالانحراف من المغرب الاعتدال الى الجنوب مدقہ ل ح وهو المقصود۔

^۱ شرح النقایہ للبرجندی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ لکھنؤ ۸۹/۱

سوال میں وسط مغربین کو جہت قبلہ روضہ رخ لکھا اس سے معلوم ہوا کہ مزار مبارک کا منہ صحیح جانب قبلہ تحقیقی ہے تو لازم تھا کہ سرہانا تقریباً سیدھا جانب قطب ہو کہ وسط مغربین و وسط قطبین شیئی واحد ہے مگر نقشہ میں قطب شمالی کا خط دیوار روضہ مبارک کی جانب مغرب منحرف بنایا ہے اگر واقعی اتنا انحراف ہے تو وسط مغربین کا ہر گز جہت قبلہ روضہ رخ ہونا متصور نہیں پھر یہاں امر اہم اس کی معرفت ہے کہ دیوار محراب مسجد کو قبلہ تحقیقی سے کتنا انحراف ہے اگر وہ انحراف ثمن دور یعنی ۳۵ درجے کے اندر ہے تو نماز محراب کی جانب بلا تکلف صحیح و درست ہے، اس انحراف قلیل کا ترک صرف مستحب ہے خود سوال میں تجنیس ملقط سے گزرا۔

قال الامام السيد ناصر الدين، الاول للجواز والثاني للاحتساب ¹	امام ناصر الدین نے کہا: پہلی صورت میں جواز اور دوسری میں استحباب ہے۔ (ت)

اسی طرح اُس سے اور نیز ملقط سے حلیہ امام ابن امیر الحاج میں ہے: شرح زاد الفقیر للعلامة الغزوی و شرح الخلاصہ للقهستانی۔ پھر ردالمحتار میں وہی دو ثلث جانب راست اور ایک ثلث جانب چپ رکھنا بیان کر کے فرمایا:

ولولم يفعل هكذا وصلى فيما بين المغربين ² يجوز۔	اگر کسی نے اس طرح نہ کیا اور مغربین کے درمیان نماز پڑھ لی تو جائز ہوگی۔ (ت)

تو ایک امر مستحب کے لئے مسلمانوں کو تردد میں ڈالنا اور صفوف مسجد کو ناقص و نامتہ کر دینا ہر گز مناسب نہیں۔ شرع مطہر میں تکمیل نہایت امر مستم بالشان ہے جس کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں:

من وصل صفا وصله الله ومن قطعه قطعه الله ³	جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صف کو قطع اللہ تعالیٰ اسے قطع فرمائے گا (ت)

یہاں اگر قطع صف موجود نہیں صف بروجہ قطع ہے کہ دیواریں حائل ہو کر تکمیل نہ کرنے دیں گی فکان كالصف بين السواری وقد نهى عنه بنحو ذلك كما ذكر نافي فتاونا (یہ اس صف کی طرح ہے جو ستونوں کے درمیان ہو حالانکہ اس سے اور اس طرح کی دوسری صورتوں سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا۔ (ت) بیان

¹ تجنیس الملقط

² ردالمحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۶/۳

³ سنن ابوداؤد باب تسوية الصفوف مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۹۷/۱

سوال اگر صحیح ہے تو یہ انحراف ثابت کر چکے ہیں کہ جب تک ۴۵ درجے انحراف نہ ہو نماز بلاشبہ جائز ہے اور یہ کہ قبلہ تحقیقی کو منہ کرنا نہ فرض نہ واجب صرف سنت مستحبہ ہے لہذا مسجد میں نماز بلاشبہ جائز ہے اور اس میں اصلاً نقصان نہیں، نہ دیوار سیدھی کرنا فرض البتہ بہتر و افضل ہے، ردالمحتار میں ہے:

لو انحراف عن العين انحرافاً لا نزول منه المقابلة بالكلية جاز ويؤيده ما قال في الظهيرية اذا تيامن او تياسر تجوز ¹ ۔	اگر عین کعبہ سے اتنا منحرف ہوا کہ اس سے بالکل یہ مقابلہ ختم نہ ہو تو نماز جائز ہے اس کی تائید ظہیریہ کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ جب وہ تھوڑا دائیں یا بائیں ہو جائے تو نماز جائز ہوگی۔ (ت)

حلیہ میں ملقط سے:

هذا استحباب والاول للجواز اه يري ان عدم الانحراف مع عدم الخروج عن الجهة بالكلية جائز ² ۔	یہ استحباب کے لئے ہے اور پہلا جواز کے لئے ہے اہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قدر بھی انحراف نہ ہو یہ مستحب ہے اور اس طرح کا انحراف کہ جہت کعبہ سے بالکل خروج نہ ہو یہ بھی جائز ہے۔ (ت)

پھر اگر اس افضل کو اختیار کرنا چاہیں تو دیوار سیدھی قطب سے مشرق کو ہٹی ہوئی بنائیں اور اس کا وہ طریقہ جس میں زاویہ ناپنے کی حاجت نہ پڑے یہ ہے کہ اس دیوار قبلہ کا جنوبی گوشہ جس پر حرف "ب" لکھا ہے قائم رکھیں اور صحیح قطب نما سے ایک خط ب سے سیدھا قطب کو اتارنا پھینچیں جس کا طول اس دیوار کے برابر ہو ایک رسی لیں اور اس کا ایک سر احرف ب پر خوب بھمائے رہیں کہ سر کے نہیں اور دوسرا سر احرف ح سے ملا کر مشرق کی طرف اس طرح پھینچیں کہ رسی میں جھول نہ پڑنے پائے، اس کی کشش سے کمان کی شکل میں زمین پر بن جائے اور پھر ایک سیدھی لکڑی سواچھ قبضہ کی ناپ کر اس کا ایک سر احرف ح پر رکھیں اور دوسرا اس کمان سے ملا دیں جہاں ملے اس ملنے کی جگہ کا نام حرف ع رکھیں۔ ع سے ب تک سیدھا خط ملا دیں، یہ ٹھیک دیوار قبلہ ہوگی۔

وذلك لان في مثلث ح ب ع، ساق ح ب، ع ب كل ١٠٦۔ وزاوية ب = مح الفكل من زوايتي القاعدة مح ح فلو جيبها	اور یہ اس لئے کہ مثلث ح ب ع میں ح ب، ع ب کی دو ساقیں ہے کل ۱۰۶ ہوئے اور زاویہ ب = ح صہ الح ہے تو قاعدہ کے دونوں زاویوں کا مح ح ل

¹ ردالمحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۵ھ

² حلیہ الحلی شرح نية المصلي

ہوگا اسکا اگر جیب ۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ ہوا اور اگر جیب ح صہ الح کا ۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ ہے اور لو ۱۰۶۲۵۳۰۵۹ = ۲، ان دونوں کا مجموعہ = ۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ = ۱۰۶۲۵۳۰۵۹ جس کا عدد = ۲۵۸ ہے یہ خط ح کے قبضے ہیں اور یہی ہماری مراد ہے (ت)	۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ ولو جیب ح صہ الح ۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ ولو ۱۰۶۲۵۳۰۵۹ = ۲ مجموعہ ہذین = ۷۹۹۹۸۱۰۷۹۹۹۸۱۰ = ۱۰۶۲۵۳۰۵۹ عددہ = ۲۵۸ ہذہ قبضات خط ح و ذلک ما اردناہ۔

اور اگر پہلے صحیح جانچ کر لی ہو تو دوبارہ قطب نما لگانے اور نیچ کا خط یعنی ح بنانے کی حاجت نہیں بلکہ دیوار کے ناپ کی رسی لیں اور اس کا ایک سر ا حرف ب کی جگہ خوب جما کر رسی میں بے خم پڑے دوسرا سر ا دیوار کے حرف او پر رکھ کر دوسرا سر ا جہاں ملے کمان سے ملا دیں، اس ملنے کی جگہ دیوار کے کنارہ ب تک سیدھا خط کھینچ دیں دیوار قبلہ اس خط پر اٹھائیں کہ صحیح ہوگی۔

کیونکہ زاویہ اب = وصہ لر کے ہے جیسا کہ گزرا تو قاعدہ کے زاویہ کا کل وصہ مال ہوگا جس کا جیب ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۹۳۷۵ اور جیب وصہ لر کا ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۳۷۵ ہے توجب اس میں اگر ۱۰۶ کو جمع کیا جائے تو یہ ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۳۷۵ = ۱۰۸۵۸۱۱ ہوگا جس کا عدد = ۲۳۳۱۲ ہے اور یہی ہماری مراد ہے (ت)	لان زاویۃ اب = وصہ لر کما تقدم فكل زاویۃ القاعدۃ و صہ مال جیبہا ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۳۷۵ وجیب و صہ لر ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۳۷۵ فاذا جمع فیہ ۱۰۶ صار ۷۹۹۹۳۷۵۷۹۹۳۷۵ = ۱۰۸۵۸۱۱ عددہ = ۲۳۳۱۲ و ذلک ما اردناہ۔

مگر ان صورتوں میں ایک لحاظ لازم ہے جبکہ مسلمان اُسے مسجد کر چکے تو یہ گلی جو دیوار سیدھی کرنے میں چھوٹے گی اسے ضائع چھوڑ دینا جائز نہیں کہ وہ مسجد ہی کا ٹکڑا ہے اور اس کی بے حرمتی حرام۔ تو یا تو سیدھی دیوار ہی اور چن کر اس سے ملا دیں کہ زمین چھوٹی نہ رہے یا ممکن ہو تو دیوار کا گوشہ الف برقرار رکھیں اور گوشہ ب سے سوا بارہ قبضہ زمین مغرب کو حرف ر تک بڑھا کر ا اور میں خط ملا کر دیوار جدید اٹھائیں کہ اگلی دیوار کی زمین شامل مسجد رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۹۵: از حیات نگر ڈاکخانہ سرائے ترین ضلع مراد آباد مرسلہ سید حبیب شاہ صاحب ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ ہادی مراحل تحقیق جناب مولینا صاحب دامت برکاتہم، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ جناب عالی اس قصبہ حیات نگر کی مسجد سمت مغرب سے متجاوز ہے اسکا نقشہ علیحدہ ایک پرچہ کاغذ کی پشت پر اور تمام حال کاغذ کی پیشانی پر لکھ کر حضور کے ملاحظہ کے واسطے ارسال کرتا ہوں باعث اس کا یہ ہے کہ یہاں چند اشخاص ایسے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں سیدھے مسجد کے رخ نماز نہیں ہوتی کمترین نے ایک صاحب کے پاس مسجد کا

نقشہ بھیج کر اُن سے دریافت کیا تھا انہوں نے ردالمحتار سے یہ نشان دے کر (ج ۱ ص ۴۲۶) کچھ عربی کی عبارت لکھ کر اُس کا خلاصہ اردو میں کیا تھا کہ اس انحراف قلیل جانب کعبہ سے مصلیٰ کو مضر نہیں ہے اور انحراف قلیل کی حد یہ ہے کہ چہرہ اور چہرے کے اطراف میں کوئی جزو کعبہ کے مقابل باقی رہے اس طرح کہ چہرہ یا اُس کے بعض اطراف سے کعبہ تک خط مستقیم کھینچا جا سکے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ خط مستقیم پیشانی سے ہی خارج ہو بلکہ عام ہے خواہ پیشانی سے خارج ہو یا اس کے دونوں طرف میں کسی طرف سے خارج ہو اس صورت میں بہت بڑی وسعت ہے، جو نقشہ مسجد کا آپ نے بھیجا ہے اس مسجد کے رُخ پر نماز پڑھنا بے شبہ جائز ہے لہذا مسجد کے رُخ پر نماز پڑھائیے، بعض صاحب اس جواب کو پزیرا نہیں کرتے اور وہ حضور ہی پر اس کا انحصار رکھتے ہیں لہذا گزارش یہ ہے کہ حضور اس کاغذ کو جس پر مسجد کا نقشہ ہے ہر دو جانب سے ملاحظہ فرما کر اگر ممکن ہو تو کاغذ مذکور کے ذیل ہی میں جو دریافت طلب گزارشیں کاغذ کی پیشانی پر عرض کی گئی ہیں ان کا جواب ارقام فرما کر کمترین کو معزز فرمایا جائے۔ واجباً گزارش ہے کہ اس مسجد کا رُخ نقشہ مذکور سے بخوبی نمایاں ہے، یہ قصبہ حیات نگر ۲۸ درجے ۳۰ دقیقے عرض شمالی پر واقع ہے اور مکہ معظمہ ۲۱ درجے ۳۰ دقیقے عرض شمالی پر، لہذا دریافت طلب امر یہ ہی کہ اس مسجد میں جماعت سیدھی مسجد کے رُخ پر کی جائے یا مسجد کا خیال چھوڑ کر کعبہ شریف کا خیال کر کے ٹیڑھی اور اگر مسجد کے رُخ پر سیدھی جماعت کی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

اب ۱ مثلث قائم الزاویہ ہے ب موضع قیام مصلیٰ سمت نقطہ مغرب کے سمت قطب شمالی ہے نقطہ ب سے مسجد کی دیوار قبلہ ۱ پر عمود ب قائم کیا تو مثلث اب ۱ کا مشابہ ہو اُس کا زاویہ ب اُس کے زاویہ ا کے مساوی ہے کہ ہر ایک زاویہ ۱ سے مل کر قائمہ کے برابر ہے تو زاویہ ا زاویہ انحراف یعنی اس کے مساوی ہوا، یہ وہ مقدار ہے کہ مسجد نقطہ مغرب سے جس قدر شمال کو جھکی ہوئی ہے یہ زاویہ پیمائش میں ۱۸ درجے ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ حیات پور میں قبلہ نقطہ مغرب سے کتنا جدا ہے اس کے لئے صرف عرض بلد کافی نہیں ہوتا طول بھی درکار ہے۔ وہ سوال میں نہ لکھا نہ یہاں اطالس میں حیات پور کا نام نکلا مگر ضلع مراد آباد کی عام آبادیاں ۷۹، ۷۸ درجے کے اندر ہیں ۲۸ درجے عرض پر اگر طول ۷۸ درجے ہو تو عمود قبلہ سمت الراس سے جنوب کو تین درجے جھکے گا، دوسری میں دو درجے، ستائیس درجے، بہر حال حیات پور میں قبلہ جنوب کو تقریباً ۲ درجے مائل ہے اور مسجد ۱۸ درجے شمال کو ہے تو مسجد قبلہ واقعہ حیات پور سے اکیس درجے کم شمال کو جھکی ہوئی ہے اور ہم نے اپنے رسالہ ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال میں ثابت کیا ہے کہ جب تک سینتالیس درجے انحراف نہ ہو سمت قبلہ باقی رہتی ہے۔ عبارت ردالمحتار وغیرہ عبارات کثیرہ مختلفہ اسی طرف رائج ہیں نہ وہ اطلاق کہ سوال میں کسی سے حکایت کیا تو یہ مسجد ضرور حد قبلہ کے اندر ہے بلکہ اس سے دو چند جھکی ہوتی تب بھی حد سے

نہ نکلتی، تو مسجد ہی کے رُخ پر نماز پڑھی جائے ضرور صحیح ہو جائے گی مگر بعد اطلاع قبلہ سے اتنا انحراف مکروہ و خلاف سنت ہے، لہذا سمتِ مسجد کا خیال نہ کریں بلکہ سمتِ قبلہ کا، یعنی خطبہ کی سیدھ پر پڑھیں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال (استقبالِ قبلہ کی تعیین میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رہنمائی)

مسئلہ نمبر ۳۹۶: از علی گڑھ معرفت مولوی بشیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

شہر علی گڑھ کی عید گاہ کہ صد ہا سال سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علماء متقدمین میں بلا کراہت اس میں عیدین کی نمازیں پڑھتے پڑھاتے رہے، آج کل نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آلات انگریز سے یہ تحقیق کیا ہے کہ سمتِ قبلہ سے منحرف ہے اور قطب شمالی داسنے کونے کی پشت پر واقع ہے جس سے ٹوے فٹ کے قریب مغرب سے پھری ہوئی ہے لہذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانانِ شہر پر بر تقدیر استطاعت کے لازم اور فرض ہے ورنہ نماز اس میں مکروہ تحریمی ہے، اور ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو اس میں ایک فتویٰ چھاپا جس کی عبارت جواب یہ ہے: "اگر وہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مالی طاقت ہے کہ اس کو شہید کر کے ٹھیک سمتِ قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو ان کے ذمے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اگر ان میں ٹھیک سمتِ قبلہ بنانے کی طاقت نہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس مسجد یا عید گاہ میں ٹھیک سمتِ قبلہ کی خطوط کھینچ لیں اور ان خطوط پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں، چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے:

ومن كان غائباً ففرضه أصابته جهتها هو الصحيح لان التكليف بحسب الوسع ^۱ انتهي	جو شخص کعبہ سے دور ہو اس پر نماز کے دوران سمتِ کعبہ کی طرف رُخ کرنا فرض ہے یہی صحیح ہے کیونکہ تکلیف حسبِ طاقت ہوتی ہے انتہی (ت)

^۱ الہدایۃ باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱۰۰/۱

کتبِ معتبرہ سے یہ ارشاد ہو کہ اب ہندوستان کا قبلہ مابین المغربین ہونا چاہیے یا کیا؟ اور اس کا سمتِ قبلہ درست کرنا ضروری ہے یا کیا؟ بینواتو جروا

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل لنا الكعبة قبله وامانا والصلوة والسلام على من الى افضل قبله ولانا، رسول الثقلين وامام القبلتين جعل الله تعالى بابا الكريم في الدارين قبله امانا وكعبة منانا وعلى اله وصحابه وسائر اهل قبلته الذين ولو اليه وجوههم تصديقا و ايمانا آمين اللهم هداية الحق والصواب-	تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے کعبہ کو ہمارا قبلہ اور پناہ گاہ بنایا اور صلوة سلام ان پر کہ جس نے ہمیں اچھے قبلہ کی طرف پھیرا جن وانس کے رسول اور دونوں قبلوں کے امام جن کے باعزت دروازے کو اللہ تعالیٰ نے جنہیں دنیا و آخرت میں ہماری تمام امیدوں کا قبلہ اور آرزوں کا کعبہ بنایا، آپ کی آل، اصحاب اور ان کے اہل قبلہ پر جنہوں نے حالتِ ایمان و تصدیق میں اس کعبہ کی طرف رخ کیا آمین: اے اللہ! حق و صواب کی ہدایت فرما (ت)

فتوائے مذکورہ محض باطل اور حلیہ صدق و صحت سے عاقل اور منصب افتا پر نرا اجتہاد بلکہ شریعتِ مطہرہ پر کھلا افتراء ہے۔
 اولاً: اگر بفرض باطل یہ عید گاہ جہت قبلہ سے بالکل خارج ہوتی بلکہ مشرق و مغرب بدل گئے ہوتے جب بھی یہ جبروتی حکم کہ بحالت استطاعت اسے توڑ کر ٹھیک سمت قبلہ بنانا فرض ہے، دل سے نئی شریعت ایجاد کرنا تھا، اس حالت پر غایت یہ کہ اگر بے انہدام کوئی چارہ کار ممکن نہ تھا منہدم کرنا مطلوب ہوتا ٹھیک، سمت پر بنانا کس نے فرض مانا، عید گاہ میں کوئی عمارت ہونا ہی سرے سے خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرض کیا نہ واجب نہ سنت، زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مصلائے عید کف دست میدان تھا جس میں اصلاً کسی عمارت کا نام نہ تھا، جب حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید کو تشریف لے جاتے مواجہ اقدس میں سترہ کے لئے ایک نیزہ نصب کر دیا جاتا، زمانہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں بھی یوں ہی رہا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے سبب مواضع میں تبرک کے لئے مسجدیں بنا کیں ظاہراً انہیں کے وقت میں مصلائے عید میں بھی عمارت بنی کہا استظہرہ السید نور الدین السہودی قدس سرہ فی تاریخ المدینۃ (جیسا کہ سید نور الدین سمودی قدس سرہ نے اپنی کتاب تاریخ المدینۃ السنورہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔ ت) صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان ترکز لہ الحربة قد امه یوم الفطر والنحر ثم یصلی ¹ ۔	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس کے سامنے عید الفطر کے موقع پر نیزہ نصب کیا جاتا پھر آپ نماز پڑھاتے۔ (ت)

انھیں کی دوسری روایت میں ہے:

قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یغدو الی المصلی والعنزة بین یدیه تحمل و تنصب بالمصلی بین یدیه فیصلی الیہا ² ۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو آپ کے آگے نیزہ اٹھا کر لایا جاتا اور عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا، پھر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھاتے تھے۔ (ت)

سنن ابن ماجہ میں و صحیح ابن خزیمہ و مستخرج اسمعیلی میں زائد کیا:

وذلك ان المصلی کان فضاء لیس فیہ شیء یستتر به ³ ۔	یہ اس لئے کیا جاتا تھا کہ عید گاہ فضاء میں تھی وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے ستر بنایا جاسکے۔ (ت)

افسوس کہ نئی روشنی کا یہ فرض، زمانہ رسالت و زمانہ خلافت و زمانہ رسالت سب میں متروک رہا۔
 چاہیہ اس عید گاہ کی عمارت موجودہ سے دین الہی کو کوئی ایسا ضرر شدید پہنچتا ہے جس کے سبب اس کا ڈھانا فرض ہو، یا نہیں اگر نہیں تو بحال استطاعت مالی اُس کا ہدم کیوں فرض ہوا اور اگر ہاں تو بحال عدم استطاعت مالی کیوں فرض نہیں، استطاعت مالی بنانے کو چاہیئے، ڈھانے میں ایسا کیا درکار ہے جس سے مسلمانانِ شہر عاجز ہوں۔
 بالخطوط سمت قبلہ ڈال لینے سے کار براری ممکن اور وہ ضرر مندفع ہے یا نہیں، اگر نہیں تو بحال عدم استطاعت یہ لغو حرکت کیوں فرض ہوئی اور کس نے فرض کی، اور اگر ہاں تو بحال استطاعت یوں کار براری کس نے حرام کی کہ با تعین ڈھا دینا ہی فرض ہو گیا، کیا یہاں متعدد ضرر مفترض الازالہ مختلف الحالہ ہیں کہ توزیع ممکن ہو۔
 رابعا یہ عید گاہ سمت سے یکسر خارج ہے یا حدود جہت کے اندر ہے اگرچہ عین محاذات سے منحرف ہے۔ بر تقدیر اول اس میں نماز مکروہ تحریمی کیوں ہوئی باطل محض ہونی لازم تھی، بر تقدیر ثانی اس کا ڈھانا کیوں فرض ہوا جبکہ وہ حدود مشروع کے اندر ہے۔

¹ صحیح بخاری باب الصلوۃ الی الحرۃ یوم العید مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱۳۳۱ھ

² صحیح بخاری باب حمل العنزة والحرۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱۳۳۱ھ

³ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الحرۃ یوم العید مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۹۳

خامساً علماء کرام کا حکم تو یہ ہے کہ جہت سے بالکل خروج ہو تو نماز فاسد اور حدود جہت میں بلا کراہت جائز کہ آفاقی کا قبلہ ہی جہت ہے نہ کہ اصابت عین۔ بدائع امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاسانی پھر حلیہ امام ابن امیر الحاج حلبی میں ہے۔

قابلتہ حالة البعد جهة الكعبة وهي المحاريب لا عين الكعبة ¹	کعبہ سے دوری کی صورت میں جہت کعبہ ہی قبلہ ہے اور وہ محراب مسجد ہے نہ کہ عین قبلہ۔ (ت)

جامع الرموز میں امام زندویسی سے ہے: الجهة قبله كالعین² (جہت کعبہ عین قبلہ کی طرح ہے۔ ت) ہاں حتی الوسع اصابت عین سے قرب مستحب۔ اس بارے میں ملقط و حلیہ وغیرہما کے نصوص بعونہ تعالیٰ آگے آتے ہیں، اور خیر یہ میں فرمایا: هو افضل بلاریب ولا مین³ الخ (یہ بغیر کسی شبہ کے افضل ہے۔ ت) درر مولانا خسر وورد المختار میں ہے:

لو انحراف عن العين انحرافاً فالاتزول منه المقابلة بالكلية جاز ويؤيده ما قال في الظهيرية اذاتيا من اوتيا سرتجوز ⁴	اگر عین کعبہ سے بالکل انحراف نہ ہو (یعنی معمولی انحراف ہوا) تو نماز جائز ہے۔ اسکی تائید ظہیریہ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: جب نمازی ذرا دائیں یا بائیں ہو گیا تو نماز جائز ہوگی۔ (ت)

اور ترک مستحب مستلزم کراہت تنزیہ بھی نہیں کراہت تحریم توڑی چیز، بحر الرائق باب العیدین میں ہے:

لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بدلها من دليل خاص ⁵	ترک مستحب سے کراہت لازم نہیں آتی کیونکہ اس کے ثبوت کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ (ت)

تو اس میں نماز مکروہ تحریمی ٹھہرانا نئی روشنی کی محض ظلماتی ساخت ہے۔
سادساً: عبارت ہدایہ کہ فتویٰ مذکورہ نے نقل کی اسکی مدعا سے اصلاً مس نہیں رکھتی بلکہ حقیقتاً وہ اس کا رد ہے، عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غیر مکی کو ہر گز ضرور نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معظمہ کی طرف ہو بلکہ اس جہت کی طرف

¹ بدائع الصنائع فصل فی شرائط الارکان مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۸/۱

نوٹ: بدائع میں یہ عبارت معتامد کور ہے الفاظ بعینہ موجود نہیں۔ نذیر احمد سعیدی

² جامع الرموز فصل شروط الصلوة مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۳۰/۱

³ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوة مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۹/۱

⁴ رد المختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۱۵/۱

⁵ البحر الرائق باب العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۳/۲

منہ ہونا بس ہے جس میں کعبہ واقع ہے تکلیف بقدر وسعت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہوا کہ غیر مکہ مکرمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے خارج نہ کرے مضر نہیں اور اسکی تصریح نہ صرف ہدایہ بلکہ عامہ کتب مذہب میں ہے پھر مسافت بعیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جہت سے باہر نہ کرے گا اور در حق نماز قلیل ہی کلائے گا اور جتنا بعد بڑھتا جائے گا انحراف زیادہ گنجائش پائے گا۔ بحر الرائق و طحاوی علی الدرر وغیرہا میں ہے:

المسامتۃ التقریبۃ ہوان یکون منحرفاً عن القبلة انحرافاً لاتزول به المقابلة بالکیة، والمقابلة اذا وقعت فی مسافة بعيدة لاتزول بما تزول به من الانحراف لو كانت فی مسافة قریبة ¹ ۔	مسامتت تقریبی یہ ہے کہ انحراف عن القبلة اس طرح ہو کہ جہت کعبہ سے مقابلہ بالکیۃ ختم نہ ہو اور مقابلہ جب مسافت بعیدہ کی صورت میں ہو تو وہ اتنے انحراف سے ختم نہیں ہوتا جتنے سے مسامت قریبہ میں مقابلہ ہو تو ختم ہو جاتا ہے۔ (ت)

معراج الدراریہ و فتح القدر و حلیہ شرح منیہ و بحر شرح کنز و فتاویٰ خیریہ وغیرہا میں ہے۔

و یتفاوت ذلك بحسب تفاوت البعد و تبقى المسامتۃ مع انتقال مناسب لذلك البعد ² ۔	انحراف بعد کے اعتبار سے متفاوت ہوتا ہے اور اس بعد کے مناسب انتقال کے ساتھ مسامت (سمت) باقی رہتی ہے۔ (ت)

فتویٰ میں عبارت ہدایہ سے استناد کے لئے یہ ثبوت دینا کہ مکہ معظمہ سے علی گڑھ کو یہ ہزاروں میل کا بعد، نقطہ مغرب سے تیس³⁰ گرا انحراف کی گنجائش نہیں رکھتا اتنا تفاوت جہت سے باہر لے جائے گا بے اس ثبوت کے، ذکر عبارت محض تغلیط عوام ہے اور حقیقت امر دیکھئے تو عبارت متدل کے لئے صرف نامفید ہی نہیں بلکہ صاف مضر ہے، ہم عنقریب بعونہ تعالیٰ ثابت کریں گے کہ عید گاہ مذکورہ ضرور حدود جہت کے اندر ہے۔

سابقاً: ہمارے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اس باب میں ہیأت قیاسات و آلات کا اعتبار ہی نہیں، جامع الرموز نے اسی بحث سمت قبلہ میں لکھا:

انهم من بناء على بعض العلوم الحکمیة الان العلامة البخاری قال فی بحث القیاس من الكشف ان اصحابنا	فقہاء میں سے بعض نے اس مسئلہ کی بنیاد بعض علوم حکمیہ پر رکھی ہے مگر علامہ بخاری نے کشف الاسرار میں قیاس کی بحث کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے علماء نے

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب شروط الصلوة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۱

² البحر الرائق شرح کنز الدقائق باب شروط الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۴۲۱ھ

اس کا اعتبار نہیں کیا، قاضی خان کی گفتگو بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے اہ نھر میں اس کی تائیدیوں کی ہے کہ اسی پر متون کا اطلاق ہے اہ ردالمحتار میں یہ کہتے ہوئے اس کا رد کیا کہ میں نے متون میں ایسی کوئی دلیل نہیں دیکھی جو ان کے عدم اعتبار پر دال ہو، حالانکہ ہم پر اس چیز کا تعلم ہے جس کے ساتھ ستاروں کے ذریعے ہم قبلہ پر رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے والنجوم لتتحدوا ببھا الخ (اس نے ستارے اس لئے بنائے تاکہ تم ان سے رہنمائی حاصل کرو) اس سے ظاہر کیا کہ ان کے عدم اعتبار میں اختلاف اس صورت میں ہے جب وہاں قدیم محراب موجود ہوں کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے تحری جائز نہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے، تاکہ سلف صالحین اور جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے، بخلاف اس صورت کے جب مصلیٰ جنگل اور ویران جگہ میں ہو تو وہاں ستاروں وغیرہم نے ان چیزوں کے علامت معتبرہ ہونے کی تصریح کی ہے، لہذا اوقات نماز اور تعیین قبلہ کے متعلق ثقہ علماء کے کتب مواقیت میں بیان کردہ قواعد و ضوابط پر اعتماد کرنا مناسب ہے، اور آلات مثلاً رملع، اصطرلاب وغیرہ جو اوقات کی پہچان کے لئے انھوں نے بنائے ہیں ان پر بھی اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ اگر ان آلات سے یقین کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم غلبہ ظن تو اسی شخص کو جو ان آلات سے متعلق معلومات رکھتا ہو حاصل ہو جائے گا۔ اور اس مسئلہ میں ظن غالب ہی کافی ہے الخ (ت)

لم یعتبر وہ وبہ یشرع کلام قاضی خان¹ اہ وایدہ فی النھر بان علیہ اطلاق المتون² اہ وردہ فی ردالمحتار قائلہ لم ار فی المتون مایدل علی عدم اعتبارھا ولنا تعلم مانہدی بہ علی القبلة من النجوم وقال تعالیٰ والنجوم لتتھدوا بھا الخ واستظهر ان الخلاف فی عدم اعتبارھا انما ہو عند وجود المحاریب القدیمة اذ لا یجوز التحری معها کما قدمناہ لئلا یلزم تخطئة السلف الصالح وجما ہیر المسلمین بخلاف ما اذا کان فی المفازة فینبغی وجوب اعتبار النجوم ونحوھا فی المفازة لتصریح علمائنا وغیرہم بكونھا علامة معتبرة فینبغی الاعتماد فی اوقات الصلاة وفی القبلة علی ما ذکر العلماء الثقات فی کتب المواقیت وعلی ما وضعوا لھا من الالات کالربیع والاصطرلاب فانھا ان لم تفد الیقین تفید غلبة الظن للعالم بھا، وغلبة الظن کافیه فی ذلک³ الخ۔

¹ جامع الرموز فصل شروط الصلاة مطبوعہ گنبد قاموس ایران ۱۳۰۱

² ردالمحتار بحوالہ النھر بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱۷

³ ردالمحتار بحوالہ النھر بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱۷

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ نفیس گفتگو ہے علم کے کسی پہلو کو نہ چھونے والے بے اصل اندازے کو ان آلات سے حاصل شدہ ظن غالب سے کیا تعلق، اگر تعین قبلہ کے معاملہ میں طول البلد اور عرض البلد اور ان کے اکثر معاملات میں ظن کا دخل نہ ہوتا تو ان آلات سے حاصل شدہ علم قطعی ہوتا جس میں شک کی گنجائش نہ ہوتی۔ بلکہ اگر تو تحقیق کرے تجھے معلوم ہوگا کہ وہ بڑے بڑے محراب جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے بعد بنائے گئے ہیں اور انہی قواعد کی بنیاد پر انہیں ضوابط پر ان مساجد کے ستون بنائے گئے، تو یہ کیسے درست ہوگا کہ ان محرابوں پر تو اعتماد کیا جائے مگر ان قواعد پر نہ کیا جائے جن کی بنیاد وہ محراب معرض وجود میں آئے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ جہاں (قاعدہ و محراب) قدیم میں تعارض ہوگا وہاں محراب قدیم کو ترجیح ہوگی بخلاف شوافع کے تاکہ سلف صالحین اور جمہور مسلمانوں کو غلط ثابت قرار دینا لازم نہ آئے جیسا کہ امام شامی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ جماعت کا علم احاد کے علم سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اور سلف کو خلف پر واضح فضیلت حاصل ہے نیز بعض دفعہ استعمال قواعد و آلات میں نظر سے خطا بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ مشاہدہ و ملاحظہ میں آیا ہے لہذا واحد کا خاطی ہونا جماعت کے خاطی ہونے سے زیادہ قریب ہے، اسی لئے فتاویٰ خیرہ میں کہا کہ جہت قبلہ کی تعین

اقول: و هو كلام نفيس واين تحرى جزاف لا يكاد يرجع الى اثارة علم من الظن الغالب الحاصل بتلك القواعد ولو لا مكان اطوال البلاد و عروضها في امر تعيين القبلة ومجال الظنون في اكثرها لكان ما يحصل بها قطعياً لا مساعاً لريبة فيه بل لو حقت لالفيت جل المحاريب المنصوبة بعد الصحابة والتابعين رضى الله عنهم انما بنيت بناء على تلك القواعد و عليها اُسست لها القواعد فكيف يحل اعتماد تلك المحاريب دون الذي بنيت عليه نعم عند التعارض ترجح القديم خلافاً للشا فعية لئلا يلزم تخطئة السلف الصالح و جباهير المسلمين¹ كما ذكره الشامي وغيره ولان علم الجميع اقوى من علم الاحاد و للسلف مزية جليلة على الخلف، و لربما يخطئ النظر في استعمال القواعد والالات كما هو مرئي مشاهد فهو اولي بالخطاء منهم ولذا قال في الفتاوى الخيرية واما الاجتهاد فيها اى في محاريب المسلمين بالنسبة الى الجهة فلا يجوز حيث سلمت من الطعن لانها لم تنصب الا بحضرة جمع من المسلمين اهل معرفة بسمت الكواكب والادلة فجرى ذلك مجرى الخير فتقلد

¹ رد المحتار محقق في استنبال التلبية مطبوعه مصطفى البابي مصر ۱۷۱۷

تلك المحاريب¹ اھ۔

اقول: وبہ ظہران الحکم لایختص بالمفاوز فانهم انما نصبوا فی الامصار بناء علی تلك الادلة لاجرم ان قال العلامة البرجندی فی شرح النقایة ان امر القبلة انما یتحقق بقواعد الهندسة والحساب بان یعرف بعد مكة عن خط الاستواء وعن طرف المغرب ثم بعد البلد المفروض كذلك ثم یقاس بتلك القواعد لتحقيق سمت القبلة ونحن قد حققنا بتلك القواعد سمت قبلة هراة² الی آخر ماسیاتی ونقله الفتال فی حاشيته مقر اعليه۔

کے معاملہ میں مسلمانوں کے قدیم محرابوں میں اجتہاد اور غور و فکر اس لئے جائز نہیں تاکہ طعن سے محفوظ رہا جاسکے کیونکہ یہ محراب مسلمانوں کی ان جماعتوں نے قائم کئے ہیں جو کواکب کی سمت اور دلائل کی معرفت رکھتی تھیں، تو چونکہ خیر و بھلائی اسی میں ہے لہذا ان محرابوں کی تقلید کی جائے (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) اس سے یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ یہ حکم محض دیرانے اور جنگل کے ساتھ ہی مخصوص نہیں کیونکہ شہروں میں بھی مسلمانوں نے انہی قواعد و ضوابط کی بنا پر محراب قائم کئے ہیں، چنانچہ علامہ برجندی نے شرح نقایہ میں کہا کہ قبلہ کا معاملہ قواعد ہندسہ و حساب کی بناء پر حل ہوتا ہے بایں طور کہ پہلے خط استوا سے مغرب کی جانب سے مکہ کا بُعد پیمانا جائے پھر مفروض شہر کے بعد کو اسی طرح پیمانا جائے پھر ان قواعد کے مطابق قیاس کیا جائے تاکہ سمت قبلہ معلوم ہو سکے اور ہم ان قواعد کے ذریعے قبلہ ہرات کی سمت یونہی ثابت کر چکے ہیں آخر تک جس کا بیان آئیگا، اور اس کو علامہ فتال نے اپنے حاشیہ میں ثابت رکھتے ہوئے نقل کیا ہے۔ (ت)

اور اتنا تو اکابر نے بھی فرمایا کہ جو مسجد مدتوں سے بنی ہو اور اہل علم و عامہ مسلمین اس میں بلا تکبر نمازیں پڑھتے رہے ہوں جیسا کہ عید گاہ مذکورہ کی نسبت سوال میں مسطور ہے اگر کوئی فلسفی اپنے آلات و قیاسات کی رُو سے اس میں شک ڈالا چاہے اُس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا کہ صد ہا سال سے علماء و سائر مسلمین کو غلطی پر مان لینا نہایت سخت بات ہے، بلکہ تصریح فرماتے ہیں کہ ایسی قدیم محرابیں خود ہی دلیل قبلہ ہیں جن کے بعد تحری کرنے اور اپنا قیاس لگانے کی شرعاً اجازت نہیں، ایسی تشکیک بعض مدعیان ہیأت نے بعض محرابات نصب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی پیش کی حالانکہ بالیقین صحابہ کرام کا علم زائد تھا اُس کے بعد فلسفی ادعا کا سننا بھی حلال نہیں، ہاں بتحقیق معلوم ہو

¹ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۷

² شرح النقایۃ للبرجندی باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مثنیٰ نوکسور لکھنؤ ۱۹۱/۸

کہ فلاں محراب کسی جاہل ناواقف نے یونہی جزافاً قائم کر دی ہے تو البتہ اُس پر اعتماد نہ ہوگا۔ علامہ خیر الدین رحمتی استاد صاحب دُر مختار رحمہما اللہ تعالیٰ فتاویٰ خیر یہ میں فرماتے ہیں:

نحن على علم بأن الصحابة رضی اللہ عنہم اعلم من غیرہم فأذا علمنا انهم وضعوا محراباً لا يعارضهم من هو دونهم واذا علمنا ان محراباً وضع من غیرہم بغير علم لانعتمدہ، واذا لم نعرف شيئاً و علمنا كثرة الباریین و تو الی المصلین علی مرور السنین علمنا بالظاهر وهو الصحة¹۔	ہمیں یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر تمام افراد امت سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہ محراب صحابہ نے قائم کئے ہیں تو ان کے مقابل کسی دوسرے کی بات کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا (لہذا اس محراب پر اعتماد کیا جائے گا) اور جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ کے علاوہ کسی جاہل ناواقف نے یہ محراب بنائی تو اس پر ہم اعتماد نہیں کریں گے، اور اگر کسی محراب کے بارے میں ہمیں کچھ معلومات نہ ہوں صرف اتنا جانتے ہوں کہ یہاں کئی سالوں سے کثیر راگیر اور نمازی مسلسل نماز پڑھتے رہے ہیں تو ہم اسی ظاہر صورت پر عمل کریں گے اور یہی درست ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

مذهب الحنفیۃ یعمل بالمحاریب المذكورة ولا یلتفت للطعن المذكورة²۔	احناف کا مسلک یہی ہے کہ ان محاریب مذکورہ پر عمل پیرا ہوں اور مخالف کے طعن و اعتراض مذکورہ کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ (ت)

اسی میں ہے:

نهاية الفلكي المذكوران يطعن بالانحراف اليسير الذي لا يجاوز الحد المذكور وهو على تقدير صدقه لا يمنع الجواز ولهذا قال الشارح	قول فلكي (ماہر فلکیات) مذکور کی نہایت یہ ہے کہ وہ اس تھوڑے انحراف کے ساتھ جو حد مذکور سے تجاوز نہ کرتا ہو طعن (اعتراض) کریگا حالانکہ اگر اس کا قول سچا بھی ہوتا ہم جواز نماز کے منافی نہیں اس لئے شارح

¹ فتاویٰ خیریہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱

² فتاویٰ خیریہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۸/۱

الزلیعی لایجوز التحری مع المحاریب ¹ ۔	امام زلیعی نے فرمایا محاریب کے ہوتے ہوئے اجتہاد اور غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الکلام فی تحقیق ذلک (یعنی الانحراف الکثیر) ولایقع علی وجه الیقین مع البعد باخبار البیقاتی کمالا یخفی عند الفقهاء ² ۔	لیکن کلام انحراف کثیر کی تحقیق کے بارے میں ہے اور یہ بات بعد کی صورت میں ماہر فلکیات کی رائے سے یقینی طور پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ فقہاء پر مخفی نہیں۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

المحراب فی حق المصلی قد صار کعین الکعبۃ ولہذا لایجوز للشخص ان یجتہد فی المحاریب فایاک ان تنظر الی ما یقال ان قبلۃ اموی دمشق واكثر مساجدها المبنیۃ علی سمت قبلۃ فیہا بعض انحراف اذلا شک ان قبلۃ الاموی من حین فتح الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ومن صلی منہم الیہا وکذا من بعدہم اعلم و اوثق من فلکی لانداری هل اصاب امر اخطأ بل ذلک یرجع خطاہ وکل خیر من اتباع من سلف ³ ۔	نمازی کے لئے محراب عین کعبہ کی طرح ہے اسی لئے کسی شخص کو روا نہیں کہ وہ محاریب میں اجتہاد یا غور و فکر کرے اس بات سے تو دور رہ (جو کہا جاتا ہے) کہ جامع اموی دمشق اور اسکی اکثر دیگر مساجد جو اسکی سمت پر بنائی گئی ہیں ان کی سمت قبلہ کچھ منحرف ہے کیونکہ جامع اموی کے قبلہ کا تعین اس وقت ہوا جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا صحابہ کرام خود بھی اسی رخ نماز ادا کرتے رہے اور ان سے بعد کے لوگ بھی اور وہ حضرات اس فلکی سے زیادہ عالم اور ثقہ تھے اس فلکی کے بارے میں ہمیں کیا معلوم کہ اسکی رائے درست ہے یا غلط بلکہ اس کا خاطی ہونا ہی رائج ہے اور تمام خیر اسلاف کی اتباع میں ہے۔ (ت)

پھر علماء کے یہ ارشادات اس بارے میں تھے جو فن ہیأت کا ماہر کامل عامل فاضل ثقہ عادل ہو یہ نئی روشنی والے نہ فقہ سے مس نہ ہیأت سے خبر، اور دین و دیانت کا حال روشن تر، ان کی بات کیا قابل التفات،

¹ فتاویٰ خیریہ، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱/۱

² فتاویٰ خیریہ، کتاب الصلوٰۃ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱/۱

³ حلیۃ النحلی شرح منیۃ المصلی

ان کی ہیئت دانی اس اعتراض ہی سے پیدا ہے کہ قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت مائل ہونے کو دلیل انحراف بتایا اور دیوار توڑ کر ٹھیک محاذات قطب میں بنانا چاہتے ہیں، علم ہیئت میں اور اک سمت قبلہ کے لئے دو طریقے ہیں: ایک تقریبی کہ عامہ کتب متداولہ میں مذکور، دوسرا تحقیقی کہ زیجات میں مسطور۔ یہاں سے واضح کہ یہ حضرات اُن دونوں سے مجبور، اگر وہ طریقہ تقریبی جانتے اُن پر معترض نہ ہوتے کہ اُس کی رو سے سمت قبلہ علی گڑھ نکالیں تو ضرور قطب شمالی شانہ راست سے جانب پشت ہی پھر رہے گا کہ اس طریقہ پر علی گڑھ کا خط قبلہ نقطہ مغرب سے ساڑھے دس درجے جانب جنوب جھکا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ نقطہ مغرب کی طرف منہ کرتے تو قطب محاذات شانہ پر رہتا اب کہ مغرب سے دس درجے جنوب کو پھرے، قطب ضرور جانب پشت میلان کرے گا، اور اگر طریقہ تحقیقی سے آگاہ ہوتے ہر گز دیوار جدید محاذی قطب بنانی نہ چاہتے کہ طریق تحقیقی میں بھی خط قبلہ علی گڑھ نقطہ مغرب سے جنوب ہی کو مائل ہے اگرچہ نہ اتنا کہ ہم دونوں طریق تقریب و تحقیق ان شاء اللہ آخر کلام میں ذکر کریں گے۔

حاجتنا: محاذات قطب چاہنا بھی ان صاحبوں کے خیال میں علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جن کا منشا اگر ان کے خیال میں ہوتا، مسجد کا ڈھانا فرض نہ کرتے، زمانہ اقدس صحابہ کرام بلکہ حضور نور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے غیر کئی کیلئے جہت کعبہ قبلہ قرار پائی ہے اصابت عین کی ہر گز تکلیف نہیں، لہذا صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بلادِ متقاربہ بلکہ ملک بھر کیلئے ایک ہی قبلہ قرار دیا، ملک عراق کے واسطے باتباع ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و فرمانِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صحابہ نے بین المشرق والمغرب قبلہ مقرر فرمایا، ائمہ کرام نے بخارا، سمرقند، نسف، ترمذ، بلخ، مرو، سرخس وغیرہا کا قبلہ مسقط راس العقرب بنایا، بیت المقدس، حلب، دمشق، رملہ، نابلس وغیرہا تمام ملک شام کا قبلہ ستارہ قطب کو پس پشت لینا ٹھرایا۔ کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین، طبرستان، جرجان وغیرہا میں نہر شاش تک قطب کو داہنے کان کے پیچھے بلکہ عراق میں سیدھے (دائیں) شانے، ملک مصر میں بائیں کندھے، ملک یمن میں منہ کے سامنے بائیں کو ہٹا ہوا فرمایا۔ امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے بغداد مقدس و بخارا شریف کا قبلہ ایک بتایا۔ علماء نے خراسان و سمرقند وغیرہا بلادِ مشرقیہ کے لئے جن میں ہندوستان بھی داخل بین المغربین قبلہ ٹھہرایا۔ امام اجل فقیہ النفس قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے دربارہ قبلہ چھ قول نقل فرمائے: بنات النعش اصغریٰ کو جس کی نعش کا سب سے روشن ستارہ قطب ہے دہنے کان پر لے کر قدرے بائیں کو پھرنا۔ ستارہ قطب کو سیدھے (دائیں) کان کے پیچھے لینا، مسقط راس العقرب کی طرف منہ کرنا آفتاب جب برج جوزا میں ہو آخر وقت ظہر میں اسکی سمت دیکھ کر ملحوظ رکھنا، مسقط دوہنر طائر و واقع کے درمیان بین المغربین کے فاصلے سے دو ثلث دہنے ایک بائیں کو رکھنا۔ اور فرمایا کہ یہ سب اقوال باہم قریب ہیں ان تمام احکام کا مبنی وہی ہے کہ اعتبار جہت میں بڑی وسعت ہے فلسفی بیچارا، آلات کا پٹارا، خیالات کا پیشتر ا کھول کر بیٹھے تو ہر گز

نہ اُن شہروں کا قبلہ ایک پاسکتا ہے نہ ملک بھر کی ایک سمت ٹھہرا سکتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ یہ دین تدقیقی آلات پر مبنی نہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین سمجھ سہل ہے۔ الحمد للہ رب العلمین قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ اُمَّةَ اُمِیَّةٍ لَا نَکُتِبُ وَلَا نَحْسَبُ¹۔ (تمام خوبیاں اللہ کیلئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اُمت ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب رکھتے ہیں۔ ت) فتاویٰ خانہ میں ہے:

جہت کعبہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جاسکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کے لئے مشرق و مغرب کے درمیان جہت کعبہ مقرر کی اس لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا، یہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے خراسان فتح کیا تو وہاں کے رہنے والوں کے لئے موسم گرما کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان کو قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اہل رے کے لئے قبلہ کا تعین کرتے ہوئے	جهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل في الامصار والقرى المحارب التي نصبتهما الصحابة والتابعون رضی اللہ عنہم فحين فتحوا العراق جعلوا قبلة اهلها بين المشرق والمغرب لذلك قال ابو حنيفة رضی اللہ عنہ ان كان بالعراق جعل المغرب عن يمينه والمشرق عن يساره وهكذا قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وانما قال ذلك لقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا جعلت المغرب عن يمينك والمشرق عن يسارك فما بينهما قبلة لاهل العراق وحين فتح خراسان جعلوا قبلة اهلها ما بين مغرب الصيف ومغرب الشتاء فعلينا اتباعهم وعن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انه قال في قبلة اهل الري اجعل الجُدَى عہ علی منكبک

جیم پر پیش ، دال پر زبر، یا مشدد کے ساتھ جُدَى الفردیہ اس ساتویں ثاقب ستارے کا نام ہے جو نعش صغریٰ کے آخر میں ہے۔ ۱۲ علامہ حامد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔ (ت)

عہ بضم الجیم وفتح الدال و تشدید الباء ای جُدَى الفردیہ اسم النجم الثاقب السابع في آخر النعش الصغرى ۱۲ العلامة حامد رضا خان رحمة الله عليه۔

فرمایا: جُدَى (ستارہ) کا اپنے بائیں کاندھے پر کرو۔ ان کے علاوہ	الایمن واختلف المشائخ رحمهم الله تعالى فيما

¹ صحیح مسلم باب وجوب صوم رمضان الرؤیة الملأل الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۷۳۴

دیگر شہروں کے بارے میں مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب بنات نعش صغریٰ کو اپنے دائیں کان پر کرتے ہوئے تھوڑا سا اپنی بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ جدی (ستارہ) کو جب اپنے بائیں کان کے پیچھے کر لے تو یہ تیرا قبلہ ہے اور حضرت عبداللہ ابن مبارک، ابو مطیع، ابو معاذ، سلم بن سالم اور علی بن یونس رحمہم اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارا قبلہ عقرب (ستارہ) ہے۔ اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ سورج بُرج جوزا میں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں جب تو سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیر لے تو یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تم چہرہ مغارب کے سامنے کی طرف کرو تو نسر واقع تمہارے دائیں کاندھے کے برابر اور نسر طائر چہرے میں تمہاری دائیں آنکھ کے مقابل ہو گا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ ہے۔ فرمایا اور بخارا کا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے اور امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں نسروں کے درمیان ہے۔ شیخ الاسلام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے مغرب کی طرف دیکھو اس طرح سال کے چھوٹے دنوں میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو تو یہ سمت قبلہ ہے۔ یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اھ مختصراً (ت)

سوی ذلك من الامصار ، قال بعضهم اذا جعلت بنات نعش الصغرى على اذنك اليمنى يمينك وانحرفت قليلا الى شمالك فتلك القبلة ، وقال بعضهم اذا جعلت الجدى خلف اذنك اليمنى فتلك القبلة وعن عبدالله المبارك و ابى مطيع و ابى معاذ وسلم بن سالم و على ابن يونس رحمهم الله تعالى انهم قالوا قبلتنا العقرب وعن بعضهم اذا كانت الشمس في برج الجوزاء ففي آخر وقت الظهر اذا استقبلت الشمس بوجهك فتلك القبلة وعن الفقيه ابى جعفر رحمه الله تعالى انه قال اذا قبت مستقبل المغارب فالنسر الواقع بسقوطه يكون بحذاء منكبك الاليمين والنسر الطائر سقوطه في وجهك بحذاء عينك اليمنى فالقبلة ما بينهما ، قال قبلة بخارا هي على قبلتنا ، وعن القاضي الامام صدر الاسلام قال القبلة ما بين النسرين ، وعن الشيخ الامام ابى منصور الماتريدي رحمة الله عليه انظر الى مغرب الشمس في طول ايام السنة ثم في اقصر ايام السنة دع الثلثين عن يمينك والثلث عن يسارك فالقبلة عند ذلك وهذه الاقاويل بعضها قريب من بعض¹ اھ مختصراً۔

¹ فتاویٰ قاضی خان کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱۱/۳۳

معراج الدرایہ و فتح القدر و حلیہ میں ہے:

اسی لئے علماء نے ایک شہر، دو شہر بلکہ متعدد شہروں کا قبلہ ایک ہی سمت مقرر کیا ہے مثلاً بخارا، سمرقند، نسف، ترمذ، بلخ، مرو، سرخس کا قبلہ موضع غروب (مقطر اس العقرب) قرار دیا جبکہ شمس آخر میزان اور اوّل عقرب میں ہو جیسا کہ معرفت قبلہ کے لئے وضع کردہ دلائل اسی کا تقاضا کرتے ہیں اور ہر شہر کے لئے الگ الگ سمت مقرر نہ کی کیونکہ اس قدر اور اسی جیسی مسافت میں مقابلہ اور توجہ الی الکعبہ باقی رہتی ہے۔ (ت)	ولذا وضع العلماء قبلۃ بلدین و بلاد علی سمت واحد فجعلوا قبلۃ بخاری و سمرقند و نسف و ترمذ و بلخ و مرو و سرخس موضع الغروب اذا كانت الشمس فی آخر المیزان و أول العقرب کما اقتضته الدلائل الموضوعۃ لبعرفۃ القبلة ولم یخرجوا لكل بلد سمتا لبقاء المقابلة والتوجه فی ذلك القدر ونحوہ من المسافة¹۔

بتنی اور حلیہ و بحر و رد المحتار وغیرہا میں ہے:

جب کھڑا ہونے والا جدی (قطب ستارہ) کو اپنے دائیں کان کے پیچھے کر لے تو اب اس کے سامنے جہت قبلہ ہے اگر وہ کوفہ، بغداد، ہمدان، قزوین، طبرستان، جرجان اور اس کے قرب و جوار نہر شاش تک کے علاقے میں رہنے والا ہو (تمام علاقوں کا قبلہ یہی ہے) مصر میں رہنے والا جدی (ستارہ قطب) اپنے بائیں کاندھے پر کر لے، عراقی دائیں کاندھے پر کر لے، یعنی اپنے سامنے کی اس جانب کرے جو بائیں جانب سے متصل ہے اور شامی اپنے پیچھے کی طرف کر لے۔ (ت)	لجَدیّ اذا جعله الواقف خلف اذنه الیمنی کان مستقبل القبلة ان کان بناحیة الکوفة و بغداد و ہمدان و قزوین و طبرستان و جرجان و ما والاہا الی نہر الشاش و یجعلہ من بمصر علی عاتقہ الیسر و من بالعراق علی عاتقہ الایمن و بالیمن قبالة المستقبل مایلی جانبہ الیسر و بالشام و راء²۔

فتاویٰ خیرہ میں ہے:

بعض علماء نے فرمایا کہ سب سے قوی دلیل قطب (ستارہ) ہے تو اہل شام اسے پشت کی طرف کریں۔ رملہ، نابلس،	و ذکر بعضهم ان اقوی الادلة القطب فی جعلہ من بالشام و راءہ و الرملة و نابلس

¹ فتح القدر باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ کھڑا ۲۳۵/۱

² البحر الرائق باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۸۵/۱

بیت المقدس سب ملک شام کے حصے ہیں جیسا کہ دمشق اور حلب اور ان کے بعض حضرات نے ان تمام کے لئے قطب ستارے پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہاں کے رہنے والا اسے اپنے پیچھے کرے حالانکہ اس صورت میں یہاں سے ایک جانب رہنے والوں کیلئے کچھ نہ کچھ انحراف ضرور لازم آتا ہے، لیکن یہ انحراف نقصان دہ نہیں جیسے کہ ہم اس کو بیان کر آئے۔ (ت)

و بیت المقدس من جملة الشام كدمشق وحلب
و جوز للكل الاعتماد على القطب وجعله خلفه ولا
بد في ذلك من نوع انحراف لاهل ناحية منها
لكنه لا يضر كما قررناه¹۔

اسی حکم کی بنا پر ہندوستان میں ستارہ قطب داہنے شانے پر لیا گیا ہے اور قدیم سے عام مساجد اسی سمت پر بنیں کہ بین المغربین کا اوسط مغرب اعتدال تھا اور اس کی طرف توجہ میں قطب سیدھے ہی شانے پر ہوتا ہے اس کی پہچان آسان اور اُس میں انحراف بقدر عہ (قدرے انحراف) مضر نہیں و لہذا اسی پر تعامل ہوا،

یہ مدعیان ہیأت سمجھے کہ عام بلاد ہندیہ شاید خاص علی گڑھ کا یہی قبلہ تحقیقی ہے حالانکہ وہ محض ناواقفی ہے۔ ہندوستان آٹھ درجے عرض شمال سے پینتیس^{۳۵} درجے تک آباد ہے طول شرقی چھیاسٹھ^{۶۶} درجے سے بانوے^{۶۲} تک۔ یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے ۶۶ عدد ہیں اسم جلالہ اللہ کے اور ۹۲ نام پاک محمد کے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ہم نے اپنے رسالے کشف العلة عن سمت القبلة (۱۳۰۴ھ) میں، براہین ہندیہ سے ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سرندیپ وغیرہا سے تینیس^{۲۳} درجے چونتیس^{۳۴} دقیقے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن میں مدراس، حاطہ بمبئی، حیدر آباد کا علاقہ وغیرہ داخل ہیں، سب کا قبلہ نقطہ مغرب سے شمال کو جھکا ہوا ہے ستارہ قطب داہنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہوگا اور انتیسویں^{۲۹} درجہ عرض سے اخیر شمالی ہند تک جس میں دہلی، بریلی، مراد آباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، شکار پور، قلات، پشاور، کشمیر وغیرہ داخل ہیں سب کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے، قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان کرے گا۔ دلیل کی رو سے یہ عام حکم ساڑھے بتیس درجے سے ہوتا تھا مگر ۲۸ کے بعد ۳۲ تک عدم انحراف کے لئے جتنا طول درکار ہے ہندوستان میں اُس طول و عرض پر آبادی نہیں۔ ۲۳-۳۴ سے ۲۸ تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں اُن میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی، کسی خاص نقطہ مغرب کی طرف، علی گڑھ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے۔ ہم نے اس رسالے میں عرض الحج ل سے

یہاں کچھ عبارت ساقط ہو گئی ۱۲ علامہ حامد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ (ت)

عہ ہمناسقط العلامة حامد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ

¹ فتاویٰ خیریتہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۷

عرض الح ہائیک ایک ایک دقیقے کے فاصلے سے ایک جدول دی ہے کہ اتنے عرض پر جب اتنا طول ہو تو قبلہ ٹھیک مغرب اعتدال کی طرف ہوگا اس کے ملاحظہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق ہے یا اینمہ عام عملدرآمد اسی حکم واحد پر ہے اور کچھ مضر نہیں کہ حدود شرع سے باہر نہیں، بالجملة یہ ناواقف لوگ اگر سمت حقیقی چاہتے ہیں تو محاذات قطب چاہنا باطل اور جہت پر قانع ہیں تو جہت اب بھی حاصل، بہر حال مسجد شہید کرنے کی فرضیت باطل، اُس میں نماز کی تحریمی کراہت باطل۔ غرض اُس بے معنی فتوے کی جہالت کہاں تک گئے ہم اصل حکم شرع بتوفیق اللہ تعالیٰ واضح کریں کہ عید گاہ مذکور ضرور حدود شرعیہ کے اندر ہے اس کا بیان چند افادوں پر موقوف، فاقول وما توفیقی انا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں اسی پر بھروسہ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ ت)

افادہ اولیٰ: جہت قبلہ کی حد کیا ہے کہ جب اس سے باہر ہو جہت سے باہر ہو، اس بارے میں عبارات علماء متعدد وجوہ پر پائی گئیں:

اول جب مشارق مغارب نہ بدلیں جہت نہ بدلے گی۔ فتح القدیر و بحر الرائق و خیر یہ و طحاوی و رد المحتار و غیر ہائیک کثیرہ میں یہاں اور نیز مسئلہ اقتداء بالشافعی میں ہے:

الانحراف المفسدان یجأوز المشارق الی المغارب ¹ وفي الخیرية بعد ما قدمنا عنه فی الايراد السابغ وعند تحقیقنا بالخطاء زال الغطاء وهو فی اختلاف الجهة بحیث یکون متجاوز المشارق الی المغارب ² ۔	مفسد نماز وہ انحراف جو مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز ہو اور فتاویٰ خیر یہ میں اس کی گفتگو کے بعد جو پہلے ایراد سابع میں بیان کر چکے) ہے۔ جب ہمیں خطا کا تحقیقی ثبوت مل گیا تو پردہ اٹھ گیا یعنی کوئی اشکال نہ رہا، وہ یہ ہے کہ جہت قبلہ مختلف ہو جاتی ہے جب مشارق و مغارب سے متجاوز ہوں (یعنی مشارق مغارب بدل جائیں)۔ (ت)

اور اسکی تائید اُس حدیث سے کی گئی کہ ترمذی وابن ماجہ وحاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے حاکم نے کہا بشرط بخاری و مسلم صحیح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ما بین المشرق والمغرب قبلۃ³ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ امام ملک مؤطا اور ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق مصنفات

¹ البحر الرائق باب شروط الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۸۵/۱

² فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱

³ جامع الترمذی باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۴۶/۱

اور بیہقی سنن اور ابوالعباس اصم اپنے جزء حدیثی میں راوی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ما بین المشرق والمغرب قبلۃ^۱ (مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ ت) جامع ترمذی میں یہ قول متعدد صحابہ کرام مثل امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، وحضرت عبداللہ بن عباس وغیرہما رضی اللہ عنہما سے مروی ہونا بیان کیا اور کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اذا جعلت المغرب عن یمنک والمشرق عن یسارک فما بینہما اذا استقبلت القبلة ^۲	جب تو مغرب کو داہنے ہاتھ پر لے اور مشرق کو بائیں ہاتھ پر، تو ان دونوں کے اندر قبلہ ہے۔ اس وقت رو قبلہ ہو لیا۔

اقول: عبارت مذکورہ علماء سے ظاہر آئیہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک منہ کرنے کے عوض پیٹھ کرنا نہ ہو کہ قبلہ مغرب کو ہے یہ مشرق کو منہ کرے یا بالعکس، اُس وقت تک استقبال فوت نہ ہوگا، یہاں تک کہ اگر مغربی قبلہ والا جنوب یا شمال کو منہ کر کے کھڑا ہو یعنی کعبہ معظمہ کو ٹھیک دہنی یا بائیں کروٹ پڑے تو جہت ہنوز باقی رہی اور یہ ظاہر الفساد ہے پہلو کرنے کو کوئی منہ کرنا نہ کہے گا۔ یہ قول وجہک (پس اپنا چہرہ اقدس پھیرے۔ ت) کے عوض وَلِّ جَنْبَک (اپنا پہلو مبارک پھیرے۔ ت) رہے گا اور وہ بالا جماع باطل ہے لہذا قول ظہیر یہ اذا تبا من او تبا سر تجوز^۳ (اگر دائیں یا بائیں ہو گیا تو جائز ہے۔ ت) کی تاویل کی طرف دُر مختار میں اشارہ فرمایا رد المحتار میں اسکی شرح کی:

ای لیس المراد منه ان يجعل الکعبة عن یمنہ او یسارۃ اذلا شک حینئذ فی خروجه عن الجہۃ بالکلیۃ بل المراد الانتقال عن عین الکعبة الی الیمن والیسار ^۴ اھ ملخصاً۔	یعنی اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ کعبہ کو دائیں یا بائیں کرے کیونکہ اس صورت میں وہ بلا شک جہت کعبہ سے نکل جائے گا بلکہ اس مراد یہ ہے کہ وہ عین کعبہ سے دائیں یا بائیں طرف منتقل ہو جائے اھ ملخصاً (ت)

اگرچہ یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اپنے یہاں کے نقاط اربعہ جہات اربعہ کے اعتبار سے افق بلد کے دو نصف کئے جائیں، قبلہ اگر وہاں سے جنوب یا شمال کو ہے (جیسے مدینہ طیبہ کہ اس کا قبلہ میزاب رحمت ہے) تو جنوبی شمالی، اور اگر شرق یا غرب کو ہے (جیسے ہندوستان میں اس کا قبلہ باب کعبہ ومقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے) تو شرقی غربی،

^۱ سنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار صادر بیروت ۹/۲

^۲ جامع الترمذی باب ما جاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ مطبوعہ امین کینی دہلی ۳۶/۱

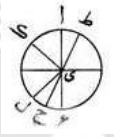
^۳ رد المحتار بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۱۵/۱

^۴ رد المحتار بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۱۶/۱

پھر جس نصف میں کعبہ ہے مصلیٰ اس میں کسی طرف منہ کر لے استقبال ہو جائے گا اور دوسرے نصف کی طرف منہ کیا تو جہت سے نکل جائے گا یہ پہلے سے بھی زیادہ ظاہر البطلان ہے کہ اس پر استقبال قبلہ میں نماز فاسد اور استدبار قبلہ میں صحیح ٹھہرتی ہے۔ فرض کرو اب حء شہری کا دائرہ افق ہے



جس میں نقطہ مغرب، نقطہ مشرق تو ب ح قوسِ غربی ہوئی رکعبہ معظمہ اسی نصف میں واقع تو مصلیٰ نقطہ ط کی طرف منہ کرے تو اس کی توجہ اسی نصف کی طرف واقع ہوئی مگر قطعاً اُس کی پشت کعبہ کو ہے اور ح کی طرف استقبال کرے تو نماز نہ ہو کہ نصف بدل گیا حالانکہ وہ قطعاً استقبال میں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ ایک خطِ مستقیم موضعِ مصلیٰ و محلِ کعبہ میں وصل کیا جائے اور دوسرا خط کہ اس پر عمود ہو جانبین میں دائرہ افق تک ملا دیا جائے



اس عمود سے جو افق کے دو نصف ہوئے اُن میں قبلہ اُس حصہ میں ہے جس کے ٹھیک وسط میں کعبہ ہے پس صورت مفروضہ میں تصویر سمت یہ ہے خطی ک خط قبلہ تحقیقی اور ح ط اُس پر عمود قوس ح ط میں قبلہ ہے ح ط سے وہ استحالے تو اٹھ گئے مگر ایراد اول ہنوز باقی ہے کہ ظاہر یہ کہ نقطتین ح ط کے اندر اندر ساری قوس جہت ہے اور شک نہیں کہ ح ط درکنار ال کی طرف منہ کرنا بھی یقیناً تیا من تیا سر ہے نہ استقبال و لہذا علماء نے اسے مشکل جانا اور تاویل و تقلید کی طرف متوجہ ہوئے کہ اس سے مراد صرف وہ حصہ قوس ہے جس کی طرف توجہ میں ہوئے کعبہ سے کچھ بھی محاذات و مسامتت باقی ہے اگرچہ تقریباً نہ یہ کہ جس نقطے کو چاہو منہ کر لو۔ منہ الخالق میں ہے:

اس کا قول فتاویٰ میں ہے کہ مفسد نماز وہ انحراف ہے جو مشارق	قوله وفي الفتاوى الانحراف المفسد ان يتجاوز
سے مغارب کی طرف متجاوز ہو، فتح القدیر میں اسی طرح منقول	المشارك الى المغارب . كذا نقله في فتح القدیر
ہے حالانکہ یہ صورت مشکل ہے کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ	وهو مشكل فان مقتضاها ان الانحراف اذا لم يوصله
انحراف اس کو جب تک اس مقدار تک نہ پہنچائے وہ مفسد نماز نہ ہو	الى هذا القدر لا يفسد ¹ الخ۔
گالغ۔ (ت)	

حلیہ میں فرمایا:

م (متن) اہل مشرق کا قبلہ ہمارے نزدیک مغرب ہے ش (شرح)	قبلة اهل المشرق المغرب عندنا ، ش هذا في
یہ ذخیرہ میں ہے (آگے چل کر کہا) پھر	الذخيرة (الى ان قال) ثم

ظاہر یہ ہے یہ اس صورت درست ہو گا جب توجہ مشرق سے جانب	الظاهر ان هذا انما يستقيم فيما اذا كان التوجه من

¹ منہ الخالق حاشیۃ البحر الرائق باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۸۵/۱

المشرق الى المغرب وبالعكس مسامتا لهواء الكعبة اما تحقيقا او تقريبا على ما ذكرنا لاعلى اى وجه كان ذلك التوجه من احدى الجهتين الى الاخرى فتنبية له وكان للعلم به لم يفصحو به¹۔	مغرب یا بالعکس ہوائے کعبہ کی سمت حقیقتاً یا تقریباً باقی رہے جیسے کہ ہم نے ذکر کیا یہ نہیں کہ ہر صورت میں درست ہوگا یعنی جب دونوں جہتوں میں سے ایک کی توجہ دوسری کی طرف ہو۔ یہ اس کے لئے تنبیہ ہے اور گویا اس بات کا علم تھا اس لئے انھوں نے وضاحت نہیں کی۔ (ت)

یوں ہی ردالمحتار میں اسے مؤول کیا کما سیأتی وللعبد الضعیف فیہ کلام ستعرفہ ان شاء اللہ تعالیٰ (جیسے کہ عنقریب آئیگا اور عبد ضعیف کو اس میں کلام ہے جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آگاہی ہوگی۔ ت)

دوم کہ عامہ کُتب میں شہرت وافیہ رکھتا ہے کہ اتنا پھر سکتا ہے جس میں منہ یعنی وجہ کا کوئی حصہ مقابل کعبہ معطلہ رہے دو سطح چیزوں میں مقابلہ تھوڑے انحراف سے زائل ہو جاتا ہے مگر قوس کا مقابلہ بے انحراف کثیر زائل نہ ہوگا اور حق جل وعلا نے انسان کا چہرہ مقوس بنایا ہے جب تک کوئی حصہ رُخ مقابل رہے گا استقبال بالوجہ حاصل رہے گا اور قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ^۱ (پس اپنا چہرہ اقدس مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ ت) کا منتال ہو جائے گا۔

اقول: اُس کی وجہ یہ ہے کہ سطح مستوی پر جتنے خط عمود ہوں گے سب کی سمت ایک ہی ہوگی جب ان میں ایک مقابلہ سے منحرف ہو اسب منحرف ہو گئے۔ بخلاف قوس کہ اُس کے ہر نقطہ کے خطِ مماس پر نقطہ تماس سے جو عمود قائم ہوگا جُدا جہت رکھے گا تو اُس کا مقابلہ زائل ہوگا دوسرے کا ہوگا اُس کا نہ رہا اور کا ہوگا یہاں تک کہ قوس ختم ہو جائے۔

معراج الدار یہ وفتح القدير وزاد الفقير و حلیہ وغنیہ و بحر الرائق و فتاویٰ خیر یہ و در مختار و رد المحتار و غیر ہا میں ہے۔

وهذا لفظ الاخير ثم اعلم انه ذكر في المعراج عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب الذي اذا توجه اليه الانسان يكون مسامتا للكعبة او هوا ثها تحقيقا او تقريبا ومعنى	آخری کتاب کے الفاظ یہ ہیں: پھر جان لے کہ معراج الدار یہ میں اپنے شیخ سے ذکر کیا ہے کہ جہتِ کعبہ سے مراد وہ جانب ہے کہ انسان جب اس کی طرف توجہ کرے تو انسان کا چہرہ کعبہ یا ہوائے کعبہ کی جانب تحقیقاً یا

¹ حلیۃ الحلی شرح منیۃ المصلی

التقريب ان يكون منحرفاً عنها وعن هوائها بما لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شئ من سطح الوجه مسامتهاً لها ولهاؤها ملخصاً ¹ ۔	تقریباً باقی رہے تقریب کا معنی یہ ہے کہ کعبہ یا ہوائے کعبہ سے تھوڑا منحرف ہو جس سے بالکلہ مقابلہ زائل نہ ہو بایں طور کہ چہرہ کی سطح کعبہ یا ہوائے کعبہ کی سمت باقی رہے۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

لابأس بالانحراف انحرافاً لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شئ من سطح الوجه مسامتهاً للكعبة ² ۔	ایسے انحراف میں کوئی حرج نہیں جس سے تقابل بالکلہ ختم نہ ہو بایں طور کہ سطح چہرہ کا کچھ حصہ کعبہ کی جانب باقی رہے۔ (ت)

درر میں ہے:

فيعلم منه انه لو انحرف عن العين انحرافاً لا يزول به المقابلة بالكلية جاز يوده مآقال في الظهيرية اذا تبا من اوتيا سر يجوز لان وجه الانسان مقوس فعند التبا من او التيا سر يكون احد جوانبه الى القبلة ³ ۔	تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عین کعبہ سے اتنا تھوڑا منحرف ہو جس سے بالکلہ مقابلہ ختم نہ ہوتا ہو تو نماز جائز ہو، ظہیر یہ کہ یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے: جب انسان تبا من تیا سر ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ انسان کا چہرہ کمان کی طرح گول ہے تھوڑا سا دائیں بائیں ہونے سے اس کی کوئی ایک جانب قبلہ رخ باقی رہے گی۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

فعلم ان الانحراف اليسير لا يضر وهو الذي يبقى معه الوجه او شئ من جوانبه مسامتهاً لعين الكعبة او لهاؤها بان يخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ويبر على الكعبة او هواء ها مستقيماً ولا يلزم ان يكون الخط الخارج على استقامة خارجاً من	تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑا انحراف نقصان دہ نہیں وہ تھوڑا انحراف یہ ہے کہ چہرہ یا چہرہ کی کوئی ایک جانب عین کعبہ ہوائے کعبہ کے مقابل باقی رہے بایں طور کہ چہرے اس کی کسی ایک جانب سے نکلنے والا خط کعبہ یا ہوائے کعبہ کی طرف مستقیم (سیدھا) ہو کر گزرے یہ ضروری نہیں کہ نکلنے والا خط سیدھا

¹ ردالمحتار، بحث فی استقبال القبلة مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۲۸۷

² جامع الرموز باب شروط الصلوة مطبوعہ گنبد قاموس ایران ۱/۱۳۰

³ الدرر الحکام شرح غرر الاحکام باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنہ فی دار السعادت بیروت ۲۰/۱

جبهة المصلی بل منها اومن جوانبها كما دل عليه قول الدرر من جبین المصلی فان الجبین طرف الجبهة وهما جبینان وعلی ما قررناه یحمل ما فی الفتح والبحر عن الفتاوی من ان الانحراف المفسدان یجاوز المشارق الی المغارب 1	نمازی کی پیشانی سے خارج ہو بلکہ پیشانی یا پیشانی کے کسی ایک حصہ سے خارج ہو جیسے کہ اس پر درر کے یہ الفاظ دال ہیں، وہ خط نمازی کے جبین سے خارج ہو، کیونکہ جبین پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں اور اس کے دونوں طرف دو جبینیں ہوئے۔ یہ جو ہم نے گفتگو کی ہے اسی پر اس کو محمول کیا جائے جو فتح القدیر اور بحر الرائق میں فتاویٰ سے منقول ہے: یعنی مفسد نماز وہ انحراف ہے جس سے مشارق مغارب بدل جائیں (ت)

اقول: وبالله التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) تمام کتب مذکورہ میں شععی من سطح الوجه (سُطح چہرہ کا کچھ حصہ۔ ت) کا لفظ ہے اور ہمارے مذہب میں ایک کان سے دوسرے تک سب سُطح وجہ ہے ولہذا مابین العذار والاذن (رخسار اور کان کا درمیانی حصہ۔ ت) کا دھونا بھی وضو میں فرض ہوا اور قطعاً معلوم ہے کہ جب کوئی کسی نقطہ افتق کی محاذات پر کھڑا ہو تو اس کی سُطح وجہ کی محاذات نصف دائرہ افتق کو گھیر لے گی تو ربع دور تک پھر ناروا ہوگا اور ٹھیک جنوب یا شمال کو منہ کئے سے مستقبل کعبہ قرار پائے گا کہ کان کے متصل جو سُطح وجہ یعنی کپٹی کا حصہ ہے ضرور محاذی کعبہ ہے حالانکہ وہ بدلتا رہتا ہے یا متباعد رہتا ہے۔ مستقبل، تو اس قول کے ظاہر پر بھی وہی استبعاد شدید لازم جو عبارت اولیٰ پر تھا اور حلیہ ورد المختار کے اول کو دوم کے ساتھ تاویل کرنا۔

حيث قال في الحلية او تقريباً على ما ذكرناه وما ذكر هو هذا القول الثاني من بقاء شيعي من سطح الوجه مسامتا. وسعت أنفا قول الشامي.	جہاں حلیہ میں کہا: یا وہ تقریباً محاذی ہو جیسے کہ ہم ذکر کر آئے، اور جو انھوں نے ذکر کیا وہ قولِ ثانی یہی ہے کہ سُطح وجہ کا کوئی حصہ سمت کعبہ میں باقی رہے۔ اور شامی کا قول ابھی آپ نے سنا۔ (ت)

اصلاً نافع نہ ہوا کہ کلام بھی اپنے ظاہر پر اتنا ہی وسیع ہے جتنا قولِ اول تھا اور یہ زہار نہ قابلِ اعتبار نہ مرادِ علماء ہونے کا سزاوار، مثلاً جہاں کعبہ خاص سمت قبلہ مغرب ہوا اگر کوئی شخص ٹھیک نقطہ جنوب و شمال کو منہ کرے یا نہ سہی بلکہ دو تین درجے مغرب کو پھر اسی مانے کہ مسافات بعیدہ میں اتنا انحراف فرق محسوس نہیں دیتا تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اُس کا منہ جنوب یا شمال کو ہے نہ کہ کعبہ معظمہ کو، حالانکہ اُس کی سُطح کی وجہ سے بعض جز بلاشبہ مسامت کعبہ ہے۔

نعم رأي الفاضل عبد الحليم الرومي من	ہاں میں نے دور عثمانی کے علماء میں سے عبد الحليم رومی

علماء الدولة العثمانية ذكر في حاشيته على الدرر تقييد عبارتھا حیث قال (قوله یكون احد جوانبه الى القبلة) لا یرید به زوال الطرف الاخر عن المقابلة بالکلیة كما ظن بل المراد مقابلة طرف بکله مقابلة شئی من سطح الاخر مسامتا كما هو المفهوم من المنبع¹ اه اقول لم یذكر عبارة المنبع حتی ینظر فیھا وهو مع مخالفتھ لظاهر الدرر لایلائمه نص عامة الكتب المذكورة من الاجتزاء ببقاء شئی من سطح الوجه مسامتا فانه صریح فی عدم الحاجة الى مسامطة ما فی الباقی اصلا بل اقول: لعلك ان امنعت النظر لم تره یرجع الى صحة فان السامطة لا بدلھا من مقابلة حقیقیة فی حقیقیة لوسط الجبهة وفي التقریبیة شئی من الاطراف اما اذا فاتت مقابلة الحقیقیة اصلا فلا مسامطة فلا استقبال فلا صلوة والمقابلة انما تكون باتصال الخط قوائم، الا ترى اح ۵ ان سطح ایقابل ب و ح یواجه ۵ اما ۵ فلا یسامت ر لعدم الاتصال علی قوائم

کو دیکھا جنہوں نے درر پر اپنے حاشیہ میں ان کی عبارت کو متقید ذکر کیا ان کی عبارت یہ ہے قوله یكون احد جوانبه الى القبلة (کوئی ایک قبلہ کی طرف ہو) اس سے ان کی مراد یہ نہیں کہ دوسری جانب بالکل مسامتت قبلہ سے ختم ہو جائے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک طرف کلیۃً محاذی ہو اور دوسری کی سطح کا کچھ مسامت رہے جیسا کہ منبع سے یہی مفہوم ہوا ہے

اقول: (میں کہتا ہوں) انہوں نے منبع کی عبارت ذکر نہیں کی تاکہ اس پر غور کیا جاسکے اور انکا یہ قول ظاہر درر کے مخالف ہے اور اس سے مناسبت بھی نہیں رکھتا نیز عامہ کتب مذکورہ کے نصوص کے بھی خلاف ہے کیونکہ کتب مذکورہ نے سطح وجہ کے کسی حصہ کے سمت قبلہ میں ہونے کو کافی قرار دیا ہے یہ اس بات کی صراحت ہے کہ باقی حصہ کا مسامتت ومحاذی ہونا قطعاً ضروری نہیں۔ بل اقول (بلکہ میں کہتا ہوں) اگر تو غور و فکر کرے تو تو اس قول کو صحیح نہیں پائے گا کیونکہ مسامتت حقیقی کے لئے حقیقۃً وسط پیشانی کا مقابل ہونا ضروری ہے اور مسامتت تقریبی کے لئے چہرے کی کسی ایک طرف کا مقابل ہونا کافی ہے۔ پس جب، مقابلہ حقیقی اصلاً ختم ہو گیا تو اب نہ مسامتت رہی نہ استقبال قبلہ رہا نہ نماز درست ہوگی۔ اور مقابلہ قائموں پر خط کے اتصال سے بنتا ہے۔ آپ نہیں دیکھتے اح ۵ میں کہ سطح مقابل ہے ب کے اور ج کے موجب ہے لیکن ہ ب کے قائموں پر عدم اتصال کی وجہ سے رکے

¹ حاشیہ الدرر علی غرر لعبدالحلیم الرومی باب شروط صلوة مطبوعہ مطبع عثمانیہ دار سعادت بیروت ۵۲/۱

مماسات نہیں ہے اور یہ بات مسطح کے ہوتے ہوئے مقوس میں قطعاً نہیں ہوگی مگر نقطہ واحدہ سے تحقیقاً اور بعض دوسرے نقاط متصلہ سے تقریباً۔

پس اولاً تو یہ ہے کہ ایک طرف کا مقابلہ کلی طور ممکن ہی نہیں البتہ مجازاً ہو سکتا ہے۔

وہاں جب ایک طرف قوس مسطح کے مقابل ہو تو اس کی دوسری طرف کے کسی حصے کا اس کے مقابل ہونا محال ہے جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر آئے کہ مماسات قوس سے جو نکلنے والے خارجی عمود ہیں ان میں سے فقط دو جہت واحدہ کی طرف متصل نہ ہوں گے، آپ کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمام کے تمام عمود مرکز سے نقاط قوس کی طرف یا ان کی سمتوں پر نکلنے والے خطوط ہی ہیں اور تمام کے تمام مرکز پر مل رہے ہیں، ان میں سے اگر دو مقابل کے ساتھ متصل ہو جائیں جیسے کعبہ یا وہ خط جو کعبہ کے ساتھ عرضاً افق کی طرف گزر رہا ہے اور ہر ایک اس پر دو قانے پیدا کر دے اور ہم ان کے درمیان اتصال کر دیں تو ایک مثلث میں دو قائموں کا اجتماع لازم آئے گا جو محال ہے پس تدبر کرو (ت)

بَعَرٌ وَهُوَ لَا يَكُونُ لِمَقْوَسٍ قَطُّ مَعَ مَسَاحِ الْأَمْنِ نَقْطَةً وَاحِدَةً تَحْقِيقًا وَبَعْضُ نَقَاطٍ مُجَاوِرَةٍ أُخْرَى تَقْرِيبًا۔

فأولاً: لا امکان لمقابلة طرف بأكمله إلا مجازاً۔
و ثانياً: اذتقابل طرف من قوس مسطحاً استحال ان يقابله شيء من طرفها الآخر لما قدمنا ان الاعمدة الخارجة من مماسات القوس لا يكون اثنان۔ منها الى جهة واحدة قط الم تعلم ان تلك الاعمدة كلها هي الخطوط الخارجة من المركز الى نقاط القوس او على سموتها وكلها تلتقي على المركز فان اتصل اثنان منها بمقابل كالکعبة او الخط الباربها عرضاً الى الافق وحدث كل عليه قائمتين ووصلنا بينهما اجتمع في مثلث قائمتان وهو محال فتبصر۔

سوم: وسط راس مقابل ہر دو چشم سے ایک زاویہ بناتے آنکھوں پر گزرتے دو خط نکلیں یہ جہاں تک پھیلیں کعبہ جب تک ان کے اندر رہے جہت باقی ہے اور دونوں سے باہر واقع ہو تو نہیں۔ یہ امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی پھر علامہ تفتازانی نے شرح کشاف پھر علامہ مولیٰ خسرو نے درر میں افادہ فرمایا ان دونوں نے اُس زاویہ کی مقدار نہ بتائی جو وسط سر میں التقائے خطین سے بنے گا اور امام حجۃ الاسلام نے تصریح فرمائی کہ قائمہ ہو، درر میں اصابت جہت کی ایک وجہ بیان کر کے فرمایا:

یا ہم کہتے ہیں جہت قبلہ یہ ہے کہ کعبہ واقع ہو درمیان ان دو خطوں کے جو وسط راس (دماغ) میں ملتے ہوئے۔

اونقول هوان تقع الکعبة فیما بین خطین يلتقيان فی الدماغ

دونوں آنکھوں پر گزریں جیسے مثلث کی دو ساقیں ہوتی ہیں
اسی طرح علامہ تفتازانی نے شرح کشاف میں بیان
کیا ہے۔ (ت)

فيخرجان الى العينين كساقى مثلث كذا قال
النحير التفتازاني في شرح الكشاف¹۔

شرح نقایہ علامہ راجندی میں ہے:

بہت کعبہ کی طرف توجہ (منہ) کرنے کا معنی یہ ہے کہ کعبہ ایسے دو
خطوں کے درمیان واقع ہو جو دونوں آنکھوں سے نکلیں اور جہاں
ان کی دونوں طرفیں وسط راس میں دونوں آنکھوں کے درمیان
زاویہ قائمہ پر ملاتی ہوں۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اسے اسی
طرح ذکر کیا پھر علامہ راجندی نے کہا اس بنا پر اگر آنکھوں سے نکلنے
والا خط کعبہ کی دیوار کی جانب ملے گا تو زاویہ حادہ یا زاویہ منفرجہ پر
واقع ہوگا تو یہ کعبہ کے مقابل نہ ہوگا اور وہ بعد سے خالی نہیں اھ
اقول: (میں کہتا ہوں) فنون ہندسہ کے ایسے عظیم اور ماہر شخص
سے ایسا قول بڑا تعجب خیز ہے۔ **فأولاً:** اس لئے کہ امام غزالی نے
صرف یہ کہا کہ کعبہ دو خطوں کے درمیان واقع ہو، یہ نہیں کہا کہ
آنکھوں سے نکلنے والا خط دیوار کعبہ سے متصل ہو۔ **ثانیاً:** اس لئے کہ
انہوں نے یہ کہا کہ دونوں خطوں کا اتصال دونوں آنکھوں کے
درمیان زاویہ قائمہ پر ہو، یہ نہیں کہا کہ ان میں سے ایک کا اتصال
کعبہ کے ساتھ ہو پھر وہاں سے دو زاویے قائمے

معنى التوجه الى جهة الكعبة هو ان تقع الكعبة بين
خطين يخرجان من العينين ويلتقي طرفاهما داخل
الرأس بين العينين ويلتقي طرفاهما داخل الرأس
بين العينين على زاوية قائمة كذا ذكره الامام
الغزالي في الاحياء ثم قال البرجندی فعلى هذا لو
وصل الخط الخارج من العينين الى جدار الكعبة
يقع على حادة او منفرجة لم يكن مقابلاً للكعبة وهو
لا يخلو عن بعد² اھ۔ اقول: هذا عجيب من مثل
ذلك الجهل المبز في الفنون الهندسية۔ **فأولاً:** انما
قال الامام ان تقع الكعبة بين الخطين لا ان يصل
شيء منهما الى جدار الكعبة۔ **وثانياً:** انما قال
يلتقيان بين العينين على قائمة لا على ان يتصل
احدهما بالكعبة فيحدث هنالك قائمتين ولذلك
افرد

¹ الدرر الحکام شرح غرر الاحکام باب شروط صلوة مطبوعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادت بیروت ۱/۳۰

² شرح النقایۃ للبرجندی باب شروط صلوة مطبوعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادت بیروت ۱/۸۹

القائمة۔

اقول: وبما قررنا ظهر قلق ما قال الفاضل الحليسي افندی فی حاشيته الدرر ان حاصله ان تقع الكعبة بين خطين يخرجان من العينين وان كان احد الخطين طويلا كما هو المشاهد عند انحراف التوجه¹ اه فان الخطين يبتدان الى الافق فلامساغ ثمة لطول وقصر ولاد اعي الى قطعها على حد وانما النظر الى الفضاء الحاصل بينهما ان تقع الكعبة فيه۔

پیدا ہوں، اسی وجہ سے "قائمہ" بطور مفرد ذکر کیا۔
 اقول: (میں کہتا ہوں) ہماری اس تقریر سے وہ اضطراب اور پیچیدگی بھی ظاہر ہو گئی جو کہ فاضل حلیسی آفندی نے اپنے حاشیہ درر میں پیدا کی ہے انہوں نے کیا: اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ ایسے دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دونوں آنکھوں سے نکلتے ہوں اگرچہ ان دو خطوں میں ایک طویل ہو جیسا کہ انحراف توجہ کے وقت مشاہدہ میں آتا ہے۔ اھ کیونکہ دونوں خط جب افق کی طرف متد ہوتے ہیں تو وہاں نہ طول وقصر رہتا ہے اور نہ ہی کسی حد پر دونوں کے قطع کا کوئی داعی ملتا ہے اس صورت میں ان دونوں کے درمیان حاصل ہونے والی فضا میں نظر اس طرح ہوتی ہے گویا کعبہ اسی فضاء میں واقع ہے۔ (ت)

اقول: اس قول پر یہ خط جو وسط دماغ محاذی عینین سے زاویہ قائمہ بناتے نکلے ان کے اندر کعبہ کسی طرح واقع ہونا مطلقاً حصول جہت کو کافی ہے اگرچہ ایک خط کعبہ سے ملا ہوا گزرے، اب اگر یہ معنی لئے جائیں کہ یہ دونوں خط جہاں تک پھیلیں ان کے اندر اندر جو کچھ ہے جہت کعبہ ہے اس کی طرف توجہ توجہ بجہت کعبہ ہے جیسا کہ احیاء امام حجة الاسلام سے نقل کیا گیا ولم ارہ فیہ ولا فی شرحہ اتحاف السادة فی کتاب اسرار الصلاة (حالانکہ یہ بات مجھے احیاء العلوم اور اس کی شرح اتحاف السادة کی کتاب اسرار الصلاة میں نہیں ملتی۔ ت) کہ ان دونوں خطوں کا بیان کر کے فرمایا۔ فما يقع بين الخطين الخارجين من العينين فهو داخل في الجهة (پس جو دونوں آنکھوں سے نکلنے والے خطوط کے درمیان واقع ہو گا وہ جہت قبلہ میں داخل ہے۔ ت) تو اس تقدیر پر یہ قول بھی مثل دو قول پیشیں اتنی ہی وسعت بعیدہ رکھے گا جب زاویہ قائمہ ہے اور اُس کے

¹ حاشیہ الدرر الی الغرر للفاضل الحلیسی باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبع عثمانیہ دار سعادت بیروت ، ۵۲/۱

ایک خط سے کعبہ متصل ہو سکتا ہے تو دونوں طرف تقریباً نوے درجے انحراف جائز ہوا اور وہی ایک خفیف ناقابل احساس مقدار کم ایک سو اسی^{۸۰} درجے تک جہت پھیل گئی اور وہی مخالفت نص و اجماع لازم آئی یہ لاجرم مراد ہے کہ وقت نماز جب تک کعبہ معظمہ ان دونوں خطوں کے اندر ہے وہاں تک انحراف میں جہت باقی ہے تو یہ نہ ہوگا مگر عین کعبہ سے دونوں طرف ۴۵-۴۵ درجے انحراف تک ٹھیک جہت توجہ کا خط اس زاویہ قائمہ کی تنصیف کرتا ہے تو اگر نصف قائمہ سے زیادہ انحراف ہوا کعبہ دونوں خطوں سے باہر ہو جائے گا کمالاتی۔ (جیسا کہ ظاہر ہے۔) بالجملة حاصل یہ کہ آدمی ٹھیک محاذی کعبہ کھڑا ہو اُس وقت جو یہ خطوط نکل کر پھیلیں اُن کے اندر اندر دونوں طرف کو انحراف روا ہے اب یہ عبارت آئندہ پنجم کی طرف راجع ہو جائے گا اور طریق میں سینتالیس^{۴۵} سینتالیس^{۴۵} درجے تک انحراف جائز ہوگا اور یہ صاف و صحیح بے غبار ہے۔

چہارم کہ نہایت تحقیق طلب ہے:

دُر میں کہا ہے کہ کعبہ کی جہت یہ ہے کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے سیدھا اس طرح ملے کہ اس سے ۲ زاویے قائمے حاصل ہو جائیں اھ، اور یہ پہلی وجہ ہے۔ اور اس محل میں اختلاف ہے علامہ شامی نے ردالمحتار میں اس کو حقیقی سمت پر محمول کیا ہے، جہاں اس نے اذکار معراج کے حوالے سے ان کے شیخ کا ذکر کیا ہے کہ تحقیق کا معنی یہ ہے کہ نمازی کے چہرے کی طرف زاویہ قائمہ پر سیدھا خط افق کی طرف فرض کیا جائے تو وہ کعبہ یا ہوائے کعبہ پر سے گزرے اھ۔ پھر علامہ شامی نے درر کا کلام نقل کرتے ہوئے کہا کہ درر کا قول "علی استقامۃ" کا تعلق اس کے قول "یصل" سے متعلق ہے، اس لئے کہ اگر وہ خط ٹیڑھا ہو کر کعبے کو ملے تو پھر "قائمین" (دو قائمے) حاصل نہ ہوں گے بلکہ ان میں سے ایک حادہ اور دوسرا منفرجہ ہوگا۔	قال فی الدرر جہتہا ان یصل الخط الخارج من جبین المصلی الی الخط البار بالکعبۃ علی استقامۃ بحیث یحصل قائمتان^۱ اھ وهذا هو الوجه الاول واختلف الانظار فی محله فحملہ العلامة الشامی فی ردالمحتار علی بیان المسامۃ الحقیقیۃ حیث ذکر اولاً عن المعراج عن شیخہ ان معنی التحقيق انه لو فرض خط من تلقاء وجهہ علی زاویۃ قائمۃ الی الافق یکون ماراً علی الکعبۃ اھوائہا^۲ اھ ثم نقل کلام الدرر ثم قال قوله فی الدرر علی استقامۃ متعلق بقوله یصل لانه لو وصل الیہ معوجاً لم تحصل قائمتان بل تكون احدهما حادۃ والاخری منفرجۃ کما بینا ثم ان الطریقة

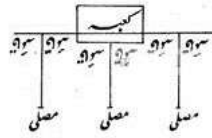
^۱ الدرر الکام شرح غرر الکام باب شروط الصلوۃ احمد کامل الکاتب دار سعادت بیروت ۶۰/۱

^۲ ردالمحتار مجتہد فی استقبال القبۃ مطبوعہ مجتہدائی دہلی ۲۸۷/۱

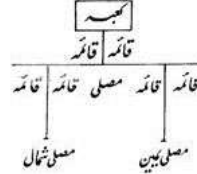
التي في المعراج هي الطريقة الاولى التي في الدرر
الا انه في المعراج جعل الخط الثاني مارا على
المصلى على ما هو المتبادر من عبارته وفي الدرر
جعله مارا على الكعبة¹ اه ثم صور الذي في
المعراج هكذا:

جیسے ہم بیان کر آئے پھر معراج والا طریقہ یہ درر میں ذکر
کردہ پہلا طریقہ ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ معراج میں دوسرے
خط کو نمازی پر سے گزرنے والا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اسکی
عبارت سے سمجھا جا رہا ہے۔ اور درر میں اس کو کعبہ پر سے
گزرنے والا قرار دیا ہے اہ اس کے بعد علامہ شامی نے (دونوں
کے فرق کو واضح کرتے ہوئے) ایک معراج والی اور دوسری
دُرر والی تصویر بنائی: (ت)

و الذي في الدرر من اوجه الاول هكذا
(دُرر کی پہلی وجہ والی صورت)



ثم صور الذي في المعراج هكذا
(معراج والی صورت)



قلت وقد يؤيد هذا المحمل ان اصل الكلام
للامام حجة الاسلام وهو كافي شرح النقاية
هكذا، معنى التوجه الى عين الكعبة هو ان يقف
المصلى بحيث لو خرج خط مستقيم من عينيه
بحيث يتساوى بعده عن العينين الى جدار الكعبة
تحصل من جانبيه زاويتان متساويتان² اه۔

میں کہتا ہوں علامہ شامی کے اس حقیقی سمت پر حمل کی تائید
یوں ہوتی ہے کہ امام حجة الاسلام کی اصل کلام جو کہ شرح
النقاية میں ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ کا معنی یہ ہے کہ
نمازی یوں کھڑا ہو کہ اگر اسکی دونوں آنکھوں سے ایک سیدھا
خط اس طرح نکلے کہ جس کا بعد دونوں آنکھوں سے دیوار
کعبہ تک اس طرح متساوی ہو کہ نمازی کی دونوں جانب دو
متساوی زاویے بن جائیں اہ۔ اس کے بعد انھوں نے جہت کعبہ کی

¹ رد المحتار مبحث استقبال القبلة مطبوعی مجتہائی دہلی ۲۸۷/۱

² شرح النقاية للبر جندی باب شروط الصلوة مطبوعہ منشئ نو لکھنؤ ۸۸/۱

طرف توجہ کا معنی وہی ذکر کیا ہے جو ہم قول ثالث میں ذکر کر آئے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اوّلًا لیکن علامہ محشی کے اس حمل میں درر کی عبارت میں جبین کو الجبہ (پیشانی) کے معنی میں لینا لازم ہوگا اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ تاج العروس والے نے اپنے شیخ کے حوالے سے کہا کہ جبین پیشانی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں قریب کا تعلق ہے زہیر کے قول میں یہ استعمال پایا گیا ہے جیسا کہ زہیر کے دیوان کے شارحین نے تصریح کی ہے پھر ایسا ہی ایک شعر متنبی کا انھوں نے ذکر کیا۔ لیکن علامہ محشی نے درر کی عبارت میں جبین کا حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ لفظ جبین سے ثابت ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ خط نمازی کی پیشانی کے وسط سے نکلے کیونکہ جبین، پیشانی کی ایک طرف کو کہتے ہیں، اور اس کے دونوں اطراف دو جبین ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، لہذا علامہ کی یہ استدلال والی عبارت جبین کو پیشانی کے معنی میں لینے والی عبارت کے مناقض ہے۔

اقول: ثانیاً مذکورہ دونوں تصویروں میں کعبہ کی دیوار کے متوازی درمیانے نمازی کے دائیں اور بائیں مزید دو نمازی رکھیں گئے ہیں جو اس دیوار کے متوازی نہیں ہے اور پہلی تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے خطوط کو درمیانے نمازی پر سے عرض میں گزرنے والے خط

ثم ذکر معنی التوجه الى الجهة بما قدمنا في القول الثالث۔

اقول: اوّلًا لكن يلزم العلامة المحشى بهذا الحمل حمل الجبين في عبارة الدرر على الجبهة ولا غرو ففي تاج العروس عن شيخه قدورد الجبين بمعنى الجبهة لعلاقة المجاورة في قول زهير كما صرحوا به في شرح ديوانه¹ ثم ذكر شعرا مثله للمتنبي لكن العلامة المحشى رحمة الله تعالى عليه قد استدل بوقوع لفظ الجبين في عبارة الدرر على انه لا يلزم خروج الخط من وسط الجبهة فان الجبين طرفها وها جبينان كما تقدم فيكون هذا مناقضا لذاك۔

واقول: ثانياً زاد في التصويرين مصلين عن يمين وشمال غير محاذيين للجدار الذي بأزائه المصلي الوسطاني واقام اعمدهما في التصوير الاول على البار بذاك المصلي عرضاً

¹ تاج العروس من جواهر القاموس فصل الجيم من باب النون مطبوعه دار احياء التراث العربی بیروت ۱۵۹/۹

پر ملایا جبکہ یقیناً یہ دونوں خطوط کعبہ کے متوازی نہیں ہوتے بلکہ کعبہ سے دائیں اور بائیں گرتے ہیں جیسا کہ تصویر سے واضح ہے (حالانکہ یہ تصویر معراج والی ہے) جبکہ معراج میں خط کا کعبہ پر واقع ہونا شرط قرار دیا گیا ہے، اور دوسری تصویر میں ان دونوں نمازیوں کے خطوط کو کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے ملایا جو عین کعبہ پر نہیں بلکہ کعبہ سے دائیں اور بائیں گزر جاتے ہیں جیسا کہ گزرا حالانکہ دُر نے کعبہ سے گزر کر اس کے دونوں جانب سے افق کی طرف نکل جانے والے خط کو ذکر نہیں کیا اس نے صرف وہ خط مراد لیا ہے جو کعبہ پر ختم ہوتا کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والے خط کا گزر نفس کعبہ پر واقع ہو جیسا کہ معراج میں ہے، ورنہ نمازی کے متوازی نہ ہونے کے باوجود حقیقی سمت کیسے ہو سکتی ہے، پس معلوم ہوا کہ دائیں اور بائیں جانب والے دونوں نمازیوں کا حقیقی سمت کی تصویر میں کوئی دخل نہیں، اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ گویا محشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمت حقیقی کے ساتھ ساتھ قریبی سمت کی تصویر بھی زائد بنائی ہے، (قریبی سمت بنانے کے لئے) ہمیں یہ کہہ دینا آسان تھا کہ (حقیقی سمت والے نمازی) کے علاوہ ہم دو نمازی اس سے چند فرسخ کے فاصلے پر اس طرح فرض کر لیں کہ کعبہ سے ان کا تقابل زائل نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے محشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں یہ بات آئی کہ قریبی سمت کے لئے یہ شرط ہے کہ درمیان حقیقی سمت والے نمازی پر عرض میں گزرنے والے خط پر کوئی نمازی کھڑا ہو یا یوں کہیں کہ کعبہ پر سے گزرنے والے عرضی خط کے متوازی یوں کھڑا ہو کہ اس کی

ولاشك انهما لا ينتهيان الى الكعبة بل يتزوران عنها ذات اليمين و ذات الشمال كما صور وانما كان شرط في المعراج ان يمر الخط بالكعبة، وفي التصوير الثاني اقامهما على الخط المار في امتداده بالكعبة غير واقعين على نفس البيت بل متزا ورين عنها كما مرو لم يمر الدرر خطا يمر على الكعبة مبتدا عن جنبيها الى الافق انما اراد خطا مقتصرا عليها ليقع مرور خط الجبين على نفس الكعبة كما في المعراج والا كيف تكون مسامحة حقيقية مع كون المصلي بمعزل عن محاذاتها فهذان المصليان لا مدخل لهما في تصوير الحقيقة وانه رحمة الله عليه اراد ان يزيد مع تصوير الحقيقية تصوير التقريبية وقد كان سهلا علينا ان نفرض المصلين المزيدين منتقلين بعدة فراسخ بحيث لاتزول المقابلة لكنه رحمه الله تعالى سبق الى خاطره ان الشرط في التقريب ان يقف المصلي على ذلك الخط المار عرضا بالمصلي الوسطاني او نقول يقوم بحذاء ذلك الخط العرضي المار في امتداده بالكعبة بحيث يكون خط جبهة عمودا على

پیشانی سے نکلنے والا خط عمود بنے خواہ وہ نمازی یا کعبہ پر سے گزرنے والے ایک خط پر یعنی تصویر میں بنے، یا ان دونوں پر عمود بنے فرضی طور پر، اس شرط کے پائے جانے کے بعد مسافت فرض کرنے کی ضرورت نہیں، وہ دونوں نمازی اپنی جہت کو محفوظ رکھیں اور بس، دائیں یا بائیں جتنا چاہیں وہ منتقل ہو جائیں، اور جس پر خط قائم ہے یا جس خط کی طرف دونوں نمازی متوجہ ہیں اسکی محشی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خیال میں کوئی حد نہیں (بشرطیکہ وہ ان خطوط پر قائم رہیں) جیسا کہ خود ان کی نص اس پر آئے گی حالانکہ (قریبی سمت کی بیان کردہ شرط اور اسکے بعد مذکورہ خطوط کی مسافت کو غیر محدود رکھ کر دونوں نمازیوں کا ان خطوط پر حسب خواہش منتقل ہونا) یہ دونوں عظیم غلطیاں ہیں ان پر تنبیہ ضروری ہے، کیونکہ یہ دینی معاملہ ہے، حاشا للہ! علماء کو ان قلموں کی غلطیاں زیب نہیں دیتیں، خصوصاً یہ محقق جس کی قیمتی تحقیقات کے نور سے زمین کے مشرق و مغرب منور ہو رہے ہیں اور مجھ جیسے ہزاروں لوگ اس کے بے مثل اور اہم فوائد کے دستر خواں کے خوشہ چیں ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو عزت و اکرام کی جزا عطا فرمائے، ہمیں اور اُسے جنت میں جمع فرمائے اپنی رحمت کے فضل سے جو اُن پر اور تمام علماء کرام پر ہو، اور ان سب کے مولیٰ و آقا پر اور ان پر اور ہم پر رحمت و سلام ہو، آمین آمین! اے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء پیدا کرنے والے! یا ذا الجلال والاكرام! میں تو اس بیان کے سیاق میں علامہ علائی کے کلام کو سمجھنے میں حاشیہ لکھنے والوں کو جو وہم اور اہام واقع ہوا ہے کو ذکر کروں گا تاکہ مقصود واضح

احدهما ای فی تصویر وعلیہما جیعا فی التقدير وبعد تحقیق هذا الشرط لا تقدير بمسافة فليحفظا جهتهما وينتقلا ما بدالهما فاذن يكون الخط القائم عليه واليه المصليان غير محدود على ما زعم كما ياتي تنصيبه وهاتان زلتان عظيمتان يجب التنبيه لهما فان الامر دين وحاشا لله لا يزرى بالعلماء وقوع بعض زلات من اقلامهم لا سيما مثل هذا المحقق الذي استنار مشارق الارض ومغاربها بنور تحقيقاته السنية و تطفل الوف مثلى على موائد عوائد فوائده الهنيئة جزاه الله تعالى جزاء العزوالاكرام جمع بيننا وبينه في دار السلام بفضل رحمته به و بسائر العلماء الكرام على سيدهم ومولاهم وعلیهم وعلیه وعلینا الصلوة والاسلام آمین آمین یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاكرام فاننا اذکرفی سیاق ذلك ما عرض للمحشین من الوهم والایہام فی فہم کلام المدق العلای العلام لیتضح

ہو سکے اور بادل کے نیچے سے درستی کا روشن چاند نمودار ہو سکے۔ واضح ہو کہ وہ ماہر، مدقق جن کی مثل متاخرین میں زمانے نے نہ پائی، میری مراد علامہ علاء الدین محمد حصکفی ہیں، اُن سے اللہ تعالیٰ اپنے کامل لطف و کرم کا معاملہ فرمائے، نے یہاں پر منہ سے ایک ایسی کلام نقل کی جو مختصر ہے اور اس کا معنی مخفی ہے۔ پس کہا کہ جہت کعبہ کو پانے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے چہرے کی سطح کا کوئی حصہ کعبہ یا اس کی فضاء کی سمت میں اس طرح ہو جائے کہ کعبہ کا حقیقی استقبال کرنے والے کے چہرہ سے ایک سیدھا خط زاویہ قائمہ پر افق کی طرف اس طرح نکلے کہ بعض بلاد میں وہ کعبہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا خط اس طرح فرض کیا جائے جو پہلے خط کو قطع کرتے ہوئے دو زاویے قائمے دائیں اور بائیں طرف بنائے، منہ میں کہتا ہوں کہ دُرر میں مذکور الیتامن والتیاسر کا یہی معنی ہے غور کر، اھ

اقول: (میں کہتا ہوں) علامہ غزی (اپنی عبارت) "من تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في بعض البلاد" میں "بعض البلاد" سے کوئی بھی بلد ہو، مراد لیا ہے اور اس تنکیر کو لفظ "بعض کی تنکیر" سے تعبیر کیا ہے، اور اگر معراج کے قول کی طرح یہ بھی "هذا البلاد" کہہ کر وہ علاقہ مراد لیتے جس کی جہت مطلوب ہوتی تو بہتر ہوتا۔ علامہ سید احمد مصری الطحطاوی نے (علامہ الحصکفی کی عبارت کی) تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس کا

المرام وينجلى بدر السداد من تحت الغمام
فأعلم ان الجهيز المدقق الذي قلما اكتحل
عين الزمان بمثله في الآخرين اعنى العلامة
علاء الدين محمد الحصكى عامله الله تعالى
بلطفه الوفي اثر ههنا عن المنح كلاماً قصر مبناه
واستترمعناه فقال اصابة جهتها بان يبقى شيع
من سطح الوجه مسامتا للكعبة اولهواء هابان
يفرض من تلقاء وجه مستقبلها حقيقة في
بعض البلاد خط على الكعبة وخط آخر يقطعه على
زاويتين قائمتين يمينه ويسرة منح قلت فهذا
معنى التيامن والتياسر في عبارة الدرر فتبصر
اھ¹

اقول: اراد العلامة الغزى من تلقاء وجه مستقبلها
حقيقة في اى بلد كان فعبر هذا التنكير بتنكير
بعض ولو قال كقول المعراج في هذا البلد اى البلد
والمطلوب الجهة لكان اولى ، قال العلامة السيد
احمد المصرى الطحطاوى في حاشيته قوله

¹ در مختار باب شروط الصلوة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۸

قول "منح" علامہ نے منح کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ عبارت مفصل ہے جس کو علامہ حصکفی نے مختصر کر کے لکھا ہے اسکی عبارت یوں ہے بعض بلاد میں کعبہ کی طرف تحقیق طور پر چہرہ کرنے والے کی پیشانی سے ایک خط فرض کیا جائے، اور کعبہ کا استقبال کرنے والے کے دائیں و بائیں ایک اور خط فرض کیا جائے جو پہلے خط کو دو قائمہ زاویوں پر قطع کرتے ہوئے کئی فرسخ تک اس طرح دراز ہو کہ اس خط پر سے کئی فرسخ تک دائیں بائیں انتقال کر نیوالے کا کعبہ سے تقابل زائل نہ ہو۔ اس بناء پر علماء نے ایک ہی سمت پر کئی بلاد کے قبلے وضع کئے۔ علامہ حصکفی کا قول "قلت فہذا معنی الخ" علامہ کا یہ فہم درست نہیں ہے کیونکہ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں اور بائیں ہونے والی چیز خط ہے، حالانکہ درر کی عبارت میں وہ شخص ہے الخ۔ علامہ طحطاوی نے اس بیان کو محشی درر علامہ سید ابراہیم حلبی کی طرف منسوب کیا ہے۔ علامہ حصکفی کی عبارت پر علامہ شامی نے کہا کہ منح کی عبارت یہ معراج کی عبارت (جو ہم ذکر کر آئے) کا خلاصہ ہے حالانکہ معراج میں "ما رآ علی الکعبۃ" (کعبہ پر سے گزرنے والے خط) کا ذکر نہیں ہے، بلکہ یہ درر کی تصویر میں مذکور ہے۔ ممکن ہے اس سے عرض کی بجائے طول میں گزرنے والا خط مراد ہو تو یہ ایک نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط اور دوسرا خط جو پہلے کو قطع کر کے وہ نمازی پر سے عرض (چوڑائی) میں گزرنے والا ہوگا یا کعبہ پر گزرنے والا ہوگا،

منح اختصر عبارتہا، وہی فلو فرض خط من تلقاء وجہ المستقبل للکعبۃ علی التحقیق فی بعض البلاد وخط آخر یقطعه علی زاویتین قائمتین من جانب یمین المستقبل و شمالہ لاتزول تلك المقلبة بالانتقال الی الیمین والشمال علی ذلك الخط بفراخ کثیرة ولہذا وضع العلماء قبلۃ بلد وبلدین و بلاد علی سمت واحد۔ اھ (قوله قلت فہذا معنی الخ) لیس کہا فہمہ فان المتیاً من و المتیاً سر فی عبارتہ ہو الخط و فی عبارة الدر الشخص¹ الخ وعزاه للعلامة السید ابراہیم الحلبي محشی الدرر، وقال السید العلامة محمد الشامی، فیہ ان عبارة المنح ہی حاصل ما قدمناہ عن المعراج و لیس فیہا قوله ما رآ علی الکعبۃ بل ہو المذكور فی صورة الدرر و یسکن ان یراد انہ مار علیہا طولا لاعرضاً، فیکون هو الخط الخارج من جبین المصلی والخط الاخر الذی یقطعه هو البار عرضاً علی المصلی او علی الکعبۃ

¹ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۱

تو اس سے ہماری پہلی اور دوسری دونوں تصویریں (ان کی تصدیق ہوگی) درست ہوں گی، پھر علامہ کا منحنی کی کچھ عبارت پر انحصار کرنا، حقیقی سمت پر انحصار کو ظاہر کرتا ہے اور وہ عین کعبہ کی طرف استقبال ہے نہ کہ فرضی سمت پر انحصار کیونکہ وہ جہت قبلہ کی طرف استقبال ہے حالانکہ سمت فرضی یعنی کعبہ کی جہت کی سمت استقبال کرنا ہی مقصود ہے اس لئے ان کو عبارت سے "بعض بلاد میں حقیقی طور پر کعبہ کو پیشانی کرنے" کو حذف کرنا ضروری تھا، یہ علامہ شامی کی مکمل عبارت ہے اور یہی ان کی مراد ہے۔

اقول: اللہ کی توفیق شرح نظم الدرہکذا (یغرض من تلقاء وجہ) ای وسط جہتہ (مستقبلاً حقیقہ) بحیث لورفعت الحجب لرئیت الکعبۃ بین عینیہ (فی بعض البلاد) ای ای بلد یراد (خط) مستقیم قائم (علی) الخط البار بجہتہ معترضاً من وسطہ الی یسینہ او شمالہ بحیث یحدث معہ (زاویۃ قائمہ) عند الجہتہ ولم یقل قائمتین لانہ لا یجب فرض المعترض ما را الی الجہتین بل یکفی ادنی خط الی ایتہ جہتہ منہما۔

اقول: اللہ کی توفیق سے، دُر مختار کی عبارت کی شرح یوں ہے (وجہ کی طرف سے) وجہ سے مراد وسط پیشانی ہے (حقیقہً) کعبہ کا استقبال کرنے والے) مراد یہ ہے کہ اس طرح سیدھا استقبال ہو کہ اگر درمیان سے پردے اٹھادئے جائیں تو کعبہ دونوں آنکھوں کے درمیان نظر آئے، (بعض بلاد میں) سے مراد کوئی بھی علاقہ ہو (خط فرض کیا جائے) سے مراد سیدھا خط قائم کیا جائے، ایک دوسرے خط پر جو استقبال کرنے والے کی پیشانی پر عرضی (چوڑائی) طور پر اس کے درمیان سے دائیں اور بائیں پھیلا ہوا ہو، ایک خط دوسرے سے اس طرح ملے کہ اس سے وسط پیشانی پر زاویہ قائمہ پیدا ہو، یہاں ایک زاویہ قائمہ کو ذکر کیا ہے کیونکہ پیشانی پر خط کا دونوں طرف پھیلنا ضروری نہیں بلکہ خط ان سے کسی

فیصدق بیا صورناہ اولاً وثانیاً، ثم ان اقتصارہ علی بعض عبارة المنح ادى الی قصر بیانہ علی المسامۃ تحقیقاً و ہی استقبال العین دون المسامۃ تقدیراً و ہی استقبال الجہتہ مع ان المقصود الثانیۃ فکان علیہ ان یحذف قوله من تلقاء وجہ مستقبلہا حقیقہ فی بعض البلاد¹ اھ فہذا کل ما اوردہ وتہام ما ااردہ۔

اقول: و بالله التوفیق شرح نظم الدرہکذا (یغرض من تلقاء وجہ) ای وسط جہتہ (مستقبلاً حقیقہ) بحیث لورفعت الحجب لرئیت الکعبۃ بین عینیہ (فی بعض البلاد) ای ای بلد یراد (خط) مستقیم قائم (علی) الخط البار بجہتہ معترضاً من وسطہ الی یسینہ او شمالہ بحیث یحدث معہ (زاویۃ قائمہ) عند الجہتہ ولم یقل قائمتین لانہ لا یجب فرض المعترض ما را الی الجہتین بل یکفی ادنی خط الی ایتہ جہتہ منہما۔

¹ رد المحتار باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۲۸۸/۱

فلا يحدث بالفعل الا قائمة واحدة وذلك من
 ايجازات هذا الفاضل المدقق فان زاوية قائمة
 اخصر من زاويتين قائمتين وفيها الكفاية
 فاختر مائل وكفى (الى الافق) مقابل من في قوله
 من تلقاء وجه اى يبتدئ من وسط الجبهة
 وينتهى الى الافق ويكون في امتدادها هذا
 (مارا على) نفس (الكعبة) الى ههنا تم بيان
 المسامطة الحقيقية ثم شرع في بيان التقريبية
 فقال (و) يفرض (خط آخر) مستقيم (يقطعه)
 عند جبهة المستقبل (على زاويتين قائمتين)
 مارا بالعرض (يمينه ويسرة) اى يمين المستقبل
 ويساره ولم يكتف بالخط الاخر المشار اليه في
 قوله على زاوية قائمة لان ثمة كان يكفى ادنى
 ما ينطق عليه اسم الخط في احد الجانبين وان
 لم يستوعب نصف جبين ذلك الجانب ولاربعة
 والان يحتاج الى خط ممتد يميناً وشمالاً الى
 فراسخ كثيرة ليكون محل الانتقال يمينه ويسرة
 ولذا اتى ههنا بتثنية القائمة

ایک طرف بھی ظاہر ہو تو کافی ہوگا، لہذا بالفعل دونوں خطوں
 سے ایک ہی زاویہ قائمہ پیدا ہوگا اسی لئے یہاں دو زاویوں کو
 ذکر نہیں کیا۔ اس فاضل مدقق کا یہ ایک اختصار ہے کیونکہ
 ایک زاویہ قائمہ دو قائم زاویوں کے مقابلہ میں مختصر ہے اور
 اس ایک زاویے سے مطلوب میں کفایت بھی پائی جاتی ہے
 اس لئے انھوں نے مختصراً اور کافی کو پسند کیا ہے۔ (افق کی
 طرف) یہ لفظ "من تلقاء وجه" میں من کا مقابل ہے، یعنی
 پیشانی کے وسط سے نکل کر افق کی طرف پہنچا ہو جس میں
 لمبائی ہو (وہ گزر رہا ہو) نفس (کعبہ پر سے) یہاں تک
 مسامتت حقیقی کا بیان تام ہو گیا، اس کے بعد سمت تقریبی کا
 بیان شروع ہوا، تو کہا اور دوسرا سیدھا خط فرض کیا جائے جو
 استقبال کرنے والے کی پیشانی پر پہلے خط کو اس طرح قطع
 کرے کہ اس سے دو زاویے قائمے پیدا ہوں اور یہ دوسرا خط
 پیشانی پر عرض میں دائیں اور بائیں پھیلا ہوا ہو مراد یہ ہے کہ
 کعبہ کا استقبال کرنے والے کے دائیں اور بائیں دراز ہوا ہو،
 اور یہاں پہلے کی طرح ایک زاویہ قائمہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دو
 زاویوں کو ذکر کیا، کیونکہ وہاں پر پیشانی پر ظاہر والے خط کا
 پیشانی کے دائیں اور بائیں دونوں طرف پھیلنا ضروری نہیں
 تھا بلکہ وہاں برائے نام ہونا کافی تھا جس پر لمبا خط آگرے، اگر
 چہ اس جانب پیشانی کے نصف بلکہ چوتھائی کو بھی نہ گھیرا ہو
 لیکن یہاں پیشانی پر ظاہر ہونے والے خط کا دائیں اور بائیں کئی
 فرسخ تک بڑھا ہونا ضروری ہے تاکہ سمت کعبہ سے دائیں اور
 بائیں انتقال کا محل بن سکے، اسی لئے یہاں دو قائموں

کو ذکر کیا، پس جب نمازی دائیں بائیں بڑھنے والے خط پر منتقل ہو خواہ کئی فرسخ دائیں یا بائیں جس قدر بھی کعبہ سے شہر کا بُعد ہو اس کے مطابق منتقل ہونے سے جہت کعبہ سے خارج نہ ہوگا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاحب الدر نے کہا میں کہتا ہوں (دائیں اور بائیں طرف ہونے کا یہی معنی ہے کہ) دونوں خط نمازی کی دونوں جانب بنیں گے (جو مذکور ہے دُرر میں) کیونکہ دُرر نے نمازی کے دائیں اور بائیں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ نمازی کعبہ کو اپنے دائیں اور بائیں کرے، لیکن یہ احتمال قطعاً مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انہوں نے دائیں اور بائیں خط بنا کر ایک مخفی اشارہ دیا جیسا کہ ان رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار کی عادت ہے نمازی کے تیامن و تیسر میں بھی اختصار سے کام لیا ہے وہ یوں کہ نمازی کا دائیں بائیں پھیلنے والے خط پر قائم رہتے ہوئے سے دائیں یا بائیں ہونا مراد ہے، نہ وہ کہ جو بعض کو وہم ہوا، (پس غور کر) تاکہ تو پھسلے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تجھ پر اس شرح سے چند امور ظاہر ہوئے۔
 اَوَّلًا: یہ کہ بعض محشی حضرات کا یہ خیال کہ علامہ حصکفی نے صرف سمت حقیقی کو ہی بیان کیا ہے، یہ خیال ساقط ہوا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر علامہ کو "وخط آخر" الخ

فإذا انتقل المصلی على هذا الخط في اى جهة الى فراسخ كثيرة حسب ما يقتضيه بعد البلد من الكعبة لا يخرج عن الجهة وأشار الى ذلك بقوله (قلت فهذا معنى التيامن والتيسر) المسوغين للمصلی (في عبارة الدرر) فان الدرر انما ذكر تيامن المصلی وتيسره وكان يحتمل ان معناه يجعل الكعبة على يمينه او يساره وليس مراد قطعاً فرسم الخط يمينه ويسره وأشار بطرف خفي كعادته رحمة الله تعالى في غاية الايجاز الى ان ذلك التيامن للمصلی انما هو على هذا الخط المخرج يمينه و يسره لا ما يتوهم (فتبصر¹) كيلا تنزل وقد ظهر لك من هذا الشرح بتوفيق الله تعالى:

اَوَّلًا سقوط ما زعموا ان بيانه قاصر على الحقيقة كيف ولو كان كذلك لما احتاج الى قوله وخط آخر الخ

¹ ف: یہاں تک دو قوسوں کے درمیان جو عبارت ہے وہ دُرر مختار کی ہے باقی عبارت شرح صورت میں اعلیٰ حضرت کی اپنی ہے۔

کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ حقیقی سمت کا بیان "مارا علی الکعبۃ" پر تام ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: سقوط ما اعترض به العلامتان الحلبي والطحاوي من التخالف بين كلامي الدر والدرر في معنى التيامن والتياسر كما علمت۔
وثالثاً: سقوط ما زعم العلامة الشامي من التغاير في تصويره وتصوير المنح و من العجب انه رحمه الله تعالى معترف بان عبارة المنح حاصل ما قدمناه عن المعراج وقد تقدم في المعراج مروره على الكعبۃ فمن اين نشأ التغاير وانما عبارته عين عبارة المعراج لا تفاوت بينهما الا بان المعراج ذكر المرور عن الكعبۃ في الجزاء والدرر اورده حالا لانه كان بصدد بيان التقريبية فاخذ الحقيقة في الفرض والتصوير۔
ورابعاً: اعجب منه قوله كان عليه ان يحذف قوله من تلقاء وجه الى آخر الخ ولا ادري كيف يتم بيان التقريب باسقاط هذه الكلمات مع عدم ذكره عندكم الانتقال على ذلك الخط يبيناً وشمالاً وان استنبط هذا

لان بيان الحقيقة قد تم الى قوله مارا على الكعبۃ۔

ثانیاً: سقوط ما اعترض به العلامتان الحلبي والطحاوي من التخالف بين كلامي الدر والدرر في معنى التيامن والتياسر كما علمت۔

وثالثاً: سقوط ما زعم العلامة الشامي من التغاير في تصويره وتصوير المنح و من العجب انه رحمه الله تعالى معترف بان عبارة المنح حاصل ما قدمناه عن المعراج وقد تقدم في المعراج مروره على الكعبۃ فمن اين نشأ التغاير وانما عبارته عين عبارة المعراج لا تفاوت بينهما الا بان المعراج ذكر المرور عن الكعبۃ في الجزاء والدرر اورده حالا لانه كان بصدد بيان التقريبية فاخذ الحقيقة في الفرض والتصوير۔

ورابعاً: اعجب منه قوله كان عليه ان يحذف قوله من تلقاء وجه الى آخر الخ ولا ادري كيف يتم بيان التقريب باسقاط هذه الكلمات مع عدم ذكره عندكم الانتقال على ذلك الخط يبيناً وشمالاً وان استنبط هذا

انہوں نے ذکر نہیں کیا اگرچہ یہ معنی ان کے قول "فہذا معنی" الخ "تیا من و تیا سر کا یہ معنی ہے" سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاہم مجھے معلوم نہیں "حقیقی مستقبل کعبہ کی پیشانی سے خط نکلا" کے ذکر سے ان کو کیا نقصان ہو رہا ہے صرف یہی کہ اس سے سمت حقیقی کے تعین کے بعد سمت تقریبی کا بیان ہو رہا ہے۔

خامساً: اگر بقول علامہ شامی اس کلام کو حذف کر دیا جائے تو پھر خط کا مخرج کیا ہوگا۔ جب مخرج مذکور نہ ہوا تو نہ بیان صحیح ہوگا نہ ہی کعبہ کا تعین ہو سکے گا۔ اس طرح نہ سمت تقریبی ثابت ہوگی اور نہ ہی تحقیقی ثابت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کا ہادی ہے۔ علامہ شامی نے کہا قولہ، قلت الخ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے علاقہ سے عین کعبہ کی طرف استقبال حقیقی کرتے ہوئے یوں فرض کیا جائے کہ اس کی پیشانی سے نکلنے والا خط عین کعبہ پر واقع ہو رہا ہے، تو یہ تحقیقی سمت ہوگی اور اگر وہ شخص دائیں یا بائیں کئی فرسخ منتقل ہو جائے اور ہم ایک خط فرض کریں جو کعبہ پر سے مشرق سے مغرب کی طرف گزرے۔ (قلت علامہ شامی کا یہ قول ان کے اپنے علاقہ شام سے متعلق ہے کیونکہ وہاں سمت قبلہ جنوبا ہے) اس لئے کعبہ پر عرض میں فرض کردہ خط، مشرق سے مغرب میں گزرے گا) ہمارے علاقہ میں یوں کہا جائے کہ شمال سے جنوب کی طرف بڑھنے والا خط (کعبہ پر عرض میں گزرنے والا ہوگا) غرضیکہ عرض میں پھیلنے والا خط

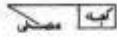
من قوله فہذا معنی التیا من کہا فعلت شعری ماذا یضرہ ذکر الاخراج من تلقاء وجہ المستقبل حقیقة فلیس الابفرض التحقیق اولائم تقدیر الانتقال عنہ۔

وخامساً لئن اسقط هذا كله لبقى مخرج الخط مهملًا لم يتبين ولم يتعين فلا تقرب ولا تحقیق واللہ الہادی الی سواء الطریق۔ قال الشامی قوله قلت الخ قد علمت انه لو فرض شخص مستقبلًا من بلدہ لعین الکعبہ حقیقة بان يفرض الخط الخارج من جبینہ واقعا علی عین الکعبہ فہذا مسامت لہا تحقیقا، ولو انه انتقل الی جهة یسینہ او شمالہ بفراسخ کثیرة وفرضنا خطا مارا علی الکعبہ من المشرق الی المغرب¹ قلت قالہ بالنظر الی بلدہ الشامی الجنوب ویقال من الشمال الی الجنوب وبألجملة المراد الخط المعترض

¹ رد المحتار باب شروط الصلوة مطبوعہ مطبع مجتبائی ۲۸۸/۱

مراد لیا ہے علامہ شامی نے کہا کہ نمازی کی جبین سے نکلنے والا خط سیدھا کعبہ پر سے گزرنے والے خط کو ملے گا تو اس صورت میں دائیں اور بائیں انتقال کرنے پر نمازی کا کعبہ سے تقابل کلیۃً تراکُل نہ ہوگا کیونکہ انسان کا چہرہ کمان کی طرح گول ہے لہذا وہ بتنا بھی عین کعبہ سے دائیں یا بائیں پھرے گا اس کے چہرے کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور کعبہ کے مقابل رہے گا۔

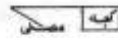
اقول: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سمجھا کہ دائیں یا بائیں منتقل ہوتے وقت نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط کا عمودی شکل میں کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے ملنا کعبہ کی جہت کے بقاء کے لئے ان کے ہاں شرط ہے، اس کے کچھ بعد انھوں نے اس بات کو واضح کرتے ہوئے کہا، بلکہ دُرر اور معراج سے عین کعبہ کا استقبال کرنے والے کا دائیں یا بائیں انتقال کرتے ہوئے دو زاویے قائمے حاصل ہونے کی جو ہم نے قید کر کی ہے اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر انتقال کرتے ہوئے دو قائموں کی بجائے ایک زاویہ حادہ اور دوسرا منفرجہ اس صورت پر حاصل ہوا تو جہت کعبہ کا استقبال صحیح نہ ہوگا۔ اس بیان میں چند اشکال ہیں:



اولاً: یہ کہ دُرر کی عبارت میں سرے سے انتقال کا ذکر ہی نہیں ہے چہ جائیکہ انتقال کے بعد وہاں دو قائموں کے حصول کا ذکر ہو، اور اس نے بعد میں تفریع

قال وكان الخط الخارج من جبين المصلي يصل على استقامة الى هذا الخط البار على الكعبة فانه بهذا الانتقال لا تزول المقابلة بالكلية لان وجه الانسان مقوس فمهما تأخر يميناً او يساراً عن عین الكعبة يبقى شیی من جوانب وجهه مقابلاً لها¹۔

اقول: فهم رحمه الله تعالى ان وصول خط الجبهة عمود اعلى الخط المعترض البار بالكعبة عند الانتقال لليمين والشمال شرط بقاء الجبهة عندهم وقد افصح عنه بعبارة هذا حيث قال، بل المفهوم مما قد مناه عن المعراج والدرر من التقييد بحصول زاويتين قائمتين عند انتقال المستقبل لعین الكعبة يميناً او يساراً انه لا يصح لو كانت احدهما حادة والاخرى منفرجة بهذه الصورة اه وفيه²:



اولاً ليس في عبارة الدرر ذكر الانتقال ههنا اصلاً فضلاً عن حصول قائمتين بعد الانتقال وما ذكر بعد في التفریع

¹ رد المحتار محث استقبال القبلة مطبوعه مجتبائی دہلی ۲۸۸/۱

² رد المحتار محث استقبال القبلة مطبوعه مجتبائی دہلی ۲۸۸/۱

کے طور دائیں اور بائیں ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس میں بھی اس کا کوئی نشان نہیں اور نہ ہی وہ انتقال کو مستلزم ہے بلکہ جب تو اپنی جگہ کھڑا رہ کر محاذات سے انحراف بھی کرے تب بھی دو قائمے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی بات کو ذر نے تعبیر کرتے ہوئے کہا۔ "پس اس سے معلوم ہوا کہ عین کعبہ سے کچھ انحراف کرے۔ الخ"

چاہیہ یہ کہ معراج اور اس کے مذکورہ متبعین حضرات نے عین کعبہ کا استقبال کرنے والے کی جبین سے خط نکل کر کعبہ کی طرف جائے اور دوسرا خط جو اس کو دو قائموں زاویوں پر قطع کرنے کو ذکر کیا ہے اور پھر ان لوگوں نے اس قاطع خط پر دائیں بائیں کئی فرسخ تک انتقال کو فرض کیا ہے، اس کے باوجود معراج اور اس کے متبعین نے انتقال کے بعد ۲ دو قائمہ زاویوں کی شرط نہیں لگائی۔

حالانکہ یہ کہ اگر یہ شرط لگائی جائے تو درست نہیں ہوگی کیونکہ انتقال خط مستقیم پر ممکن نہیں ہے اس لئے کہ قطع کرنے والا خط کعبہ کا استقبال کرنے والے کے دائیں اور بائیں دونوں طرف فضا میں ایک قدم کے فاصلہ سے گزرے گا کیونکہ زمین کروی یعنی گول ہے اور انتقال کرنے والا صرف ایک دائرہ پر انتقال کرے گا، اب اگر وہ عین کعبہ کا استقبال کرتے ہوئے اپنی جہت کو محفوظ رکھتے ہوئے اس دائرہ پر دائیں یا بائیں انتقال کرے تو یقیناً اس کی پیشانی سے نکلنے والا

من التیامن والتیاسر فلیس فیہ ایض اثر من ذلك ولا هو یستلزم الانتقال بل ولا یحصلان لك بالانحراف عن المحاذات وانت قائم مقامك وبه عبر فی الدرر حیث قال فیعلم منه انه لو انحراف عن العین انحرافاً¹ الخ۔

و ثانیاً: المعراج وكل من ذكرنا من متابعیه انما فرضوا خطاً من جبین مستقبل العین ماراً الى الكعبة وأخر قاطعاً له علی قائمتین ثم فرضوا الانتقال یمیناً ویساراً بفراسخ كثیرة علی هذا القاطع ولم یشرط هو ولا احد منهم حدوث القائمتین بعد الانتقال۔

وثالثاً: لو شرط ذلك لم یصح لان الانتقال لا یسكن علی خط مستقیم فان القاطع انما یمر فی جانبی المستقبل بعد موضع قدمه فی الهواء لكون الارض كرة وانما ینتقل المنتقل علی دائرة فهو ان حفظ توجهه حین استقباله عین الكعبة وانتقل علی تلك الدائرة یمیناً وشیئاً فلا شك ان الخط الخارج من جبهته

¹ الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب شروط الصلوة مطبوعہ احمد کامل الکاظم دار السعادت مصر ۱۴۰۱

خط کعبہ پر سے عرض میں گزرنے والے خط کو دو قائموں پر قطع نہیں کرے گا، کہا لا یخفی۔

رباعاً یہ شرط صحیح ہو یا نہ ہو مگر شامی کا یہ کہنا ہر گز درست نہ ہوگا کہ "جتنا بھی دائیں بائیں ہٹ جائے" معراج اور اس کے متبعین نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ دائیں بائیں کئی فرسخ تک منتقل ہونے والے کی جہت باقی ہوگی اور یہ بات صحیح ہے، کیونکہ انہوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جتنا بھی منتقل ہو جائے تب بھی جہت نہ بدلے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب انتہائی طور پر انتقال ہوگا تو یقیناً وہ کعبہ کی جہت پر نہ رہے گا، اور عنقریب یہ تجھ پر واضح ہو جائے گا۔

خامساً یہ کہ جب محشی رحمۃ علیہ کے ذہن میں یہ بات مرکوز ہو چکی ہے کہ کعبہ کی جہت کی بقاء کے لئے یہ شرط ہے کہ نمازی کی پیشانی سے نکلنے والا خط، کعبہ پر سے عرض میں گزرنے والے خط کو عمودی شکل میں قطع کرے تو ان کو وہم ہوا کہ اگر منتقل ہونے والے نے مذکورہ معیار والی جہت کو چھوڑ دیا اور تھوڑا سا بھی دائیں بائیں اس نے انحراف کیا تو استقبال صحیح نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں (مذکورہ دونوں خطوں کے ملنے سے) دو قائمہ زاویے نہیں بلکہ ایک حادہ اور ایک منفرجہ حاصل ہوں گے، جیسا کہ قبل ازیں وہ ذکر ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ معراج اور دُرر کا یہ کلام اس قلیل انحراف کی اجازت کے خلاف ہے جس کا صراحۃً متعدد کتب میں ذکر ہے۔ اور انہوں نے اس کی یہ کہہ کر تصریح کر دی کہ دائیں بائیں ہونے سے مراد کا حاصل یہ ہے کہ عین کعبہ سے دائیں یا بائیں جہت انتقال کرنا ہے نہ کہ

لا یقطع الخط البار بالكعبة عرضاً علی قائمتین کہا لا یخفی۔

ورابعاً: یصح ذلك اولا یصح فلن یصح قوله مهما تأخر یبینا اویساراً وانما ذکر المعراج ومن معه بقاء الجهة بالانتقال علیه بفراسخ كثيرة وهذا صحیح ولم یدعوا انه مهما انتقل لم یتبدل کیف والواغل فی الانتقال علیه لا یبقى مواجهاً للكعبة لاشك و سیستبین لك۔

وخامساً لما ارتکز فی ذهنه رحمه الله تعالى ان شرط بقاء المواجهة وصول خط الجهة الى ذلك الخط المعتبر بالكعبة عبوداً توهم ان لو ترك المنتقل تلك الوجهة وانحرف قليلاً یبینا او شمالاً لم یصح لكون الزاويتين اذ ذاك حادة و منفرجة كما قدم فزعم ان كلام المعراج والدرر هذا مخالف لاجازة الانحراف القلیل المصرح بها فی غیر ما کتاب وصرح به اذ قال، والحاصل ان المراد بالتیامن و التیاسر الا انتقال عن عین الکعبة لی جهة الییین اوالیسار لا الانحراف،

انحراف کرنا مراد ہے لیکن اس کے باوجود فقہاء کی کتب میں ایسا کلام ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انحراف قلیل مضر نہیں ہے، اس پر پھر انہوں نے قسستانی زاد الفقیر کی شرح علامہ غزی اور امالی الفتاویٰ کے حوالہ سے نیت المصلیٰ کی عبارات نقل کیں۔ تعجب ہے کہ علامہ شامی (محشی) رحمۃ اللہ تعالیٰ دُرر سے خود اپنی نقل کردہ بات کو بھول گئے، کیونکہ انہوں نے یہاں قسستانی سے جو یہ نقل کیا ہے کہ ایسا قلیل انحراف جس سے کعبہ کا مقابلہ کلیۃً رائل نہ ہو مضر نہیں ہے۔ یہ یعینم وہی چیز ہے جس کو وہ خود پہلے دُرر سے بیان کر چکے ہیں، تو دُرر کا کلام قسستانی کے خلاف کیسے ہوگا۔

سادساً: لیس الامر كما فهم بل انحراف وسط جبهة المستقبل عن مسامطة الكعبة لازم الانتقال والخروج عن سطح الجدار الشريف ولوحظ في انتقاله تلك الوجهة لاتي على ما يخرج عن الجهة بالكعبة ولو انحرافاً ان تلك وجهة انحرافاً مناسباً لحفظ التوجه الى الكعبة فكلامه منقوض طرداً وعكساً، وليكن لبيان ذلك موضع شرقي مكة المكرمة بين طوليها نحو من ثلاثمائة

لكن وقع في كلامهم ما يدل على ان الانحراف لايضر ثم¹ نقل كلام القهستاني وشرح العلامة الغزي لزاد الفقير ومنية المصلي عن امالي الفتاوى والعجب ان نسي ما نقل بنفسه من الدرر فان الذي نقل ههنا عن القهستاني عين ما قدم عن الدرر من ان الانحراف اليسير الذي لاتزول به المقابلة بالكعبة لايضر فكيف يكون كلام الدرر مخالفاً له۔

سادساً: لیس الامر كما فهم بل انحراف وسط جبهة المستقبل عن مسامطة الكعبة لازم الانتقال والخروج عن سطح الجدار الشريف ولوحظ في انتقاله تلك الوجهة لاتي على ما يخرج عن الجهة بالكعبة ولو انحرافاً ان تلك وجهة انحرافاً مناسباً لحفظ التوجه الى الكعبة فكلامه منقوض طرداً وعكساً، وليكن لبيان ذلك موضع شرقي مكة المكرمة بين طوليها نحو من ثلاثمائة

¹ رد المحتار محث استقبال القبة مطبوعه مجتبائی دہلی ۲۸۸/۱

اس صورت میں ان کا کلام جامع اور مانع نہ رہے گا، اس کا بیان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے مشرق میں واقع ایسا مقام کہ اس کے اور مکہ مکرمہ کے دونوں طولوں میں ساڑھے تین سو میل یعنی پانچ درجے ہو، اور اس مقام کا عرض کاہ الطمہ مکہ مکرمہ کے عرض جتنا ہوگا جیسا کہ جدید قوانین میں ثابت ہے کہ وہ کاہ الطمہ ہے، تو اس صورت میں اس مقام کا قبلہ ٹھیک نقطہ مغرب ہوگا جو کہ ریاضی دان حضرات پر مخفی نہیں، یہ اس لئے کہ لوگارتھ میں عرض مکہ مکرمہ کا ظل ۹۵۹۳۵۴۲۳ دونوں طولوں میں مکمل جیب $۹۹۹۸۳۴۲۲ = ۹۵۹۵۱۵۸۱$ ہے نقطہ مغرب سے گرنے والے عمود کے مقام کا ظل، نصف النہار کے وقت عین مکہ مکرمہ کی سمت پر سے گزرے، تو اس کا قوس کاہ الطمہ ہوگا جو عرض بلد کے مساوی ہوگا اس طرح خود عمود ایک دائرہ سمتی ہوگا جو اس البلد اور مکہ مکرمہ کی دونوں سمتوں سے گزرے گا۔ پھر ہم کہیں گے کہ دونوں طولوں کا ظل $۹۴۱۹۵۱۸ +$ عمود کے موقع کے تمام عرض کا جیب $۹۶۲ + ۱۸۹۶۰۶۷۹۴ = ۹۶۲ + ۱۸۹۶۰۶۷۹۴$ ہے جس کو ہم محفوظ کر لیں گے اور ہم دائیں کندھے پر قطب شمالی کو باقی رکھ کر اپنے جہت کو محفوظ بنا کر اس نصف النہار پر دائیں اور بائیں منتقل ہوں تو:

اوپر خط استواء پر ایک موضع ہو تو عمود کے وقوع کی جگہ کا عرض منفی ہونے کی وجہ سے اس کے اور عرض البلد کے درمیان زائد ہوگا، جس کا جیب ۸۶۳۷۵۴۶ ہوگا اس کو محفوظ سے تفریق

وخمسين ميلا اعني خمس درج و عرضها كاحه الط نحو امن عرض مكة المكرمة على ما ثبت بالقياسات الجديدة كاحه اله فاذن تكون قبلته نقطة المغرب سواء بسواء كمالا يخفى على المهندس وذلك لان في اللوغار ثميات ظل عرض مكة ۹۵۹۳۵۴۲۳ جيب تمام ما بين الطولين $۹۹۹۸۳۴۲۲ = ۹۵۹۵۱۵۸۱$ ظل عرض موقع العبود الواقع من نقطة المغرب على نصف نهار البلد مارا بسمت راس مكة المكرمة قوسه كاحه الط مساوية لعرض البلد فيكون العبود نفسه دا سبتية مرت سمتي راس البلد ومكة ثم نقول ظل ما بين الطولين $۹۴۱۹۵۱۸ +$ جيب تمام عرض موقع العبود $۹۶۲ + ۱۸۹۶۰۶۷۹۴ = ۹۶۲ + ۱۸۹۶۰۶۷۹۴$ نجعله محفوظا وننتقل على نصف النهار هذا يميناً و شمالاً مع حفظ الوجه اعني بقاء القطب الشمالى على منكب الاليمين فليكن:

اولاً موضع على خط الاستواء فعرض الموقع هو الفضل بينه و بين عرض البلد لانتفاؤه جيبه ۸۶۳۷۵۴۶ ويبقى بتفريقه من

کرنے پر شمالی انحراف کا ظل ۹۳۶۹۲۳۸ باقی رہے گا جس کا قوس حمل مکمل عرصہ الح ہوگا، پس اب جس نے اپنی جہت کو محفوظ رکھا اس کا قبلہ سے ۷۷ درجے سے زائد انحراف ہوگا تو اسکو قبلہ رو قرار دینے کی بجائے قبلہ سمت سے پہلو پھیرنے والا قرار دینا بہتر ہے کیونکہ اس کے حقیقی پہلو اور کعبہ کے درمیان صرف ۱۳ درجے سے بھی کم باقی رہے گا، اور کعبہ اور اس کے چہرے کے درمیان ۷۷ درجے سے زائد ہوگا، اب اگر وہ اس جہت سے اپنے دائیں یعنی شمال کی طرف ۷۷ درجے سے زیادہ انحراف کرے تو تب بھی اس عظیم انحراف سے کعبہ کی جہت کو پائے گا، تو یوں ۲۲ درجے سے کم انتقال ہے اسکی جامعیت اور مانعیت ختم ہو جائیگی۔

ثانیاً ایک ایسا موضع جس کا عرض ح ح شمالی ہو تاکہ شمالی اور جنوبی انتقال ایک جیسا ہو جائے تو اس کا تقاضا عمود کے موقع کے عرض سمیت اسی کے برابر ہوگا تو دونوں کا جیب اور عمل ایک ہی ہوگا تو یہاں سے قبلہ کا انحراف مغرب کے نقطہ سے جنوب کی جانب عرصہ الح ہوگا اور وہی خرابی لازم آئیگی جو آئی۔

ثالثاً ایک ایسا موضع ہو جس کا جنوبی عرض م ح ح ہو تو اس کا مجموعہ عمود کے موقع کے عرض سمیت سل ح ح ہوگا جس کا جیب $۹۳۶۹۲۳۸ = ۹۳۶۹۲۳۸$ محفوظ سے تفریق شدہ $= ۸۳۶۹۲۳۸$ قوس ہوگا یہ ظل ل ح ط جس کا کل قدنا ح ہوگا اس صورت میں

المحفوظ ظل الانحراف الشمالي ۹۳۶۹۲۳۸ قوس بحه ل تمامها عهه الح فمن حفظ الوجهة فقد انحراف عن القبلة اكثر من سبع وسبعين درجة وهو بان يسي مجانباً احق من ان يسي مواجها اذ لم يبق جنبه الحقيقي وبين الكعبة الا اقل من ثلث عشرة درجة وبينها وبين وجهه اكثر من درجة وان انحراف عن تلك الوجهة الى يمينه اعنى الشمال اكثر من درجة فقد اصاب القبلة بهذا الانحراف العظيم فانتقض ذلك طردا و عكسا في انتقال اقل من اثنتين وعشرين درجة۔

وليكن ثالثاً موضع عرضه م ح ح شمالياً ليكون انتقال الشمالى مثل ذلك جنوبى فتفاضله مع عرض الموقع مثل ذلك جنوبى فتفاضله مع عرضاً الموقع مثله فجيبه جيبه والعمل العمل يكون انحراف القبلة هنا من نقطة المغرب الى الجنوب عرض الح و لزم ما لزم۔

وليكن ثالثاً عرضه الجنوبى م ح ح فجيبه مع عرض الموقع سلسله الرجيبه $۹۳۶۹۲۳۸ = ۹۳۶۹۲۳۸$ قوس فان ظل ل ح ط تمامها قد صه نأفقد انحراف

القبلة من نقطة المغرب خمس وثمانين درجة ولم يبق الى نقطة الشمال الا خمس درج فان حفظ الوجهة بطلت صلاته قطعاً وان توجه الى القطب الشمالى صحت يقيناً وان اخذنا ما بين الطولين اصغر من ذلك يظهر التفاوت اكبر من ذلك وبالجمله فتلزم استحالات لا تحصى فالحق ان ليس في عبارة الدرر ولا المعراج شئ مما ذكر ولا ما فهم من جواز الانتقال على ذلك الخط مهما شاء، ولا ما فهم من مخالفتها لتجويز الانحراف اليسير ولا ما فهم من اشتراط حفظ الوجهة لبقاء الجهة، ولا ما فهم من افادتهما فساد الصلوة ان احدث الخطان زاويتين مختلفتين بل الامر فيه كما اقول انهم انما فرضوا الانتقال على القاطع له على قائمتين اى على نصف نهار الموضع المفروض المسامت حقيقة ليحصل بالانتقال الانحراف على عكس ما فهم العلامة المحشى رحمة الله تعالى وذلك لانه لو جعلت الكعبة مركزاً ورسمت ببعد مستقبلها دائرة وانتقل هو عليها حتى طاف الدنيا

نقطہ مغرب سے قبلہ کا انحراف ۸۵ درجے ہوگا، اور نقطہ شمالی کی طرف صرف پانچ درجے باقی رہے گا، پس اگر وہ اپنی اسی توجہ کو محفوظ رکھے تو اس کی نماز لازمی طور پر باطل ہوگی، اور اگر وہ قطب شمالی کی طرف پھر گیا تو اس کی نماز یقیناً درست ہوگی اور اگر ہم دونوں طولوں میں اس سے بھی کم فاصلہ فرض کریں تو تفاوت اس سے بھی بڑھ جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اس سے بے شمار خرابیاں لازم آئیں گی۔ تو حق یہ ہے کہ درر اور معراج کی عبارت میں محشی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ذکر کردہ امور میں سے کچھ بھی نہیں، نہ اس خط پر حسبِ خواہش انتقال کا جواز، اور نہ ہی معمولی انحراف کے جواز کی ان دونوں سے مخالفت اور نہ ہی بقاء جہت کے لئے توجہ کہ محفوظ رہنے کی شرط اور نہ ہی مختلف زاویے والے دو خطوں کے پیدا ہونے سے ان دونوں حضرات کی طرف سے نماز کے فساد کا افادہ، غرضیکہ محشی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی فہم کردہ ان مذکورہ چیزوں میں کوئی بھی ان دونوں حضرات کی عبارت میں موجود نہیں، بلکہ معاملہ یوں ہے جیسے میں کہتا ہوں (اقول) انہوں نے دو قائموں کی شکل میں اس کو قطع کرنے والے خط پر سے انتقال فرض کیا جس کا مطلب یہ ہے کعبہ سے حقیقی سمت والے مقام مفروض پر خاص نصفِ نہار ہو جس سے سمت میں کچھ انحراف حاصل ہو سکے بالعکس اس کے جو علامہ محشی الرحمۃ نے سمجھا، یہ اس لئے کہ اگر کعبہ کو مرکز قرار دے کر اس کی طرف استقبال کرنے والے

وعاد الى مقامه الاول اى على الفرض لم يزل الاستقبال الحقيقى ولم يحصل انحراف ما اصلا ومقصودهم ان ينبهوا على جواز الانحراف اليسير ففرضوا الخط كما مروا ذكره انه لا يجاوز الجهة بالانتقال عليه الى فراسخ كثيرة وقد صدقوا في ذلك ولم يقدر الفراسخ لانها تتبدل بتبدل البعد كما تقدم ولو راموا تسويغ الانتقال مطلقا لما قيدوا بفراسخ وقالوا لا يزول بالانتقال كم ما كان قلتم فهذا ما كان يجب التنبيه له و بالله التوفيق وليرجع الى ما كنا فيه۔

فاقول ثالثا: بقى في شرحه عبارة الدرر شيعى وهو جعل "على استقامة" متعلقا "بيصل" وانت تعلم انه كما يجب الاستقامة بهذا المعنى في الخط الخارج من الجهة كذلك في الخط البار بالكعبة عرضا وعلى جعله متعلقا

کے فاصلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دائرہ بنایا جائے، اور نمازی اس دائرہ پر انتقال کرتا چلا جائے حتیٰ کہ ساری دنیا کا چکر بھی لگائے اور پہلے مقام پر لوٹ آئے تب بھی اس کا استقبال حقیقی باقی رہے گا اور ذرا بھی انحراف نہ ہوگا اور مذکورہ انحراف ذکر سے ان کا مقصد معمولی انحراف کے جواز پر تنبیہ کرنا ہے تو اس لئے انھوں نے مذکورہ خط پر کئی فرسخ تک انتقال کرنے والے کی جہت تبدیل نہ ہوگی اور یہ بات انھوں نے درست فرمائی، ساتھ ہی انھوں نے فرسخ کی تعداد معین نہ فرما کر یہ واضح کیا کہ یہ تعداد کعبہ کے دائرہ والے خط کے بعد پر موقوف ہے یعنی بعد کی تبدیلی سے فرسخ کی تعداد بدل جائے گی جیسے کہ گزر چکا، اور اگر وہ عام ہر طرح کا انتقال مراد لیتے تو پھر بیان میں فرسخ کی قید ذکر نہ کرتے بلکہ یوں کہتے "جتنا تم چاہو انتقال کرو اس سے جہت میں تبدیلی نہ ہوگی" یہ وہ ہے جس پر تنبیہ ضروری تھی، جبکہ توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اب ہمیں اپنی بحث میں واپس لوٹنا چاہیئے۔

فاقول، ثالث (نوٹ:) یہ ثالث اس اول سے متعلق ہے جو صفحہ ۸۸ پر گزرا (دُرر کی عبارت کی شرح کرتے ہوئے محشی علیہ رحمۃ نے جو فرمایا اس میں ابھی کچھ امر باقی ہے وہ یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ دُرر کی عبارت میں "على استقامة" کا تعلق "یصل" کے لفظ سے ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ کعبہ کا استقبال کرنے والے نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط میں جس معنی میں استقامت ضروری ہے

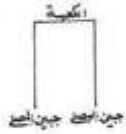
بیصل لا یبقی ایماً الی استقامۃ المار و یبصر
 قوله بحیث تحصل قائمتان مجرد بیان لقوله
 علی استقامۃ فالاصوب عندی جعله متعلقاً
 بالمار لیتم البیانان ولیصیر تأسیسا ولیتعلق
 بالقریب هذا ما کان یتعلق بالحمد الاول وحمله
 الفاضل الحلی فی حواشی الدرر علی بیان
 التقریبۃ حیث قال (قوله بحیث یحصل
 قائمتان) اطلقه فشمّل ان تینک القائمتین
 یتساوی بعد هما عن العینین الی جدار الکعبۃ
 اولاً فالاول هو المراد فی التوجه الی العین ، والثانی
 فی التوجه الی الجهة وهو المراد هنا فقط¹ ثم
 قال "حاصله ان تقع الکعبۃ بین خطین¹ الی آخر
 ما قدمنا عنه فصرح بالمراد و جعل حاصل
 الوجهین واحداً۔

اسی معنی میں کعبہ پر سے عرضی طور پر گزرنے والے خط میں
 بھی استقامت ضروری ہے اور "علی استقامۃ" کا تعلق
 "یصل" سے کرنے میں کعبہ پر سے سیدھے گزرنے والے
 خط کی طرف اشارہ باقی نہ رہے گا اور اسی طرح دُرر کی عبارت
 میں "بحیث تحصل قائمتان" کو دیکھا جائے تو وہ صرف
 "علی استقامۃ" کا بیان بن کر رہ جائیگا لہذا میرے نزدیک
 بہتر یہ ہوگا کہ "علی استقامۃ" کا تعلق "یصل" کی بجائے
 لفظ "المار" سے کیا جائے تاکہ دونوں بیان تام ہو جائیں اور
 تاسیس یعنی فائدہ بھی حاصل ہو جائے نیز اس کا تعلق قریب
 سے بھی ہو جائے گا، یہ مذکورہ ساری گفتگو سے پہلے محمل سے
 متعلق ہے۔ جبکہ فاضل حلی نے دُرر کی شرح کرتے ہوئے
 اس کی عبارت کا محمل سمت حقیقی کی بجائے سمت تقریبی قرار
 دیا (یعنی عین سمت کعبہ کی بجائے انھوں نے اس کو جہت کعبہ
 پر محمول کیا جہاں انہوں نے کہا "قوله بحیث تحصل
 قائمتان" اس کو عام رکھا ہے لہذا وہ دونوں قائمے جن کا
 فاصلہ دونوں آنکھوں سے جدا کعبہ تک مساوی ہو گا یا نہ ہوگا،
 مساوی ہو تو اس سے عین کعبہ کی طرف توجہ مراد ہے ،
 اور یہاں یہی آخری یعنی فقط جہت کی طرف توجہ مراد ہے، پھر
 انہوں نے فرمایا کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ کعبہ دونوں خطوں
 کے درمیان واقع ہوا لے جہاں تک ہم نے پہلے ان سے ذکر

¹ حاشیہ الدرر للمولوی عبدالحلیم باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مطبع عثمانیہ دار سعادت بیروت ۱۴۲۱ھ

کر دیا ہے غرضیکہ انہوں نے مراد کی تصریح کر دی ہے اور دونوں وجہوں کا ماحاصل انہوں نے ایک ہی قرار دیا۔

اقول: ان کا یہ بیان کئی طرح سے بہتر ہے ایک وجہ تو ماتن کا یہ قول ہے کہ کئی کے لئے عین کعبہ کا استقبال اور غیر کئی کے لئے جہت کعبہ کا استقبال ہے الخ۔ لہذا وہ بتا رہے ہیں کہ اب سمت تقریبی کو بیان کر رہے ہیں (یعنی وجہتھا لغیرہ الخ) نہ کہ سمت حقیقی جس کا وقوع عین کعبہ پر ہے، اور اسلئے بھی کہ انہوں نے بعد میں یہ کہا "یا ہم یوں کہیں کہ ان تقع الکعبۃ الخ" جیسا کہ تیسرے قول میں گزرا ہے، اس بیان کے بارے میں شک نہیں کہ یہ سمت تقریبی سے متعلق ہے، نیز ماتن کا قول "اونقول" ظاہراً بتاتا ہے کہ دونوں کا ماحاصل ایک ہے اور نیز اس مراد پر جبین کا حقیقی معنی مراد ہوگا۔ علامہ طحطاوی نے اسکو اسی طرح سمجھا اور انہوں نے دُر کے بیان کے مطابق تصویر یوں بنائی۔



اقول: علامہ طحطاوی کے بیان میں، دونوں خطوں کا ایک شکل پر ہونا ضروری نہیں، ورنہ یہ اعتراض پیدا ہوگا کہ انہوں نے جبین کا حقیقی معنی یعنی پیشانی کی دونوں طرفیں (پہلو) مراد لینے کے باوجود جبین سے نکلنے والے خطوں کو عین کعبہ پر بصورت عمود (سیدھا) گرا کر سمت حقیقی کو بیان کیا ہے حالانکہ ہمارے پہلے

اقول: وهذا اولی بوجہ لقوله فی صدرہ استقبال عین الکعبۃ للمکی وجہتھا لغیرہ ان یصل^۱ الخ فافاد انه الآن بصدد بیان التقریبۃ لا الحقیقۃ الواقعة علی العین ولانه قال بعده اونقول هوان تقع الکعبۃ الی آخرما تقدم فی القول الثالث ولاشک انه للتقریب وظاہر قوله اونقول ان محصلهما واحد ولان الجبین یکون علی هذا بمعناه الحقیقی وكذلك فهم العلامة الطحطاوی فصور بیان الدد هکذا۔



اقول: وليس المراد حدوث الخطین فی حالة واحدة حتی یرد علیہ انه مع حمل الجبین علی طرفی الجبہۃ عدل الی جعله لبیان التحقیق حیث اوصل الخطین الی الکعبۃ عبودین وانه قد علمت مبادئ من ان

^۱ حاشیہ الدرر للمولوی عبداللیم باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع عثمانیہ دار سعادت بیروت ۵۲/۱

بیان سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ جبین (پیشانی کے پہلو) سے نکلنے والا خط پیشانی کے وسط سے سیدھا نہیں نکلتا بلکہ دائیں جبین سے نکلنے والا خط دائیں طرف اور بائیں جبین سے نکلنے والا خط بائیں طرف نکلے گا۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں کہ دونوں جبینوں سے نکلنے والے خطوط عمودی طور پر خط مستقیم پر نکلیں بلکہ میری رائے میں ان کا یہ بیان التیامن اور التیاسر کی صورت کا بیان ہے۔ کہ مثلاً التیامن یہ ہے کہ نمازی دائیں جبین کا کعبہ سے بائیں طرف انحراف ہو جائے اور التیاسر یہ ہے کہ اس کی بائیں جبین کا کعبہ سے دائیں طرف انحراف ہو جائے تو اس صورت میں دونوں جبینوں کے خط مستقیم شکل میں کعبہ کی طرف ہوں گے۔ ان کی تصویر کویوں سمجھنا مناسب ہے



ایسے مشکل مقام کویوں سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن علامی طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول جو انہوں نے اپنی بنائی ہوئی تصویر کے بارے میں ایک فاضل سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ کعبہ پر سے گزرنے والے خط سے زاویہ قائمہ حاصل ہوا اور اسی طرح نمازی کی جبین سے نکلنے والے خط سے دوسرا قائمہ حاصل ہوا اور ان دونوں خطوں سے دو مساوی زاویے پیدا ہوئے۔ اھ۔

فاقول: (تو میں کہتا ہوں) اگرچہ ان کے اس تکلف

الخط الخارج من الجبین لا یخرج علی استقامة الجبهة بل منحرفاً من الجبین الایمن یمیناً ومن الایسر یساراً وانه لا یسکن ان یکون کلا الخطین الخارجین من الجبینین عموداً علی خط مستقیم بل المراد عندی تصویر التیامن والتیاسر فالاول مثلاً جبین المصلی الایمن عند انحرافه عن الکعبه یساراً والثانی جبینه الایسر حین انحراف یمیناً، وایضاح تصویره هکذا

یہاں ایچ بنائی ہے جلد ۶ ص ۱۰۸

ینبغی ان یفهم هذا المقام ، اما قوله رحمة الله عليه فی بیان تصویره نقلاً عن بعض الافاضل، فقد حصل من الخط البار بالکعبه قائمة ومن الخط الخارج من جبین المصلی قائمة اخرى وحدث منهما زاریتان متساویتان¹ اھ۔
فاقول: هذا وان کان

¹ حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار باب شروط صلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۱

کی ضرورت نہ تھی، لیکن اس سے ان پر طعن نہیں آتا کیونکہ ان حضرات کا اس فن سے خاص شغل نہیں ہے وہ صرف اپنے مقصد اور ضروری مراد کو بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر اپنی کفایت کرنے والی رحمت فرمائے، آمین!

پھر واضح ہو کہ دونوں جبینیں دونوں ابروؤں کے برابر جانبین پر ختم ہوتی ہیں۔ قاموس میں ہے: "جبینیں" پیشانی کو دونوں طرف سے گھیراؤ کرنے والی دو طرفیں ہیں جو دونوں ابروؤں سے بلند ہو کر پیشانی کے بالوں تک پہنچتی ہیں اھ۔ (ت)

فی حکایتہ غنی عن نکایتہ لکن لا ازراء فیہ بہم فانہم رحمہم اللہ تعالیٰ لم یکن لہم اشتعال بتلك الفنون وقد كانوا معتنین بسلامہم و یعنی فرحہم اللہ تعالیٰ ورحمنا بہم رحمۃ تکفی و تغنی آمین!

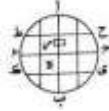
ثم اعلم ان الجبینین منتھیان فی الجانبین الی محاذاة الحاجبین، قال فی القاموس الجببان حرفان مکتنفان الجبہۃ من جانبیہا فیما بین الحاجبین مصعد الی قصاص الشعر¹۔

بالجملہ ہماری تحقیق پر قول پر چہارم کا حاصل یہ ہوا کہ محاذات حقیقیہ سے دونوں طرف جھک سکتا ہے کہ جبین یعنی کنارہ پیشانی محاذی کنارہ بیرونی ابرو سے جو خط اُس کی استقامت پر افق کی طرف جائے سطح کعبہ معظمہ پر زاویہ قائمہ بناتا گزرے اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر ہے کہ اس معنی پر جبین سے دوسری تک یعنی مابین دو ابرو اگر سر کو مدور فرض کیا جائے تقریباً ربع دور ہوگا تو وسط جہہ سے ہر طرف ثمن دور ہے صفت مذکورہ پر خط اگر وسط پیشانی پر جاتا تو محاذات حقیقیہ ہوتی، اب اُس سے ثمن دور پھرنا صحیح ہوا تو وہی جانبین کعبہ میں ۴۵-۴۵ درجے آئے قول سوم کا بھی یہی محصل تھا، اور کیوں نہ ہو کہ عبارت دُر سے اُن کا ایک محصل ہونا ظاہر کما قد منا وبالله التوفیق۔

پنجم ۵۔ اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے، اہل مغرب کا مشرق، اہل جنوب کا شمال، اہل شمال کا جنوب۔ توجب تک ایک جہت دوسری سے نہ بدلے مثلاً ربع مغرب میں قبلہ ہے، یہ ربع شمال یا ربع جنوب کی طرف منہ کرے جہت قبلہ باقی رہے گی۔ اقول: اس قول کا حاصل یہ ہے کہ موضع مصلیٰ سے محاذات حقیقیہ کا خط کعبہ معظمہ پر گزرتا ہوا دونوں طرف کے افق تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اُس پر عمود پر گرا دیں کہ افق کے چار حصے مساوی ہو جائیں، پھر ہر حصے کی تنصیف کر کے ہر دو نصف متجاوز میں خط وصل کر دیں ان اخیر خطوط سے جو چار ربع افق حاصل ہوں گے وہی اربعہ جہات اربعہ ہیں ان میں وہ ربع جس کے منتصف پر کعبہ معظمہ ہے جہت

¹ القاموس المحيط فصل الجیم باب النون مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۲۱۰ / ۴

استقبال ہے اور اُس کے مقابل جہتِ استدبار اور باقی دو ربلج جہاتِ یمن و شمال بایں صورت ہا مصلیٰ ہے اور ہر کعبہ معظمہ، اب خط محاذاتِ حقیقہ اس پر عمود، ان نقاطِ اربعہ نے تریجِ افق کی، پھر ربلج اح کو ح اور ربلج اء کو ط پر تنصیف، کر کے خط ط ملا دیا، یونہی ط ک = لک۔ ی۔ ح تو قوس ح ا جہتِ قبلہ ہے اور ی ب ک جہتِ استدبار، ی ح ح جہتِ یمن، ک ط جہتِ شمال۔ ہا اگر ا کی طرف منہ کرے عین کعبہ کی طرف متوجہ ہے اور روا ہے کہ دہنی جانب ح یا بائیں طرف ط کے قریب تک پھرے جہتِ قبلہ باقی رہے گی۔



جب قوس ح ا ط سے باہر گیا جہت نہ رہی تو وہی دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجے تک انحراف روا ہوا۔ یہ قول نفیس خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول، فتاویٰ خیر یہ میں ہے:

عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ المشرق قبلۃ اهل المغرب والمغرب قبلۃ اهل المشرق والجنوب قبلۃ اهل الشمال والشمال قبلۃ اهل جنوب ¹ ۔	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ مغرب والوں کا قبلہ مشرق ہے اور مشرق والوں کا مغرب، شمال والوں کا جنوب اور جنوب والوں کا شمال ہے۔ (ت)

شرح نقایہ علامہ قسستانی میں ہے:

قال الزندویسی ان المغرب قبلۃ لاهل المشرق و بالعکس والجنوب لاهل الشمال و بالعکس فالجہۃ قبلۃ کالعین ² ۔	زندویسی نے کہا کہ مشرق والوں کا مغرب قبلہ ہے اور اسکے برعکس، اور شمال والوں کا جنوب قبلہ ہے اور اسکے برعکس۔ پس جہت بھی عین کعبہ کی طرح قبلہ ہے۔ (ت)

حلیہ میں ہے۔

قد قطع الزندویسی فی روضتہ بالتفریع المذكور ³ الخ قالہ بعد ما ذکر انہ بناہ علی کون الکعبۃ وسط الارض وتردد	زندویسی نے اپنی کتاب "روضہ" میں مذکورہ تفریع پر یقین کا اظہار کیا ہے الخ، انھوں نے یہ بات کعبہ کو وسط زمین پر قرار دینے کے بعد کہی اور اس کے اثبات

¹ فتاویٰ خیریہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۷

² جامع الرموز فصل شروط الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۳۰/۱

³ التعلیق الحلی لما فی منیۃ المصلی مع منیۃ المصلی الشرط الرابع مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۸۶

فی ثبوته ثم ایدہ بکلام الامام الرازی فی التفسیر وانه من القضاء المتلقاة بینهم بالقبول اقول: لا محل لتردد فان الارض کرۃ فلك ان تقدر اية نقطة منها شئت وسطاً والكعبة احق بذلك فان الله تعالى جعلها مثابة للناس ثم الفرع لا يتوقف عليه الاتری انا صورناہ بفرض موضع المصلی وسطاً۔

میں انھوں نے تردد کیا ہے، پھر انھوں نے اس کی تائید امام رازی کے کلام جو ان کی تفسیر میں ہے سے فرمائی یہ بات مسلمہ قضا یا میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں تردد کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ زمین کے جس نقطہ کو وسط قرار دیں وہ کعبہ ہے اس لئے کہ زمین گول ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "مثابة للناس" فرمایا ہے، پھر یہ تفریع کعبہ کے وسط ہونے پر موقوف نہیں ہے۔ آپ نے خیال نہیں کیا کہ ہم نے نماز کی جگہ کو وسط فرض کرتے ہوئے اس کی تصویر بنائی ہے۔ (ت)

نظم زندو لسی پھر ذخیرہ پھر حلیہ میں:

قبلة اهل المشرق الى المغرب عندنا و قبلة اهل المغرب الى المشرق و قبلة اهل المدينة الى يمين من توجه الى المغرب و قبلة اهل الحجاز الى يسار من توجه الى المغرب¹ اه
اقول: كانه اراد بالحجاز نحو اليمين والا فالمدينة السكينة سيدة الحجاز و سيدة البلاد العالم ثم من المعلوم قطعاً ان قبلتها الى يسار من توجه الى المغرب اعنى الجنوب فكانه انقلب في البيان اليمين واليسار او تبدل المشرق بالمغرب ولعل من هذا القبيل والله تعالى اعلم ما وقع من الخانية من ان القبلة لا هل الهند ما بين الركن

ہمارے ہاں مشرق والوں کا قبلہ مغرب اور مغرب والوں کا مشرق ہے، اور مدینہ والوں کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی دائیں طرف ہے، اور حجاز والوں کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی بائیں جانب ہے، (ت)
اقول: انھوں نے حجاز سے گویا دایاں حصہ مراد لیا ہے ورنہ مدینہ منورہ حجاز کا مرکز اور سردار ہے بلکہ پورے عالم کا سردار ہے۔ پھر قطعاً یہ معلوم ہے کہ مدینہ منورہ کا قبلہ مغرب کی طرف متوجہ ہونے والے کی بائیں جانب یعنی جنوب ہے، گویا انہوں نے بیان میں (غلطی سے) یمن کی جگہ یسار کو ایک دوسرے سے بدل دیا، یا پھر مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے سے بدل دیا واللہ تعالیٰ اعلم، ہو سکتا ہے کہ جو خانہ میں مذکور ہے وہ بھی اسی طرح کی تبدیلی پر مبنی ہو کہ ہند والوں کا

¹ التعلیق المحلی لما فی منیۃ المصلی مع منیۃ المصلی بحوالہ الشرط الرابع مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۸۶

قبلہ رکن یمانی اور حجر کے مابین ہے۔ اور میں نے اس پر حاشیہ لکھا کہ یہ جنوبی جہت ہے، اور یہ صرف بعض ہند جو کہ عرض الح صہ تقریباً ہے کا قبلہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر حجر کی بجائے حجر کسرہ (زیر) کے ساتھ پڑھا جائے یعنی حطیم کعبہ مراد لیا جائے۔ اور "رکن یمانی" سے مراد ساری یمانی دیوار مراد لی جائے اور پھر (خانیہ کی بیان کردہ لمبائی میں سے) دونوں انتہاؤں یعنی یمانی دیوار، اور حطیم کو خارج کر دیا جائے اور صرف ان دونوں حدود کا درمیانی یعنی کعبہ کی شرقی دیوار جس میں کعبہ کا دروازہ ہے مراد لیا جائے، یا پھر یوں کہا جائے کہ رکن یمانی اپنے اصلی معنی پر باقی رہے اور دونوں حدیں یعنی رکن یمانی اور حطیم کو شمار میں داخل مان کر ہند کے قبلہ کو پھیلا دیا جائے اور یوں کہا جائے کہ ہند کا قبلہ جنوب مشرق اور شمال میں پھیلا ہوا ہے لیکن یہ احتمال ان کے اس بیان کے بعد بعید ہے کہ پھر کعبہ کا ہر حصہ ایک قوم کے لئے متعین ہے، شام والوں کے لئے رکن شامی اور مدینہ والوں کے لئے حطیم اور میزاب کا حصہ، یمن والوں کے لئے رکن یمانی اور ہند والوں کے لئے الخ مذکورہ یعنی رکن یمانی اور حجر کا درمیان ہے، غور سے کام لو، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

الیمانی الی الحجر¹ وکتبت علیہ اقول هذا جهة الجنوب ولا يصح الالبعض بلاد الهند الى عرض الح ص تقریباً الا ان يقرأ الحجر بالكسر وهو الحطيم ويراد بالركن اليماني الجدار اليماني تماماً و يخرج الغایتان فيبقى الجدار الشرقی الذي فيه الباب الكريم او يقرأ الركن على معناه ويدخل الغایتان ويراد التوزيع ای قبله الهند متوزعة بين الجنوب والشرق والشمال وهذا لبعید بعد قوله ثم تعین لكل قوم منها ای "من الكعبة" مقام فلاهل الشام الركن الشامي ولاهل المدينة موضع الحطيم والميزاب ولاهل اليبين الركن اليماني ولاهل الهند² الخ فليتأمل والله تعالى اعلم

اقول: یہی قول نقل و عقل و شرع و عرف سب سے مؤید اور یہی اضبط الا قول و اعدال و اصح و اظہر و اسد۔

اؤنگا یہ خود امام مذہب سے منقول و کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام)۔

اذ قال الامام فصد قره

فان القول ما قال الامام

(جب امام فرمائے تو اس کی تصدیق کرو کیونکہ صحیح قول وہی ہے جو امام نے فرمایا ہے)

¹ فتاویٰ قاضی خان کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۳۳۱

² حواشی الفتاویٰ الخانیہ

حاجی امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و غیر ہم حضرت ابو یوسف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ فرماتے ہیں:

اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره ولكن شرّقوا وغربوا ¹ ۔	جب تم میں سے کوئی شخص پاخانے کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے نہ پیٹھ ہاں پُورب بھیجمن منہ کرو۔

مدینہ طیبہ کا قبلہ جانب جنوب ہے لہذا شرقاً غرباً منہ کرنا فرمایا، ہمارے بلاد میں جنوباً شمالاً ہوگا۔ حدیث میں جنوب شمال کے کسی حصے کو رُویلیشت کرنے کی اجازت ارشاد نہ ہوئی اور مشرق و مغرب کے کسی حصے کا استثناء نہ فرمایا تو دائرہ اُفق کے صاف چار حصے ظاہر ہوئے جن میں ایک جہت استقبال ہے۔

ثالثاً عرف عام میں بھی یہ دائرہ چار ہی ربع پر منقسم شرق غرب جنوب شمال، اور بدن انسان بھی چار ہی رُخ و پہلو رکھتا ہے قدم، خلف، یمین، شمال۔ انہی میں فوق و تحت ملا کر تمام جہان میں جہات ستہ مشہور ہیں، ان چاروں میں ایک دوسری پر کوئی ترجیح نہیں، کوئی وجہ نہیں کہ مثلاً ایک کا اتساع ۱۲۰ درجے تک لیا جاوے اور دوسری کا صرف ۴۰ تک، تو دائرہ اُفق چار ربع متساوی ہی پر تقسیم ہونا چاہیئے۔

رابعاً: دائرہ اُفق میں چار نقطے مفروض ہوئے اُن میں ایک نقطہ اُستقبال حقیقی ہے، دوسرا استدبار حقیقی، دو باقی یمین و شمال حقیقی، تو جوان میں کسی نقطہ کا ٹھیک محاذی نہ ہو اُس کی تقریب لاجرم راجع بقریب ہوگی بعید کی طرف نسبت تبعید ہے نہ کہ تقریب، لاجرم ہر ایک پہلو پر وہی ثمن ثمن دور اُس کا حصہ پڑے گا۔

خامساً: تمام اقوال مذکورہ میں یہ ایسا نص ہے کہ دوسری طرف راجع نہ ہوگا اور بقیہ اقوال سب اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور فائدہ مستمر ہے کہ توفیق ابقائے خلاف سے اولیٰ ہے اور متحمل جانب مفسر رد کیا جاتا ہے، قول سوم و چہارم کا یہی محصل ہونا تو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور قول اول میں عبارت منیہ قبلۃ اهل المشرق والمغرب عندنا² ہمارے نزدیک اہل مشرق و اہل مغرب کا قبلہ ت) کی شرح امام ابن امیر الحاج نے اسی عبارت ذخیرہ عن نظم الزندویسی سے فرمائی جس میں تقسیم رباعی مذکور قول دوم میں وجہ سے جبہ مراد لینا چاہیئے کہ موضع سجود ہونے کے سبب اشرف اجزائے وجہ ہے اوپر گزرا کہ وجہ کو مطلق چھوڑیں۔

¹ صحیح البخاری باب لا تستقبل القبلة بغائط الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶، سنن ابو داؤد باب کراہیۃ استقبال القبلة الخ

مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳/۱

² منیۃ المصلی شرط الرابع استقبال القبلة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ لاہور ص ۱۸۵

تو جہتیں یمن و شمال بھی داخل استقبال ہو جاتی ہیں کہ کان کے نزدیک کنپیوں کی جہت یقیناً جہت چپ و راست ہے، دو شخص کہ برابر ایک سمت کو جا رہے ہوں کوئی نہ کہے گا کہ اُن میں ایک کا منہ دوسرے کی طرف ہے۔ غرض کعبہ کو اپنی داہنی یا بائیں کنپی پر لینا فقہاً شرعاً کسی طرح استقبال ہیں۔

سادساً: یہ تو قطعاً معلوم کہ قولِ اول دوم اور ایک تو ہم پر سوم کا جو ار سال و اطلاق ہے ہر گز مراد نہیں ہو سکتا، اب اگر تفسیر میں اسی تریج جہات کی طرف رجوع کیجئے تو عین مطلوب ہے ورنہ بیچ میں کوئی حدِ فاصل معین و مرجع للاعتبار نہیں اور ترجیح بلا مرجع باطل تو حد نہ بندھ سکے گی کہ یہاں تک انحراف رواء اور اُس کے بعد فساد تو یہی قول اضبط القوال ہے تو اسی طرف رجوع بلکہ ان سب کا بھی ارجاع مناسب۔

سابعاً: اس میں وسعت جہت ان سب سے تنگ تر، تو یہی احوط ہے کہ جہاں تک اُس کا مفاد ہے وہ تمام اقوالِ مذکورہ پر یقیناً جہتِ قبلہ ہے اور جو اس کے مفاد سے باہر وہ مختلف فیہ و مشکوک و نامنضبط ہے تو احد متفق و ترک شبہ و اختلاف ہی مناسب، لاجرم اسلامی علمائے ہیئیت نے بھی شرع سے اخذ کر کے جہتِ قبلہ کے لئے یہی ضابطہ باندھا، فتاویٰ خیریہ کے ایک سوال میں ہے:

فلکی قواعد میں ہے کہ جب دلائل کے مقتضی سے انحراف ۴۵ درجہ سے زیادہ دائیں یا بائیں ہو جائے تو نمازی کے لئے مسلمہ چار جہت میں سے، وہ ایک چوتھائی جہت جس میں مکہ مکرمہ واقع ہے بغیر کسی اشکال کے یہ انحراف اس سے خارج قرار پائے گا۔ (ت)	من القواعد الفلكية اذ كان الانحراف عن مقتضى الادلة اكثر من خمس و اربعين درجة يميناً او يسرة يكون ذلك الانحراف خارجاً عن الربع الذي فيه مكة المشرفة من غير اشكال على ان لاجهات بالنسبة الى المصلى اربعة¹۔

اقول: اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ یہ قول امام زندویسی ہر گز ایسی وسعت نہیں رکھتا کہ اسے قول دوم سے مقید کیجئے بلکہ وہی اتنا وسیع ہے کہ اسے اس سے مقید کرنا چاہیئے۔

پس امام حلبی کا وہ کلام جو حلیہ میں واقع ہے جس کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں وہ مناسب محل نہیں ہے، قولِ اول میں جو ہم نے وعدہ کیا تھا یہ اسکی تکمیل ہے (ت)	فما وقع من الامام الحلبي في حلية مباحداً نقله ليس في موضعه وهذا تمام انجاز ما وعندناك في القوال اول۔

رہی حدیث مرفوعہ ما بین المشرق والمغرب قبلہ² (مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ ت)

¹ فتاویٰ خیریہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۹/۱

² جامع الترمذی باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلۃ مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۶/۱

اور اُس کے مثل ارشاداتِ امیر المؤمنین فاروقِ اعظم و عبد اللہ بن عمرو غیر ہا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اقول: اُس کا یہ مفاد ہونا ہر گز مسلم نہیں نہ ممکن التسليم کہ شرق سے غرب تک نصف دور میں قبلہ پھیلنا ہوا ہے ورنہ لازم کہ
 نصف دیگر میں استدار پھیلے کہ استقبال و استدبار دو جہت مقابل ہیں سارا دائرہ انہی دو جہتوں نے گھیر لیا، اب ارشاد اقدس
 ولكن شرقوا او غربوا (لیکن پورب اور بچھم کی طرف منہ کرو۔ ت) کا کیا محل رہے گا، مگر یہ کہیں کہ خاص نقطتین مشرق
 و مغرب مستثنیٰ ہیں تو لازم ہوگا کہ ہر شخص جو پیشاب کو بیٹھے یا پاخانے کو جائے صحیح آلات معرفت نقاط ساتھ لیتا جائے حالانکہ
 آلات بھی حقیقی تعیین نقاط سے قاصر ہیں، اگر کہیے عرفاً جہاں تک جہت مشرق و مغرب پھیلے گی وہ سب مستثنیٰ ہے فان بین
 اذا ضيف الى غير الاعداد لم يدخل فيه الغایتان کما فی الفتح (لفظ "بین" جب غیر عدد کی طرف مضاف ہو تو
 ابتداء اور انتہا دونوں غایتیں اس میں داخل نہ ہوں گی جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت)

اقول: اب ٹھکانے سے آگئے عرف میں جہتیں چار ہی سمجھی جاتی ہیں اور جو ایک سے قریب ہے وہ وہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس
 نصف دور کے ۸۰ درجے سے ۴۵-۴۵ درجے کے مشرق و مغرب سے قریب ہیں ان کے حصے میں رہ کر مستثنیٰ ہوں گے بچ کے ۹۰ درجے
 جن کی وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے و هو المطلوب (اور یہی مطلوب ہے۔ ت) معنہ ایک جماعت علماء نے یہاں بین بمعنی
 وسط لیا یعنی مشرق و مغرب کے اندر جو قوس جنوبی ہے اُس کے وسط و منتصف کی طرف قبلہ مدینہ سیکھنے ہے۔
اقول: اور اُس کے مؤید قول مذکور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ جب تو مغرب کو اپنے دہنے بازو اور مشرق کو بائیں بازو
 پر لے تو اُس وقت تیرا منہ قبلہ کو ہے،

ہو سکتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے اپنے قول "فما بينهما قبله" کے بعد "إذا استقبلت" کا لفظ اسی لئے بڑھایا ہو کہ فما بينهما قبلته میں اس سے مراد کے خلاف کا احتمال تھا۔ امام عبد اللہ بن مبارک نے مابین المشرق والمغرب والی حدیث کو اہل مشرق کے لئے قرار دیا ہے۔ امام بغوی نے اس کو یوں بیان کیا اور معالم میں فرمایا کہ حضور نے اپنا قول "مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔" اہل مشرق کے حق میں فرمایا اھ مجھے معلوم نہیں کہ ان حضرات	وكانه رضى الله عنه لذا زاد قوله إذا استقبلت بعد قوله فما بينهما قبله لكون هذا محتملا لخلاف المراد هذا وحمله الامام الاجل عبد الله بن المبارك على ان هذا اهل المشرق وكذا قال الشيخ البغوي في المعالم انه صلى الله عليه وسلم اراد بقوله بابين المشرق والمغرب قبله في حق اهل المشرق¹ اه ولا ادري ما الحامل

¹ تفسیر البغوی المعروف معالم التنزیل مع الخازن زیر آیة و مانت بتابع مطبعة مصطفى البابي مصر ۱/۱۳۲

نے یہ کیوں فرمایا _____ جبکہ زیادہ ظاہر وہ معنی ہے جس کا افادہ امام حلبی نے حلیہ میں اور ملا علی قاری نے مرقات میں فرمایا کہ اس سے مدینہ منورہ اور اسکے ارد گرد والوں کا قبلہ مراد ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) مدینہ منورہ کا مکہ مکرمہ سے شمال میں تھوڑا سا مغرب کی طرف مائل ہونا واضح طور معلوم ہے نہ کہ مشرق کی طرف، پھر امام بغوی نے اپنی تفسیر، امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور امام مناوی نے التیسیر میں مشرق سے مراد سردیوں میں سب سے چھوٹے دن کا مطلع مراد کیا ہے، امام مناوی نے یوں فرمایا کہ وہ عقرب کے قلب کا مطلع ہے۔ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بیان چند درجوں کے فرق بغیر درست نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی ان کے زمانے میں یہ درست تھا کیونکہ اُس وقت قلب کا بُعد الہ صہ لو جنوبی تھا، اور ان حضرات نے مغرب کو گرمیوں

عَلَّامہ منادی کے زمانہ میں طول القلب تقریباً صحہ تھا تو اعتدالِ اقرب سے اس کا بُعد سہ سہ جس کا جیب لوگار $\theta 95^{\circ} 2' 55''$ اس کے میل کلی کا ظل الحاط تقریباً $95^{\circ} 2' 55'' = 95^{\circ} 2' 55''$ ہوگا اس کے قوس کا اطل ہوگا جو کہ قلب کے لئے میل ثانی ہے پھر انقلاب اقرب سے قلب کے درجہ بُعد الہ ہوگا جس کا جیب $95^{\circ} 2' 55'' + 95^{\circ} 2' 55''$ میل کلی کا جیب

¹ التیسرے شرح الجامع الصغیر حدیث ما بین المستشرق الح کے تحت مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/۵۴۳

وہو مغرب السما الراح	کے طویل ترین دن کا مغرب قرار دیا اور امام منادی نے فرمایا
اقول: هذا ابعد و ابعد فان ع بعد السماء	کہ وہ "سماء راح" کا مغرب ہے (ت)
اذا ذاك لوصه ك شماليا	اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بات بہت بعید ہے کیونکہ اس
	وقت "سماء" کا بعد لوصہ ک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الح الط ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ ی ۹۰۴۰۹۰ ہوگا اور اس کا قوس ط ص
 مامح ہوگا، یہی اس کا منکوس میل کلی ہوگا جس کا عرض ص ل
 ہوگا جو اس کے جنوبی میل ثانی جیسا ہوگا پس ان کا مجموعہ الہ صہ الط ل جو
 بعد کا حصہ ہوگا اس کا جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس کے کل کا
 جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰
 لوبعد قلب یعنی اس کا میل اول ہوگا اور یہ بات معلوم ہے کہ میل
 اعظم اس سے دو درجے کم ہوگا تو اس سے دونوں مشرقوں کی
 وسعت کیے مساوی ہوگی ۱۲ منہ (ت)

سماء کا طول اس وقت ونط تقریباً ہو تو اس کا اعتدال اقرب سے بعد
 نط ہوگا جس کا جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + ظلیل اعظم = ۹۰۴۰۹۰
 ہوگا جس کا قوس ح صہ جو اس کا میل ثانی ہوگا اور اس جدی سے
 لکے درجے کا بعد عاصہ جس کا جیب = ۹۰۴۰۹۰ + میل
 اعظم کا جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس
 ہوگا اور اس کا شمالی عرض لاصہ ح + صہ ح = لط موبعد کا حصہ ہوگا
 جس کا جیب سرنب صہ ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس
 جس کا قوس لوصہ ک سماء کا بعد ہوگا ۱۲ منہ (ت)

الح الط ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ ی ۹۰۴۰۹۰ ہوگا اور اس کا قوس ط ص
 مامح ہوگا، یہی اس کا منکوس میل کلی ہوگا جس کا عرض ص ل
 ہوگا جو اس کے جنوبی میل ثانی جیسا ہوگا پس ان کا مجموعہ الہ صہ الط ل جو
 بعد کا حصہ ہوگا اس کا جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس کے کل کا
 جیب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + میل منکوس ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰
 لوبعد قلب یعنی اس کا میل اول ہوگا اور یہ بات معلوم ہے کہ میل
 اعظم اس سے دو درجے کم ہوگا تو اس سے دونوں مشرقوں کی
 وسعت کیے مساوی ہوگی ۱۲ منہ (م)
 عہ طول السماء اذ ذاك ونط تقریباً بعدہ عن الاعتدال
 الاقرب نط جیبہ ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + ظل البیل الاعظم =
 ۹۰۴۰۹۰ قوسہ ح صہ ح ہو میلہ الثانی وبعد درجہ عن
 راس الجدی عا صہ جیبہ ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + جیب البیل
 الاعظم + ۹۰۴۰۹۰ قوسہ ال ح میلہ المنکوس
 وعرضہ لاصہ ل ح شماليا + ح صہ ح = لط موصہ البعد
 جیبہ ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰ + جیب سرنب ۹۰۴۰۹۰ = ۹۰۴۰۹۰
 قوسہ لوصہ ک بعد السماء ۱۲ منہ (م)

شمالی تھا، اور یہ بُعد "میل کلی" سے تقریباً ۱۳ درجے زائد تھا۔ امام بغوی نے فرمایا: جس نے اس وقت گرمیوں کے مغرب کو اپنی دائیں طرف اور سردیوں کے مشرق کو اپنی بائیں طرف کیا تو اس شخص کا منہ قبلہ کی طرف ہو گا۔ اور امام رازی نے فرمایا یہ اس لئے ہے کہ سردیوں کا مشرق جنوبی ہوتا ہے اور خط استواء سے میل کی مقدار دور ہوتا ہے، اور اگر گرمیوں کا مغرب شمالی ہوتا ہے اور خط استواء سے میل کی مقدار دور ہوتا ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے وہ سمت مکہ^۲ ہے (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) معلوم نہیں مطلق مشرق و مغرب کو کیونکر مقید کر دیا گیا ہے اور اس پر قرینہ کیا ہے، بلکہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ مشرق و مغرب سے اعتدال کا مشرق و مغرب علی الاطلاق مراد ہے۔ اور یقیناً ان دونوں کے درمیان مدینہ منورہ اور اسکے ارد گرد کا قبلہ ہے بلکہ (عین قبلہ کی بجائے) صرف تقریبی سمت مراد ہو تو پھر اس بیان کا عکس بہتر ہے وہ یہ کہ "الجدي" کا مغرب اور "السرطان" کا مشرق لیا جائے کیونکہ مدینہ منورہ کا قبلہ اس سے جنوب میں تھوڑا سا نقطہ جنوب سے مشرق کی طرف چند درجے ہٹ کر ہے۔ (ت) ثم اقول: کہ امام رازی کے قول "کہ گرمیوں کا مغرب اور سردیوں کا مشرق، خط استواء سے

زائد ا على الميل الكلى بنحو درجة قال البغوى فمن جعل مغرب الصيف في هذا الوقت على يمينه ومشرق الشتاء على يساره كان وجهه الى القبلة^۱ اه قال الرازى وذلك لان المشرق الشتوى جنوبى متباعد عن خط الاستواء بقدر الميل والمغرب الصيفى شمالى متباعد عن خط الاستواء بمقدار الميل والذى بينهما هو سمت مكة^۲ اه

اقول: ولا ادري كيف يحمل المطلقان على هذين المقيدين واى قرينة عليه بل واى حاجة اليه فان الظاهر من الاطلاق ارادة مغرب الاعتدال ومشرقه ولا شك ان بينهما قبلة المدينة السكينة وما يليها بل ان اريد زيادة التقريب كان العكس اولى وهو اخذ مغرب الجدى ومشرق السرطان لان قبلة المدينة الكريمة على جنوبيتها ميلا ما عن نقطة الجنوب الى الشرق بعدة درج۔ ثم اقول: فى قول الامام الرازى متباعد عن خط الاستواء

^۱ تفسیر البغوی المعروف بمعالم التنزیل مع الخازن زیر آیت وما انت بتابع مطبوعه مصطفى البابی مصر ۱/۱۳۲

^۲ التفسیر الكبير زیر آیت فول وجھک الخ مطبوعه المطبعة البیہة المصریة مصر ۴/۳۳۲

میل کی مقدار دُور ہوتا ہے میں کھلا تسامح ہے کیونکہ یہ مستوی افق میں ہے لیکن اس کے غیر میں مشرق و مغرب کی وسعت راس جدی اور راس سرطان پر ہمیشہ میل کلی سے بڑی ہوتی ہے، ان کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ وسعت، مثلث کروی کے قائمہ کاوتر ہے اور یہ مثلث کروی افق اور میلیت کے درمیان معدل کے قوس اور میلیت کے قوس اور ایک دوسرے، جو کہ افق کا قوس ہے، سے پیدا ہوئی۔ یہ دونوں معدل اور جزء کے درمیان ہیں اس کے باقی دونوں زاویے حادثہ ہیں، اس کا قائمہ ہونا تو اس لئے ہے کہ یہ میلیت سے معدل پر گری ہے، اور دوسرے زاویوں کا حادثہ ہونا اس لئے ہے کہ قائمہ کاوتر جو کہ وسعت اور میل ہے یہ دونوں چوتھائی سے کم ہیں اور ایک زاویہ جو کہ غیر حادثہ ہے تو اس طرح کروں میں سے پہلے کی "۱" کے شرائط مکمل ہو گئے تو اب ان کے ساتویں کی وجہ سے وتر عظمیٰ کی بڑھانی ضروری ہو گئی اور یہ وہی وسعت ہے تو یہ میل اعظم سے اور باقی معدل کے قوس سے بھی بڑی ہے مستوی کے افق میں میلیت افق پر منطبق ہو جاتی ہے اس لئے وہاں مثلث نہیں ہے اور جزء اور نقطہ اعتدال کے درمیان اب صرف اس کا میل ہے اور یہی ہماری مراد ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ (ت)

بقدر الميل تسامحاً ظاهراً فان ذلك انما هو في الافق المستوي اما في غيره فسعة المشرق والمغرب لراسي الجدي والسرطان اكبر دائماً من الميل الكلي كيف وهي وتر القائمة من مثلث كروي يحدث من قوس المعدل بين الافق والميلية وقوس من الميلية واخرى من الافق ككتاهما بين المعدل والجزئي وزاويتاهما الباقيتان حاتان اما كون هذه قائمة فلا نها من ميلية وقعت على المعدل واما حادة البواق فلان وتر القائمة وهي السعة والميل كلاهما اقل من الربع واحدى الزاويين غير حادة فتبت شرائط امن اولى اكرو جب اعظيمة وتر العظمى بالسابع منها وهي السعة فهي اعظم من الميل الاعظم ومن قوس المعدل الباقية ايضاً ما في افق المستوي فتطبق الميلية على الافق فلا مثلث ولم يكن بين الجزء ونقطة الاعتدال حينئذ الاميله وذلك ما اردناه والله تعالى اعلم۔

تمہیل کتب مذہب میں یہ پانچ عبارتیں ہیں کہ افادہ حکم عام کرتی ہیں اور یہاں ایک عبارت اور ہے جسے بعض کتب میں صورتاً بطور عموم ظاہر کیا اور حقیقتاً اصلاح عموم نہیں بلکہ انھیں علامات خاصہ سے ہے جو بلاد مخصوصہ کے لئے اقوال فقیہ ابو جعفر وغیرہ مشائخ سے گزریں وہ یہ کہ بین المغربین قبلہ ہے یعنی گرمیوں میں سب سے بڑے دن مثلاً ۲۲ جون اور جاڑوں میں سب سے چھوٹے دن مثلاً ۲۱ دسمبر میں آفتاب جہاں ڈوبے اُن

دونوں موضع غروب کے اندر سمت قبلہ ہے۔ ردالمحتار میں بحوالہ شرح زاد الفقیر للعلائی الغزالی بعض کتب معتمدہ سے شرح الخلاصہ للعلائی القسستانی میں ہے:

ینظر مغرب الصیف فی اطول ایامہ ومغرب الشتاء فی اقصر ایامہ فلیدع الثلثین فی الجانب الایمن والثلث فی الایسرو القبلة عند ذلك ولولم یفعل هکذا وصلی فیما بین المغربین یجوز¹۔	گرمیوں کے طویل ترین دن کے مغرب اور سردیوں کے چھوٹے دن کے مغرب کو ملحوظ رکھ کر دائیں جانب ۳۰ اور بائیں جانب ۳ درجے چھوڑے تو یہ نمازی کا قبلہ ہوگا، اور اگر وہ یہ احتیاط نہ کرے اور دونوں مغرب کے درمیان سیدھا نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہوگی۔ (ت)

حلیہ میں ملتقط و تجنیس ملتقط سے ہے:

وقال ابو منصور ینظر الی اقصر یوم اطول یوم فیعرف مغربیهما ثم یتروک الثلثین عن یمینہ قال صاحب الملتقط هذا استحباب والاول للجواز² اه وهذا ما وعدناک صدر الکلام فی الایراد الخامس۔	اور ابو منصور نے کہا سب سے چھوٹے اور سب سے بڑے دن کے مغرب کو معلوم کر کے پھر ۳۰ درجے دائیں طرف چھوڑے۔ صاحب ملتقط نے کہا کہ پہلا بیان جواز کے لئے اور یہ دوسرا استحباب ہے اہ اور یہی صدر کلام میں پانچویں اعتراض میں ہمارا وعدہ تھا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ جو بلاد مکہ معظمہ سے خاص جنوب یا شمال کو ہیں یہ بیان ان سے تو اصلاً متعلق نہیں ہو سکتا آخر نہ دیکھا کہ قبلہ مدینہ کیکنہ قبلہ قطعیہ یقینیہ ہے بین المغربین درکنار خد جمع جہت مغرب سے بہت بعید ہے اور بلاد شرقیہ و غربیہ کو بھی عام نہیں ہو سکتی، آخر نہ دیکھا کہ ابھی بحث چہارم مکالمہ علامہ شامی میں جو شہر مکہ معظمہ سے پانچ درجے طول مشرقی زائد خاص خط استواء پر لیا اُس کا قبلہ بین المغربین سے چوں درجے شمال کو ہٹا ہوا ہے،

لان السعة العظی فی الافق المستوی الح صہ الرو قدکان انحراف قبلہ عن نقطۃ المغرب عرصہ الح۔	کیونکہ مستوی افق میں بڑی وسعت الح الرصہ ہے جبکہ نقطہ مغرب سے قبلہ کا انحراف عُرصہ الح تھا۔ (ت)

تو قبلہ تقریبی ۹۹ نواے درجے مغربین سے باہر ہوگا جو ربع دور سے بھی زیادہ ہے۔ لاجرم امالی الفتاویٰ میں اس قول کو اپنے بلادِ سمرقند وغیرہ سے خاص کیا، منیہ میں ہے۔

¹ ردالمحتار محبت فی استقبال القبلیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۸۸/۱

² التعلیق الحلی لمانی منیہ المصلی مع منیہ المصلی بحوالہ حلیہ الشرط الرابع مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۸۶

ذکر فی امالی الفتاوی، حد القبلة فی بلادنا یعنی فی سرقند ما بین المغربین المغربین الشتاء ومغرب الصيف ¹	امالی الفتاوی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے سرقند کے علاقہ میں قبلہ کی حد گرمیوں اور سردیوں کے دونوں مغربوں کے درمیان ہے۔ (ت)

انھیں بلاد شرقیہ سے ہرات ہے، علامہ رجندی فرماتے ہیں: ہم نے اسکا قبلہ تحقیق کیا، بین المغربین سے باہر جنوب کو ہٹا ہوا پایا۔ اور اسی کے مطابق امام عبداللہ بن مبارک مروزی و امام ابو مطیع بلخی کا ارشاد آیا، شرح نقایہ میں ہے:

نحن قد حققنا بتلك القواعد قبلة هراة فظهر لنا انه يقع عن يسار مغرب اقصر ايام السنة حيث يغرب كواكب العقرب وهو الموافق لما ذكره عبدالله بن المبارك وابو مطيع فما وقع في تجنيس الملتقط انه لو صلی الى جهة خرجت مابين مغرب الصيف ومغرب الشتاء فسدت صلاته انما يصح في بعض البقاع ² (ملخصاً)۔	ہم نے ان قواعد سے ہرات کے قبلہ کی سمت تحقیق کی ہے تو ہمیں معلوم ہوا کہ سال کے چھوٹے دن کے مغرب سے بائیں جانب جہاں عقرب کے ستارے غروب ہوتے ہیں یہاں کا قبلہ ہے، عبداللہ بن مبارک اور ابو مطیع کے بیان کے یہی مطابق ہے اور جو تجنیس الملتقط میں ہے کہ اگر نمازی نے گرمیوں کے مغرب اور سردیوں کے مغرب سے خارج کسی جہت میں نماز پڑھی تو اسکی نماز فاسد ہوگی، تو یہ بات بعض علاقوں میں درست ہو سکتی ہے ملخصاً (ت)

اقول: حقیقت امر یہ ہے کہ معظم معمورہ میں اکثر بلاد شرقیہ کا قبلہ تحقیقی مغرب سرطان سے مغرب جدی تک ہے اور بہ نسبت درجات اور اک مغربین ہر شخص پر آسان اور ان بلاد کثیرہ میں اگرچہ جہت قبلہ مغربین سے باہر تک متد مگر امر محدود سہل الادراک کی تعیین جو حدود قبلہ کے اندر داخل ہے مضائقہ نہیں رکھتی بلکہ بارہا اُس میں زیادہ تقریب ہے جس سے سہولت و قرب بحقیقت، دونوں منافع حاصل، لہذا علماء نے ان بلاد میں عامہ کو مابین المغربین کی تحدید بتائی اُس کے معنی یہ نہ تھے کہ اس سے باہر جہت اصلاً نہیں، اور مغربین سے تجاوز ہوتے ہی نماز فاسد ہو، مگر شرح خلاصہ قسمستانی اور شرح زاد الفقیر میں بحوالہ بعض کتب معتدہ کہ شاید وہی شرح خلاصہ ہو کہ وہ تمام عبارت بعینہ فقیر نے اس میں پائی، بعد عبارت مذکور ہے:

واذا وقع توجهه خار جا منها لا يجوز بالاتفاق³ (اگر اس کی

¹ منية المصلی الشرط الرابع استقبال القبلة مطبوعه مکتبه قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۵

² شرح النقایۃ للبرجنیدی باب شروط الصلوۃ مطبوعه منشئ نو لکشور بالسورولکھنؤ ۸۹/۱

³ رد المحتار، باب شروط الصلوۃ مبحث فی استقبال القبلة مطبوعه مطبع مجتبائی دہلی، ۲۸۸/۱

توجہ اسی جگہ سے خارج ہو جائے تو اسکی نماز بالاتفاق جائز نہ ہوگی۔ (ت) دونوں کتابوں میں یہ عبارت بلفظ منہا بضمیر مونث ہے نہ منہما بضمیر منثیہ کہ جانب مغربین راجع ہو اور شک نہیں کہ جہت سے خروج مفسد صلوٰۃ ہے اور لفظ بالاتفاق اس معنی پر صریح دال کہ خروج عن الجہت ہی کا مفسد ہونا متفق علیہ ہے نہ کہ یہ تحدید خاص جو اقوال خمسہ مذکورہ ائمہ مشہورہ دوراہ فی کتب المذہب سب کے خلاف ہے لیکن منیہ میں امالی سے یوں ہے:

فان صلی الی جہۃ خرجت من المغربین فسدت صلاتہ ^۱ ۔	اگر نمازی نے کسی ایسی جہت میں نماز پڑھی جو مغربین سے خارج ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ (ت)

اور تینیس المصلیٰ کی نقل گزری، علامہ برجنڈی کا ارشاد سن چکے کہ انھوں نے ہر اہل کے لیے یہ حکم نہ مانا بلکہ اس کا تحقیقی مغربین سے باہر ہے اور اس حکم کو صرف بعض مقامات سے مخصوص کہا اقول: بلکہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سو گنتی کے دوچار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں جن کا قبلہ نقطہ اعتدال ہو اور عرض تقریباً چھپن^{۵۶} درجے کہ ان کی سعتہ المغرب ۴۵ درجے ہوگی ورنہ اگر عرض اس سے کم ہو تو سعتہ المغرب ۴۵ درجے سے کم ہوگی اور باجماع اقوال خمسہ بین المغربین سے کم و بیش خروج روا ہوگا اور اگر قبلہ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے تو ضرور احداً لستین کی طرف جھکے گا تو جس سے جتنا قریب ہے اُس سے اُسی قدر باہر جانا بھی روا ہوگا اور جس سے بعید ہے اُس کے اندر بھی بعض انحراف مفسد نماز ہوگا کمالاتی (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) پھر یہ بھی زیادہ بین الفساد پھر تمام دنیا چھوڑ کر گنتی کے چند مواضع کا حکم لینا اور اُسے صورت عام میں بیان کرنا کیونکر رو بصحت ہوگا خصوصاً وہ مواضع بھی اتنے دُور دراز عرض کے جو اگر آباد بھی ثابت ہوں تو شک نہیں کہ اُس زمانے میں معمورہ سے باہر سمجھے جاتے اور خارج الاقالیم کہلاتے تھے کہ اُن کی تقسیم میں ساتوں اقلی میں ۵۰۰۲۰ تک ختم ہو گئیں۔ ہماری اس تقریر سے مفتطن نکال سکتا ہے کہ اس قول پر کتنے نقض وارد ہیں۔

اولاً عرب و عجم و ہند و سندھ غرض ایشیا افریقہ کے عام شہر بلکہ تمام ہفت اقلیم میں کہیں سعتہ المغرب ۴۵ درجے نہیں اور اوپر واضح ہو چکا کہ یہاں تک انحراف باجماع جمیع اقوال مذکورہ روا ہے کہ یہی سب سے تنگ تر قول ہے تو عامہ معمورہ کے جملہ بلاد جن کا قبلہ نقطہ مشرق یا مغرب ہو باتفاق اقوال مزبورہ ان میں مابین المغربین سے بھی انحراف روا ہوگا اور تمام نماز فاسد نہیں ہو سکتی جب تک ۴۵ درجے سے زائد نہ ہو۔

ثانیاً وہ بلاد کم ہیں جن کا قبلہ خاص نقطہ اعتدال ہو، اکثر میں کم یا زیادہ انحراف ہے اب تین حال سے خالی نہیں یا تو انحراف اعنی تمامہ ای من نقطہ الاعتدال الی الجنوب او شمال (میری مراد

^۱ منیۃ المصلی الشرط الرابع استقبال القبلة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۸۵

اس کا تمام ہے یعنی نقطہ اعتدال سے جنوب و شمال کی طرف۔ (ت) سعت المغرب سے کم ہوگا یا برابر یا زائد بر تقدیر اول جس سمت انحراف ہے اُدھر کی سعت المغرب سے اور بھی باہر جاناروا ہوگا مثلاً ۳۴ درجے سعت ہے اگر انحراف نہ ہوتا تو اُس سے ۳۱ درجے خروج جائز ہوتا، اب فرض کیجئے ۳۰ درجے انحراف ہے یہ تو بین المشرقین ۴۱ درجے عدول صحیح ہوگا۔

ثالثاً: جس سمت سے انحراف ہوا اگر انحراف وسعت کا مجموعہ ۴۵ درجے سے زائد ہے تو بین المغربین ہی وہ جگہ پائی جائے گی جب تک انحراف مفسد نماز ہے حالانکہ اس قول پر جواز ہوگا۔

رابعاً: فرض کیجئے ۲۰ درجے جانب جنوب انحراف ہے اور وسعت ۲۴ تو اس قول پر قبلہ تحقیقی سے جنوب کو صرف چار درجے انحراف جائز ہوگا کہ بین المغربین سے خروج نہ ہو اور شمال کو ۴۴ درجے تک انحراف روا ہوگا یہ بدیہی البطلان اور بالاجماع غلط ہے قبلہ حقیقی سے جس قدر ایک طرف پھرنے میں مواجہہ نہیں جاتا واجب کہ دوسری طرف بھی اُس قدر میں زوال نہ ہو کہ چہرہ انسان کے دونوں رُخ یکساں ہیں یہ چار چوالیس کا تفرقہ کدھر سے آیا۔

خامساً و سادساً: بر تقدیر ثانی استحالة ظاہر تر ہیں فرض کیجئے سعت و انحراف جنوب دونوں رُخ یکساں ہیں (اور یہ کوئی فرض ناواقعی نہیں ہیأتِ داں کو عمل تکلیس کا اجرا بتادیکہ کہ فلاں فلاں مقام ایسے ہیں) اب اس صورت میں حکم شرعی تو یہ ہے کہ بین المغربین سے جانب جنوب ۴۵ درجے تک باہر جاناروا ہے اور جانب شمال سعت کے صرف تک جھک سکتا ہے نصف شمال کی طرف جھکنا مفسد نماز ہوگا اور اس قول پر اس کے برعکس حکم یہ نکلے گا کہ ایک پہلو پر تو ساٹھ ۶۰ درجے تک انحراف روا اور دوسرے پہلو پر قدم بھر ہٹا اور نماز گئی کیا یہ حکم شریعت مطہرہ کا ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

سابعاً: تقدیر ثالث تو خدا استحالة حاضرہ ہے کہ جب انحراف سعت سے زائد ہے تو جو قبلہ حقیقی چاہے واجب ہے کہ بین المغربین سے باہر جائے اس قول پر خود استقبال حقیقی مفسد نماز ہوا۔

ثامناً: دنیا میں کوئی سعت سے زائد ہے طرفین کا مجموعہ ۴۶ ۵۴ ہوا تو بین المغربین یقیناً وہ انحراف ہے جسے قبلہ حقیقی سے ۴۵ درجے زائد اختلاف ہے تو جو فساد نماز کی صورت تھی وہ اس پر جواز کی ہوئی اور جو جواز بلکہ اعلیٰ استحباب کی تھی وہ فساد ٹھری اس سے بڑھ کر اور کیا استحالة ہوگا۔

تاسعاً: فرض کیجئے ایک شہر مکہ معظمہ سے قریب اور کثیر العرض ہے اور دوسرا بہت بعید اور قلیل العرض یا بے عرض، تو قطعاً اول کی سعت المغرب دوم سے زائد ہوگی جس کی زیادت چھیاسٹھ ۶۶ درجے تک پہنچ سکتی ہے تو اس قول پر لازم کہ قریب شہر کی سمت قبلہ بہت دور والے شہر کی سمت سے ہزار ہا میل زیادہ دور تک پھیلی ہو، یہ عکس قضیہ معقول و منقول ہے۔

عاشراً ناواقف گمان کرے گا کہ اس قول میں بہ نسبت دیگر اقوال کے تصبیق ہے معظم معمرہ میں سعت ۴۵ درجے سے بھی کم ہے مگر یہ خیال باطل ہے ہم ابھی ثابت کر آئے کہ اس میں قبلہ حقیقی سے ساٹھ درجے انحراف روا ٹھرتا ہے اور تنقیح کیجئے تو اس کی وسعت ظاہر قولین اولین سے کچھ کم نہیں بلکہ زائد ہے ۶۶ صہ - ۳۳ کے عرض پر مجموع سعتین کے پورے ایک سو اسی^{۱۸۰} درجے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس پر دلیل میل کلی اور تمام عرض بلد کا تساوی ہونا ہے تو اس طرح ان دونوں کی جیبیں بھی تساوی ہوں گی اور مثلث کروی میں جنوب زوایا کو اس کے جیوب اتار کی طرف تساوی منسوب کیا گیا ہے تو اس طرح جیوب سعتہ و قائمہ دونوں تساوی ہوں گے اور اسی سے شرح چغیینی میں فاضل رومی کے دقیق کلام میں جو ابہام ہے واضح ہو جاتا ہے جیسا کہ انھوں نے فرمایا: سعة مشرق و مغرب عرض کے بڑھنے سے بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ سعة قریب ربع کو پہنچ جائے جبکہ عرض بلدر ربع کو نہ پہنچی ہوا ہے (ت)	اقول: والبرهان عليه تساوي الميل الكلي وتمام عرض البلد فتساوي جيبوبهما وفي المثلث الكروي نسب جيبوب الزاوية الى جيبوب اتارها متساوية فيتساوي جيبوب السعة والقائمة وبه يظهر في كلام المدقق الرومي في شرح الجغیینی حيث قال سعة المشرق والمغرب تزيد بزيادة العرض الى ان تبلغ قريبا من الربع مالم يبلغ العرض ربعاً^۱ اه

بلکہ حسم مناقشہ کے لئے ساٹھ^{۱۸۰} ہی درجے کا عرض لیجئے کہ وہاں سعت ۴۵ ۴۳ ہوا، فرض کیجئے کہ انحراف جنوبی ۷۷ ۷۷ ہو کہ اس سے زیادہ کا انحراف ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں، اب اگر مصلی نقطہ مغرب سے ۴۳ ۴۳ شمال کو پھر کر کھڑا ہو اس قول پر نماز صحیح ہوگی کہ قبلہ بین المغربین کے اندر ہے حالانکہ قبلہ حقیقی سے پُور ایک سو تیس درجے پھرا ہوا ہے قولین اولین کے ظاہر پر تو قبلہ کو کروٹ ہی ہوتی تھی یہاں اس سے بھی گزر کر پیٹھ کا حصہ ہے اور استقبال موجود، بالجملة اس پر وہ استحالات ہائیکہ وارد ہیں جن کا شمار دشوار تو یہ قول اس قول پر نقل اعتلا قابل قبول نہیں اور خدا اسی قدر اُس کی غرابت و نامسموعی کو بس تھا کہ تمام کتب معتدہ کے پانچوں اقوال سے صریح مناقص ہے، ہاں اُس وجہ پر کہ فقیر نے تقریر کی، ضرور صحیح و نصح ہے وبالله التوفیق، الحمد للہ کہ جہت قبلہ کا ہی کافی وافی ثانی صافی بیان اُس جلالت شان والیضاح صواب واحاط و تحقیق و کشف و حجاب کے ساتھ واقع ہوا کہ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس ولكن اکثر الناس لا یشکرون رب اوزعنی ان اشکر نعمتک

^۱ شرح چغیینی الباب الثالث من المقالة الاولى فی الدوائر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۶۹

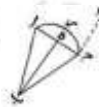
التي انعمت على والدي وان اعلم صلحاً ترضه واجعلني من التائبين وادخلني برحمتك في الصالحين آمين و صلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين آمين۔

افادہ ثانیہ: علی گڑھ میں انقلابین کی سمت المغرب کیا ہے۔ الحمد للہ کہ جہت قبلہ کے معنی آفتاب کی طرح واضح ہو گئے اور معلوم ہو لیا کہ جب تک حدود جہت کے اندر ہے جواز و اباحت ہے حتی الوسع اصابت عین صرف مستحب ہے اب یہ دیکھنا رہا کہ مقام ادغا متنازعہ فیہ کا انحراف ہے حدود جہت کے اندر ہے یا نہیں، اس کے لئے اُس ظاہری وسعت اقوال سابقہ کی تکلیف دینی درکنار قول پنجم جسے ہم محقق و متحقق کر آئے اُس سے بھی تنزل کریں اور اس میں بین المغربین ہی کی تحدید کو لیں کہ ہمارے بلاد میں واقعی یہی سب سے تنگ تر ہے تاکہ ناواقف فتویٰ دہندوں کو کوئی شکایت نہ رہ جائے اس لئے اڈا علی گڑھ میں راس الجدی و راس السرطان کی سعت المغرب معلوم کرنی ضروری ہے



فنقول: اب حء افق علی گڑھ ہے، قوس معدل، قطب شمالی ح راس الجدی، وقت غروب ح، دائرہ میلہ رح میل کلی ۲۳ ۷۲ ح سعت المغرب مثلث ارح قائم الزاویہ میں زاویہ اتمام عرض البلد یعنی ۳۶۲ ہے کہ زاویہ تقاطع معدل وافق ہمیشہ تمام عرض بلد ہوتا ہے الاتوی ان قیاساً قوس طح وی سمت راس البلد فکان یط عرضہ و ط عرضہ و طح تمامہ یکم شکل مغنی جیب میل: جیب تمام عرض: جیب ح مجهول: ع:۔ بلوگارثم جیب اول ۵۹۹۸۱۷۰۔ جیب دوم ۹۶۲۰۳۲ = جیب سوم ۶۵۳۶۲۳۸۔ قوسہ الو موصہ۔ معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں راس السرطان نقطہ مغرب سے ۲۶ درجے ۳۶ دقیقہ شمال کو اور راس الجدی اسی قدر جنوب کو ہٹا ہوا ڈھتا ہے۔

افادہ ثالثہ: یہ عید گاہ نقطہ مغرب سے کس قدر منحرف ہے۔ اب وضوح مقصد میں صرف اتنی ہی بات کا دریافت کرنا رہا، اگر ثابت ہو کہ اس کا انحراف پونے ستائیس درجے سے کم ہے تو یقیناً وہ اس سب سے تنگ تر قول پر بھی جہت قبلہ کی طرف ہے اور اُس میں نماز مکروہ تحریمی ہٹانا اور اسے ڈھانا فرض ٹھہرانا سب جہل و افتراء، اس کے ادراک کو عید گاہ مذکور کی دیوار قبلہ کا جنوباً شمالاً طول درکار تھا، دریافت کئے پر تحریر آئی کہ ساڑھے بیاسی گز ہے، اگر یہ پیمائش اور معترضوں کا وہ دعویٰ کہ دیوار محاذات قطب شمالی سے نوے فٹ جانب مغرب ہٹی ہوئی ہے صحیح ہے تو زاویہ انحراف کرنا مشکل نہیں **فاقول:** ع نقطہ قطب اور اب دیوار قبلہ، بحالت موجودہ ب سے ٹھیک سمت پر خط ب ح غیر محدود کھینچا اور ب کو مرکز فرض کر کے ا کے بعد پر قوس ارح رسم کی جس نے خط کو نقطہ ح پر قطع کیا تو ب ح اُس حالت پر دیوار ہو گی جس پر معترضین اُسے لانا چاہتے ہیں،

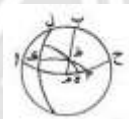


یہاں امیج بنانی ہے جلد ۶ ص ۱۲۶

۴ مرکز دائرہ ہندیہ ہے افق علی گڑھ میں اح خط اعتدال ل ب خط جنوب و شمال ا ر آنجا کہ علی گڑھ مکہ معظمہ سے شرق شمالی ہے اور طول مکہ معظمہ صریح طول علی گڑھ ع ح صہ و ما بین الطولین ل ر نوصہ عرض مکہ کا صہ الہ عرض علی گڑھ الرصہ نو ما بین العرضین و ح ل الہذا نقطتین جنوب و شمال سے نقطہ مغرب کی طرف ل ع ح بقدر ل ر نو وصل کیا اور نقطتین مشرق و مغرب سے

¹ زیرا کہ تحویل لوگار شم مذکور بحیث اصلی عشری ۱۸۱۸۱۸۲ء و تحویل بہ ستینی ص ندل مد ۱۲ منہ (م)

افادہ خامسہ: علی گڑھ کا قبلہ تحقیقی



Page 127 of 736

دئے سے ۴۷۱۹ فٹ آئے یعنی نوے فٹ یہ اور ۱۰۷ فٹ اور یہ جملہ ۱۹۷ فٹ بھی اگر یہ دیوار قطب شمالی سے پھری ہوتی حدود سے باہر نہ تھی ہکذا ینبغی التحقيق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تبہیہ: قول محقق و منقح کہ کعبہ معظمہ کے دونوں جانب ۴۵ درجے تک انحراف روا ہے اس پر عمل قبلہ تحقیقی برہانی نکال کر کرنا چاہیئے کہ طریق تقریبی میں خود کئی کئی درجے کا تفاوت آتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ ۸ درجے ۲۰ دقیقے کا تقاضا ہے واللہ الہادی الی الصواب، الحمد للہ کہ اس تحریر میں افادہ اولیٰ غایت نفع و افاضت پر واقع ہوا مناسب اُس کے لحاظ سے اس کا تاریخی نام ہدایۃ المتعال فی حد الاستقبال ہو کہ اس کی تصنیف اواخر ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ میں ہوئی، اور اگر یہ لحاظ کریں کہ تیسویں میں اوائل محرم ۱۳۲۵ھ کی تاریخیں آئیں گی تو حد الاستقبال کے عوض جھٹہ الاستقبال کہنا مناسب، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین اٰمین واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔





باب اماکن الصلوٰۃ

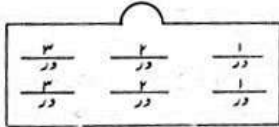
(مقامات نماز کا بیان)

مسئلہ نمبر ۳۹۷:

از شہر کہنہ

۲۷ ربیع الاخریٰ شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا کہ نماز مسجد کے در میں جائز نہیں ہے چاہے اکیلا ہو چاہے امام ہو۔ عمرو کہتا ہے کہ در میں بلا کراہت جائز ہے اکیلا ہو یا امام، البتہ صفوں کا دروں میں قائم کرنا مکروہ ہے چاہے مسجد کے محراب میں اکیلا ہو یا امام۔ اس مسئلہ میں زید کا قول سچا ہے یا عمر کا؟ بیٹنوا تو جروا حکم اللہ اور نقشہ مسجد کا واسطے ملاحظہ کے لکھ دیا ہے۔



الجواب:

فی الواقع امام کا بے ضرورت محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ بھی مکروہ (ہاں پاؤں باہر اور سجدہ محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں) اور امام کا در میں کھڑا ہونا بھی مکروہ مگر اسی طرح پاؤں باہر اور سجدہ در میں ہو تو کراہت نہیں بشرطیکہ در کی کرسی بلند نہ ہو ورنہ اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کے موضع سے چارہ گرہ سے زیادہ اونچی ہوئی تو سرے سے نماز ہی نہیں ہوگی اور چارہ گرہ یا کم بلندی ممتاز ہوئی تو کراہت سے خالی نہیں، اور بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا یہ سخت مکروہ کہ باعث قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز، ہاں اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑے ہوں تو کراہت نہیں۔ یونہی اگر مینہ کے

باعث کچھلی صف کے لوگ دروں میں کھڑے ہوں تو یہ ضرورت ہے والضرورات تبیح المحظورات (سخت ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔ ت) رہا اکیلا، اسکے لئے ضرورت، بے ضرورت محراب میں، در میں مسجد کے کسی حصہ میں کھڑا ہونا اصلاً کراہت نہیں رکھتا۔ در مختار میں ہے:

کرہ قیام الامام فی المحراب لاسجودہ فیہ وقد ماہ خارجہ لان العبرة للقدم ¹ ۔	امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر قدم باہر ہوں اور سجدہ محراب میں ہو تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ اعتبار قدموں کا ہے۔

ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے:

فی الولوالجیہ وغیرہا اذالم یضق المسجد بمن خلف الامام لاینبغی له ذلك لانه یشبهہ تباین المکانین انتہی یعنی وحقیقۃ اختلاف المکان تمنع الجواز فشبهۃ الاختلاف توجب الکراہۃ والمحراب وان کان من المسجد فصورته وھیأتہ اقتضت شبہۃ الاختلاف اھ ملخصاً ² ۔	ولو الجیہ وغیرہا میں ہے جب امام کے پیچھے والے نمازیوں کے لئے مسجد تنگ نہ ہو تو امام کو محراب میں قیام نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ دو جگہوں کے الگ الگ ہونے کا شبہ پیدا کرے گا انتہی یعنی مکان کا حقیقۃً اختلاف جواز نماز سے مانع ہے اور جہاں اختلاف مکان کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور محراب اگرچہ مسجد ہی سے ہے مگر محراب کی صورت اور ہیئت اختلاف مکان کا شبہ پیدا کرتی ہے۔ اھ ملخصاً (ت)

اسی میں معراج الداریہ سے ہے:

حکی الحلوانی عن ابی اللیث لایکرہ قیام الامام فی الطاق عند الضرورة بان ضاق المسجد علی القوم ³ ۔	حلوانی نے ابو اللیث سے نقل کیا کہ ضرورت کے وقت امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ نمازیوں پر مسجد تنگ ہو۔ (ت)

اُسی میں کتاب مذکور سے ہے:

الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال أکرہ للامام ان یقوم	اصح روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ امام کا دو ستون کے درمیان

¹ در مختار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مجتہدائی دہلی ۹۲/۱

² ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۱/۷۷۷

³ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۱/۷۸۷

بین الساریتین ^۱ ۔	کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (ت)
تنویر الابصار میں ہے:	
لو کان موضع سجودہ ارفع عن موضع القدمین بمقدار البنین منصوبتین جاز وان اکثر لا ^۲ ۔	اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے دو کھڑی اینٹوں کے برابر بلند ہو تو نماز جائز، اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو تو نماز جائز نہ ہوگی۔ (ت)
دُر مختار میں ہے:	
مقدار ارتفاعها نصف ذراع ثنتا عشرة اصبعاً ذکرة الحلبي ^۳ ۔	ان دونوں کا بلند ہونا نصف ذراع ہے جو کہ بارہ انگلیوں کی مقدار ہے حلبی نے اسے ذکر کیا۔ (ت)
ردالمحتار میں ہے:	
قوله جاز سجوده الظاهر انه مع الكرهة لمخالفته للمأثور من فعله صلى الله تعالى عليه وسلم ^۴ ۔	قوله جاز سجوده یعنی سجدہ تو جائز ہوگا مگر بظاہر کراہت ہوگی کیونکہ حضور کے فعل منقول کے خلاف ہے۔ (ت)
سنن ابن ماجہ میں ہے:	
عن معوية بن قرة عن ابيه رضى الله تعالى عنه قال كنانته ان نصف بين السواری علی عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونطرد عنها طردا ^۵ ۔	یعنی قرہ بن یاس مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیں دو ستونوں کے بیچ صف باندھنے سے منع فرمایا جاتا اور وہاں سے دھکے دے کر ہٹائے جاتے تھے (ت)
مسند امام احمد و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح حاکم میں ہے:	
عن عبد المجید بن محمود قال صلینا خلف امیر من الامراء فأضطرونا الناس صلینا	یعنی ایک تابعی کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی لوگوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہمیں دو ستونوں میں نماز

^۱ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۷/۸۷

^۲ در مختار شرح تنویر الابصار، فصل واذاراد الشروع فی الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۶/۱

^۳ در مختار شرح تنویر الابصار، فصل واذاراد الشروع فی الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۶/۱

^۴ ردالمحتار، فصل واذاراد الشروع فی الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۷/۸۷

^۵ سنن ابن ماجہ باب الصلوٰۃ بین السواری فی الصف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۱

بین الساریتین فلما صلینا قال انس بن مالک رضی اللہ عنہ کنا ننتقی هذا علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ¹ ۔	پڑھنی ہوئی (جب ہم نماز پڑھ چکے تو) انس بن مالک نے فرمایا ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس سے بچتے تھے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں قبیل باب الصلوۃ الی الراحۃ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ انہوں نے فرمایا: لاتصفوا بین الاساطین واتموا الصفوف²۔ ستونوں کے بچ میں صف نہ باندھو اور صفیں پوری کرو۔

اور اس کی وجہ قطع صف ہے اگر تینوں دروں میں لوگ کھڑے ہوئے تو ایک صف کے تین ٹکڑے ہوئے اور یہ ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من قطع صفاً قطعہ اللہ³۔ جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے۔ اور بعض دروں میں کھڑے ہوئے بعض خالی چھوڑ دے جب بھی قطع صف ہے صف ناقص چھوڑ دی، کاٹ دی پوری نہ کی، اور اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اتموا الصفوف⁴۔ (صفوں کو مکمل کرو۔) اور اگر اس وقت زائد لوگ نہ ہوں تو آنے سے کون مانع ہے تو یہ ممنوع کا سامان مہیا کرنا ہے اور وہ بھی ممنوع ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُهَا⁵۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان کو توڑنے کے قریب مت جاؤ۔) اور دروں میں مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو قطع صف نہ سمجھنا محض خطا ہے۔ علمائے کرام نے صاف تصریح فرمائی کہ اس میں قطع صف ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ⁶۔ (باب جماعت کے علاوہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کا۔) امام علامہ محمود عینی کی اجلہ ائمہ حنفیہ سے ہیں اس شرح میں فرماتے ہیں:

قید بغیر جماعۃ لان ذلك یقطع الصفوف و تسویۃ الصفوف فی الجماعۃ مطلوبۃ	بغیر جماعت کی قید اس لئے ہے کہ یہ (نمازی کا دو ستونوں کے درمیان ٹھہرنا) صفوں کو توڑنا ہے حالانکہ صفوں کا

¹ جامع الترمذی باب ماجاء فی کراہیۃ الصف بین السواری مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۳/۱۱

² عمدۃ القاری شرح البخاری باب الصلوۃ بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطبائعۃ المنیریہ بیروت ۲۸۶/۴

³ سنن ابی داؤد باب تسویۃ الصفوف الخ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۹۷/۱

⁴ صحیح مسلم باب تسویۃ الصفوف الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۲/۱

⁵ القرآن ۱۸۷/۳

⁶ صحیح البخاری باب الصلوۃ بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۲/۱

مکمل و برابر ہونا جماعت میں مطلوب ہے۔ (ت)	بعینہ ¹ ۔

اسی طرح فتح الباری امام ابن حجر عسقلانی، پھر ارشاد الساری امام احمد قسطلانی وغیرہا میں ہے نیز فتح الباری میں محب طبری سے ہے:

محل الكرهة عند عدم الضيق ² ۔	جب تنگی نہ ہو تو پھر مکروہ ہے۔ (ت)

عمدة القاری میں ابن حبیب سے ہے:

لیس النهی عن تقطیع الصفوف اذا ضاق المسجد وانما نهی عنه اذ كان المسجد واسعا ³ ۔	جب مسجد تنگ ہو تو اس وقت صفوف کو توڑنا منع نہیں، یہ اس وقت منع ہے جب مسجد کشادہ ہو۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال مالك في المدونة لا بأس بالصلاة بينهما لضيق المسجد ⁴ اه ثم ذكر قول ابن حبيب اقول: ولا يخفى انه مستقيم على قواعد مذهبنـا۔	امام مالک مدونہ میں فرماتے ہیں جب مسجد تنگ ہو تو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے میں حرج نہیں اہ۔ پھر انھوں نے ابن حبیب کا قول نقل کیا ہے۔ اقول: مخفی نہ رہے یہ ہمارے مذہب کے قواعد پر درست ہے۔ (ت)

دُر مختار میں ہے:

هذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف والامام على الارض او في المحراب لضيق المكان لم يكره ⁵ ۔	یہ تمام (یعنی کراہت) اس وقت ہے جب عذر نہ ہو عذر کی صورت میں مثلاً جمعہ اور عید کے بھیڑ کے موقع پر بھی اگر مسجد تنگ ہو اور بعض نمازی رفوف (دروازے کے تختے) پر کھڑے ہوں اور امام زمین پر یا محراب میں ہو تو کراہت نہیں۔ (ت)

¹ عمدة القاری شرح البخاری باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۲۸۴/۳

² فتح الباری شرح البخاری باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۴/۲

³ عمدة القاری شرح البخاری باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۲۸۶/۳

⁴ عمدة القاری شرح البخاری باب الصلاة بین السواری فی غیر جماعۃ ادارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۲۸۶/۳

⁵ دُر مختار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۹۲/۱

ف: رفوف جمع رکی ہے اس کے کئی معانی ہیں، ایک معنی یہ ہے "وہ لکڑی جس کے دونوں کنارے دیوار میں لگا کر اس پر گھر کا سامان رکھتے ہیں" یہاں مراد دروازے کے درمیان بلند جگہ بھی ہو سکتی ہے اور زمین سے بلند مقام بھی ہو سکتا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

اذکان منفردا لابس فی الصلاة بین الساریتین	جب تنہا نماز ادا کر رہا ہو تو دو ستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے میں حرج نہیں جبکہ وہ جماعت میں نہ ہو۔ (ت)

اس بیان سے واضح ہو کہ زید و عمرو دونوں کے کلام میں دو دو غلطیاں ہیں زید نے درمیان نماز ناجائز بتائی یہ زیادت ہے، ناجائز نہیں، ہاں امام کو مکروہ ہے۔ یونہی منفرد کو اس حکم میں شریک کرنا ٹھیک نہیں، خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کعبہ معظمہ تشریف لے گئے، دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی

کما فی ثبت فی الصحاح عن ابن عمر عن بلال	جیسا کہ صحاح میں حضرت ابن عمر نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

عمر و کمالام کو درمیان کھڑا ہونا بلا کراہت جائز ماننا صحیح نہیں، یونہی منفرد کا محراب میں قیام مکروہ جاننا کہ یہاں جو وجوہ کراہت علما نے لکھے ہیں یعنی شبہ اختلاف مکان امام و جماعت یا اشتباہ حال یا تشبہ اہل کتاب ان میں سے کوئی وجہ منفرد کے لئے متحقق نہیں واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و حکمہ عز شانہ احکم۔

مسئلہ نمبر ۳۹۸: اردہلی فراش خانہ مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ مسئلہ محمد ابراہیم الاحمد آبادی غفرلہ الہادی ۷ شعبان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریل پر نماز کس طرح ادا کی جائے گی ایک شخص نے سوال کیا کہ چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے یا نہیں، مولوی کفایت اللہ صاحب نے تعلیم اسلام نمبر ۴ کے صفحہ ۵ پر جو جواب منقولہ ذیل لکھا ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اور جہاز یا کشتی اور ریل کا ایک ہی حکم ہے یا غیر غیر؟ میں اس میں تفصیلی بحث چاہتا ہوں آجکل اس کے جملہ مسائل کی اہل اسلام کو سخت ضرورت ہے، جواب مولوی صاحب موصوف کا یہ ہے۔

ج۔ چلتی ریل اور جہاز پر نماز جائز ہے اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکے چکر کھانے یا گرنے کا ڈر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر درمیان نماز میں ریل یا جہاز گھوم جانے سے نمازی کا منہ قبلہ کی طرف نہ رہے تو فوراً قبلہ کی طرف پھر جانا چاہئے ورنہ نماز نہ ہوگی بلفظ، اور یہ بھی فرمایا جاوے کہ فرض نفل سب کا حکم ایک ہی ہے یا فرق ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

فرض اور واجب جیسے ترو نذر اور ملحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور

وقت نکلتا دیکھے، پڑھ لے پھر بعد میں استقرار اعادہ کرے، تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تابع زمین پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو، ان نمازوں میں شرط صحت ہے مگر بہ تعذر، ولہذا دابہ پر بلا عذر جائز نہیں اگرچہ کھڑا ہو کہ دابہ تابع زمین نہیں، ولہذا گاڑی پر جس کا بخوابیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ بالکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا ایک حصہ غیر تابع زمین پر ہے ولہذا چلتی کشتی سے اگر زمین پر اترنا میسر ہو کشتی میں پڑھنا جائز نہیں بلکہ عندا تحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور کنارے پر اتر سکتا ہے کشتی میں نماز نہ ہوگی اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل باتصال قرار نہیں جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں ہوتیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں بخلاف کشتی رواں جس سے نزول تیسرے نہ ہو کہ اسے اگر روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہو گا نہ کہ زمین پر، لہذا سیر ووقوف برابر، لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی، انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہتہ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔

دُر مختار میں ہے:

اگر کسی نے کھڑے چارپائے پر کجاوے میں نماز ادا کی حالانکہ وہ اُترنے پر قادر تھا تو نماز نہ ہوگی، البتہ اس صورت میں نماز ہو جائے گی جب کجاوے کی لکڑیاں زمین پر ہوں بایں طور کہ اس کے نیچے لکڑی کی گاڑی ہو۔ رہا معاملہ گاڑی (مثلاً نیل گاڑی جس کو جانور کھینچتے ہیں) پر نماز کا تو اگر گاڑی کا ایک حصہ چوپائے کے اوپر ہے خواہ وہ چلتی ہے یا نہیں تو یہ چوپائے پر نماز صحیحی جائے گی تو تیمم میں بیان کردہ عذر کی وجہ سے نماز ادا ہو جائے گی، اسکے علاوہ میں نہیں۔ اور اگر گاڑی کا کوئی حصہ چارپائے پر نہیں تو نماز ہو جائے گی اگر نیل گاڑی کھڑی ہو کیونکہ فقہانے اسے تخت کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ تمام گفتگو فرائض، واجبات کی تمام انواع اور فجر کی سنتوں میں ہے بشرطیکہ

لوصلى على دابة في شق محمل وهو يقدر على النزول بنفسه لا تجوز الصلاة عليها اذا كانت واقفه الا ان تكون عيدان المحمل على الارض بان ركز تحته خشبة واما الصلوة على العجلة ان كان طرف العجلة على الدابة وهي تسير ولا تسير فهي صلاة على الدابة فتجوز في حالة العذر المذكور في التيمم لا في غيرها وان لم يكن طرف العجلة على الدابة جاز لو واقفة لتعليقهم بانها كالسريه هذا اكله في الغرض والواجب بانواعه وسنة الفجر بشرط ايقاتها للقبلة ان امكنه والا فبقدر الامكان لئلا يختلف بسيرها لا مكان واما في

النفل فتجور علی السحمل والعجلة مطلقاً ¹ ۔	قبلہ رُخ کھڑی کی ہو، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بقدر الامکان قبلہ رُخ کھڑا کرنا شرط ہے تاکہ اسکے چلنے سے مکان میں تبدیلی نہ ہو جائے باقی نوافل کجاوے اور بیل گاڑی میں پڑھنا مطلقاً جائز ہیں۔ (ت)

خود ردالمحتار میں ہے:

الحاصل ان کلامن اتحاد المكان واستقبال القبلة شرط فی صلاة غیر النافلة عند الامکان لا یقسط الا بعذر فلو امکنه ایقافها مستقبلاً فعل بقى لو امکنه الا یقاف دون الاستقبال فلا کلام فی لزمه لما ذکره الشارح من العلة ² (ملخصاً)	حاصل یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نوافل کے علاوہ نماز میں اتحاد مکان اور استقبال قبلہ دونوں شرط ہیں تو شرط عذر کے بغیر ساقط نہ ہوگی، پس اگر سواری کو قبلہ رُخ کھڑا کر سکے تو کرے باقی رہا یہ کہ اگر کھڑا کر سکتا ہے مگر قبلہ رُخ کھڑا نہیں کر سکتا تو کھڑا کرنا لازم ہے جیسا کہ شارح نے اسکی علت ذکر کی ہے (یعنی تاکہ اتحاد مکان سب نماز میں حاصل رہے) (ملخصاً)۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الفرض والواجب بأنواعه لا یصح علی الدابة الا لضرورة، فیومی علیہا بشرط ایقافها جهة القبلة ان امکنه، واذاکنت تسیر لاتجوز الصلاة علیہا اذقدر علی ایقافها والابان کان خوفه من عدو یصلی کیف قدر کمافی الامداد وغیره اه ³ اقول فثبت ان المانع شیئاً ان الاول کون الصلاة علی دابة ولو بواسطة عجلة طرفها علی دابة الثانی السیر واختلاف المكان الا ترى انهم اوجبوا الایقاف وابطلوا	فرض اور واجبات کی تمام انواع کو بغیر ضرورت کے چار پائے پر ادا نہیں کیا جاسکتا ہاں اگر ضرورت و عذر کے وقت اس پر اشارے سے نماز ادا کرے بشرطیکہ امکانی حد تک دابہ کو قبلہ رُخ کھڑا کرے جب دابہ کھڑا کرنے پر قادر ہو تو ایسی صورت میں چلتے ہوئے دابہ (جانور) پر نماز جائز نہیں، البتہ کھڑا کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اگر اسے دشمن کا خوف ہے تو جس طرح ممکن ہو نماز ادا کرے۔ امداد وغیرہ میں اسی طرح ہے اہ میں کہتا ہوں یہ ثابت ہوا کہ مانع دو چیزیں ہیں، پہلی چیز نماز کا جانور کے اوپر پڑھنا اگرچہ بوسطہ بیل گاڑی کے جس

¹ در مختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۹۸/۱

² ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۲۷۳

³ باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۷۰

جس کی ایک طرف چوپائے پر ہو، دوسری چیز چوپائے کا چلنا مکان کا مختلف ہونا، کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ فقہانے چوپائے کے کھڑا کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور چلنے کی حالت میں اس پر نماز کو باطل قرار دیا ہے سوائے اس کے جسے دشمن وغیرہ کا خوف ہو، پس پہلی چیز کے علاوہ کوئی مانع نہیں تو پھر ایسا عذر موجود ہے جو چارپائے پر نماز کو مباح بنا دے تو اب چلنے اور کھڑے ہونے کے فرق سے بالاتر ہو کر نماز کے جواز کو ماننا لازم ہو گا لیکن فقہانے ان کے درمیان فرق کیا تو واضح گیا کہ چلنا بذاتِ خود مفسد نماز ہے مگر اس صورت میں جب کھڑا کرنا ممکن نہ ہو، محض اتنا عذر کافی نہیں جو نزول سے مانع ہو بلکہ وہ عذر جو کھڑا کرنے سے مانع ہو، معتبر ہے، اب اگر نیل گاڑی کی طور پر زمین پر ہو اور جانور اسے رستی کے ذریعے لے جا رہا ہے تو اب یہاں پہلا مانع (نماز کا چارپائے پر ہونا) موجود نہیں البتہ دوسرا مانع (جگہ کی تبدیلی) موجود ہے لہذا اس صورت میں عذر کے بغیر نماز فاسد ہوگی پس اسے نہیں دیکھا جائے گا کہ جو شارح نے مفہوم استنباط کر لیا ہے کیونکہ اس دور کی عادت مفہوم کو قبول نہیں کرتا، اسے سمجھ لے اور اس پر قائم رہ۔ (ت)

بالسیر الالسن یخاف ، فلولم یکن المانع الا الاول فقد وجد عذر یبیح الصلوٰۃ علی الدابة لکن واجبا ان تجوز من دون فرق بین سیدو وقوف لکنهم فرقوا فتبین ان السیر بنفسه مفسد الا بعذر یمنع الایقاف ولا یکفی مجرد عذر یمنع النزول لا الایقاف ، فان کانت العجلة کلها علی الارض وجرتها دابة بحبل فھنا انما فقد المانع الاول دون الثانی فوجب الفساد الابعذر فلا نظر الی ما ارادش استنباطه من مفہوم لیس علی عادة ذلك الزمان بمفہوم فافہم وثبتت۔

نیز اسی میں غنیہ سے ہے۔

یہ اس بنا پر ہے کہ جگہ کا مختلف ہونا (نماز کو) باطل کرنے والا ہے جبکہ یہ اس کی اصلاح کے لئے نہ ہو (ت)

هذا بناء على ان اختلاف المكان مبطل مالم یکن لا صلا حها¹۔

اُسی^{۴۹} میں بحوالہ بحر الرائق فتاویٰ ظہیریہ سے ہے:

اگر جانور نے اسے اتنا کھینچا کہ اس کے سجدہ کی جگہ بدل گئی تو نماز فاسد ہوگی۔ (ت)

ان جذبته الدابة حتى از الته عن موضع سجوده تفسد²۔

¹ رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۴۲۱

² باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۴۲۲

اُسی میں ہے:

ہدایہ وغیرہا سے ظاہر یہی ہے کہ کشتی میں کھڑے ہو کر مطلقاً نماز جائز ہے یعنی خواہ وہ زمین پر مستقر ہو یا نہ ہو۔ ایضاح میں تصریح ہے کہ جب زمین پر مستقر نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی جبکہ اس سے اترنا ممکن ہو کہ اس کا حکم دابہ (چارپایہ) کی طرح ہوگا، نہر۔ بحر میں ہے کہ محیط اور بدائع نے اسے مختار قرار دیا ہے۔ اور امداد میں بھی ہے کہ اسے مجمع الرویات میں مصنفی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اور نور الایضاح میں اسی پر جزم ہے۔ اسی بنا پر چلتی کشتی پر نماز جائز نہیں ہونی چاہئے جبکہ کشتی پر اترنا ممکن ہے۔ اس مسئلہ سے لوگ غافل ہیں شرح المنیۃ۔ (ت)	ظاہر ما فی الهدایۃ وغیرہا الجواز قائماً مطلقاً ای استقرت علی الارض اولاً و صرح فی الایضاح بمنعہ فی الثانی حیث امکنہ الخروج الحاقلاً بالدابة نہرو اختارہ فی المحيط والبدائع بحر وعزاه فی الامداد ایضاً الی مجمع الروایات عن المصنفی وجزم بہ فی نور الایضاح و علی ینبغی ان لا تجوز الصلاۃ فیہا سائرۃ مع امکان الخروج الی البر و هذه المسألة الناس عنہا غافلون¹۔ شرح المنیۃ۔

فتح القدیر میں ہے:

ایضاح میں ہے اگر کشتی دریا کے کنارے کھڑی ہو اور زمین پر مستقر ہو اور نمازی نے نماز کھڑے ہو کر ادا کی تو جائز ہے کیونکہ استقرار کی صورت میں اس کا حکم زمین والا ہی ہے اگر کشتی باندھی ہوئی ہو، اور اس سے نکلنا ممکن ہو تو اس میں نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ جب مستقل نہیں تو وہ چارپائے کی طرح ہے انتہی بخلاف اس کے جب مستقر ہو کیونکہ اس صورت میں وہ تختہ کی طرح ہے (ت)	فی الایضاح فان كانت موقوفة فی الشط وہی علی قرار الارض فصلی قائماً جاز لانہا اذا استقرت علی الارض فحکمہا حکم الارض فان كانت مربوطۃ ویکنہ الخروج لم تجز الصلوۃ فیہا لا نہا اذا لم تستقر فیہا کالدابة انتہی بخلاف ما اذا استقرت فانہا حیثئذ کالسریر²۔

محیط امام سرخسی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

اگر کشتی مضبوط باندھی ہوئی ہو اور زمین پر مستقر ہے تو ایسی صورت میں اگر کسی نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو جائز	لوصلی فیہا فان كانت مشدودة علی الجبد مستقرة علی الارض فصلی قائماً اجزاه وان لم

¹ رد المحتار باب صلوۃ المریض مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ² فتح القدیر، باب صلوۃ المریض، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۱۳۶۲ھ

ہوگی اور اگر مستقر نہ ہو اور اس سے نکلنا بھی ممکن ہو تو اب اس میں نماز صحیح نہ ہوگی اھ اقول ہدایہ کے اطلاق کو ان صریح مقید نصوص پر محمول کرنا واجب ہے اور اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ جم غفیر نے اس کی تصریح کی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

تکن مستقرة ويمكنه الخروج عنها لم تجز الصلاة فيها^۱ اھ اقول واطلاق الهداية واجب الحمل على هذه النصوص الصريحة المقيدة وكم له من نظير كما صرح به الجم الغفير۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

مسئلہ نمبر ۳۹۹ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو نمازیں حالتِ مجبوری و معذوری میں بیٹھ کر پڑھی گئیں جیسے سفر حج میں جہاز کے اندر کہ سخت حالتِ طغیانی میں تھا اور تین دن تک برابر طغیانی عظیم میں رہا ایسی حالت میں قیام نہایت دشوار اور غیر ممکن تھا اور نیز خوفِ جان تھا پس ایسی حالت میں جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ حالتِ قرار و اقامت میں واجب و لازم و ضروری ہے یا نہیں؟ نیز وہ نمازیں کہ اونٹ پر شغف و غیرہ میں قافلہ کے چلنے کی حالت میں بیٹھ کر پڑھی گئی ہیں کیونکہ بڑھے آدمی کو اتارنے چڑھانے والا نہ تھا اور اُترنے کی صورت میں قافلے سے پیچھے رہ جانے کا اندیشہ تھا جس سے خوفِ جان و مال ہوتا ہے پس ان صورتوں میں جو نمازیں اونٹ کی سواری پر اور حالتِ طغیانی میں جہاز پر بیٹھ کر مجبوراً پڑھی گئیں ان سب کا اعادہ بصورتِ اقامت و اطمینان کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

ان کا اعادہ نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ و مدد متصل بذک الصلوٰۃ علی الدابة و السفینۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۳۳



بابِ صِفَةِ الصَّلَاةِ (طریقہ نماز کا بیان)

مسئلہ ۴۰۰:

از خیر آباد مرسلہ شیخ حسین بخش صاحب رضوی قادری

۲۹ رجب ۱۴۰۵ھ

چہ فرمایند عالمان شرع شریف و حاکمان صدر نشین دار لطف دریں امر کہ بمذہب حنفیہ لطیفہ مردمان بحکم حدیث مے بند و زناں بالائے ناف می بندند آیا اس عمل دست بندی زناں حین نماز موافق شرع نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است یا نہ اتفاق علمائے کرام و	علماء شریعت اور دار روحانیت کے سربراہ اس مسئلہ میں کیا فرماتے جو علماء احناف نے بتایا ہے کہ مرد ناف کے نیچے اور خواتین ناف کے اوپر ہاتھ باندھے، خواتین کا اس طرح ہاتھ باندھنا موافق شرع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا نہیں؟ یا علماء کرام یا مفتیان عظام کا

اتفاق ہے یہ مسئلہ اسی طرح ہے؟ اگر احادیث رسول انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یا ائمہ احناف کے اتفاق کی بنا پر مسئلہ اس طرح ہے جو بھی ہو اس استفتاء پر کتاب وسنت کے حوالے سے اپنی مہر و دستخط ثبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پائیں کتاب کے حوالے سے درست جواب دیں۔ (ت)

مفتیان عظام است اگر از احادیث رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است یا باتفاق امامان حنفیان راجع است برائیں استفتاء مسرود دستخط بحوالہ کتاب الجواب الصواب (ت)

الجواب:

علماء احناف (اللہ تعالیٰ ان پر لطف و کرم عام فرمائے) کے نزدیک حکم یہ ہے کہ خواتین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں، اس مسئلہ پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔ علماء کا جم غفیر نے یہ بات اپنی اپنی کتب میں بغیر اختلاف نقل کی ہے، چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے منیہ کی شرح میں فرمایا: تیسرا مقام ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہمارے علما نے فرمایا کہ مرد ناف کے نیچے اور عورت سینے پر ہاتھ باندھے اہل محصا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے جیسا کہ جم غفیر نے تصریح کی ہے اور علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے غنیہ میں اس مسئلہ پر اتفاق علما کی تصریح کی ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے موافق نہیں ملتی تو اس کی

زنان را نزد حنفیہ کرام نعم اللہ باللطف والا کرام حکم آنست کہ دست در نماز بر سینہ ببنند و اس مسئلہ باتفاق ائمہ ماثبت است جم غفیر از علماء در تصانیف خود ہا بروئے حکایت خلاف تنصیص کردہ اند علامہ محمد ابن محمد ابن محمد الشیر با بن امیر الحاج الحلبي رحمۃ اللہ تعالیٰ در شرح منیہ فرمود: الموضع الثالث في محل الوضع فقال اصحابنا محله تحت السرة في حق الرجل والصدر في حق المرأة اه مخلصاً¹ و نیز فرمود: المرأة تضعهما على صدرها كما قال الجرم اغفیر²۔ لاجرم علامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ در غنیہ اس مسئلہ را متفق علیہا گفت و حدیث اگر ہوا تاف معلوم نیست

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

² حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

مخالفت میں بھی وارد نہیں مگر کوئی دعوٰی کرتا ہے تو دلیل پیش کرے، اسی لیے محقق حلبی نے حلیہ میں فرمایا: ہم نے جو یہ کہا کہ عورت اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر باندھے یہ اس لیے کہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے لہذا یہ اس کے حق میں اولیٰ ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عورت کے حق میں جتنے بھی امور جائز ہیں ان میں سے اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے جو سب سے زیادہ ستر کا سبب ہو خصوصاً حالت نماز میں زیادہ خیال رکھنا چاہئے، یہ تو وہ ہے جو ظاہر نظر میں آیا ہے

اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ کی توفیق سے کہ اس مسئلہ پر ایک حدیث جید الاسناد پیش کروں اس کی تقریر یوں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وار ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع بن عیسٰی سے علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دوران نماز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار شرح مختار کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔ دوسری صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں

بمخالف ہم وارد نیست ومن ادعی فعلیہ البیان ولہذا محقق حلبی در حلیہ فرمود: ثم انما قلنا ان المرأة تضع يمينها على يسرها على صدرها لانه استولها فيكون ذلك في حقها اولی لما عرف من ان الاولی اختیار ما هو استولها من الامور الجائزۃ کل منها لھا من غیر منع شرعی عنه وخصوصاً فی الصلوۃ^۱ ایں است آنچہ در باری النظر رو نماید و انما۔ اقول: وبالله التوفیق میرسد کہ ایں مسئلہ را بحديث جید الاسناد رنگ اثبات و ہیمن تقریرش آنچنان کہ در محل وضع از سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو صورت مروی است یکے زیر ناف بستن و دروے احادیث عدیدہ وارد است اجلھا ما روی ابو بکر بن ابی شیبہ فی مصنفہ قال حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی صلاة تحت السرہ۔^۲ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ تعالیٰ در تخریج احادیث اختیار شرح مختار فرماید سندہ جید و رواۃ کلہم ثقات^۳ دوم بر سینہ نہادن و دریں باب ابن

خزیمہ را

^۱ حلیہ المجلی شرح نذیر المصلی

^۲ مصنف ابن ابی شیبہ وضع الیمین علی الشمال من کتاب الصلوۃ مطبوعہ ادرۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۳۹۰ھ

^۳ تخریج احادیث شرح مختار للقا سم بن قطلوبغا

ابن خزیمہ اپنے صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت لائیں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھیں چونکہ اس کی تعریف کا علم نہیں کہ کون سی روایت پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی، اور دونوں روایات ثابت و مقبول ہیں تو لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح ہوگی جب ہم نماز کے اس فعل بلکہ نماز کے تمام افعال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تمام کے تمام تعظیم پر مبنی نظر آتے ہیں اور مسلم و معروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا ہے: قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے اور قیام میں تعظیماً ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے۔ لہذا مردوں کے بارے میں ابن ابی شیبہ کی روایت رائج ہے اور چونکہ خواتین کے معاملہ میں شرع مطہر کا مطالبہ کمال ستر حجاب ہے، اس لئے فقہاء نے فرمایا مردوں کی پہلی صف افضل اور آخری غیر افضل اور خواتین کی آخری صف افضل اور پہلی غیر افضل یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں ہے سوائے بخاری کے۔

حدیث ہے صحیح خود ہم از وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ: قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمینی علی یدہ الیسری علی صدرہ¹ وازنجا کہ تاریخ مجہول است و ہر دور روایت ثابت و مقبول ناچار کار ترجیح افتاد چوں نیک نگریم بنائے اس امر بلکہ تمام افعال صلاۃ بر تعظیم است و معہود و معلوم عند تنظیم دست زیر ناف بستن است، و لہذا امام محقق علی الاطلاق در فتح فرماید: فی حال علی المعہود من وضعها حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی الشاہد منه تحت السرہ² پس در بارہ مرداں روایت ابن ابی شیبہ رائج تر آمد و در امر زنان شرع مطہر را کمال نظر بر ستر و حجاب است و لہذا فرمودند: خیر صفوف الرجال اولها و شرھا آخرھا و خیر صفوف النساء آخرھا و شرھا اولھا³ اخرجه الستہ الا البخاری عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم و فرمودند صلاۃ المرأة فی بیتھا افضل من صلاتھا فی حجرتها و صلاتھا فی مخدعھا افضل من صلاتھا فی بیتھا⁴۔ اخرجه ابو داؤد عن ابن مسعود والحاکم عن

¹ صحیح ابن خزیمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۴۳

² فتح القدیر باب صفت الصلوۃ نوریہ رضویہ کھڑا ۱/ ۲۴۹

³ سنن ابن داؤد باب صف النساء والتاخر عن الصف الاول مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۹۹

⁴ ایضاً کتاب الصلوۃ باب التثدید فی ذالک ۱/ ۸۴

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابوامامہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے، یہ بھی فرمایا عورت کی نماز کمرے میں گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل اور خاص چھوٹے کمرے میں اس سے بھی افضل ہے۔ اسے ابو داؤد نے حضرت ابن مسعود سے حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے سند صالح سے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے انھیں اسی طرح پیچھے رکھو جیسے انھیں اللہ نے پیچھے رکھا ہے، اسے امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور اسی سند سے طبرانی نے معجم میں ذکر کیا ہے نیز خواتین کے لئے حکم ہے کہ بوقتِ سجدہ زمین کے ساتھ چٹ جائیں حالانکہ مردوں کے لئے اس کے خلاف کرنا سنت ہے ابو داؤد نے المراسیل میں یزید بن حبیب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو خواتین کے پاس سے گزرے جو نماز ادا کر رہی تھیں فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین کے ساتھ ملاؤ کیونکہ سجدہ کی حالت میں عورت مرد کی طرح نہیں، اور یہ روایت دو سندوں سے متصل مروی ہے۔ بیہی فرماتے ہیں یہ سند دونوں سے احسن ہے، خاص کر عورتوں کے لئے تورک (حالتِ قعدہ میں زمین کے ساتھ چٹ کر بیٹھنا)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صالح وعبد اللہ بن مسعود فرمودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخروہن من حیث اخرهن¹ اللہ اخرجه عبدالرزاق فی المصنف و من طریقہ الطبرانی فع المعجم وزنان را حکم شد کہ در سجدہ ہم بر زمین چسپد باند آنکہ سنت در مردان خلاف آنست ابو داؤد فی المراسیل عن یزید بن حبیب ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضع بعض اللحم الی بعض الارض فان المرأة لیست فی ذالک کرجل² ویروی موصولا بوجهین قال البهقی هو احسن منهما وسنت مرایشاں راتورك شد رواه الامام ابو حنیفة عن نافع عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و فی الباب علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال اذا صلت المرأة فلتحتفر قال الجوهری تتضام اذا جلست واذا سجدت³ واگر جماعت خواہند امام آنہا میاں آنہا لیستند، قال الامام محمد فی الاثار اخبرنا ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیم عن ابراهیم النخعی ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا كانت تؤم النساء فی الشهر رمضان

¹ المصنف لعبد الرزاق باب شہود النساء الجماعۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹/۳

² کتاب المراسیل لابن داؤد باب ماجاء فی من نام علی الصلوۃ مطبوعہ المطبعۃ العلمیۃ لاہور ص ۵۵

³ الصحاح باب الزاء فصل الحائض مطبوعہ دار العلم للملایین بیروت ۸۷۳/۳

سنت ہے، اس کو امام ابو حنیفہ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن صعرم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اس مسئلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ مروی ہے کہ جب عورت نماز پڑھے تو وہ رانوں پر سرین کے بل بیٹھے۔ جوہری نے اسکا معنی یہ کیا ہے کہ سجدہ کی حالت میں زمین سے چمٹ کر بیٹھے، اگر خواتین جماعت کروانا چاہیں تو ان کی امام خاتون ان کے درمیان کھڑی ہو جائے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں کہا امام ابو حنیفہ نے حماد بن ابی سفیان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے ہمیں حدیث بیان کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے مہینے میں عورتوں کی جماعت کرواتیں تو وسط میں کھڑی ہوتیں، امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور دارقطنی و بہقی نے سنن میں یہ روایت کی، الفاظ عبدالرزاق کے ہیں کہ ربط حنفیہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کی امامت کرواتیں تو فرائض کی نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوتیں، اس بارے میں حضرت ام سلمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے جو اس کی طرح نہیں ہے بالجملہ خواتین عورت مستورہ کی مالک ہوتی ہیں اور ان کے تمام افعال کی بناء پر وہ حجاب پر

فتوم وسطاً¹ عبدالرزاق فی المصنف و الدار قطنی ثم البیہقی فی سننہما واللفظ بعد الرزاق عن ربيعة الحنفية ان عائشة رضی اللہ عنہا امتھن وقامت بینھن فی صلاة مكتوبة² وفي الباب عن ام سلمة وابن عباس رضی اللہ عنہم و یروی فیہ حدیث مرفوع لیس بذلك بالجملہ زنان روعوتے مستورہ داشتہ اندو بنائے کار آنها بر ستر نہادہ الترمذی بسند حسن عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرأة عورة³ وثمک نیست کہ در حق آنہادست بر سینہ بستین استرو اقرب بحیاست ازدست زیر ناف نہادن و تعظیم نیز در ایناں ہم بتسترو احتجاب باشد اذ لا تعظیم الا بالادب ولادب بالحياء ولاحياء الا بالتستر پس در باب زنان حدیث ابن خزیمہ رنج برآمد و ثابت شد کہ ہر دو مسئلہ بحدیثے جید استناد داروا صاحب ماہر دوجا بحدیث و ترجیحے عمل فرمودہ اندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نظیرش مسئلہ قعود است کہ بہر دو وجہ از نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منقول است و علمائے مدر مردال نصب یمنی و جلوس علی یسری

¹ کتاب الآثار للشیبانی باب المرأة توی النساء الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۴۴

² المصنف لعبدالرزاق باب المرأة توی النساء الخ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۱/۳

³ جامع الترمذی ابواب الرضاع مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱۴۰/۱

اختیار کردند لانه اشق و افضل الاعمال اشقها
ودرنان بتورک رقند لانه استروالیسرومبنی
امرهن علی الستر والیسر بخلاف مسلك
شافیعة ومن وافقه که دست برشکم بستن
است نه برسینه کہا فی المنہاج والمیزان
وغیرہما کہ ہرگز دریں باب حدیث یافتہ نمی شود خود ائمہ
ایشان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم در خلاصہ ومنہاج امام وبلوغ المرام
حدیث مؤید مذہب خودشان نیاوردند جز حیث ابن خزمیہ
ومن فقیر عجم از استدلال ایشان بانچہ مساسے ندارد وبمذہب
ایشان کہ در تحت الصدور علی الصدر فرقے ہست کہ پیدا است
وقد فصلنا الکلام فی محل اخرو فی ماذکرنا
کفایۃ لمن امعن النظر واللہ سبحنہ وتعالیٰ
اعلم۔

رکھی گئی ہے۔ ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا: عورت تمام کی تمام قابل ستر و حجاب ہے۔ اور
اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتوں کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنا،
زیر ناف باندھنے سے زیادہ حجاب اور حیا کی صورت میں ہے۔ اور خواتین
کا تعظیم کرنا ستر و حجاب کی صورت میں ہے کیونکہ تعظیم ادب کے بغیر اور
ادب حیا کے بغیر حاصل نہیں ہوتا لہذا خواتین کے حق میں حدیث ابن
خزمیہ زیادہ رائج ثابت ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ دونوں مسائل میں ایسی
حدیث موجود ہے جس کی سند جید ہے اور ماہر علماء حدیث نے دونوں
مقامات پر حدیث و ترجیح پر ہی عمل فرمایا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔
اس کی ایک نظیر مسئلہ قعود ہے کہ اس کے دونوں طریقے نبی اکرم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ہمارے علماء نے مردوں کے لئے
دایاں پاؤں کھڑا کرنا اور بائیں پر بیٹھنے کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ شاق ہے
اور بہتر عمل وہی ہوتا ہے جس میں مشقت ہو اور خواتین کے لئے تورک
کا قول کیا کیونکہ اس میں زیادہ ستر اور آسانی ہے اور خواتین کا معاملہ ستر
اور آسانی پر مبنی ہے بخلاف شوافع اور ان کے موافقین کے کہ ان کے ہاں
عورت شکم پر ہاتھ باندھے نہ کہ سینہ پر جیسا کہ منہاج، میزان وغیرہما
میں ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی، خود ان کے ائمہ رحمہم
اللہ تعالیٰ نے خلاصہ، امام نوی کی منہاج اور بلوغ المرام میں اپنے مذہب
کی تائید میں سوائے حدیث ابن خزمیہ کے کوئی حدیث ذکر نہیں کی مجھ
فقیر کو ان کے استدلال پر تعجب ہے کہ یہ حدیث ان کے، مذہب کی
دلیل کیسے بن سکتی ہے! کیونکہ تحت الصدر (سینے کے نیچے) اور علی
الصدر (سینے کے اوپر) میں نمایاں فرق ہے ہم نے دوسرے مقام پر اس
پر تفصیلی گفتگو کی ہے، ہماری یہ مذکورہ گفتگو ہر اس شخص کے لئے کافی
ہے جو وقتِ نظر رکھتا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۴۰۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگشتِ شہادت سے التحیات میں اشارہ کیا ہے اور ہمارے فقہاء سے
ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا تجروا

الجواب:

اخرج مسلم في صحيحه عن سيدنا عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال فيه كان اذا جلس في الصلوة وضع (يريد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم) كفه اليمنى على فخذ اليمنى وقبض اصابعه كلها و اشار باصبعه التى تلى الابهام¹ - يعنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے تشہد میں اپنا دہنا ہاتھ دہنی ران پر رکھا اور سب انگلیاں بند کر کے انگوٹھے کے پاس انگلی سے اشارہ فرمایا۔ و اخرج ابن السكّن في صحيحه عنه رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الاشارة بالاصبع اشد على الشيطان من الحديد² - يعنى فرمایا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے اشارہ کرنا شیطان پر دھار دار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔ وعن رضي الله تعالى عنه ايضا عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال هي مذعرة للشيطان³ - يعنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمایا وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔ و اخرج ابا داؤد والبيهقي وغيرهما عن سيدنا وائل بن حجر رضي الله عنه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عقد في جلوس التشهد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطى بالابهام و اشار بالسبابة⁴ - يعنى نبی اکرم صلى الله تعالى عليه وسلم نے اپنے جلسہ تشہد میں چھوٹی انگلی اور اُس کی برابر والی کو بند کیا پھر بیچ کی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔ و بمعناه اخرج ابن حبان في صحيحه (ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح کی حدیث ذکر کی ہے۔ ت) اور اس باب میں احادیث و آثار بکثرت وارد ہمارے محققین کا بھی مذہب صحیح و معتمد علیہ ہے صغیری میں ملقط و شرح ہدایہ سے اس کی تصحیح نقل کی اور اسی پر علامہ فہامہ محقق علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہمام و علامہ ابن امیر الحاج حلبی و فاضل بہنسوی باقی و ملا خسر و علامہ شربنلالی و فاضل ابراہیم طرابلسی و غیر ہم اکابر نے اعتماد فرمایا اور انھیں کا صاحب درمختار فاضل مدقق علاء الدین حصکفی و فاضل اجل سید احمد طحطاوی و فاضل ابن عابدین شامی و غیر ہم اجلہ نے اتباع کیا، علامہ بدر الدین عینی نے تحفہ سے اس کا استحباب نقل فرمایا اور صاحب محیط و

¹ صحیح مسلم باب صفۃ الجلوس فی صلوۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۱۶/۱

² مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ ابن عمر مطبوعہ دار لفکر بیروت ۱۱۹/۲

³ السنن الکبری للبیہقی باب من روی انہ اشار بہا الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۲/۲

⁴ السنن الکبری للبیہقی باب ماروی فی تخلیق الوسطی بالابهام مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۱/۲

لما قسمتی نے سنت کہا ففی الدر المختار (در مختار میں ہے۔ ت):

لیکن معتمد وہی ہے جسے شارحین نے صحیح کیا خصوصاً متاخرین علماء کمال، حلبی، بہنسی، باقانی اور شیخ الاسلام الجب و غیرہم نے اشارہ کرنے کو صحیح قرار دیا کیونکہ یہنسی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ہے اور انھوں نے اس قول کی نسبت امام محمد اور امام صاحب کی طرف کی ہے، بلکہ متن در البحار اور اسکی شرح غرر الاذکار میں ہے کہ اشارہ کرنا ہمارے نزدیک مفتی بہ قول ہے الخ اور شرنبلالیہ میں برہان سے منقول ہے کہ صحیح یہی ہے کہ نمازی اشارہ کرے الخ لفظ صحیح کہہ کر متوجہ کیا ہے کہ وہ قول کہ اشارہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ درایت و روایت دونوں کے خلاف ہے اور عینی میں تحفہ کے حوالے سے ہے کہ اشارہ کرنا مستحب ہے، اور محیط میں ہے کہ سنت ہے انتی ملقطا۔ (ت)	لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتأخرون كالكمال والحلبى والبهنسى والباقي وزيخ الاسلام الجب وغيرهم انه يثبث لفعله عليه الصلوة والسلام ونسبوه لمحمد ولا ما م بل في متن در البحار وشرحه غرر الاذكار المفتى به عندنا انه يثبث الخ افى الشرنبلالية عن البرهان الصحيح انه يثبث الخ واحتذر بالصحيح عما قيل لا يثبث لانه خلاف الدراية والرواية الخ وفي العيني عن التحفة الاصح انها مستجة وفي المحيط سنة انتهى ملقطاً¹۔

اور اس مسئلہ میں ہمارے تینوں ائمہ کرام سے روایتیں وارد جس نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اُس میں عدم روایت یا روایت عدم کا زعم کیا محض ناواقفی یا خطائے بشری پر مبنی تھا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب المشیختہ میں در بارہ اشارہ ایک حدیث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں: فنفعلم ما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونصنع ما صنعہ وهو قول ابی حنیفہ وقولنا²۔ ذکرہ العلامة الحلبي في الحلیة عن البدائع یعنی پس ہم کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا اور وہ مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا اور ہمارا۔ اس کو علامہ حلبی نے حلیہ میں بدائع سے نقل فرمایا ہے۔

ویروی عنه رحمة الله تعالى ثم قال هذا قولی وقول ابی حنیفہ³۔ اثرہ العلامة عن الذخیرة

¹ در مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبعہ مجتبائی دہلی ۷/۷۷

² بدائع الصنائع فصل فی سنن الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ۲۱۴/۱

نوٹ: کتاب المشیختہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بدائع الصنائع سے حوالہ نقل کیا ہے۔

³ حلیۃ الحلبي شرح منیہ المصلی

وشرح الزاہدی صاحب القنیۃ اور انہی سے مروی ہے پھر امام محمد نے فرمایا اشارہ کرنا میرا قول ہے اور قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ علامہ حلبی نے ذخیرہ اور شرح الزاہدی صاحب قنیۃ سے اسے نقل کیا۔ وہ مذکورہ اور کبیری اور ردالمحتار میں اسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا یہاں تک کہ شامی نے اس حاشیہ میں تصریح کی:

هو منقول عن ائمتنا الثلاثة ¹ ۔	(یہ ہمارے تینوں ائمہ سے منقول ہے۔ ت)

اور اسی میں ہے:

هذا ما اعتمدہ المتأخرون لثبوته عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالاحاديث الصحيحة والصحة نقله عن ائمتنا الثلاثة فلذا قال في الفتح ان الاول (يعنى عدم الاشارة) خلاف الدراية والرواية ، وفيه عن القهستاني وعن اصحابنا جميعا انه سنة فيخلق ابهام اليمنى ووسطاها ملصقا راسها براسها ويشير بالسبابة ² ۔	اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا کیونکہ نبیا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور ہمارے تینوں ائمہ سے اس کا منقول ہونا صحیح ہے اسی لئے فتح میں کہا پہلا (یعنی اشارہ نہ کرنا) وروایت سے ہے کہ ہمارے تمام احناف کے نزدیک یہ سنت ہے لہذا دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیان انگلی کے سروں کو ملا کے حلقہ بنا کر سبابہ سے اشارہ کرے (ت)

کبیری میں ہے:

قبض الاصابع عند الاشارة المروى عن محمد في كيفية الاشارة وعن كثير من المشائخ (انه) لايشير اصلا وهو خلاف الدراية والرواية فعن محمد ان ما ذكره في كيفية الاشارة هو قوله وقوله ابى حنيفة رحمة الله تعالى ملخصاً ³ ۔	اشارہ کے وقت انگلیا بند کر لے، طریقہ اشارہ میں امام محمد سے یہی مروی ہے اور متعدد مشائخ کا قول ہے کہ اشارہ اصلاً نہ کیا جائے یہ درایہ وروایت کے خلاف ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ کیفیت اشارہ میں کچھ ذکر کیا ہے یہ ان کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ملخصاً (ت)

¹ ردالمحتار، باب صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۴۲

² ردالمحتار، باب صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۴۲

³ غنیۃ المستملی شرح نئیۃ الصلی، صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۲۸

اور اسی طرح محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔ بالجملہ اشارہ مذکورہ کی خوبی میں کچھ شک نہیں، احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال ہمارے مجتہدین کرام کے اسی کو مفید، بعد اس کے اگر کتب متاخرین مثل تنویر الابصار و ولوالحیو تجنیس و خلاصہ نزاریہ و واقعات و عمدۃ المفقی و منیتی المفقی و تبیین کبرایو مضمرات و ہندیہ و غیر ہا عامہ فتاویٰ میں عدم اشارہ کی ترجیح تصحیح منقول ہو تو قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتی علماء نے ان اقوال پر التفات نہ فرمایا اور خلاف عقل و نقل ٹھہرایا کیا سمعت مراراً، والحمد للہ لیلاً و نہاراً و جہراً و اسراراً واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۰۲: محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ رفع یدین حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا یا نہیں اور کب تک کیا؟ یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ آپ نے کیا؟ مسلمانوں کو کرنا چاہئے یا نہیں؟ مکمل ارشاد فرما کر مشکور و ممنون فرمائیے، فقط۔

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر گز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے۔ نہ احادیث میں اس کی مدّت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل و ترک دونوں میں وارد ہیں، سنن ابی داؤد و سنن نسائی و جامع ترمذی و غیر ہا میں ایسی سند سے جس کے رجال صحیح و مسلم ہیں بطریق عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

قل الا خبرکم بصلاة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد ^۱ ۔	یعنی انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے، یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے (ت)

ترمذی نے کہا:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من	یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علماء منجمد

^۱ سنن النسائی باب رفع الیدین للرفع مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۳۳۱ھ، جامع الترمذی باب رفع الیدین عند الرفع مطبوعہ امین کمپنی کراچی ۱۳۵۱ھ

اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفه ¹ -	اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والتابعين كرام وامام سفيان وعلماؤه كوفه رضى الله تعالى عنهم (ت)

مسند امام الاثر مالک لازمہ امام اعظم رضى الله عنه میں ہے:

حد ثنا حماد عن ابراهيم عن علقمه والاسود عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان لا يرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ولا يعود لشيء من ذلك ² -	ہمیں حماد نے ابراہیم سے علقمہ واسود سے عبد اللہ بن مسعود رضى الله تعالى عنه سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف نماز کے شروع میں رفع یدین فرماتے پھر کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابي بكرة قال ثنا قال سفيان عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث وائل انه رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه اذا افتتح الصلاة واذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع فقال ان كان وائل رآه مرة يفعل ذلك فقد رآه عبد الله خمسين مرة لا يفعل ذلك ³ -	ابو بکرہ نے ہمیں حدیث بیان کی کہا ہمیں مومل نے حدیث بیان کی کہا ہمیں سفيان نے حدیث بیان کی ہے مغیرہ سے اور مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضى الله تعالى عنه کی نسبت دریافت کیا کہ انھوں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبد اللہ رضى الله تعالى عنه نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

¹ جامع الترمذی باب رفع الیدین عند الركوع مطبوعہ امین کینی کراچی ۱۱/۳۵

² مسند الامام اعظم اجتماع الاوزاعی والبی حنیفہ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

³ شرح معانی الآثار باب التکبیر عند الركوع مطبوعہ ایچ ایم سعید ۱۱/۱۵۴

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذنب خیل شمس اسکوافی الصلاة ^۱ ۔	کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دُمیں ہیں قرار سے رہو نماز میں۔

اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا۔ اور حاضر بلج پر مقدم ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہئے، شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں، ہاں وہ حضرات تقلید ائمہ دین کو شرک و حرام جانتے اور بالانکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعداء اپنے لئے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمہ مسلمین و اثارت فتنہ بین المومنین کرنا چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت و ناموری سمجھتے ہیں اُن کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہئے۔ مانا کہ احادیث رفع یدین ہی مرجع ہوں تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں، غایت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا کہ کیا تو اچھا، نہ کیا تو کچھ برائی نہیں، مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھانا دو^۲ گروہ کر دینا، نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ^۲	فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

خود ان صاحبان میں بہت لوگ صد ہا گناہ کبیرہ کرتے ہوں گے انھیں نہ چھوڑنا، اور رفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں کرنا کچھ بھلا معلوم ہوتا ہوگا (ہرگز نہیں) اللہ سبحنہ و تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ نمبر ۴۰۳: از امین مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلحاجی یعقوب علی خان صاحب ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شافعیہ ایک ہاتھ کے فرق سے نماز میں پاؤں کشادہ رکھتے ہیں، یہ میں نے کعبۃ اللہ میں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ اور مذہب حنفیہ میں چار انگشت کے فاصلے پر ایک پاؤں سے دوسرا پاؤں رکھتے ہیں کس طرح کرنا چاہئے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

چار ہی انگل کا فاصلہ رکھنا چاہئے یہی ادب اور یہی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

^۱ صحیح مسلم باب الامر بالکون فی الصلوۃ الخ مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱۸۱۱ھ

^۲ القرآن ۱۹۱/۲

ردالمحتار میں ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار فاصلہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔ ابو نصر دبوسی سے اسی طرح منقول ہے کہ وہ یہی کرتے تھے کذا فی الکبریٰ اھ قول: (میں کہتا ہوں) بلکہ نورالایضاح اور اسکی شرح مراقی الفلاح للعلایہ الشربلالی میں ہے کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کو چار انگلیوں کے فاصلہ پر کھلا رکھنا سنت ہے کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے اھ سید طحاوی نے اسکی حاشیہ میں فرمایا کہ کتاب الاثر میں امام صاحب نے اس پر نص کی ہے، اور اس میں اختلاف بیان نہیں کیا (ت)	قال فی رد المحتار ینبغی ان یکون بینہما مقدار اربع اصابع الید لانہ اقرب الی الخشوع کذا روی عن ابی نصر الدبوسی انہ کان یفعلہ کذا فی الکبریٰ¹۔ اھ اقول: بل فی نورالایضاح و شرحہ مراقی الفلاح للعلامة الشربلالی ینسن تفریج القدمین فی القیام قدر اربع اصابع لانه اقرب الی الخشوع²۔ اھ قال السید الطحاوی فی حاشیة نص علیہ ف کتاب الاثر عن الامام ولم یحک فیہ خلافاً³۔

امام علامہ جمال الدین یوسف اردبیلی شافعی نے بھی کتاب الانوار میں کہ اجل معتمدات مذہب شافعی سے ہے اسی چار انگلی فصل کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی؛

قدموں کو ملا کر رکھنا مکروہ ہے ان کے درمیان چار انگلیوں کی مقدار فاصلہ رکھنا مستحب ہے۔ (ت)	حیث قال یکرہ الصاق القدمین ویستحب التفریق بینہما بقدر اربع اصابع⁴۔

ہاں سید علامہ شیخ زکریا انصاری شافعی قدس سرہ نے شرح روض الطالب میں بالشت بھر کا فاصلہ تحریر فرمایا۔ حاشیہ الکشری علی الانوار میں ہے:

اس کا قول "چار انگلیوں کی مقدار" شاید متفرق طور پر مراد ہوں کیونکہ شرح روض میں ہے کہ فاصلہ ایک بالشت ہونا چاہئے۔ (ت)	قوله بقدر اربع اصابع لعلها متفرقة لان فی شرح الروض بقدر شبر⁵۔

¹ ردالمحتار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۹۹/۱

² مراقی الفلاح وحاشیہ مراقی فصل فی بیان سنن الصلوۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت آرم باغ کراچی ص ۱۴۳

³ مراقی الفلاح وحاشیہ مراقی فصل فی بیان سنن الصلوۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت آرم باغ کراچی ص ۱۴۳

⁴ الانوار العمل البرار لیوسف الکتاب الصلوۃ المطبوعۃ الجمالیۃ مصر ۲۱/۱

⁵ حاشیہ الکشری علی الانوار الصلوۃ المطبوعۃ الجمالیۃ مصر

مگر ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرانہ کسی طرح قابل قبول ہو سکتا ہے کہ ہدایہ طرز و روش ادب و خشوع سے جدا ہے، جن شافعیہ نے ایسا کیا غالباً کوئی عذر ہوگا یا شاید ناواقفی کی بنا پر کہ مکہ معظمہ کا ہر تنفس تو عالم نہیں اعتبار اقوال و افعال علماء کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۰۴: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نفل نماز بیٹھ کر ادا کرے تو رکوع کس طرح ادا کریں یعنی سرین اٹھیں یا نہیں؟ در صورت مخالف نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا فاسد؟ بینو تو جروا۔

الجواب:

رکوع میں قدر واجب تو اسی قدر ہے کہ سر جھکائے اور پیٹھ کو قدرے خم دے مگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجہ کمال و طریقہ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے اس قدر کہ لئے سرین اٹھانے کی حاجت نہیں تو قدر اعتدال سے جس قدر زائد ہو گا وہ عبث و بیجا میں داخل ہو جائے گا۔

حاشیہ شامیہ میں ہے رجنندی کے حوالے سے حاشیہ قتال میں ہے اگر کوئی بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہو تو اپنی پیشانی کو گھٹنوں کے برابر جھکائے تاکہ رکوع حاصل ہو جائے اھ قلت شاید یہ تمام رکوع پر محمول ہو کیونکہ آپ جان چکے ہیں کہ رکوع سر کو صرف جھکا دینے سے یعنی ساتھ کچھ پیٹھ کو جھکانے سے ادا ہو جاتا ہے، غور کرو انتہی۔	فی الحاشیة الشامیة فی حاشیة الفتال عن البرجنندی ولو کان یصلی قاعدا ینبغی ان یحاذی جہتہ قد ا م رکبتہ لیحصل الركوع اھ قلت ولعلہ محمول علی تمام الركوع والا فقد علمت حصولہ بأصل طأطأة الراس ای مع انحناء الظهر¹ تأمل انتہی۔

اور نماز میں جو ایسا فعل کیا جائے گا لا اقل نا پسند مکروہ تنزیہی ہو گا۔

در مختار میں ہے کہ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے انتہی ملتقطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)	وفی الدر المختار ویکرہ ترک کل سنة² انتہی ملتقطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵ محرم ۱۴۰۸ھ

مرسلہ محمود حسین

مسئلہ نمبر ۴۰۵:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک شخص نماز کھڑے ہو کر بوجہ عذر بیماری کے نہیں پڑھ سکتا

¹ رد المختار باب صفیة الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱/۷۷

² در مختار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ الخ مطبوعہ مجتہدائی دہلی ۱۱/۹۳

لیکن اس قدر طاقت اس کو ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہی ہو کر باندھ لے اور باقی بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو اس صورت میں آیا اس کو ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہی ہو کر کہے اور پھر بیٹھ جائے یا سرے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور ادا کر لے، دوسری شق میں نماز اس کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

صورتِ مستفسرہ میں بیشک اُس پر لازم کہ تحریمہ کھڑے ہو کر باندھے جب قدرت نہ رہے بیٹھ جائے۔ یہی صحیح ہے، بلکہ ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے اس کا خلاف اصلاً منقول نہیں۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

ان قدر علی بعض القیام ولو متکماً علی عصا او حائط قائم لزوماً بقدر ما یقدر ولو قدر ایه او تکبیرۃ علی المذہب لان البعض معتبر بالکل ¹ ۔	اگر نمازی قیام پر قادر ہو اگرچہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسبِ طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔ (ت)

تبین الحقائق شرح کنز الدقائق للعلامة الزیلعی میں ہے:

ولو قدر علی بعض القیام دون تمامہ بان کان قدر علی التکبیر قائماً او علی التکبیر وبعض القراءة فانه یؤمر بالقیام و یأتی بما قدر علیہ ثم یقعد اذا عجز ² ۔	اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو، مثلاً کھڑے ہو کر تکبیر یا تکبیر اور کچھ قرات پر قادر ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے اور وہ حسبِ طاقت قیام کے ساتھ بجالائے، پھر جب عاجز آئے تو بیٹھ جائے۔ (ت)

خانیہ میں ہے:

ولو قدر علی ان یکبر قائماً ولا یقدر علی اکثر من ذلک یکبر قائماً ثم یقعد ³ ۔	اگر کھڑے ہو کر صرف تکبیر کہنے پر قادر ہے اس سے زیادہ پر قادر نہیں تو کھڑے ہو کر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔ (ت)

¹ دُر مختار شرح تنویر الابصار باب صلوة المریض مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۴۱۱ھ

² تبین الحقائق باب صلوة المریض مطبعة امیریہ کبریٰ مصر ۲۰۰۱ھ

³ فتاویٰ قاضی خان باب صلوة المریض مطبعة نوکسور لکھنؤ ۸۲ھ

غنیہ شرح المنیہ للعلامة ابراہیم حلبی میں ہے:

لو قدر علی بعض القیام لا کله لزمه ذلك القدر حتى لو كان لا یقدر الاعلی قدر التحریمة لزمه ان یتحرّم قائماً ثم یقعّد ¹ ۔	اگر کچھ قیام پر قادر ہے تمام پر نہیں تو اس پر اس کی مقدار قیام لازم ہے حتیٰ کہ اگر کوئی صرف تکبیر تحریمہ کے مقدار پر قادر ہو تو کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر بیٹھ جائے۔ (ت)

خلاصہ وغیرہ میں ہے:

قال سراج الاثمة الحلوائی هو المذهب الصحيح ² ۔	سراج الاثمة حلوائی نے فرمایا کہ یہی صحیح مذہب ہے۔ (ت)

بحر الرائق پھر حاشیہ طحاویہ علی الدر میں ہے:

لا یروی عن اصحابنا خلافاً ³ ۔	ہمارے اصحاب سے اس کے خلاف مروی نہیں۔ (ت)

پھر اگر اس کا خلاف کیا یعنی باوجود قدرت تحریمہ بھی بیٹھ کر باندھی نماز نہ ہوئی۔

لقول الغنیة لزمه وقول الدر لزوماً مع قول العلامة الشرنبلالی عبرت باللزوم لكونه اقوی لان هذا یفوت الجواز بفوته الخ لقول المحقق العلائى وغیره ان البعض معتبر بالکل۔	کیونکہ غنیہ میں اس پر لازم ہے۔ در میں ہے: لازم ہے اور علامہ شرنبلالی کی تصریح "باللزوم" کے ساتھ ہے، وہ کہتے ہیں میں نے "باللزوم" سے تعبیر اس لئے کیا ہے کہ یہ اقوی ہے کیونکہ اس کے فوت ہونے سے جواز ہی فوت ہاجاتا ہے الخ اور محقق علائی نے کہا کہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔ (ت)

فقیر غفر اللہ لہ کو اللہ تعالیٰ تحقیق حق القا کرے علما تصریح فرماتے ہیں کہ تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے اگر بیٹھ کر بلکہ اتنا جھکا
ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچیں تحریمہ باندھے ہرگز صحیح نہ ہوگی اور تحریمہ شرط نماز ہے کہ بے اس کے نماز باطل، تو جبکہ
تحریمہ کے لئے قیام کر سکتا اور نہ کیا شرط تحریمہ فوت ہوئی تو تحریمہ صحیح نہ ہوئی تو نماز ادا نہ ہوئی اذافات الشرط فات
المشروط (جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط از خود فوت ہو جائے گا۔ ت) دُر مختار میں شرح الوہانیہ للعلامة حسن بن عمار سے ہے:

¹ غنیہ المستملی شرح منیہ الصلی الثانی القیام، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۲۶۲

² خلاصۃ الفتاویٰ الحادی والعشرون فی صلوٰۃ المریض مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۹۳۸

³ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ المعرفۃ بیروت ۳۱۸/۱

شروط لتحريم حظيت بجمعها :: مهذبة حسنامدى الدهر تزهرو :: دخول لوقت واعتقاد دخوله :: وستر طهر والقيام المحرر ¹ ::	تکبیر تحریمہ کے لئے کچھ شرطیں ہیں میں ان کو اکٹھا کرنے سے بہرہ ور ہوا، حالانکہ وہ شرطیں خوب آراستہ و زمانہ بھر چمکتی ہیں (وہ یہ ہیں) وقت فرض کا داخل ہونا اور بدن مکان اور کپڑے کے طہارت اور قیام محرر۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

المحرر بان لا تنال يداه ركبية كما مر فلو ادرك الامام را كعاف كبر منحنيا لم تصح تحريمته ² اه	قیام تحریمہ ہے کہ اس کے ہاتھ کھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں جیسا کہ گزر چکا، اگر نمازی نے امام کو رکوع میں پایا اور جھک کر تکبیر تحریمہ کہہ کر شامل ہوا تو اس کی تحریمہ صحیح نہیں ہے اھ (ت)

شرح التنوير للعلائی میں ہے:

من فرائضها التي لا تصح بدونها التحريم قائما ³	ان فرائض میں سے جن کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی ایک کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا بھی ہے (ت)

حاشیہ علامہ ابن عابدین میں ہے

قوله قائما احداشروطها العشرین الآيته ⁴	اس کا قول "قائماً" یہ ان بیس ^{۲۰} شروط میں سے ایک ہے جن کا ذکر آ رہا ہے۔ (ت)

آج کل بہت جہاں ذرا سی باطاعتی مرض یا کبر سن میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اوکا ان میں بہت ایسے ہیں کہ
ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہو کر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے نہ کوئی نیا مرض لاحق ہونہ گر پڑنے
کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت و تکلیف ہے جس سے بچنے کو صراحتہً نمازیں
کھوتے ہیں م نے مشاہدہ کیا ہے وہی لوگ جنہوں نے بحلیہ ضعف و مرض فرض بیٹھ کر پڑھتے اور وہی باتوں میں اتنی دیر
کھڑے رہے کہ اتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہر گز قعود کی

¹ دُر مختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۷۱

² ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطفی البابی مصر ۳۳۴/۱

³ دُر مختار، باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۷۱

⁴ ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطفی البابی مصر ۳۲۶/۱

اجازت نہیں بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض قیام سے ادا کریں۔ کافی شرح وافی میں ہے:

ان لحقه نوع مشقة لم یجز ترك القیام ¹ ۔	اگر وہی مشقت لاحق ہو تو ترک قیام جائز نہ ہوگا۔ (ت)

ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سائبہ خواہ کسی طبیب مسلمان حاذق عادل مستور الحال غیر ظاہر الفسق کے اخبار خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی و آرام طلبی پر مبنی نہ ہو بظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید و مدید ہوگا مگر یہ بات طول قیام میں ہوگی تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے جب وہ غلبہ ظن کی حالت پیش آتی تو بیٹھ جاتے یہ ابتدا سے بیٹھ کر پڑھنا بھی ان کی نماز کا مفید ہوا۔

ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے سے یا کسی آدمی خواہ دیوار یا تکیہ لگا کر کُل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ کے ذریعے سے کر سکے بجائے، کُل تو کُل یا بعض تو بعض ورنہ صحیح مذہب یہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ فقد مرمّن الدر ولو متکأ علی عصا وحائط²۔ (در کے حوالے سے گزرا اگرچہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے، ت) تبیین الحقائق میں ہے:

لو قدر علی القیام متکأ (قال الحلوانی) الصحیح انہ یصلی قائماً متکأ ولا یجزیہ غیر ذلک وکذلک لو قدر ان یعتمد علی عصا او علی خادم له فانه یقوم ویتکیئ ³ ۔	اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو (حلوانی نے کہا) تو صحیح یہی ہے کہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے اس کے علاوہ کفایت نہ کریگی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔ (ت)

یہ سب مسائل خوب سمجھ لئے جائیں باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام و تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے جس پر اطلاع نہایت ضرور و اہم کہ آجکل ناواقفی سے جاہل تو جاہل بعض مدعیان علم بھی ان احکام کا خلاف کر کے ناحق اپنی نمازیں کھوتے اور صراحۃً مرتکب گناہ و تارک صلوٰۃ ہوتے ہیں۔ وبالله العصمة ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم و عملہ جل مجدہ اتم واحکم۔

¹ کافی شرح وافی

² در مختار باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۰۴/۱

³ تبیین الحقائق باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مطبعۃ امیر یہ کبریٰ مصر ۲۰۰/۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ الحمد للہ کے بعد جو سورۃ پڑھی جائے اُس پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں یہ ناجائز ہے اس لئے کہ ضم سورۃ واجب ہے اور بسم اللہ شریف پڑھنے سے ضم نہ ہوا فصل ہو گیا، یہ قول ان کا کیسا ہے؟

الجواب:

ہمارے علمائے محققین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کتب معتمدہ میں روشن تصریحیں فرما رہے ہیں کہ ابتدائے سورۃ پر بھی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہئے مطلقاً مستحب و مستحسن ہے، خواہ نماز سر یہ ہو یا جسر یہ۔ اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا ناجائز ہونا درکنار ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی اس کی کراہت کا بھی قائل نہیں بلکہ سب ائمہ کرام بالاتفاق اسے خوب بہتر جانتے ہیں اختلاف صرف سنیت میں ہے کہ جس طرح سر فاتحہ پر بسم اللہ شریف بلاشبہ سنت ہے یونہی سر سورۃ پر بھی سنت ہے یا مستحب۔ امام محمد کے نزدیک سر یہ میں سنت ہے، محیط و مضمرات و عتابہ و مستصفی و غیر ہامیں اسی کی تصحیح فرمائی اور مذہب امام، نفی استئذان ہے اور اس پر فتویٰ اور یہی کلمات متون "لایاتی" و "لایمسی" (نہ لائے اور نہ بسم اللہ پڑھے۔ ت) سے مراد بہر حال اس کی خوبی و حسن پر ہمارے سب ائمہ کا اتفاق ہے پھر اس کے بعد زید و عمرو کو اپنی رائے لگانے اور اتفاق ائمہ کرام کے خلاف اجتہاد کرنے کی گنجائش، اور وہ بات بھی کچھ ٹھکانے کی ہو جس نے چند حروف فقہ کے پڑھے یا کسی عالم کی صحبت پائی وہ خوب جانتا ہے کہ ضم سورۃ جو واجب ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ خاص سورۃ ہی ملانی واجب ہے یہاں تک کہ بعد فاتحہ وسط سورۃ سے کسی رکوع کا پڑھنا ناجائز و موجب ترک واجب ٹھہرے کہ سورۃ بمعنی معروف کا ملانا اُس پر بھی صادق نہیں بلکہ اس سے مراد قرآن عظیم کی بعض آیات ملانا ہے کہ خواہ سورۃ ہو یا نہ ہو بسم اللہ شریف خود ایک آیت قرآن عظیم ہے تو اس کا ملانا قرآن عظیم ہی کا ملانا ہوا نہ کسی غیر کا، جو صاحب اتنا بھی خیال نہ فرمائیں انھیں احکام شریعت میں رائے زنی کیا مناسب ہے، اب تصریحات علمائے کرام سنئے، دُر مختار میں ہے:

(لا) تسن (بین الفاتحة والسورة مطلقاً) ولو سرّیة ولا تکره اتفاقاً ¹ ۔	(نہیں ہے) بسم اللہ پڑھنا سنت (فاتحہ اور سورۃ کے درمیان مطلقاً) اگرچہ نماز سرّی ہو، اور نہ مکروہ ہے اتفاقاً۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

صرح فی الذخیرۃ والمجتبیٰ بآنہ ان سی	ذخیرہ اور مجتبیٰ میں اس بات کی تصریح ہے کہ فاتحہ اور

¹ دُر مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۱/۷۵

بین الفاتحة والسورة المقرؤة سرا اوجهر اكان حسنا عند ابی حنیفة ورجحه المحقق ابن الهمام وتلبيذه الحلبي الشبهة الاختلاف في كونها آية من كل سورة بحر¹۔	اس سے ملائی جانے والی سورت کے درمیان بسم اللہ آہستہ یا بلند پڑھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک حسن ہے۔ امام ابن الہمام اور ان کے شاگرد حلبی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ بسم اللہ کے ہر سورت کا جزء ہونے میں اختلاف کا شبہ ہے۔ بحر (اس لئے پڑھ لینا ہی بہتر ہے۔ ت)

طحاوی میں ہے:

قوله ولا تكره اتفاقا بل لا خلاف في انه لو سى لكان حسنا نهر²۔	اس کا قول کہ "بالاتفاق مکروہ نہیں" بلکہ اگر بسم اللہ پڑھی تو اس کے حسن ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، نہر۔ (ت)

امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں عن الذخيرة عن المعلى عن ابی یوسف عن ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ذخیرہ سے معلیٰ سے ابو یوسف سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ست) روایت فرمایا:

انه اذا قرأها مع كل سورة فحسن³۔	اگر نمازی ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے تو یہ حسن ہے۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

لاتسن التسمية بين الفاتحة والسورة مطلقاً عندهما وقال محمد تسن اذا خافت لا ان جهر وصح في البدائع قولهما والخلاف في الاستئنان اما عدم الكرهة فمتفق عليه لهذا صرح في الذخيرة و	شیخین کے ہاں فاتحہ اور سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مطلقاً سنت نہیں۔ امام محمد کہتے ہیں کہ سرّی نماز میں سنت ہے مگر جہری میں سنت نہیں، بدائع میں شیخین کے قول کو صحیح کہا گیا لیکن یہ اختلاف سنت ہونے میں ہے، پڑھ لینا مکروہ نہیں اس پر اتفاق ہے، اسی لیے ذخیرہ

¹ در مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مطفی البابي مصر ۱/۳۶۲

² حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۲۱۹

³ حلیۃ الحلی شرح منیۃ المصلی

والمجتبیٰ^۱ الی آخر ما مر۔

اور مجتبیٰ اس کی تصریح کی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے (ت)

علامہ حسن شرنبلالی غنیہ ذوی الاحکام میں فرماتے ہیں:

المراد نفی سنیۃ الاکاتیان بہا بعد الفاتحہ و
ہذا عندہما وقال محمد یسن الاتیان بہافی
السریۃ بعد الفاتحہ ایضاً للسرۃ واتفقوا علی
عدم کرہۃ الاتیان بہا بل ان سبی بین الفاتحہ
والسورۃ کان حسناً سواء کانت الصلاۃ جہرۃ
جہریۃ او سریۃ^۲۔

اس سے مراد فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کی سنیت کی نفی ہے
اور یہ شیخین کے نزدیک ہے۔ امام محمد کا قول یہ ہے کہ نماز
سرّی میں فاتحہ کے بعد سورت کے لئے بسم اللہ پڑھنا بھی
سنت ہے لیکن اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو اس کے مکروہ نہ ہونے پر
سب کا اتفاق ہے، بلکہ فاتحہ اور سورت کے درمیان اگر پڑھ لیتا
ہے تو یہ حسن ہے خواہ نماز جہری ہو یا سرّی۔ (ت)

مراتی الفلاح میں ہے:

لا کرہۃ فیہا ان فعلہا اتفاقاً للسورۃ سواء جہرا
و خافت بالسورۃ^۳۔

سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا بالاتفاق مکروہ نہیں خواہ
سورت جہراً پڑھے یا سرّاً (ت)

رحمانیہ و بر جندی وغیرہما میں محیط سے ہے:

ذكر الفقيه ابو جعفر عن ابي حنيفة رضى الله
تعالى عنه انه اذا قرأها مع كل سورة فحسن^۴ وهو
قول محمد رحمه الله تعالى، والله تعالى اعلم۔

فقہ ابو جعفر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ پڑھتا ہے تو یہ
حسن ہے اور یہی امام محمد کا قول ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۴۰۷: از ائادہ متصل کچہری منصفیر سلہ مولوی محمد حبیب علی صاحب علوی ۹ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ
حامداً ومصلياً مخلص نوزاد کم اللہ مجد کم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس طرف جو رسا کیں شریفہ آخنباب مثلیات الموت
وشاح الجید، النبی الحاجر، از الیہ العار و غیر ہاکے مطالعہ سے شرف اندوزی حاصل ہوئی۔ شکریہ

^۱ البحر الرائق فضل واذا اراد الدخول الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۱۲/۱

^۲ غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ در الاحکام باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنہ در سعادت بیروت ۶۹/۱

^۳ مراتی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلوۃ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۵۴

^۴ شرح النقایۃ للبر جندی، کتاب الصلوۃ مطبوعہ نوکسور بالسرور لکھنؤ، ۱۰۴/۱

اس کا حوالہ قلم نہیں ہو سکتا ہے واقعی آپ کا طرز ایسے مسائل میں تحقیق کا اوروں سے نرالا ہے اور ہمہ وجہ سب سے اعلیٰ ہے آپ نے پایہ تحقیق مسائل نزاعیہ میں مراتب عالیہ کو پہنچا دیا ہے جزا کہ اللہ خیرا الجزا۔ اس عریضہ کی تسطیر کی بالفعل یہ ضرورت درپیش ہے کہ وقت رکوع در مختار میں الصاق کعبین کو مسنون دو مقام پر تحریر کیا ہے شامی نے ثبوت مسنونیت میں کوئی حدیث تحریر نہیں کی بلکہ کچھ زیادہ تعرض اور لحاظ نہیں فرمایا، صاحب مفتاح الصلوٰۃ نے احادیث اور ظاہر الروایہ میں وارد ہونا تحریر کر کے الصاق کو بمعنی قریب اتصال تصریح کر کے زیادہ تحقیق کا حوالہ اپنے حواشی پر لکھ دیا، دریاف طلب امر صرف امور ذیل ہیں: (۱) مسنونیت الصاق کعبین فی الركوع کہاں ثابت ہے، کون حدیث دلیل قول صاحب در مختار ہے اور وہ کہاں تک قابل عمل اور اعتماد ہے، صاحب مفتاح الصلوٰۃ کا بیان بنسبت اس مسئلہ کے مجملہ صحیح ہے یا کیا۔ دیگر متون معتمدہ فقہ مذہب حنفی میں اس سنت رکوع کا بیان کیوں نہیں درج ہوا ہے تساہل بعض فقہانے کیوں گوارا فرمایا۔ عبارت فتاویٰ در مختار ہر دو مقام سے اور عبارت مفتاح الصلوٰۃ بقیہ صفحہ ذیل میں درج ہے، غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار صفحہ ۲۳۰، ۲۱۹ سنن نماز و طریق ادائے نماز و تکبیر الركوع و کذا الرفع منه بحیث یستوی قائماً و التسبیح فیہ ثلاثاً و الصاق کعبیہ و ینصب ساقیہ (تکبیر رکوع اور اسی طرح رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا، اس میں تین دفعہ تسبیح پڑھنا، ٹخنوں کا متصل ہونا اور پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔ (ت) مفتاح الصلوٰۃ صفحہ ۹۲:

مقابلہ کعب بکعب نیز ارادہ می توان نمود چنانکہ تحقیق ایں مسئلہ در حواشی بحر الرائق کاتب بتفصیل مذکورہ نمودہ۔ واللہ اعلم۔ امام زاہدی کی کتاب مجتبیٰ میں سنن رکوع کی بحث میں ٹخنوں کو متصل کرنا اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا سنت بیان کیا گیا ہے لیکن حدیث صحیح اور کتب ظاہر الرویہ میں یہ وارد نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ملتا کہ ایک ٹخنہ کا دوسرے ٹخنے کی طرف میلان ہو، جیسا کہ صاحب قاموس نے اس کا معنی لصوق بیان کیا ہے ورنہ رکوع میں اتصال کی صورت میں حرکت کثیرہ لازم آئے گی یا آنکہ اس کے ساتھ انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف نہیں رہے گا، اور سنت قائم نہ ہوگی کہ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگلیوں کی مقدار کا فاصلہ سنت ہے، یہاں

مجتبیٰ کہ تصنیف امام زاہدی است از مسنونات رکوع الصلٰۃ کعبین باستقلال انگشتان بسوئے قبلہ مسنون گفتہ است لیکن در حدیث صحیح و در کتب ظاہر الرویہ ظاہر نمی شود ظاہر مراد امالہ کعب بسوئے کعب دیگر باشد چنانکہ صاحب قاموس معنی لصوق گفتہ است زیرا کہ اگر الصاق در وقت رکوع کند حرکت کثیر لازم مے آید یا آنکہ استقبال انگشتان نمی ماند و سنت قیام مے رود کہ فرجہ چہار انگشت مسنون است و مؤید امالہ قول نحوین است الباء للالصاق یعنی القرب و در حدیث نیز الصاق الکعب بمعنی القرب و المقابلہ واقع است پس

مقابلہ کعب کعب نیز ارادہ می توای نمود چنانکہ تحقیق اس مسئلہ در حواشی بحر الرائق کاتب بتفصیل مذکورہ نمودہ۔ واللہ اعلم۔	الصاق کے معنی امالہ پر نحو یوں کا قول بھی تائید کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں بالصاق یعنی قُرب کے لئے ہے، اور حدیث میں بھی الصاق الکعب کا معنی قُرب اور مقابلہ واقع ہوا ہے، لہذا یہاں کعب کا کعب کے مقابل ہونا مراد لیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق راقم نے البحر الرائق کی حواشی میں ذکر ہے۔ واللہ اعلم (ت)

الجواب:

مکرمی کرم فرمایا اکرام اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ خاتم المدققین علامہ علائی دمشقی، صاحب در مختار اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہ اس مسئلہ میں متفرد نہیں اُن سے بھی پہلے علما نے اس کی تصریح اور ان کے بعد ناقلین و ناظرین نے تقریر و توضیح فرمائی۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ شرح منیہ میں فرماتے ہیں: السنة ایضاً فی الركوع الصاق الکعبین و استقبال الصابغ القبلة¹۔ رکوع میں ٹخنوں کا اتصال اور انگلیوں کا قبلہ رُخ ہونا بھی سنت ہے۔ (ت) شرح نقایہ للعلاۃ الشمس القسستانی میں ہے:

یہاں اس بات کا اضافی کرنا مناسب ہے کہ بازو پیٹ سے جدا اور ٹخنے متصل اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رُخ ہونا سنت ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے (ت)	یہاں ان یزاد مجافیا عضدیہ ملصقا کعبیہ مستقبلہ اصابعہ فانہا سنة کما فی الزاہدی ² ۔

بعینہ اسی طرح علامہ سید ابوالمسعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں علامہ سید خموی سے نقل کیا علامہ بحر الفقه زین الفقہا بحر الرائق میں شرح قدوری سے نقل فرماتے ہیں:

والسنة فی الركوع الصاق الکعبین و استقبال الاصابع للقبلة ³ ۔	رکوع میں ٹخنوں کا متصل ہونا اور انگلیوں کا قبلہ رُخ ہونا سنت ہے۔ (ت)

طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی صفۃ الصلوۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۱۵

² جامع الرموز، فصل صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۵۲/۱

³ البحر الرائق فصل واذا اراد الدخول مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۱۵/۱

وسن ابعاد مرفقیہ عن جنبیہ والصاق کعبیہ فیہ واستقبال اصابعہ القبلة ای اصابع رجليه کذا فی القہستانی عن الزاہدی ^۱ ۔	رکوع میں کنبیوں کا پہلوؤں سے دُور ہونا اور ٹخنوں کا متصل ہونا اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رُخ ہونا سنت ہے۔ قستانی میں زاہدی کے حوالے سے اسی طرح ہے۔ (ت)

طحاوی علی الدر میں ہے:

والصاق کعبیہ حالة الركوع هذا ان تیسر له ولا کیف تیسر له علی الظاهر ^۲ ۔	حالت رکوع میں اگر آسانی ہو تو ٹخنوں کو ملا لیا جائے ورنہ جس طرح آسانی ہو ویسے کر لیا جائے ظاہر الروایت پر۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

والصاق کعبیہ ای حیث لا عذر ^۳ ۔	ٹخنوں کو ملانا اس وقت ہے جب کوئی عذر نہ ہو۔ (ت)

مسائل ظاہر الروایۃ میں محصور نہیں نہ ظاہر الروایۃ خواہ متونوں میں عدم ذکر ذکر عدم متون مختصرات ہیں اور غالباً نقل ظواہر پر
مقتصر زیادت۔ شرح معتمدین اگر مسلم نہ ہوں تو مذہب کا ایک حصہ قلیلہ ہاتھ میں رہ جائے تتبع بتائے گا کہ نن در کنار بعض
واجبات و فرائض و مفادات و نواقص تک عامہ متون میں نہیں، رہی دلیل وہ مجتہد کے پاس ہے، نہ ہمارا عدم وجدان و وجدان عدم
، ہمارے لئے نصوص فقیہیہ بس ہیں اور نصوص حتی الامکان ظاہر پر محمول، اور جب تک حقیقت بنے ہے، نہ مجرد محاذات یا مالہ
(محض مقابل یا مائل ہونا نہیں) قاموس میں فقیر نے اس معنی کا نشان نہ پایا

ان کان فهو من المجاز وقد عدوا من عيوب القاموس كما ذكره العلامة الزرقاني في عدة مواضع من شرح المواهب وغيره في غيره انه يذكر المعاني المجازية اي فيوهم الوضع لها لان كان موضوع كتب اللغة بيان المعاني الموضوع له اللفظ۔	اور اگر یہ معنی قاموس میں ہے تو یہ معنی مجازی ہوگا۔ اہل علم نے قاموس کے عیوب تحریر کئے ہیں مثلاً زرقانی نے شرح المواہب میں متعدد جگہ پر اور دیگر علمائے کرام نے اپنی کتب میں تصریح کی ہے کہ صاحب قاموس الفاظ کے مجازی، معنی ذکر کرتے ہیں جس سے انکا حقیقی ہونے کا وہم ہوتا ہے کیونکہ ان لغت کی کتب کا موضوع الفاظ کے ان معانی کا بیان کرنا جس کے لیے ان کی وضع ہے۔ (ت)۔

^۱ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح فصل فی بیان سنن الصلوٰۃ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۳۵

^۲ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب صفیہ الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۳۱۳/۱

^۳ ردالمحتار باب صفیہ الصلوٰۃ مطبوعہ مطفی البابانی مصر ۲۵۲/۱

زبان عرب میں استعمال "ب" مواضع الصاق حقیقی سے مختص نہیں وہ جس طرح واسموا بروسکم میں اپنی حقیقت پر ہے یونہی "مررت برید" میں تو الباء لالاصاق کا بطریق عموم مجاز معنی قرب پر حمل واجب، یوں ہی حدیث صحیح نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

رأیت الرجل منأیلزق کعبہ بکعب صاحبہ ^۱ ۔	میں نے دیکھا کہ ہم سے کوئی شخص اپنے ٹخنے کو دوسرے کے ٹخنے کے ساتھ ملا کر صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ (ت)

وحدیث اصح انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

کان احد نأیلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وقدمہ بقدمہ ^۲ ۔	ہم میں سے ہر ایک اپنے کاندھے کو دوسرے کے کاندھے سے اوپر اپنے قدم کو دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔ (ت)

میں درباہ کعب و اقدام ارادہ معنی حقیقی پر اقدام نہیں ہو سکتا کہ قیام میں سنت تقریب قدین ہے، خود صاحب مفتاح رحمہ الفتح کو مسلم کہ فرجہ چہار انگشت مسنون است (چار انگل کا فاصلہ مسنون ہے۔ ت) اگرچہ اس تجدید کی بھی سند پوچھے تو کتاب الاثر میں امام سے روایت ملے گی یا امام اقطع کا قول، نہ بالخصوص حدیث صحیح یا ظاہر الروایۃ و متون کی تصریح بہر حال ایسی تفریق کہ زید کا کعب ادھر عمر و ادھر بکر کے کعب سے ملحق ہو صراحۃً شان ادب کے بھی خلاف و شنیع ہے تو قیام کی دلیل کے باعث مجاز پر حمل ہرگز تجوز بے دلیل کے دستاویز نہیں ہو سکتا یہاں مجرد محاذات مراد لینے کا تو کوئی محل نہیں یہ علماء سے خاص سنت رکوع بتاتے ہیں اور محاذات ہر گز اس سے خاص نہیں، قیام خواہ تجود میں کب چاہے کہ ایک آگے یا پیچھے ہو اور امالہ مراد ہونے پر بھی اصلاً کوئی دلیل نہیں، الصاق کو مستلزم حرکت کثیرہ ماننا سخت عجب ہے بالفرض اگر قیام میں تفریق تام مسنون ہوتی جب بھی الصاق میں کثیرہ نہ تھی۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ایک صف کی قدر چلنا بھی حرکت قلیلہ ہے نہ کہ صرف قدین کا ملالینا کثیرہ ہو ہذا عجیب جدا (یہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

مشی مستقبل القبلة هل تفسد، ان قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی و وقف كذلك و هكذا لا تفسد وان کثر ما لم یختلف المکان الخ ^۳ ۔	نمازی اگر قبلہ رخ چلا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں، اگر وہ صف کی مقدار چلا پھر رکن کی مقدار کھڑا ہوا اور پھر چلا اور رکن کی مقدار کھڑا ہا نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ یہ عمل۔

^۱ صحیح البخاری باب الزاۃ المنکب بالمنکب الخ مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۰

^۲ صحیح البخاری باب الزاۃ المنکب بالمنکب الخ مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۰

^۳ در مختار باب یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مجتہائی دہلی ۱/۹۰

وتام تفصیلہ وتحقیقہ فی ردالمحتار۔

کثیر مرتبہ کرے جب تک جگہ تبدیل نہ ہو الخ اور اس مسئلہ کی تمام تفصیل و تحقیق ردالمحتار میں ہے (ت)

اور اگر کثیرہ سے کثیرہ فقہیہ مراد نہ لیجئے تو وہاں ہر گز کثیرہ لغویہ بھی نہیں اور ہوتی بھی تو نفی سنیت پر اس سے استدلال از قبیل مصادر ہوگا کہ تحصیل سنت کے لئے حرکت قلیل قطعاً مطلوب، اگرچہ بالاضافۃ لغت کثیرہ ہو، تو اس فعل پر بوجہ لزوم حرکت اعتراض اس پر موقوف کہ سنیت مصرعہ فقہا باطل ہو کر فعل عبث و خارج عن افعال الصلوٰۃ قرار پائے اور حقیقت امر پر نظر کیجئے تو نہ یہاں اقدام کو ان کے مواضع سے تحریک کی ضرورت ہوتی ہے نہ انگلیوں کے استقبال میں فرق آتا ہے نہ فرجہ چار انگشت ہاتھ سے جاتا ہے یہ تو ہر گز نہ مسنون نہ مطلوب کہ پاؤں اپنی وضع خلق کے خلاف رکھے جائیں اور ان کی سطح طوکار گز ہموار نہیں تو پنچوں سے لیڑیوں تک ہر جگہ چار انگشت کافر جہ ہونا غیر متصور بلکہ قطعاً مقصود یہ ہے کہ صدور اقدام میں اتنا فرجہ رکھے اور پاؤں کو اپنے حال فطری پر چھوڑے نہ یہ کہ لیڑیوں میں بھی اس قدر فرجہ حاصل کرنے کے لئے انہیں دہنے بائیں ہٹائے، پاؤں کی تخلیق اس طرح واقع ہوئی ہے کہ صدور یعنی پنچوں میں فصل زائد اور اعقاب یعنی لیڑیوں میں کم ہے، جتنا فصل پنچوں میں رکھے اور پاؤں وضع فطری پر رہنے دیجئے تو لیڑیوں میں یقیناً اس سے فصل کم ہوگا اور کعبین میں بلند و برآمدہ میں اور بھی کم ہوگا تو دونوں تلوے بجائے خود جیسے رہنے کے ساتھ ایک خفیف امالہ کعبین میں ٹخنے بلا تکلف مل جائیں گے جس پر کم از کم ہر روز بتیس ۳۲ بار کا تجربہ شاہد ہے کہ آخر تصریحات مذکورہ علما دیکھئے کہ الصاق کعبین اور ان کے ساتھ ہی استقبال اصابع کی سنیت لکھ رہے ہیں ان میں تنانی ہوتی تو کیا تنافین کو مٹا مسنون بتاتے، ہاں جسے فرجہ ہی مفطر وغیرہ کوئی عذر ایسا ہو کہ سرے سے پنچوں ہی میں چار انگل فصل نہ رکھ سکے بلکہ معتد بہ زیادت پر مجبور ہو مثلاً بالشت بھر کا فاصلہ تو وہ بیشک کعبین نہ ملا سکے گا جب تک پنچوں کو دہنے بائیں اور لیڑیوں کو اندر کی جانب حرکت نہ دے اور اب بے شک تحریک بھی پائی جائے گی اور استقبال اصابع بھی نہ رہے گا غالباً یہی صورت خاصہ اس وقت صاحب مفتاح کے خیال مبارک میں ہوگی، ایسا شخص نہ اس سنت قیام یعنی فرجہ چار انگشت پر قادر نہ ہم اس کے لئے الصاق کعبین مسنون کہیں۔ علامہ طحطاوی کا ارشاد سن چکے کہ ہذا ان تیسر (یہ آسانی کے وقت ہے۔ ت) علامہ شامی کا افادہ گزرا کہ ای حیث لا عذر (یعنی جہاں عذر نہ ہو۔ ت) اس قدر کلام کا جواب تو یہ بتوفیقہ تعالیٰ بنگاہ اولیں معاً حاضر خاطر ہوا باقی ان کا حاشیہ بحر اگر ملے دیکھنا ہا مگر بعونہ تعالیٰ امید یہ ہے کہ اس بیان کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش نہیں وباللہ توفیق واللہ سبیلہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۰۸: از گوٹھ ملک اودھ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ مذکورہ۔ ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۸ھ۔ بعض مقلدین وغیرہ مقلدین عموماً قومہ وجلسہ میں دیر تک ٹھہرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب:

قومہ و جلسہ کے اذکار طویلہ نوافل پر محمول ہیں ولہذا ہمارے ائمہ فرائض میں انھیں مسنون نہیں جانتے اور شک نہیں کہ فرائض میں تطویل فاحش خلاف سنت ہے اور امام کے لئے توقُّفًا ممنوع جبکہ مقتدیوں میں کسی پر بھی گراں ہو، ہاں منفرد بعض کلمات ماثورہ بڑھائے تو حرج بھی نہیں، یونہی امام بھی جبکہ مقتدی محصور اور سب راضی ہوں، رہا مقتدی وہ آپ ہی اتباعِ امام کرے گا، اگر امام کہے، کہے ورنہ نہیں۔

در مختار میں ہے نمازی دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے، دو سجدوں کے درمیان کوئی ذکر سنت نہیں۔ اسی طرح رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قومہ میں کوئی دعا مسنون نہیں۔ اسی طرح رکوع و سجود میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ کرے، صحیح مذہب یہی ہے اور جو روایات میں آیا ہے وہ نوافل پر محمول ہے (ت)	وفي الدر المختار يجلس بين السجدين مطمئناً وليس بينهما ذكر مسنون وكذا ليس بعد رفعه من الركوع دعاء وكذا لا يأتى في ركوعه وسجود بغير التسبيح على المذهب وماورد محمول على النفل¹۔

محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو فرائض میں رکوع کے بعد سر اٹھانے کے بعد یہ کہتا ہے اللھم اغفر لی (اے اللہ مجھے معاف فرما)۔ آپ نے فرمایا: وہ صرف ربنا لک الحمد (اے رب ہمارے!) تیرے لئے حمد ہے) کہے پھر خاموش ہو جائے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی خاموش رہے (ت)	قال ابو يوسف سالت ابا حنيفة عن الرجل يرفع راسه من الركوع في الفريضة ويقول اللهم اغفر لي قال يقول ربنا لك الحمد و يسكت (كذلك) بين السجدين يسكت²۔

حلیہ میں زیر قول متن ولا یزید علی هذا (اس پر اضافہ نہ کرے۔ ت) فرمایا۔

اگر زیادتی سے مراد اذکار ہیں جو سنت میں وارد ہیں تو یہ حق امامت کے بارے میں ہوگا جبکہ مقتدی بوجھ	ان اراد الزيادة ماورد في السنة فينبغي ان يكون هذا في حق الامامة اذا خاف التثقیل

¹ در مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۶۷

² الجامع الصغیر امام محمد بن الحسن الشیبانی باب فی رکبہ الركوع والسجود مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۲-۱۱

محسوس کریں اور مقتدی کے حق میں اس وقت ہے جب امام یہ نہ پڑھ رہا ہو، رہا معاملہ منفرد یا وہ امام جس کے مقتدی اس کے پڑھنے کو بوجھ محسوس نہ کریں یا وہ مقتدی جس کا امام پڑھ رہا ہو تو ایسی صورت میں ان کے لئے ان اذکار کا اضافہ ممنوع نہیں، خصوصاً وہ منفرد جو نوافل پڑھ رہا ہو اور جو اس کا مدعی ہو وہ اس پر دلیل لائے۔ (ت)	على القوم وفي حق المقتدى اذالم يفعل الامام ذلك اما المنفرد او الامام اذا كان لا يثقل على القوم اتيانه بذلك او المقتدى اذا كان امامه قد اتى به فليسوا بمنوعين من زيادتهم به على ذلك ولا سيما المنفرد في النوافل ومن ادعى ذلك فعليه البيان¹۔

اسی میں دو ورق بعد ہے:

ہمارے مشائخ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کو نوافل پر محمول کیا جائے گا علاوہ ازیں فرائض میں یہ ثابت ہے تو اس وقت جب نمازی تنہا فرائض ادا کر رہا ہو یا امامت کی حالت میں اس وقت جب مقتدی محصور ہوں جو بوجھ محسوس نہ کریں جیسا کہ شوافع نے تصریح کی ہے اور اس کے التزام میں کوئی نقصان نہیں الخ واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم (ت)	صرح مشائخنا يحصل ما في حديث علي رضي الله تعالى عنه على النوافل على انه ثبت في المكتوبة فليكن في حالة الانفراد وفي حالة كونه اماماً والمامومون محصورون لا يثقلون بذلك كما نصت عليه الشافعية ولا ضير في التزامه² الخ واللہ سبخنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۰۹: از مدرسہ مصباح التذیب مسئلہ مولوی محمد سلطان صاحب بنگالی ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں یا ایک فرض اور دوسرا واجب؟ اگر یہ مسئلہ اختلافیہ ہے تو قول قوی اور رائج کون ہے اور اسکی دلیل کیا ہے اور دوسرے کے مرجوح و ضعیف ہونے کی کیا دلیل ہے؟ مع دلائل معتبرہ بحوالہ کتب بیان فرمایا جائے بینوا تو جروا عند الجلیل

الجواب:

باجماع امت دونوں سجدے فرض ہیں، اصلاً اس میں کسی عالم کا خلاف نہیں کہ قوی و رائج بتایا جائے، اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے، دو روز ہوئے ایک طالب علم نے فقیر سے یہ مسئلہ پوچھا تھا فقیر نے عرض کی

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

² حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

دونوں فرض ہیں، رات مسموع ہوا کہ مدر سین مدر ستین مصباح التذیب و اشاعت العلوم سے مولوی محمد عثمان صاحب ولایتی تو ایسا ہی بتاتے ہیں باقی سب خلاف پر ہیں سجدہ اولیٰ کو فرض اور ثانیہ کو واجب کہتے ہیں اس کی سند شرح وقایہ و ہدایہ کی عبارت بتاتے ہیں بلکہ ایک نئے مولوی صاحب محمود نام کہ دیوبندی تعلیم کے فاضل ہیں فقیر کے قول کو محض بے دلیل، فقیر غفرلہ اللہ بلا مبالغہ دو سو ۲۰۰ کلمات علماء کرام سے اس کی سندیں پیش کر سکتا ہے جن سے ثابت ہو کہ مخالفین مسئلہ کو فقہ سے کس قدر غفلت ہے مگر مسئلہ نہایت وضوح سے واضح ہے اور اطالت موجب ملامت لہذا صرف دس نصوص صریحہ پر قناعت:

نص اول: بحر الرائق میں کنز الدقائق کے قول فرضہا التحریمة والقیام والقراءة والركوع والسجود^۱۔ (نماز کے فرائض تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع اور سجود ہیں۔ ت) کی شرح میں فرمایا:

(لقلہ تعالیٰ) اُرْکَعُوا وَاَسْجُدُوا وَلِلْاجْمَاعِ عَلٰی فَرِيضَتِهِمَا وَرَكْنَيْتِهِمَا وَالْمَرَادُ مِنَ السَّجْدِ السَّجْدَتَانِ فَاصِلُهُ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْاجْمَاعِ^۲۔	اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اِرْكَعُوا وَاسْجُدُوا (رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ ت) نیز ان دونوں کے فرض اور رکن ہونے پر اجماع ہے اور سجود سے دونوں سجدے مراد ہیں اور سجدہ کی اصل کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور سجدہ کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ (ت)

نص ثانی: امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ شرح میں فرماتے ہیں:

م والخامسة السجدة ش ای والفريضة الخامسة من الفرائض الست الموشتمل على فريضتها الصلاة، السجدة والاولى السجدة في كل ركعة ثم اصل السجدة ثابت بالكتاب و السنة والاجماع وكونه مثنى في كل ركعة بالسنة والاجماع ولا خلاف في كونها من اركان صلاة^۳۔	متن، پانچواں فرض سجدہ ہے، شرح، یعنی وہ چھ فرائض جن پر نماز مشتمل ہے ان میں پانچواں فرض سجدہ ہے اور (السجدتان فی کل رکعت) کہنا بہتر تھا یعنی ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں پھر سجدہ کی اصل کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کا ہر رکعت میں دو دفعہ ہونا سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور ان دونوں کے رکن نماز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ت)

^۱ کنز الدقائق باب صفة الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۰

^۲ البحر الرائق باب صفة الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۳

^۳ حلیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی

ایضاً یہاں تصریح ہے کہ فرضیت درکنار دونوں سجدے بالاجماع رکن نماز ہیں۔
نص ثالث: مبسوط امام شیخ الاسلام پھر حلیۃ میں دونوں سجدے فرض ہونے کی حکمت بیان فرمائی:

هذا ما روى في الاخبار ان الله تعالى لما اخذ الميثاق من ذرية آدم عليه الصلاة والسلام حيث قال عز وجل واذا اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم الآية امرهم بالسجود تصديقاً لما قال فسجد المسلمون كلهم وبقى الكفار فلما رفع المسلمون رؤسهم ورأوا الكفار لم يسجدوا فسجدوا ثانياً شكرياً وفقهم الله تعالى على السجود الاول فصار المفروض سجدتين لهذا والركوع مرة¹۔	یہ اس بنا پر ہے جو روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا جس کا ذکر اللہ نے اس آیت میں کیا ہے: اور یاد کرو اس وقت کو جب اے حبیب! آپ کے رب نے بنی آدم سے ان کی پشتوں میں ان کی اولاد سے عہد لیا آیت، تو انھیں بطور تصدیق سجدے کا حکم دیا تو اللہ کے حکم ہر تمام مسلمان سجدہ ریز ہو گئے لیکن کافر کھڑے محروم رہ گئے جب مسلمانوں نے سجدے سے سر اٹھایا اور دیکھا کہ کفار نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں سجدہ اول کی توفیق دی، لہذا نماز میں دو سجدے فرض لازم ہو گئے اور رکوع ایک ہی رہا۔ (ت)

نص رابع: مراقی الفلاح میں تھا: یفتروض السجود² (سجدہ فرض کیا گیا ہے۔ ت) علامہ طحطاوی نے حاشیہ میں فرمایا: المراد منه الجنس ای السجودتان³۔ (مراد اس سے جنس سجدہ یعنی دو سجدے ہیں۔ ت)
نص خامس: دررالحکام شرح غرر الاحکام للعلامہ مولیٰ خسرو میں ہے:

فان قيل فرضية الركوع والسجود ثبتت بقوله تعالى امر لَكُمْؤا اسْجُدُوا والامر لا يوجب التكرار	اگر یہ سوال ہو کہ رکوع و سجدہ کی فرضیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے ارکعوا و اسجدوا (رکوع کرو اور سجدہ کرو)

¹ حلیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی

² مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۲۵

³ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب شروط الصلوٰۃ مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۲۵

ولذالم يجب تكرار الركوع فبما ثبت فرضية تكرار السجود (ولما اذا تكرر) قلنا قد تقرر ان آية الصلاة مجملة وبيان المجمع قد يكون بفعل الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم وقد يكون بقوله وفرضية تكراره تثبت بفعله المنقول عنه تواترا اذ كل من نقل صلاة الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم نقل تكرار سجوده¹۔	یہ امر ہے اور امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ رکوع میں تکرار ثابت نہیں تو تکرار تکرار سجود کس سے ثابت ہے، جب تکرار ثابت ہو گیا تو ہم جو بجا کہیں گے کہ یہ بھی ثابت ہے کہ نماز والی آیت مجمل ہے اور مجمل کا بیان کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل سے ہوتا ہے کبھی قول سے، تکرار سجود کی فرضیت متواتر آپ کے عمل سے ثابت ہے کیونکہ جس نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو نقل کیا ہے اس نے یہ ضرور بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر رکعت میں دو سجدے فرماتے تھے۔ (ت)

نص سادس: نقایہ میں تھا:

فرضها التحريمة (الى قوله) والسجود²۔	نماز کا فرض تکبیر تحریمہ ہے (آگے چل کر کہا) اور سجدہ بھی۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

ای سجدتان فان اسم الجنس يدل على العدد³ الخ	یعنی دو سجدے کیونکہ اسم جنس عدد پر دلالت کرتا ہے الخ (ت)

نص سابع: اسی کے واجبات میں ہے:

(ورعاية الترتيب) بين ارکان كل ركعة فوجب ان يكون السجود بعد الركوع والسجدة الثانية بعد الاولى⁴۔	(اور رعایت ترتیب) ہر رکعت کے ارکان کے درمیان پس اس سے ثابت ہوا کہ سجدہ رکوع کے بعد ہوگا اور دوسرا سجدہ پہلے کے بعد ہوگا۔ (ت)

یہاں سے بھی ظاہر کہ دونوں سجدے رکن ہیں۔

¹ درالاحکام شرح غرر الاحکام باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ احمد کامل الکائنہ در سعادت مصر ۱۱/ ۷۳

² مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایۃ کتاب الصلوۃ نور محمد کارخانہ بازار کراچی ص ۱۳، ۱۴

³ جامع الرموز کتاب الصلوۃ نور محمد کارخانہ بازار کراچی ۱۱/ ۱۴۰

⁴ جامع الرموز کتاب الصلوۃ نور محمد کارخانہ بازار کراچی ۱۱/ ۱۴۲

نص ثامن: فتح اللہ المعین للعلاء السید ابی المسعود الازہری میں ہے:

السجدتان (لانہما) فرضان فی کل رکعة ^۱ ۔	کیونکہ دو سجدے ہر رکعت میں دونوں سجدے فرض ہیں۔ (ت)

نص تاسع: علامہ شرنبلانی اپنے متن نور الایضاح اور اسکی شرح میں فرماتے ہیں:

(و) یفتروض (العود الی السجود) الثانی لان السجود الثانی کالاول فرض باجماع الامة ^۲ ۔	(اور) فرض ہے (لوٹنا سجدہ کی طرف) یعنی دوسرے سجدے کی طرف کیونکہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح ہی فرض ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

نص عاشر: مجتبیٰ شرح قدوری پھر ہندیہ میں ہے:

السجود الثانی (فرض) کالاول باجماع الامة ^۳ ۔	اس پر اجماع امت ہے کہ دوسرا سجدہ پہلے کی طرح فرض ہے۔ (ت)

ہدایہ کی طرف اس زعم باطل و وہم عاقل کی نسبت تو محض غلط و بے منشا ہے شرح وقایہ سے یہ مطلب سمجھنا عدم تدبر و سوء فہم سے پیدا ہوا امام صدر الشریعہ کی عبارت یہ ہے:

فی الهدایة و مراعاة الترتیب فیما شرع مکررا من الافعال ، و ذکر حواشی الهدایة نقلا عن المبسوط کالسجدة فانه لو قام الی الثانیة بعد ما سجد سجدة واحدة قبل ان یسجد الاخری یقضیہا ویكون القیام معتبرا لانه لم یتروک الا الواجب ^۴ ۔	ہدایہ میں ہے ان افعال میں رعایت ترتیب واجب ہے جن میں تکرار مشروع ہوا ہے، اور حواشی ہدایہ میں مبسوط کے حوالے سے مذکور ہے مثلاً سجدہ پس اگر نمازی دوسری رکعت کی طرف صرف ایک سجدہ کے بعد کھڑا ہوا اور دوسرا سجدہ نہیں کیا تو اس سجدہ کی قضا کرے اور اس کا قیام معتبر ہوگا کیونکہ نمازی نے صرف واجب (یعنی ترتیب) کو چھوڑا ہے (ت)

قلت فہم نے یہ سمجھا کہ لم یتروک الا الواجب (اس نے واجب ہی ترک کیا ہے۔ ت) میں واجب سے

^۱ فتح اللہ المعین باب صفة الصلوة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۹/۱

^۲ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب شروط الصلوة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۲۷

^۳ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الاول فی فرائض مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۷۰/۱

^۴ شرح الوقایۃ باب صفة الصلوة مطبوعہ المکتبہ الرشید دہلی ۱۶۱/۱

سجدہ ثانیہ مراد ہے حالانکہ یہ واضح الفساد ہے سجدہ ثانیہ کو تو فرمادیا یقضیہا (اس سجدہ ثانیہ کی قضا کرے۔ ت) آگے فرمایا ویکون القیام معتبرا (اس کا قیام معتبر ہے۔ ت) جب سجدہ ثانیہ مراد ہو حالانکہ اس کی تو قضا کرچکا پھر سجدہ متروک کب ہوا موخر ہوا، ترک و تاخیر میں جو فرق ہے ہر عامی پر روشن ہے ترک فرض مبطل صلاۃ ہے اور تاخیر موجب سجود سہو، بلکہ واجب سے مراد ترتیب ہے کہ بوجہ تاخیر سجدہ ثانیہ و تقدیم قیام ترتیب متروک ہوئی یہ خود نفس کلام سے واضح ہے کہ یہاں گفتگو واجب ترتیب میں ہے ابتداء میں بشمار واجبات فرمایا تھا "ورعاية الترتیب فیما تکرر" کلام مذکور کے بعد فرمایا:

اقول قوله "فیما تکرر" لیس قیدا یوجب نفی الحكم عما عداہ فان مراعاة الترتیب فی الارکان القی لا یتکرر فی رکعة واحدة کالرکوع و نحوه واجبة ایضا ¹ ۔	میں کہتا ہوں اس کا قول فیما تکرر (وہ افعال جن میں تکرار ہے) یہ ایسی قید نہیں جو دوسروں کی نفی کرے کیونکہ رعایت ترتیب ان افعال میں بھی واجب ہے جو ایک رکعت میں متعدد نہیں ہوتے مثلاً رکوع وغیرہ (ت)

آخر میں اس تمام کلام پر تفریع فرمائی فعلم ان رعاية الترتیب واجبة مطلقاً² (پس واضح ہو گیا کہ رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے۔ ت) دیگر علمائے کرام نے مراد کو خوب واضح کر دیا کہ ترتیب ہی کو واجب کہا گیا نہ کہ سجدہ ثانیہ کو علامہ اکل الدین بابر ترقی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

(مراعاة الترتیب فیما شرع مکرراً) یعنی فی الركعة الواحدة کالسجدة الثانية من الركعة الاولى فان ترکها ساهياً وقام و اتم صلاته ثم تذکر فان علیه ان یسجد السجدة المتروكة ویسجد للسهو لتزک الترتیب ³ ۔	(متکرر افعال میں رعایت ترتیب مطلقاً واجب ہے) یعنی رکعت واحدہ میں مثلاً پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ، جس نے اسے بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا اور نماز پوری کرنے کے بعد متروکہ سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے کہ پہلے متروکہ سجدہ کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ترتیب باقی نہ رہی۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

لو ترک السجدة الثانية من الركعة الاولى	اگر بھول کر پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ چھوڑ کر دوسری

¹ شرح الوقایہ باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۱۶۱

² شرح الوقایہ باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۱۶۲

³ الغنائیہ مع فتح القدیر باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۴۱

سهو او قام الى الركعة الثانية ثم تذكرها في آخر صلاته لم تسد صلاته بل يسجد المتروكة ثم يسجد للسجود الترتيب لان ترك الواجب الاصلى ساهياً يوجب سجود السهو بالاتفاق¹۔	رکعت کا قیام کیا پھر آخر نماز میں (متروکہ سجدہ) یاد آگیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ پہلے چھوڑا ہوا سجدہ کرے پھر ترک ترتیب کی وجہ سے سجدہ سہو کرے کیونکہ واجب اصل کو بھول کر چھوڑنے سے بالاتفاق سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ (ت)

جو ہرہ تیرہ میں ہے:

لو ترك السجدة الثانية من الركعة الاولى ساهياً وقام وصلى تمام صلاته ثم تذكرها فعليه ان يسجد المتروكة ويسجد للسهو لترك الترتيب فيما شرع مكرراً²۔	اگر پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ بھول کر چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا آخر میں نماز پوری کرنے پر متروکہ سجدہ یاد آیا تو اس پر لازم ہے پہلے متروکہ سجدہ ادا کرے پھر سجدہ سہو کرے کیونکہ ان افعال میں ترتیب متروک ہو گئی جو مکرر مشروع ہوئے تھے (ت)

فتح القدیر وغنیۃ شرح منیۃ و بحر الرائق وحاشیۃ الشبل علی تبیین الحقائق وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

وهذا اللفظ الغنية مختصراً، اعلم ان المشروع فرضاً في الصلاة اربعة انواع ما يتحد في كل الصلاة كالقعدة او في كل ركعة كالقيام و الركوع وما يتعدد في كلها كالركعات او في كل ركعة كالسجود فالترتيب شرط بين ما يتحد في كل الصلاة وبين جميع ما سواه من الثلاثة الاخرى حتى لو تذكر بعد القعدة قبل السلام او بعده قبل ان يأتي بمناف ركعة او سجدة صلبية او سجدة تلاوة فعلها واعاد القعدة وسجد للسهو³ والترتيب بين	یہ اختصاراً غنیۃ کے الفاظ ہیں نماز میں مشروع فرائض چار انواع کے ہیں ایک وہ جو پوری نماز میں ایک ہو مثلاً قعدہ، یا پوری رکعت میں ایک جیسے قیام و رکوع۔ اور کچھ وہ ہیں جو پوری نماز میں متعدد ہوں جیسے سجود، بہر حال وہ فرض جو پوری نماز میں ایک ہو اور اسکے ماسوا مذکورہ تینوں انواع کے درمیان ترتیب شرط ہے حتی کہ قعدہ کے بعد سلام سے پہلے یا بعد بشرطیکہ ابھی اس نے نماز کے منافی کوئی عمل نہ کیا ہو کسی کو متروکہ رکعت یا چھوڑا ہوا سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یاد آگیا تو پہلے

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

² الجوہرۃ النيرة باب صفة الصلوة مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۵۹

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی واجبات الصلوة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۷

اسے بجالائے پھر قعدہ لوٹائے اور سجدہ سہو کرے (اس طرح نماز ہو جائے گی) اور پوری رکعت میں جو متکرر افعال ہیں مثلاً سجدہ میں، اور ان کے بعد والے افعال میں ترتیب لازم ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک رکعت کا سجدہ ترک کر دیا اور بعد میں قیام، رکوع یا سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ کو قضا کرے اسکی قضا سے پہلے اس سجدہ والی رکعت کے بعد جو کچھ قیام، رکوع یا سجدہ کر لیا ہے اس کا اعادہ نہ کرے بلکہ آخر میں صرف سجدہ سہو کرے کافی ہے لیکن چھوٹا ہوا سجدہ یاد آیا تو وہاں اس نے وہ سجدہ قضا کر لیا تو کیا یہ رکوع یا سجدہ قضا کرنا پڑے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے، تو ہدایہ میں ہے کہ اس رکن کا اعادہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے انہوں نے وجہ یہ بیان کی کہ متکرر والے افعال میں ترتیب فرض نہیں ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اس رکن کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کیا نماز فاسد ہو جائے گی۔ انہوں نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس رکن کو چھوڑ کر ماقبل کی طرف لوٹنے سے وہ رکن (درمیان میں چھوٹ گیا اور مکمل نہ ہوا) کیونکہ رکن مکمل کر کے اٹھنے سے پہلے وہ مکمل نہیں ہوتا بخلاف جبکہ رکن کو مکمل کر کے اٹھنے کے بعد چھوٹا ہوا سجدہ یاد آئے اور قضا کرے تو رکوع کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ رکوع سے اٹھنے پر رکوع مکمل ہو گیا تو اب رکوع کے چھوٹنے کا احتمال نہ رہا۔ (ت)

ما یتکرر فی کل رکعة کالسجود و بین ما بعدہ واجب حتی لو ترک سجدة من رکعة ثم تذکرھا فیما بعدھا من قیام او رکوع او سجود فانه یقضیہا ولا یقضى ما فعلہ قبل قضائہا ما ہو بعد رکعتہا من قیام او رکوع او سجود بل یلزمہ سجود السہو فحسب لکن اختلف فی لزوم قضاء ما تذکر فقطھا فیہ کما لو تذکر و هو را کع او ساجد انه لم یسجد فی الركعة التي قبلہا فانه یسجدھا و هل یعيد الركوع او السجود المتذکر فیہ ففی الهدایة انه لا یحب اعادته بل تستحب معللاً بان الترتیب لیس بفرض بین ما یتکرر من الافعال و فی فتاویٰ قاضی خان انه یعیده ولو لم یعدہ فسدت صلاتہ معللاً بانه ارتفع بالعود الی ما قبلہ من الارکان لانه قبل الرفع منه یقبل الرفض بخلاف ما لو تذکر السجدة بعد ما رفع من الركوع لانه بعد ما تم بالرفع لا یقبل الرفض¹۔

اب ان عبارات میں اُس فائدے کے علاوہ دو فائدہ زائدہ ہیں ایک سجدہ کو فرض مکرر کہنا، معلوم ہوا کہ دونوں سجدے فرض ہیں، دوم تعلیل کہ جب پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور مثلاً دوسری کے رکوع میں یاد آیا کہ معاً اس کی

¹ غنیۃ المستملی شرح نية الصلي واجبات الصلوة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۷

قضا کر لی تو اس رکوع کا پھر اعادہ کرے کہ رکن سابق کی طرف عود کرنے سے یہ رکوع کان لہد یکن یعنی کالعدم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ سجدہ ثانیہ صرف فرض ہی نہیں بلکہ رکن ہے اور ہدایہ میں جو اس رکوع کا اعادہ صرف مستحب جانا اور یہی رائج ہے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ جو فرض ایک رکعت میں مکرر ہے یعنی سجدہ اُس میں اور اس کے بعد فرائض مثلاً قیام و رکوع و سجود رکعت آئندہ میں ترتیب فرض نہیں صرف واجب ہے کہ اس کے ترک کی تلافی بسجدہ سہو حاصل، غرض مسئلہ آفتاب کی طرح روشن ہے مقدس مدرسین سے بنظرِ خیر خواہی گزارش کہ فرض قطعی و اجماع امت کا انکار سہل نہیں لہذا اگر مناسب جانیں کلمہ و اسلام و نکاح کی تجدید فرمائیں آئندہ احتیاط و ما التوفیق الا باللہ العزیز الغفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۰: مرسلہ مظہر حسین امام مسجد گول بازار ضلع بلاسپور۔ سی۔ پی۔ دکان شیخ سلیمان عمر صاحب جزل مرچنٹ ۲۷ محرم ۱۳۳۰ھ

زید نماز میں صرف بحالت رکوع و سجود الصاق کعبین کرتا ہے عمر و کہتا ہے کہ فعل وہابیوں کا ہے حرام ہے اور واجب الترتیب ہے خفی لوگ اس فعل کو جائز سمجھیں یا مکروہ تحریمی؟

الجواب:

حاشا للہ نہ یہ فعل وہابیہ کا ہے نہ حرام نہ واجب الترتیب بلکہ رکوع میں الصاق کعبین غنیۃ شرح منیہ و جامع الرموز و مجتبیٰ شرح قدوری و در مختار و حاشیہ حموی و فتح اللہ المعین و طحاوی علی مرقا الفلاح و علی در مختار و غیرہا میں سنت لکھا۔ و قد ذکرنا نصوصہا جمیعاً فی فتاؤنا (ہم نے ان سب کی عبارات و نصوص کو اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔ ت) دُر مختار میں ہے۔

سننہا تکبیر الرکوع والتسبیح فیہ ثلاثا ^۱	نماز کی سنتیں تکبیر رکوع اس میں تین مرتبہ تسبیح اور ٹخنوں کا متصل کرنا ہے۔ (ت)

اسی کی صفۃ الصلاۃ میں ہے:

یفرج اصابعہ ویسن ان یلصق کعبیہ ^۲	انگلیاں کشادہ رکھے، اور ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔ (ت)

اور سجدہ میں الصاق کعبین کو علامہ سید ابو مسعود الازہری نے حواشی کنز میں سنت بتایا۔ سنن میں فرمایا: الصاق کعبیہ فی السجود سنة^۳۔ (سجود میں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔ ت)

^۱ دُر مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۱/ ۳۷

^۲ دُر مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۱/ ۵۵

^۳ فتح اللہ المعین بحث سنن الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۷۷

کیسا کہ رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے اسی طرح سجدہ میں بھی سنت ہے۔ (ت)	کَمَا يَسْنُ الصَّاقُ الْكَعْبَيْنِ فِي الرُّكُوعِ فَكَذَا فِي السُّجُودِ أَيْضًا ¹

ہاں در بارہ سجود یہ صرف انھیں کا بیان ہے اگرچہ علامہ طحاوی نے اُن کا اتباع کیا اور شرح علانی کا حوالہ سہوً واقع ہوا اس میں صرف در بارہ رکوع مذکور ہے اور علامہ شامی نے جو اس کی توجیہ فرمائی محل کلام ہے۔ طحاوی علی الدر میں ہے:

اس کا قول "يسن ان يلصق الخ ای فی الركوع والسجود" یعنی رکوع اور سجدہ میں، ابوالسعود۔ (ت)	قوله يسن ان يلصق الخ ای فی الركوع والسجود ابوالسعود ²

ردالمحتار میں ہے:

سید ابوالسعود کہتے ہیں اسی طرح سجود میں بھی، اور بیان سنن میں بھی گزر چکا ہے اور گزرے ہوئے قول کے الفاظ یہ ہیں کہ سجدہ میں الصاق کعبین سنت ہے در اہ واضح رہے کہ ان کے اس قول (جو پیچھے گزر چکا ہے) میں نظر کی خطا ہے کیونکہ ہمارے شارح نے اسے نہ در مختار میں ذکر کیا اور نہ ہی در منتقى میں، اور میں نے کسی غیر کی عبارت میں بھی یہ نہیں دیکھا اسے سمجھو، ہاں اکثر اوقات اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب رکوع میں ٹخنوں کا ملانا سنت ہے اور اس کے بعد ان کا کشادہ رکھنا انہوں نے بیان نہیں کیا تو اصل یہی ہے کہ حالت سجود میں بھی ٹخنے متصل ہی رہیں، غور سے سمجھ لو اہ شامی کا حاشیہ ختم۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے بھی شامی	قال السيد ابوالسعود وكذا في السجود (ايضا) وسبق في السنن ايضا اه والذی سبق هو قوله الصاق كعبيه في السجود سنة، دراه ولا يخفى ان هذا سبق نظر فان شارحنا لم يذكر ذلك لا في الدر المختار ولا في الدر المنتقى ولم اره لغيره ايضا فافهم، نعم ربما يفهم ذلك من انه اذ كان السنة في الركوع الصاق الكعبين ولم يذكرها تفريجهما بعده فالاصل بقاء وهما ملصقين في حالة السجود ايضا تأمل ³ اه ما في الشامي ورأيتني كتبت عليه مانصه (اقول) تأملنا فلم نجدناه وافيًا فان الحركة الانتقالية

¹ فتح المعين فصل واذا اراد الدخول في الصلوة الخ مطبوعه ابي سعيد كيني كراچی ۱۸۹۱

² حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار فصل واذا اراد الدخول في الصلوة الخ دار المعرفۃ بیروت ۲۲۰

³ ردالمحتار باب صفۃ الصلوة مطبوعه مصطفى البابی مصر ۳۶۳

پر کچھ لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں (اقول) ہم نے تامل کیا مگر ہم کلاماً اس مسئلہ کو نہ پاسکے کیونکہ حرکت انتقال سجدہ کی طرف اگر طبعاً و فطرتاً ہو تو اس صورت میں کشادگی ہوگی مگر اس صورت میں جب اتصال کا خصوصی اہتمام کیا جائے اور اس طرح کے مسائل کے بیان کی احتیاجی نہیں بلکہ صرف رکوع میں اس کا تذکرہ ہونا دلیل ہے کہ صرف اسی میں اس کا مطالبہ ہے ورنہ اس کا تذکرہ سجدہ میں بھی کیا جاتا، اسے جان لے کیونکہ معاملہ واضح ہے (ت)

الی السجود ان خلی فیہا الطبع بالتفریح الا ان یحافظ علی الالصاق بالقصد الخاص ومثل هذا لا یحتاج الی البیان بل الاختصار علی ذکرہ فی الركوع دلیل علی انه لا یطلب الا فیہ والا ذکرہ فی السجود ایضاً فاعرفہ فان الامر واضح¹۔

اور بعض متاخرین علما نے دربارہ رکوع بھی سنیت میں کلام کیا:

اس مسئلہ سے متعلق میرے پاس ایک رسالہ ہے، زیادہ سے زیادہ جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ عامہ کتب مذہب اس سے خالی ہیں صرف زاہدی نے اسے بیان کیا اور باقی فقہاء نے ان کی اتباع کی ہے اور میں نے اپنی کتاب "کفل الفقیہ الفاہم" میں یہ بیان کیا ہے کہ کثرت ناقلین کی وجہ سے غرابت ختم نہیں ہو جاتی جبکہ ان سب کا مرجع ایک ہو خصوصاً زاہدی جیسا آدمی (ت)

وله فی ذلک رسالۃ عندی واقصی ما یقال هنا ان عامۃ کتب المذہب خالیۃ عنہ وانما انہ بینہ الزاہدی والباقون انما تبعوہ وقد بینت فی کتابی "کفل الفقیہ الفاہم" ان الغرابۃ لاتندفع بکثرة الناقلین اذالم یکن مرجعہم الا واحد الا سیما مثل الزاہدی۔

بہر حال اسے حرام و فعل و ہابیہ کہنا نادانی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۱: مسئلہ از نجیب آباد و ضلع بجنور ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

نماز میں سبحانک اللہم پڑھنا فرض یا واجب، مقتدی سبحان ختم نہ کرنے پایا تھا کہ امام نے قرأت شروع کر دی اس کو ناتمام چھوڑ کر خاموش ہو جانا پڑے یا فوراً ختم کر کے خاموش ہو جانا چاہئے، ایک وہابی داعظ نے سبحانک اللہم کے بارہ میں ایک شخص سے یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو اور اب کوئی شخص اگر جماعت میں شامل ہو تو اس کو چاہئے کہ سبحانک اللہم اس طرح پڑھے کہ جہاں جہاں امام سانس لینے کی غرض سے ذرا بھی رکے اس وقت ایک ایک کلمہ بول کر کے سبحانک اللہم پڑھ لیا جائے مثلاً جب اول مرتبہ رکاو فوراً کہے سبحانک اللہم پھر جب دوسری مرتبہ ٹھہرا تو کہے و بھمک پھر جب تیسری بار سانس لے تو کہنا چاہئے وتبارک اسمک غرض اسی طرح ختم کر لیا جائے ایسا ہر نماز میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں خواہ پہلی رکعت میں شامل ہو یا دوسری میں سبحانک اللہم تیسری رکعت میں اور عشاء

¹ جد المتار کتاب الصلوٰۃ المصحح الاسلامی مبارک پور ہند ۱/۲۳۳

میں تیسری یا چوتھی رکعت میں بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ دوسری ہی رکعت میں شامل ہوں، کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ بغیر سبحانک اللہم کے نماز ہو جاتی یا نہیں؟

الجواب:

سبحانک اللہم اسی وقت پڑھ سکتے ہیں کہ امام قرات با آواز شروع نہ کر لے جب قرات جبری شروع کر دی اب خاموش رہنا اور سنا فرض ہے، وہ جو وہابی نے بتایا کہ امام کی ٹھہرنے کی جگہ ایک ایک دو دو لفظ کہہ کر پورا کرے ضعیف و غیر مختار، اور جیسے استثناء کیا کہ ایسا ہر نماز میں کر سکتے ہیں مگر مغرب میں نہیں یہ محض باطل اور اسکی اپنی ایجاد ہے جس روایت ضعیفہ میں یہ طریقہ ہے اس میں مغرب میں بھی ایسا ہی ہے اور مذہب صحیح میں کہ اس کی اجازت نہیں فجر و مغرب و عشا کسی میں ایسا نہیں اور اس کا یہ کہنا بھی محض غلط ہے کہ جو دوسری رکعت میں شامل ہوا وہ تیسری یا چوتھی رکعت میں سبحانک پڑھ سکتا ہے، سبحانک اللہم کی جگہ ابتدائے نماز ہے جب دوسری میں ملا تو تیسری یا چوتھی ابتدائے نماز کب ہے کہ اس میں پڑھے کہ اس میں سبحانک پڑھے، ہاں وہ جو ایک رکعت رہ گئی، بعد سلام امام جب اسے پڑھنے کے کھڑا ہو اس کی ابتداء میں پڑھے کہ یہ اس کی پہلی رکعت ہے سبحانک پڑھنا سنت ہے بغیر اس کے نماز ہو جاتی ہے مگر بلا ضرورت ترک سنت کی اجازت نہیں اور عادت ڈالنے سے گناہگار ہو گا اور جو مثلاً پہلی رکعت جبریہ میں ملا اور قرات شروع ہو جانے کے باعث سبحانک نہ پڑھ سکا اس پر کوئی الزام نہیں کہ اس نے یہ ترک ادا کرنا فرض خاموشی کے لئے بحکم شرع کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۲: از موضوع منصور پور متصل ڈاکخانہ قصبہ شیش گڑھ تحصیل بہری ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خان ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ (اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت فرما۔ ت) پڑھنا چاہیے امام کو یا مقتدی کو یا دونوں کو یا امام و مقتدی بلا اس کے پڑھے دونوں سجدے ادا کریں۔

الجواب:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ کہنا امام و مقتدی و منفرد سب کو محتسب ہے اور زیادہ طویل دعائب کو مکروہاں منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۳: از امر تسر دفتر پولیس مرسلہ عبدالعزیز ہیڈ کانسٹیبل ۲۷ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

بعد سلام علیک حضور کی خدمت میں میری عرض یہ ہے کہ مجھے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے

اس کی یا کسی دوسرے درود شریف کی جو سب درودوں سے افضل ہو اجازت فرمائیں مجھے درود شریف یا کلمہ شریف یا استغفار پڑھنے کا نہایت شوق ہے خدا حضور کو اجر دے گا عام طور پر راستہ چلتا ہوں و دیگر بازار وغیرہ جگہ میں بھی پڑھتا ہوں مجھے عام طور پر درود شریف ہر جگہ پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں، حضور برائے مہربانی تحریر فرمائیں میں ہر وقت وظیفہ رکھنا چاہتا ہوں یا آیت کریمہ کا یا کوئی دوسرا، یہ اس لئے کہ محبت خدا و رسول کی پورے طور پر حاصل ہو جائے، جناب مہربانی کر کے ضرور بالضرور جلد مجھے آگاہ کر دیں، درود شریف یا کلمہ شریف اور استغفار کی نسبت ضرور بالضرور تحریر فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر حضور پر عملدرآمد ہوگا۔

الجواب:

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے جہاں نجاست پڑی ہو وہاں رک جائے بہتر یہ ہے ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کر لے اُس قدر با وضو دوزانواب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو زیادہ جس قدر نبھاسکے بہتر ہے، علاوہ اس اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے با وضو وضو ہر حال میں درود جاری رکھے، اور اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو، درود شریف اور کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب و مطلوب ہے، کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عزوجل تک اُس کے پہنچنے میں روک نہیں اور استغفار کے لئے فرمایا شادمانی ہے اُسے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت پائے اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کردینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۷ تا ۴۱۸: از کاہنور ضلع روہتک محلہ سیمان مرسلہ بھورے خان ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

(۲) آمین با آواز بلند کینادرست ہے یا نہیں

(۳) بجائے بیس رکعت تراویح کے آٹھ رکعت پڑھے تو درست ہے؟

(۴) بجائے تین وتر کے ایک وتر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) مقتدی کو قرآن مجید پڑھنا مطلقاً جائز نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور

إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠﴾ ¹	خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا اذا قرا فانصتوا ² ۔	امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے جب تکبیر تحریمہ کہے تم تکبیر کہو جب قرات کرے خاموش رہو۔ (ت)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے تمنا ہے کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اس کے منہ میں آگ ہو۔"

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"قدرت پاتا تو اسکی (امام کے پیچھے پڑھنے والے کی) زبان کاٹ دیتا" واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) آمین با آواز بلند کہنا نماز میں مکروہ و خلاف سنت ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَعُوا حُفْيَةً ³ ۔	تم اپنے رب کو عاجزی اور تواضع سے آہستہ آہستہ پکارو۔ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

واذ قال ولا الضالين فقولوا آمين فان الامام يقولها ⁴ ۔	جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ امام اسے کہہ رہا ہے۔ (ت)

¹ القرآن ۷/۲۰۴

² مصنف ابن ابی شیبہ فی الامام یصلی جالسا مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۳۲۶

³ القرآن ۷/۵۵

⁴ سنن انسائی جسر الامام بآمین مطبوعہ المکتبہ السلفیہ لاہور ۱/۱۱۳

نوٹ: حدیث شریف کے الفاظ سنن نسائی میں ابو ہریرہ کے حوالہ سے یوں منقول ہیں:

اذ قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين فان الملائكة تقول آمين وان الامام يقول آمين۔

اور فتح الباری جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۱۹ میں یوں منقول ہیں:

اذ قال الامام ولا الضالين فقولوا آمين فان الملائكة تقول آمين وان الامام يقول آمين۔ الحديث۔ نذیر احمد سعیدی۔

(۳) تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہیں سنت مؤکدہ کا ترک بد ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين عضوا علیہا بالنواجذ ^۱ ۔	تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے اسے اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام لو: (ت)

دوسری حدیث میں ہے:

انه سيحدث بعدى اشياء وان من احبها الى لما احدث عمر ^۲ - والله تعالى اعلم۔	میرے بعد بہت سی اشیاء ایجاد ہوں گی ان میں سے مجھے وہ سب سے زیادہ پسند ہیں جو عمر ایجاد کریں گے۔ (ت)

(۴) ایک رکعت وتر خواہ نفل باطل محض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری فعل تین رکعت وتر ہے:

وانما يؤخذ بالآخر فهو الاخر من فعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔	آپ کے آخری عمر کے اعمال پر عمل کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی ہے (ت)

اتنا یاد رہے کہ یہاں ان مسائل میں مخالفت کرنے والے غیر مقلدین وہابیہ ہیں جن پر بوجہ کثیرہ ان کے ضالہ کے سبب کفر لازم، جس کی قدرے تفصیل ہمارے رسالہ الکوکبۃ الشہائیۃ میں ہے وہ کہ مسلمان ہی نہیں انھیں ایسے فروعی مسائل اسلامی میں نیادخل دینے کا کیا حق، اُن سے تو اصول پر گرفت کی جائے گی کہ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے آمین جہر سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا بیس، وتر ایک ہو یا تین یہ تو سب اس پر موقوف ہیں کہ نماز بھی صحیح ہو جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے وہ ان مسائل میں اس طرف عمل کرے تو اس کی نماز باطل، اس طرف عمل کرے تو باطل، پھر لایعنی فضول زق زق سے کیا فائدہ! اور مسلمان کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ نہ ان سے ملنا جائز، نہ اُن کی بات سننی جائز، نہ اس کے پاس بیٹھنا جائز۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

^۱ سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنۃ مطبوعہ آفتاب پریس لاہور ۲/۲۹

^۲ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، فضائل فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ، مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۲/۵۸۷

نوٹ: حدیث کے الفاظ کنز العمال میں یوں منقول ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیحدث بعدی اشیاء فأحبها الی ان تلزموا اما احدث عمر رضی اللہ عنہ۔ نذیر احمد سعیدی

اور جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)	وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ اللَّيْلِ كُزَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ①

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاکم لایضلوکم ولا یفتنونکم ² ۔	تم ان سے سخت بچو کہ نہ وہ تمہیں گمراہ کریں نہ ہی فتنہ میں ڈالیں۔

مسئلہ نمبر ۴۱۸: از رسنگڈھ سنٹرل انڈیا براہ سیور مر اسلہ میرزا محمد بیگ عرف میاں محمد صاحب وکیل ۸ شعبان ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداً ومصلياً، مسلماً۔ ہدیہ تسلیم بالوف التعظیم قبول ہو!

مزاج عالی! الحمد للہ علی احسانہ راقم بخیریت دعا گوئے عافیت مزاج سامی نرسنگڈھ میں انگریزی تعلیم کے ملحدانہ اثر کو بڑھتا ہوا دیکھ کر نیاز مند نے اور یہاں کے مسلمانوں نے ایک مدرسہ اسلامی جاری کیا ہے فی الحال بیس روپے^۲ ماہوار کا ایک مدرس نوکر رکھا ہے جس وقت بہت سے لوگوں کی درخواست آئی تھی میں نے دیوبند کے متعلق درخواست بالکل نامنظور کی، ایک صاحب مولوی شفاعت رسول خلف مولوی عنایت رسول جو خود کو جناب کاشاگرد اور مرید کہتے ہیں صرف جناب سے نسبت رکھنے کے سبب یہاں مقرر کئے گئے ہیں مگر حیرت ہے ان کی بعض باتوں پر قرآن شریف بالکل صحیح نہیں پڑھ سکتے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں نے سنا آپ اشارہ بہ سبابہ التحیات میں نہیں کرتے، میں نے کہا ہاں اشارہ نہیں کرتا ہوں، فرمانے لگے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی تو اشارہ کرتے ہیں، میں نے کہا مجھ کو یقین نہیں آسکتا کیونکہ الکوکبۃ الشہابیہ میں اس کی مفصل بحث بحوالہ کتب امام ربانی موجود ہے چنانچہ جناب والا مجھ کو جب میں ۱۸۹۹ء میں حاضر خدمت ہوا تھا ۲ رسالے عطا فرمائے تھے اور میں نے وہ رسالہ مولوی شفاعت رسول کو دکھایا قاضی ریاض الدین جو مارہرہ شریف کے رہنے والے ہیں کہنے لگے بڑی حیرت کی بات ہے اگر مولوی احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی انگلی سے اشارہ کرتے ہوں چنانچہ جناب والا کی خدمت اقدس میں مکلف ہوں کہ اس باب میں جناب والا کا کیا معمول ہے بواپسی مستفید فرمائیں میں نے اس باب میں مولوی عبدالحلیم مرحوم کا رسالہ نفع المفتی والمسائل اور دیگر کتب مشکوٰۃ شریف و ہدایہ سب کو دیکھا ہے لیکن میں تو مقلد ہوں اور جمہور امت کا جس پر اجماع و اتفاق ہے وہی میرا مسئلہ مختار ہے

¹ القرآن ۶/۶۸

² صحیح مسلم باب النبی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/۱۰

جناب والا کے ارشاد سے اور مضبوطی ہو جائے گی اور یہ تعجب جو اجتماع نقیضین کے قبیل سے ہے رفع ہو جائیگا کہ جناب والا کتابوں میں ایسا لکھیں اور عمل اسکے خلاف ہو۔

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اشارہ ضرور سنت ہے۔ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنصنع کما صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو قول ابی حنیفۃ واصحابنا ¹ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام اعظم ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا ہے۔

امام ملک العلماء نے بدائع اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر اور دیگر ائمہ کبار نے اس کی تحقیق فرمائی۔ فقیر اور فقیر کے آباء و اساتذہ و مشائخ کرام قدست اسرار ہم سب اس پر عامل رہے، مارہروی صاحب نے زیہ نہیں تو حضرت شاہ ابوالحسن نوری میاں صاحب قدس سرہ کو ضرور دیکھا ہوگا۔ کوکبہ شہابیہ میں مسئلہ اشارہ کی بحث نہیں بلکہ اس بات کی اسمعیل دہلوی نے معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو بھی مشرک ٹھہرا دیا ہے جو وجوہ انہوں نے یہاں لکھے اسماعیل کہتا ہے کہ ان کا قائل مشرک ہے اس کو تناقض سے کیا علاقہ، مولوی شفاعت رسول میرے ایک خالص دوست مرحوم و مغفور کے صاحبزادے ہیں اُن کو یہاں بیعت بھی ہے میرے مدرسہ میں پڑھا ہے اگرچہ مجھ سے نہ پڑھانے میں نے ان کا قرآن مجید سنا، ممکن کہ جس طرح آجکل اکثر علماء و حفاظ غلط پڑھتے ہیں اُن پر بھی اسی عالمگیر بلا کا اثر ہو وحبسنا اللہ و نعم الوکیل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۱۹: از شہر دہلی پہاڑ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبدالکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک پیش امام صاحب نماز کی حالت میں جب رکوع سے فارغ ہو کر سمیع اللہ لمن حمدہ کو سجدہ کے قریب جا کر ختم کر کے بوصل اللہ اکبر کہتا ہے اور جگہ جو اماموں کو دیکھا ہے وہ سمیع اللہ لمن حمدہ کو قیام میں ختم کرتے ہیں اور وہاں سے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں۔ اب جو امام مسجد کے قریب سمیع اللہ لمن حمدہ کو ختم کرتا ہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہاں پر کہیں، کھڑے رہیں یا امام کے ساتھ سجدے میں جا کر کہیں، اگر اسی طرح کریں گے تو ان

¹ بدائع الصنائع فصل فی سنن الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱/۲۱۳

جاہلوں کو عادت پڑ جائے گی، اور اب سوال یہ ہے کہ نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوگا؟

الجواب:

سنت یہ ہے کہ سمع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمد کی "۵" سیدھا ہونے کے ساتھ ختم، اسی طرح ہر تکبیر انتقال میں حکم ہے کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا الف شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو، امام مذکور جو اس طرح کرتا ہے دو باتیں خلاف سنت کرتا ہے۔ سمع اللہ لمن حمد کا سجدہ کو جاتے ہوئے ختم کرنا اور سجدہ کو جانے کی تکبیر سجدہ کو جھکنے کی ابتداء سے شروع نہ کرنا، ان وجوہ سے نماز دو کراہتوں سے مکروہ ہوتی ہے، اسے سمجھایا جائے کہ خلاف سنت نہ کر۔ اگر نہ مانے اور اس سے بہتر امام سنتی صحیح العقیدہ صحیح القرآۃ صحیح الطہارۃ مل سکے تو اس کو بدل دیا جائے مقتدی خلاف سنت میں اسکی پیروی نہ کریں بلکہ رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ اللھم ربنا لك الحمد کا الف اور جو صرف ربنا لك الحمد پڑھتا ہو وہ ربنا کی ر شروع کریں اور سیدھے ہو جانے کے ساتھ حمد کی دال ختم ہو جائے تو پھر سجدہ کو جانے کے ساتھ اللہ اکبر کا الف شروع کریں اور اللہ کے لام کو بڑھائیں جب سر رکھنے کے قریب پہنچیں تو اللہ کی ۵ اور عین سر زمین پر پہنچتے وقت اکبر کی ر ختم کریں۔ لام کو بڑھانا اس لئے کہ یہ راستہ طے کرنے میں اگر لام کو نہ بڑھایا تو اکبر سجدے میں پہنچنے سے ختم ہو جائے گا اور یہ خلاف سنت ہے یا راستہ پورا کرنے کو اکبر کا الف یا ب بڑھائیں گے اور اس سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ یا بڑھائیں گے اور یہ غلط و خلاف سنت واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

مسئلہ نمبر ۴۲۰: از موضع میموڈی بزرگ مسئولہ سید امیر عالم حسن صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نماز فریضہ بجماعت جو شخص ادا کر لے تو اس پر لازم ہے کہ جب تک امام بعد سلام دُعا نہ مانگے تب تک مقتدی بھی دُعا نہ مانگے اگرچہ کیسا ہی ضروری کام خواہ نماز فجر ہو یا ظہر ہو یا عصر ہو یا مغرب یا عشاء، اگر امام سے پہلے دُعا مانگ کر مقتدی اٹھ جائے گا تو وہ گناہگار ہو جائے گا اور امام کی اطاعت سے نکل جائیگا۔ عمرو کہتا ہے کہ اگر امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کی اطاعت سے نکل گیا اب مقتدی کو اختیار ہے کہ انتظار دُعا امام کرے یا نہ کرے اگر انتظار کیا تو فیہا ورنہ چلے آنے سے گناہگار نہ ہوگا اور نہ اطاعت امام سے دور۔ اب علمائے دین کی خدمت میں عرض ہے کہ اسکلپور لپورا ثبوت کیوں نہ دیا جائے کہ زید کا قول ثابت ہے یا عمر و کا، اور اس کا بھی ثبوت دیا جائے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں اور غیر مقلد و وہابڑ او تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عمر کا قول صحیح ہے ہاں جماعت کے ساتھ دعائیں برکت ہے اس کیلئے انتظار بہتر ہے اور اگر کوئی ضرورت جلدی کی ہو تو جاسکتا ہے کوئی حرج نہیں ورنہ مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بات پسندیدہ نہیں، کھانے پر فاتحہ پڑھنا درست ہے اس میں کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں، جو نادرست کہے وہ بتائے کہ اللہ و رسول نے اسے منع فرمایا یا تم منع کرتے ہو اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا تو بتاؤ اور اگر تم منع کرتے ہو تو تم شارع نہیں اپنا سر کھاؤ۔ غیر مقلد وہابی دیوبندی سب اسلام سے خارج ہیں اور ان کے پیچھے نماز باطل محض والتفصیل فی حسام الحرمین والنہی الاکید وغیرہما (اور اس مسئلہ کی تفصیل حسام الحرمین اور النہی الاکید وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ سببخنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ عورتوں کو نیت نماز میں ہاتھ سینہ پر باندھنا چاہئے اور بوقت قعدہ التیحات میں دونوں پاؤں بچھا کر بیٹھنا چاہئے اور پاؤں کی گرہ بھی ڈھکی رکھنا چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ گرہ نہ ڈھکی جائے۔ اب علماء دین فرمائیں کہ عورتوں کو نیت نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا اور قعدہ التیحات میں پاؤں بچھا کر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں، بعض کہتے ہیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی نماز پڑھنا چاہئے جس طرح مرد ایک پاؤں بچھا کر قعدہ میں بیٹھتے ہیں اور زیرِ ناف ہاتھ باندھتے ہیں اور پاؤں کی گرہیں کھلی رکھتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی چاہئے یعنی جو قاعدہ مردوں کی نماز کا ہے وہی عورتوں کا ہے۔ اب حضور سے امید وار ہیں کہ اس کاپیوراپوراثوت حوالہ کتب و آیت وحدیث کے کیوں نہ دیا جائے کہ عورتوں کو کس طرح اور کس قاعدے سے نماز پڑھنا چاہئے۔

الجواب:

زید کا قول صحیح ہے سب کتابوں میں اس طرح ہے اُن بعض کا قول محض باطل ہے اور عورت کے گئے ستر عورت ہیں ان کا کھلنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۲۲: از گولڑہ ضلع راولپنڈی مکان حضرت پیر صاحب مرسلہ حمید اللہ صاحب، پیر المعروف بہ نعمان ملا ۱۲ صفر ۱۳۳۸ھ

رفع سببہ کے بارے میں جناب کا کیا عمل ہے؟

الجواب:

فقیر اور فقیر کے آباء کرام و مشائخ عظام و اسانذہ اعلام قدست اسرار ہم کا ہمیشہ معمول باتباع احادیث متواترہ و ارشادات کتب متکاثرہ رفع سببہ رہا اور اسے سنت جانتا ہے تفصیل کلام بدائع امام ملک العلماء فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق وغیرہما کلمات شرح محققین و فتاویٰ فقیر میں ہے واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۲۳: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی عبداللہ صاحب بنگالی ۱۲ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد چاروں جہات میں کسی ایک جہت کو متوجہ ہو کر دُعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ہندوستان کے لئے ان چار جہتوں میں سے کوئی جہت مخصوص ہے یا نہیں؟

الجواب:

جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کے لئے کہ بعد سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے دہنے یا بائیں پھر جائے یا مقتدیوں کی طرف منہ کر لے اگر سامنے کوئی نماز نہ پڑھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۲۴: از قلعہ لنڈی کوتل ڈاکخانہ خاص ضلع پشاور بمعرفت شیر جان صوبیدار میجر خیبر رانقل مرسلہ ادخان شنواری ۲۲ صفر ۱۳۳۸ھ

بخدمت جناب مولوی صاحب دام اقبالہ، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ التحیات میں انگلی کا اشارہ کرنا منع ہے یا جائز، آپ مہربانی فرما کر بندے کو تحریر کریں کہ نماز میں انگلی کا اشارہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور کس کس طریقہ پر جائز ہے؟

الجواب:

التحیات میں انگلی کا اشارہ سنت ہے جب اشہد پر پہنچے چھنگلیا اور اس کے برابر کی انگلی کی گرہ باندھے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنائے اور "لا" پر کلمے کی انگلی اٹھائے اور "لا" پر گرا کر ہاتھ کھول دے محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

صنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنصنع کما صنع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو قول ابی حنیفۃ واصحابنا ^۱	یہ اشارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تو ہم کریں گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۲۵، ۴۲۶: مرسلہ سید احمد حسین صاحب از مقام سید پور ڈاکخانہ وزیر گنج بدایوں بتاریخ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ
آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں:

^۱ بدائع الصنائع فصل فی سنن الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۱

(۱) جمعہ کے فرض کی تیت کس طرح کرنا چاہئے اور بعد نماز جمعہ دو رکعت کے کیا کیا پڑھنا چاہئے کل مفصل نماز لکھنا۔
(۲) اور درمیان نماز میں ہر الحمد شریف سے پہلے اور قل ھو اللہ شریف سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا چاہئے؟ الحمد شریف سے پہلے بسم اللہ کافی ہوگی یا قل ھو اللہ سے پہلے بھی پڑھنا چاہئے؟

الجواب:

اتنی نیت کافی ہے کہ آج کے فرض جمعہ اور چاہے دو رکعت بھی کہے اور بعض یہ بھی بڑھاتے ہیں کہ واسطے ساقط کرنے ظہر کے، اس میں بھی کوئی حرج نہ حاجت، فرض جمعہ کے بعد چھ رکعت نماز سنت پڑھیں، چار پھر دو، اور ان میں سنت بعد جمعہ کی تیت کریں اور پہلی چار میں قبل جمعہ کی۔ بعد کی سنتیں پڑھ کر ۲ یا جتنے چاہیں نفل پڑھیں، ان سے زائد عام لوگوں کی حاجت نہیں۔
(۲) سورہ فاتحہ کی ابتداء میں تو تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور بعد کو اگر سورت یا شروع سورت کی آیتیں ملائے تو ان سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا نہ پڑھے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۲: از شہر گلی ملاناں محلہ ذخیرہ مسئلہ سید مشتاق علی صاحب ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم جملہ اہل اسلام محلہ ذخیرہ ساکنان بریلی گلی ملاناں نے تارکانِ صلاۃ کی تہدید و تاکید کے لئے اصحاب ذیل کو منتخب کیا اور ممبر بنایا ہے اس حضرات کو تارکانِ صلاۃ کے ساتھ ان کے عذرات توپورا کرنے کے بعد کسی قسم کی کارروائی از روئے شرع مطہر عمل میں لانا چاہئے۔ اسمائے گرامی ممبران ہادی حسین، شیخ مختار احمد، قرب محمد، محبوب حسن، مشتاق علی، سید حسین، عنایت حسین، سید اظہر علی ہر شخص کے نام کے نیچے انگوٹھے کا نشان ہے۔

الجواب:

بہ نرمی سمجھائیں ترک نماز و ترک جماعت و ترک مسجد پر قرآن عظیم و احادیث میں جو سخت وعیدیں ہیں بار بار سنائیں جن کے دلوں میں ایمان ہے انھیں ضرور نفع پہنچے گا اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ إِسْرَءً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۱	اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے (ت)

اللہ کے کلام و احکام یاد دلاؤ کہ بیشک ان کا یاد دلانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔ اور جو کسی طرح نہ مانیں اُس پر اگر کسی کا دباؤ ہے اس کے ذریعے سے دباؤ ڈالیں اور یوں بھی باز نہ آئے تو اسے سلام و کلام، میل جول یک لخت ترک کر دیں۔

وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ

بَعْدَ اللَّيْلِ كَرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ①

اور جب کبھی تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۲۸: از فیض آباد محلہ کوکی علی بیگ مسئلہ سید عبداللہ صاحب سب انسپٹر ۱۳ محرم ۱۳۳۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیچ وقتی نماز و دیگر نوافل مثل تہجد وغیرہ میں زبان سے قرأت نہیں کرتا بلکہ اپنی کل نمازوں میں زبان تالو سے لگا کر دلی خیال کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ قرآن شریف و کتاب و درود شریف وغیرہ سب دھیان سے ادا کرتا ہے کہتا ہے کہ قرآن شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب پر القا ہوا تھا بایں وجہ بمقابلہ زبانی پڑھنے کے دل میں خیال کرنا زیادہ افضل و موجب مزید ثواب ہے زید اپنی زبان کو تالو سے لگا کر بالکل معطل اور بیکار کر دیتا ہے، زید کہتا ہے کہ یہ مسائل اہل ذوق اور اصفیاء کرام کے ہیں۔ ظاہرین ان مسائل کو نہیں سمجھ سکتے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طریقہ مذکورہ بالا پر زید کی نماز صحیح اور اعلیٰ درجے کی ہوئی یا نہیں، اگر اعلیٰ درجے کی ہوئی ہے تو ہم لوگ بھی اسی طریقہ سے کیوں نہ پڑھیں کہ مستحق ثواب عظیم کے ہوں۔ اور اگر زید کی نماز اس طریقہ مذکورہ پر صحیح نہیں ہوئی ہے تو زید کو اپنی ان نمازوں کی بابت جن کو وہ ادا کر چکا ہے کیا کرنا چاہئے، زید اگر امامت بھی کرتا ہے بس ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور آئندہ زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں، اور جو مقتدی زید کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں ان کو اپنی نمازوں کی بابت کیا کرنا چاہئے؟ کیا لوٹنا واجب ہے؟

الجواب:

زید نے شریعت پر افترا کیا، صوفیہ کرام پر افترا کیا، اپنی نمازیں سب برباد کیں، اُس کی ایک نماز بھی نہیں ہوئی نہ اسکے پیچھے دوسروں کی ہوئی، اس پر فرض ہے کہ جتنی نمازیں ایسی پڑھی ہوں سب کی قضا کرے اور جتنی نمازیں اور وں نے اس کے پیچھے پڑھی ہیں اُن پر بھی فرض ہے کہ اُن کی قضا کریں۔ قرآن عظیم، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضرور قلب مبارک پر نازل ہوا مگر پڑھنے کیلئے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَقَرَأْنَا لَهُمْ تِلْكَ آيَاتِنَا عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْتَبٍ ②

اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا کہ تم لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

① القرآن ۶/۶۸

② القرآن ۱۷/۱۰۶

نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض ہے قال اللہ تعالیٰ:

فَاقْرَءُوا مِائَاتِينَ مِنَ الْقُرْآنِ ¹ ۔	نماز میں قرآن پڑھو جتنا آسان ہو۔

اس کا نام پاک ہی قرآن ہے قرآن قرأت سے اور قرأت پڑھنا اور پڑھنا نہ ہوگا مگر زبان سے، دل میں تصور کرنے کو پڑھنا نہیں کہتے حالت جنابت میں قرآن پڑھنا حرام ہے اور تصور منع نہیں۔ نماز میں قرأت کلام مجید پر اجماع مسلمان کا خلاف جہنم کا خیال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تُولِهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ² وَسَاءَتْ مَصِيرًا ³ ۔	جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور مؤمنین کی راہ کے علاوہ راہ پر چلتا ہے ہم پھیر دیں گے اسے اس راہ پر جس پر وہ چلا اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۴۲۹: از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ شفیق احمد خان صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو آخری رکعت کے قعدہ میں کیا پڑھنا چاہیے۔

الجواب:

التحیات، درود، دُعا اگر اسے اول سے نماز ملی ہو اور اگر کسی رکعت کے پڑھنے کے بعد شامل ہوا تو امام کے ساتھ قعدہ اخیرہ میں التحیات ٹھہر ٹھہر کر اس قدر ترتیل کے ساتھ پڑھے کہ اس کی التحیات امام کے سلام وقت ختم ہو، اور اگر یہ التحیات پڑھ چکا اور امام نے ابھی سلام نہ پھیرا تو پچھلے دونوں کلمہ شہادت بار بار پڑھتا رہے یہاں تک کہ امام سلام پھیرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۳۰: از دھوراجی کاٹھیاواڑ مدرسہ سرمایہ فخر عالم مرسلہ مولینا مولوی غلام گیلانی صاحب ۷ صفر ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر نماز فرض یا نفل بیٹھ کر پڑھے جائیں تو سجدے میں پاؤں سے سرین کونہ اٹھائے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی، چنانچہ طحاوی و عینی و ہدایہ و جواہر نفیسہ و کنز العباد و عنایہ و کفایہ نے اس کو ذکر کیا ہے بینوا تو جروا۔

¹ القرآن ۷۳/۲۰

² القرآن ۱۱۵/۴

الجواب: وهو الموفق للصديق والصواب واليه المرجع والمآب

طحاوی و عینی، ہدایہ و کفایہ و عنایہ میں تو یہ مسئلہ بالکل نہیں غلط مشہور ہے ناقل پر تصحیح نقل ضروری ہے۔ جو اہر نفیسہ، و کنز العباد و دونوں ضعیف کتابیں ہیں اور اول غیر مشہور بھی ہے اور اس کا مصنف بہت ہی کم علم ہوا ہے چنانچہ اس کے دیکھنے سے پورا حال اس کا معلوم ہوتا ہے اس میں بڑے ضعیف و خلاف تحقیق و غلط مسائل ہیں ایک ہی جگہ میں بلاوجہ ترجیح "یجوز" و "لا یجوز" کو جمع کیا ہوا ہے یہ چھوٹا سا رسالہ ہے عربی زبان میں جنازہ کے غسل و کفن و دفن قبر وغیرہ کے متعلق مسائل بیان کئے ہیں، اور دوسری کا مصنف علی بن لقمة غوری ہے اس کو ضعیف کہا ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے و جمال الدین مرشدی نے مفید المفتی صفحہ ۱۹۴ اور علامہ شامی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ بعض کتابوں کے بیاض یا وقایہ پر یہ عبارت اس طور پر ہے:

جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے وہ سجدہ کے وقت سرین نہ اٹھائے اگر اس نے سرین کو اٹھایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی، اسی طرح دونوں پاؤں کا حکم ہے محیط چلی میں اسی طرح ہے اصل یہ ہے کہ مریض وغیرہ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو وہ سرین نہ اٹھائے جیسا کہ سجدہ میں پاؤں نہیں اٹھاتا اور جب کسی نے ایک پاؤں اور ایک سرین اٹھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی، چلی ابن املک میں اسی طرح ہے، اور مختاریہ ہے کہ اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح تشہد میں بیٹھتا ہے۔ اسے فقیہ ابوللیث و شمس الانامہ سرخی نے اختیار کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا جب رکوع و سجود کے وقت جھکے تو اس طرح بیٹھے جس طرح تشہد میں بیٹھا جاتا ہے۔ یعنی شرح ہدایہ صفحہ ۱۶ میں اسی طرح ہے اھ۔ (ت)	من صلی قاعد افسجد لا یرفع الیتیہ وان رفع الیتیہ فسدت صلاتہ فکذا رجليه کذا فی المحيط الجلیبی والاصل ان المریض او غیرہ اذا صلی قاعد لا یرفع الیتیہ کما لا یرفع رجليه فی السجود واذ رفع رجليه واحدا والیتیہ واحدة لاتفسد کذا فی چلی ابن المملک والمختار ان یقعد کما یقعد فی حالة التشهد وهو الذی اختاره فقیہ ابواللیث و شمس الانامہ السرخسی وقال ابو یوسف رحمہ اللہ اذا حان وقت الركوع والسجود ویقعد کما یقعد فی التشهد کذا فی العینی شرح الهدایة ص ۱۶ھ

حالانکہ عینی و چلی میں اس عبارت کا پتا بھی نہیں اور محیط متعدد ہیں معلوم نہیں کون سی محیط ہے وہ خود موجود نہیں جو دیکھی جائے۔ معلوم ہوا کہ یہ عبارتیں مصنوعی ہیں جن کتابوں کا ذکر کرتے ہیں اُن میں اُن کا نشان تک نہیں۔ ایضاً یہ عبارت اگر کسی معتبر کتاب میں مل بھی جائے تو اس مطلب سے اُس کو مساس بھی نہیں کیونکہ عبارت اولیٰ میں جو دلیل بیان کی ہے لان الیتیہ فی صلوٰۃ القاعدہ الخ (قاعد کی نماز میں اُس کے سرین الخ۔ ت)

وہ دعویٰ مذکور پر منطبق نہیں ہوتی اگر یہ حالت سجدہ کا بیان ہوتا تو دلیل میں بجائے واذارفع قدمیہ فی صلاة القائم (جب قائم نے نماز میں دونوں قدم اٹھائے۔ ت) کے رفع قدمیہ فی السجود (دونوں قدم حالت سجدہ میں اٹھائے۔ ت) ہوتا ورنہ قید فی صلاة القائم سے لازم آتا ہے کہ صلاة قاعد میں رفع قدمین فی السجود مفسدِ صلاة نہ ہو اور صلاة قائم میں ہو حالانکہ اطلاق دلائل مبطل تفاوت ہے اس سے غالب ظن یہ ہوتا ہے کہ اس عبارت میں لفظ فجد ناقل یا کاتب کی غلطی ہے، پس جبکہ اس لفظ کو غلط مانا جائے تو اس عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حالت قیام حکمی میں رفع الیتین نہ کرے ورنہ وہ ایسا ہوگا جیسے قیام حقیقی میں کوئی شخص رفع قدمین کرے کہ وہ مفسدِ صلاة ہے۔ پس اس تقریر پر یہ عبارت سائل کے مطلب سے ہے اور عبارت ثانیہ میں لا یرفع الیتیہ (سرین کو نہ اٹھائے۔ ت) کے ساتھ قید فی السجدة کی بھی مذکور نہیں لہذا اس سے بھی وہی مراد ہوگی کہ لا یرفع الیتیہ فی القیام الحکمی (قیام حکمی میں سرین نہ اٹھائے۔ ت) اور آگے جو مشتبہ بہ کے ساتھ فی السجدة مذکور ہے سو وہ محتمل ہے کہ صرف لا یرفع رجلیہ (پاؤں نہ اٹھائے۔ ت) کے ساتھ متعلق ہو اور تشبیہ محض فساد میں ہوا اگر یہ احتمال متعین بھی نہ ہوتا ہم مستدل کو مضر ہے لہذا جب احتمال بطل الاستدلال (کیونکہ جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہو گیا۔ ت)

ایضاً متون و شروح و فتاویٰ مشہور متداولہ بین ایدی العلماء میں جو مطلقاً سجدہ رجال کی ہیئت لکھی وہ اس کے خلاف ہے اور بقاعدہ رسم المفتی وہ مقدم ہیں۔ اس قدر کتب کا خالی ہونا اسی پر مشعر ہے کہ یہ مسئلہ عدم الوجود ہے یا غیر معتبر ہے۔ شامی جلد اول ص ۱۵۲ میں ہے:

عدم الذکر یشرع باختیار عدمہ اھ	عدم ذکر واضح کر رہا ہے کہ وہ مختار نہیں اھ (ت)

اُسی جلد ص ۱۷ میں ہے:

عدم الذکر کذا عدم۔	عدم ذکر، ذکر عدم کی مانند ہے۔ (ت)

ایضاً سلف کا عمل اس پر نہیں پایا گیا لہذا اگرچہ صحیح بھی ہو اس پر عمل نہ ہوگا۔ شامی جلد اول ص ۳۰۸ طبع خورد میں ہے:

هذا یعلم ولا یعمل علیہ لما فیہ من مخالفة السلف۔	یہ معلوم کر لیا جائے اور اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں سلف کی مخالفت ہے۔ (ت)

ایضاً جواہر نفیسہ اور دوسری بعض کتابوں میں جو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کتب غیر معتبرہ مجہولہ ہیں اور جو معتبرہ ہیں ان کا حوالہ غلط ہے اور ظاہر ہے کہ علم فقہ کا ایسے غیر مشہور و مجہول حواشی و فتاویٰ سے نہیں لیا جاتا اُسی شامی اُسی جلد میں ہے:

الفقه لا ينقل من الهوامش المجهولة و ان قال معتمداً نه بخط ثقة ¹ - اھ	مسائل فقہ حواشی مجہولہ سے نقل نہیں کئے جاتے اگرچہ کوئی معتمد یہ کہے کہ یہ ثقہ کی تحریر ہے۔ اھ (ت)

برخلاف استصحاب کے وہ نقل کرنا حواشی مجہولہ سے بھی درست ہے،

لانه لتأیید ابقاء ماكان على ماكان فيكفي المدفع وان لم يكف المرفع فان الرفع اسهل من الدفع فافهم وتثبت ولا تهبت۔	کیونکہ یہ کسی شے کو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھنے کی تائید کے لئے ہوتا ہے تو دفع کو کفایت کرے گا اگرچہ رافع کو کفایت نہ کرے کیونکہ رفع دفع سے اسہل ہے تو غور کر ثابت قدم رہ اور بزور نہ بن۔ (ت)

ایضاً یہ قول مخصوص کا ہے اور یہ معتبر نہیں شامی جلد اول ص ۵۱۵ میں ہے۔ تخصیص القول یفید انه خلاف المعتمد² اھ (تخصیص قول مفید ہے اس بات کے کہ یہ معتمد کے خلاف ہے اھ۔ ت)

ایضاً اس طرح سجدہ کرنے سے متعدد سنتوں کا ترک لازم ہوتا ہے پس من حیث الدلیل بھی ضعیف ہے اگرچہ اس پر عمل و فتویٰ بھی ہو نہ ایک فقیہ و امام بلکہ بہت اماموں کا اُسی شامی جلد اول ص ۱۱۳ میں المرجح بقوة الدلیل هو الارجح وان صرح بان الفتاویٰ علی غیرہ اھ (جو قول قوت دلیل کی بنا پر ترجیح پائے وہ ہی ارجح ہوتا ہے اگرچہ اس بات پر تصریح ہو کہ فتویٰ اس کے غیر پر ہے اھ۔ ت) ص ۸۱۶ میں ہے:

لیس للمفتی الافتاء بالضعیف ولا ینتفی الضعف بافتاء کثیر من ائمة خوارج ³ ۔	مفتی کے لئے ضعیف پر فتویٰ جاری کرنا درست نہیں اور اکثر ائمہ خوارج کے افتاء سے ضعف ختم نہیں ہو سکتا۔ (ت)

ایضاً اس میں احتمال ہے کہ یہ امر بدعت ہو اذا تردد الحكم بین سنة وبدعة

¹ رد المحتار باب العیدین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۳۲

² رد المحتار باب العیدین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۳۲

³ رد المحتار باب العیدین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۳۲

کان ترکہ اولیٰ^۱۔ (جب کسی حکم کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہوتا ہے۔ ت) شامی جلد اول ص ۳۷۰، بحر الرائق جلد دوم ص ۱۷۸ میں ہے:

ماتردد بین بدعة و واجب یؤتی بہ اوبین سنة و بدعة فلا یؤتی بہ ^۲ ۔	جب کسی چیز کے بدعت اور واجب ہونے میں تردد ہو تو اس چیز پر عمل کیا جائے گا اور جب سنت یا جس چیز کے سنت و واجب ہونے میں تردد ہو تو پھر عمل نہیں کیا جائے گا (ت)

اور ظاہر کہ اس طور پر سجدہ کرنا غیر معتبر ہے پس اگر یہ مسئلہ درست ہونے کی تقدیر پر جبکہ لوگوں سے نہ ہو سکے گا لوگ گناہگار ہوں گے اور اس میں حرج عظیم ہے۔ شامی جلد ثالث ص ۲۳۹ میں ہے:

فیہ حرج عظیم لانه یلزم منه تأثیم الامة ^۳ ۔	اس میں حرج عظیم ہے کیونکہ اس سے امت کا گناہگار ہونا لازم آتا ہے (ت)۔

لوگوں کے ساتھ یہی ارفق و ارفق ہے کہ سجدہ میں سرین کو بلند کریں تاکہ سجدہ آسانی سے ادا ہو جائے۔ شامی جلد پنجم ص ۳۴۶ میں ہے:

وهو ارفق باهل هذا الزمان لتلايقع في الفسق والعصيان ^۴ ۔	یہی اہل زمانہ کے لئے آسان ہے تاکہ وہ فسق اور عصیان (نافرمانی) میں واقع نہ ہوں (ت)

اسی جگہ میں ہے:

لكن اطلاق المتون موافق لاطلاق الادلة و لكونه ارفق باهل هذا الزمان ^۵ ۔	متون کے اطلاق کو دلائل کے اطلاق کے ساتھ موافقت کی وجہ سے تقدیم حاصل ہوگی اور اس لئے بھی لوگوں کے لئے یہ نہایت ہی آسان ہے (ت)

فقہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے اور تصوف و اوراد کی کتابوں میں سے ناقل نے نقل کیا ہے کیونکہ کنز العباد اور ادو وظائف کی کتاب ہے اور تکلیفیہ کا محل و باب کتب فقہ ہیں اور یہ قاعدہ فقہیہ ہے۔

^۱ رد المحتار مطلب اذ ترددوا حکم بین سنت و بدعة الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۷۵

^۲ بحر الرائق آخر باب العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۵/۲

^۳ رد المحتار کتاب الحدود مطلب فینم و طئی من زفت الیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۷۰/۳

^۴ رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۲۴۹/۵

^۵ رد المحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۲۴۹/۵

کہ جو مسئلہ مذکور ہو فی بابہ وہ اولیٰ بالعمل ہوتا ہے اس سے جو کہ مذکور فی غیر بابہ ہو۔ شامی جلد ثالث میں ہے:

المسئلہ المذكورة فی بابہ اولیٰ من المذكورة فی غیر بابہ ^۱ ۔	اپنے باب و فصل میں مذکورہ مسئلہ اس سے اولیٰ بالعمل ہوتا ہے جو متعلقہ باب کے غیر میں مذکور ہو (ت)

مسائل فقہ کے لئے کنز العباد کی تین کتابیں غیر مظنہ ہیں:

قال الحموی ما فی غیر المظنہ والکتب الغریبۃ یتوہم ان یکون ضعیفاً ^۲ ص ۳۱	امام حموی کہتے ہیں جو غیر مظنہ اور کتب غریبہ میں ہو اس کے متعلق وہم ہوتا ہے کہ وہ ضعیف ہو (ت)

کلام ائمہ بھی اسی کا مقتضی ہے کہ سجدہ میں رفع الیتین نہ کیا جائے ابو السعود حاشیہ ملا مسکین علی الکفر میں ہے:

ما یقضیہ کلام الائمۃ یوخذ بلا توقف ^۳ ص ۲۲۲	کلام ائمہ جس کا تقاضا کرے اس پر بلا توقف عمل کیا جائے گا (ت)

یہ مسئلہ فقیہ کا قول نہیں اگر ہو بھی تو بمقتضائے کلام ائمہ متروک ہو جائے گا۔ المسک المتقسط میں ہے:

مقتضی کلام ائمۃ المذہب اولیٰ بالاعتبار من کلام بعض المشائخ ^۴ ۔	ائمہ مذہب کے کلام کا مقتضی باعتبار بعض مشائخ کے کلام سے اولیٰ ہوتا ہے (ت)

یہ مسئلہ کسی صورت سے ثابت نہیں ہوتا اور جب تک ثابت نہ ہو سکے عمل اصل ہی پر ہوگا اور وہ نفی ہے یعنی نفی عمل، اسی مسک المتقسط میں ہے:

الاصل هو النفی حتی یتحقق الثبوت ^۵ ۔	جو چیز ثابت نہ ہو اس کی اصل نفی ہے۔ (ت)

غرض یہ مسئلہ غلط ہے آداب نماز سے بھی نہیں ہو سکتا ہے اور ذکر بھی نہیں ہو سکتا ہے اس کا ایک آدھ رسالہ بے سرو پا میں ہے اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ بہت سی جگہوں میں مذکور ہے تو بھی کثرت نقول مستلزم صحت کو نہیں پہلے ایک

^۱ رد المحتار باب الوطء الذی یوجب الحد والذی یوجب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۱۵۲

^۲ حاشیہ حموی مع الاشباہ والنظائر مقدمۃ الکتاب مطبوعہ ادارۃ القرآن الخ کراچی ۱۶/۱

^۳ فتح المعین باب الصلوۃ العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱/ ۳۲۳

^۴ المسک المتقسط مع ارشاد الساری فصل فی تمتع المکی مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۹۰

^۵ المسک المتقسط مع ارشاد الساری فصل فی رکعتی الطواف مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۱۰

شخص کو غلطی ہو جاتی ہے اور بعد کے لوگ اس کی غلطی بطنِ صحت نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ شامی جلد ۴ ص ۳۵۱ میں ہے:

قد یقع کثیرا ان مؤلفا یدکر شیئا خطا فینقلونه بلا تنبیہ فلیکثر الناقلون واصله لواحد مخطی	اکثر ایسا واقع ہوا ہے کہ مؤلف سے کوئی غلطی ہو گئی تو لوگ اسے بلا تنبیہ نقل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناقلین کثیر ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل کے اعتبار سے ایک مخطی ہوتا ہے۔ (ت)

اور اگر مدعی اس امر کا بعد عرق ریزی کے ثابت بھی کر دے کہ یہ ہی مطلب ہے اور فلاں فلاں کتاب میں اس کو لکھا ہے تو بنا
بر تسلیم یہ جواب ہے کہ یہ قول مخطی کا ہے جبکہ شرح وقایہ کے متفرق الحواشی میں ہے:

قال الشيخ الامام الفاضل المحقق ابو عبيد الله في صلاة النافلة قاعدة ثلثة اقوال، قول الروافض، وقول اهل السنة والجماعة، وقول المخطي اما قول الروافض فهم يقولون ان المصلي اذا صلى النافلة قاعدة فصلاته كصلاة القائم الا اذا ركع وسجد يرفع الايدين في الركوع والسجود ولا نههم قالوا صلاته على صلاة القائم واما قول المخطي فهو يقول لا يرفع الايدين لا في الركوع ولا في السجود لان نبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعل كذلك واما قول اهل السنة والجماعة فهو يقولون بعدم الرفع في حال الركوع و بالرفع في حال السجود والمخطي رأى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من بعيد ولم يقف بحاله عليه الصلاة والسلام او لعله صلى في حالة المرض بالايماء كما هو شأن الركوع والسجود للمومي في الصلاة وسجد	شیخ فاضل محقق ابو عبید اللہ نے کہا کہ بیٹھ کر نوافل ادا کرنے کے بارے میں تین اقوال ہیں، روافض کا قول، اہلسنت وجماعت کا قول اور خطا کرنے والے کا قول۔ (تفصیل) روافض کا قول یہ ہے وہ کہتے ہیں نمازی جب نوافل بیٹھ کر ادا کرے تو اس کی نماز قائم کی طرح ہی ہے البتہ وہ رکوع و سجدہ کے وقت سرین بلند کرے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی نماز (کا درجہ) قائم کی نماز کی طرح ہے۔ خطا کرنے والے کا قول یہ ہے کہ وہ کہتا ہے رکوع اور سجود دونوں وقت سرین نہ اٹھائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں حالت رکوع میں سرین نہ اٹھائے لیکن حالت سجود میں اٹھائے، اور خطا کرنے والے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دور سے دیکھا لہذا وہ کامل طور پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے آگاہ نہ ہو سکا یا یہ بھی امکان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

¹ رد المحتار باب المتفرقات مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۳/ ۲۵۲

حالتِ مرض میں اس طرح اشارہ کے ساتھ نماز ادا فرمائی ہو جس طرح اشارہ سے نماز ادا کرنے والا نمازی رکوع و سجود ادا کرتا ہے آپ نے سجدہ زمین کے قریب رکوع سے زیادہ جھک کر کیا ہوا اور پچھلے حصے کو نہ اٹھایا ہو کیونکہ اس حالت میں نمازی سرینوں کو اٹھانے کا محتاج ہی نہیں ہوتا تو دیکھنے والے نے گمان کر لیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالتِ صحت میں بیٹھ کر نماز ادا فرمائی ہے اور سجدہ کے وقت پیشانی زمین پر رکھی اور جسم کے پچھلے حصے کو نہ اٹھایا تو اس نے مطلقاً حکم جاری کر دیا جیسا کہ عمامہ پر مسح کے معاملے میں دیکھنے والے سے خطا ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر اقدس پر مسح فرمایا پھر عمامہ پر مسح سر کے مسح کے بدلہ میں جائز ہے حالانکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ پر مسح نہیں فرمایا تھا یہ الفاظ ایک گناہگار بندے قاضی غلام جیلانی سننی حنفی نقشبندی رضوی نے لکھے ہیں اللہ تعالیٰ نبی امین کے صدقے اسکا اور اسکے مشائخ کا ہو جائے۔ (ت)

اخفض قریباً من الركوع قریباً من الارض ولم یرفع الیتیہ لان فی هذه الصلاة لا یحتاج المصلی الی رفعهما فظن الرائی انه علیہ الصلاة والسلام صلی فی حالة الصحة قاعدا وسجد بوضع الجبهة علی الارض ولم یرفع الیتیہ فحکم علی الاطلاق کما فی مسح العمامة اخطأ الرائی حیث مسح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی رأسه ثم وضع العمامة علی الرأس وظن ان مسح العمامة تجوز بدلا عن مسح الراس والحال انه علیہ الصلاة والسلام لم یمسح علی العمامة هذا کتبه العبد المذنب الجانی القاضی غلام جیلانی السنی الحنفی النقشبندی الرضوی کان اللہ له ولمشاخه امین بحرمۃ النبی الامن الامین۔

الجواب:

الحمد لله وحده (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو وحدہ لا شریک ہے۔ ت) فاضل سلمہ القریب المحیب نے جو حکم تحقیق فرمایا وہی صحیح و حق صریح ہے اور سجدہ قاعدہ میں رفع الیتین مفسد صلاۃ ہونا زعم باطل و مردود و فتیح ہے اور جن معتبر معتمد کتابوں کا مدعی نے نام لیا ان سب پر محض افترا ہے اور جو دہم دلیل بنام دلیل ذکر کیا یکسر پادر ہوا ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و نسائی و ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت رسول اللہ صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ سات استخوانوں پر سجدہ

امرت ان اسجد علی سبعة اعظم

کروں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں پاؤں کے نیچے۔	على الجبهة واليدين والركبتين واطراف القدمين ¹ ۔

ان میں دونوں سرین ملانا زیادت فی الشرع ہے اور زیادت فی الشرع حرام،

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہمارے اس امر (شرع) میں بدعت ایجاد کی جو شریعت سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ بخاری و مسلم و ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ت)	قال صلى الله تعالى عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد ² اخرجه البخارى ومسلم وابوداؤد وابن ماجة عن ام المؤمنين الصديقة رضی اللہ عنہا۔

اور زیادت بھی اس ادعا سے کہ فرض ہے اور اسکا ترک مفسد نماز اس کے ثبوت کو تو احادیث احادہ بھی ناکافی ہوتیں کما تقریر فی مقرة وعلم من صنيع صحابنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی سورة الفاتحة وغیرہا (جیسا کہ اپنے مقام پر اسکی تقریر ہو چکی ہے اور سورة فاتحہ وغیرہا سے متعلق ہمارے اصحاب احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ سے معلوم ہو چکا ہے۔ ت) نہ کہ وہ کہ جس کا پتانہ حدیث میں نہ فقہ میں جس پر دلیل درکنار شبہہ تک نہیں ایسی جگہ غیر فرض کو فرض بتانا بہت سخت حکم رکھتا ہے فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ³ (کیا تم باز نہیں آؤ گے۔ ت) اول تو ایتین کی بجائے قدیمین ہونے پر کیا دلیل اور بفرض غلط ہو بھی تو قعود میں کہ صلاة القاعد میں بجائے قیام ہے اور مفہوم قعود میں الصاق ایتین داخل کما فی بدائع ملک العلماء (جیسا کہ بدائع ملک العلماء میں ہے۔ ت) سجود کہ نہ قیام ہے نہ قعود نہ الصاق مذکور اس سے مفہوم نہ اُس میں مقصود بلکہ سجدہ رجال میں احادیث متوترہ قولیہ و فعلیہ و نصوص متظاہرہ متون و شروح و فتاویٰ فقہیہ میں صراحۃً اس کی نفی موجود اس میں الصاق مذکور سے نفی کراہت و مخالفت سنت بھی قطعاً مردود نہ کہ ادعاے فرضیت کہ اشنع باطل و اخیع مطرود و نسأل اللہ العفو والعافیة ولا حول ولا قوة الا باللہ الغفور الودود واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۳۱: از مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۹ صفر ۱۳۳۹ھ رکوع کرتے وقت نظر کس جگہ رکھنا چاہئے؟

¹ صحیح البخاری باب السجود علی الانف مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۱۱۲

² صحیح البخاری باب اذا صطلحوا علی صلح جوہر فہو مردود مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۱۷۱

³ القرآن ۹۱/۵

الجواب:

رکوع میں قدموں پر نظر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
مسئلہ نمبر ۴۳۲: از مکتبہ بلکچھیامدرسہ عظیمیہ مسئلہ تصدق حسین صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فریضہ نمازوں کے بعد دُعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پر ملتے ہوئے زور کی آواز کے ساتھ چومنا کیسا
ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

نماز کے بعد دُعا مانگنا سنت ہے اور ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا اور بعد دُعا منہ پر ہاتھ پھیر لینا یہ بھی سنت سے ثابت ہے مگر چومنا کہیں
ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۳۳: از مدرسہ منظر الاسلام بریلی مسئلہ مولوی عبداللہ بہاری ۳ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ الحمد شریف کے بعد آمین آہستہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ امام سورہ فاتحہ پڑھ کر آمین کہے یا نہیں؟ اور
جماعت کے ساتھ مقتدی بھی کہے یا نہیں؟ منفرد کو تیسری چوتھی رکعت میں آمین کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں اور زبان سے نکل
جائے تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

نماز کی ہر رکعت میں امام و منفرد کو لا الضالین کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ جسری نماز میں مقتدی بھی ہر رکعت میں کہیں اور غیر
جسری رکعت یا سری نماز میں لا الضالین ایسی خفی آواز میں کہا کہ اس کے کان تک پہنچی تو اس وقت بھی یہ آمین کہے ورنہ نہیں اور
آمین سے سجدہ سہو کسی وقت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۳۴: از شہر محلہ گڑھیا مسئلہ مولوی حشمت علی صاحب بریلوی ۷ اذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
عالی جاہ دام ظلمک۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر کوئی شخص ٹھہری ہوئی ریل میں قبلہ رخ ہو کر اس طرح نماز پڑھے کہ ریل کی
دونوں پٹریوں کے درمیان جو جگہ خالی ہے اس میں کھڑا ہو کر رکوع کرے اور کوتاہی جگہ سے ایک پٹری پر سرین رکھ کر دوسری پٹری
پر سجدہ کرے اور پاؤں اسی خالی جگہ میں قائم رہیں یونہی پیچھے کی پٹری پر بیٹھ کر اور آگے پاؤں ٹکا کر جلسہ قعدہ کرے تو نماز صحیح ہوگی یا
نہیں بینواتو جروا۔

الجواب:

مولانا اکرم اللہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس طرح سجدہ ہر گراوانہ ہوگا۔ نماز نہ ہوگی اور ایسا قعدہ بھی محض خلاف سنت اور اسکی
ضرورت بھی نہیں۔ قعدہ میں پاؤں سمیٹ کر اسی خالی جگہ میں

بیٹھ سکتا ہے اور سجدہ کیلئے سر ذرا خم کر کے سامنے کی پٹری کے نیچے داخل کر کے بخوبی ادا کر سکتا ہے میں نے بارہا اس طرح ادا کی ہے۔ جب مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہمراہی میں تیسرے درجے میں سفر کرنا ہوتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۳۵: مرسلہ مولوی سید غلام امام صاحب سیسوانی ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ

بخدمت مولوی صاحب سر جمیع اہل فضل و کمال مسلم الشرف والعلا بقاہم اللہ دائم البقا علی الطریق المسنون۔ السلام علیکم و بطریقے و مرادے ہزاروں دعا و ثنائے خلق عالم نوازہ و سلام مخلصانہ کے بعد کچھ تصدیق ہے آپ کے روبرو ایک جمعہ کی نماز کے بعد میں ذکر فضیلتِ عمامہ کا جو آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے اور کچھ عربی فقرہ بھی پڑھا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اگر میری یاد صحیح ہے تو اس کو لکھ کر عنایت فرمائیں میں نہایت ممنونی موروثی کے ساتھ شکر عنایت عالی کو اچھا ضمیمہ کروں گا۔ فقط

الجواب:

جناب من ادام اللہ تعالیٰ کرامتکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، فضل صلاۃ بالعمامۃ میں احادیث مروی وہ اگرچہ ضعیف ہیں مگر دربارہ فضائل ضعیف مقبول اور عند التحقیق ان پر حکم بالوضع محل کلام۔

حدیث اول: اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل و ملائکتہ یصلون علی اصحاب العمامۃ یوم الجمعۃ^۱ یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

دو حفاظ محدثین عراقی اور عسقلانی نے تخریج احادیث احیاء علوم الدین اور تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں اس کی تضعیف پر اقتصار کیا ہے یہ بات سیوطی نے المالکی میں بیان کی ہے اور اپنی کتاب جامع صغیر میں اسے نقل کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔ (ت)

اقتصر الحافظان العراقی والعسقلانی فی تخریجی احادیث الاحیاء والرافعی علی تضعیفہ قالہ السیوطی فی اللالی واورد الحدیث فی جامعہ الصغیر ملتزمًا ان لا یورد فیہ موضوعًا۔

^۱ مجمع الزوائد باب اللباس للجمعة مطبوعہ دار الکتب ۱/۲، ۱۷۶، الجامع الصغیر مع فیض القدر حدیث ۱۸۱ مطبوعہ دار العرفۃ بیروت ۲/۲۰

حدیث دوم: ابن عساکر والدیلمی وابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاة تطوع او فريضة بعبامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عبامة وجمعة بعبامة تعدل سبعين جمعة بلا عبامة¹۔ یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

اس میں مجہول راوی ہیں قلت (میں کہتا ہوں) ان میں سے کوئی بھی کذاب اور وضاع (حدیث گھڑنے والا) نہیں اور نہ ہی کوئی متم بالوضع ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو شریعت رد کرتی ہو یا اسے عقل محال تصور کرتی ہو، اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔ (ت)	فیہ مجاہیل قلت و لیس فیہم کذاب ولا وضاع ولا متهم به ولا فیہ ما یرده الشرع اور یحیلہ العقل وقد اوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر۔

حدیث سوم: الدیلمی عن انس رضی اللہ تعالیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاة في العبامة تعدل بعشرة آلاف حسنة²۔ یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

یہ نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابان متروک ہے۔	هذا ضعيف جدا فيه ابان متروك والله سبحانه وتعالى اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۳۶: از پٹنہ مرسلہ ابوالمساکین مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد سلام امام کو پُتوقتہ نماز میں دابنہ بائیں پھر کے دُعا مانگنا چاہئے یا صرف فجر و عصر میں۔

الجواب:

کسی نماز میں امام کو ہر گز نہ چاہئے کہ وہ رو قبلہ بیٹھا رہے انصاف مطلقاً ضرور ہے صرح بہ فی الذخیرۃ

¹ مرقات بحوالہ ابن عساکر الفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸/۲۵۰ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر فرغ فی العمامہ مطبوعہ

مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۳۰۶

² الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۸۰۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۰۶

نوٹ: جس کتاب سے حوالہ دیا گیا ہے اس کتاب کے الفاظ حدیث میں "تعدّل" کا لفظ نہیں ہے اور بجائے "الاف" کے "الف" ہے، الفاظ حدیث یوں ہیں: "الصلوة فی العبامة عشرة الف حسنة"۔ نذیر احمد سعیدی

والحلیۃ وغیرہما) اس پر ذخیرہ اور حلیہ وغیرہ میں تصریح ہے۔ (ت) البتہ ظہر و مغرب و عشاء کے بعد دعا میں زیادہ اطالت نہ ہو اور جبکہ معمول مقتدیان ہے کہ تا فراغ دعا پابند امام رہتے ہیں ایسی تطویل کہ کسی مقتدی پر ثقیل ہو مطلقاً منع ہے و تحقیق المسألة فی فتاویٰ الفقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

از بریلی محلہ ذخیرہ مرسلہ شیخ محمد حسین

مسئلہ نمبر ۴۳۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان مرد و عورت عاقل و بالغ پر جیسے کہ نماز پڑھنا فرض ہے ویسے ہی نماز کے معنی اپنی زبان میں یاد کر لینا بھی فرض ہے پھر وقت نماز کے جو لفظ زبان عربی میں پڑھا جائے اُس کے معنی بغور دل میں سمجھ لینا بھی فرض ہے پس باوجود طاقت ہونے کے یکھنے سکھانے میں سستی کرے یا معنی جانتا ہے اور وقت پر بے غوری کرے ایسے شخص کی نماز کا پھل کیا ہو گا دنیا و آخرت میں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

ان دونوں باتوں میں کچھ فرض نہیں بغیر ان کے بھی سر سے فرض اتر جانے کا پھل حاصل ہے۔

فی الاشباہ لا تحسب اعادة لتوك الخشوع^۱ و فی الغمز عن الملتقط قول بعض الزهاد من لم یکن قلبه فی الصلاة (مع الصلوة) لا قيمة لصلاته لیس بشیخ^۲ الخ	اشباہ میں ہے ترک خشوع کی بنا پر نماز کا اعادہ مستحب نہیں، اور غمز میں ملتقط کے حوالے سے ہے کہ بعض زاہدوں کے اس قول کی کوئی حقیقت نہیں کہ جس کا دل نماز میں حاضر نہ ہو اس کی نماز کی کوئی قیمت نہیں الخ (ت)

ہاں نماز کا کمال نماز کا نور نماز کی نحوئی فہم و تدبر و حضور قلب پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۳۸: از غازی پور محلہ میاں پورہ مرسلہ منشی علی بخش صاحب محرر دفتر ججی غازی پور ۱۷ ذیقعد ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام فرائض پنجگانہ کے بعد امام کو شمال یا جنوب کی طرف پھر جانا دعا کے واسطے واجب یا مستحب ہے یا نہیں اور سوائے عصر و فجر کے فرائض سہ گانہ کے بعد اگر نہ پھرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں؟

الجواب:

بعد سلام قبلہ رو بیٹھا رہنا ہر نماز میں مکروہ ہے وہ شمال و جنوب و مشرق میں مختار ہے مگر جب کوئی

^۱ الاشباہ والنظائر کتاب الصلوة مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۱۲

^۲ غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر کتاب الصلوة مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۱۲

مُسبوق اس کے محاذات میں اگرچہ اخیر صف میں نماز پڑھ رہا ہو تو مشرق یعنی جانبِ مقتدیان منہ نہ کرے، بہر حال پھر نامطلوب ہے اگر نہ پھر اور قبلہ رو بیٹھا رہا تو بتلائے کراہت و تارک سنت ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۳۹: قازاروہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مسئلہ جناب محمد صادق علی صاحب رمضان شریف ۱۳۳۰ھ اکثر دیہات میں نماز پڑھ کر جب اُٹھتے ہیں کونا مصلیٰ کا اُٹ دیتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب:

ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الشیاطین یستمعون بثیابکم فاذا نزع احدکم ثوبه فلیطوہ حتی ترجع الیہا انفسہا فان الشیطان لایلبس ثوباً مطویاً ^۱ ۔	شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دام راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے کپڑے نہیں پہنتا۔

معجم اوسط طبرانی کے لفظ یہ ہیں:

أطوا ثیابکم ترجع الیہا ارواحہا فان الشیطان اذا وجد الثوب مطویاً لم یلبسہ ، وان وجدہ منشور البسہ ^۲ ۔	کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آجائے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپیٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔ (ت)

ابن ابی الدنیا نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی:

قال ما من فراش یكون مغروشاً لا ینام علیہ احد الا نام علیہ الشیطان ^۳ ۔	فرمایا جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔ (ت)

ان احادیث سے اُس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر الباب الثالث فی اللباس منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵/ ۲۹۹

^۲ المعجم الاوسط حدیث نمبر ۵۶۹۸ مکتبۃ المعارف، الریاض ۶/ ۳۲۸

^۳ ابن ابی الدنیا

از جڑودہ ضلع میرٹھ مرسلہ سید صابر جیلانی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیروں کے نیچے کپڑا نہ ہو اور صرف زانو اور سجدہ کی جگہ ہو تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

نماز ہو جائے گی اور بہتر اس کا عکس ہے پاؤں کی احتیاط پیشانی سے زیادہ ہے ولہذا اگر انگر کھایا کرتا بچھا کر نماز پڑھے تو چاہئے کہ گریبان کی جانب پاؤں رکھے اور دامنوں پر سجدہ کرے کہ گریبان بہ نسبت دامن احتمال نجاست سے دور ہے۔
مسئلہ نمبر ۴۴۱: ۳۵ شعبان ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کو قبلہ کی طرف دعا مانگنا مطلقاً مکروہ ہے تو اس کی کراہت کا کیا اثر پڑنا چاہئے اور درحالتے کہ ۱۰ آدمی سے زیادہ ہوں مقتدی میں سے اگر اخیر صفوں تک کوئی نماز میں نہ ہو بشرط محاذات، تو امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کو پیٹھ نہ کرے لیکن اس صورت میں اگر مقتدیوں کی مقتدیوں کو پیٹھ ہو تو اس کا کیا جواب ہے اور ایضاً مطلقاً مکروہ کے کیا معنی ہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

کراہت کا اثر ناپسندی اور اُس کا اوسط درجہ اسماءت ہے یعنی بُرا کیا اور اعلیٰ درجہ کراہت تحریم اُس کا اثر گنہگار و مستحق عذاب ہونا، مطلق مکروہ غالباً تحریم کا افادہ کرتا ہے اور بلکہ خاص معنی کراہت تنزیہ بھی مستعمل ہوتا ہے مقتدیوں کے لئے شرعاً اتنا مستحب ہے کہ نقص صفوف کریں اور نماز کے بعد اُس انتظام پر نہ بیٹھے رہیں جیسے نماز میں تھے پھر بھی سب کو پھر کر بیٹھنے کا حکم نہیں کہ اُس میں حرج ہے اور مقتدی سب ایک حالت پر شریک نماز ہوئے تھے اُن میں سے کسی کا آگے پیچھے ہونا کوئی بالخصوص مقصود و مطلوب و لازم نہ تھا بلکہ اتفاقی طور پر واقع ہوا جو پہلے پہنچ گیا اس نے پہلی صف میں جگہ پائی اور جو بعد میں پہنچے انھوں نے بعد کی صف میں، اگر یہ بعد والے پہلے پہنچتے تو یہی پہلی میں ہوتے اور وہ کہ اگلی صف میں ہیں بعد کو آتے تو بعد کی صف میں ہوتے، ان کا بیٹھنا ایسا ہے جیسا مجلس کثیر میں لوگوں کا بیٹھنا کہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ ہوتی ہے مگر وہ سب ایک حالت میں ہیں قصد اَو التزاکا اُن میں ایک دوسرے پر تقدم نہیں بخلاف امام کہ وہ بالقصد آگے ہوتا اور انھیں پیٹھ کرتا ہے اور یہی واجب و لازم اور متعین ہے تو اسے اس قصدی پشت کرنے سے انحراف کا حکم ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۴۲: از پبلی بھیت مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی ۴ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

حدیث صلاۃ تطوع او فریضۃ بعمامة تعدل خمساً وعشرين صلاة بلا عمامة وجعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة^۱ (عمامہ کے ساتھ نفل یا فرض نمازوں کا پڑھنا بغیر عمامہ کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے اور عمامہ کے ساتھ جمعہ پڑھنا بغیر عمامہ کے جمعہ سے ستر گنا افضل ہے۔ ت) محدثین کے نزدیک موضوع یا ضعیف ہے؟ اور اگر کوئی شخص بسبب نفس پروری کے اس حدیث کو موضوع سمجھے اور کتب معتبرہ فقہیہ کی عبارت جو عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کے ثواب پر دال ہیں مثلاً علمگیریہ و کنز و فتاویٰ حج و آداب اللباس مؤلفہ شیخ محدث دہلوی و قنیہ و غیرہ تسلیم نہ کرے اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعن طعن کرے اور مفتوی علی الاحادیث تصور کرے اور لوگوں کو تاکید اس امر کی کرے کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور قصداً عمامہ اتروا ڈالے اور عمامہ باندھنے کو باوجود تاکید احادیث ثواب نہ جانے تو وہ شخص قابل الزام شرعی ہوگا یا نہیں؟ جامع الرموز میں الفاظ کی حدیث ملی:

ونص عبارتہ تنبغی ان یصلی مع العمامة فی الحدیث الصلاۃ مع العمامة خیر من سبعین صلاة بغیر عمامة کما فی المنیة ^۲	اس کی عبارت یہ ہے عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے کیونکہ حدیث میں ہے عمامہ والی نماز بغیر عمامہ والی نماز سے ستر گنا افضل ہے۔ اسی طرح منیہ میں ہے۔

اس حدیث کے حال سے آگاہ فرمائیے اور یہ منیہ کا حوالہ جامع الرموز نے دیا ہے یہی منیۃ المصلیٰ مروج ہے یا اور کوئی منیہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

عمامہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تو اتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے و لہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے یہاں تک کہ مرقاۃ میں فرمایا:

^۱ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من الکتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸/ ۲۵۰

^۲ جامع الرموز فصل ما یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۱/ ۱۹۳

قد ثبت فی السیر بروایات صحیحہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرنخی علامتہ احياناً بین کتفیه و احياناً یلبس العمامۃ من غیر علامۃ فعلم ان الاتیان بكل واحد من تلك الامور سنة ¹ ۔	کتب سیر میں روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑتے کبھی بغیر شملہ کے باندھتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان امور میں سے ہر ایک کو بجالانا سنت ہے (ت)

اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا کما نص علیہ الفقہاء الکرام و امر و ابترکہ حیث یستہزمی بہ العوام کیلا یقعوا فی الهلاک بسوء الکلام (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر تصریح کی ہے اور وہاں اسکے ترک کا حکم دیا جہاں عوام اس پر مذاق کرتے ہوں تاکہ وہ اس کلام بد سے ہلاکت میں نہ پڑیں۔ ت) تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا اور حدیث آتی رکابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر حمل کیا۔ علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

لم یرو انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس القلنسوة بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون هذا زی المشرکین ² ۔	یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو، متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے (ت)

اسی میں بعد ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ ہے:

هذا كله يدل على فضلية العمامۃ مطلقاً نعم مع القلنسوة افضل فلبسها وحدها مخالف للسنة کیف وهی زی الکفرة و کذا المبتدعة فی بعض البلدان ³ ۔	یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے، اور کیونکہ نہ ہو کہ کافروں اور بعض بلاد کے بد مذہبوں کی وضع ہے (ت)

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواتر کا استخفاف کفر ہے۔ وجیز کردری پھر نہر القاق پھر ردالمحتار میں ہے:

لوم یر السنة حقاً کفر لانه	اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس

¹ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸/ ۲۵۰

² مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸/ ۲۵۰

³ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۸/ ۲۵۰

استخفاف ^۱ ۔	نے کفر کیا کیونکہ یہ اسکا استخفاف ہے۔ (ت)

عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں بعض اُن سے کہ اس وقت پیش نظر ہیں مذکور ہوتی ہیں: حدیث اول: سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فرق ما بیننا و بین المشرکین العمام علی القلائس ^۲ ۔	ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپوں پر عمامے ہیں۔ (ت)

علامہ مناوی تیسر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فالمسلمون یلبسون القلائس و فوقها العمامة امالبس القلائس و حد هافزی المشرکین فلبس العمامة سنة ^۳ ۔	مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ باندھنا سنت ہے۔

یہی حدیث باوردی نے ان لفظوں میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

العمامة علی القلائس فصل ما بیننا و بین المشرکین يعطی يوم القيامة بكل كورة یدروها علی راسه نورا ^۴ ۔	ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پہنچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

حدیث ۳۰۲: قضای مسند شہاب میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور دیلمی مسند الفردوس میں مولیٰ علی و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: العمام تہیجان العرب^۵۔ (عمامے عرب کے تاج ہیں)۔

حدیث ۴: مسند الفردوس میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ الفتاویٰ البرزازیہ مع الفتاویٰ الہندیہ نوع فی السنن من کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸/۱۳

^۲ سنن ابی داؤد باب العمام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۸/۱۲

^۳ التیسیر شرح الی مع الصغیر تحت حدیث فرق ما بیننا الخ مکتبہ الامام شافعی الریاض ۱۶۹/۲

^۴ کنز العمال بحوالہ باوردی عن رکانہ فرغ فی العمام مطبوعہ منشورات مکتبہ التراث الاسلامی بیروت ۳۰۵/۱۵

^۵ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۴۲۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۷/۳

عمامے عرب کے تاج ہیں جب عمامہ چھوڑ دیں تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اُتار دے گا۔	العبائم تیجان العرب فاذا وضعوا العبائم وضعوا عزهم ¹ وفي لفظ وضع الله عزهم۔

حدیث ۵: ابن عدی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامہ مسلمانوں کے تاج ہیں۔	ایتوا المساجد حُسْرًا ومقنعین، فان العبائم تیجان المسلمین ² ۔

حدیث ۶: طبرانی معجم کبیر اور حاکم متدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔ (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔)	اعتموا تزدادوا حلمًا ³ ۔ صححه الحاکم۔

حدیث ۷: ابن عدی کامل و بیہقی شعب الایمان میں اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں؛	اعتموا تزدادوا حلمًا والعبائم تیجان العرب ⁴ ۔

وروی عنہ الطبرانی صدرہ و اشار المناوی الی تقویٰ تہ۔ طبرانی نے اس کا ابتدائی حصہ روایت کیا، امام مناوی نے اس کا قوی ہونا بیان کیا ہے (ت)

حدیث ۸: دبلی عمر بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان اسلم حصین فعنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب	العبائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت

¹ الجامع الصغیر مع فیض التقدير بحوالہ مسند فردوس عن ابن عباس مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴/ ۳۹۲

² اکامل فی ضعفاء الرجال اسامی شتی من ابتداء اسامیم میم المکتبۃ الاثریہ سانگلہ بل شیخوپورہ ۱۶/ ۲۴۱۳

³ المعجم الکبیر باب ماجاء فی لبس العمام الخ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۹۴

⁴ شعب الایمان حدیث ۶۲۶۰ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت ۵/ ۱۷۶

عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔	الحرب عمامہا وضعت عزها ¹ ۔
حدیث ۹: وہی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:	
میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپوں پر عمامے باندھیں۔	لاتزال امتی علی الفطرة ما لبسوا العمامہ علی القلائس ² ۔
حدیث ۱۰: ابو بکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد طیالسی وابن منیع مسانید اور بیہقی سنن میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:	
پیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں پیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔	ان اللہ امدنی یوم بدر و حنین بملائکۃ یعتمون هذه العبة وقال ان العمامة حازجة بین الکفر والایمان ³ ۔
حدیث ۱۱: دیلمی مسند الفردوس میں عبدالاعلیٰ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:	
اسی طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔	هكذا فاعتنوا فان العمامة سيماء الاسلام وهي حازجة بین المسلمین والمشرکین ⁴ ۔
حدیث ۱۲: ابن شاذان اپنی مشیخت میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:	
فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔	هكذا تكون تيجان الملائكة ⁵ ۔
حدیث ۱۳ و ۱۴: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمر اور بیہقی شعب میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:	
عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس پشت چھوڑو۔	عليکم بالعمائم فانها سيماء الملائكة وارخوا لها خلف ظهورکم ⁶ ۔

¹ الفردوس بماثور الخطاب بحوالہ عن ابن عباس حدیث ۴۲۷ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۸۸/۳

² الفردوس بماثور الخطاب بحوالہ عن ابن عباس حدیث ۵۶۹ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۹۳/۵

³ السنن الکبریٰ للبیہقی باب التخریض علی الرمی مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳/۱۰

⁴ کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۴۱۹۱۱ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۸۳/۱۵

⁵ کنز العمال بحوالہ ابن شاذان فی مشیختہ حدیث ۴۹۱۳ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۸۲/۱۵

⁶ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸۳/۱۲

حدیث ۱۵: ابو عبد اللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمامہ میں خالد بن معدان سے مرسل راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اکرم هذه الامة بالعصائب	بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا، الحديث ۱

حدیث ۱۶: بیہقی شعب الایمان میں انہی سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعتبوا خالفوا علی الامم قبلکم ^۲	عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

حدیث ۱۷: معجم کبیر طبرانی میں ہے:

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي حدثنا العلاء بن عمرو الحنفي حدثنا ايوب بن مدرک عن مكحول عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله عزوجل وملئكته يصلون على اصحاب العمام يوم الجمعة ^۳	بیان کیا محمد بن عبد اللہ حضرمی نے، بیان کیا العلاء بن عمرو الحنفی نے، بیان کیا ایوب بن مدرک سے مکحول سے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

حدیث ۱۸: دیلمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصلاة في العمامة تعدل بعشر آلاف حسنة ^۴	عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ (اس کی سند میں ابان راوی ہے۔ ت)

حدیث ۱۹: رائز مزی کتاب الامثال میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

^۱ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال حدیث ۴۱۱۴۵ مطبوعہ منشورات مکتبۃ التراث الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۳۰۷

^۲ شعب الایمان حدیث ۶۲۶۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۵/۱۷۶

^۳ مجمع الزوائد بحوالہ معجم کبیر باب اللباس للجمعة مطبوعہ دارالکتب بیروت ۲/۱۷۶

^۴ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۸۰۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۰۶

نوٹ: جس کتاب سے حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں "تعدل" کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی

علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی اور جب (بلا ضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصد ترک بلکہ با ارادہ معاودت) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔	العبائم تیجان العرب فاعتبوا تزدادوا حلاً ومن اعتم فله بكل كور حسنة فاذا حط فله بكل حطة خطيئة¹۔

دونوں محتمل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم والحديث اشد ضعفاً فيه ثلاثة متروكون متهمون عمرو بن الحصين عن ابي علاثة عن ثوير (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس حدیث میں شدید قسم کا ضعف ہے کیونکہ اس کے تین راوی متروک و مہتم ہیں انھوں نے ابو علاثہ سے اور انھوں نے ثویر سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰: مسند الفردوس میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔	رکعتان بعبامة خير من سبعين ركعة بلا عبامة²۔

رہی حدیث مذکور سوال: اسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق اور ابن النجار نے تاریخ بغداد اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بطریق عدیدہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

ابن عساکر نے بطریق احمد بن محمد از عیسیٰ بن یونس از عباس بن عیسیٰ بن یونس حدثنا العباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین بن اسحق بن یعقوب القطان حدثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر القرشی حدثنا یزید بن ابی حبیب از میمون بن مہران حدیث بیان کی کہا میں سالم بن عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے حدیث املاء کرائی پھر میری طرف متوجہ	ابن عساکر بطریق احمد بن محمد الرقی ثنا عیسیٰ بن یونس حدثنا العباس بن کثیر ح والدیلمی بطریق الحسین بن اسحق بن یعقوب القطان حدثنا سفین بن زیاد المخرمی حدثنا العباس بن کثیر القرشی حدثنا یزید بن

¹ کنز العمال، بحوالہ الرامہرمزی فی الامثال حدیث ۳۱۱۴۶ مطبوعہ منشورات مکتبۃ الاسلامی حلب بیروت ۱۵/۸۰۳

² الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۳۲۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۵

نوٹ: جس کتاب سے حوالہ نقل کیا گیا ہے اس میں لفظ "خیر" کی بجائے "افضل" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

ہو کر فرمایا اے ابویوب! کیا تجھے ایسی حدیث کہ خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ تو سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اے فرزند! عمامہ باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

ابی حبیب عن میمون بن مہر ان قال دخلت علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فحدثنی ملیاً ثم التفت الی فقال یا ابا یوب الا اخیرک بحدیث تحبہ وتحملہ عنی وتحدث بہ فقلت بلی قال دخلت علی عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وهو یتعلم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلی قال احبھا تکرماً ولا یراک الشیطان الاولی (ہاربا انی) سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول صلاة تطوع او فريضة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلاة بلا عمامة وجبة بعمامة تعدل بسبعین جبعة بلا عمامة ای بنی اعتم فان الملائكة یشہدون یوم الجمعة معتمین فیسلمون علی اهل العمام حتی تغیب الشمس¹۔

حق یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے نہ متمم بالوضع نہ کوئی کذاب نہ متمم بالکذب نہ اُس میں عقل یا نقل کی اصلا مخالفت لاجرم اُسے امام جلیل خاتم الحفظ جلال الملۃ والدین سیوطی نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا جس کے خطبہ میں ارشاد کیا:

میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا جسے تنہا کسی وضاع یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

ترکت القشر، واخذت اللباب، وصننتہ عما تفرد بہ وضاع او کذاب²۔

¹ لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳/۲۴۴

نوٹ: جن کتابوں کا اعلیٰ حضرت نے ذکر کیا ہے وہ نہ ملنے کی وجہ سے اس کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ نذیر احمد سعیدی۔

² الجامع الصغیر مع فیض القدر در خطبہ کتاب مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۲۰/۱

ابن نجار نے اسکی تخریج اس سند سے کی ہے کہ محمد بن مہدی مروزی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو بشر بن سیار رقی نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عباس بن کثیر رقی نے یزید بن ابی حبیب کے حوالے سے حدیث بیان کی کہا مجھے مہدی بن میمون نے بتایا کہ ایک دفعہ میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس گیا تو وہ عمامہ باندھ رہے تھے انھوں نے مجھے فرمایا کہ اے ابویوب! میں تجھے ایک حدیث نہ بیان کروں جسے تو محبوب رکھے حاصل کرنے کے بعد اسے بیان کرے، پھر انھوں نے اسی طرح کی حدیث بیان کی اور فرمایا کہ فرشتے عمامہ باندھنے والوں پر غروب آفتاب تک صلوٰۃ بھیجتے ہیں حافظ نے لسان میں فرمایا یہ حدیث منکر بلکہ موضوع ہے اور میں نے عباس بن کثیر کا ذکر ابن یونس کی غرباء میں اور اس کے حاشیہ لابن طحان میں نہیں پایا اور ابوبشر بن سیار کا تذکرہ ابواحمد حاکم نے الکفی میں نہیں کیا اور نہ ہی میں محمد بن مہدی مروزی اور اس حدیث کے راوی مہدی بن میمون کو جانتا ہوں اور یہ وہ بصری بھی نہیں جو مسلم و بخاری کے راوی ہیں ان کی کثرت ابویحییٰ ہے اور نہ میں اس کی آفت سے آگاہ ہوں۔ (ت)

اقول: حافظ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اس روایت میں وضع کو کہاں سے لائے ہیں؟

اما ابن النجار فأخرجه من طريق محمد بن مہدی المروزی انبأنا ابوبشر بن سیار الرقی حدثنا العباس بن کثیر الرقی عن یزید بن ابی حبیب قال قال لی مہدی بن میمون دخلت علی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وهو یعتزم فقال لی یا ابا یوب الا احديثک بحديث تحبه وتحمله وترویه فذكر مثله وقال لا یزالون یصلون علی اصحاب العمام حتی تغیب الشمس¹ قال الحافظ فی اللسان هذا حدیث منکر بل موضوع ولم ار للعباس بن کثیر ذکرا فی الغرباء لابن یونس ولا فی ذیلہ لابن الطحان واما ابو بشر بن سیار فلم یذکرہ ابواحمد الحاکم فی الکفی ومأرفت محمد بن مہدی المروزی ولا مہدی بن میمون الراوی لهذا الحدیث من سالم ولیس هو البصری المخرج فی الصحیحین وذاك یکنی ابایحیی ولا ادری ممن الافۃ² اه

اقول: رحم اللہ الحافظ من این یأتیہ الوضع ولیس فیہ ما یحیلہ عقل ولا

¹ لسان المیزان حرف العین ترجمہ العباس بن کثیر مطبوعہ دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳/ ۲۴۴

نوٹ: یہ حوالہ بھی اصل کتاب نہ ملنے کی وجہ سے لسان المیزان سے ذکر کیا گیا۔ نذیر احمد

² لسان المیزان حرف العین ترجمہ عباس بن کثیر مطبوعہ دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳/ ۲۴۴

حالانکہ اس روایت میں ایسی کسی چیز کا بیان نہیں جسے عقل و شرع محال گردانے اور نہ ہی اس کی سند میں وضاع، کذاب اور متمم ہے محض راوی کے مجہول ہونے سے اس حدیث کو چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا حتیٰ کہ فضائل میں قابل استدلال ہی نہ رہے چہ جائیکہ وہ موضوع ہو۔ حافظ ابن الفرغ ابن الجوزی نے حدیث قزعة بن سوید، عاصم بن مغلہ سے انھوں نے ابواشعث صنعانی سے انھوں نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات میں بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آخری عشاء کے بعد شعر کا ایک بیت پڑھا اس کی اس رات کی نماز قبول نہ ہوگی، اور علت یہ بیان کی کہ عاصم کا شمار مجہولین میں ہوتا ہے۔ قزعة کے بارے میں امام احمد کا قول ہے کہ یہ مضطرب الحدیث ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ یہ کثیر الخطا اور فاحش الوہم ہے، آخر میں فرمایا جب اس کی روایت میں علتیں اس قدر کثیر ہو گئیں تو اس کی روایت سے استدلال ساقط ہو گیا اور خود حافظ نے القول المسدد کہا یہاں پر کوئی ایسی چیز نہیں جو اس حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ

شرع ولا فی سندہ وضاع ولا کذاب ولا متہم ومجرد جہل الراوی لایقضى بالسقوط حتی لا یصلح للتمسک به فی الفضائل فضلا عن الوضع. ولما ورد الحافظ ابو الفرغ ابن الجوزی حدیث قزعة بن سوید عن عاصم بن مغلہ عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قرض بیت شعر بعد العشاء الاخرة لم تقبل له صلاة تلك الليلة¹ فی الموضوعات واعلہ بان عاصمًا فی عداد المجہولین و قزعة قال احمد مضطرب الحدیث و قال ابن حبان کان کثیر الخطا فاحش الوہم فلما کثر ذلك فی روايته سقط الاحتجاج بخبره² اھ قال الحافظ نفسه فی القول المسدد لیس فی شیء من هذا ما یقضى علی هذا الحدیث بالوضع³ الخ. ولما حکم ابن الجوزی علی حدیث ابی عقال عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العسقلان احد العرو سین یبعث منها یوم القيامة

¹ کتاب الموضوعات لابن الفرغ حدیث فی انشاء الشعر بعد العشاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۶۱

² کتاب الموضوعات لابن الفرغ حدیث فی انشاء الشعر بعد العشاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۶۱

³ القول المسدد والحدیث الثانی ما لم یذکر حدیث شداد بن اوس الخ مطبوعہ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ص ۳۶

کرتی ہوا لُح جب ابن جوزی نے موضوعات میں اس حدیث ابی عقیل کو موضوع قرار دیا جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عسقلان ان خوش نصیب شہروں میں سے ایک ہے جن سے روز قیامت ستر ہزار ایسے افراد اٹھائے جائیں گے جن کا حساب نہیں ہوگا اور اس میں پچاس ہزار شہداء اٹھائے جائیں گے جو وفد کی صورت میں صف بستہ اپنے رب کے ہاں حاضر ہونگے حالانکہ ان کے سر کٹے ہوئے ہاتھوں میں ان کی ورج (وہ رگ جسے بوقت ذبح کاٹا جاتا ہے) سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ اللہ کے حضور یہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما جس کا تُو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں روز قیامت ذلت سے محفوظ فرما بلاشبہ تُو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندوں نے سچ کہا ان کو سفید نہر میں غسل دو تو وہ اس نہر سے صاف شفاف اور چمکدار ہو کر نکلیں گے اور وہ جنت میں حسبِ خواہش چلے جائیں گے اور کھائیں گے پیئیں گے۔ اس روایت کے موضوع ہونے پر یہ دلیل دی کہ اس کی تمام اسناد کا مرکز ابو عقیل ہے جس کا نام ہلال بن زید بن یسار ہے، ابن حبان نے کہا کہ یہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی روایات

سبعون الفالاحساب علیہم ، ویبعث منها خمسون الفاشهداء وفودا الی اللہ عزوجل ، وبہا صفوف الشهداء رء وسهم مقطعة فی ایدیہم تثج او داجہم دمًا یقولون ربناواتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزننا یوم القیمة انک لاتخلف البیعة فیقول صدق عبیدی اغسلوہم بنہر البیضة، فیخرجون منها نقیابيضاً فیسرحون فی الجنة حیث شاء^۱، بالوضع محتجبان جمیع طرقہ تدور علی ابی عقیل واسمہ ہلال بن زید بن یسار قال ابن حبان یروی عن انس اشیاء موضوعة مآحدث بہا انس قط لایجوز الاحتجاج بہ بحال^۲ اھ وقال الذہبی فی المیزان باطل^۳ قال الحافظ نفسہ فیہ وھو فی فضائل الاعمال والتحریر علی الرباط فی سبیل اللہ ولیس فیہ ما یحیلہ الشرع ولا العقل فالحکم علیہ بالبطان بمجرد کونہ من روایة ابی عقیل لایتجہ و طریقة الامام احمد معروفة فی التسامح فی روایة احادیث الفضائل دون احادیث الاحکام^۴ اھ فلیت شعری لم لایقال مثل هذا فی حدیث العمامة مع انه ایضاً فی فضائل

^۱ کتاب الموضوعات لابن جوزی باب فی فضل عسقلان مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴/ ۵۳

^۲ کتاب الموضوعات لابن جوزی باب فی فضل عسقلان مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴/ ۵۳

^۳ میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۹۲۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴/ ۳۱۴

^۴ القول المسد جواب الکلام علی الحدیث الثامن مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ص ۳۲

موضوعہ نقل کرتا ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل بیان نہیں کیں لہذا کسی صورت میں بھی اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے اور امام ذہبی نے میزان میں کہا یہ باطل ہے اور خود حافظ ابن حجر نے اس روایت کے بارے میں کہا یہ روایت فضائل اعمال سے متعلق ہے اس میں اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں جسے عقل و شرع محال قرار دیتی ہو لہذا محض اس لئے اس باطل قرار دینا کہ اس کا راوی ابو عقال ہے قابل حجت نہیں۔ اور امام احمد احادیث احکام میں تو نہیں لیکن احادیث فضائل میں تسامح سے کام لیتے ہیں ان کا یہ طریقہ معروف ہے اہ میری سمجھ سے باہر ہے یہی قول علامہ والی حدیث میں کیوں نہیں کیا گیا حالانکہ یہ حدیث بھی فضائل اعمال سے متعلق ہے اور اس سے بارگاہ الہی کے ادب پر شوق دلایا گیا ہے اور اس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جسے شرح و عقل محال قرار دیتی ہو بلکہ اس میں کوئی راوی بھی ایسا نہیں جسے ابو عقال کی طرح موضوعات کا راوی قرار دیا گیا ہو، تو اس روایت پر بطلان بلکہ موضوع ہونے کا حکم (محض اس بنا پر کہ بعض روایات کا ایسے راویوں سے ہونا جن کو حافظ ابن حجر نہیں جانتے یا فلاں فلاں نے ان کا ذکر نہیں کیا) کیسے درست ہو سکتا ہے، علاوہ ازیں میرے نزدیک ابن نجار کے بعض روایات میں سے

الاعمال والتحریر علی التأدب فی حضرة اللہ و لیس فیہ ما یحلہ الشرع ولا العقل بل ولا فیہ احد رمی بروایة الموضوعات کابی عقل فکیف یتجہ الحکم علیہ بالبطلان بل الوضع بمجرد کون بعض روایة من لم یعرفہم الحافظ اولم ینذکرہم فلان وفلان ،علا ان مہدی بن میمون عندی وہم من بعض رواة ابن النجار لان عیسی بن یونس عند ابی نعیم و سفین بن زیاد عند الدیلمی انما یرویانہ عن العباس عن یزید عن میمون بن مہران کما تقدم و میمون هو ابو ایوب الجزری الرقی ثقة فقیہ من رجال مسلم والاربعة کما قالہ الحافظ فی التقریب لاجرم لم یمنع کلام الحافظ ہذا خاتم الحافظ السیوطی عن ایرادہ فیما وعد بتنزیہہ عن الموضوع اما قول تلمیذہ الحافظ السخاوی حدیث صلوة بخاتم تعدل سبعین صلوة بغیر خاتم ہو موضوع کما قال شیخنا و کذا مارواه الدیلمی عن حدیث ابن عمر مرفوعاً بلفظ صلوة بعمامة الحديث المذكور ومن حدیث انس مرفوعاً الصلوة فی العمامة تعدل بعشرة الاف حسنة¹ اھ فلم ینذکر وجہہ

¹ المقاصد الحسنہ تحت حرف الصاد المهملة مطبوعہ دار الکتب بیروت ص ۲۶۳

وانما تتبع شيخه وقد علمت مافيه وكذا حديث انس انما فيه ابان متروك متروك وترك الراوى لا يقضى بوضع الحديث كما بينته في الهاد الكاف في حكم الضعاف والله تعالى اعلم۔

مہدی بن مہمون کے بارے میں وہم ہوا ہے، کیونکہ ابو نعیم کے نزدیک عیسیٰ بن یونس اور دہلی کے نزدیک سفیان بن زیاد دونوں نے عباس سے انھوں نے یزید سے انھوں نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے جیسا کہ گزر چکا اور میمون سے مراد ابو ایوب جزری الرقی ہے جو نہایت ثقہ اور فقیہ ہے اور مسلم اور چاروں سنن کے رواۃ میں سے ہے جیسا کہ حافظ نے یہ بات تقریب میں کہی ہے، بلاشبہ حافظ ابن حجر کی یہ گفتگو خاتم الحافظ سیوطی کی اس روایت کو الجامع الصغیر (جس کے بارے میں انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس میں موضوع روایت ذکر نہیں کروں گا) میں نقل کرنے سے مانع نہیں رہا ان کے شاگرد رشید حافظ ستادی کا قول کہ حدیث "انگوٹھی کے ساتھ نماز ستر دوسری بغیر انگوٹھی والی نمازوں کے برابر ہے"۔ یہ موضوع ہے جیسا کہ ہمارے استاد محترم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ حدیث جس کو دہلی نے حضرت ابن عمر کی حدیث سے مرفوعاً صلوة بعمامہ حدیث مذکور کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور حضرت انس سے مرفوعاً حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے" اہ تو انہوں نے اس کے موضوع ہونے کی وجہ بیان نہیں کی صرف اپنے شیخ کے اتباع میں ایسا کہہ دیا ہے حالانکہ آپ اس کے محل نظر ہونے پر آگاہ ہو چکے۔ اسی طرح حدیث انس میں صرف ابان راوی متروک ہے اور ایک راوی کا متروک ہونا حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ نہیں دے سکتا یہ تفصیلی گفتگو میں نے "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" میں کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

-(ت)

جابل اگر حدیث کو محض بہوائے نفس موضوع کہے واجب التعزیر ہے اور کتب معتمدہ فقہیہ کو نہ ماننا جہالت و ضلالت اور اس حدیث کے بیان کرنے والے پر لعنت کا اطلاق خود اس کے لئے سخت آفت کہ بحکم احادیث صحیح جو لعنت غیر مستحق پر کی جاتی ہے کرنے والے پر پلٹ آتی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے عمائے قصداً اترادینا اور اسے ثواب نہ جانا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے، حدیث کہ جامع الرموز میں ہے، وہ حدیث بستم مذکور کے قریب قریب ہے اور تعدیہ بقصد تجدید نہ ہو تو اسی کی نقل با معنی۔ یہ منیہ منیۃ المصلی نہیں بلکہ فخر الدین بدیع ابن ابی منصور عراقی استاد زاہدی کی منیۃ الفقہاء جس کی تلخیص قنیہ ہے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۴۳: از کالج محلہ ناتھورام گلی پورامن مرسلہ محمد مصطفیٰ ۲۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

عامل نبیل فاضل جلیل مبتاعہ سید الانبیاء صاحب الکوثر والسبیل، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معروض خدمت ہے کہ قبل اسکے ایک عریضہ دربارہ حصول فتویٰ مسئلہ ذیل روانہ کیا تھا جواب سے

مشرف نہیں ہوا مغموم ہوں امید کرتا ہوں کہ امر حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمائیے گا اور بندہ کے استقامت و حسن خاتمہ کی واسطے بدرگاہِ خدا ہو جیسے گا۔ مسئلہ: پاک (جس کی طہارت میں قطع یقین حاصل ہو جائے جیسے نیا) جو تاپہن کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ و حدیث کے مطولات کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔

الجواب:

جناب من! وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کہ کاسگنج سے یہ سوال بصورت دیگر مرسل عباد اللہ خان کا آیا اور جواب دیا گیا اب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر جو تابلک غیر استعمالی ہو کہ صرف مسجد کے اندر پہنا جائے اور پنچہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ پھنسنے دے تو اس سے نماز میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، اور یہی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت ہے کہ دوڑتے رکھتے ایک راہ میں پہننے اور جب کنارہ مسجد پر آتے اُسے اتار کر غیر استعمالی کو پہن لیتے اور اگر استعمالی ہو تو اُسے پہن کر مسجد میں جانا بے ادبی ہے اور غیر مسجد میں بھی نماز میں اتار دیا جائے اور اگر پنچہ اتنا سخت ہے کہ کسی انگلی کا پیٹ زمین پر نہ پھنسنے دے گا تو نماز نہ ہوگی کماحقہ فی فتاویٰ (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶ ذیقعد ۱۳۱۲ھ

مسئلہ نمبر ۴۴۴: از رام نگر ضلع نینی تال عنایت اللہ خان ڈپٹی پوسٹ ماسٹر

قبلہ وکعبہ دارین ودام ظلکم! کلمہ طیبہ شریف جب ورد کر کے پڑھا جائے تو اس میں کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس (صلعم) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آوے درود پڑھنا چاہئے یا ایک مرتبہ جبکہ جلسہ ختم کرے؟ بینوا تو جو را۔

الجواب:

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (صلعم) لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے۔ کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیئے اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہر گز ہر گز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔ علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ (ص) وغیرہ اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ (رض) لکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر

ویکروہ الرمز بالصلوة والتوضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلمہ بکمالہ وفي بعض المواضع

لکھا پڑھا جائے تا تاہر خانہ میں بعض جگہ پر ہے جس نے درود و سلام ہمزہ (ء) اور میم (م) کے ساتھ لکھا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ عمل تخفیف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں یہ عمل بلاشبہ کفر ہے۔ اگر یہ قول صحت کے ساتھ منقول ہو تو یہ مقید ہوگا اس بات کے ساتھ کہ ایسا کرنے والا قصداً ایسا کرے، ورنہ ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر نہیں باقی لزوم کفر سے کفر اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہب مختار تسلیم کیا جائے اور اس کا محل وہ ہوتا ہے جہاں لزوم بیان شدہ اور ظاہر ہو البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایہام اور شبہ سے احتراز کیا جائے۔ (ت)

من التتار خانية من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر لانه تخفيف و تخفيف الانبياء كفربلا شك ولعله ان صح النقل فهو مقيد بقصد والا فلظاهر انه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفر بعد تسليم كونه مذهبا مختارا محله اذا كان اللزوم بيّنا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الایهام والشبهة¹

اب جواب مسئلہ لیجئے نام پاک حضور پُر نور سید و د عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قول اول کی طرف گئے ہیں ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا مجتہدی و دُر مختار وغیرہا میں اس قول کو مختار واضح کہا۔

دُ مختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود و سلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود و سلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو اھ خلاصۃً (ت)

في الدر المختار اختلف في وجوبها على السامع والذاكر كلما ذكر صلى الله تعالى عليه وسلم و المختار تكرار الوجوب كلما ذكر ولو اتحد المجلس في الاصح² اھ بتلخیص۔

دیگر علمائے نظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادا ہے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بیشک محروم رہا، کافی وقتیہ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار مقدمۃ الکتب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۶

² در مختار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۸۸

ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے المجتبیٰ میں صحیح قرار دیا ہے لیکن کافی میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرار درود مستحب و مندوب ہے بخلاف سجدہ تلاوت کے۔ قنیه میں ہے ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدہ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابن ہمام نے زادالفقیر میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ ملتقطاً (ت)	فی ردالمحتار صححه الزاهدی فی المجتبیٰ لكن صحح فی کافی وجوب الصلوة مرة فی كل مجلس كسجود التلاوة للحرج الا انه یندب تكرار الصلوة فی المجلس الواحد بخلاف السجود وفي القنية قيل يكفی المجلس مرة كسجدة التلاوة و به یفتی وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام فی زادالفقیر^۱ اھ ملتقطاً۔

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و معصیت عاقل کا کام نہیں کہ اُسے ترک کرے وباللہ التوفیق۔

مسئلہ نمبر ۶۰۴۴۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وظیفہ پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے اُس کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا، ایسوں ہی کو حدیث میں فرمایا:

بہترے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انھیں لعنت کرتا ہے۔	کم من قارئ یقرآن والقرآن یلعنه^۲۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

^۱ ردالمحتار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱/ ۳۸۱

^۲ المدخل للعبد رى الكلام على جمع القرآن الخ مطبوعہ دارالکتب العربیۃ بیروت ۱/ ۸۵

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ و بصلی علی رسولہ الکریم

چرمی فرمایند علمائے دین و مفتیان شرح متین اندریں مسئلہ کہ در ملک بنگالہ یک گروہ نو پیدا شدہ کہ آل راجہاں دومی گویند و ایشان یک شاخ غیر مقلدین اند لیکن ازاں طائفہ در چند امور زائد اندیکے اینکہ می گویند کہ بعد نماز مناجات خواستین درست نیست بلکہ نسبت بدعتش می کنند علم فقہ و اصول و غیرہ ایں قوم تسلیم نمی کنند بلکہ دشنام می دهند و فحش ناسزای گویند و می کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گاہے دعانہ کردہ پس اگر ایشان از قرآن شریف و صحاح ستہ استخراج مسائل کردہ فرستند نہایت خوب خواهد شد والسلام۔	علمائے دین و مفتیان شرح متین کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ بنگالہ کے علاقے میں ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جنہیں جہاد و کہا جاتا ہے یہ غیر مقلدین کی ایک شاخ ہی ہے لیکن چند امور میں ان سے آگے بڑھ گئے ایک یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد دُعا کرنا درست نہیں بلکہ بدعت ہے، یہ علم فقہ اور اصول فقہ و غیرہ کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی دعا نہیں کی اگر قرآن شریف و صحاح ستہ کے حوالے سے اس مسئلہ کے استخراج پر دلائل فراہم فرمائیں تو بہت خوب ہوگا۔ والسلام

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

اے اللہ! حمد تیری ہے، اے عظیم! اپنے کریم نبی پر رحمتیں نازل فرما ان کی صاحب شرف آل و اصحاب اور دین تویم کے مجتہدین پر بھی، آمین۔ الحمد للہ اگر اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بات بڑی طویل ہوگی، بہر حال اس سلسلہ میں یہاں ایک آیت اور سات احادیث مع سند ذکر کی جائیں گی آیۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اپنے ہی	حمدالك اللهم يا عظيم صل على نبيك الكريم وآله وصحبه اولى التكریم و مجتهدی دینہ القویم آمین الحمد للہ سلسلہ سخن دراست و در فیض الہی باز خامہ اگر بتفصیل گراید همانا نامہ گرد آرد دن باید لاجرم ایک آیت و ہفت حدیث بسند و می نماید آیۃ قال اللہ عز و جل فَإِذَا قَرَأْتَ قَالِصْبُ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَالْعَبْ ۝^۱۔ قول اصح در تفسیر آیۃ کریمہ قول سلطان المفسرین بن عم صلی اللہ علیہ

رب کی طرف رغبت کرو۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رائج قول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پچازاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے کہ فراغ نماز و نصب و نصب در دعاست یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا میں خوب محنت کرو اور بارگاہ خداوندی میں آہ و زاری کے ساتھ رغبت کرو۔ جلالین کے خطبہ میں یہ بھی ہے کہ جلال الدین محلی کی تفسیر کا تکرار انہی کے طریقہ پر ہے اور ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مختار و رائج پر اعتماد کرتے ہیں اور ایسے اقوال کا ذکر جو مختار نہ ہوں، ترک کرتے ہیں اھ تلخیصاً۔ علامہ زر قانی نے شرح مواہب میں فرمایا یہی صحیح ہے کیونکہ اس پر جلال الدین نے اقتصار کیا اور انہوں نے مختار و رائج قول کے ذکر کا التزام کر رکھا ہے۔ (ت)

پہلی حدیث: 'مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، برز، طبرانی اور ابن السنی ان تمام نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین نماز سے رُخ انور پھیرتے (سلام کہتے) تو تین دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور یہ

وسلم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہماست کہ فراغ فراغ از نماز و نصب و نصب در دعاست یعنی چوں از نماز فارغ شوی در دعا جہد و مشقت نما و بسوئے پروردگار خود زاری و تضرع گرا فی تفسیر الجلالین فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب اتعب فی الدعاء

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَالْمَرْغَبُ¹ ہمدرد خطبہ دوست هذا فی تکملة الامام جلال الدین المحلی علی نبطہ من الاعتماد علی ارجع الاقوال و ترک التطویل بذکر الاقوال غیر مرضیۃ²۔ اھ ملخصاً۔ علامہ زر قانی در شرح مواہب لدنیہ فرماید ہو الصحیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علی ارجع الاقوال³۔

حدیث اول: مسلم، ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و احمد و دارمی و بزار و طبرانی و ابن السنی ہر ہمہ از ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کنند قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام تبارکت

¹ تفسیر جلالین زیر آیتہ المذکور سورہ الم نشرح مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی حصہ دوم ص ۵۰۰

² تفسیر جلالین خطبہ کتاب مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی حصہ اول ص ۲

³ شرح المواہب اللدنیہ للزر قانی المقصد الثانی کنیۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱۷۱/۳

دعا کرتے اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت
یا ذا الجلال والاكرام اے اللہ! تُو سلام ہے (یعنی تیری
ذات جل مجدہ کی طرف کوئی عیب یا نقص راہ نہیں پاسکتا) اور
تیری طرف سے سلام (کہ ہم بندوں کی تمام مصیبتوں اور بلیات
سے سلامتی تیری قدرت، ارادے، مہربانی اور کرم سے ہے)
برکت و عظمت تیرے ہی لئے ہے اے صاحبِ بزرگی اور بزرگی
عطا فرمانے والے یارب۔ کیا یہ حدیث صحاح میں مشہور و متداول
نہیں یا مغفرت کی طلب اور سلامتی کا سوال دعا نہیں ہوتا۔ جہالت
ایسی مرض ہے کہ اس کا علاج آسان نہیں اور جب یہ مرکب ہو
جائے تو اس کا کوئی علاج ہی نہیں والعیاذ باللہ تبرک و

تعالیٰ۔ (ت)

حدیث دوسری، تیسری اور چوتھی: بخاری، ۲ مسلم، ۳ ابو
داؤد، نسائی، ابو بکر ابن السنی، اور ابو القاسم طبرانی نے حضرت
مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بزار و طبرانی نے
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نیز بزار نے
حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی
روایت کیا ہے یہ حدیث مغیرہ کی اور الفاظ نسائی کے ہیں کہ جب
حضرت امیر معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ مجھے اس بات سے
آگاہ کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہو،
انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

یا ذا الجلال والاكرام^۱ یعنی چوں سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہم اجمعین از نماز برگشتے و سلام دادے سہ بار از حق سبحانہ،
و تعالیٰ مغفرت خواستے و ایں دُعا گفتے خدا یا توئی سلام (کہ بیچ عیب و
نقصے را گرد سراپردہ عزوجلالت تو باز نیست) و از تست سلام (کہ
سلامت ما بندگان از ہمہ آفات و بلیات ہمیں بقدرت و ارادت و
لطف رحمت تست) برکت و عظمت مرا تست اے صاحبِ بزرگی
بزرگی دہے یارب مگر ایں حدیث در صحاح مشہور و متداول نیست
یا از خدا طلب مغفرت و سوال سلامت دعا نباشد آری جہل
بلا نیست نہ سہل و چوں مرکب شود دوائے ندارد والعیاذ باللہ
تبارک و تعالیٰ۔

حدیث دوم و سوم و چہارم: بخاری، ۲ مسلم، ۳ ابو داؤد، نسائی،
ابو بکر ابن السنی، اور ابو القاسم طبرانی از مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و بزار و طبرانی از عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و
نیز بزار از جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت
کنند و هذا حدیث المغیرة واللفظ للنسائی قال کتب
معوية الى مغيرة بن شعبه اخبرني بشيئ سمعته من
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال كان رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا قضى الصلاة قال لا
اله

^۱ جامع الترمذی باب ما یقول اذا سلم مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱/ ۴۰ صحیح مسلم باب استحباب الذکر بعد الصلاة الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۸

علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد¹۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رانوشت کہ مہر آگہی وہ بچیزے باشی مغیرہ گفت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں نماز ختم نمودے چنان فرمودے ہیکچس سزائے پرستش نیست جز خدائے یکتائے بے ہمتا، مراد راست پادشاهی و مراد راست ستائش و اور ہر چہ کہ خواہد تواناست خدایا تیج بازدارندہ نیست چیزے راکہ تو دہی ویج دہندہ نیست چیزے راکہ تو باز داری و سود ندید خداوند بخت و دولت را از قہر و عذاب تو آں بخت و دولتش، اللہم لا مانع لما اعطیت الخ اگر دعا نیست آخر چیست بلکہ لہ الحمد خود بہترین دعاست ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم اول بتحسین و آخر تصحیح از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آوردند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ²۔ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ و بہترین دعا الحمد للہ گفتن ست۔ حدیث پنجم: در سنن نسائی از عطاء ابن ابی مروان از پدرش مروی ست ان کعباً حلف باللہ الذی فلق البحر لموسیٰ ان لا نجد فی التوراة ان

علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد¹۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رانوشت کہ مہر آگہی وہ بچیزے باشی مغیرہ گفت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں نماز ختم نمودے چنان فرمودے ہیکچس سزائے پرستش نیست جز خدائے یکتائے بے ہمتا، مراد راست پادشاهی و مراد راست ستائش و اور ہر چہ کہ خواہد تواناست خدایا تیج بازدارندہ نیست چیزے راکہ تو دہی ویج دہندہ نیست چیزے راکہ تو باز داری و سود ندید خداوند بخت و دولت را از قہر و عذاب تو آں بخت و دولتش، اللہم لا مانع لما اعطیت الخ اگر دعا نیست آخر چیست بلکہ لہ الحمد خود بہترین دعاست ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم اول بتحسین و آخر تصحیح از جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آوردند کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ²۔ بہترین ذکر لا الہ الا اللہ و بہترین دعا الحمد للہ گفتن ست۔ حدیث پنجم: در سنن نسائی از عطاء ابن ابی مروان از پدرش مروی ست ان کعباً حلف باللہ الذی فلق البحر لموسیٰ ان لا نجد فی التوراة ان

¹ سنن نسائی نوع آخر من القول عند القضاء الصلوة مطبوعہ مکتبہ سفلیہ لاہور ۱/ ۱۵۷

² جامع الترمذی باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱۲/ ۱۷۳

اس اللہ کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا کہ یقیناً ہم نے تورات مقدس میں یہ تحریر پائی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اصلح لی دینی الذی جعلتہ لی عصۃ واصلح لی دنیاى التی جعلت فیہا معاشی اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من نقبتک واعوذ بک منک لا مانع لہا اعطیت ولا معطى لہا منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد قال وحدثنی کعب ان صہیباً حدثہ ان محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقولہن عند انصرافہ من صلوٰتہ¹ یعنی کعب! اہبار پیش ابی مروان بحلف گفت کہ سوگند بخدا نیکہ دربارا بہر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شگافت ہر آئینہ ما بتورایت مقدس می یا بیم کہ داؤد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چوں از نماز برگشتے ایں دعا کردے الہی بیار بہر من دین مرا اوراہ پناہ من کردہ و بیار بہر من دنیاے مرا کہ دروسامان زندگی من نہادہ خدا یا پناہ می برم بخوشنودی تواز خشم تو و پناہ مے برم (و اینجا کلمہ گفت کہ معنیش چنین باشد) بہ درگزر شتن تواز سخت گرفتن تو و پناہ می برم بتواز تو بیچ باز در اندہ نیست دادہ ترا و نہ دہندہ باز داشتہ و سود نکند بختور راز تو بخت اوا ابو مروان گوید کعب بن حدیث گفت کہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورا تحدیث کردو خبر داد کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز ایں دعا برگشتن از نماز مے کرد۔

پڑھا کرتے تھے۔ (ت)

¹ سنن النسائی نوع آخر من الدعاء عند الانصراف من الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ ۱۵۸

چھٹی حدیث: صحیح مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہونا زیادہ محبوب ہوتا تھا تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام کے بعد چہرہ انور ہماری طرف پھیریں، کہا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنار ب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک (اے میرے رب! مجھے اپنے اس دن کے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے تمام بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا)۔ (ت) ساتویں حدیث: البزار نے مسند، الطبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ وخطیب بغدادی نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور پڑھتے بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللھم اذهب عنی الھم والھزن (اللہ کے نام سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمن و رحیم ہے اے اللہ مجھ سے غم و حزن دور فرما دے)۔

حدیث ششم: در صحیح مسلم از براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت است گفت کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، احببنا ان نکون عن یمینہ یقبل علینا بوجھہ قال فسمعتہ یقول رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک^۱۔ بودیم کہ چوں پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازی گزاردیم دوست می داشتیم کہ از دست راست او باشیم تا پس از سلام دادن روئے مبارک بسوئے ما کند پس شنیدم اور را کہ می گفت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے پروردگار من نگاہدار مرا از عذاب خودت روزیکہ براگیزی یا فرمود گرد آری بندگان خود را۔

حدیث ہفتم: البزار نے مسند، الطبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ وخطیب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت دارند کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی وفرغ من صلوٰتہ مسح بیمینہ علی رأسہ وقال بسم اللہ الذی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللھم اذهب عنی الھم والھزن^۲۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں از نماز فارغ شدے دست راست بر سر مبارک خود ش سودے و این دعا نمودے

^۱ الصحیح المسلم باب جواز الانصراف من الصلوٰۃ عن الیمین والاشمال مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۲۳۷

^۲ تاریخ بغداد للخطیب باب الکاف عن اسمہ کثیر حدیث ۶۹۵۳ دارالکتب العربیۃ بیروت ۱۲/۴۸۰

بنام خدا ایکہ جزا و تہجس سزائے پرستیدن نیست بخشائندہ مہربان
 خدا پریشانی و غم از من دور کن،
 طرفہ تر آنکہ ایں ہوشمندان را از قول امام وقت و مجتہد العصر و
 صاحب الزمان خود شاں خبرے نیست تا بدرک احادیث و ادراک
 دلائل چہ رسد مولوی عبدالح صاحب لکھنوی نہ ہمیں در ثبوت دعا
 بلکہ در اثبات رفع یدین از برائے دعا بعد از نماز فتوائے نوشت امام
 ایناں میاں نذیر حسین دہلوی کہ بر قولش ایمان آوردہ ائمہ دین خدا
 را بجوئے نشمرند و فقہ و فقہار و شام و ہند تصدیق و تائید او کر حدیثے
 مجیب لکھنوی اور دہ بو حدیثے و گرایں کس افزدود، فتویٰ اینست۔ چہ
 می فرماید علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دُعا بعد نماز
 چنانکہ معمول ائمہ دیار است ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث
 در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد، دریں خصوص ہم حدیثے
 واردست یا نہ بینوا تو جروا۔ هو المصوب دریں خصوص نیز حدیثے
 واردست حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی در کتاب عمل
 الیوم واللیلہ مے نویسند، حدثنی احمد بن الحسن حدثنا
 ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن یزید البالیسی
 حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن
 خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ، انه قال ما من عبد بسط کفہ فی دبر کل
 صلوة ثم یقول اللهم الهی والہ ابراہیم واسحق و
 یعقوب والہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم
 السلام اسئلك ان تستجیب

اور طرفہ تر یہ کہ ان عقلمندوں کو اپنے امام وقت اپنے دور اور
 زمانے کے مجتہد کی خبر تک نہیں چہ جائیکہ یہ
 احادیث اور دلائل سے آگاہ ہو سکیں مولوی عبدالح لکھنوی نے
 صرف ثبوت دعا ہی نہیں بلکہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر
 فتویٰ جاری کیا ان کے امام میاں نذیر حسین دہلوی (جن کے قول پر
 ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ دین الہی کے ائمہ کو کسی شمار میں نہیں
 لاتا، فقہ اور فقہا کو گالیاں دیتا ہے) انھوں نے فتویٰ میں مجیب
 لکھنوی کی حدیث لا کر لکھنوی کی تائید و تصدیق کی ہے دوسری
 حدیث کا اس نے خود اضافہ کیا ہے، وہ فتویٰ یہ ہے کیا فرماتے ہیں
 علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا
 جس کا اس علاقے کے ائمہ میں معمول ہے کیا ہے؟ اگرچہ فقہا
 نے اسے مستحسن لکھا اور مطلق ہاتھ اٹھانے اور دعا میں روایات
 موجود ہیں کیا اس عمل خاص (رفع یدین) پر بھی کوئی حدیث ہے؟
 جواب عنایت کرو اجر پاؤ گے، وہی صواب کی توفیق دینے والا ہے
 ۔ خاص اس بارے میں بھی حدیث موجود ہے۔ حافظ ابو بکر احمد
 بن محمد بن اسحاق ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں لکھا
 ہے مجھے احمد بن حسن نے انھیں ابو یعقوب اسحاق بن خالد بن
 یزید البالیسی نے انھیں عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی نے
 خصیف سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان
 کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
 بھی ہر نماز کے بعد دعا کیلئے ہاتھ پھیلائے اور عرض کیا اے اللہ
 میرے معبود! اے ابراہیم، اسحق،

دعوتی فانی مضطر ، و تعصنی فی دینی فانی مبتلی ،
و تنالی برحمتک فانی مذنب ، و تتقی عن الفقر ،
فانی متمسک ، الاکان حقاً علی اللہ عزوجل ان لا
یردیدیہ خائبین¹ واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالحسنات محمد عبدالحی

حاصل ایں حدیث کہ حدیث ہشتم: باشد آنست کہ حضور رحمت
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت را دعائے می آموزد کہ ہر کہ بعد
ہر نماز ہر دودست خود برداشتہ ایں دعا کند ہر حضرت جل و علا حق
باشد دستہائے اور انومید باز نہ گرداند باز تصدیق امام الطائفہ خود
مینیدی سراید الجواب صحیح ویویدہ مارواہ ابوبکر بن
ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال
صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر
فلما سلم انصرف ورفع یدیدہ ودعا الحدیث² فثبت بعد
الصلوة المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن
السید الانبیاء واسوة الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کما لا یخفی عن العلماء الاذکیا

سید محمد زحیرین

لیکن ایں حدیث نہم: کہ ابوبکر بن ابی شیبہ در

اور یعقوب کے معبود! اے جبرائیل ، میکائیل اور اسرافیل
(علیہم السلام) کے معبود! میری عرض ہے کہ میری دعا قبول
فرما کہ پریشان ہوں میری دین میں حفاظت فرما میں ابتلاء
میں ہوں مجھے اپنی رحمت سے نواز میں گنہگار ہوں مجھ سے
میرے فقر کو دور فرما میں مسکین ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے
اپنے ذمہ کرم لیا ہے کہ اے ہاتھ خالی نہیں لوٹا یگا، واللہ تعالیٰ
اعلم۔

ابوالحسنات محمد عبدالحی

آٹھویں حدیث: آٹھویں حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضور رحمت
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو عملاً دعا کی تعلیم دی ہے
اور فرمایا "جو شخص اس طرح ہاتھ باندھ کر بعد نماز دعا کرے گا اللہ
تعالیٰ جل و علا نے اپنے ذمہ کرم میں لیا ہے کہ اُسے ناامید نہیں لوٹا
ے گا"۔ پھر اپنے امام کی تصدیق ہی دیکھ لیتے تو بات واضح ہو جاتی،
وہ کہتے ہیں یہ جواب صحیح ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی
ہے۔ جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اسود عامری
سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان
کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی
نماز ادا کی جب آپ نے سلام

¹ کتاب عمل الیوم واللیلة باب ما یقول فی در الصلوة مطبوعہ دائرة المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱/ ۳۸

² مصنف ابن ابی شیبہ من کان یتحب اذا سلم ان یقوم او ینحرف الخ مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۳۰۲

نوٹ: اس حوالے کے لئے بڑی کوشش کی ہے لیکن جو حوالہ ملا ہے اس کے الفاظ اتنے ہیں کہ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر فلما
سلم انحرف۔ یہاں پر "ورفع یدیدہ ودعا" کے الفاظ نہیں۔ نذیر احمد سعیدی۔

مصنف از اسود عامری از پدر اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ است کہ من ما حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فجر گزاردم چوں سلام داد بر گشت و ہر دو دست پاک برداشتم دعا فرمود امام ایناں گوید کہ پس خود از سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز فریضہ دست بہر دعا برداشتن بشوت پیوست چنانکہ بر علمائے اذ کیا پوشیدہ نیست، من میگویم مگر مجتہدین اغبیاء شمار اور ماں چیست الحمد للہ کفی اللہ اهل السنة القتال ہفت حدیث را وعدہ کردم و بجا آور دیم کہ ہفت از افضل اعداد بود حالا بتقریب ذکر این فتویٰ در حدیث دیگر مذکور شدی خواہم کہ حدیث دیگر خوانیم و عدد بہ تلک عشر کلمۃ رسانیم و باللہ التوفیق۔

حدیث دہم: امام احمد در مسند و نسائی در مجتبائی و ابن حبان در صحیح از حارث بن مسلم و ابو داؤد در سنن از پدرش مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ و هو الصواب کما افاد الحافظ المنذری فی التوغیب روایت کنند سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراو را فرمود اذا صلیت الصبح فقل قبل ان تتکلم احدا من الناس، اللهم اجرني من النار سبع مرات، فانک ان مت من یومک ذلک کتب اللہ لک جوارا من النار و اذا صلیت المغرب فقل قبل ان تتکلم احدا من الناس اللهم اجرني من النار

کہا، رُخ انور پھیرا، ہاتھ اٹھائے اور دعا کی (الحدیث) اس حدیث کے متعلق ان کا امام کہتا ہے کہ اس سے فرض نماز کے بعد دُعا میں ہاتھ اٹھانا خود سید الانبیاء اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ علماء اذ کیا پر مخفی نہیں سید محمد نذیر حسین۔ میں کہتا ہوں مگر تمہارے مجتہدوں کی بیماری کا علاج کیا ہو سکتا ہے! تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو اہل سنت کو لڑائی کے لئے کافی ہے میں نے سات احادیث کا وعدہ کیا تھا جو میں نے پورا کر دیا، اس لئے کہ سات کا عدد افضل اعداد میں سے ہے اور مذکورہ فتویٰ کے حوالے سے دو احادیث کا مزید ذکر آگیا اب میں چاہوں گا کہ ایک اور حدیث کا ذکر کردوں تاکہ اس ساتھ "تلک عشرۃ کاملۃ" کا عدد مکمل ہو جائے و باللہ التوفیق۔ (ت)

دسویں حدیث: امام احمد نے مسند، نسائی نے مجتبائی، ابن حبان، صحیح میں حارث بن مسلم سے ابو داؤد نے سنن میں اس کے والد حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ سے (اور یہی صواب ہے جیسا کہ حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا ہے) روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "جب تم فجر کی نماز ادا کرو تو لوگوں سے ہمکلام ہونے سے پہلے سات ۷ مرتبہ یہ دعا پڑھو اللہم اجرني من النار (اے اللہ! مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد فرما) اب اگر تو اس دن فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا اور جب مغرب کی

نماز پڑھ لو تو لوگوں سے گفتگو سے پہلے سات دفعہ یہ دعا پڑھ لو اللهم اجرنی من النار (اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے بچالے) اگر اس رات تجھے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔ "اے اللہ! ہمیں بھی اپنی رحمت سے جہنم کے عذاب سے آزاد فرمایا عزیز یا غفار و صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ المختار والہ الاطہار و باریک وسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔"	سبع مرات فانك ان مت ليلتك كتب الله لك جوارا من النار¹ چوں نماز بامداد ادا کنی پیش از آنکہ با کسے سخن گوئی ہفت بار ای دعا کن خدا یا مرا از دوزخ پناہ دہ کہ اگر آں روز میری حق جل و علا برائے تو پناہ از دوزخ نویسد و چوں نماز شام گزاری ہچنای کن اگر آں شب میری ہچنای شود اللهم اجرنی من النار برحمتک یا عزیز یا غفار و صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ المختار والہ الاطہار و باریک وسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۴۷: از ندی پارہتی علاقہ ریاست گوالیار گوتا باور ریلوے ڈاک خانہ ندی مذکور مرسلہ سید کرامت علی صاحب، محرر منشی محمد امین صاحب ٹھیکیدار ریلوے مذکور ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

بخدمت فیض درجت مولینا و مرشدنا مولوی احمد رضا خان صاحب دام اقبالہ، السلام علیک واضح رائے شریف ہو کہ بوجہ چند ضروریات کے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ بنظر توجہ بزرگانہ جواب سے معزز فرمایا جاؤں۔ وظیفہ یا درود شریف بلند پڑھنا درست ہے یا نہیں ان معاملات میں کچھ شبہ ہے اور کچھ دلیل بھی ہوئی ہے لہذا دریافت کی ضرورت ہوئی۔

الجواب:

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ درود شریف خواہ کوئی وظیفہ یا درود پڑھا جائے جبکہ اُس کے باعث کسی نمازی یا سوتے مریض کی ایذا ہو یا ریا آنے کا اندیشہ اور اگر کوئی محذور نہ موجود ہو نہ مظنون تو عندا التحقیق کوئی حرج نہیں تاہم اخفا فضل ہے لہذا فی الحدیث خیر الذکر الخفی^۲ (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ذکر خفی بہتر ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۴۸: از میرٹھ دفتر طلسمی پریس مرسلہ مولوی محمد حسین صاحب تاجر طلسمی پریس ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ادھر کے لوگ صبح اور عصر میں بعد سلام، اول تسبیحات پڑھ کر دعا مانگتے اور وہاں بعد سلام فوراً دعا، ان میں کون سا طریقہ سنت ہے اور کیا ثبوت ہے؟

الجواب:

نماز کے بعد دعا ثابت ہے اور تسبیح حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحیح حدیثوں میں آئی ہے۔

¹ سنن ابوداؤد باب ما یقول اذا صبح مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲/۳۳۷، الترغیب والترہیب فی اذکار الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۳۰۴

² مسند احمد بن حنبل از مسند سعد بن ابی وقاص مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۱۷۲-۱۸۰-۱۸۷

صبح اور عصر کے بعد سنتیں نہیں ان کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے مگر مسلمانوں میں رسم یہ پڑ گئی ہے اور ضرور محمود ہے کہ بعد سلام امام کے ساتھ دُعا مانگتے ہیں اور اگر وہ دُعا میں دیر کرے منتظر رہتے ہیں، ان کے ساتھ دُعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں اس حالت میں تسبیحات کی تقدیم اگر خوب تحقیق ثابت ہو کہ اُن میں کسی ایک فرد پر بھی ثقیل نہ ہوگی تو کچھ حرج نہیں ورنہ یہی بہتر ہے کہ خفیف دُعا مانگ کر فارغ کر دے پھر جس کے جی میں آئے تسبیحات میں شامل رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۴۹: از راموچکماکوں ضلع چٹاگانگ مدرسہ عنزیہ مدرسہ سید مفیض الرحمان ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ درود شریف بالجسر پڑھنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی مطلقاً ناجائز ہے یا جواز مع الکرہت اور کرہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟

الجواب:

درود شریف ذکر ہے ذکر بالجسر جائز ہے جبکہ نہ ریاء ہو نہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کی ایذا نہ کسی اور مصلحت شرعیہ کا خلاف، یونہی درود شریف جسرًا جائز و مستحب ہے جس کے جواز پر دلیل اجماع کہ قرأت حدیث و ذکر نام اقدس میں سلفاً خلفاً تمام ائمہ و علماء و مسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسی آواز سے کہتے ہیں جتنی آواز سے قرأت حدیث و کلام کر رہے ہیں اور یہ جسر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۵۰: از بریلی محلہ بہاری پور جناب نواب مولوی سلطان احمد خان صاحب ۴ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ جس فرض کے بعد سنت ہے اس فرض کے بعد مناجات کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا بغیر مناجات کے سنت ادا کر کے یا مختصر مناجات کے بعد سنت شروع کرے؟ دلیل حدیث یا فقہ کی کتاب سے مع عبارت ہونی چاہئے مع نشان باب و نام کتاب۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

جائز و درست تو مطلقاً ہے مگر فصل طویل مکروہ تنزیہی و خلافِ اولیٰ ہے اور فصل قلیل میں اصلاً حرج نہیں، دُر مختار فصل صفۃ الصلوٰۃ میں ہے:

یکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللہم انت السلام	سنتوں کا مؤخر کرنا مکروہ ہے مگر اللہم انت اسلام الخ کی
الخ وقال الحلواني لا بأس بالفصل	مقدار۔ حلوانی نے کہا اور ادا اور

دعاؤں کی وجہ سے فصل (وقفہ) میں کوئی حرج نہیں کمال نے اسے مختار قرار دیا ہے۔ حلبی نے کہا کہ اگر کراہت سے مراد تنزیہی ہو تو اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں مجھے یاد آتا ہے کہ حلوانی نے اسے اور اقلید پر محمول کیا ہے۔ (ت)	بالا وراد واختاره الكمال قال الحلبي ان اريد بالكرهية التنزيهية ارتفاع الخلاف قلت وفي حفظي حملة على القليلة ¹ ۔

فتح القدير میں ہے:

حلوانی کا قول لا بأس الخ (دعاؤں کی وجہ سے فصل (وقفہ) میں کوئی حرج نہیں) اس عبارت میں مشہور ہے کہ اس کا خلاف اولیٰ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ سنت سے پہلے (اوراد کا) نہ پڑھنا اولیٰ ہے، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اس میں حرج نہیں اھ اختصاراً۔ شامی نے اس کو نقل کر کے اس کے بعد فرمایا حلیہ میں ان کے شاگرد نے ان کی اتباع کی اور کہا مکروہ تحریمی پر دلیل نہ ہونے کی وجہ سے بقالی کے قول میں کراہت کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اوراد کے بعد سنتیں ادا کیں تو وہ ادا ہی ہوگی البتہ وقت مسنون میں ادا نہیں ہوئیں (ت)	قول الحلواني لا بأس الخ والمشهور في هذه العبارة كون خلافه اولي فكان معناها ان الاولى ان لا يقرأ اى الاوراد قبل السنة ولو فعل لا بأس ² اه مختصرا نقله الشامي ثم قال وتبعه على ذلك تليذه في الحلية وقال فتحمل الكراهية في قول البقالی على التنزيهية لعدم دليل التحريمية حتى لو صلاها بعد الاوراد تقع سنة مؤادة لكن لا في وقتها المسنون ³ ۔

ردالمحتار میں ہے:

مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نماز فرض کے بعد) اللهم انت السلام کی مقدار ہی بیٹھتے تھے۔ شامی نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کی بمقدار سے	مسلم والترمذی عن عائشة رضي الله تعالى عنها كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يقعد الا بمقدار ارمأ يقول اللهم انت السلام الخ قال وقول عائشة بمقدار لا يفيد انه كان يقول

¹ دُر مختار باب صفۃ الصلوة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۷۹

² فتح القدير باب النوافل مطبوعہ نوریہ رضویہ شکر ۱/ ۳۸۴

³ ردالمحتار باب صفۃ الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۳۹۲

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس وقت میں بعینہ یہی کلمات جس میں تقریباً یہی دُعا یا اسی طرح کی کوئی دوسری دعا پڑھی جاسکتی تھی۔ لہذا ان کا یہ قول بخاری و مسلم کی اس روایت کے منافی نہ ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے : لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قذیر اللھم لا مانع لہا اعطیت ولا معطى لہا منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے، ملک اس کا، حمد اس کی، اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اے اللہ! تیری عطا میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا، جو تُو نہ دے وہ کوئی اور دے نہیں سکتا اور کسی کو اس کا بخت و دولت تیرے قہر و عذاب سے بچا نہیں سکتا) اس کی تفصیل شرح المنیہ اور اسی طرح فتح القدیر کے باب الوتر والنوافل میں ہے اھ اختصاراً (ت)

ذلك بعينه بل كان يقعد بقدر مايسعه و نحوه من القول تقريباً فلا ينافي في الصحيحين من انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقول دبر كل مكتوبة لا اله الا الله وحدہ لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد وتبامه في شرح المنية وكذا في الفتح من الوتر والنوافل¹ اھ مختصراً۔

غنیہ میں ہے:

اسی طرح وہ حدیث (یعنی حضرت عائشہ کا قول اس حدیث کے بھی منافی نہیں) ہے جس کو مسلم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے کہتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سلطنت اسی کی، حمد اسی کے لئے، اور وہ ہر شے پر قادر ہے، برائی سے پھیرنا نیکی کی

وكذا ما روى مسلم وغيره عن عبدالله بن الزبير رضى الله تعالى عنهما كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا سلم من صلوته قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحدہ لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله

¹ رد المحتار باب صفية الصلوة مطبوعه مصطفى البابي مصر ۱/ ۳۹۱

مخلصین له الدين ولو كره الكافرون لان المقدار المذكور من حيث التقريب دون التحديد قد يسع كل واحد من نحو هذه الازكار لعدم التفاوت الكثيرة بينها ¹ الخ	طاقت دینا یہ اللہ کی طاقت و قدرت میں ہے ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے نعمت و فضل اسی کے لئے، ثناء جمیل اسی کی ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، خالص کرنے والے ہیں (اس کے لئے دین کو اگرچہ کافر اسے ناپسند کریں کیونکہ مقدار مذکور تقریبی اعتبار سے ہے نہ کہ تحدیدی اعتبار سے، اس مقدار میں ان اذکار میں سے ہر ایک پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ ان کے درمیان زیادہ تفاوت نہیں الخ (ت)

اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ہے:

باید دانست آنست کہ تقدیم روایت منافی نیست بعدیتے راکہ در باب بعض ادعیہ و اذکار در احادیث واقع شدہ است، کہ بخواند بعد از نماز فجر و مغرب وہ بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شیء قدير ² (مختصرًا)	یہاں اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ تقدیم روایت بعدیت روایت کے منافی نہیں کیونکہ بعض دعاؤں اور اذکار کے بارے میں احادیث موجود ہیں ایک روایت میں ہے کہ نماز فجر اور مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے، حمد اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ (مختصرًا)۔ (ت)

یہاں سے ظاہر ہوا کہ آیہ الکرسی یا فرض مغرب کے بعد دس بار کلمہ توحید پڑھنا فصل قلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۱: از شہر کہنہ محلہ روہیلہ ٹولہ مسئلہ مولوی رحیم اللہ

زید بعد ہر نماز جماعت فریضہ قبل از مانگنے دُعا روز ایک مرتبہ کلمہ توحید روز بعد مانگنے دعا کلمہ طیبہ تین مرتبہ اور ایک مرتبہ کلمہ شہادت آواز بلند بہ نیت مع حاضرین جماعت پڑھا کرتا ہے۔ یہ فعل اس کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے مگر حاضرین کو ان کی خوشی پر رکھا جائے مجبور نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلٰی باب صفیۃ الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۴۲

² اشعة المبعات شرح مشکوٰۃ الفصل الاول من باب الذکر بعد الصلوٰۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۸/۴



باب القراءة (قرأت کا بیان)

مسئلہ نمبر ۴۵۲: از بریلی مسئلہ سید احمد علی ساکن نواہہ شیخان ۳ صفر ۱۳۳۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تلاوت کلام مجید مُصلّٰی یا غیر مُصلّٰی پر بترتیب پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اور امام نماز میں بے ترتیب سورہ پڑھے تو اس پر کیا حکم ہے؟
الجواب:

نماز ہو یا تلاوت بطریق معهود ہو دونوں میں لحاظ ترتیب واجب ہے اگر عکس کرے گا گنہگار ہوگا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ عزوجل اس کا دل الٹ دے۔
ہاں اگر خارج نماز ہو تو ایک سورہ پڑھ لی پھر خیال آیا کہ دوسری سورہ پڑھوں وہ پڑھ لی اور اس سے اوپر کی تھی تو اس میں حرج نہیں۔ یا مثلاً حدیث میں شب کے وقت چار سورہیں پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے۔ یسین شریف کہ جو رات میں پڑھے گا صبح کو بخشا ہوا اُٹھے گا۔ سورہ دخان شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا ہے کہ جو اسے رات میں پڑھے گا صبح اس حالت میں اُٹھے گا کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہوں گے۔ سورہ واقعہ شریف کہ جو اسے رات پڑھے گا محتاجی اس کے پاس نہ آئے گی۔ سورہ تبارک الذی شریف کہ جو اسے ہر رات پڑھے گا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔
ان سورتوں کی ترتیب یہی ہے مگر اس غرض کے لئے پڑھنے والا چار سورتیں متفرق پڑھنا چاہتا ہے کہ ہر ایک مستقل جُداً عمل ہے اسے اختیار ہے کہ جس کو چاہے پہلے پڑھے جسے چاہے پیچھے پڑھے۔
امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، نماز میں کچھ خلل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت سورہ فاتحہ یا اور کسی سورت کی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

مذہب حنفیہ دربارہ قرأت مقتدی عدم اباحت و کراہت تحریمیہ ہے۔ نماز سری میں روایت استحباب کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نسبت کی گئی محض ضعیف

کما بسط المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال الملة والدين محمد (ابن ہمام) رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جیسا کہ در مختار میں بیان کیا گیا ہے۔ (ت)	کما بسط المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس مولنا کمال الملة والدين محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کما قاله في الدر المختار۔

خود تصانیف امام محمد میں جابجا عدم جواز مصرح آثار میں فرماتے ہیں یہی مذہب ہمارا مختار اور اسی پر عامہ حدیث و اخبار وارد، اور فرمایا ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرأت مقتدی کو مفسد نماز کہتی ہے اور قوی الدلیلین پر عمل کرنے میں احتیاط ہے۔ مؤطا میں بہت آثار روایت فرمائے جن سے عدم جواز ثابت قالہ الشیخ مولنا عبدالحق المحدث الدہلوی قدس اللہ سرہ العزیز فی اللہیات (یہ بات شیخ محقق حضرت مولانا عبدالحق دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے اشعۃ اللمعات میں کہی ہے۔ ت) بایں ہمہ خلاف تصریحات امام ایک روایت مرجوحہ مجروحہ سے نماز سری میں جواز خواہ استحباب قرأت ان کا مذہب ٹھہرانا اور فقہ حنفی میں اس کا وجود سمجھنا محض باطل و وہم عاقل۔ ہمارے علمائے مجتہدین بالاتفاق عدم جواز کے قائل ہیں اور یہی مذہب جمہور صحابہ و تابعین کا ہے حتیٰ کہ صاحب ہدایہ امام علامہ برہان الملة والدين مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعوای اجماع صحابہ کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ احادیث و آثار کہ اس باب میں وارد و بیحد و شمار، یہاں خوف طوالت بیان بعض پر اقتصار:

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذ صلیتہم فاقیموا صفوکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذ اقرأ فانصتوا^۱۔ یعنی جب تم نماز

^۱ الصحیح المسلم باب التشدید فی الصلوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۴

نوٹ: مسلم میں حدیث کے آخری الفاظ "واذا اقرأ فانصتوا" اسی جگہ پر قنادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہیں۔ نذیر احمد سعیدی

پڑھو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔ حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی اپنی سنن میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انما الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا اذا قرأ فانصتوا^۱ هذا اللفظ النسائی۔ یعنی امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو اور جب قرأت کرے خاموش رہو۔ یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی صحیح میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث ۳: ترمذی اپنی جامع میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: من صلی رکعة لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام^۲۔ یعنی جو کوئی رکعت بے سورہ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔ ہکذا رواہ مالک فی موطاہ موقوفاً (اسی طرح اس حدیث کو امام مالک نے موطا میں موقوفاً روایت کیا ہے۔ ت) اور امام ابو جعفر احمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الآثار میں اسے روایت کیا اور ارشادات سید مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرار دیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ حافظ ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ سیدنا امام الائمہ مالک الائمہ سراج الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدہ باحسان روایت فرماتے ہیں:

حدیث ۴: حدثنا ابو الحسن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال من صلى خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة^۳۔ یعنی حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ فقیر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے رجال اس کے سب رجال صحاح ستہ ہیں۔ ورواہ محمد ہکذا

^۱ سنن النسائی تاویل قولہ عزوجل واذا قرأ القرآن الخ حدیث ۹۲۳ مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور ۱/۱۱۲

^۲ جامع الترمذی باب ماجاء فی ترک القراءة خلف الامام اذا جسر بالقراءة مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱/۴۲

^۳ مسند الامام الاعظم کفایہ قرآۃ الامام للما موم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۶۱

مرفوعاً من طریق آخر (اس کو امام محمد نے مرفوعاً دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ ت) حاصل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں امام کا پڑھنا کفایت کرتا ہے۔ ہذا روای عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ مختصر اور واہ الامام تآرۃ اخرى مستوعباً۔

حدیث ۵: قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس فقر أُرْجل خلفه فلما قضی الصلوۃ قال ایکم قرأ خلفی ثلاث مرات فقال رجل انا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأ الامام له قرأۃ¹۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا، لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ تین بار تکرار یہی استفسار فرمایا، آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے۔ ارشاد ہوا کہ جو امام کے پیچھے ہو اس کے لئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔

حدیث ۶: ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایضاً عن حماد بن ابراہیم ان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یقرأ خلف الامام لا فی الركعتین الاولین ولا فی غیرہما² یعنی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔

فقیر کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضر و سفر میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لئے جانا ان کے لئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے جو چال ڈھال ابن مسعود کو ملتی پائی کسی کی نہ پائی، خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

¹ مسند الامام الاعظم کفایۃ قرآۃ الامام للما موم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۶۱

² الموطا للامام محمد باب القرآۃ فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰

نوٹ: مجھے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث مسند امام اعظم سے نہیں ملی اس لئے موطا امام محمد سے نقل کی ہے جو متن میں آرہی ہے الفاظ یہ ہیں:۔ ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجھر فیہ و فیما یخف فیہ الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرآنی الاولیین بفتحہ الکتاب و سورۃ ولم یقرآنی الاخریین شیناً۔ نذیر احمد سعیدی۔

رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام عبد و کرہت لامتی ما کرہ لہا ابن ام عبد ^۱ ۔	میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جو عبد اللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند کیا جو اُس کے لئے عبد اللہ بن مسعود ناپسند کرے۔

گویا ان کی رائے حضور والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی وتیرہ تھا۔

حدیث ۷: محمد فی مؤطاہ من طریق سفیان بن منصور بن المعتمر وقال الثوری نا منصور وهذا لفظ ابن عیینة عن منصور بن المعتمر عن ابی وائل قال سئل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن القراءة خلف الامام قال انصت فان فی الصلوة لشغلا سیکفیک ذلك لامام^۲۔ خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ قرأت مقتدی سوال ہوا، فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی بیکار باتوں سے باز رہنا عنقریب تجھے امام اس کام کی کفایت کر دے گا یعنی نماز میں تجھے لاطائل باتیں روانہ نہیں، اور جب امام کی قرأت بعینہ اُس کی قرأت ٹھہرتی ہے تو پھر مقتدی کا خود قرأت کرنا محض لغو ناشائستہ ہے۔ فقیر کہتا ہے یہ حدیث اعلیٰ درجہ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار و رجال صحاح ستہ ہیں۔

حدیث ۸: واما حدیث الامام عن ابن مسعود فوصلہ محمدنا محمد بن ابان بن صالح القرشی عن حماد عن ابراہیم النخعی عن علقمة بن قیس ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجہر و فیما یخافت فیہ فی الاولیین ولا فی الاخریین و اذا صلی وحده قرأ فی الاولیین بفاتحة الكتاب وسورة ولم یقرأ فی الاخریین شیناً^۳۔ حاصل یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو نماز میں جہر یہ ہو یا سر یہ کچھ نہ پڑھتے تھے نہ پہلی رکعتوں میں نہ پچھلی میں۔ ہاں جب تنہا ہوتے تو صرف پہلیوں میں الحمد و سورت پڑھتے۔

اثر ۱: ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم انه قال لم یقرأ علقمة خلف الامام حرفاً لا فیما یجہر فیہ القراءة ولا فیما لا یجہر فیہ ولا قرأ فی الاخریین بام الكتاب ولا غیرها خلف الامام

^۱ مجمع الزوائد باب ماجاء فی عبد اللہ بن مسعود مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۲۹۰/۹

^۲ مؤطا امام محمد باب القراءة فی الصلوة خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰

^۳ مؤطا امام محمد باب القراءة فی الصلوة خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰

ولا اصحاب عبد اللہ جمیعاً^۱۔ یعنی علقمہ بن قیس کہ کبار تابعین و اعظم مجتہدین اور افقہ تلامذہ سیدنا بن مسعود ہیں امام کے پیچھے ایک حرف نہ پڑھتے چاہے جس کی قرأت ہو چاہے آہستہ کی اور نہ پچھلی رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے اور نہ اور کچھ جب امام کے پیچھے ہوتے اور نہ کسی نے حضرت کے اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے قرأت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۲: محمد فی الموطا خبرنا بکیر بن عامر مرثنا ابرہیم النخعی عن علقمہ بن قیس قال لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقرأ خلف الامام^۲۔ یعنی حضرت علقمہ بن قیس فرماتے ہیں البتہ آگ کی چنگاری منہ میں لینا مجھے اس سے زیادہ پیاری ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔

۳: محمد ایضاً خبرنا اسرائیل من یونس ثنا منصور عن ابراہیم قال ان اول من قرأ خلف الامام رجل اتهم^۳۔ یعنی ابراہیم بن سوید النخعی نے کہ رؤسائے تابعین وائمہ دین متین سے ہیں تحدیث و فقہان ان کی آفتاب نیمروز ہے فرمایا پہلے جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا وہ ایک مرد مستم تھا۔ حاصل یہ کہ امام کے پیچھے قرأت ایک بدعت ہے جو ایک بے اعتبار آدمی نے احداث کی۔ فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے رجال صحیح مسلم ہیں۔

حدیث ۹: امام مالک اپنی موطا میں اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں: وهذا سباق مالک عن نافع ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان اذا سئل هل یقرأ احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف امام فحسبہ قرأۃ الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لا یقرأ خلف الامام^۴۔ یعنی سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دربارہ قرأت مقتدی سوال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأت امام کافی ہے اور جب آکیلا پڑھے تو قرأت کرے۔ نافع کہتے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے فقیر کہتا ہے۔

^۱ کتاب الآثار امام محمد باب القرۃ خلف الامام و متلینہ اداره القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی ص ۱۶

^۲ موطا امام محمد باب القرۃ فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰

^۳ موطا امام محمد باب القرۃ فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۰

^۴ موطا امام مالک ترک القرۃ خلف الامام مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۸۶

کہ یہ حدیث غایت درجہ کی صحیح الاسناد ہے حتیٰ کہ مالک بن نافع عن ابن عمر کو بہت محدثین نے صحیح ترین اسانید کہا۔ حدیث ۱۰: محمد اخبرنا عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من صلی خلف الامام کففته قرأته^۱۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مقتدی کو امام کا پڑھنا کافی ہے۔ فقیر کہتا ہے یہ سند بھی مثل سابق کے ہے اور اس کے رجال بھی رجال صحاح ستہ ہیں، بلکہ بعض علماء حدیث نے روایات نافع عن عبید اللہ بن عمر کو امام مالک پر ترجیح دی۔

حدیث ۱۱: محمد اخبرنا عبد الرحمن بن عبد اللہ المسعودی اخبرنی انس بن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انه سئل عن القراءة خلف الامام قال تکفیک قراءة الامام۔^۲ یعنی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دربارہ قرات استفسار ہوا فرمایا تجھے امام کا پڑھنا بس کرتا ہے۔

حدیث ۱۲: امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں: حدثنا ابن وهب فساق بأسنادہ عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبعة يقول لا يقرأ المؤمن خلف الامام في شبيعي من صلاة^۳ یعنی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قرات نہ کرے یعنی نماز جسر ہو یا سریہ:

حدیث ۱۳: محمد اخبرنا داؤد بن قیس ثنا عمر بن محمد بن زید عن موسى بن سعيد بن زید بن ثابت الانصاری یحدثہ عن جدہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلوة له^۴۔ یعنی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص امام کے پیچھے پڑھے اس کی نماز جاتی رہی۔ فقیر کہتا ہے یہ حدیث حسن ہے اور دارقطنی نے بطریق طاؤس اسے مرفوعاً روایت کیا۔

حدیث ۱۴: الحافظ بن علی بن عمر الدارقطنی عن ابی حاتم بن حبان ثنی ابراہیم بن سعد عن احمد بن علی بن سلیمان الدوری عن عبد الرحمن المخزومی

^۱ مؤطا الامام محمد باب القراءة فی الصلوة خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۹۷

^۲ مؤطا الامام محمد باب القراءة فی الصلوة خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۹۸

^۳ شرح معانی الآثار باب القراءة خلف الامام مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۵۱

^۴ مؤطا الامام محمد باب القراءة فی الصلوة خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۲

عن سفیان بن عیینہ عن ابن طاؤس عن ابیہ عن زید عن ثابت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من قرأ خلف الامام فلا صلوة له^۱۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: امام کے پیچھے پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

حدیث ۱۵: محمد ایضاً خبرنا داؤد بن قیس الفراء المدنی اخبرنی بعض ولد سعد بن ابی وقاص انه ذکر له ان سعدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیہ جمرۃ^۲۔ یعنی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ افاضل صحابہ و عشرہ مبشرہ و مقربانِ بارگاہ سے ہیں منقول ہے انھوں نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں انگارہ ہو۔

حدیث ۱۶: محمد ایضاً خبرنا داؤد بن قیس الفراء ثنا محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا^۳۔ یعنی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اُسکے منہ میں پتھر ہو۔

فقیر کہتا ہے رجال اس حدیث کے بشرط صحیح مسلم ہیں۔ الحاصل ان احادیث صحیحہ و معتبرہ سے مذہب خفیہ بحمد اللہ ثابت ہو گیا اب باقی رہے تمسکات شافعیہ اُن میں عمدہ ترین دلائل جسے اُن کا مدار مذہب کہنا چاہئے حدیث صحیحین ہے یعنی لا صلوة الا بفاتحة الكتاب^۴ کوئی نماز نہیں ہوتی بے فاتحہ کے۔ جواب اس حدیث سے چند طور پر ہے یہاں اسی قدر کافی کہ یہ حدیث تمھارے مفید نہ ہمارے مضر، ہم خود مانتے ہیں کہ کوئی نماز ذات رکوع سجود بے فاتحہ کے تمام نہیں امام کی ہو خواہ ماموم کی مگر مقتدی کے حق میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کے لئے امام کی قرأت کافی اور امام کا پڑھنا یعنی اُس کا پڑھنا ہے۔ کما مر سابقاً (جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔ ت) پس خلاف ارشاد حضور والا تم نے کہاں سے نکال لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھے گا نماز اس کی بے فاتحہ رہے گی اور فاسد ہو جائے گی۔

دوسری دلیل: حدیث مسلم من صلی صلاة لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج

^۱ نصب الرایۃ بحوالہ علل متناہیۃ من طریق دار قطنی کتاب الصلوۃ مکتبہ اسلامیہ ریاض ۱۹/۲، کنز العمال الباب الخامس قرۃ الماموم مطبوعہ مکتبۃ

التراث اسلامی بیروت ۲۸۶/۸

^۲ مؤطا الامام محمد باب القرۃ فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۱

^۳ مؤطا الامام محمد باب القرۃ فی الصلوۃ خلف الامام مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰۲

^۴ اتحاف السادۃ المتقین القراء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۳۸-۳۷

ف: بخاری جلد ۱ ص ۱۱۰۴ اور مسلم ج ۱ ص ۱۶۹ پر لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحہ الكتاب کے الفاظ ہیں۔

ہی خداج ہی خداج¹۔ حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔ اس کا جواب بھی بیچنم مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم اور قرأت امام قرأت ماموم سے معنی خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ لاکھوں ہوں تمہیں اس وقت بکار آمد ہوں گی جب ہمارے طور پر نماز مقتدی بے ام الکتاب رہتی ہو وہ ممنوع (اور یہ ممنوع ہے۔ ت) اور آخر حدیث میں قول حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقرأ بھما فی نفسک یا فارسی² (اپنے دل میں پڑھ اے فارسی۔ ت) کہ شافعیہ اس سے بھی استناد کرتے ہیں فقیر بتوفیق الہی اُس سے ایک جواب حسن طویل الذیل رکھتا ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

تیسری دلیل: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تفعلوا الا بالام القرآن³ امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے فاتحہ کے۔

اولیٰ یہ حدیث ضعیف ہے اُن صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی و نسائی و موطائے امام مالک و موطائے امام محمد وغیرہا صحاح و معتبرات سے نقل کیں کب مقاومت کر سکتی ہے، امام احمد بن حنبل وغیرہ حفاظ نے اس کی تضعیف کی، یحییٰ بن معین جیسے ناقدین جس کی نسبت امام مدوح نے فرمایا جس حدیث کو یحییٰ نہ پہچانے حدیث ہی نہیں فرماتے ہیں استثنائے فاتحہ غیر محفوظ ہے۔

چوتھا خود شافعیہ اس حدیث پر دو اوجہ سے عمل نہیں کرتے: ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورت بھی جائز ہے۔ صرح بہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم (امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے) دوسرے یہ کہ حدیث مذکور جس طریق سے ابوداؤد نے روایت کی باواز بلند منادی کہ مقتدی کو جسرًا فاتحہ پڑھنا روا اور یہ امر بالاجماع ممنوع صرح بہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم (شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات میں اس بات کی تصریح کی ہے اور امام نووی کا کلام

¹ الصحیح المسلم باب وجوب قراۃ الفاتحۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۰-۱۶۹

² الصحیح المسلم باب وجوب قراۃ الفاتحۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۹

³ مسند احمد بن حنبل حدیث عبادہ بن الصامت مطبوعہ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۲۲، سنن الدار قطنی باب وجوب قراۃ ام الکتاب الخ مطبوعہ نشر السنۃ

شرح میں بھی اسکا فائدہ دیتا ہے۔) پس جو خود اُن کے نزدیک متروک ہم پر اُس سے کس طرح احتیاج کرتے ہیں۔ بالجملة ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ حج کافیہ و دلائل وافیہ سے ثابت، اور مخالفین کے پاس کوئی دلیل قاطع ایسی نہیں کہ اُسے معاذ اللہ باطل یا مضحکہ کر کے مگر اس زمانہ پُرفتن کے بعض جہال بے لگام جنہوں نے ہوائے نفس کو اپنا امام بنایا اور انتظام اسلام کو دور ہم برہم کرنے کے لئے تقلید ائمہ کرام میں خدشات و اوہام پیدا کرتے ہیں جس ساز و سامان پر ائمہ مجتہدین خصوصاً امام الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن مقلدہ کی مخالفت اور جس بضاعت مزجات پر ادعائے اجتہاد و فتاہت ہے عقلائے منصفین کا معلوم اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ بیچارے قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں جو ان مدعیانِ خام کار نے کہہ دیا انہوں نے مان لیا اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجب ذلت و باعث فضیحت ہوں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ و ساوس شیطان سے امان بخشے امین ہذا العلم عند و اہب العلوم العالم بکل سر مکتوم (اسے قبول فرما اور حقیقی علم اس ذات کے پاس جو تمام علوم عطا فرمانے والا اور تمام مخفی رازوں سے واقف ہے۔ ت)

مسئلہ نمبر ۴۵۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو حافظ نماز میں اس طرح قرآن مجید پڑھتا ہو کہ نہ تو صحیح اعراب کا دھیان رکھتا ہے اور نہ اوقاف لازمہ پر وقف کرتا ہے اور ماضی جمع متکلم کے صیغے ایسے ادا کرتا ہے کہ سامعین کو جمع مونث غائب کا شبہ ہوتا ہے اور اکثر جگہ حروف و کلمات بھی فرو گذاشت ہو جاتے ہیں تو اس کے سُننے میں کچھ ثواب کی امید یا باکل نہیں اور نماز اس کے پیچھے درست ہے یا نہیں اور یہ عذر ترک جماعت کے لئے مقبول ہوگا یا نہیں یا دوسری مسجد میں جماعت کے لئے جانا ضروری ہے یا صرف فرض جماعت سے ادا کرے باقی نماز مکان پر پڑھے۔ (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

خطائی الاعراب یعنی حرکت، سکون، تشدید، تخفیف، قصر، مد کی غلطی میں علمائے متاخرین رحمہ اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ تو یہ ہے کہ علی الاطلاق اس سے نماز نہیں جاتی۔

دُر مختار میں ہے کہ قرأت کرنے والے کی غلطی اگر اعراب میں ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ اس سے معنی بدل جائے اسی پر فتویٰ ہے۔ نزازیہ۔ (ت)	فی الدر المختار وزلة القاری لو فی اعراب لا تفسد وان غیر المعنی بہ یفتی۔ نزازیہ¹

¹ دُر مختار باب ما یفسد الصلوٰۃ مطبوعہ مکتبائے دہلی ۱/ ۹۰

ان تمام صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے -بزازیہ و خلاصہ (ت)	لا تفسد فی الکلب و بہ یفتی۔ بزازیہ و خلاصہ ¹

اگرچہ علمائے متقدمین و خود ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم در صورت فساد معنی فساد نماز مانتے ہیں اور یہی من حیث الدلیل اقویٰ، اور اسی پر عمل احوط و احری۔

شرح منیہ کبیر میں ہے کہ اسی کو محققین نے صحیح قرار دیا اور اسی فروع کو ذکر کیا پس تو اپنے مختار پر عمل کر اور احتیاط بہر صورت ہر مقام پر بہتر ہے خصوصاً نماز میں، کیونکہ یہی وہ عمل ہے جس کے بارے میں بندے سے سب سے پہلے پوچھ ہوگی (ملخصاً۔ ت)	فی شرح منیۃ الکبیر هو الذی صححہ المحققون و فرعوا علیہ الفروع فأعمل بها تختار والاحتیاط اولی سبباً فی امر الصلوۃ التی ہی اول ما یحاسب العبد علیہا۔ ² (ملخصاً)

اور وقف و وصل کی غلطی کوئی چیز نہیں یہاں تک کہ اگر وقف لازم پر نہ ٹھہرا کر کیا مگر نماز نہ گئی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر قاری نے وہاں وصل کیا جہاں وصل کا مقام نہ تھا جیسا کہ قاری نے وقف نہ کیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد "اصحاب النار" پر بلکہ "الذین یحملون العرش" کے ساتھ ملا دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ یہ عمل بُرا ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے۔ (ت)	فی العلمگیریۃ ان وصل فی غیر موضع الوصل کما لو لم یقف عند قوله اصحاب النار بل وصل بقوله الذین یحملون العرش لا تفسد لکنہ قبیح ہکذا فی الخلاصۃ ³ ۔

حلیہ میں ہے:

متعدد علماء جس میں صاحب ذخیرہ بھی ہے نے اس بات کی تصریح فرمائی کہ ہر حال میں عدم فساد پر فتویٰ ہے کیونکہ وقف، وصل اور ابتداء کی	صرح غیر واحد منهم صاحب الذخیرۃ علی ان الفتویٰ علی عدم الفساد بکل حال لان فی مراعاة الوقف والوصل والابتداء

¹ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی ۱/ ۴۶۷

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فوائد من زبد القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۹۳

³ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الخامس فی زبد القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۱

ایقاع الناس فی الحرج خصوصاً فی حق العوام و الحرج مدفوع شرعاً ¹ ۔	رعایت لازم کرنے سے لوگوں پر خصوصاً عوام پر تنگی لازم آئے گی اور شرعاً تنگی مرفوع ہے۔ (ت)

یوں ہی ضمیر "ن" میں الف مسموع نہ ہونا مفسد نہیں۔

لما صرح به القنية ان من العرب يكتفى عن الالف بالفتحة و الياء بالكسرة والواو بالضمة تقول اعد بالله مكان اعود بالله ، قلت وعليه يخرج ما صرح به في الغنية ان حذف الياء من تعالى في تعالى جذ ربنا لا تفسد اتفاقاً ² ۔	کیونکہ قنیہ میں تصریح ہے کہ بعض عرب الف کے عوض فتح ، یاء کے عوض کسرہ اور واؤ کے عوض ضمہ پر اکتفاء کرتے ہیں مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد تعالیٰ جذ ربنا میں تعالیٰ کی یا حذف کرنے سے بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔

اسی طرح حروف و کلمات کافر و گزاشت ہو جانا بھی دوکام موجب فساد نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت کہ تغیر کا معنی کر لے کہا ہو ضابطۃ الائمة المتقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ (جیسا کہ ائمہ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلمہ ضابطہ ہے۔ ت) بالجملہ اگر حافظ مذکور سے وہ خطائیں جو مفسد نماز ہیں واقع نہیں ہوتیں تو نماز اس کے پیچھے درست، اور ترک جماعت کے لئے یہ عذر نا مسموع، اور اگر خطائے مفسدہ صادر ہوتے ہیں تو بے شک وہ نماز نماز ہی نہیں۔ نہ وہاں ثواب کی گنجائش بلکہ عیاذ باللہ عکس کا خوف ہے، نہ اہل محلہ کو دوسری مسجد میں جانے کی حاجت کہ یہی مسجد جو ان پر حق رکھتی ہے ہنوز محتاج نماز و جماعت ہے۔ نماز فاسد کا تو عدم وجود شرعاً یکساں، پس اگر ممکن ہو تو دوبارہ جماعت وہیں قائم کرے ورنہ آپ ہی مسجد میں تنہا پڑھ لے کہ حق مسجد ادا ہو،

كما افاده في الفتاوى الخانية وفيها ايضاً مؤذن بسجد لا يحضر مسجده احد قالوا يوذن هو يقيم ويصلي وحده وذاك احب من ان يصلي	جیسا کہ فتاویٰ خانہ میں اس کا افادہ کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ کسی ایسی مسجد کا مؤذن جہاں کوئی اور نمازی نہیں آتا تو مؤذن اذان دے، تکبیر کہے اور تنہا نماز ادا کرے۔ اور یہ اس کے لئے دوسری

¹ جلیۃ

² قنیہ باب فی حذف الحرف والزيادة مطبعہ مشترکہ بالماندیہ ص ۲۳

اور اگر یہ صورت ہو کہ حافظ مذکور فرضوں میں قرآن مجید صحیح پڑھتا ہے اور خطایاے مفیدہ صرف تراویح میں بوجہ عجلت و بے احتیاطی واقع ہوتی ہیں تو فرض میں اس کی اقتدا کرے تراویح میں بھی یہی حکم ہے ورنہ در صورت فساد فرضوں میں بھی اقتداء درست نہیں کیا لایخفی (جیسا کہ ظاہر ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۵: ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام یا منفرد تیسری یا چوتھی رکعت میں کچھ قرأت جسر سے پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

اگر امام اُن رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر و عصر کی سب رکعات اور عشاء کی پچھلی دو اور مغرب کی تیسری اتنا قرآن عظیم جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (اور وہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں ایک آیت ہے) بھول کر باواز پڑھ جائیگا تو بلاشبہ سجدہ سہو واجب ہوگا، اگر بلاعذر شرعی سجدہ نہ کیا یا اس قدر قصداً باواز پڑھا تو نماز کا پھیرنا واجب ہے، اور اگر اس مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ باواز بلند نکل جائے تو مذہب راجح میں کچھ حرج نہیں۔ ردالمحتار میں ہے۔

الاسرار یجب علی الامام والمنفرد فیما یسرفیہ وهو صلوة الظهر والعصر و الثالثة من المغرب و الاخريان من العشاء و صلاة الكسوف و الاستسقاء كما فی البحر ² ۔ الخ	سری نمازوں میں امام منفرد دونوں پر اسرار (سرّ قرأت) واجب ہے اور نماز ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعت، نماز کسوف اور نماز استسقاء ہیں۔ جیسا کہ بحر میں ہے الخ (ت)

دُر مختار میں ہے:

تجب سجدة تان بترك واجب سهوا كالجهر فیما یخافت فیہ وعكسه والاصح تقدیره بقدر ما تجوز به الصلوة	سہواً ترک واجب سے دو سجدے لازم آتے ہیں مثلاً سری نماز میں جسر قرأت کر لے یا اسکا عکس، اور اصح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں اتنی قرأت

¹ فتاویٰ قاضی خان فصل فی المسجد مطبوعہ منشی نوکسٹور لکھنؤ ۱۱/۳۲

² ردالمحتار باب صفیة الصلوة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/۳۲۶

فی الفصلین ^۱ اہل ملخصاً	سے سجدہ لازم ہو جائے گا جس سے نماز ادا ہو جاتی ہو۔ اھ - ملخصاً۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

الصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوز به الصلوة من غير تفرقة لان القليل من الجهر موضع المخافة عفواً ^۲ الخ	صحیح ظاہر الروایۃ میں ہے وہ اتنی مقدار ہے کہ اس کے ساتھ نماز بغیر کسی تفرقہ کے جائز ہو جائے کیونکہ سر کی جگہ جسر قلیل معاف ہے الخ (ت)

حاشیہ شامی میں ہے:

صححه في الهداية والفتح والتبيين والمنية ^۳ الخ وتماّمه فيه۔	اس کو ہدایہ، فتح، تبیین اور منیہ میں صحیح کہا ہے الخ اور اس میں تفصیلی گفتگو ہے۔ (ت)

تنویر الابصار میں ہے:

فرض القراءة آية على المذهب ^۴ ۔	(مذہب مختار کے مطابق ایک آیت کی قرأت فرض ہے۔ ت)

بحر الرائق وعلکیری میں ہے:

لا يجب السجود في العمد و انما يجب الاعادة جبدا لنقصانه ^۵ ۔	عمداً (ترک واجب سے) سجدہ سہو واجب نہیں کیونکہ اس کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ ضروری ہے (ت)

یہ حکم امام کا ہے اور منفرد کے لئے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عمداً بچے اور سہو واقع ہو تو سجدہ کر لے۔

وذلك لان العلماء اختلفوا فيه اختلافاً شديداً افمنهم من لم يوجب عليه الاسرار فيما يسر كما لا يجب عليه	اور یہ اس لئے ہے کیونکہ اس میں علماء کا شدید اختلاف ہے بعض منفرد پر سری نماز میں سر آقرات کو واجب قرار نہیں دیتے جیسا کہ جسر نماز میں بالاتفاق جسر

^۱ دُر مختار باب سجود السهو مطبوعہ مجتہائی دہلی ۱۰۲/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح بنیۃ المصلی فصل باب فی سجود السهو مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۵۸

^۳ رد المحتار باب سجود السهو مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۵۴۸

^۴ در مختار فصل بجزر الامام مطبوعہ مجتہائی دہلی ۱/۸۰

^۵ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی فی سجود السهو مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۲۶

قررات لازم نہیں، اور یہی ہدایہ، محیط اور تاتار خانہ وغیرہ میں ہے۔ ہدایہ کی شروح نہایت، کفایہ، عنایہ اور معراج الداریہ وغیرہ اور ذخیرہ اور جامع الرموز شرح النقایہ اور دیگر کتب جن کا شمار طویل ہے میں اسے ظاہر الروایۃ کہا ہے اور بعض نے سری نماز میں منفرد کو امام کی طرح قرار دیا ہے حلیہ، منیہ، بحر، نھر، منخ اور ملتقی الآخر میں اسی پر جزم ہے، کنز الدقائق اور نور الایضاح میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ بدائع، تبیین، فتح، درر، اور ہندیہ میں اسی کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ بحر اور در میں ہے کہ مذہب یہی ہے۔ اس مذکورہ گفتگو کا بعض حصہ رد المحتار سے واضح ہے اور دوسرا حصہ دیگر معتبر کتب سے جن کا نام ہم نے ذکر کیا ہے پس احوط وہی ہے جو ہم نے بیان کیا واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

الجهر فیما یجهر بالاتفاق و علیہ مشی فی الهدایة والمحیط والتتار خانیه و غیرها ونص فی النهایة والكفایة والعنایة ومعراج الدرایة و غیرها من شروح الهدایة والذخیره وجامع الرموز شرح النقایة وفی کتب اخر یطول عدها انه هو ظاهر الروایة وان خلافه روایة النوادر منهم من جعله فیما یسر كالامام والمنح والملتقی الا بحر والیه اشار فی كنز الدقائق ونور الایضاح و صححه فی البدائع والتبیین والفتح والدرر والهندیه وقال فی البحر والدر انه المذهب یظهر كل ذلك بالمراجعة للبعض الی رد المحتار و لبعض اخرا لی ماسینا من الاسفار فكان الاحوط ما قلنا والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۶: مسئلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب دوم جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جسے لوگوں نے مسجد جامع کا امام معین کیا جمعہ و جماعات میں گروہ مسلمین کی امامت کرتا ہے اور سورہ فاتحہ شریف میں بجائے الحمد والرحمن والرحیم کے الحمد والرحمن والرحیم بہ ہائے ہوز پڑھتا ہے، ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اُسے امام بنانا ہر گز جائز نہیں اور نماز اس کے پیچھے نادرست ہے کہ اگر وہ شخص ح کے اوپر بالفعل قادر ہے اور باوجود اس کے اپنی بے خیالی یا بے پروائی سے کلمات مذکورہ میں ہڑھتا ہے۔

تو خود اس کی نماز فاسد و باطل، اوروں کی اسکے پیچھے کیا ہو سکے، اور اگر بالفعل ح پر قادر نہیں اور سیکھنے پر جان لڑا کر کوشش نہ کی تو بھی خود اس کی نماز محض اکارت، اور اس کے پیچھے ہر شخص کی باطل، اور اگر ایک ناکافی زمانہ تک کوشش کر چکا پھر چھوڑ دی جب بھی خود اس کی نماز پڑھی بے پڑھی سب ایک سی، اور اُس کے صدقے میں سب کی گئی اور برابر حد درجہ کی کوشش کئے جاتا ہے مگر کسی طرح نہیں لکتی تو اُس کا حکم مثل اُٹی کے ہے کہ اگر کسی صحیح پڑھنے والے کے پیچھے نماز مل سکے اور اقتداء نہ کرے بلکہ تنہا پڑھے تو بھی اسکی نماز باطل، پھر امام ہونا تو دوسرا درجہ ہے اور پر ظاہر ہے کہ اگر بالفرض عام جماعتوں میں کوئی درست خواں نہ ملے تو جمعہ میں تو قطعاً ہر طرح کے بندگان خدا موجود ہوتے ہیں پھر اس کا اُن کی اقتداء نہ کرنا اور آپ امام ہونا خود اس کی نماز کا مبطل ہوا، اور جب اس کی گئی سب کی گئی۔

بہر حال ثابت ہوا کہ نہ اس شخص کی اپنی نماز ہوتی ہے نہ اسکے پیچھے کسی اور کی تو ایسے کو امام بنانا حرام ہے، اور ان سب مسلمانوں کی نماز کا وبال اپنے سر لیتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ البتہ اگر ایسا ہو کہ تاحدا دنی امید کہ یہ شخص ہمیشہ برابر رات دن تصحیح حرف میں کوشش بلیغ کئے جائے اور باوصف بقائے امید واقعی محض طول مدت سے گھبرا کر نہ چھوڑے اور واجب الحمد شریف کے سوا اول نماز سے آخر تک کوئی آیت یا سورۃ یا ذکر وغیرہ اصلاً ایسی چیز نام کو نہ پڑھے جس میں ح آتی اور اسے ہ پڑھنے سے نماز جاتی ہو بلکہ قرآن مجید کی دوسورتیں اختیار کرے جن میں ح نہیں جیسے سورہ کافرون و سورہ ناس اور ثناء اور تسبیحات رکوع و سجود و تشہد و درود وغیرہ کے کلمات میں جن میں ایسی ح آئی اُن کے مرادفات مقاربات سے بدل لے مثلاً بجائے سبّٰحْنٰکَ اللّٰہم و بحمْدْکَ اقدسْکَ اللّٰہم مثنیاً علیک و علیٰ ہذا القیاس اور اسے کوئی شخص صحیح خواں ایسا نہ ملے جس کی اقتداء کرے اور جماعت بھر کے سب لوگ اسی طرح ح کو ہ پڑھنے والے ہوں تو البتہ جب کوشش کرتا رہے گا اس کی بھی صحیح ہوگی اور اُن سب اس کے مانندوں کی بھی اسکے پیچھے صحیح ہوگی اور جس دن باوصف تنگ آکر کوشش چھوڑی یا صحیح القراءۃ کی اقتداء ملتے ہوئے تنہا پڑھی یا امامت کی اُسی دن اس کی بھی باطل، اور اسکے پیچھے سب کی باطل، اور جبکہ معلوم ہے کہ یہ شرائط متحقق نہیں تو حکم وہی ہے کہ جمعہ وغیرہ جمعہ کسی میں نہ اس کی نماز درست نہ اسکے پیچھے کسی کی درست۔ یہ جو کچھ مذکور ہوا یہی صحیح ہے یہی رائج ہے یہی مختار ہے یہی مفتی بہ ہے اسی پر عمل اسی پر اعتماد۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔ دُر مختار میں ہے:

غیر تو تلے کی اقتداء تو تلے کے پیچھے درست نہیں (الشیخ اس

لا یصح اقتداء غیر الالشیخ بہ و حرر

الحلبی و ابن الشحنة انه بعد بزل جهده دائماً حتماً كالامی فلو يؤمر الامثله ولا تصح صلوته اذا امكنه الاقتداء بمن يحسنه او ترك جهده او وجد قدر الفرض مما لا لثغ فيه هذا هو الصحيح المختار في حكم الالثنغ وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف¹ اهملتقطاً	شخص کو کہتے ہیں جس کی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرا (نکلے) حلبی اور ابن شحنة نے لکھا ہے کہ ہمیشہ کی حقیقی کوشش کے بعد تو تلے کا حکم اُئی کی طرح ہے پس وہ اپنے ہم مثل کا امام بن سکتا ہے (یعنی اپنے جیسے تو تلے کے سوا دوسرے کی امامت نہ کرے) جب اچھی درست ادائیگی والے کی اقتداء ممکن ہو یا اس نے محنت ترک کر دی یا فرض کی مقدار بغیر تو تلے پن کے پڑھ سکتا ہے ان صورتوں میں اسکی نماز درست نہ ہوگی تو تلے کے متعلق یہی مختار اور صحیح حکم ہے اور اسی طرح اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حروف تہجی میں سے کوئی حرف نہ بول سکے یعنی صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اھ ملخصاً۔

فتاویٰ محقق علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی ترمذی میں ہے:

الراجع المفتی به عدم صحة امامة الالثنغ لغيره²	راجع اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ تو تلے کی امامت غیر کے لئے جائز نہیں۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف كالرهن الرهيم والشيتان الرجيم والالمين واياك نابذ و اياك نستعين السرات. انأمت فكل ذلك حكمه مأمور من بزل الجهد دائماً والا فلا تصح الصلوة به³ ملخصاً۔	جو شخص حروف تہجی میں سے کسی حرف کے صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً الرحمن الرحيم کی جگہ الرهن الرهيم، الشيطان کی جگہ الشيتان، العالمين کی جگہ الالمين، اياك نعبد کی جگہ اياك نابذ، نستعين کی جگہ نستعين، الصراط کی جگہ السرات، انعبت کی جگہ انأمت پڑھتا ہے، ان تمام صورتوں میں اگر کوئی ہمیشہ درست ادائیگی کی کوشش کے باوجود ایسا کرتا ہے تو نماز درست ہوگی ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ ملخصاً (ت)

¹ دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۸۵

² ردالمحتار بحوالہ فتاویٰ امام غزی مطلب فی الاثنغ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۳۳۰

³ ردالمحتار بحوالہ فتاویٰ امام غزی مطلب فی الاثنغ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۳۳۱

حاشیہ طحاویہ میں زیر قولہ بذل جہدہ دائماً ہے۔

ان کے قول دائماً کا مطلب یہ ہے کہ وہ رات کے حصوں اور دن کے اطراف میں بھرپور کوشش کرے جیسا کہ قسستانی کے حوالے سے گزرا۔ (ت)	قوله دائماً ای اناء اللیل واطراف النهار كما مر عن القهستانی ¹ ۔

ردالمحتار میں ہے:

ان کے قول دائماً سے مراد یہ ہے کہ رات اور دن کے اطراف میں تصحیح کی بھرپور کوشش کرے، پس اگر وہ ہمیشہ تصحیح و تعلم میں بھرپور کوشش کے باوجود اس پر قدرت نہ رکھے تو اس کی نماز درست، اور اگر وہ کوشش ہی ترک کر دے تو اس کی نماز فاسد ہوگی جیسا کہ محیط وغیرہ میں ہے، ذخیرہ میں کہا یہ میرے نزدیک مشکل ہے کیونکہ جو چیز فطری اور خلقی ہو بندہ اس کی تبدیلی پر قادر نہیں ہو سکتا اور اس پر تفصیلی گفتگو شرح منیہ میں ہے (ت)	قوله دائماً ای فی اناء اللیل واطراف النهار فبإدام فی التصحیح والتعلم ولم یقدر علیه فصلاته جائزۃ و ان ترک جہدہ فصلاته فاسدة كما فی المحيط وغیرہ قال فی الذخیرۃ وانه مشکل عندی لان ما کان خلقه فالعبد لا یقدر علی تغیرہ اھ وتماہ فی شرح المنیۃ ²

غنیہ میں ہے:

صاحب المحيط نے کہا ہے یہ مختار للفتاویٰ ہے اور اگر اس نے عمر کے بعض حصے میں یہ کوشش ترک کر دی ہو تو باقی عمر میں ترک کی گنجائش نہیں اگر ترک کرے گا تو نماز فاسد ہوگی، صاحب الذخیرہ نے کہا میرے نزدیک یہ بہت مشکل ہے الخ فتاویٰ حجبہ میں جو کچھ ہے وہ محیط کے موافق ہے کیونکہ انہوں نے فتاویٰ حسامیہ کے جواب پر کہا ہے کہ	قال صاحب المحيط المختار للفتاویٰ انه ان ترک جہدہ فی بعض عمرہ لایسعه ان یتروک فی باقی عمرہ ولو ترک تفسد صلوٰتہ قال صاحب الذخیرۃ انه مشکل عندی الخ و ذکر فی فتاویٰ الحجۃ ما یوافق المحيط فانه قال علی جواب الفتاویٰ الحسامیۃ ما داموا فی التصحیح والتعلم باللیل

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۵۱

² ردالمحتار مطلب فی الاثنع مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۴۳۱

جب وہ دن رات اس کی تصحیح اور سیکھنے میں کوشاں رہیں تو ان کی نماز درست ہوگی، اور جب کوشش ترک کر دیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اھ، فتاویٰ قاضی خان میں بھی اسی معنی میں ہے الغرض تو تنے پر دائمی کوشش لازم ہے اور اسی پر اعتماد ہے اھ ملخصاً۔ (ت)	والنهار جازت صلوتهم واذا ترکوا الجهد فسدت¹ اھ، وبعناہ فی فتاویٰ قاضی خان فالاحاصل ان اللغ یجب علیہم الجهد دائماً هذا هو الذی علیہ الاعتماد² اھ ملخصاً

خلاصہ میں ہے:

تصحیح میں ہے جب دن رات کوشش کرتا رہا مگر وہ قدرت حاصل نہ کر پایا تو اس کی نماز درست ہے اگر اس نے کوشش ترک کر دی تو نماز فاسد ہوگی۔ ہاں اگر عمر کا کچھ حصہ تصحیح میں صرف کرے اور درست کی قدرت حاصل نہ ہو تو باقی عمر میں تصحیح کی کوشش ترک کرنے کی گنجائش نہیں (ت)	ان کان یجتہد أناء اللیل والنهار فی تصحیحہ ولا یقدر علی ذلک فصلاتہ جائزۃ وان ترک جہدہ فصلاتہ فاسدۃ الا ان یجعل العبر فی تصحیحہ ولا یسعه ان یتروک جہدہ فی باقی عمرہ³۔

اسی طرح فتح القدر فصل القرات اور اسی کے قریب مراقی الفلاح میں ہے: حلیہ میں ہے:

البتہ یہ دوسری صورت جیسا کہ صاحب ذخیرہ نے کہا مشکل ہے کیونکہ فطری اور خلقی شے کے تبدیل کرنے پر بندہ قادر نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں ایسا ہی حکم ہے اس وقت جب کسی ایسے عارضہ کی وجہ سے ہو جس کا ازالہ عادتاً نہ ہو پائے اور جب اس طرح کی صورت ہو تو فتویٰ میں اس	الا ان هذا الشق الثانی کہا قال صاحب الذخیرۃ مشکل لان ماکان خلقۃ فالعبد لا یقدر علی تغیرہ قلت وکذا اذاکان لعارض لیس مہایزول عادتۃ واذاکان كذلك لا یعول فی الفتوی علی مقتضی هذا الشرط ومن ثمة ذکر

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی زلیۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸۲

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی زلیۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸۳

³ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثانی عشر فی زلیۃ القاری مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کونئہ ص ۱۱۰

فی خزانه الاكمل فی سیاق النقل عن فتاویٰ ابی الیث لو قال الهمد لله اوكل هو الله احد جاز اذا لم یقدر علی غیر ذلك او بلسانه عقله قال الفقیه فان لم تكن بلسانه عقله ولكن جرى علی لسانه ذلك لا تفسد انتهی فلم یذكر هذا الشرط وان كان بعد ذلك ذكره عن ابراهیم بن یوسف والحسین بن مطیع¹	شرط کے مقتضی کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ خزانه الاكمل میں فتاویٰ ابولیث سے نقل کرتے ہوئے کہا اگر نمازی نے الحمد لله یا کل هو الله احد پڑھ لیا تو جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے غیر پر قادر نہ ہو یا اس کی زبان میں رکاوٹ (لکنت) ہو فقیہ (ابولیث) نے کہا اگر زبان میں رکاوٹ (لکنت) نہ تھی لیکن اس کی زبان پر یہ چیز از خود جاری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوگی انتہی پس انھوں نے یہ شرط ذکر نہیں کی اگرچہ اس کے بعد والوں نے ابراہیم بن یوسف اور حسین بن مطیع کے حوالے سے ذکر کی ہے (ت)

اُسی میں ہے:

قد عرفت أنفانہ لا ینبغی اشتراط الاجتهاد فی ذلك لمن هو فیہ خلقة او لعارض لیس مہایزول عادة²	ابھی آپ نے پڑھا کہ اس شخص کے لئے کوشش کرنے کی شرط لگانا مناسب نہیں جس میں وہ چیز خلقت (فطرۃ) ہو یا ایسے عارضہ کی وجہ سے جو عادت زائل نہیں ہوتا۔ (ت)

طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے:

کلام ابن امیر الحاج یفید ان هذا الشرط فیہ خلاف والا کثر لم یذکروه لان فیہ حرجاً عظیماً³ اھ اقول ورأیتنی کتبت علی هامش حاشیتہ علی المراقی مانصہ اقول رب ما کان خلقة یتبدل بالتکلف ورب ما لا یتوقع یاتی الجهد فیہ بالفرج، ولعل القول الفصل	ابن امیر الحاج کے کلام سے پتا چلتا ہے کہ اس شرط میں اختلاف ہے اور اکثر علماء نے اس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں حرج عظیم ہے اھ میں کہتا ہوں مجھے یاد آ رہا ہے کہ مراقی الفلاح پر طحطاوی کے حاشیہ پر میں نے حاشیہ لکھا ہے عبارت یہ ہے میں کہتا ہوں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز خلقت و فطرۃ ہوا سے

¹ حلیۃ المحلی شرح منیہ المصلی

² حلیۃ المحلی شرح منیہ المصلی

³ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامة مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۵۸

ایجاب الجہد ماکان یرجی التعلّم ولو رجاء
ضعیفاً، فاذا أیس تحقیقاً لاتبر ما وسعه التّرك لا
یکلف الله نفساً الا وسعها وفيه رعاية الجانبین
ویؤید عدم خزانه الاكمل اذا قرأ مکن الظاء
ضاداً او مکن الضاد ظاء فقال القاضی المحسن
الاحسن یقال ان تعبد ذلك تبطل صلوتہ عالمہ
کان او جأهلا وان جرى علی لسانہ اولم یکن
یبیز بین الحرفین فظن انه ادی الکلمة کما هی
جأزت صلاته وهو قول محمد بن مقاتل وبه کان
یفقی الشیخ اسمعیل الزاهد لان السنة الاکراد
واهل السواد والاتراک غیر طائفة فی مخارج هذه
الحروف وفي ذلك حرج عظیم والظاهر ان
هذا مجمل ما فی جمیع الفتاویٰ¹ اه باختصار
فقد عذرهم بعجزهم ولم یلزمهم ادامة جہد
لئن تبنتعت فعساک تجد شواہدہ بوفر وکثر
والله یحب الیسر ویقبل العذر وهو سبّخنه
وتعالی اعلم۔

تکلفاً بدلاً جاسکتا ہے اور بعض غیر متوقع چیزوں کو آسانی سے بجالایا جا
سکتا ہے شاید قول فیصل یہ ہو کہ اس وقت تک کوشش واجب ہے
جب تعلّم کے ذریعے تبدیلی کی امید ہو اگرچہ ضعیف سی امید ہی
سہی، اور جب یقیناً ناامیدی ہو جائے تو اب ترک کی گنجائش کا نہ
ہونا زیادتی ہے، اللہ تعالیٰ کسی ذات کو اس کی طاقت سے بڑھ کر
تکلیف نہیں دیتا، اور اس میں جانبین کی رعایت ہے اور دائمی طور
پر کوشش کا واجب نہ ہونا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ حلیہ میں خزائنہ
الاکمل کے حوالے سے کہ ظاء کی جگہ ضاد یا ضا کی ظاء پڑھتا تو قاضی
محسن نے کہا کہ احسن یہ ہے کہ اگر ایسا عمداً کیا تو کہا جائے نماز باطل
ہوگئی خواہ وہ شخص عالم ہو یا جاہل، اور اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا
یا وہ ان دونوں حروف کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا کہ وہ سمجھ رہا
ہے کہ کلمہ اسی طرح ادا ہو گیا جس طرح ہونا چاہئے تھا تو اسکی نماز
درست ہوگی، اور یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے، اور اسی پر شیخ
اسماعیل الزاهد نے فتویٰ جاری کیا، کیونکہ کرد، اہل سواد (عراق) اور
ترک کے لوگوں کی زبانیں ان حروف کے مخارج کی صحیح ادائیگی
نہیں کر سکتیں، اور اس میں حرج عظیم ہے اور ظاہر یہ ہے یہ تمام
فتاویٰ کے بیان کا اجمال ہے اھ مختصر اُپس ان کو عجز کے پیش نظر
معذور گردانا اور ان پر دائمی کوشش لازم نہیں کی، اگر آپ محنت
سے تلاش کریں گے تو بہت سے اسکے شواہد آپ کو مل جائیں
گے۔ اللہ تعالیٰ آسانی کو پسند کرتا ہے اور عذر قبول فرماتا ہے، اور وہ
پاک ذات ہی سب سے زیادہ جاننے والی ہے۔ (ت)

¹ حلیہ المجلی شرح منیة المصلی

صغیری میں ہے:

لو قرأ الحمد لله بالهاء مكان الحاء الحكم فيه كالحكم في الالتغ على ما يأتي قريباً ¹ اھ ملخصاً	اگر کوئی حاء کی جگہ ہاء کہتے ہوئے الحمد لله پڑھے تو اس کا حکم تو تلو کے حکم کی طرح ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا ھ ملخصاً (ت)

پھر فرمایا:

المختار في حكمه يجب عليه بذل الجهد دائماً في تصحيح لسانه ولا يعذر في تركه وان كان لا ينطق لسانه فان لم يجد آية ليس فيها ذلك الحرف الذي لا يحسنه تجوز صلاته به ولا يؤمر غيره فهو بمنزلة الامي في حق من يحسن ما عجز هو عنه واذا امكنه اقتداءه بمن يحسنه لا تجوز صلاته منفردا وان وجد قدراً ما تجوز به الصلاة مبا ليس فيه ذلك الحرف الذي عجز عنه لا تجوز صلاته مع قراءة ذلك الحرف لان جواز صلاته مع التلفظ بذلك الحرف ضروري فينعدم بانعدام الضرورة هذا هو الصحيح في حكم الالتغ ومن بعده ممن تقدم انفاً ²	مختار یہی ہے کہ اس پر تصحیح زبان کے لئے ہمیشہ کوشش کرنا ضروری ہے اور اس کے ترک پر معذور نہیں سمجھا جائے گا اگرچہ اس کی زبان کا اجراء درست نہ ہو جس کو وہ اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا تو اب اس کی نماز اس آیت سے درست ہوگی البتہ وہ غیر کی امامت نہ کروائے، پس وہ صحیح ادائیگی کرنے والے کے حق میں اسی کی طرح ہوگا اس آیت میں جس سے عاجز ہے، اور جب مذکورہ شخص کو ایسے آدمی کی اقتدا ممکن ہو جو صحیح ادا کر سکتا ہے، تو اس کی تنہا نماز نہ ہوگی، اور اگر وہ ایسی آیت پر قادر ہے جس میں مذکورہ حرف نہیں تو اس حرف والی آیت پڑھنے کی وجہ سے نماز نہ ہوگی کیونکہ اس حرف کا درست پڑھنا نماز کے لئے ضروری تھا جب وہ تقاضا معدوم ہے تو نماز کا وجود بھی نہ ہوگا۔ تو تلو اور اس جیسے شخص کے لئے یہی حکم ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ت)

ولوالحیہ میں ہے:

ان کان یسکنہ ان یتخذ من القرآن	اگر تو تلو کے لئے قرآن مجید کے دیگر مقامات سے

¹ صغیری شرح منیہ المصلی فصل فی زیۃ القاری مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۳۹² صغیری شرح منیہ المصلی فصل فی زیۃ القاری مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵۰

آیات کا پڑھنا ممکن ہو جن میں ایسے حروف نہیں تو وہ انھیں پڑھ لے ماسوا فاتحہ کے، کیونکہ اس کی قرأت نماز میں ترک نہیں کی جاسکتی انتھی۔ میں کہتا ہوں یہاں فاتحہ کا استثناء اس لئے ہے کہ اس کی رکنیت میں اختلاف ہے پس مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ اسے فرض کی ابتدائی دو رکعتوں کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہے حتیٰ کہ اگر آخری دو رکعتوں میں پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آیات ليس فيها تلك الحروف يتخذ الا فاتحة الكتاب فانه لا يدع قرأتها في الصلوة¹ انتھی اقول ولا منشأ لاستثناء الفاتحة الا الاختلاف في ركنيتها فيترأى لي تقييد ذلك في المكتوبات بالاوليين حتى لو قرأ في الاخيرين فسدت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۷:

از سہرام مرسلہ مولوی محمد نور صاحب ولایتی

۱۳۰۹ھ

خلاصہ فتویٰ مرسلہ مولوی صاحب مذکور کہ بہر تصدیق نزد فقیر آمدہ

ماہرین شریعت پر پوشیدہ نہ رہے کہ ضاد کا مشتبه الصوت ہونا ساتھ ظائے معجمہ کے جملہ کتب تفسیر و فقہ و صرف و تجوید سے ثابت ہے کہ بخلاف دال کے ضاد اور دال میں سات صفتوں کا فرق ہے اور قاعدہ کلیہ جملہ کتب فقہیہ کا یہ ہے کہ جن دونوں حرفوں میں فرق آسانی ممکن ہے اُس کے بدل جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے اور اگر فرق دو حروف میں مشکل ہے تو اکثر کا مذہب یہ ہے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی مذہب متاخرین کا معتدل و پسندیدہ ہے اور مذہب متقدمین کا یہ ہے کہ ضاد کے ظاء پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہوتی ہے پس لفظ ولا الضالین کی جگہ دالین پڑھنے سے سب کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہے اور ظاء پڑھنے سے اکثر کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی، اور اسی پر فتویٰ ہے، حاصل یہ کہ جس شخص سے مخرج ضاد کا نہ آوے وہ ظاء پڑھے ہذا هو الحق والصواب تو مسلمانوں کو چاہئے کہ بہت جلد اس کے عامل ہو جائیں واللہ اعلم بالصواب فی الواقع بمذہب مختار جمہور ضاد کی ظاء پڑھے یا ذال نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی

الجواب:

اللهم هداية الحق والصواب بسم الله الرحمن الرحيم

اس قدر تجوید جس کے باعث حروف کو حرف سے امتیاز اور تلبیس و تبدیل سے احتراز حاصل ہو و واجبات عینیہ و اہم مہمات دینیہ سے ہے آدمی پر تصحیح مخرج میں سعی تام اور ہر حرف میں اُس کے مخرج سے ٹھیک ادا کرنے کا۔

قصد و اہتمام لازم کہ قرآن مطابق ما نزل اللہ تعالیٰ پڑھے، نہ معاذ اللہ مہانت و بے پروائی کہ آجکل کے عوام بلکہ یہاں کے کثیر بلکہ اکثر خواص نے اپنا شعار کر لیا، فقیر نے بگوش خود بعض مولوی صاحبوں کو پڑھتے سنا قل ھو اللہ اھد حالانکہ نہ ہرگز اللہ الاحد نے اھد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اھد پہنچایا نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھد پڑھایا، پھر اسے قرآن کیونکر کہا جائے فنا للہ وانا الیہ راجعون حاشا فتویٰ متاخرین پروانہ بے پروائی نہیں، باوصف قدرتِ تعلیم تعلم نہ کرنا اور براہ سہل انگاری غلط خوانی قرآن پر مصر و متمادی رہنا کون جائز رکھے گا، اتقان شریف میں ہے۔

من المهمات تجويد القرآن وهو اعطاء الحروف حقوقها ورد الحرف الى مخرجه واصله ولا شك ان الامة كما هم متعبدون بفهم معاني القرآن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقاة عن ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية وقد عد العلماء القراءة بغير تجويد لحناً¹۔	اہم چیزوں میں سے تجوید قرآن سیکھنا بھی ہے اور تجوید حروف کو ان کے حقوق دینا اور ان کو ان کے اصل اور مخرج کی طرف لوٹانا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں جس طرح امت مسمیہ معانی قرآن کے فہم اور اسکی حدود کے قیام کو عبادت جانتے ہیں اسی طرح اس کے الفاظ کی تصحیح اور اس کے حروف کی اس صفت جو ائمہ قراء سے منقول ہے پر ادائیگی کو بھی عبادت جانتے ہیں اور ان قراء کی قرأت کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے، اور علماء نے تجوید کے بغیر قرآن پڑھنے کو غلط پڑھنا قرار دیا ہے (ت)

اس احسن الفتاویٰ فتاویٰ بزاریہ وغیرہ میں ہے: ان اللحن حرام بلا خلاف² غلط پڑھنا بالاجماع حرام ہے۔ ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ہوتا ہو تو اس کی تصحیح و تعلم میں اس پر کوشش واجب بلکہ بہت علماء نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ عمر بھر روز و شب ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں:

يجب عليه بذل الجهد دائماً في تصحيح لسانه ولا يعذر	غلط لفظ کی تصحیح کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا ضروری ہے ترک کی صورت میں معذور نہیں

¹ الاتقان فی علوم القرآن الفصل الثانی من المهمات تجويد القرآن مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۰

² فتاویٰ بزاریہ علی حاشیہ الفتاویٰ الہندیہ الثانی فی العبادات من کتاب الکراہیۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۶/۳۵۳

فی ترکہ ^۱ ۔	سمجھا جائے گا (یعنی اس میں جہد کو ترک کرنا قابل قبول نہیں (ت)

قہستانی و طحاوی وغیرہا میں ہے:

قوله دائماً ای أناء الليل واطراف النهار ^۲ ۔	دائماً سے رات کا کچھ حصہ اور دن کے اطراف مراد ہیں۔ (ت)

اسی طرح اور کتب کثیرہ میں ہے، تو کیونکر جائز کہ جہد و سعی بالائے طاق سرے سے حرف منزل فی القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عملاً اسے متروک و مجبور، اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ بعد اسکے کہ عرش تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن اسم نظم و معنی جمیعاً بلکہ اسم نظم من حیث الارشاد الی المعنی ہے اور نظم نام حروف علی ہذا الترتیب المعروف اور حروف باہم متباین اور تبدیل جز قطعاً مستلزم تبدیل کل کہ مؤلف من مبائن یقیناً غیر مؤلف من مبائن آخر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل عمدی اور تحریف کلام اللہ میں کتنا تفاوت مانا جائے گا۔ لاجرم امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضلی و امام برہان الدین محمود بن الصدر السعید وغیرہما اجلہ کرام نے تو یہاں تک حکم دیا کہ جو قرآن عظیم میں عمداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔

اقول: ولا حاجة الى استثناء (وما هو على الغيب بضنين) فان ههنا ليس مقام الضاد خاصة بل مقامهما جميعاً لان اللفظ قرئ بهما في القرآن فكان مثل صراط وسراط وبسطة وبسطة ويبسط ويبسط ومصيطر ومصيطر الى اشباه ذلك بخلاف ضالين وظالين وسجیل وصجیل فانه تبدیل۔	میں کہتا ہوں "وما هو على الغيب بضنين" کے استثناء کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر ضاد کی جگہ ظاء کو رکھنا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مقام ضاد کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دونوں کا مقام ہے کیونکہ قرآن میں یہ لفظ دونوں قراتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ ان الفاظ کی طرح ہے۔ صراط اور سراط، بسط اور بسط، مصيطر اور مصيطر، اور ان کی طرح کے دوسرے الفاظ بخلاف ضالین کی جگہ ظالین اور سجیل کی جگہ صحیل کے کیونکہ یہاں تبدیلی ہے۔ (ت)

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی زیۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۳

نوٹ: غنیۃ کی عبارت جو مجھے ملی ہے وہ اس طرح ہے: یجب علیہم الجہد دائماً و صلوا یتقوا جائزۃ ماداموا علی الجہد۔ اور اس سے کچھ قبل یہ الفاظ ہیں: یعنی ان بجتہد ولا یغدر فی ذلک الخ۔ البتہ صغیری شرح منیۃ المصلی مطبوعہ دہلی بیعہ یہی الفاظ متن ص ۲۵۰ پر موجود ہیں۔ نذیر احمد سعیدی

^۲ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۵۱

امام فضلی سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے ضاد کی جگہ ظاء یا اس کے بالعکس پڑھا تو انہوں نے (جواب میں) فرمایا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں، اور اگر ایسا عمداً کرے تو کافر ہوگا۔ (ت)	سئل الامام الفضلی عن یقرأ الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة او علی العکس فقال لا تجوز امامتہ ولو تعدد یکفر ¹ ۔

منح الروض میں ہے: کون تعددہ کفر الا کلام فیہ² (ایسا عمداً کرنا کفر ہے اس میں کسی کو کلام نہیں الخ۔ ت)
پس جزاً لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل من عند اللہ ہی کی ادا کا قصد کریں اُسی کے مخرج سے اسے نکالنا چاہیں پھر بوجہ
عسر حرف و قصور لسان اگر غلط ادا ہو تو مثل ض میں کہ عسر الحروف ہے۔ تیسیر اعلیٰ الایۃ فتویٰ بعض متاخرین پر عمل کر کے صحت
نماز کا حکم دینا معیوب نہیں بلکہ محبوب ہے کہ شارع علیہ السلام کو یسر و آسانی مطلوب و مرغوب ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آسانی پیدا کرو، مشکل و تنگی پیدا نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت نہ پھیلاؤ۔ اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)	قال المولیٰ سبحانه وتعالیٰ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ³ وقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا ⁴ اخرجه الائمة احمد و الشيخان عن انس بن مالك رضى الله تعالى عنه۔

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی

¹ منح الروض شرح فقہ اکبر لہذا علی قاری فصل فی القراءۃ والصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۷۷

² منح الروض شرح فقہ اکبر لہذا علی قاری فصل فی القراءۃ والصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۷۷

³ القرآن ۱۸۵/۲

⁴ صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسر واولا تعسروا الخ مطبوعہ اصح المطابع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۹۰۴

کہ جو خلاف قصد ہے اختیاری نہیں اور جو اختیاری نہیں اس پر حکم جاری نہیں اور اگر اپنی طرف سے خاص ارادہ احد الاعلاط کا حکم دیجئے تو یہ وہی قیاس غلط ہے کہ یقیناً ممنوع والہذا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے عبارت تاتار خانیہ:

اذالم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربه الا ان فیہ بلوی العامة کالذال مکان الضاد والزاء المحض مکان الذال والطاء مکان الضاد ولا تفسد عند بعض المشائخ اه	جب دو حروف کے درمیان اتحاد مخرج اور قرب مخرج نہ ہو مگر اس صورت میں جب عموم بلوی ہو مثلاً ذال ضاد کی جگہ اور زال ذال کی جگہ اور طاء ضاد کی جگہ پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

نقل کر کے فرمایا

قلت فینبغی علی هذا عدم الفساد فی ابدال الثاء سینا والقاف همزة کما هو لغة عوام زماننا فانهم لا یبیزون بینهما ویصعب علیهم جدا کالذال مع الزاء ولا سیما علی قول القاضی ابی عاصم وقول الصفار وهذا کله قول المتأخرین و قد علمت انه اوسع وان قول المتقدمین احوط قال فی شرح المنیة وهو الذی صححه المحققون وفرعوا علیه فاعمل بماتختار والاحتیاط اولی سیما فی امر الصلوة التی هی اول ما یحاسب العبد علیها ¹ ۔	میں کہتا ہوں اس کے مطابق ان صورتوں میں فساد نہیں ہونا چاہئے جبکہ کوئی شخص ثاء کی سین، قاف کی جگہ ہمزہ پڑھے جیسا کہ ہمارے دور کے عوام کی زبان ہے وہ ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتے اور یہ ان پر نہایت دشوار ہے جیسا کہ ذال اور زال میں فرق کرنا خصوصاً قاضی ابو عاصم اور صفار کے قول پر، اور یہ تمام متأخرین کا قول ہے اور آپ جان چکے کہ اس میں کافی وسعت ہے اور متقدمین کا قول احوط ہے، شرح منیہ میں فرمایا اسی کو محققین نے صحیح کہا اور اسی پر انہوں نے تفریع بٹھائی پس مختار پر عمل کرو، اور احتیاط اولیٰ ہے خصوصاً نماز کے معاملات میں کیونکہ بندے سے اسی کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا (ت)

اس تحقیق ائق سے ظاہر ہوا کہ تعدد نماز کا جائز نہ دُواد کا کہ نہ وہ ظاہر نہ دال مفتوح اور بعد قصد و ارادہ حرف صحیح و استعمال
مخرج معین، براہ غلط جو کچھ ادا ہو تیسیراً صحت نماز پر فتویٰ لتعسر

¹ رد المحتار مطلب مسائل زہد القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/ ۴۶۸

المرمی و تکثر البلوی هذا ما عندی فلتنظر نفس ما ذاتری (کیونکہ ادائیگی مشکل اور استعمال زیادہ ہے یہ میری رائے ہے پس تمہاری رائے اس میں کیا ہے اس پر خود غور و خوض کرو۔ ت) ہندیہ و خزانۃ الاکمل میں ہے:

ان جرى على لسانه او لا يعرف التميز لا تفسد هو المختار ¹ ۔	اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا امتیاز کی معرفت نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی یہی مختار ہے۔ (ت)

وجیز کردری میں ہے:

هو اعدل الاقاويل وهو المختار ² ۔ واللہ سبخنہ وتعالی اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم عز شانہ احکم۔	یہ سب سے معتدل قول ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت) اور اللہ سبحانہ تعالیٰ سب سے بہتر جاننے والا ہے اس کا علم سب سے کامل اور اسکی شانِ حاکمیت سب سے اعلیٰ و مستحکم ہے (ت)

مسئلہ نمبر ۴۵۸: مرسلہ جناب نواب مولوی سید سلطان احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ازربلی ۳ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

چہ مے فرمائند علمائے کرام دریں مسئلہ کہ در صور ذیل حکم نماز چیست عام از انکہ فرض بود یا نفل کہ در ہر رکعت ہماں سورت تکرار کردن۔	درج مسائل نماز میں علماء کرام کی کیا رائے ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل کہ ہر رکعت میں ایک سورت کا تکرار کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

بے ضرورت در فرائض مکروہ تنزیہی است پس نشاید در اولی قرات ناس را تعدد کردن تا حاجت تکرار نیفتند اما اگر خواند بسو یا عمد ناچار در ثانیہ تیرہوں باید خواند کہ قرات معکوسہ سخت تراز تکرار است بخلاف ختم کنندہ قرآن عظیم کہ اور اباید در رکعت اولی تا ناس خواندن و در ثانیہ از	بغیر ضرورت فرائض میں مکروہ تنزیہی ہے، پس پہلی رکعت میں سورۃ الناس عمدًا نہیں پڑھنی چاہئے تاکہ تکرار کی ضرورت نہ پڑ جائے اگر سہوً یا عمدًا پڑھ چکا تو اب دوسری رکعت میں وہی سورت یعنی سورۃ الناس دوبارہ پڑھے، کیونکہ ترتیب بدل کر پڑھنا تکرار سے بھی سخت ہے بخلاف

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی زیۃ القاری نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۷۹

² فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الفتاویٰ الہندیہ الثانی عشر فی زیۃ القاری نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳/ ۴۲

ختم قرآن کی صورت کے کہ اس میں پہلی رکعت میں سورۃ الناس تک پڑھنا اور دوسری رکعت میں الم تا مفلحون پڑھنا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل کیا ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: منزل میں اُترنے والا اور کوچ کرینوالا (یعنی جو شخص قرآن شریف ختم کرے فوراً شروع کرے اور یوں ہی کرتا رہے) جیسا کہ نہر اور ردالمحتار میں ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ ختم قرآن کی صورت میں یہ عکس اور ترتیب کا بدلنا نہیں بلکہ قرآن کو نئے سرے سے شروع کرنا ہے جیسا کہ لفظ حال و مرتحل بھی اسی پر دلیل ہے فافہم واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

الم تا مفلحون لحديث الحال المرتحل كذا في النهر ورد المختار قول: وانچه مراد اينست كه بحالت ختم قرآن مجيد ايس خود نكس و عكس نيست بلكه از سر گفتن باشد چنانكه لفظ حال و مرتحل نیز برآں دليل است فافهم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۵۹: در یک رکعت چند سورت خواند (ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟)۔ (ت)

الجواب:

فرائض کی ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں نہیں پڑھنی چاہئیں اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو کراہت نہیں بشرطیکہ وہ سورتیں متصل ہوں، اگر کوئی متفرق سورتیں کسی ایک رکعت میں جمع کرتا ہے تو اس میں کراہت ہے۔ جیسا کہ غنیۃ میں اور پھر ردالمحتار میں ہے میں کہتا ہوں امام ہونے کی صورت میں ایک اور شرط بھی ہے وہ یہ کہ مقتدی اسے بوجھ محسوس نہ کرے ورنہ کراہت تحریمی ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

دو رکعت زیادہ بریک سورت خواندن در فرائض نباید اما اگر کند مکروه نباشد بشرط اتصال سورت و اگر سورت متفرقه در رکعت جمع کند مکروه باشد کما فی الغنیۃ ثم ردالمختار قول و بحالت امامت شرطے دیگر نیز است و آن عدم تشقیل بر مقتدی ورنہ کراہت تحریمی است۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۶۰: یک سورت فرو گزاشته خواندن (ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا کیسا ہے؟)۔ (ت)

الجواب:

اگر متروکہ سورت اتنی لمبی ہے کہ اس کی قرات سے دوسری رکعت پہلی رکعت سے طویل ہو جائے گی تو

سورت متروکہ اگر مدید است کہ بر تقدیر قرائتش در ثانیۃ اطالت ثانیۃ بر اولی لازم آید پس ازاں گزشتہ

¹ الجامع الترمذی ابواب القراءۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸/۲

ایسی سورت کو ترک کر کے تیسری سورت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً پہلی رکعت میں سورہ والتین اور دوسری رکعت میں سورہ قدر پڑھے اور اگر ایسی صورت نہیں تو فرائض میں ایسا کرنا مکروہ ہے جیسا کہ سورہ نصر اور سورہ اخلاص کا پڑھنا اور اگر درمیان میں دو سورتیں ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سورہ نصر اور سورہ فلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سورت ثالثہ خواندن باکے ندارد چنانکہ در اولی والتین و در ثانیہ قدر ورنہ در فرائض مکروہ چنانچہ نصر و اخلاص و اگر دو سورت در میان باشد مضائقہ نے ہجو نصر و فلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۶۱: در یک رکعت یک سورت یا یک رکعت یک آیت چند بار خواندن (ایک رکعت میں کسی سورت یا آیت کا تکرار کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟۔ ت)

الجواب:

جب فرائض کی دو رکعتوں میں ایک سورت کا تکرار یا ایک رکعت میں دو سورتوں کا مناسب نہیں تو ایک رکعت میں ایک سورت کا تکرار بطریق اولیٰ مناسب نہ ہوگا، اسی طرح کسی مخصوص آیت کا تکرار دوسری رکعت کے پہلی رکعت کے طویل ہونے کی وجہ بن سکتا ہے، اور یہ تمام باتیں فرائض کے بارے میں منقول ماثور کے خلاف ہیں لیکن اس کو مکروہ تحریمی قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ماسوائے پہلی ۲ دورکعات میں قرأت سورت سے پہلے کل سورہ فاتحہ یا اکثر کا اعادہ کرنا کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ سورت ملانا واجب تھا، اعادہ کی صورت میں وہ فوت ہو جاتا ہے، پس اگر کسی شخص نے عمداً ایسا کیا تو اعادہ نماز کرے اور اگر سہواً کیا تو سجدہ سہو ہوگا، بخلاف آخری دو رکعت میں سورہ فاتحہ کے تکرار کے۔ میں کہتا ہوں کیونکہ ان میں ضم سورت واجب نہیں یا ضم سورت کے بعد پہلی دو رکعات میں، کیونکہ

چوں تکرار یک سورت در دو رکعت و دو سورت در یک رکعت ہر دو در فرائض نا جائزہ بود تکرار یک سورت در یک رکعت اولیٰ نا جائزگی باشد و ہمچنان تکرار آیت خلاصہ موجب اطالت ثانیہ بر اولیٰ باشد و کل ذلک خلاف الماثور المتوارث فی الفرائض فاما کراہت تحریم را وجہ نیست جز در فاتحہ کہ در رکعتین اولین پیش از قرأت سورۃ اعادہ کل یا اکثر او کند اقول: تنفیذ واجب الضم پس اگر عامداً است اعادہ کند و اگر سہا ہی است سجدہ سہو بخلاف تکرار فاتحہ در آخرین اقول لعدم الضم فیہما یا بعد سورت در اولین اقول لحصول الضم من قبل ولا یجب الركوع اثر السورۃ بل کلمات لا من القرآن کان لہ ان یتلوہ اقول: واز صورت تشیل بر مقتدی غافل نباید بود کہ ہجو سور زائد بر قدر مسنون است پس اگر گرانی آرد مطلقاً ناجائز و مکروہ تحریمی باشد و اس حکم عام است مرفریضہ و نافلہ ہمہ را پس ہر جائز

صورت جواز مستثنیٰ بایدش فہمید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ضم سورت (واجب) پہلے حاصل ہو چکا اور سورت کے بعد رکوع فوراً واجب نہیں ہوتا بلکہ جب تک نمازی تلاوت کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں مقتدی پر بوجھ ہونے کی صورت سے غافل نہیں ہو جانا چاہئے کیونکہ مثلاً قدر مسنون قرأت سے زائد پر اگر نمازی بوجھ محسوس کرتا ہے تو ایسی صورت مطلقاً ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے اور یہ حکم ہر مقام پر ہوگا خواہ نماز فرض ہو یا نفل، البتہ ہر جاسورت جواز کو مستثنیٰ سمجھ لینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۳۶۲:

طویل سورت سے مختلف رکعات میں متفرق آیات پڑھنا کیسا ہے؟ مثلاً پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری میں امن الرسول۔

ازیک سورۃ طویلہ آیات متفرقہ در رکعات خواندن مثلاً دراولی آیت الکرسی ودرثانیہ امن الرسول

الجواب:

یہ قرأت دو رکعت میں بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ دونوں قرأت کے درمیان دو آیات سے کم مقدار نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ بغیر ضرورت ایسا بھی نہ کرے کیونکہ بعض آیات سے اعراض کا وہم ہوگا العیاذ باللہ تعالیٰ، اگر یہ فاصلہ ایک آیت کی مقدار ہو یا ایک رکعت کی مقدار ہو یا ایک ہی رکعت میں بغیر ضرورت کے ایسا کرے تو مکروہ ہے اگرچہ فاصلہ متعدد آیات کا ہو۔ اقول (میں کہتا ہوں) میں یہ سمجھتا ہوں اس معاملہ میں نوافل، فرائض کے مخالف نہیں کیونکہ فتح القدیر میں ہے: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا جب تو کوئی سورۃ شروع کرے تو اسے مکمل کر، آپ نے یہ اس وقت فرمایا جب انھیں تہجد میں ایک سورت سے دوسری سورت کی طرف منتقل ہوتے ہوئے سنا، جیسا کہ

ایں چنین قرأت در دو رکعت جائز است و کراہت ندارد بشرط آنکہ میان ہر دو موضع فصل کم زدو آیت نباشد فاما بہتر آنست کہ بے ضرورت ایں ہم نکند لانه یوہم الاعراض عن البعض والعیاذ باللہ تعالیٰ واگر ہمیں فصل یک آیت است یاد رکعت واحدہ بے ضرورت ارتکاب ایں معنی کرد مکروہ است اگرچہ فصل چندیں آیات باشد اقول: وگمان دارم کہ نفل دریں باب مخالف فرض نباشد لما ذکر فی فتح القدیر من قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ابتدأت بسورۃ فاتمھا علی نحوھا قالہ حین سمعہ ینتقل فی التہجد من سورۃ الی سورۃ^۱ کہا رواہ ابوداؤد وغیرہ فقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هذا کہا کان نہیا عن

^۱ فتح القدیر باب الالۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ ۱/ ۹۹۲

الانتقال من سورة الى سورة كذلك افاد النهي عن الانتقال من آية الى اخرى ايضاً بالاولى ولكن لي فيه كلام سيأتي والله تعالى اعلم۔

ابوداؤد وغیرہ نے اسکو روایت کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی جس طرح ایک سورت سے دوسری سورت کی طرف منتقل ہونے سے منع پر دال ہے اسی طرح ایک آیت سے دوسری آیت کی طرف انتقال کے منع ہونے پر بھی بطریق اولیٰ دال ہے، لیکن اس میں مجھے کلام ہے جو عنقریب آ رہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۴۶۳: سورۃ معکوس خواندن (الٹی سورت پڑھنا کیسا ہے؟۔ ت)

الجواب:

ارادۃً ایسا کرنا ممنوع و ناجائز ہے حدیث میں اس پر سخت وعید ہے اگر یہ سہواً ہوا جیسا کہ پہلی رکعت میں سورہ نصر پڑھی دوسری میں سورہ فلق پڑھنے کا قصد تھا مگر قل اعوذ کی جگہ زبان پر قل یا ایہا الکافرون جاری ہو گیا، ایسی صورت میں سورہ کافرون مکمل کر لے، اسے چھوڑ کر دوسری طرف نہ جائے، کیونکہ بغیر ضرورت کے ترک مکروہ ہے، پس یہ عدم کراہت سے کراہت کی طرف رجوع ہو گا اور وہ اسی طرح ہے جس طرح تم جانتے ہو اب اس معاملہ میں یہ گفتگو رہ گئی کہ کیا نفل میں بھی کرنا مکروہ ہے یا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے اور دُر مختار میں خلاصہ کی اتباع کرتے ہوئے اسے اس کے علاوہ اسی طرح کی چیزیں جو فرائض میں مکروہ ہیں ذکر کر کے فرمایا البتہ ان میں سے کوئی شے بھی نوافل میں مکروہ نہیں، لیکن امام محقق علی الاطلاق نے اظہار کرتے ہوئے کہا مجھے اس کلیہ میں اعتراض ہے۔ علامہ حلبی محشی نے بھی مذکورہ مسئلہ میں اسی کلیہ پر اعتراض کیا، اور کہا کہ الٹی قرات نماز سے باہر جب مکروہ و ممنوع ہے تو نوافل میں کیوں نہ مکروہ ہوگی۔ قول: (میں کہتا ہوں)

بالقصد ناجائز و ممنوع است در حدیث براں تہدید شدید فرمودہ اند و اگر سہواً باشد چنانکہ در اولیٰ نصر خواندہ در ثانیہ قصد فلق داشت کہ بجائے قل اعوذ کلمہ قل یا ہر زبان رفت انگاہ ہمیں سورت کافرون با تمام رساند و نکند ایں را گزاشتہ بسورت دیگر گزشتن بے ضرورت مکروہ اس پس ایں رجوع باشد از عدم کراہت بکراہت و ہونکہ تری سخن گفتگی ماند از آنکہ ایں معنی در نفل ہم مکروہ باشد یا خیر در مختار بتبیعت خلاصہ ایں را و چیزے چند از جنس ایں را کہ در فرائض کراہت داشت ذکر کردہ مبگوید و لا یکرہ فی النفل شیئی من ذلک اما امام محقق حیث اطلق فرمود عندی فی ہذہ الکلیۃ نظر علامہ حلبی محشی در ہم در مسئلہ دائرہ بریں کلیہ معترض آمد کہ قرات منکوس بیرون نماز مکروہ و ممنوع است در نفل چنان مکروہ باشد اقول: و هو حسن ظاہر و ما اجاب عنہ العلامة الطحطاوی واقرة للعلامة الشامي وبالجمله فالاحوط الاحتراز والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدده اتم واحکم۔

یہ ہی بہتر ہے۔ اور علامہ طحاوی نے ان کی طرف سے اسکا جواب نہیں دیا۔ اور علامہ شامی نے اسے ثابت رکھا الغرض اس طرح قرأت سے احتراز ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۴۶۴: کئی ویشی درقرات رکعات کردن (رکعتوں میں قرأت کی کئی بیشی کیسی ہے؟۔ ت)

الجواب:

فرائض کی دوسری رکعت کو پہلی پر لمبا کرنا بالاتفاق مکروہ ہے اور اصح قول کے مطابق نوافل میں بھی مکروہ ہے اس کے برعکس قرأت کرنا نوافل میں کراہت نہیں رکھتا، اور نماز فجر (کی رکعت اولی) میں بھی بالاتفاق اور بالاطلاق جائز ہے یعنی جس طرح بھی طویل کرے کوئی حرج نہیں، تنہائی کی مقدار مستحب ہے اور بعض نصف مقدار تک کا قول بھی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ لمبا کرنا جائز ہونے کے باوجود خلاف اولیٰ ہے۔ فرائض فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں اختلاف ہے۔ امام محمد کے نزدیک ہر مقام پر پہلی رکعت کا لمبا کرنا اولیٰ ہے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما برابری کی طرف گئے ہیں اور فتویٰ بھی مختلف ہے لیکن شیخین کا قول رائج ہونا مناسب لگتا ہے کیونکہ کلام امام، امام کلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اطالت ثانیہ براولے درفرائض مکروہ است بالاتفاق ودرنوافل علی الاصح وکس آں رادر نوافل کراہتے نیست ودر صبح نیز نائز است بالاتفاق والاطلاق یعنی ہرچہ تطویل کند پاک نباشد وبقدر ثلث خود مستحب است و بعضے تا نصف گویند و زیادہ برآں باوصف جواز خلاف اولیٰ است ودر غیر فجر ازفرائض اختلاف است نزد امام محمد ہمہ جا اطالت اولیٰ باید و شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہ تسوید رفتہ اند وفتویٰ مختلف است باید کہ رائج وواجہ قول شیخین باشد فان کلام الامام امام الکلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۶۵: پس سورت اسمائے الہی ضم کرد (سورت کے ساتھ اسمائے الہی کا ملانا کیسا ہے؟۔ ت)

الجواب:

فرائض میں مکروہ ہے اسی طرح آیات ترغیب و ترہیب میں رحمت کا سوال اور عذاب سے پناہ مانگنا بھی مکروہ ہے اور یہ نوافل میں بھی مکروہ ہے کیونکہ ایسے عمل سے نظم نماز میں تبدیلی آجاتی ہے اور جو معمولات کے بارے میں احادیث میں وارد ہے جیسا کہ نماز تسبیح میں ہے ردالمحتار میں کہا اس کے	در فرائض مکروہ ست ہچو سوال واستعاذہ نزد آیات ترغیب و ترہیب ودر نوافل نیز لتغییر نظم الصلوٰۃ وانچہ وارد وثابت باشد کما فی صلوٰۃ وقال فی ردالمحتار والطعن فی ندبہا بان فیہا تغییرونظم الصلوٰۃ انما یتأتی علی ضعف حدیثہا فاذا ارتقی الی درجۃ

الحسن أثبتها وان كان فيها ذلك¹ اه والله تعالى
اعلم

مستحب ہونے پر یہ اعتراض کہ نظم نماز میں تبدیلی کا باعث نہیں
گے تب ہو سکتا ہے جب اس کی حدیث ضعیف ہو، پس جب اس کی
حدیث درجہ حسن پر فائز ہو چکی تو اس کا اثبات ہو گیا اگرچہ اس میں
وہ معمولات ہوں (جو اس نماز میں مذکور ہیں) اه والله تعالى
اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۶۶: ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید کو متولی صاحب اور اہل محلہ نے جو نماز پڑھنے مسجد میں آتے ہیں امام
کیا اور زید حرفوں کو مخارج سے ادا کرتا ہے اب اس میں چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ تم ضاد نہیں پڑھتے بلکہ ضاد کو مشابہ ظاء کے پڑھتے ہو، اور
زید کہتا ہے کہ میں مخارج سے ادا کرتا ہوں اور تم لوگ زبان کو دانتوں سے لگا کر نکالتے ہوئے "د" ہے اور میں داڑھ سے زبان کی نوک
لگا کر نکالتا ہوں وہ "ضاد" ہے اور ایک شخص کبھی نماز پڑھا دیتا ہے وہ ضاد کو مخارج "د" سے ادا کرتا ہے آیا ان میں کس کے پیچھے نماز جائز
ہوگی صاف صاف فرمائیے کلام اللہ و حدیث رسول اللہ سے بینوا تو جروا۔

الجواب:

ظاد اور دُواد محض غلط ہیں اسکا مخرج بھی نہ زبان کو دانتوں سے لگا کر ہے نہ زبان کی نوک داڑھ سے لگا کر بلکہ اس کا مخرج زبان کی
ایک طرف کی کروٹ اُسی طرف کی بالائی داڑھوں سے مل کر درازی کے ساتھ ادا ہونا اور زبان اوپر کو اٹھ کر تالو سے ملنا اور ادا
میں سختی و قوت ہونا ہے اس کا مخرج سیکھنا مثل تمام حرفوں کے ضروری ہے، جو شخص مخرج سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا
استعمال کرے اور ظ یا د کا قصد نہ کرے بلکہ اسی حرف کا حق جو عزوجل کی طرف سے اُترا ہے پھر جو کچھ نکلے بوجہ آسانی صحت نماز
پر فتویٰ دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۶۷: کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں ضاد کو مشتبہ بظاء پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی
یا نہیں؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اللهم هداية الحق والصواب

یہ حرف دشوار ترین حرف ہے اور اس کی ادا خصوصاً عجم پر کہ اُن کی زبان کا حرف نہیں، سخت مشکل،

¹ رد المحتار مطلب فی صلوة التسبیح مطبوعہ مصطفیٰ البابی ۵۰۸/۱

مسلمانوں پر لازم کہ اُس کا مخرج صحیح سے ادا کرنا سیکھیں اور کوشش کریں کہ ٹھیک ادا ہو اپنی طرف سے نہ ظاد کا قصد کریں نہ دواد کا دونوں محض غلط ہیں اور جب اس نے حسبِ وسعِ وطاقت جہد کیا اور حرف صحیح ادا کرنے کا قصد کیا پھر کچھ نکلے اس پر مواخذہ نہیں لایکُفَّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا¹۔ (اللہ تعالیٰ کسی ذی نفس کو اسکی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا۔ ت) خصوصاً ظاء سے اس حرف کا جُدا کرنا تو سخت مشکل ہے پھر ایسی جگہ ان سخت حکموں کی گنجائش نہیں تکفیر ایک امرِ عظیم ہے۔ لا یخرج الانسان من الاسلام الا حُجُود ما ادخله فيه (انسان کو اسلام سے خارج نہیں کرتی مگر جب اس چیز کا انکار کرے جو اسے دین میں داخل کرتی ہے (ت)۔ اور جمہور متاخرین کے نزدیک فساد نماز کا بھی حکم نہیں۔

ردالمحتار میں ہے اگر ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر خطا کرے تو ان دو کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن ہو جیسا صاد اور ظاء کے درمیان تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امتیاز کرنے میں مشقت ہو مثلاً ظاء اور ضاد، تو اکثر علماء کی رائے یہی ہے عموم بلوی کے پیش نظر نماز فاسد نہ ہوگی اھ ملخصاً۔ اور در مختار میں ہے مگر جن حروف میں امتیاز مشکل ہو جیسے ضاد اور ظاء تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)	فی رد المحتار ان كان الخطأ بأبدال حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بلا كلفة كالصاد مع الطاء فاتفقوا على انه مفسد و ان لم يكن الا بمشقة كالظاء مع الضاد فاکثرهم على عدم الفساد لعموم البلوی²۔ اھ ملخصاً۔ وفي الدر المختار الاما يشق تميزه كالضاد والظاء فاکثرهم لم يفسدھا³۔

اور ائمہ متقدمین بھی علی الاطلاق حکم فساد نہیں دیتے عجب کی بات ہے کہ ابنائے زمانہ ان باتوں میں بے طور جھگڑتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں حالانکہ اصول ایمان و امہات عقائد میں جو فتنے طوائف جدید ملار ہیں ہے ان سے کام نہیں رکھتے اور لطف یہ ہے کہ وہ جہاں جن سے سہل حرف بھی ٹھیک ادا نہیں ہوتے ضاد اور دواد پر کٹے مرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی معاند بد باطن بقصد تغیر کلام اللہ و تبدیل وحی منزل من اللہ اس حرف خواہ کسی حرف کو بدلے گا تو وہ بے شک اپنے اس قصد خبیث کے سبب حکم کفر کا مستحق ہوگا۔ اس میں ظاد و دواد

¹ القرآن ۲۸۶/۲

² ردالمحتار مطلب مسائل زینہ القاری مصطفیٰ البانی مصر ۴۶۶/۱

³ در مختار، باب ما یفسد الصلوۃ الخ، مجتبائی دہلی، ۹۱/۱

وسین سادسب برابر ہیں وھذاھو محمل التعمد المذکور فی کلام الامام الفضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (امام فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں مذکور تعمد کا محمل یہی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۶۸: ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مغرب میں رکوع لقمہ صدق اللہ رسولہ پڑھ رہا تھا جب فی الانجیل تک پڑھ لیا آیت پارہ ۲۲ متشابہ لگا اُس کے بعد یہ آیت انما یرید اللہ لیزھب تک پڑھی پھر جب یاد آیا اسے چھوڑ کر مقام اصل سے شروع کیا اور نماز ختم کی اور سجدہ سہونہ کیا اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نماز ہو گئی اور سجدہ سہو کی بھی حاجت نہ تھی اگر بقدر ادائے رکن سوچنا نہ رہا ہو، ہاں اگر بھولا اور سوچنے میں اتنی دیر خاموش رہا جس میں کوئی رکن نماز کا ادا ہو سکتا ہے تو سجدہ سہو لازم آیا کما فی الدر المختار وغیدہا^۱ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) اگر نہ کیا تو نماز جب بھی ہو گئی مگر ناقص ہوئی پھر نا واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۶۹: ۶ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام جب نماز میں کھڑا ہو کر قرات شروع کرے اگر اس وقت بغیر یعنی قرات بند ہونے کی وجہ گلا صاف کرنے کے لئے کھانسا تو نماز جائز ہو جائے گی۔ عمرو کہتا ہے نہیں کہ نہیں خواہ کسی حالت میں ہو یا عذر یا بلا عذر اگر پے در پے تین مرتبہ کھانسا تو نماز باطل ہو جائے گی، اس مسئلہ میں کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

صورت مذکورہ میں نماز میں اصلاً کوئی خلل نہ آیا کھانسنے کا نہ جبکہ بغیر یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہر گز مفسد نماز نہیں۔

فی الدر المختار فی المفسدات (والتنحیح بلا عذر) اما بہ بان نشأمن طبعہ فلا (او) بلا (غرض صحیح) فلو لتحسین	در مختار وغیرہ کے باب نماز کے مفسدات میں ہے (اور بغیر عذر کے کھانسنے) ہاں اگر عذر کی بنا پر ہو مثلاً طباً ایسا ہوا تو فاسد نہیں (یا) بغیر (غرض صحیح کے ہو)

^۱ در مختار باب سجود السو مطبوعہ مجتہائی دہلی ۱۰۲/۱

صوتہ او لیہتدی امامہ او الاعلامہ انه فی الصلاة فلا فساد علی الصحیح ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	پس اگر تحسین آواز یا امام کی رہنمائی یا اس اطلاع کے لئے کھانسا کہ وہ نماز میں ہے تو صحیح یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۴۷۰: مرسلہ جناب حافظ مولوی امیر اللہ صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۱۵ھ

بیضاوی مین قرأت بضنین کو بتایا اور ضاد کا مخرج اور غاء کا اس سے محشی اشارہ بتاتا ہے قرأتین واحدہ کی جائیں اس کے متعلق جو
جو حاشیہ یا شرح ہوں ان میں سے یہ بات بتائی جائے کہ کوئی باوجود مخرجین جدا ہونے کے اور استعلا و اطباق میں ایک ہونے کو
مشتبہ الصوت کون کون بتاتا ہے اور اس قضیہ کا کیا حال ہے صرف مشتبہ الصوت مان لینے سے غلواد یا دواو صحیح ہو سکتا ہے
فقہانے دواو مفہم اور غلواد و دواو مستحسن کا صریح حکم کیا بتایا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب: ض وظ قدر مشتبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک کہ تمیز دشوار مگر نہ یہ ظ جو عامہ عوام نکالتے ہیں یہ ذ مفہم جب اپنے
مخرج سے صحیح طور پر رعایت استعلا و اطباق لسان ادا کی جائے گی ضرور مشابہ الصوت بض ہوگی یہاں تک کہ اگر استعلا واقع ہو
ض ہو جائے ذوا نہ مستحسن نہ مستہ جن بلکہ محض غلط اسی طرح دواو اور صحیح غلواد بھی نہیں فقہائے کرام سب کا ایک حکم دیتے
ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز فاسد جیسے معظوب اور معذوب اور بحالت صحت معنی صحیح جیسے ظالین دوالین^۲ کما فی الغنیۃ
وغیرہا (جیسا کہ غنیۃ وغیرہ میں ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۷۱: از شہر کلک ضلع اڑیسہ بخشی بازار مرسلہ شیخ طاہر محمد عثمان

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح متین اس مسئلہ میں کہ آنزیری مجسٹریٹ کی امامت جائز ہے یا نہیں، اور جو تر تیل سے نہ پڑھے
اس کی امامت جائز یا ناجائز اور نیز تر تیل کی حد معلوم ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

تر تیل کی تین حدیں ہیں ہر حد اعلیٰ میں اسکے بعد کی حد ماخوذ و ملحوظ ہے۔

حد اول: یہ کہ قرآن عظیم ٹھہر ٹھہر کر آہستگی تلاوت کرے کہ سامع چاہے تو ہر کلمے کو جدا جدا گن سکے

^۱ دُر مختار، باب ما یفسد الصلوٰۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۸۹/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح نینۃ الصلی فصل فی زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۶

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ورتلناہ ترتیلا یعنی ہم نے اسے بندوں کی ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں پر پڑھیں ٹھہر ٹھہر کر اور ہم نے اسے تدریجاً نازل فرمایا۔ (ت)	کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلاً¹ اِیٰ اَنْزَلْنَاهُ نَجْمًا نَّجْمًا عَلٰی حَسْبِ مَا تَجَدَّدَتْ اِلَيْهِ حَاجَاتُ الْعِبَادِ وَمِثْلُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَقُرْاٰنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مَكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيْلًا²۔

الفاظ بہ تفخیم ادا ہوں حروف کو ان کی صفات شدت و جہر و امثالہا کے حقوق پورے دے جائیں اظہار و اخفا و تفخیم و ترقیق وغیرہا محسنات کا لحاظ رکھا جائے یہ مسنون ہے اور اسکا ترک مکروہ و ناپسند اور اسکا اہتمام فرائض و واجبات میں تراویح اور تراویح میں نفل مطلق سے زیادہ جلالین میں ہے: رتل القرآن تثبت فی تلاوتہ³ (رتل القرآن کا معنی قرآن کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا ہے۔ ت) کمالین میں ہے:

ای تان واقراً علی تؤدة من غیر تعجل بحیث یتمكن السامع من عداياته وکلماته⁴۔	یعنی قرآن مجید کو اس طرح آہستہ اور ٹھہر کر پڑھو کہ سننے والا اس کی آیات والفاظ گن سکے۔ (ت)

اتقان امام سیوطی میں برہان امام زرکشی سے ہے:

کمال الترتیل تفخیم الفاظ والابانة عن حروفه وان لا یدغم حرف فی حرف وقیل هذا اقله⁵۔	کمال ترتیل یہ ہے الفاظ میں تفخیم (حرف کو پُر کر کے پڑھنا) اور حروف کو جدا جدا کر کے پڑھا جائے، ایک حرف کو دوسرے حرف سے نہ ملایا جائے۔ بعض نے کہا یہ ترتیل کا کم درجہ ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

یسن الترتیل فی قرأة القرآن قال اللہ تعالیٰ	قررت قرآن میں ترتیل سنت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا

¹ القرآن ۳۲/۲۵

² القرآن ۱۰۶/۷۱

³ تفسیر جلالین زیر آیہ رتل القرآن الخ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۷۶/۲

⁴ کمالین علی حاشیہ جلالین زیر آیہ مذکورہ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۷۶/۲

⁵ الاتقان فی علوم القرآن، النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ الخ مطبوعہ مجتہبائی دہلی ۱۰۶/۱

وَرَأَيْتُ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ وروی ابو داؤد وغیرہ عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نعتت قرأۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرأۃ مفسرة حرفاً حرفاً¹۔	ارشاد ہے قرآن کو خوب ترتیل کے ساتھ پڑھو، اور ابو داؤد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأۃ کی صفت کے بارے میں یوں بیان کیا ہے کہ آپ اس طرح تلاوت فرماتے کہ قرأت مفسر ہوتی اور ایک ایک حرف جدا جدا معلوم ہوتا تھا الخ (ت)

حدیث میں ہے:

لا تنثروه نثر الدقل ولا تهذوه هذا الشعر قفوا عند عجائبه وحركوه به القلوب ولا يكون هم احدكم آخر السورة²۔	یعنی قرآن کو سُوکھے چھوہاروں کی طرح نہ جھلاؤ (جس طرح ڈالیاں بلانے سے خشک کھجوریں جلد جلد جھڑ پڑتی ہیں اور شعر کی طرح گھاس نہ کاٹو،

عجائب کے پاس ٹھہرتے جاؤ اور اپنے دلوں کو اُس سے تندر سے جنبش دو اور یہ نہ ہو کہ سورت شروع کی تو اب دھیان اسی میں لگا ہے کہیں جلد اسے ختم کریں۔

رواہ ابو بکر الآجری فی کتاب حملہ القرآن وعن طريقه البغوی فی المعالم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله والديلى مثله عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والعسكري في المواعظ من حديث امير المؤمنين على كرم الله تعالى وجهه انه سئل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن قوله وَرَأَيْتُ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ قال فذكره۔	اسے امام ابو بکر آجری نے "کتاب حملۃ القرآن" میں نقل کیا ہے، اور امام بغوی نے معالم میں اسے حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول اور دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا عسکری نے المواعظ میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے حوالے سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ورتل القرآن ترتیلاً کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ الفاظ میں تشریح فرمائی (ت)

¹ الاقان فی علوم القرآن النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوة الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۶۱

² الاقان فی علوم القرآن بحوالہ الاخبار فی حملۃ القرآن فی آداب تلاوة الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۶۱

يقراً في الغرض بالتزئيل حرفاً حرفاً وفي التواويع بين بين وفي النفل ليلا له ان يسرع بعد ان يقرأ كما يفهم ¹ ۔	فرض نماز میں اس طرح تلاوت کرے کہ جدا جدا ہر حرف سمجھ آئے، تراویح میں متوسط طریقہ پر اور رات کے نوافل میں اتنی تیز پڑھ سکتا ہے جسے وہ سمجھ سکے۔ (ت)

اُس کے بیان تراویح میں ہے: ویجتنب ہذرمۃ القراءة²۔ (اور جلدی جلدی قرأت سے اجتناب کرے۔ ت)

دوم: مدوقف ووصل کے ضروریات اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوں کھڑے کھڑے کا لحاظ ہے حروف مذکورہ جن کے قبل نون یا میم ہو ان کے بعد غنہ نہ نکلے انا گنا کو ان کن یا اناں کناں نہ پڑھا جائے با وجیم ساکنین جن کے بعد "ت" ہو شدت ادا کئے جائیں کہ پ اور چ کی آواز نہ دیں جہاں جلدی میں ابتوا اور تجتنبوا کو اپتوا اور تجتنبوا پڑھتے ہیں حروف مطبقہ کا کسرہ ضمہ کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔ جہاں جب صراط و قاطعہ میں ص و ط کے اجتماع میں مثلاً "یستطیعون" "لا تطع" بے خیالی کرنے والوں سے حرف تا بھی مشابہ طا ادا ہوتا ہے بلکہ بعض سے "عتو" میں بھی بوجہ تقخیم عین و ضمہ تا آواز مشابہ طا پیدا ہوتی ہے بالجملہ کوئی حرف و حرکت بے محل دوسرے کی شان اخذ نہ کرے نہ کوئی حرف چھوٹ جائے نہ کوئی اجنبی پیدا ہو نہ محدود و مقصود ہو نہ محدود اسی زیادت اجنبی کے قبیل سے ہے وہ الف جو بعض جہاں "واستبقات" "دعوا اللہ" "وقال الحمد للہ" "ذاقا الشجرة" کے قیاس پر "کلنا الجنة" "قیل ادخلو النار" میں نکالتے ہیں حالانکہ یہ محض فاسد اور زیادت باطل و کاسد و واجب و اجماعی مد متصل ہے منفصل کا ترک جائز و لہذا اس کا نام ہی مد جائز رکھا گیا اور جس حرف مدہ کے بعد سکون لازم ہو جیسے ضالین، اللہ وہاں بھی مد بالاجماع واجب اور جس کے بعد سکون عارض ہو جیسے العالمین، الرحیم، العباد، یوقنون بحالت وقف یا قال الکلہم بحالت ادغام وہاں مد و قصر دونوں جائز، اس قدر ترتیل فرض و واجب ہے اور اس کا ترک گنہگار، مگر فرائض نماز سے نہیں ترک مفسد صلاۃ ہو۔ مدارک التنزیل میں ہے:

وَرَأَيْتُ الْقُرْآنَ تَزَيَّلًا ۝ اِی قَرَأَ عَلٰی تَوَدَّةٍ	قرآن کو آہستہ آہستہ ٹھہر کر پڑھو، اس کا معنی یہ ہے۔

¹ در مختار باب اللہ فصل و بجزر الامام مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی، ۸۰/۱

² در مختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مجتہبی دہلی، ۹۹/۱

ببتبتیین الحرف و حفظ الوقوف و اشباع الحركات ترتیباً ہو تا کید فی ایجاب الامر به و انه لا بد منه للقاری ¹ ۔	کہ اطمینان کے ساتھ حروف جدا جدا، وقف کی حفاظت اور تمام حرکات کی ادائیگی کا خاص خیال رکھنا "ترتیباً" اس مسئلہ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کہ یہ بات تلاوت کرنے والے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

یسد اقل مدقال به القراء والاحرم لتروک الترتیل المامور به شرعاً ² ۔	اسے تھوڑا لمبا کر کے پڑھا جائے قراء کا یہی قول ہے ورنہ مامور بہ ترتیل کی خلاف ورزی ہوگی اور یہ شرعاً حرام ہے ط (ت)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن عظیم پڑھا رہے تھے اس نے انہما الصدقت للفقراء کو بغیر
مد کے پڑھا، فرمایا: ماہکذا اقرأنیہا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں
نہ پڑھایا) عرض کی: آپ کو کیا پڑھایا؟ فرمایا: اِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ³۔ مد کے ساتھ ادا کر کے بتایا رواہ سعید بن منصور
فی سنتة والطبرانی فی الکبیر بسند صحیح (اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن اور طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند
کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت) اتفاق میں ہے:

قد اجمع القراء علی مد نوعی المتصل و ذی الساکن اللازم وان اختلفو مقدارہ واختلفو فی النوعین الاخریین و هما المتفصل وذو الساکن العارض وفي قصرهما ⁴ ۔	تمام قراء مد متصل کی دونوں انواع مد متصل اور ساکن لازم پر متفق ہیں اگرچہ ان کی مقدار میں انھوں نے اختلاف کیا ہے مد کی آخری دو انواع میں اور مد منفصل اور ساکن عارض میں اور ان دونوں کی قصر میں بھی اختلاف ہے۔ (ت)

¹ تفسیر مدارک التنزیل المعروف بتفسیر سورة مزمل زیر آیت ورتل القرآن الخ دار الکتب العربیہ بیروت، ۳۰۳/۴

² ردالمحتار فصل فی القراء مطبوعہ مصطفیٰ البانی، ۴۰۰/۱

³ الاتفاق فی علوم القرآن النوع الثانی والثلاثون الخ ۹۶/۱

⁴ الاتفاق فی علوم القرآن بحوالہ سنن سعید بن سعید ابن منصور ۷۹/۱

جب کسی نے غیر وقف کی جگہ وقف کیا یا مقام ابتدا کے غیر سے ابتدا کی تو اگر معنی میں فحش تبدیلی نہیں، مثلاً پڑھنے والے نے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پڑھ کر وقف کیا پھر اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ سے ابتدا کی تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، محیط میں اسی طرح ہے، اسی طرح اگر وصل کی جگہ کے علاوہ میں وصل کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول اصحاب النار پر وقف نہ کیا بلکہ اسے الزین يحملون العرش کے ساتھ ملا لیا نماز فاسد نہ ہوئی لیکن ایسا کرنا سخت ناپسند ہے۔ خلاصہ میں اسی طرح ہے، اور اگر معنی میں فحش تبدیلی ہو مثلاً کسی نے اشهد اللہ انہ لا الہ پر کر کے پڑھا "الاھو" تو ہمارے اکثر علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی بعض کے ہاں فاسد ہو جائے گی اور فتویٰ اسی پر ہے کہ ہر صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی محیط میں اسی طرح ہے۔ (ت)	اذا وقف في غير موضع الوقف او ابتداء في غير موضع الابتداء ان لم يتغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ ان الذين آمنوا وعملوا الصلحت ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجماع بين العلماءنا هكذا في المحيط، وكذا ان وصل في غير موضع الوصل كما لو لم يقف عند قوله اصحاب النار بل وصل بقوله الذين يحملون العرش لا تفسد لكنه قبيح هكذا في الخلاصة وان تغير به المعنى تغيرا فاحشاً نحو ان يقرأ اشهد الله انه لا اله ووقف ثم قال الا هو لا تفسد صلاته عند عامة علماءنا وعند البعض تفسد صلاته والفتوى على عدم الفساد بكل حال هكذا في المحيط¹

جو شخص اس قسم ترتیل کی مخالفت کرے اس کی امامت نہ چاہئے مگر نماز ہو جائے گی اگرچہ بکراہت عالمگیریہ میں ہے:

جو شخص مقامات وقف میں وقف نہیں کرتا بلکہ مقامات وقف کے غیر میں وقف کرتا ہے تو اسے امام نہ بنایا جائے اسی طرح اس کو امام نہ بنایا جائے جو اکثر کھانستار ہوتا ہو۔ (ت)	من يقف في غير مواضعه ولا يقف في مواضعه لا ينبغى له ان يؤم وكذا من يتنحج عند القراءة كثيرا²

¹ فتاویٰ ہندیہ، الفصل الخامس فی زیۃ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۱/۱

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغيرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

سوم: جو حروف و حرکات کی تصحیح، ط، ث، س، ص، ح، ذ، ظ وغیرہا میں تمیز کرے غرض ہر نقص و زیادت و تبدیل سے کہ مفید معنی ہو احترازیہ بھی فرض ہے اور علی التفصیل فرائض نماز سے بھی ہے کہ اسکا ترک مفید نماز ہے جو شخص قادر ہے اور بے خیالی یا بے پروائی یا جلدی کے باعث اسے چھوڑتا ہے یا سیکھے تو آجائے مگر نہیں سیکھتا ہمارے ائمہ کرام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس کی نماز باطل اور اس کی امامت کے بطلان اور اسکے پیچھے اوروں کی نماز فاسد ہونے میں تو کلام ہی نہیں علمائے متاخرین نے بنظر تیسیر جو تو سببیں کیں وہ عند التحقیق صورت لغزش و خطا سے متعلق ہیں کہ صحیح جانتا ہے اور صحیح پڑھ سکتا ہے مگر زبان سے بہک کر غلط ادا ہو گیا نہ کہ معاذ اللہ فتویٰ بے پروائی و اجازت غلط خوانی و ترک تعلم و کوشش، جیسا کہ عوام زمانہ بلکہ اکثر خواص میں بھی وبائے عالمگیر کی طرح پھیلا ہوا ہے اور نہ بھی سہی تو وہ عوام کی نمازیں ہیں نہ کہ غلط خوانوں کو امام بنانے کے لئے وہی علماء جو وہ توسیعات لکھتے ہیں بطلان امامت کی تصریح فرماتے ہیں اور جو قادر ہی نہیں کوشش کرتا ہے محنت کرتا ہے مگر نہیں نکلتا جیسے کچی زبان والے گنوار کہ قاف کو کاف، ذال کو جیم پڑھیں۔ صحیح مذہب میں صحیح خواص کی نماز ان کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی تفصیل اس مسئلہ جلیلہ کی جس سے آج کل نہ صرف عوام بلکہ بہت علماء و مشائخ غافل ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ، کے فتاویٰ میں ہے در مختار میں ہے:

اور غیر توتلے کی اقتداء توتلے کے پیچھے صحیح قول کے مطابق درست نہیں ہے جیسا کہ البحر الرائق میں مجتہبی سے منقول ہے (الشغ بوزن الفعل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرا نکلے مثلاً "ر" کی جگہ "ل" بولے) حلبی اور ابن شحنے نے تنقیح کی ہے کہ توتلا پن رکھنے والا شخص ہمیشہ صحت حروف کے لئے کوشاں رہے، اس کے بعد وہ اُئی کی طرح ہے یعنی وہ اپنے ہم مثل کا امام بن سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح نہ ہوگی جب اسے صحیح پڑھنے والے اقتداء ممکن ہو یا اس نے کوشش ترک کر دی ہو یا بقدر فرض قرات کی وہ

لا یصح اقتداء غیر الا لثغ بہ ای بالالٹغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبی وحرر الحلبی وابن الشحنة انه بعد بذل جہدہ دائماً حتماً کالامی فلا یؤمر الامثلہ ولا تصح صلاتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ او ترک جہدہ او وجد قدر الغرض ماً لالٹغ بہ فیہ هذا هو الصحیح المختار فی حکم الا لٹغ وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف من¹

¹ در مختار، باب اللایۃ، مطبوعہ مجتہبائی دہلی، ۸۵/۱

آیتیں حاصل کر لے جن میں تو تلاپن نہ ہو، تو تلاپن رکھنے والے شخص کے بارے میں یہی صحیح و مختار قول ہے، اسی طرح حکم ہے اس شخص کا جو حروف تہجی میں سے کسی حرف پر صحیح تلفظ کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ (ت) اور جو شخص خلاف شریعتِ مطہرہ کے فیصلہ کرے اُسے امام بنانا جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱﴾ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ فاسق ہیں۔ ت) غنیۃ میں ہے: لو قدموا فاسقاً یا ثمون^۲ (اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ تمام گنہگار ہوں گے۔ ت) اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ

کما حققه المحقق الحلبي في الغنية والعلامة الشرنبلالي في المراقي وفي غيرهما فقد بينا في غير موضع من فتاؤنا وهو فضيلة الذيل فعليه فليكن التعويل والله سبحانه وتعالى اعلم وحكمه جل مجده اتم واحكم	جیسا کہ محقق حلبی نے غنیۃ اور علامہ شرنبلالی نے مراقي میں اس کی تحقیق کی اور ان دونوں کے غیر نے اپنی اپنی کتابوں میں تحقیق کی ہے ہم نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر اسے بیان کیا ہے اور یہی اس کا خلاصہ ہے اور اسی پر اعتماد ہونا چاہئے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وحکمہ جل مجده اتم واحکم (ت)

^۱ القرآن ۴/۵

^۲ غنیۃ المستملی شرح نئیۃ الصلی فصل فی الاملاۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

رسالہ نعم الزاد لروم الضاد (ضاد پڑھنے کا بہترین طریقہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ نمبر ۷۲۷۶۴۲: از ریاست رام پور محلہ کنڈہ متصل مسجد میاں گاماں مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب ۲۴ شوال ۱۳۱۵ھ

چہ مے فرمائند علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ در قراءت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین در چند اشخاص نزاع مے مانند و اکثر رسائل و فتاویٰ دریں باب مختلف ہستند بعضے خواندن ضاد را بدال توارث بین الناس دلیل مے آرند و بعضے برائے تبدیل ظا و زائشابه صورت را دلیل مے گردانند و قاری عبدالرحمان مرحوم پانی پتی در رسائل و فتاویٰ خلاصہ تحقیق بدیں نہج رقم کردہ اند کہ بجائے ضاد دال یا حرف خواندن محض غلط است ہر حرف خصوصاً ضاد را از مخرج خود مع صفاتش ادا کردن برہمہ شخص واجب است دریں ہنگام شور و شغب	علمائے شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے پڑھنے میں کچھ لوگوں کا اختلاف ہے اکثر رسائل و فتاویٰ اس بارے میں مختلف ہیں بعض لوگ توارث بین الناس (معمول) کو دلیل بناتے ہوئے ضاد کو دال کے ساتھ پڑھنے کا کہتے ہیں اور بعض اسے ظا اور زا کے ساتھ تبدیلی کے قائل ہیں اور آواز میں مشابہ ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں قاری عبدالرحمان مرحوم پانی پتی نے کہا کہ رسائل اور فتاویٰ میں اس بارے میں خلاصہ تحقیق یوں بیان کیا گیا ہے کہ ضاد کی جگہ دال یا کوئی

اور حرف پڑھنا محض غلط ہے، ہر حرف خصوصاً ضاد کو اپنے مخرج سے اس کی صفات کے ساتھ ادا کرنا ہر شخص پر لازم ہے، اس معاملہ میں بڑا اختلاف اور شور ہے بعض خواص اور عوام اسے دال پڑھنے پر شرح کبیر سے سند ذکر کرتے ہیں، اس معاملہ میں چند امور سے خلجان واقع ہو رہا ہے ماہرین شریعت اپنے جواب سے انہیں رفع کریں تاکہ حق ثابت ہو اور باطل کا بطلان ہو جائے، اللہ تعالیٰ دارین میں تجھے اجر سے نوازے، ضاد کو دال یا نا پڑھنے کی صورت میں جن امور میں اشتباہ و خلجان واقع ہو رہا ہے وہ علماء سے دریافت طلب ہیں۔ (وہ یہ ہیں)

اول: کتب فقہ میں نماز کی قراءت کے ضمن میں "زلة القاری" (قاری کا پھسلنا) کی جو فصل قائم کی گئی ہے اس کے مسائل کا حکم صرف اسی صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب قاری سے بلا قصد و ارادہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف اچانک زبان پر جاری ہو جائے، یا حکم عام ہے خواہ قاری اور تلاوت کرنے والا عمدًا اور قصدًا کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ لے اگر عموم حکم والی (شق) تسلیم کر لی جائے تو جب اس میں قصد قراءت کا حکم بھی تحریر ہوا ہے تو پھر اس فصل کا عنوان زلة القاری کیوں رکھا گیا؟ حالانکہ لفظ زلة لغزش سے معرب ہے جس میں قصد و ارادہ مفقود ہوتا ہے۔ بذال توارث بین الناس رامطلقاً دلیل گردانیہ توجیہ صحت قوش چہ خواہ شد۔

دوم: عموم کی صورت میں صرف اتحاد مخرج یا قرب مخرج اور تشابہ کی صورت میں عام و آسان ادائیگی پر اکتفا کر لیا جائے گا یا معنی کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اور بصورت تبدیل معنی و فساد حکم فساد نماز کا ہوگا اس صورت میں جو شخص ضاد کو ذال سے

بعض خواص و عوام سند خواندن دال از شرح کبیر بیان کردہ اند از استماعش در چند امور خلجان واقع گردید ترصد از علمائے ماہرین و معتبرین کہ از جواب رافع خلجان احقاق حق و ابطال باطل فرمایند اجرکم اللہ تعالیٰ فی الدارین امرے چند موجب اشتباہ و خلجان مخصوص ادائے ضاد شبیہ بدال مہملہ یا ظا معجزہ دریافت طلب از علمائے دین۔

اول: فصل زلة قاری کہ در کتب فقہ علیحدہ ذیل حکم قراءت فی الصلوٰۃ موضوع شدہ آیا حکم مسائل آں مخصوص بدال صورت است کہ از قاری بلا قصد و ارادہ حرفے بجائے حرفے فجاء بر زبان جاری شدہ باشد یا علی العموم است قاری و تالی بالقصد و ارادہ حرفے بجائے حرف خواندہ باشد بر تقدیر تسلیم شق عموم ہر گاہ حکم قراءت بالارادہ نوشتہ شدہ باعث معنون کردن فصل بہ زلة القاری چیسٹ حالانکہ در زلة کہ معرب لغزش است ارادہ مفقود است۔

دوم: در صورت عموم صرف بر اتحاد مخرج و تشابہ صورت عموم و سہولت ادا اکتفا کردہ خواہ شد یا لحاظ معنی ہم داشتہ خواہ شد و بصورت تبدیل معنی آں حکم فساد نماز دادہ، خواہ شد و دریں صورت کسے کہ در ابدال ضاد

بدل کر پڑھنے پر مطلقاً لوگوں کے معمول کو دلیل بنانا ہے اس کے قول کی صحت کی توجیہ کیسے ہوگی؟

سوم: چنانکہ صاحب غنیۃ المستملی شرح منیہ در فصل زلۃ قاری بمقام حکم ابدال حرفے بحر فے مدار بر صحت و فساد معنی داشته بصورتیکہ معنی صحیح از بدل می شود حکم صحت نماز نگاشته و جائیکہ از بدل فساد معنی شدہ حکم فساد نماز دادہ ہمیں حکم در ابدال ضاد بادل مہملہ ہم جاری خواہد ماند و بہر جا کہ ضاد بادل مہملہ فساد معنی لازم است حکم فساد نماز دادہ خواہد شد یا نہ اگر شق اول مسلم است پس ابدال ضاد بادل مہملہ و بصورت دال خواندن عموماً و مطلقاً چگونہ صحیح خواہد شد و اگر شق ثانی است محض آں و موجب تخصیص کدام دلیل است۔

چہارم: کسیکہ از عبارت شرح کبیر ولا الضالین بالظاء المعجۃ او الدال المہملہ لا تفسد الخ خواندن دال بجائے ضاد بدون لحاظ تخالف و تبعاد معنی علی العموم قیاس کردہ قیاس فاسد خواہد شد یا نہ زیرا کہ دریں آیہ کریمہ ہل ندلکم علی رجل۔۔ الخ صاحب شرح کبیر از بدل قرب معنی ثابت کردہ و حکم صحت نماز دادہ و ممکن است کہ بدے گر مقام از ابدال ضاد بادل فساد معنی شود معنی آں خواہد شد تباہ شوند یادہر "اکواب موضوعہ" کہ بمعنی بی ترتیب چیدہ شدہ است ہر گاہ، مودوعہ خواند شود معنی آں پدور کردہ شدہ خواہد شد کہ مشعر پر انقطاع آن ست علی ہذا بسیارے

سوم: جس طرح صاحب غنیۃ المستملی نے شرح منیہ کی فصل زلۃ القاری میں ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کی صورت میں مدار معنی کی صحت و فساد پر رکھا ہے تو جس صورت میں تبدیلی حرف کے باوجود معنی درست ہوگا نماز کی صحت کا حکم دیا جائے گا اور جہاں تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی فاسد ہوگا وہاں نماز کے فاسد ہونے کا حکم جاری ہوگا اور جب ضاد کو دال پڑھا جائے تو پھر بھی یہی حکم جاری ہوگا جہاں ضاد کو دال پڑھنے سے فساد معنی لازم آئے وہاں نماز کے فساد کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اگر شق اول مسلم ہے تو ضاد کو دال سے بدل کر دال کی آواز میں پڑھنا عموماً و مطلقاً کیسے ہوگا اور اگر دوسری شق ہے تو اس کا محض اور موجب تخصیص کون ہے۔

چہارم: جس شخص نے شرح کبیر کی عبارت ولا الضالین بالظاء المعجۃ او الدال المہملہ لا تفسد الخ۔ سے ضاد کی جگہ دال پڑھنا بغیر لحاظ مخالفت تبعاد معنی علی العموم قیاس کیا ہے وہ قیاس فاسد ہے یا نہیں؟ کیونکہ آیہ کریمہ ہل ندلکم علی رجل۔۔ الخ میں صاحب شرح کبیر نے تبدیلی سے قرب معنی ثابت کیا ہے اور صحت نماز کا حکم دیا ہے اور ممکن ہے کہ دوسرے مقام ضاد کو دال سے بدلنے سے فساد معنی لازم آئے اور اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ تباہ ہو گئے، یا "اکواب موضوعہ" میں کہ اس کا معنی ہے وہ برتن جو ترتیب سے رکھے گئے ہوں، اگر اسے "مودوعہ" پڑھا جائے جس کا

معنی یہ بنے گا رخصت کیا ہوا، یہ معنی وہ ہے جو اس کے انقطاع کی طرف مشعر ہے علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنی ہیں جن کا حال ہر صاحب مطالعہ اور باخبر شخص سے مخفی نہیں ہیں، پس اس صورت میں یقیناً نماز کے فساد کا حکم ہی دیا جائے گا، جب ضاد کو ظا اور دال سے بدل کر پڑھنے میں نماز کی صحت و فساد کے حکم کا مدار خود صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شدہ چگونہ قیاس مذکور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ بیچ امتیاز در صحت لفظ و فرق معنی نے دارند ہمنیاں در حق خواص کہ امتیاز ہر گونہ دارند جاری خواہ شدیانہ۔

آیات ہستند کہ حالش بر متفکّش خیر پوشیدہ نخواہد ماند پس در اس صورت لامحالہ حکم فساد نماز دادہ خواہ شد و ہر گاہ مدار حکم صحت و فساد نماز بصورت ابدال ضاد و بظاء و دال خود حسب تحریر صاحب شرح کبیر بر صحت و فساد معنی بدل شدہ چگونہ قیاس مذکور بسبیل عموم بلوی بخصوص عدم فساد صلاۃ چنانکہ در حق عوام است کہ بیچ امتیاز در صحت لفظ و فرق معنی نے دارند ہمنیاں در حق خواص کہ امتیاز ہر گونہ دارند جاری خواہ شدیانہ۔

ان پر بھی یہ حکم جاری ہو گا یا نہ؟
پنجم: جب امام جزری کی تمہید عبارت، شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح مقدمہ جزری اور شرح تلامذہ علی قاری میں ہے کہ لوگوں کی زبانیں ضاد کی ادائیگی میں مختلف ہیں بعض ظا، بعض دال، بعض ذال اور بعض اسے زاکا بودے کر پڑھتے ہیں اور یہ تمام حضرات قراء عرب میں شمار ہوتے ہیں اس صورت میں ضاد کو دال مہملہ پڑھنے پر توارث کا دعویٰ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

پنجم: ہر گاہ از عبادت تمہید جزری و شرح شیخ الاسلام زکریا انصاری بر مقدمہ جزری دہم از شرح تلامذہ علی قاری بر آں ثابت است کہ السنہ ناس در ادائے ضاد مختلف است بعضے ظائے معجمے سے خوانند و ایں ہمہ حضرات از قراء عرب معدودند دریں صورت دعویٰ توارث ادائے ضاد بصوت دال چگونہ قابل تسلیم خواہ شد۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام حمد اللہ کے لئے جس نے اپنے نبی پر ص (قرآن عظیم روشن عربی زبان میں) نازل کیا اور صلوٰۃ والسلام اس ذات پر جس نے ص کو فصیح زبان سے ادا کیا (قرآن کی تلاوت سب سے اعلیٰ فرمائی) اور آپ کی آل و

الحمد لله الذي انزل على نبيه ص والصلوة والسلام على افعص من نطق بض وعلى اله وصحبه الذين اقتدوه وهم لسفر الآخرة زاد صلى الله تعالى وبارك وسلم عليه و

علیہم و زاد حق جل و علا و تبارک قرآن عظیم بلسان عربی ممین
بر نبی عربی قرشی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرستاد برائے
تلاوت و استماع و استفاضہ و انتفاع عباد آں صفت کریمہ
قدیمہ خود را بکوت حروف و اصوات تجلی داد سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کما نزل الیہ بصحابہ کرام رسانید و صحابہ تابعین و
تابعین بہ تبع و ہمچنان قرآنًا بقرآنًا و طبقہ بطبقہ ہر حرف و حرکت و
صفت و ہیئت بر اقصیٰ غایات توازن کہ موقوف آں متصور نیست
بما رسید و الحمد للہ العلیٰ المجید و ذلک قولہ تعالیٰ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۱﴾^۱

بس بحمد اللہ چنانکہ در ہیج کلمہ از کلمات کریمہ اش اصلا محل
توہمے نیست کہ شاید بجائے الحمد الشکر نازل شدہ باشد ہمچنان
بہت مولیٰ عزوجل در ہیج حرفے از حروف طیبہ اش زہار
جائے تردد نیست کہ شاید بحمل لام تعریف میم تعریف بودہ
باشد پس بنحیکہ یقین قاطع میدانیم کہ اوع و ق در زبان
عربی جداگانہ است در قرآن عظیم الاوعلا و فلا بر معانی مختلف
برہاں وجہ بتیقن جازمی شناسم کہ ض و ظ و د نیز لسان عرب
سہ حرف متباین است و در فرقان کریم و ضل و ظل و دل
بمبدلوات متخالفہ پس ض را ظ یاد خواندن بعینہ ہماں ماند کہ
کسے "ا" را ع یا ف خواند ا دعائے دعاے توارث در ادائے
بجائے

اصحاب پر جنہوں نے آپ کی اقتداء کی جبکہ وہ سفر آخرت کے لئے
سامان ہیں۔ اللہ جل جلالہ، رحمتیں، برکتیں اور سلامتی آپ پر
اور ان سب پر نازل فرمائے اور زیادہ کرے، قرآن عظیم روشن
عربی زبان میں اللہ عزوجل نے اپنے عربی قریشی نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور اسکی تلاوت و سماعت اور اس سے
استفاضہ و نفع کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمہ قدیمہ کو
حروف و تجلی اصوات کا لباس پہنا کر اپنے بندوں کو عنایت فرمایا
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ تک قرآن پاک کو اسی
طرح پہنچا دیا جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ صحابہ نے تابعین تک
تابعین تبع تابعین تک، اور اسی طرح ہر دور اور ہر طبقہ میں اس
کا حرف ہر حرکت صفت اور ہیئت توازن کے اعلیٰ درجہ کے ساتھ ہم
تک منقول ہے اس سے بڑھ کر توازن کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، حمد
ہے اللہ کے لئے جو بلند بزرگی والا ہے اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا
ارشاد گرامی ہے: "بلاشبہ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی
اسکے محافظ ہیں"۔ الحمد للہ قرآن مجید کے کلمات میں سے کسی
ایک کلمہ کے بارے میں بھی ہر گز کسی قسم کا وہم نہیں کیا جاسکتا
کہ شاید الحمد کی جگہ الشکر نازل ہوا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا
شکر ہے کہ قرآن کے کسی حرف کے بارے میں کوئی شک و تردد
نہیں کہ شاید الف لام کی جگہ تعریف کے لئے میم نازل ہوا تھا
جس طرح ہمیں قطعی یقین ہے کہ ا، ع، ق

عربی زبان میں جدا جدا حروف ہیں اور قرآن میں الاء، علا اور فلا کے الگ الگ مختلف معانی ہیں، اسی طرح ہم اس پر بھی حتمی یقین رکھتے ہیں کہ ض، ظ اور ذ زبان عرب میں آپس میں متبائن حروف ہیں اور فرقان عظیم میں ضل، ظل اور دل کے معانی مختلف اور متبائن ہیں پس ض کو بعینہ ظ یا پڑھنا اسی طرح ہے جیسے کوئی الف کو عین یا ف پڑھا کرے باقی اس توارث کا دغوی کہ ض کی جگہ دال ہے سخت غلط ہے کیونکہ اس توارث سے مراد قابل اعتماد قراء کا مقصود ہو تو یہ از خود باطل و مردود عوام ہند کا توارث ہے تو اس سے مقصد کیسے حاصل ہو سکتا ہے! عوام کا حال تو یہ ہے کہ صد ہا سال سے سورۃ فاتحہ میں سات سکتے رائج ہیں اور جاہل ان کی توجیہ میں سات یا طین کا نام لیتے ہیں دل، حرب، کیو، کنع کنس، تعلی، بعلی، اور بعض ان دو ناموں ماور مصر کا اضافہ کرتے ہیں انکے زعم پر انہیں یونہی مناسب نظر آیا اپنے غلط زعم کے مطابق ان سات سکتات کا تحفظ تجوید کے اجماعی واجبات سے بڑھ کر کرتے ہیں، اور جو ان کی پابندی نہیں کرتا یہ بے وقوف اسے تجوید قرآن سے جاہل اور غافل قرار دیتے ہیں آپ غور سے دیکھیں کیسے عوام کے ہاں معروف منکر اور منکر معروف بن چکا ہے۔ ان خرافات باطلہ کی کوئی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ یہ ان کے خود ساختہ نام اور تصورات ہیں، اہل علم نے ان باطل سکتوں کی سخت تفسیح کی ہے اور ان کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں فتاویٰ الحجہ میں ہے۔

ض سخنے است لبس غلط و پر بیمزہ۔ توارث اگر در علمائے معتمدین قراءت مقصود، خود باطل و مردود و اگر در عوام ہند مراد، ازیں چه کشاد سکتات سورۃ فاتحہ از صد ہا سال در عامیاں رائج است و جملہ برائے توجیہ آنها ہفت نام شیطان دروئے تراشیدہ اند دلیل حرب کیو کنع کنس تعلی بعلی بعض دیگر فرمودند ما و مصرء، و كذلك کان ینبغی علی مزعمہم شدت تحفظ ایشان بریں سکتات بیشتر و فزود تراز تحفظ بر واجبات اجماعیہ تجوید می بینم، و ہر کہ مراعات آنهاں نکند ایں ناداں اورا از تجوید قرآن جاہل و غافل دانند فانظر کیف صار فیہم المعروف المنکر والمنکر معروف۔ ایں اختراعات باطلہ را حقیقت بیش از اں نیست کہ ان ہی الا اسماء سمیتہوھا۔ علماء ایں سکتات باطلہ را تفسیح کردہ اند و بطلان آنها تصریح، علامہ ابراہیم حلبی در غنیۃ المستملی فرماید قال فی فتاویٰ الحجۃ، المصلی اذا بلغ فی الفاتحة ایاک نعبد و ایاک نستعین لا ینبغی ان یقف علی قوله ایاک ثم یقول نعبد

کہ جب نمازی فاتحہ میں ایک نعبہ وایک نستعین پر پہنچے تو یہ نہ کرے کہ ایک پر رک جائے پھر نعبہ کہے بلکہ اولیٰ اور اصح یہی ہے کہ ایک نعبہ وایک نستعین کو متصل پڑھے انتہی اگر بعض جاہل ان پڑھ لوگ بغیر کسی دلیل کے سکتے کرتے ہیں تو ان کا ہر گز اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری منخۃ الفکر یہ میں فتاویٰ الحجۃ کی عبارت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں میں کہتا ہوں بعض جاہل لوگوں کی زبان پر یہ جو مشہور ہے کہ قرآن کی سورۃ فاتحہ میں اس ترکیب سے شیطان کے نام ہیں، یہ بات صراحتاً غلط ہے اور اسکا قبیح پر اطلاق ہے، اور پھر ان کے سکوتوں سے مراد الحمد کی "د" اور ایاک کی "کاف" ہے اور ان کی مثل دوسرے مقامات ہیں جو نہایت ہی غلط اور باطل ہیں علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی اس باطل خیال کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے رسائل میں کیا ہے۔ فقیر نے اپنے ابتدائی دور میں علماء کے مذکورہ ارشادات پر اطلاع نہ ہونے کے باوجود ان سکوتوں کا رد کیا اور ان خرافات کے منشاء سے بھی آگاہی حاصل ہے اگر غرابت سخن مانع نہ ہوتی تو میں اسے احاطہ تحریر میں ضرور لاتا۔ علماء نے ضاد کی ادائیگی میں لوگوں کی مختلف

وانما الاولى والاصح ان يصل اياك نعبد و اياك نستعين انتهي فلا اعتبار بمن يفعل ذلك السكت من الجهال المتفقهين بغیر علم اه¹
علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری در منخۃ الفکر یہ بعد ایراد عبارت فتاویٰ الحجۃ ے فرماید اقول: وما اشتھر علی لسان بعض الجهلة من القرآن فی سورة الفاتحة للشيطان كذا من الاسماء فی مثل هذه التراکیب من البناء فخطاء فاحش و اطلاق قبیح ثم سكتهم عن نحو دال الحمد وكاف اياك وامثالها غلط صریح² علامہ محمد بن عمر بن خالد قرشی حنفی در ردایں مزعوم رسالہ مستقلہ نوشت کیا ذکرہ کشف الظنون فی ذکر الرسائل - من فقیر در عنقوان امر خود پیش از وقوف بریں کلمات ایں سکتات باطلہ را ابطال می کردم و منشاء اختراع آنہامی دانم کہ اگر غرابت سخن مانع نبودے بقلم می سپردم، علماء کہ اختلاف السنہ ناس در ادائے ض بیان فرمودہ اند

¹ غنیۃ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی زیۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۱

² منخۃ الفکر یہ شرح المقصدۃ الجزریہ بیان الوقف علی رؤس الایۃ سنۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۶۳

زبانوں کا جو تذکرہ کیا ہے اس سے مراد یہ ہر گز نہیں ہے کہ قراءِ عرب کی ادائیگی کا یہ طریقہ ہے بلکہ اس سے مقصود صرف اسی حرف کی ادائیگی کے بارے میں عوام کی خطا اور غلطی کی نشان دہی کرنا ہے اور اس کے بطلان پر تنبیہ اور اس سے پرہیز پر متوجہ کرنا ہے عبارت ملا علی قاری شرح مقدمہ جزریہ میں ماتن کے اس قول "ضاد میں استطالہ ہے اور اس کا مخرج ظا سے الگ ہے اور ظا ان تمام میں ہے: ظعن، ظل، ظہر، عظم الحفظ:: ایقظ، انظر، عظم، ظہر اللفظ:: کے تحت یوں ہے کہ ضاد استطالہ میں منفرد ہے حتیٰ کہ وہ لام کے مخرج کے ساتھ متصل ہے کیونکہ اس میں قوتِ جسر، اطلاق اور استعلاء پایا جاتا ہے اور حروف میں کوئی حرف ایسا نہیں جس کی ادائیگی ضاد کی طرح مشکل ہو اس کی ادائیگی میں لوگوں کی زبان مختلف ہے بعض اسے ظا اور بعض دال یا ذال کے مخرج سے اور بعض طا کے مخرج سے پڑھتے ہیں جیسے مصری لوگ، اور بعض اسے ذال کی بودیتے ہیں بعض ظا سے ملا کر پڑھ دیتے ہیں لیکن چونکہ اس کا امتیاز دیگر حروف کی نسبت ظا سے مشکل ہے اس لئے ناظم (ماتن) نے صراحۃً اس سے ممتاز کرنے کی بات کی، پھر وہ مقامات بیان کئے جہاں قرآن مجید میں ظاء لفظاً استعمال ہوا ہے الخ یہ شدتِ حروف کے امتیاز کے تحفظ پر علماء کے کاربند ہونے کے لئے ہے اور وہ جو امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمات قرآنی ذکر کردئے

حاشا مراد نہ آنت کہ ایں طریق ادا قرآءِ عرب است بلکہ مقصود بیان غلط و خطائے عوام در ادائے ایں حرف و تنبیہ بر بطلان و تحذیر از آن ست، عبارت مولانا قاری در شرح مقدمہ جزریہ زیر قول ماتن، والضاد باستطالہ و مخرج میز من الظاء و کلماتی:: فی الظعن ظل ظہر عظم الحفظ:: ایقظ وأنظر عظم ظہر اللفظ چنان ست قد انفراد الضاد بالاستطالہ حتی تتصل بمخرج اللام لمافیہ من قوۃ الجہر والاطباق والاستعلاء و لیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثله وألسنة الناس فیہ مختلفة فمنهم من یخرجه ظاء ومنهم من یخرجه دالا مہملۃ او معجمۃ ومنهم من یخرجه طاء مہملۃ کالمصریین ومنهم من یشبہ ذالا ومنهم من یشیر بہا بالطاء المعجمۃ لکن لباکان تیبیزہ عن الظاء مشکلا بالنسبۃ الی غیرہ امر الناظم بتیبیزہ عنه نطقاً ثم بین ما جاء فی القرآن بالطاء لفظاً¹ الخ

ایں شدتِ تحفظ علماء است بر تملیز حروف و آنچه ناظم امام ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ کلمات قرآنیہ واردہ بظائے معجمہ راضی

¹ منہ الفکر یہ شرح المقصدۃ الجزریہ مطلب ادغام المتجانسین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۳۸

ہیں جن میں ظاہر ہے تاکہ ہر کوئی جان لے کہ قرآن کریم میں ظا کے ساتھ یہی کلمات ہیں اور ان کے علاوہ میں ضا ہے اسی طرح فاضل ادیب حریری نے مقامہ حلبیہ میں ظا کے الفاظ عربی ذکر کرتے ہوئے کہا جس جگہ کہا اے ضا اور ظا کے بارے میں پوچھنے والے تاکہ الفاظ میں خلط ملط نہ ہو، اگر تو ظاء کے تمام مقامات محفوظ کرے تو بے نیاز ہو جائیگا پس اب تو انھیں غور سے سن جس طرح ایک بیدار آدمی سنتا ہے۔ ایک گروہ نے ان حروف کے مخارج میں تغیر و تبدل کیا ہے اور اس میں حرج عظیم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تمام فتاویٰ کا اجمال یہی ہے، پھر فرمایا کہ خزانہ میں بھی ہے اگر والا الضالین میں ظاء پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی اکثر ائمہ اسی پر ہیں ان میں ابو مطیح، محمد بن مقاتل، محمد بن سلام، عبد اللہ بن الازہری بھی ہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ تمام قرآن میں ضا کہ جگہ اگر ظاء پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ تعالیٰ کا قول وما هو علی الغیب بضنین مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں ظا اور ضا دونوں کے ساتھ دو قرائتیں آئی ہیں آپ نے دیکھا کس قدر واضح تصریحات ہیں کہ یہ تبدیلی کُرد، ترک اور کوفہ کے بادیہ نشین وغیرہ عام اور عجمی لوگوں کی زبانیں گڈمڈ ہونے کی وجہ سے ہے، یہی وجہ ہے کہ

فرمودہ تابدا اند کہ ایں حرف بقرآن عظیم در ہمیں مواد است و آنچه غیر ایناست ہمہ بضاد است، همچنان فاضل ادیب حریری در مقامہ حلبیہ عامہ لغات عرب و ارادہ بظارا مضبوط نمود جائیکہ فرمود۔ اِیَّهَا السَّائِلُ عَنِ الضَّادِ وَالظَّاءِ :: لَکِیْلًا تَضَلَّهِ الْاَلْفَاظُ :: اِنَّ حِفْظَ الظَّاءِ اَتَ یَغْنِیْکَ فَاسْبَعْهَا اسْتِمَاعِ اَمْرِیْ لَهٗ اسْتِیْقَاطٌ¹ غَیْرِ طَائِفَةٍ فِی مَخَارِجِ هَذِهِ الْحُرُوفِ وَفِی ذٰلِکَ حَرَجٌ عَظِیْمٌ وَالظَّاهِرُ اَنْ هٰذَا مَجْمَعٌ مَا فِی جَمِیْعِ الْفَتَاوِیْ بَاَزَ فَرْمُود۔ ثُمَّ فِی الْخَزَانَةِ اِیضًا لَوْ قَرَأَ وَلَا الضَّالِّیْنَ بِالظَّاءِ فَسَدَتْ صَلَوَتُهُ وَعَلِیْهِ اَکْثَرُ الْاِئِمَّةِ مِنْهُمْ اَبُو مَطِیْعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْاَزْهَرِیِّ وَعَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ فِی جَمِیْعِ الْقُرْآنِ وَلَوْ قَرَأَ بِالظَّاءِ مَكَانَ الضَّادِ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ اِلَّا فِی قَوْلِهِ تَعَالٰی وَمَا هُوَ عَلٰی الْغِیْبِ بِضَنِّیْنَ بِالظَّاءِ وَالضَّادِ فَهَمَّا قَرَأَ تَانِ²۔ بیس چہ قدر نصوص روشن است کہ ایں تبدیلیا از کج زبانی ہائے کُردیاں و ترکیاں و دہقانیاں کوفہ وغیرہم عوام و اعجام است و لهذا

¹ مقامات حریری مقامہ سادسہ و الاربعون الموامہ الحلبیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی ص ۳۹۳

² خزائنہ

اکثر علماء متاخرین کہ در محفل مشقت رویہ تسیر کردہ اند اس ترخیص را ہم بحق عامیاں مقصود داشتند باز حکم جمہور ائمہ نظر کن کہ بریں ابدال ہنگام فساد معنی حکم بفساد نماز فرمودند و ہمیں است مذہب ائمہ ثلاثہ سیدنا الامام الاعظم و امام ابی یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین علی خلاف بینہم فی ما اذا کان مثله فی القرآن اولاً کما فصلہ فی الغنیۃ باحسن تفصیل فاللہ یجزیہ الجزاء الجلیل۔ در خانہ و خلاصہ و بزازیہ وغنیہ و خزانیۃ المفتین وغیرہا کتب معتدہ مذہب بکثرت فروع اس تبدیلیا است کہ دروے حکم بفساد نماز دادہ اند من شاء فلیدر اجعہا فان فی نقلہا طولا کبیرا۔ و خود علامہ قاری در شرح جزریہ فرمود (وان تلاقیا) ای الضاد الظاء (البیان) ای فی بیان کل منہما لازم ولا یجوز الا دغام لبعث مخرجہما قال الیمنی فلو قرأ بالادغام تفسد الصلاۃ وقال ابن المصنف وتبعہ الرومی ولینتحرز من عدم بیانہما فانہ لو ابدل ضادا بظاء او بالعکس بطلت صلاتہ لفساد المعنی و قال المصری فلو بدل ضادا بظاء فی الفاتحة لم تصح قراءتہ بتلك الکلمۃ¹ (ملخصاً) باز کلام ابن الہمام و کلام مذکور منیہ

اکثر علمائے متاخرین جو مشقت کے مقام پر آسانی کی طرف گئے ہیں انہوں نے بھی اس رخصت کو عوام کے حق میں جائز رکھا ہے پھر جمہور ائمہ کا حکم دیکھو انہوں نے اس تبدیلی پر فساد معنی کے وقت فساد نماز کا حکم دیا ہے اور یہی مذہب ائمہ ثلاثہ سیدنا امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے اس اختلاف کے ساتھ کہ اس کی مثل قرآن مجید میں ہے یا نہیں اس کی پوری اور عمدہ تفصیل غنیہ میں ہے پس اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

خانہ، خلاصہ، بزازیہ، غنیۃ، حلیہ، خزانیۃ المفتین اور دیگر کتب معتدہ مذہب میں ایسی تبدیلی کہ متعدد جزئیات کا ذکر کر کے نماز کے فساد کا حکم بیان کیا گیا جو شخص تفصیل چاہتا ہے ان کی طرف رجوع کرے کیونکہ ان تمام کے نقل کرنے میں طوالت کا خدشہ ہے خود علامہ علی قاری شرح جزریہ میں فرماتے ہیں (اور اگر یہ دونوں اکٹھے ہوں) یعنی ضاد اور ظاء تو ہر ایک کا امتیاز ضروری ہے، ان کے بعد مخرج کی وجہ سے ادغام جائز نہیں، یعنی نے کہا کہ اگر کسی نے مدغم کر کے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن مصنف اور ان کی اتباع میں رومی نے کہا ان دونوں کے عدم امتیاز سے احتراز چاہئے، کیونکہ اگر ضاد کو ظاء سے بدلایا اس کا عکس کہا تو فساد معنی کی وجہ سے نماز باطل ہو جائے گی، اور مصری نے کہا اگر کسی نے فاتحہ میں ضاد کو ظا سے بدل کر پڑھا تو اس کلمہ کی قراءت درست نہ ہوگی، پھر ابن الہمام اور منیہ کی مذکورہ

¹ النسخ الفکریہ شرح المقصدۃ الجزریۃ، باب التحذیرات، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۴۳

آوردہ گفت قال الشارح وهذا معنى ما ذكر في فتاوى الحجة انه يفتى في حق الفقهاء باعادة الصلاة وفي حق العوام بالجواز اقول وهذا تفصيل حسن في هذا الباب والله تعالى اعلم بالصواب۔

وفي فتاوى قاضیخان ان قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد صلاته ولا الضالین بالظاء المعجمة او الذال المبهمة لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد (ملخصاً) ¹۔ در شرح امام شیخ الاسلام زکریا انصاری است (وان تلاقیاً) ای الضاد والظاء فقل (البيان) لاحدهما من الآخر لازم للقارى لئلا يختلط احدهما بالآخر فتبطل صلاته ² سبخن الله اگر ایں پنج ادا قرائے عرب را بودے حکم فساد در اچہ گنجائش بود بلکه قطعاً ادغام را بود و نماز مطلقاً اجماعاً صحیح ماندے چنانکہ در ماسو علی الغیب بضنین و ہمچنین در قول او تعالیٰ

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبٌ جَهَنَّمَ،

حصب و حطب و حطب و حطب لصاد و ضاء طاء و ظاء ہر چہ خواند نماز قطعاً صحیح است کہ ایں کلمہ بہر چار حروف منطبقہ در قراءت آمدہ است کہما فی المنح الفکرية و غیرہا۔

گفتگو کے بعد کہا شارح نے کہا فتاویٰ حجہ میں جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ علماء و فقہائے حق میں نماز کے لوٹانے کا فتویٰ دیا جائے گا اور عوام کے حق میں جواز کا، میں کہتا ہوں اس معاملہ میں یہی تفصیل احسن ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب میں ظاء یا ذال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہوگی اور ولا الضالین میں ظاء یا ذال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ذال سے بدل کر پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ امام شیخ الاسلام زکریا انصاری کی شرح میں ہے (اور اگر یہ دونوں متصل ہوں) یعنی ضاد اور ظاء تو قاری کے لئے دونوں کو الگ الگ کر کے پڑھنا ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ مختلط ہو جائے ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی سبحان اللہ اگر اس کی ادائیگی کا یہ طریقہ قراء عرب کا ہوتا تو فساد کے حکم کی یہاں کیا گنجائش تھی بلکہ ادغام یقیناً جائز اور نماز مطلقاً بالاتفاق درست ہوتی جیسا کہ ماسو علی الغیب بضنین میں ہے یہی حکم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبٌ جَهَنَّمَ۔ یہاں حصب، حطب، حطب، حطب، صاد، ضاد، طاء اور ظاء کے ساتھ جس طرح بھی پڑھ لیا جائے نماز درست ہوگی کیونکہ اس کلمہ کی ان چاروں حرفوں کے ساتھ قراءت ثابت ہے جیسا کہ منح الفکرية وغیرہ میں ہے۔ (ت)

¹ المنح الفکرية شرح المقدية الجزرية باب التحذيرات مطبوعه مصطفى البابی مصر ص ۴۳

² شرح المقدية الجزرية ابوزکریا انصاری مع المنح الفکرية باب التحذيرات مطبوعه مصطفى البابی مصر ص ۴۳

اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے جو ہم نے تحقیق کی ہے اس سے ایک نحوی ابن الاعرابی کوئی کے اس قول کی کمزوری بھی واضح ہو جاتی ہے جو اس نے کہا تھا کہ ضاد اور ظاء کو ایک دوسرے کی جگہ کلام عرب میں پڑھا جاسکتا ہے تو جو ایک کی جگہ دوسرے کو پڑھ دے اسے خطاوار نہیں کہا جائیگا اور اس نے یہ شعر پڑھا: اللہ کے ہاں بھی میری شکایت ہے اپنے محبوب دوست کی تین عادتوں کی، جو مجھے ناپسند ہیں۔

(اس شعر میں غائض ضاد کے ساتھ ہے)

اور یونہی میں نے فصحاء عرب سے سنا ہے،

اسے ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر ان کا قول درست ہوتا تو یہ تمام ائمہ فقہ جو علوم دینیہ اور فنون عربیہ کے ماہر ہیں غیر المغضوب اور اس جیسے دیگر الفاظ جن میں فسادِ معنی لازم آتا ہے سے نماز فاسد ہونے کا حکم جاری نہ کرتے اور ضنین و ظنین اور مذکورہ لفظ کے درمیان فرق نہ کرتے، یہ اس میں سے کہا ہے حلیہ سے خزانہ سے ائمہ کے حوالے سے گزرا کہ ضنین کے علاوہ تمام قرآن میں (جب فسادِ معنی ہو) تو نماز فاسد ہو جائیگی، اور جن لوگوں نے اسے جائز قرار دیا تھا انہوں نے عوام پر آسانی کی خاطر ایسا کیا یہ نہیں کہ ایسا کرنا فی الواقع فصیح کلام میں صحیح ہے، رہا معاملہ شعر کا وہ اس سلسلہ

اقول: وبالله التوفیق بتحقیقنا هذا ظهرك انخساف ما زعم بعض النحاة وهو ابن الاعرابي الكوفي حيث كان يقول جائز في كلام العرب ان يعاقبوا بين الضاد والطاء، فلا يخطئ من يجعل هذه في موضع هذه، وينشد

"الى الله اشكو من خليل اوده

ثلث خلال كلها لي غائض بالضاد"

ويقول: هكذا سمعته من فصحاء العرب¹۔

نقله ابن خلکان فی وفیات الاعیان و ذلك لانه لو كان ما زعمه صحيحاً لما حكم ائمة الفقه وهم ما هم في جميع فنون العربية وغيرها من العلوم الدينية بفساد الصلوة في غير المغضوب وامثاله مما يفسد به المعنى، ولما فرقوا بينه وبين ضنين و ظنين فاین هذا مما مر عن الحلية عن الخزانة عن الائمة ان في جميع القرآن تفسد به الصلوة ما خلا ضنين، ومن سوغ فانما نظر الى التيسير على العوام لانه صحيح في فصيح الكلام، اما البيت فلا حجة له فيه فقد يكون

¹ وفیات الاعیان ترجمہ محمد بن زیاد ابن الاعرابی ۶۳۳ مطبوعہ دار الشافعیہ بیروت ۱۴/۳۰۷

من غاضه اذا نقصه قال الاسود بن يعفر
 اما ترینی قد فنیت و غاضنی
 مانیل من بصری و من اجلادی
 قال فی تاج العروس معناه نقصنی بعد تمامی
 وهذا ابن الاعرابی قد انشد بنفسه
 ولو قد عض معطسه جریری
 لقد لانت عریکته و غاضاً
 وفسره فقال اثرنی انفه حتی یذل و قد قال ابن
 سیده فی ذلك البیت یجوز عندی ان یکون
 غائض غیر بدل ولكنه من غاضه ای نقصه
 ویکون معناه حینئذ انه ینقصنی ویتھضنی¹
 نقلها فی التاج ایضاً و عن هذا حکم علیاً ونا بعدم
 الفساد فیما لو قرأ لیغیض بهم الکفار بالضاد
 مکان الظاء² كما فی الخانیة قال فی الغنیة لان
 معناه مناسب ای لینقص بهم الکفار³
 وکذا قال فی قوله تعالیٰ قُلْ مُؤْمِنُوا⁴ و

میں ان کی حجت نہیں بن سکتا تو کبھی یہ غاضہ سے آتا ہے اس
 وقت اس کا معنی نقص ہوتا ہے چنانچہ اسود بن یعفر نے کہا کیا تو
 دیکھتی نہیں کہ میں فنا ہو چکا ہوں اور میری آنکھوں اور اعضاء
 کے عوارض نے مجھے ناقص کر دیا ہے۔ تاج العروس میں ہے
 :اس کا معنی یہ ہے اس نے مجھے کمال تک پہنچنے کے بعد ناقص
 کر دیا، اور اس ابن اعرابی نے خود یہ شعر کہا: اگر جریری نے
 اس کی ناک کو کاٹا ہے تو ضرور اس کی ناک ہڈی نرم اور ناقص
 ہوگی۔ اور اسکی شرح کرتے ہوئے کہا کہ اس نے اس کی ناک
 کو داغدار کر دیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور ابن سیدہ نے
 اس (پہلے) شعر کے متعلق کہا کہ اس میں "غائض" غا، ظ، ط
 سے نہیں بدلا بلکہ وہ غاض سے ہے جس کا معنی نقص ہے، لہذا
 اب معنی یوں ہوگا اس نے مجھے ناقص کر دیا، اس کو تاج
 العروس نے بھی نقل کیا ہے، اور اسی بناء پر ہمارے علماء نے
 فرمایا کہ اگر کسی نے لیغیظ بهم الکفار میں ظاء کی جگہ
 ضاد پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، جیسا کہ خانیہ میں ہے۔
 غنیۃ میں ہے کہ اس کا معنی مناسب ہی رہتا ہے یعنی ان سے
 کافروں میں نقص واضطراب ہوا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ
 کے ارشاد گرامی۔ قُلْ مُؤْمِنُوا

¹ تاج العروس فصل العین من باب الضاد مطبوعہ احیاء التراث العربی ۲۵/۵-۲۳

² فتاویٰ قاضی خان فصل فی قراءۃ القرآن خطائی مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۲۸/۱

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی زبۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

⁴ فتاویٰ قاضی خان فصل فی قراءۃ القرآن خطاء مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۲۹/۱

بِغَيْظِكُمْ^ط میں کہا، بالجملہ دین و فقہ کا مسئلہ نحوی کے ایسے قول سے نہیں لیا جاسکتا جو ائمہ کی تصریحات کے خلاف ہو، بلکہ ہر شخص جسے اللہ نے نور بصیرت سے نوازا ہے وہ ائمہ کے اقوال کو فہم عربیہ میں بھی نجات کے اقوال پر مقدم رکھے گا کیونکہ اجتہاد وہ کر سکتا ہے جس میں اسکی کامل صلاحیت ہو اور اسکا دل نور الہی سے پُر ہو اسے اچھی طرح محفوظ کرلو کیونکہ یہ نہایت ہی اہم اور قیمتی تحقیق ہے، البتہ ہمیں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کہ کلام عرب میں ضاد اور ظا ایک دوسرے کی جگہ آہی نہیں سکتے بہت سے کلمات ان دونوں حروف کے ساتھ وارد ہیں مثلاً عض الحرب والزمان وعضّ زمان (دونوں کا معنی یہ ہے کہ جنگ نے کاٹا اور تکلیف پہنچائی) تماضوا اور تماظوا آپس میں جنگ وغیرہ کرنا اور ایک دوسرے پر زبان کھولنا "فاض فلاں" اور "فاظ" فلاں فوت ہوا، بظ الضارب اوتارہ اور بض صاحب موسیقی کا تار کو بجانے کے لئے حرکت دینا۔ تقریظ اور تقریض تعریف کرنا۔ بیض اور بیظ مور کا انڈا۔ بظ و بضر عورت اور شرمگاہ الی غیر ذلک یہ وہ ہیں جنہیں ابن مالک نے "کتاب الاعتقاد فی معرفۃ الظا والضاد" میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ ابدال ہر جگہ جائز ہوگا مثلاً لام اور را کئی مقام پر ایک دوسرے کی جگہ آتے ہیں۔ مجمع الانور میں ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کو خوشبو لگانے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے کو

بالجملة فالفقہ لایؤخذ من قول نحوی خالف نصوص الائمة بل الانصاف عند من نور اللہ بصیرتہ تقدیم قولہم علی اقوال النحاة فی العربیة ایضاً فان الاجتہاد لا یتأتی الا لمتصلح منها مقذوف فی قلبہ نور الالہی فاعرف ذلک فانہ نفیس مهم آرے مارا انکار نیست کہ در کلام عرب معاقبہ میان ض و ظ اصلاً نیامدہ کلمات عدیدہ بہر دو حرف وارد شدہ چون عض الحرب والزمان وعضّ الزمان جنگ گزید و گزند رسانید و تماضوا و تماظوا باہم جنگ افتادند و بریک دگر زبان گفتن کشاند و فاض فلاں و فاظ مرد و بظ الضارب اوتارہ و بض چنگ زن اوتار را برائے زدن جنبانید و مہیا نمود و تقریظ و تقریض مدح کردن و بیض و بیظ خایہ مور و بظ و بضر خروسہ الی غیر ذلک ماعداہ ابن مالک فی کتاب الاعتقاد فی معرفۃ الظاء والضاد اما ایں معنی مستلزم آں نباشد کہ ہر جا ابدال روا بود چنانکہ میان لام و راجا با معاقبہ است، در مجمع بحار الانوار آورد فیہ کان یکرہ تعطر النساء تشبہن بالرجال اراد عطرا یظہر ریحہ کما یظہر عطر الرجل وقیل اراد تعطل

النساء باللام وهي من لاحلى عليها ولاخضاب واللام والراء يتعاقبان¹ وزنہار جائز نبود کہ ہر جا خواہند یکے بجائے دیگرے خوانند، علماء تصریح فرمودہ اند کہ یوم تبلی السرائر سرائل یا در یوم ترجف الارض والجبال بجائے جبال جبار خوانند نماز فاسد شو² کما فی الخانیة والمینیة وغیرہما بازاں جملہ کہ گفتہ آمدیم در خصوص ظائے معجمہ است وحاشا کہ جاہلے وکنیرے ودہقانے از عرب بجائے ض، دیاطا مملتین یا ذیاز معجمتین بر زبان راند سخن من در عرب خالص است نہ در قومے کہ باعجم مخاطب شدہ ودر زبان نیز خالص و ماط شد نہ رجعت قمقری را لگگری گویند وثلثہ عشر را تلثعشر وخذ کذا راخذ کذا بکسر کاف ودال مملۃ الی غیر ذلک من التغيرات المملۃ و بالبعضۃ از اعراب و اطراف یمن ملاقی شدم کہ بکذا را بچامی گفتند و منک خطاب بانثی را منجیم فارسی و بعضے دیگر ویدم کہ جیم را کاف فارسی مسجد را مسکدا و جمال را گمال مے گفتند

قال الرضى الباء التی كالغاء قال السیرفی ہی كثيرة فی لغة العجم واطن

ناپسند فرماتے تھے۔ یہاں عطر سے وہ خوشبو مراد ہے جو اس طرح مسکدار ہو جو مرد لگاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ لام کے ساتھ را کی جگہ لام ہے یعنی تعطل النساء لام کے ساتھ یعنی عورت کا بغیر زیور اور مہندی کے ہونا مراد ہے کہ لام اور را ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں (یہ اگرچہ جائز ہے) مگر یہ بعض مقام پر جائز نہیں ہوتا کہ جہاں چاہیں ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ لیں۔ علما نے تصریح کی ہے کہ یوم تبلی السرائر کی جگہ سرائل یا یوم ترجف الارض والجبال کی جگہ جبال کی جگہ جبار پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی، جیسا کہ خانہ اور منیہ وغیرہا میں ہے پھر یہ تمام گفتگو جو میں نے کی ہے یہ صرف ظاء معجمہ کے لئے خاص ہے ہو سکتا ہے کوئی جاہل، لونڈی یا دیہاتی از عرب ضاد کی جگہ دال، طاء، ذال یا ز اپنی زبان پر جاری کر دے کیونکہ ہماری گفتگو عرب خالص میں ہے نہ کہ اس قوم میں جو عجم کے ساتھ ملی ہو اور اس کی زبان خلط ملط ہو گئی ہو مثلاً رجعت قمقری کی جگہ رجعت لگگری اور ثلثہ عشر کی جگہ تلثعشر، خذ کذا کوخذ کذا اور کاف کے کسرہ اور دال کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کے علاوہ دیگر بے مقصد و لایعنی تغیرات یا ایسے بدوی اور یمینی لوگوں سے ملا ہوں جو بکذا کو بچامی

¹ مجمع بحار الانوار لفظ عطر کے تحت مذکور ہے مطبوعہ مطبع عالی منشی نوکسٹور لکھنؤ ۱۲/۳۹

² فتاویٰ قاضی خان فصل فی قراءۃ القرآن خطائی مطبوعہ نوکسٹور لکھنؤ ۱۸/۶۸

پڑھتے تھے مونث کو خطاب کرتے ہیں منک کہ جگہ منج پڑھتے ہیں، بعض دیگر ایسے لوگ بھی میں نے دیکھے کہ جیم کو گاف کے ساتھ مثلاً مسگد، جمال کو گمال بولتے ہیں۔ رضی نے کہا وہ باء جو فاء کی طرح ہے سیر فی کہتا ہے یہ لغت عجم میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے اور میرا گمان ہے کہ عرب نے عجم سے اختلاط کی وجہ سے یہ اخذ کیا ہے پھر ضاد کی جگہ خالصاً یا اشکالاً پڑھنے کے بارے میں جاہل لوگوں نے علماء کے کلام سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بھی محفوظ نہیں البتہ جن بعض عوام زمان سے تشابہ صوت سنا گیا ہے کہ وہ ض کی جگہ ظاء پڑھنا چاہتے ہیں اور بعض دوسرے لوگ ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی کوشاں رہتے ہیں ضاد اور ظا کے درمیان پڑھتے ہیں یہ لوگ بہتر اور اوسط راہ پر ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر معاملہ تحقیقی حق پر چلنا نصیب کرے (آمین)

بالجملہ: حق واضح یہی ہے کہ تمام حروف آپس میں متبائن اور ان کے مخارج الگ الگ ہیں لہذا ضاد کسی بھی حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا مردود اور ناجائز ہے۔ اس حرف (ضاد) کو اللہ تعالیٰ نے اتنا جدا پیدا کیا ہے کہ کوئی حرف بھی اس کا قریبی نہیں گردانا جاسکتا اسی لئے سیبویہ نے کہا اور خوب کہا اگر صاد میں اطباق نہ ہو تو سین بن جائے، اگر ظاء میں نہ ہو تو

ان العرب انما اخذوا ذلك من العجم لمخالطتهم اياهم¹ بازخارج زمعجم بجائے ض خالصاً یا اشکالاً در کلام علماء نقلش از عوام جہالی نیز بیاد نیست البتہ بعض عامیاں زمان کہ تشابہ صورت شنیدہ اند بجائے ض ظ برآور دن مے خواہند و بعض دیگر کہ تحفظ کنند و نتوان چیزے بین الضاد والطاء برمی آرند و اولئك امثلهم طريقاً نسأل الله ان يرزقنا الحق في كل باب تحقيقاً۔

بالجملہ حق واضح ہمیں است کہ ایں ہمہ حروف باہم متبائن است و برہمہ مخرج جدا و ابدال ضباہر حرفیکہ باشد مردود و ناروا ایں حرفے است کہ حق جل و علا اور اتہا آفرید و ہیج حرفے را قرینش نکر دانید و لہذا سیبویہ گفت و در صفت لو لا الاطباق فی الصاد لکان سیناً و فی الطاء

¹ شرح شافیہ للرضی صفات الحروف مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۵۶/۳

كان ذالا وفي الطاء كان دالا وخرجت المضاد من الكلام لانه ليس شبيعي من الحروف من موضعها غيرها¹ نقله الرضی وآنکہ از قاری پانی پتی نقل کردند۔

اقول: تحقیق آنست کہ در صفات حروف بعضے صفات لازمہ است کہ فقدانش مستلزم فقدان ذات باشد چنانچہ طباق در ط و افتتاح در ت اوقطعا واجب المراجعة است و بعضے نہ چنان است اگر بجانیرند ذات حرف در ہم خورد چوں تہوع در ہمزہ وقفشہ در ش و هو کما فی المنح انتشار الصوت عند خروجها حتی تتصل بحروف طرف اللسان منها مخرج الطاء المشالة والحال ان مخرجها حافة اللسان من محاذات وسطه²۔ پس مراعات صفات مطلقا واجب نیست بلکہ از صفات حروف آنست کہ ترکش واجب است و آن صفت تکریر در رائے محقق مطلقا و در مثقلہ بیش از یکبار معنی ایں صفات در ر آنست کہ قابل تکرار است نہ آنکہ تکرار ش باید بایں معنی بتوفیق اللہ تعالیٰ بخاطر مخطور کردہ بود کہ تصریحش در کلام مولانا

وہ ذال بن جائے اگر طاء میں نہ ہو تو وہ وال بن جائے اور ضاد کلام سے ہی خارج ہو جائے کیونکہ اس کے متبادل کوئی حرف ہی نہیں اھ اسے رضی نے نقل کیا اور جو انہوں نے قاری پانی پتی سے نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں کہتا ہوں تحقیقی بات یہ ہے کہ حروف کی صفات میں بعض ایسی صفات لازمہ ہیں جن کے فقدان سے حروف کی ذات کا فقدان لازم آتا ہے مثلاً "طاء" میں طباق اور "تاء" میں افتتاح اس کی رعایت نہایت ضروری ہے اور بعض حروف ایسے نہیں یعنی اگر انھیں ان صفات سے ادا نہ کہا جائے تو ان کی ذات ختم نہیں، مثلاً ہمزہ میں تہوع اور شین میں نقشی، یہ وہی ہے جو المنح میں ہے کی اس کے خروج کے وقت آواز کا اس طرح انتشار یہاں تک ہو کہ حروف کے ساتھ طرف لسان متصل ہو جائے، ایسے حروف میں ظاء کا مخرج بھی ہے حالانکہ اس کا اصل مخرج اس کے محاذات وسط سے اور حافہ زبان ہے۔ پس صفات حروف کی رعایت ہر جگہ لازم نہیں بلکہ بعض حروف کی صفات ایسی ہیں جن کا ترک ضروری ہے اور وہ رائے محقق میں مطلقا اور رائے مثقلہ میں ایک بار سے زائد تکرار ہے یعنی را میں اس صفت کی موجودگی کا معنی یہ ہے کہ را قابل تکرار ہے یہ نہیں کہ اس میں تکرار ضروری ہے، یہ معنی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے ذہن میں آیا اور اس کی تصریح

¹ شرح شافیہ للرضی صفات الحروف مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۶۲/۳

² المنح الفکریۃ مطلب بیان الحروف المہموستہ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ص ۱۹

مولانا علی قاری کے اس کلام میں ظاہر ہوئی جو انہوں نے ماتن کے قول "والراء بتکریر جعل" کے تحت کی ہے کہ قراء کے قول "را میں تکرار ہے" کا معنی یہ ہے کہ راء تکرار کو قبول کرتا ہے کیونکہ اس کے تلفظ کے وقت طرف زبان حرکت کرتی ہے جیسا کہ غیر ضاحک کو انسان ضاحک کہا جائے کہ وہ نضحک کے قابل ہے، اس جعل میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس کا تکرار غلط ہے، پس اس کے ساتھ تلفظ کے لئے اس سے بچنے کی معرفت ضروری ہے تاکہ غلطی سے بچا جائے، جیسا کہ جاؤ کا علم اس لئے حاصل کیا جائے تاکہ اس کے نقصان سے بچا جائے اور اس سے دفاع کی معرفت ہو جائے اور اس کو اٹھایا جائے جبری نے کہا سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ تلفظ کرنے والا اپنی زبان کے اوپر والے حصے کو تالو کے بلند حصے کے ساتھ ایک دفعہ مضبوط طریقہ سے ملائے اب جب وہ حرکت کرے گی تو ہر دفعہ، را پیدا ہوگا مکی نے کہا ہے قرأت میں اخفاء تکریر ضروری ہے اور فرمایا قاری پر لازم ہے کہ اس کے تکرار میں اخفاء کرے اور جب اظہار کرے گا تو حرف مشددہ میں کئی حروف پیدا کرے گا اور محققہ میں دو حروف سے کرے اھ اھ یہ عبارت کچھ اختصار کے ساتھ ہے ہر حرف کو اس کے مخرج سے اس طرح ادا کرنے کا وجوب اس معنی پر ہے کہ تمام حروف کا متساوی الاقدام ہونا مسلم ہے اس میں ضاد ہی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ یہ

علی قاری چہرہ کشود حیث قال تحت قول الماتن والراء بتکریر جعل، معنی قولہم ان الراء مکرر ہو ان الراء له قبول التکرار لا رتعاد طرف اللسان به عند التلفظ كقولهم لغير الضاحك انسان ضاحك یعنی انه قابل للضحك وفي جعل اشارة الى ذلك، وتكريره الحسن فيجب معرفة التحفظ عنه للتحفظ به كمعرفة السحر ليتجنب عن تضرره وليعرف وجه رفعه قال الجعبري وطريقة السلامة انه يلصق الالفاظ ظهر لسانه بأعلى خنكه لصقاً محكماً مرة واحدة ومتى ارتعد حدث من كل مرة راء وقال مكي لا بد في القراءة من اخفاء التكرير وقال واجب على القاري ان يخفي تكريره ومتى اظهر فقد جعل من الحرف المشدد حروفاً ومن الحرف المشدد حروفاً ومن المخفف حرفين¹ اھ بعض اختصار ودر وجوب ادا از مخرج بر معنی کہ مسلم است جملہ حروف متساویہ الاقدام است ہیچ خصوصیت ض رائست بلکہ تو اس گفت کہ چوں ادائے صادق دروا عسر

¹ المنع الفكري شرح المقدمة الجزرية مطلب بيان الحروف المشددة والمخففة مطبوعه مصطفى الباني مصر ص ۱۸

کہا جاسکتا ہے کہ جب اس کی صحیح ادائیگی دیگر حروف کی نسبت زیادہ مشکل ہے تو اس مشقت کے پیش نظر دیگر حروف کے اعتبار سے اس کے حکم وجوبی میں تخفیف ہوگی کیونکہ مشقت آسانی لاتی ہے۔ ہر مشکل معاملہ میں گنجائش ہے، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم تکلیف نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں تنگی نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا، اور تمام خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے، ہاں ضاد میں تنگی کی وجہ سے اس کی ادائیگی کے لئے خوب اہتمام اور تحفظ ہونا چاہئے اور ادائیگی میں ہوش سے کام لیا جائے۔ (ت)

از جملہ حروف است حکم وجوب بعارض مشقت دروے بنسبت سائر حروف درو بتحقیق است فان المشقة تجلب التيسير وماضاق امر الاتسع و
لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا¹
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ²
يُرِيدُ اللَّهُ يَكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ يَكُمُ الْعُسْرَ³
والحمد لله رب العلمين آرے خصوصیت ض بوجہ عمر مراد در شدت احتیاج باہتمام در آں تحفظ و تنقذ در ادائے آنست۔

¹ القرآن ۲/۲۸۶

² القرآن ۲۲/۸۷

³ القرآن ۳/۱۸۵



الجام الصاد عن سنن الصادؓ (ضاد کے طریقوں سے روکنے والے منہ میں لگام دینا)

مسئلہ نمبر ۷۷۷: ازدر بھنگہ محلہ اسماعیل گنج ڈاک خانہ لہریا سرائے مرسلہ مولوی محمد یسین صاحب ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۷ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ض معجزہ کو قصداً یا ذ بلکہ ز معجزات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل ندوہ وغیرہ ہندیان زمانہ کے چھ^۱ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مرام نماز میں ض کو مشابہ د مہملہ پڑھنے پر حکم فساد اور اس پر ان دو وجہ سے استناد ہے:

اولاً: فی فتاویٰ قاضی خان:

ولو قرأ الظَّالِمِينَ بِالْظَّاءِ وبالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الدالین بالذال تفسد ^۱ ۔	اگر الضَّالِّین کو الظَّالِمِین یا الذَّالِّین پڑھا جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر دالین میں دال کے ساتھ پڑھا تو فاسد ہو جائے گی۔ (ت)

^۱ فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرأت القرآن خطاء الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۶۹/۱

ثانیاً: ضاد مشابہ ظا کے، نہ دال کے، میان ضاد و دال کے صفتوں کا فرق ہے جب ضاد و دال میں صوتاً تغایر ہے تو فصل اُن میں بلا مشقت ممکن۔

فتویٰ ندوہ کی عبارت یوں ہے: ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کہ ضاد و دال دو حرف متغایر المعنی ہیں جن میں امتیاز بلا مشقت ممکن اور ایسی صورت میں فقہاء فساد نماز کو لکھتے ہیں شامی کہتے ہیں:

اذا ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینہما بلا مشقة تفسد والا یسکن الا بمشقة كالطاء مع الضاد قال اکثرهم لا تفسد ¹ ۔ (ملخصاً)	جب کسی حرف کی جگہ دوسرا بولا جائے اور معنی بدل جائے اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت ممکن نہ ہو جیسا کہ ظا اور ضاد کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتوؤں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ ظا لین پڑھنا بھی غلط ہے لیکن چونکہ ان میں تشابہ صوتی ہے اور امتیاز متعسر اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن تعمد یہاں بھی مفسد ہے، یہی مذہب مختار ہے کما فی البرازیلیہ (جیسا کہ بزازیہ میں ہے۔ ت) ان فتوؤں کا کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے موافق و موید ہیں یا نہیں، اور جو لوگ ض ہی کا قصد کریں اور ض سمجھ کر پڑھیں مگر بوجہ عدم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں دال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصد اُض کو پڑھے اُس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف ض و دو وظ ہی خاص ہے یا باقی حروف مثل (ا، ع، ت، ط، س، ث، ص، ح، ہ) کو بھی عام ہے اگر عام ہے تو آج کل یہ جھگڑا اسی حرف میں کیوں ہے جواب مختصر ہو کہ عوام مطول کو نہیں پڑھتے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب:

اللهم هداية الحق والصواب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزه سبيل الرشاد عن تحريف كل صا ، وعد بالعذاب من حاد وضاد والصلوة والسلام على الكريم الجواد على مولى العباد مولى المراد وأله الاسياد وصحبه الامجاد ما اهمت الصاد واعجت الصاد، كشف صواب واليضاح جواب کو چند مجمل جملے

¹ رد المحتار، مطلب مسائل زلیہ القاری، مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۸ھ

ملفوظ ہیں:

اول: ض ظ ذ ز معجمات سب حروف متباہتہ متغائرہ ہیں ان میں کسی دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں خواہ بیرون نماز حرام قطعی و گناہ عظیم، افتراء علی اللہ و تحریف کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ نعم الزاد لروم الضاد اس پر دلائل قاہرہ باہرہ قائم کئے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل فضلی، امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے، محیط برہانی میں ہے:

سئل الامام الفضلی عن یقرأ الظاء المعجبه	امام فضلی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے
مكان الضاد المعجبة او علی العکس فقال	ضاد کی جگہ ظ یا غا کی جگہ ضاد پڑھا تو فرمایا اس کی امامت جا
لا يجوز امامة ولو تعدد يكفر ¹ ۔ (ملخصاً)	تر نہیں اور اگر اس نے قصداً ایسا کیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

منح الروض الازہر میں ہے: اما کون تعدد کفر فلا کلام فیہ² (عمداً ایسا کرنا کفر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ت) عالمگیری میں ض کی جگہ ز عمداً پڑھنے کو کفر لکھا:

حيث قال سئل عن يقرأ الزاء مقام الضاد وقرأ	عبارت یہ ہے سوال یہ کیا گیا کہ کوئی ضاد کی جگہ ز اور اصحاب
اصحاب الجنة مقام اصحاب النار قال لا يجوز	النار کی جگہ اصحاب الجنۃ پڑھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کی
امامته ولو تعدد يكفر ³ اه في النسخة الهندية	امامت جائز نہیں اور اگر اس نے ایسا عمداً کیا تو اسے کافر قرار دیا
الضاد المعجبة وفي المصرية الصاد وكلاهما	جائے گا اھ اس فتاویٰ کے ہندوستانی نسخہ میں ضاد اور مصری
محتمل والحكم واحد لا يتبدل۔	میں صاد ہے اور ان دونوں کا احتمال ہے حکم ایک ہی ہوگا اس
	میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (ت)

اس طائفہ حادثہ کا حکم تو ہمیں سے ظاہر ہو گیا۔

¹ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر بحوالہ محیط فصل فی القراۃ والصلوۃ مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵

² منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر فصل فی القراۃ والصلوۃ مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵

³ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۲۸۱/۲

دوم: قاری سے بے قصد تبدیل اگر ض مشابہہ و بلکہ عین دہوا تو اس پر مطلقاً فساد نماز کا حکم غلط و فاسد ہے، عبارت امام قاضی میں اگر ذکر ہے تو صرف ایک لفظ کا نہ کہ بر بنائے تباین صوت و سہولت تمیز، حکم مطلق، حنفیہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب مہذب امام محمد رضی اللہ عنہ کہ جماہیر محققین نے اُسی کی تصحیح کی اُس پر اعتماد فرمایا، خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف اصلاح و فساد معنی پر بنائے کار تو جہاں ض کی جگہ دپڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا

مثلاً افید وابتضمین معنی المن والانعام فی قوله تعالیٰ افیضوا علینا من الماء ومثل اکواب مود وعة موضع موضوعة وراذیة مردیة مکان راضیة مرضیة کہا بینا فی نعم الزاد۔	جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی افیضوا علینا من الماء میں افیضوا کی جگہ افید و اجوا احسان و انعام کے معنی پر مشتمل ہے اور اکواب موضوعة کی جگہ اکواب مودوعة اور راضیة مرضیة کی جگہ رادیة مرضیة کی جگہ پر تفصیلی گفتگو ہم نعم الزاد میں کر چکے ہیں۔ (ت)

یہ علمائے متاخرین کہ عوام کی ہر آسانی کے لئے عسر و یسر تمیز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمیز کی حالت میں مطلقاً حکم فساد دیں گے اگرچہ معنی معتبر نہ ہوں یہ اصل مذہب سے آسانی ہوئی یا اور شدت و گرانی نہیں، ان کا حکم قطعاً اس صورت میں مقصود جہاں معنی بگڑیں اور ان حروف میں تمیز آسان ہو، دیکھنے والے اگر کلمات علما پر نظر رکھتے اس امر کے نصوص واضح ملتے، یہی امام اجل قاضی خان اپنے اس فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

اذا اخطأ بذکر حرف مکان حرف کلمة ولم یتغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبه ذلك لم تفسد صلوتہ لانه لا یغیر المعنی ، وان ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصلحت تفسد صلوتہ عند الكل ، وان کان لا یسکن	جب خطا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ایک کلمہ میں پڑھ دیا لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوئی مثلاً ان المسلمون اور ان الظالمون اسی کی طرح دیگر مقامات ، تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں ہوتا اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے سے معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں حروف کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے طاور صاد یعنی صالحات کی جگہ طالحات پڑھا تو تمام کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر

الفصل بین الحرفین الا بمشقة قال اکثرهم لا تفسد صلوته ¹ اھ مختصراً	دونوں حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ تھا تو اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اھ اختصاراً۔ (ت)

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں فتاویٰ خانہ سے منقول، ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

فی الخانیة والخلاصة انه ان لم يتغير المعنى جاز مطلقاً وان تغير المعنى فان لم يشق التمييز بين الحرفين فسدت عند الكل وان شق فأكثرهم لا تفسد ² ۔	خانہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آئی تو نماز (مطلقاً) ہر حال میں جائز، اور اگر معنی میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حرفوں کے درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک نماز فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے نزدیک فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

سوم: قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی دعوٰی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور قطع نظر اس سے عبارت خلاصہ میں اگر دال مہملہ ہے تو متدل کے صریح خلاف، اور معجمہ ہے تو مہملہ کا ذکر اصلاً نہیں، تو سند دعوٰی سے بے علاقہ صاف، ہمیں عبارت قاضی خان سے بحث کرنی ہے جس سے فتویٰ ندوہ نے بھی استناد کیا اس عبارت میں دال و ذال کے صرف اسماء لکھے ہیں انھیں صفت مہملہ و معجمہ سے مقید نہ فرمایا اور نقول خصوصاً مطابع میں نقاط کا تغیر کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابرہیم حلبی نے غنیہ شرح منیہ اور علامہ محقق مولانا علی قاری مکی نے منہج فکر یہ مقدمہ جزر یہ میں یہی عبارت قاضی خان بصریح اہمال و اعجام نقل فرمائی جس میں صراحۃً مذکور کہ ضالین کی جگہ دالین بہ دال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائیگی اور دالین بہ ذال معجمہ پڑھے تو جاتی رہے گی، اول نے فرمایا ہے:

هذا فصل وهو ابدال احد هذه الاحرف الثلاثة اعنى الضاد والطاء والذال من غيره فلنورد ما ذكره في فتاوى قاضى خان من هذه القبيل قرأ ولا الضالين بالطاء المعجمة والذال المهملة لا تفسد لوجود لفظهما	اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، طاء، اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کر کے پڑھنا اس سلسلہ میں فتاویٰ قاضی خان میں جو کچھ بیان ہوا اس کا عنقریب ہم تذکرہ کرتے ہیں اگر ضالین کی جگہ ظالین اعجاماً یا دالین اہمالاً پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان

¹ فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرأت القرآن خطاء الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱/۶۸

² حلیہ المحلی شرح منیہ المصلی

فی القرآن وقرب المعنی ولو قرأ بالذال المعجمة تفسد لبعد معناه ¹ ملتقطاً۔	دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے اور اگر ذالین ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے معنی میں بعد ہے ملخصاً (ت)

ثانی نے فرمایا:

فی فتاویٰ قاضی خان ان قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال المهملة لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد ² ۔	فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب کو ظاء یا دال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ولا الضالین کو ظاء یا دال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہو جائے گی۔ (ت)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی نقل پر ان کے صریح مخالف و عکس مراد ہے، ندوے کا دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ و تنقیح بازغ کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا رسالہ نعم الزادہ ہے۔
چہارم: ض و ط میں دشواری تمیز اس طائفہ حادثہ کا اصل مفید نہیں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک ہنگام لغزش، و خطا سبیل آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصداً بتبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بالقصد مغضوب کی جگہ مغضوب، مغذوب، مغزوب پڑھے اُس کی نماز بلاشبہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مغضوب و مفسد، تو یہ سب فتویٰ اس کے حق میں بیکار و ناموید۔ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔

محل الاختلاف فی الخطأ والنسيان أما فی العمد فتفسد به مطلقاً بالاتفاق اذا كان مما يفسد الصلاة أما اذ كان ثناء فلا يفسد ولو تعبد ذلك افاده ابن امير الحاج ³ ۔	محل اختلاف خطاء و نسیان کی صورت میں ہے، رہا عداً کا معاملہ تو اس صورت میں مطلقاً بالاتفاق نماز فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ ایسی قرأت میں ہو جس سے نماز فاسد ہو سکتی ہو اور اگر ایسا معاملہ ثناء میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عداً ہو ابن امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (ت)

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام زید القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۸

² المنع الفکریہ شرح مقدمہ جزیریۃ باب التحذیرات مطبوعہ تجارت الکتاب بمبئی ص ۳۳

³ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ ص ۱۸۶

حلیہ میں ہے:

ثم ما سذكركم من الخلاف من المتقدمين والمتأخرين في هذا على ما في الخاتمة ينبغي ان يكون محله ما اذا لم يتعمد فتنه له ¹ ۔	پھر اس مسئلہ میں متقدمین و متأخرین کا جو اختلاف خانیہ کے حوالے سے بیان کریں گے اس کا محل و مقام اسی صورت میں ہے جو عمدانہ ہو، تو اس پر توجہ کرو (ت)

پانچویں فتویٰ کی عبارت سوال میں مذکور، اس میں تو صراحۃً تعمد پر حکم فساد مسطور، پھر اُسے مفید سمجھنا کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں، حلیہ میں خزائنہ الفتاویٰ وغیرہا سے منقول:

غير المغضوب بالظاء والظلمين بالذال او بالضاد قال بعضهم لا تفسد، هم ابو القاسم الصغار ومحمد بن سلمة وكثير من المشايخ افتوا به لعموم البلوى فان العوام لا يعرفون مخارج الحروف وقال الامام ابو المحسن والقاضي الامام ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسد وان جرى على لسانه او لم يكن ممن يميز بين الحرفين لا تفسد وهو المختار ² ۔	اگر غیر المغضوب کو ظاء کے ساتھ، الظالمین کو ذال یا ضاد کے ساتھ پڑھا تو علماء کی رائے یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسماء یہ ہیں ابو القاسم الصغار، محمد بن سلمہ اور متعدد مشائخ نے عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام مخارج حروف سے آگاہ نہیں ہوتے اور امام ابوالمحسن اور قاضی امام ابو العاصم نے کہا اگر ایسا عمداً کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری ہو گیا تو دونوں حروف میں امتیاز کرنے والا نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے (ت)

اسی میں خزائنہ الاکمل سے ہے:

اذا قرأ مكان الظاء ضادا او مكان الضاد ظاء فقال القاضي المحسن الاحسن ان يقال ان تعمد ذلك تبطل صلاته عالماً كان او جاهلاً اما لو كان مخطئاً اراد الصواب	جب کسی نے ظاء کی ضاد یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا تو قاضی محسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمداً ایسا کیا تو کہا جائے کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، لیکن اگر خطاً ایسا ہوا یعنی درست پڑھنے

¹ حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

² حلیہ المحلی شرح منیۃ المصلی

کا ارادہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہو گیا یا وہ دونوں حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہوا اور اس کا گمان یہی ہو کہ اس نے کلمہ صحیح ادا کیا ہے لیکن درحقیقت غلط تھا تو اس کی نماز ہو جائیگی۔ یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے اور شیخ اسمعیل الزاہد نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی احسن ہے کیونکہ کرد، عراقی اور ترکی لوگوں کی زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس میں بہت تنگی ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ تمام فتاویٰ جات کی گفتگو کا اجمال بھی یہی ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں یہ جو مطلقاً فساد کی طرف اشارہ ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کی آراء کی مطمح یہی ہے ورنہ خطا کی صورت میں عدم فساد کا اطلاق ہوگا اور اس پر ان کے کلام کو محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان میں سے عمر امتیاز کے ساتھ اور بعض قرب مخرج کی بناء پر فرق کرتے ہیں۔ (ت)

فجرى هذا على لسانه ولم يكن ممن يميز بين الحرفين فظن انه ادى الكلمة كما هي فغلط جازت صلوته وهو قول محمد بن مقاتل وبه كان يفتي الشيخ اسمعيل الزاهد وهو احسن لان السنة الاكراد واهل السواد والترك غير طائفة في مخارج والظاهر ان هذا مجمل ما في جميع الفتاوى¹۔

اقول: انما يشير الى اطلاق الفساد في العبد انه مطمح انظارهم جميعاً والا فاطلاق عدمه في الخطاء لا يمكن ان يحصل عليه ما في جميع الفتاوى فان منهم من يفصل بعسر الفصل ومنهم من يفرق بقرب مخرج۔

منہ میں ہے:

جب کسی نے ذال کی جگہ ظاء یا ضاد کی ظاء یا اس کا عکس کیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی، اور اکثر ائمہ اسی پر ہیں محمد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان حروف میں امتیاز نہیں کر سکتے، اور قاضی امام الشہید المحسن فرمایا کرتے تھے کہ احسن یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر زبان پر اس طرح از خود جاری ہو گیا۔

اما اذا قرأ مكان الذال ظاء او مكان الضاد ظاء او على القلب ففسد صلوته وعيله اكثر الائمة وروى عن محمد بن سلمة رحمة الله تعالى انها لا تفسد لان العجم لا يميزون بين هذه الحروف وكان القاضي الامام الشهيد المحسن يقول الاحسن فيه ان يقول ان جرى

¹ حلیۃ الحلی شرح منیۃ المصلی

اور وہ امتیاز کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی تھا اس کلمہ کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، محمد بن مقائل اور شیخ اسماعیل الزاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ت)	علی لسانہ ولم یکن ممیزاً فی زعمہ انہ ادی الکلمۃ علی وجهہا لا تفسد و کذا روی عن محمد بن مقائل والشیخ الامام اسماعیل الزاہد ¹ ۔

بزازیہ میں دربارہ معظوب ذالین وظالین ہے:

قاضی ابوالحسن اور قاضی ابو عاصم نے کہا کہ اگر ایسا عہد کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر زبان پر از خود اس طرح ہو گیا یا وہ امتیاز نہ کر سکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ تمام اقوال میں معتدل ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)	قال القاضی ابو المحسن والقاضی ابو عاصم ان تعدد فسد وان جرى علی لسانہ او کان لا یعرف التمییز لا یفسد وهو اعدل الاقاویل وهو المختار ² ۔

اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

اقول: (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی صورت میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ خطاً واقع ہو۔ رہا معاملہ عہد کا تو اس صورت میں فساد نماز پر اتفاق ہے جیسا کہ حلیہ کے حوالے سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور طحاوی کی تصریح گزری، اور اکمل کا بطور استظهار کہنا کہ فتاویٰ جات کا اجمال یہی ہے۔ "کا معنی بھی یہی اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ انہوں نے عہد کیا کرنے سے ارتداد کا حکم لگایا تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)	اقول: والظاهر ان هذه الاختیارات ترجع الی شق الجواز عند الخطأ اما الفساد عند العبد فینبغی الاتفاق علیہ کما تقدم ما یفیده عن الحلیة والتصریح به عن الطحاوی وهو معنی استظهار الاکمل انہ مجمل ما فی جمیع الفتاویٰ کیف و اذا جعلوا التعدد من الردة فما بقاء الصلوة هذا واضح جدا۔

¹ منیہ المصلیٰ فصل فی زیادہ القاری مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۴۱

² فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ فصل فی زیادہ القاری مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۴۲/۳

پہلے: ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر لغو و فضول اور محل بحث سے یکسر معزول، منتقدین کا مسلک معلوم ہے کہ ان کے یہاں تشابہ و عدم تشابہ پر اصلاً نظر نہیں اور متاخرین قرب مخرج یا عسر تمیز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انہیں بھی بحث نہیں، نہ صفات خواہی نہ خواہی آسانی تمیز کو مستلزم، نہ ان کا تشارک دشواری پر حاکم ط مہملہ دال مہملہ سے سوائے اطباق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تمیز کی آسانی میں اور تائے شتا سے متعدد صفات میں تباین تام اور دشواری فصل منصوص اعلام، ط مجبورہ و مستعلیہ مطبقہ قلقلہ ہے اورت مہموسہ مستقلہ مضحکہ بے قلقلہ خانیہ و خلاصہ و حلیہ و ہندیہ ورد المختار و غیر ہا میں ہے:

ان کان لا یسکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کاطاء مع التاء ^۱ ۔ الخ	اگر دو حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ ہو جیسے طاء اورت الخ (ت)

شرح جزریہ میں ہے:

قال الرماني وغيره لولا الاطباق لصارت الطاء دالاً لانه ليس بينهما فرق الا الاطباق ^۲ ۔	رمانی وغیرہ نے کہا کہ اگر اطباق نہ ہو تو طاء دال ہو جائے گی اس لئے کہ اطباق کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم: فتویٰ ندوی کا قول کہ ضاد و دال دو حروف متغیر المعنی عجیب، الفاظ متغیر المعنی ہیں اگر مستثنیٰ مراد تو ان ک لئے معنی کہاں، بھلا بتائیے تو کہ مجرد حرف ض کے کیا معنی ہوئے، اور اگر اسماء مقصود یعنی حدود دال تو نہ دو حرف نہ ان میں مقال، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دو حرف جدا گانہ ہیں، کسی کلمے میں ان کا تغیر معنی کے لئے مستلزم تغیر، یہ معنی فی البطن اگر مقصود بھی ہوں تو اذناً اطلاق ممنوع، تائیاہر تغیر میں تغیر بحد فساد مدفع، دیکھو ضالین و دالین میں کس قدر تغیر معنی ہے مگر محقق حلبی نے تغیر نہ مانا و هذا ببداهتہ غنی عن ابانۃ (یہ بات بدیہی ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔ ت)

ہفتم: دونوں حرفوں میں تغیر صوت ہر گز سب کے لئے سہولت تمیز کو مستلزم نہیں، ح، خ کی آوازیں کتنی جدا ہیں مگر ترک کو ان میں تمیز سخت دشوار۔ غنیہ میں ہے:

ذكر محمد بن الفضل في فتاواه ان الترك لا يمكنه اقامة الحاء الا بمشقة ^۳ الخ۔	محمد بن فضل نے اپنے فتاویٰ میں تحریر کیا کہ ترک لوگوں کے لئے حاء کی ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الخ (ت)

^۱ رد المختار مطلب مسائل زلہ القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابی ۱۶۶۱ھ

^۲ المنع الفکریہ شرح المقصد الجوزیہ مطلب بیان ان الانسان علی اربعۃ اقسام مطبوعہ تجارت الکتاب حاملی محلہ بمبئی ص ۱۵

^۳ غنیۃ المستملی شرح نئیہ الصلی فصل فی احکام زلہ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۲-۸۱

ان سے زیادہ ہمزہ وق کی آوازوں کا تباہی ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر ان میں تمیز کمال مشکل ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

تتار خانیه میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحادِ مخرج نہ ہو اور نہ ہی قرب مخرج ہو مگر اس صورت میں ضرورت عامہ ہو مثلاً صاد کی جگہ ذال یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اھ میں کہتا ہوں اس بناء پر قاف کو ہمزہ کے ساتھ بدلنے میں جیسا کہ ہمارے زمانے کے عوام کی زبان ہے بھی فساد نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتے جیسے ذال اور زاء کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے، یہ تمام متاخرین کے قول پر ہے اھ باختصار (ت)	فی التتار خانیه اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قربه الا انه فیہ بلوی العامة کالذال مکان الصاد والطاء مکان الضاد لا تفسد عند بعض المشائخ اھ قلت فینبغی علی هذا عدم الفساد فی ابدال القاف همزة کما هو لغة عوام زماننا فانهم لا یبیزون بینهما ویصعب علیهم جدا کالذال مع الزاء وهذا کله قول المتأخرین¹ اھ باختصار

ان عبارات سے واضح ہوا کہ دشواری تمیز میں ہر قوم کے لئے اُس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا تشابہ وغیرہ کچھ ضرور نہیں، تو عوام ہند اگر ض و د میں تمیز پر قادر نہیں تو وہ اُن کے لئے اسی مشقت فصل کی فصل میں ہیں جس میں ض و ط و ت کا شمار ہوا اب عبارت شامی منقولہ، فتویٰ ندوہ اور اس کے مثل تمام عبارات بحث سے محض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً معظوب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متاخرین حکم بطلان نماز۔

ہشتم: یہاں تک مدارک ابنائے عصر پر کلام تھا مگر جانِ برادر عربی عبارت میں "صن، علی، فی" کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرام علمائے اعلام تک رسائی اور

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تائید بخشد خدائے بخشندہ

مشقت جس سے فتویٰ ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء کا وہ قول صورت

¹ ردالمحتار، مطلب مسائل زبد القاری، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۱/۲۶۸

خطا و زلت میں ہے کہ لغزش زبان سے باوصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورت عجز ہے کہ یہ ظالین یا اس کے مشابہ دالین پڑھنے والے ہر گز ادائے "ض" پر قادر نہیں جس طرح خزانہ الاکمل و حلیہ کی عبارت گزری کہ

ان السنة الاكراد واهل السواد والاتراك غير طائعة في مخرج هذه الحروف ¹ ۔	کرد، عراقی، ترک لوگوں کی زبانیں ان حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں۔ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اوپر گزری کہ اس قول کو اذا اخطأ بذکر حرف مکان حرف²۔ (یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطا زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاطلاق کا ارشاد اجل و اجلی سنیہ، فتح میں فرماتے ہیں:

اما الحروف فاذا وضع حرفا مكان غيره فاما خطأ واما عجزا فالاول ان لم يغير المعنى لا تفسد وان غير فسدت فالعبرة في عدم الفساد عدم تغيير المعنى. وحاصل هذا ان كان الفصل بلا مشقة تفسد وان كان بمشقة قيل تفسد واكثرهم لا تفسد هذا على رأى هو لاء المشائخ، ثم لم تنضبط فروعهم فاورد في الخلاصة ما ظاهره التنافي للمتأمل فالاولى قول المتقدمين والثاني وهو الاقامة عجزا كالحمد لله الرحمن الرحيم بالهاء فيها اعوذ بالمهمل الصمد بالسين ان كان يجهد الليل والنهار في تصحيحه ولا يقدر فصلوته جائزة ولو ترك جهده ففاسدة ولا	رہا معاملہ حروف کا، تو جب ایک حرف کو کسی دوسرے حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ خطا ہوگا یا عجزاً، پہلی صورت میں اگر معنی نہیں بدلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی، پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اگر حروف میں امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی، اور اگر اس میں مشقت ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے نزدیک فاسد نہ ہوگی یہ ان مشائخ کی رائے کے مطابق ہے، پھر ان کی تمام فروعات و جزئیات کو منضبط نہیں۔ پس خلاصہ میں ایسی چیز کو وارد کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب غور و فکر کے ہاں منافی ہے، پس متقدمین کا قول اولیٰ ہے اور دوسری صورت

¹ حلیہ الحلی شرح منیہ المصلی

² فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرأت القرآن خطاء الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ، ۶۸/۱

یسعہ ان یترک فی باقی عمرہ اہ مختصر^۱۔

کہ یہ عمل بجزاً ہو مثلاً الحمد للہ ، الرحمن الرحیم میں "ہا" کے ساتھ ، اعوذ میں دال کے ساتھ اور الصمد میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے تصحیح کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور جدو جہد ترک کر دی تو نماز فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں جدو جہد ترک کرنے کی گنجائش نہیں۔ اہ اختصار (ت)

دیکھو خطا و عجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں ذکر کیا صورت عجز میں اس تفرقے کا اصلاً نام نہ لیا بلکہ س و ص و دو ذکی مثالوں سے صرف متشابہ الصوت و غیر متشابہ دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحۃً ظاہر فرمایا تو بحالت عجز مغضوب معذوب بلکہ بالفرض معکوب مغضوب سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور حرف و دو حرف کا فرق باطل۔

نہم: مانا کہ نہ ظاء طائفہ جدیدہ کی قصدیت پر نظر ہوئی نہ دال عوام پر نہ اقوال علماء میں فرق عجز و خطا وغیرہ پر اور باتباع بعض علمائے متاخرین ارشاد اقدس اصل ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصحح و مختار جمہور محققین بھی پسند نہ آیا، یہ سب مسلم مگر متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے از انجملہ امام قاضی ابوعاصم و امام محمد ابن مقاتل و امام اسماعیل زاہد وغیرہم اکابر امجد کا قول بہت قوت تھا جس پر امام زاہد نے فتویٰ دیا، امام محسن و صاحب خزانیہ الاکمل نے احسن کہا، خزانیہ الفتاویٰ و حلیہ وغیرہما میں مختار بتایا، وجیز کردری و ہندیہ وغیرہما میں اعتدال الاقوال فرمایا کہ یہ سب عبارات زیر امر چہارم گزریں یعنی اگر خطا ایک حرف کی جگہ دوسرا زبان سے نکل گیا یا تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت وغیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صرف خطا یا عدم تمیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ ظ و د کا ایک حال ہو اور بحال عدم تعدد صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے کون سی فقہی نظر موجب ہوئی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا تو یہ قول جلیل نہ لیا جائے حالانکہ اس کی قوت جلیلہ، شانے دارد، پھر جس مصلحت کے لئے قول ائمہ متقدمین سے عدول ہوا یعنی عوام پر آسانی، وہ بھی اسی میں اتم وازید، ہاں اگر منظور ہی یہ ہو کہ وہابیہ غیر مقلدین ندوی کے برادران معظمین کی نماز میں درستی پائیں اور عوام اہلسنت کی نمازیں برباد ہو جائیں، اس لئے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

دہم: بلکہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالقاسم صفار و امام محمد سلمہ وغیرہما اجلہ ائمہ نے اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اُس پر فتویٰ دیا کہ نظر عموم بلوی پر ہے جہاں ابتلائے عام ہو صحت پر فتویٰ دیں گے اسی شامی میں یہیں تھا:

^۱ فتح القدیر شرح ہدایہ فصل فی القرۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر ۲۸۱/۱

تاتار خانیه میں حاوی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے تھے کہ حروف میں خطا ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ اس میں عوام الناس کو شدید ضرورت ہے کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کر سکتے، اسی میں ہے جب دو حروف کے درمیان اتحاد مخرج اور قرب مخرج نہ ہو البتہ اس میں عموم بلوی ہو تو بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اھ اختصار اور تمام عبارت پیچھے گزر چکی ہے۔ (ت)

وفي التاتار خانية عن الحاوي حكي عن الصفار انه كان يقول الخطاء اذا دخل في الحروف لا يفسد لان فيه بلوى عامة الناس لانهم لا يقيمون الحروف الابشقة اھ وفيها اذالم يكن بين الحرفين اتحاد المخرج ولاقربه الا ان فيه بلوى العامة لا تفسد عند بعض المشائخ¹ اھ مختصراً وقد مر تمامہ۔

حلیہ میں ہے:

بعض علماء نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، انہی میں شیخ ابوالقاسم الصفار اور محمد بن سلمہ ہیں، اور کثیر مشائخ نے ضروریات عامہ کی بنا پر اسی پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ عوام مخرج حروف سے واقفیت نہیں رکھتے۔ (ت)

قال بعضهم لا تفسد منهم ابوالقاسم الصفار ومحمد بن وسلمة وكثير من المشائخ افتوا به لعموم البلوى فان العوام لا يعرفون مخارج الحروف²۔

اس قول پر تو صراحۃً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں ظ خاص طائفہ قلبیہ ذلیلہ و ہابیہ پڑھتے ہیں اور دیا مشابہہ و میں عام ابتلا خود انہیں فتوؤں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہو گئی ہے کہ ض کو بصورت دپڑھتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظائیوں ندویوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عامہ عوام کی نماز صحیح الحمد للہ تلک عشرۃ کاملۃ و قد بقی خبیانی زاویا لولا ان السائل اوصی بالاجمال لاتینا بھا (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ دس اکامل دلائل مکمل ہیں، ابھی کچھ دلائل خفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجمالاً لکھنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کر دیتے۔ ت) یہاں تک ان فتوؤں کی حالتیں ظاہر ہو گئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں، امور مسئلہ میں صرف اس کا جواب رہا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے جہل اور عوام اہلسنت کے جملہ کا علم ض کا دشوار ترین

¹ رد المحتار، مطلب مسائل زلیہ القاری، مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر، ۱/۲۶۸

² حلیہ الحلی نیۃ المصلی

حروف ہونا تو ظاہر ادا نہ ہو سکتے ہیں وہ علماء اور یہ جملہ برابر مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذ اللہ کلام اللہ و تحریف حرف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا، وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اتارا ہے اسی کو پڑھیں اسی کا ارادہ کرتے اسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اس کی یہی آواز ہے۔ مگر علمائے وہابیہ کو کہاں تاب کہ عجز و جہل کے طعنے سمجھیں، دقتوں و دشواریوں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو مذہب کی بنا ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آٹھ، وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انہیں اوروں کے قول مل گئے ورنہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے۔ جاڑا لگتا ہے تیم کرلو، جماع میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال عورت کی خبر نہ آئے عورت کا نکاح کر دو، تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حلالہ سمجھو، چھ چیز کے سوا سب میں سود روا، خون و مردار و غیرہ دو ایک چیزیں ناپاک، باقی تمام اشیاء حتیٰ کہ شراب بھی طاہر۔ بے باک رفع ضرورت کو زنا سے خود اپنی بیٹی رضاعی، بھتیجی، سوتیلی خالہ سب حلال بلکہ سگی چھو بھی کے لئے بھی یہی خیال۔ انتہائے آرام طلبی یہ کہ وضو میں سر سے عمامہ دشوار اوپر ہی سے مسح کرلو، مولیٰ سبحنہ تعالیٰ نے وَاَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ فرمایا تم بعمامتکم سمجھو، وہ تو وہ مشکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے حکم غسل آیا اور ان کے دھونے سے آستین دھونا دشوار تر کہ پہنچے بھی بھیگے اور کپڑا بھی تر، ورنہ انہیں ایدیکم کی جگہ آستینکم بنالینا کیا دشوار تھا، یہاں ایک غیر مقلد صاحب کا قول تھا صاحبو تم نے تہجد میں آپ دشواریاں لگالی ہیں ہماری تو جاڑے میں جب آنکھ کھلی تکیے پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لئے اور چار پائی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور لحاف میں ڈبک رہے۔ مسلمانو کریمہ "لہ تجدد و اماء" کے معنی سمجھ یعنی جب چار پائی پر رکھا ہوا گھڑانہ ملے تو تکیے پر ہاتھ مار لو اگرچہ نام کو مٹی نہ غبار، نہ تکیہ دار کو مرض نہ آزار، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ یوں بھی جبکہ وہ قصدی تحریف ہے اور یہ عجز یا جہل یا خطا کی تصحیف، تو وہی الحق بالانکار ہے اور عوام کا ان کے علماء سے علم ہونا واضح آشکار، اصل اس قدر ہے، آگے افراط و تفریط واجب الخذر۔ یہ جواب امور مسئلہ ہے اور اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق القبول و عطر تنقیح اکابر فحول یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل و تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم اتارا اور ہمیں بحمد اللہ اس کے نظم و معنی دونوں سے متعبد کیا ہر مسلمان پر حق ہے کہ اُسے جیسا اترا ویسا ہی ادا کرے، حرف کی آواز بدلنے میں بیشمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ کفر و اسلام کا فرق ہو جاتا، آواز صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے ان کا اعتقاد صریح کفر تو معاذ اللہ وہ کلام اللہ کیونکر ہوا، آجکل یہاں عوام بلکہ کثیر بلکہ اکثر خواص نے اس امر خطیر میں مدہانت و بے پروائی اپنا شعار کر لی فقیر نے گوش خود مولوی صاحبوں، اصحابِ وعظ و درس و فتویٰ کو خاص پنچایت میں بر ملا پڑھتے سنا قل هو اللہ اھد حالانکہ ہر گز نہ اللہ نے اھد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اھد پنچایا نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اھد پڑھایا پھر یہ قرآن کیونکر ہوا، احد کے معنی ایک آکیلا

شریک و نظیر سے پاک نزالا اور اہد کے معنی معاذ اللہ بزدل کمزور فی القاموس الاهد الجبان زاد فی تاج العروس الضعیف¹ (قاموس میں ہے الاهد بزدل، تاج العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے۔ ت)

ببین تفاوت رہ از کجاست کجا

(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں)

لاجرم اس قدر تجوید کہ ہر حرف سے ممتاز اور تبدیل و تبلیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج و اقلہ حروف کا اہتمام فرض مستحکم، علمائے متاخرین کا فتویٰ معاذ اللہ پروانہ بے پروائی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنائے اور خلاف ما انزل اللہ جو جی میں آئے پڑھ لینا مناسب، باوصف قدرتِ تعلم، تعلم نہ کرنا اور اس امر اہم کو ہلکا سمجھنا غلط خوانی قرآن پر جسے رہنا کون جائز کہے گا، اس سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے، اللہ کو احد ماننا عین اسلام اور معاذ اللہ احد کہنا صریح دشنام، مانا کہ تمہیں قصہ دشنام نہیں پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بچ گئے بات کی شاعت کیا جاتی رہے گی، تعریف کیجئے اور اسی کا قصد ہو مگر لفظ وہ نکلیں جو صریح ذم ہوں کیا علمائے متاخرین اسے حلال بتا گئے ہیں؟ کما، واللہ، حاشا للہ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا نعت احدکم وهو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعس لا یدری لعلہ یذهب لیستغفر فلیسب نفسه ² ۔ رواہ مالک و البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	جب تم میں کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو سو جائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لئے دعائے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دعا بد دعا نکلے اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

جب اونگھتے میں نماز سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لئے دعائے بد نکل جائے اگرچہ قصد دعا ہے تو خود جاگتے میں خود اللہ عزوجل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمالاً بلکہ تجربہً بارہا منہ سے نکالنا کیونکر گوارا ہو سکے اگرچہ قصد ثناء ہے۔ اتقان شریف میں ہے:

من المهمات تجوید القرآن وهو اعطاء	تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے وہ حروف کو

¹ تاج العروس شرح قاموس فصل الھاء من باب الدال مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۴/۲

² مؤطا الامام مالک ماجاء فی صلوٰۃ اللیل مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۰۰، صحیح البخاری باب الوضوء من النوم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۱

انکے حقوق دینا اور ہر حرف کو اسکے مخرج اور اصل کی طرف لوٹانا ہے، بلاشبہ امت مسلمہ جس طرح معانی قرآن کے فہم اور حدود قرآنی کے نفاذ میں پابند ہے اسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تصحیح اور انہیں اسی طریقہ وصف پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے جس طرح ان کو قرأت کے ائمہ نے ادا کیا جس کا سلسلہ سند نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اور علما نے بغیر تجوید کے قرآن پڑھنے کو کُن قرار دیا ہے (ملخصاً ت)

الحروف حقوقها ورد الحرف الى مخرجه واصله ولا شك ان الامة كما هم متعبدون بفهم معاني القرآن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية وقد عد العلماء القراءة بغير تجويد لحناً¹ ملخصاً۔

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ علمائے کرام قرأت بے تجوید کو کُن بتاتے ہیں اور احسن الفتاویٰ فتاویٰ ہزاریہ میں فرمایا: ان اللحن حرام بلا خلاف² کُن سب کے نزدیک حرام ہے۔ ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تصحیح و تعلم میں اُس پر کوشش واجب، اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہوگی، بلکہ جمہور علما نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا، یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے محیط میں اسی کو مختار الفتویٰ فرمایا، خانیہ و خلاصہ و فتح القدیر و مراقی الفلاح و فتاویٰ الحجیہ و جامع الرموز و در مختار و رد المحتار وغیرہا میں اسی پر جزم کیا، علامہ ابن الشنہ نے اسی کو محرر بتایا، علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اسی کو معتمد فرمایا، اگرچہ امام برہان محمود نے ذخیرہ میں اس کو مشکل بتایا، امام بن الحاج نے اسی پر تعویل کی، علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں اسی طرف میل کیا کہا بینا کل ذلك في فتاؤنا (جیسا کہ یہ سارے کا سارا ہمارے فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) تو کیونکر جائز کہ جہد و سعی بالائے طاق سرے سے حرف منزل من القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عدا سے متروک و مجبور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کر دیں ہذا مملاً لا یبیحہ شرع ولا دین والعیاذ باللہ رب العالمین (شریعت اور دین اس کی ہر گز اجازت نہیں دیتے اللہ تعالیٰ کی پناہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت) فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ بعد اس کے عرش تحقیق مستقر ہو چکا کہ قرآن نظم و معنی جمیعاً بلکہ نظم دال

¹ الاتقان فی علوم القرآن الفصل الثانی من المهمات تجوید القرآن مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۰/۱

² فتاویٰ ہندیہ بحوالہ ہزاریہ الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقرآۃ القرآن الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۷/۵۳۱

علی المعنی کا نام ہے اور نظم یہ حروف بہ ترتیب معروف اور باہم متبائن اور تبدیل جز مستلزم تبدیل کل فان المولف من مبائن مبائن للمولف من مبائن اخر (ایک مبائن حروف کا مجموعہ دوسرے مبائن حروف کے مجموعے کے مبائن ہوتا ہے۔ ت) میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل قصدی و تحریف کلام اللہ میں کیا تفاوت مانا جائے گا۔ یہی منشا ہے امام فضلی و امام محمود و علامہ قاری وغیرہم کے اُس حکم کا جو قرآن مجید میں ض عمدًاظ سے بدلے کافر ہے۔

اقول: میری رائے یہ ہے کہ وما هو علی الغیب بضنین کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہاں ظاء کو ضاد کی جگہ رکھنا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ صرف ضاد ہی کا مقام نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے دونوں کی جگہ ہے کیونکہ ان دونوں حروف کے ساتھ قرأت قرآنی ثابت ہے جیسے صراط اور سراط، بسطة اور بصطة، یبسط اور یبسط، مصیطر اور مسیطر اور ان کے ہم مثل دیگر الفاظ، بخلاف مغضوب اور مغضوب کے اور بخلاف سجیل اور صجیل کے کیونکہ یہاں تبدیلی ہے۔ (ت)

اقول: ولا حاجة الى استثناء وما هو علی الغیب بضنین، فان ههنا ليس اقامة الظاء مقام الضاد لان المكان ليس مكانها خاصة بل مكانها جميعا علی التوارد حيث قرئ بهما فی القرآن فكان مثل صراط و سراط و بسطة و بصطة و يبسط و يبسط و مصیطر و مسیطر الى اشباه ذلك بخلاف مغضوب و مغضوب و بخلاف سجیل و صجیل فانه تبدیل۔

پس جرتا لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل من اللہ ہی کا قصد کریں اور اسی کے مخرج سے اسے نکالنا چاہئے۔ مخرج ضاد زبان کی دہنی یا بائیں کروٹ ہے یوں کہ اکثر پہلے زبان حلق سے نوک کے قریب تک اسی جانب کی اُن بالائی داڑھوں کے طرف جو وسط زبان کے محاذی ہیں قریب ملاصق ہوتا ہوا کچیلوں کی طرف دراز ہو یہاں تک کہ شروع مخرج لام تک بڑھے زبان کی کروٹ داڑھوں سے متصل ہوتی باقی زبان اس حرکت میں اوپر کو میل کر کے تالو سے نزدیکی پائے دانتوں یا زبان کی نوک کا اُس میں کچھ حصہ نہیں وہ ان قوی حروف میں ہے جو ادا ہوتے وقت اپنے مخرج پر اعتماد قوی مانگتے ہیں جس قدر سانس ان کی آواز میں سینے سے باہر آتی ہے سب کو اپنی کیفیت میں رنگ لیتے ہیں کہ کوئی پارہ سانس کا اُن کے ساتھ جدا چلتا معلوم نہیں ہوتا جب تک ان کی آواز ختم نہ ہو لے سانس بند رہے گی ایسے حروف کو مجبورہ کہتے ہیں اور ان کے خلاف کو مہوسہ جن کا جامع فَحْثُهُ شَخْصٌ سَلَتْ هِیَ یَسْتَشْحَثُكَ خَصْفُهُ مَثَلًا ثَائِيً مَثَلًا کر کے بولے ثلث تو آواز ٹاٹ کے ساتھ ایک حصہ ساکن کا جُدا معلوم ہوگا نفس بند نہ ہوا مجبورہ میں ایسا نہیں بلکہ تمام سانس جو

شروع تلفظ کے وقت موجود ہوا انھیں کی آواز سے بھر جاتی ہے اور جب تک اُس کا تلفظ ختم ہو دوسری نہیں آتی جیسے ز ز ز ظ ظ یو نہی ضضض یہ امر قوت اعتماد کو لازم ہے کہ دہن یا حلق کے کسی حصے پر اعتماد قوی بے آواز بھی حالبس دم ہے کمالا یعنی جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا تو وہ ض ہی ہو گا نہ اس کا غیر۔ فرق جو پڑتا ہے اُس کا منشا انھیں سے کسی بات کا رہ جانا ہے مثلاً زبان اگلے دانتوں کو لگی یا زبان کی نوک سے کام لیا کہ وہ آغاز مخرج لام کی طرف جھکی۔ پہلے زبان کا وسط داڑھوں کی جانب خلاف کو چلا حالانکہ اُن کی طرف میل درکار تھا یا زبان تالو کی طرف نہ اٹھائی یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی دشواری و غرابت آڑے آئی کہ زبان دب گئی کما یعنی اطباق نہ ہوا جس طرح لڑائی میں نا تجربہ کار کا ہاتھ باوصف قصد جھک کر اوچھا پڑتا ہے یا اعتماد میں ضعف رہا یا مخرج لام تک استطالہ نہ ہوا یہ بیان دیکھ آدمی صرف منزل من اللہ ہی کا خیال کر کے پر لکھنے اور عمل میں رکھنے کا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ادا میں بہت مددگار ہے وبالله التوفیق۔ اب بعد اس کے اسکا مخرج و طریقہ استعمال جان بھی لے ادا کرنے والے مشابہت دے تو اس تقریر آخری کا خیال کر کے بچ سکتے ہیں اور اگر آدمی تا آخر جو کچھ ہم نے محررہ صفات میں بیان کیا اُس سب کے مراعات ٹھیک طور پر ہو جائے تو یقیناً اب جو حروف نکلے گا وہ خالص صحیح و فصیح ض ہو گا اگرچہ ناواقف سننے والا اپنی ناشائستگی کے باعث اسے کچھ سمجھے یا کچھ نہ سمجھے اور بقدر قدرت اُس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے تو اب جو کچھ بھی ادا ہو گا صحت نماز کا فتویٰ دیں گے کہ عسر متحقق ہو لیا اور عذر واضح ہو چکا اور عسر جانب یسر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ دوسرا فرمان ہے اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تیسرے مقام پر فرمایا اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، محبتیں پیدا کرو، نفرت نہ دلاؤ۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا¹ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ² وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا جَعَلَ عَلَيْكُمُ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ³ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُوا وَلَا تَعْسَرُوا بِشُرُورٍ وَلَا تَنْفَرُوا⁴ رَوَاهُ الشَّيْخَانُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

¹ القرآن ۲/۲۸۶

² القرآن ۲/۱۸۵

³ القرآن ۲۲/۷۸

⁴ صحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۳

پھر ایسی حالت میں عند الانصاف اشتراک صفات خواہ اشتباہ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ براہِ عجز ہے اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کیا کہ ترک لوگ حاء کو خاء اور علامہ شامی کے زمانہ کے لوگ ق کو ہمزہ بنا دیتے ہمزۃ (جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کیا کہ ترک لوگ حاء کو خاء اور علامہ شامی کے زمانہ کے لوگ ق کو ہمزہ بنا دیتے ہیں۔ ت) واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصداً ضاد پڑھنا ٹھہرایا ان کی نماز تو باجماع ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال مذکورہ متاخرین کبھی ولا الضالین تک نہیں پہنچنے پاتی، پہلی ہی رکعت میں مغضوب کی مغضوب پڑھا اور نماز رخصت ہوئی اب انفعال بے معنی کئے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ض کا قصد نہ کرے بلکہ عمداً اس کو دال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرے اس کی نماز بھی مغضوب سے آگے نہ چلے گی تعلم خروج طریق ادا و قصد صحیح بقدر قدرت ہر شخص پر لازم پھر جو کچھ ادا ہوا فتویٰ تیسیر صحت پر حاکم۔

نسأل الله تيسير كل عسير انه وليه وعليه قدیر و صلی الله تعالیٰ علی البشیر والنذیر والہ وصحبہ۔	ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں وہ ہر مشکل کو آسان فرمادے کیونکہ وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس ذاتِ اقدس پر جو بشیر و نذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت)

بالجملہ عمداً یا دود و دونوں حرام، جو قصد کرے کہ بجائے ض یا د پڑھوں گا ان کی نماز کبھی تام فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی مغضوب و مغضوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حروف منزل ہی کا قصد رکھتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادائے حرف پر قادر تھا براہ الغرض زبان یا جملہ یا سہو آزان سے نکل گیا تو ہمارے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد، اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی اتفاق ہو کر اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و مضطرب ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۷۸: از دلیر گنج پر گنہ جہاں آباد ضلع پبلی بھیت مرسلہ خلیفہ الہی بخش ۱۸ رجب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جملا کو قواعد تجوید سے انکار ہے اور ناحق جانتے ہیں۔

الجواب:

تجوید بنص قطعی قرآن و اخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام و اجماع تام صحابہ و تابعین و سائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق و واجب اور علم دین شرع الہی ہے قال اللہ

تَعَالَى وَرَسُولِ الْقُرْآنِ تَزَيَّيْلًا ۝^۱ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ت) اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ اسکا جہل ہے اسے آگاہ و متنبہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۷۹: از ربلی محلہ ذخیرہ مرسلہ محبت حسین یکم ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر نمازی معنیٰ نماز کے نہیں جانتے ہیں اور نہ کلمہ شریف کے معنیٰ جانتے ہیں پس جانتا معنیٰ کلمہ شریف اور نماز کے اوپر عمل کرنا بہت ضروری ہے پس اگر اہل عرب اور عربی جاننے والے عربی میں پڑھیں اور باقی اہل زبان اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کر کے پڑھیں تو نماز درست اور صحیح ہے یا نہیں یعنی انگریزی خواں انگریزی میں اور ناگری والے ناگری میں اور اردو والے اردو میں پنجگانہ نماز پڑھیں؟ بینوا توجروا (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

مراہی کہہ کر نہیں آتی، گمراہی کا پہلا پھانک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے اتباع سنیل مومنین کی قدر نکل جائے تمام امت مرحومہ کو بیوقوف جانے اور اپنی رائے الگ جانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہی عجبی لوگ مشرف باسلام ہوئے حضرت بلال حبشی تھے۔ حضرت صہیب رومی، حضرت سلمان فارسی و ابو ہریرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعاً اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں جو ہزاروں بلادِ عجم فتح ہوئے لاکھوں عجبی مشرف باسلام ہوئے کبھی بھی حکم فرمایا؟ کہ تم لوگ اپنی زبان میں نماز پڑھا کرو، اب تیرہ سو برس کے بعد یہ مصلحت بعض ہندی بے علموں کو سوچھی اس قدر کاملاً حظہ اتنا سمجھنے کو کافی ہے کہ الہامِ رحمن نہیں بلکہ وسوسہ شیطان ہے، قرأتِ قرآن فرض ہے اور وہ خاص عربی ہے غیر عربی میں ادا نہ ہوگی اور نماز نادرست ہوگی اور اس کے ماوراء میں گنہگاری ہے، ہاں جو عاجز محض ہو تو مجبوری کی بات جدا ہے واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۸۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عادت ہمیشہ نمازِ مغرب میں باقرات ایک یا نصف رکوع یا سورہ الضحیٰ یا الہکم یا الشمس حالتِ امامت میں پڑھنے کی ہے بعض مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہیں اور بعض اس طریقہ کو ناپسند بوجہ طوالت، ایسی صورت میں امام اپنی عادت کے موافق کرے یا مقتدیوں کی تابعداری اختیار کرے اور یہ سورتیں ایسے وقت میں کچھ زیادہ تو نہیں، ایک روز نمازِ مغرب میں زید نے ۱۶ پارہ کا ۳ رکوع

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ دُوسَرَى رَكَعَتٍ مِیں ۲۹ پارہ کا آخری رکوع "ان المتقين في ظلل" پڑھا اس سے زیادہ پڑھنے پر مقتدی نہایت شاکہ ہوئے، اور ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ امام گنہگار ہوتے ہیں اتنا بڑا رکوع پڑھنے سے ایسی صورت اور ایسے وقت میں نہیں چاہئے منع آیا ہے، پست ہمت مقتدیوں کی شکایت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب پر شرعاً کیا الزام اور گناہ ہے؟ سو آدمی کی جماعت میں دو مقتدی علیٰ پیرانہ سالی کی وجہ سے زیادہ شکایت اور امام کو بُرا جانیں وہ بھی الزام دینے سے گنہگار ہیں یا نہیں؟

الجواب:

نمازِ حضر یعنی غیر سفر میں ہمارے ائمہ سے تین روایتیں ہیں:

اول: فجر و ظہر میں طوال مفصل سے دو سورتیں پوری پڑھے ہر رکعت میں ایک سورت اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل سے دو سورتیں اور مغرب میں قصار مفصل سے۔ مفصل قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سورہ حجرات سے اخیر تک ہے اس کے تین حصے ہیں حجرات سے بروج تک طوال، بروج سے لہر یکن تک اوساط، لہر یکن سے ناس تک قصار

دوم: فجر و ظہر میں سورہ فاتحہ کے علاوہ دونوں رکعت کی مجموع قرأت چالیس پچاس آیت ہے اور ایک روایت میں ساٹھ آیت سے سو تک۔ اور عصر و عشاء کی دونوں رکعت کا مجموعہ پندرہ بیس آیت، اور مغرب میں مجموعہ دس آیتیں۔

سوم: کچھ مقرر نہ رکھے جہاں وقت و مقتدیان و امام کی حالت کا مقتضی ہو ویسا پڑھے، مثلاً نماز فجر میں اگر وقت تنگ ہو یا مقتدیوں میں کوئی شخص بیمار ہے کہ بقدر سنت پڑھنا اس پر گراں گزرے گا یا بوڑھا ضعیف ناتواں یا کسی ضرورت والا ہے کہ دیر لگانے میں اُس کا کام حرج ہوتا ہے اُسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا تو جہاں تک تخفیف کی حاجت سمجھے تخفیف کرے، خود حضو اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں ایک بچے کے رونے کی آواز سن کر اس خیال رحمت سے کہ اُس کی ماں جماعت میں حاضر ہے طویل قرأت سے اُدھر بچہ پھڑکے گا اُدھر ماں کا دل بچپن ہوگا صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے نماز پڑھادی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم اجمعین، اور اگر دیکھے کہ وقت میں وسعت ہے اور نہ کوئی مقتدیوں میں بیمار نہ ویسا کامی تو بقدر سنت قرأت ان روایات میں پہلی اور تیسری روایت مختار و معمول بہ ہے وانا اقول لا خلاف بینہما واما الثالثة تقييد الاولى كما لا يخفى (میری رائے میں ان دونوں روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں تیسری پہلی کو مقید کر رہی ہے جیسا کہ واضح ہے۔ ت) تو حاصل مذہب معتمد یہ قرار پایا کہ جب گنجائش بوجہ وقت خواہ بیماری وضعف و حاجت مقتدیان کم دیکھے تو قدر گنجائش

پر عمل کرے ورنہ وہی طول و اوساط و قصار کا حساب ملحوظ رکھے اور قلت گنجائش کے لئے زیادہ مقتدیوں کا ناتواں یا کام کا ضرورت مند ہونا درکار نہیں بلکہ صرف ایک کا ایسا ہونا کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہزار آدمی کی جماعت ہے اور صبح کی نماز ہے اور خوب وسیع وقت ہے اور جماعت میں ۹۹۹ آدمی دل سے چاہتے ہیں کہ امام بڑی بڑی سورتیں پڑھے مگر ایک شخص بیمار یا ضعیف بوڑھا یا کسی کام کا ضرورت مند ہے کہ اس پر تطویل بار ہوگی اسے تکلیف پہنچے گی تو امام کو حرام ہے کہ تطویل کرے بلکہ ہزار میں سے اس ایک کے لحاظ سے نماز پڑھائے جس طرح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اس عورت اور اسکے بچے کے خیال سے نماز فجر معوذتین سے پڑھادی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تطویل میں سخت ناراضی فرمائی یہاں تک کہ رخسارہ مبارک شدت جلال سے سرخ ہو گئے اور فرمایا:

افتان انت یا معاذ افتان انت یا معاذ افتان انت یا معاذ ^۱ کما فی الصحاح وغیرھا وفي الهدایة مرفوعاً لقوله عليه الصلوة والسلام من امر قوماً فلیصل بهم صلوة اضعفهم فان فیهم المریض والکبیر وذل الحاجة ^۲ ۔	کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے، کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے کیا تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے والا ہے اے معاذ ! جیسا کہ صحاح وغیرہا میں ہے ہدایہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص کسی قوم کا امام بنے وہ انہیں ان کے ضعیف کے اعتبار سے نماز پڑھائے کیونکہ ان میں مریض، بوڑھے اور صاحب حاجت بھی ہوں گے (ت)

اس بیان سے واضح ہوا کہ امام کا مغرب میں سورہ والشمس یا والضحیٰ یا اول میں افحسب الذین کفروا دوسری میں ان للمتقین یہ دونوں رکوع پڑھنا خلاف سنت اور تینوں سے الگ ہوا کہ نہ یہ قصار مفصل سے ہے نہ دونوں رکعت میں صرف دس آیات نہ یہی کہ مقتدیوں پر گراں نہ گزرا ایسی حالت میں مقتدیوں کی شکایت بر محل ہے اور امام پر ضرور لازم ہے ہاں الھکم التکاثر ایک رکعت میں اور اس سے پہلی میں القارعة یا دوسری میں والعصر پڑھنا مطابق سنت ہے یہاں مقتدیوں کی شکایت حماقت ہے مگر اس حال میں کہ کوئی بیمار یا بوڑھا ناتواں اس قدر کا تحمل نہ رکھتا ہو تو وہاں اس سے بھی تخفیف کا حکم ہے

فی فتح القدیر قد بحثنا ان التطویل هو	فتح القدیر میں ہے ہم نے اس پر بحث کی ہے کہ قرأۃ

^۱ صحیح بخاری باب اذا طول الامام الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۸/۱-۹۷، ۹۰۲/۲

^۲ الہدایۃ باب الامامۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱۰/۱

میں طوالت وہ زیادتی ہے جو قرأت مسنونہ پر ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی ہی زیادتی سے منع فرمایا ہے اور آپ کی قرأت قرآن مسنونہ ہی تھی لہذا جس سے آپ نے روکا وہ اس مسنونہ کے علاوہ ہوئی مگر ضرورت کے وقت اھ اور دیگر مسائل جو ہم نے ذکر کئے وہ درمختار، ردالمحتار اور دیگر متداول کتب میں معروف ہیں اس لئے تمام عبارات کے تذکرے کی ضرورت نہیں (ت)

الزيادة على القراءة المسنونة فانه صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عنه وكانت قرأته هي المسنونة فلا بد من كون مانهى عنه غير ماكان دابه الضرورة¹ اھ وباقى ماذكرنا من المسائل معرفة فى الدر المختار وردالمختار وغيرهما من الكتب المتداولة فلا حاجة بايراد العبارات۔
والله سبحانه وتعالى اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۸۱: ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز میں بعد الحمد للہ اور تین یا زائد آیتوں کے کہا قال رسول اللہ پھر رکوع کر دیا یا قرآن مجید اور تلاوت کی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ اور سجدہ سہو حاجت ہے یا نہیں؟ بینوا اتوجروا۔
الجواب:

اگر اس لفظ سے اُس نے کسی شخص کی بات کا جواب دینے کا قصد کیا مثلاً کسی نے پوچھا فلاں حدیث کس طرح ہے اُس نے کہا قال رسول اللہ اور معاً نماز کا خیال آگیا خاموش ہو رہا یا ابتداءً کسی سے خطاب کا ارادہ کیا مثلاً کسی کو کوئی فعل ممنوع کرتے دیکھا اسے حدیث ممانعت سنانی چاہی اس کے خطاب کی نیت سے کہا قال رسول اللہ پھر یاد آگیا آگے نہ کہا تو ان دو صورتوں میں ضرور نماز فاسد ہو جائیگی۔

جیسے کہ فقہاء نے ان الفاظ کے بارے میں تصریح کی ہے جو کہ فقط ذکر و ثناء ہی ہیں مثلاً لا الہ الا اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور انا للہ وانا الیہ راجعون اور دیگر کلمات جب ان سے مقصد کسی کا جواب یا کسی کو خطاب ہو تو ان کلمات کا کیا حال ہوگا جو محض ذکر و ثناء نہیں (ت)

كما نصواعليه فيباهو ذكر و ثنا محض كلا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وانا الیہ راجعون و غير ذلك اذا قصد به الجواب او الخطاب فكيف ما ليس كذلك۔

¹ فتح القدیر شرح ہدایہ باب الامامة مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر ۳۰۵/۱

اور اگر یہ صورتیں نہ تھیں تو اس کا جزئیہ اس وقت نظر میں نہیں اور ظاہر کلامِ علمائے کرام سے یہ ہے کہ اگر یہ شخص حدیث خوانی کا عادی تھا اس عادت کے مطابق زبان سے قال رسول اللہ نکلا تو نماز فاسد ہو گئی لا نہ من کلامہ و لیس ثناء او دعاء بل اخبار (کیونکہ یہ اس کا اپنا کلام ہے ثنا اور دعائیں بلکہ خبر دینا ہے۔ ت) اور اگر ایسا نہ تھا تو نماز فاسد نہ ہو گی کہ یہ جملہ آیت کریمہ کا ٹکڑا ہے قال اللہ تعالیٰ فقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا¹ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ناقہ اور اس کی پینے کی باری سے بچو۔ ت) بحر الرائق و در مختار وغیرہا میں ہے:

لو جری علی لسانہ نعم ان کان هذا الرجل يعتاد فی کلامہ نعم تفسد صلوٰتہ و ان لم یکن عادة له لا تفسد لان هذه الكلمة فی القرآن فتجعل منه² اگر کسی زبان پر لفظ نعم جاری ہو گیا تو اگر وہ آدمی ایسا ہے جو اپنے کلام میں لفظ نعم کو اکثر لاتا رہتا ہے تو نماز فاسد ہو گی، اور اگر اس کلمہ کو ذکر کرنا اس کی عادت نہیں تو نماز فاسد نہ ہو گی، کیونکہ یہ کلمہ قرآن پاک میں موجود ہے لہذا اسے کلام کی بجائے قرآن پاک کا حصہ ہی سمجھا جائے گا (ت)	لو جری علی لسانہ نعم ان کان هذا الرجل يعتاد فی کلامہ نعم تفسد صلوٰتہ و ان لم یکن عادة له لا تفسد لان هذه الكلمة فی القرآن فتجعل منه²

اور سجدہ سہو کی کسی حالت میں حاجت نہیں مگر یہ کہ صورت اخیرہ پائی گئی ہو جس میں جوازِ نماز ہے اور بوجہ سہواتی دیر تک چپکا کچھ سوچتا رہا ہو جس قدر دیر میں ایک رکن ادا ہو سکے تو اس سقوط کے باعث سجدہ سہو لازم آئے گا کما فی التنبیہ (تنویر میں اسی طرح ہی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۲۳۸۷: ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

- ۱۔ اللہ کے الف کو حذف کر کے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟
- ۲۔ الف کے لام کو پُر کرنا سنت ہے یا نہیں؟
- ۳۔ الف اللہ کو تکبیرات میں کچھ دراز کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۴۔ قعدہ اولیٰ میں شک ہو مگر یقین نہیں اور سجدہ سہو کا کیا تو نماز جائز یا نہیں؟
- ۵۔ جس نماز میں سہو نہ ہوا اور سجدہ سہو کا کیا تو نماز جائز ہے یا نہیں؟
- ۶۔ ہاتھ ملا کر دُعا چاہئے یا علیحدہ علیحدہ کرے۔ بینوا تو جروا۔

¹ القرآن ۹۱/۱۳

² البحر الرائق باب یفسد الصلوٰۃ الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/۲

الجواب:

- (۱) نماز جائز مگر قصداً کرے تو حرام و گناہ۔
 (۲) ہاں سنت متوارثہ ہے جبکہ اس سے پہلے فتح یا ضمہ ہو۔
 (۳) تھوڑا دراز کرنا تو مستحب ہے اسے مدِّ تعظیم کہتے ہیں اور زیادہ دراز کرنا کہ حدِ اعتدال سے خروجِ فاحش ہو مکروہ اور اگر معاذ اللہ تان کے طور پر ہو کہ کچھ حروف زوائد پیدا ہوں مثل اَو مفسد نماز ہے۔
 (۴) جائز ہے
 (۵) بے حاجت سجدہ سہو نماز میں زیادت اور ممنوع ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر یہ امام ہے تو جو مقتدی مسبوق تھا یعنی بعض رکعات اس نے نہیں پائی تھیں وہ اگر اس سجدہ بے حاجت میں اسکا شریک ہو تو اس کی نماز جاتی رہے گی لانه اقتدی فی محل الانفراد (کیونکہ اس نے محل افراد میں اس کی اقتدائی۔ ت)
 (۶) دونوں ہاتھوں میں کچھ فاصلہ ہو،

دُر مختار میں ہے وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینہ کے برابر آسمان کی طرف پھیلانے کیونکہ آسمان دُعا کا قبلہ ہے اور ان کے درمیان فاصلہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے اگرچہ تھوڑا فاصلہ ہی ہو، قنیہ (ت)	فی الدار المختار یبسط یدیه حذاء صدره نحو السماء لانها قبله الدعاء ویکون بینهما فرجة^۱ فی ردالمحتار ای وان قلت قنیة^۲ واللہ سبخنہ وتعالی اعلم۔

۱۷ شوال ۱۳۱۹ھ

از شہر کہنہ بانس بریلی کانٹرولہ

مسئلہ نمبر ۴۸۸:

نماز چار رکعت میں زید اس طرح پڑھتا ہے اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ سورہ لیس شریف، دوسری میں سورہ دخان شریف، تیسری میں سورہ تنزیل، چوتھی میں سورہ ملک، اس طرح سے یہ نماز پڑھنا خلاف ترتیب ہوگا یا نہیں اور تنزیل سے کون سی سورہ مراد ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

یہ نماز اسی ترتیب سے حدیث میں حفظ قرآن کے لئے ارشاد ہوئی ہے، جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سورہ تنزیل سورہ الم تنزیل السجدہ ہے۔

^۱ دُر مختار فصل و اذارد الشروع فی الصلوۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۷۷

^۲ ردالمحتار فصل فی بیان تالیف الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۵۷۳

روایت ترمذی میں یہی پورا نام آیا ہے اس میں خلاف ترتیب اصلاً نہیں کہ نفل کا ہر شفع نماز جداگانہ ہے اور شک نہیں کہ ترتیب قرآن عظیم سورہ یسین شریف حم الدخان سے مقدم ہے اور تنزیل السجدہ سورہ ملک سے، تو رعایت ترتیب ہر شفع میں ہوگی اگر چاروں کے لحاظ سے سب سے پہلے تنزیل السجدہ ہے پھر یسین پھر دخان پھر ملک یہ مخالف ترتیب نہیں کہ ہر شفع صلاۃ علیحدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۸۹: ۲ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں سورہ فاتحہ میں لفظ نستعین اور مستقیم کی جگہ نسعین اور مسقیم بدون تاء کے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ یا نہیں؟ جواب دیجئے موجب ثواب ہے۔

الجواب:

نماز ہو جائے گی لاجل الادغام (ادغام کی وجہ سے۔ ت) مگر کراہت ہے۔ لاجل الاحداث فلا ادغام صغیرا فی الفاتحة کما نص علیہ فی غیث النفع (کیونکہ اس نے یہ خود ایجاد کیا ہے فاتحہ میں ادغام نہیں ہے جیسا کہ غیث النفع میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۹۰: ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین ان مسائل میں کہ سورہ فاتحہ سے ایک آیت کا تلاوت کرنا نماز میں فرض ہے یا اس کے ماسوا دوسری سورت میں سے ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً زید نے نماز پڑھی اور فقط الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع و سجود کیا اور سجدہ سہو کیا سلام پھیرا اس حالت میں نماز زید کی ہوئی یا نہیں؟ اور نیز دوسری صورت یہ ہے کہ امام صاحب نے نماز پڑھائی اور وہ تشہد کرنا اول کا بھول گئے اور مقتدی نے دو مرتبہ کھڑے ہوئے امام سے پیشتر کہا التحیات للہ مگر امام صاحب کھڑے ہو گئے اور قرأت بالجسر پڑھی اور فقط سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع کیا اور سجدہ سہو کیا اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان آیا یا نہیں؟ اور نیز اس صورت میں کہ امام صاحب قرأت بھول گئے اور مقتدی نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے نہیں لیا تو نماز مقتدی میں کوئی نقصان آیا یا نہیں؟ اور وقت ظہر میں اگر جماعت ہو رہی ہو تو شریک ہو جاوے اور چار رکعت سنت جو رہیں ان کا پڑھنا کس وقت اولیٰ ہے آیا دو پہلے پڑھے یا چار؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

قرآن مجید کی ایک آیت سورہ فاتحہ سے ہو خواہ کسی سورت سے پڑھنا فرض ہے نہ خاص فاتحہ کی تخصیص ہے نہ کسی سورت کی، جو فقط الحمد للہ رب العلمین پڑھ کر بھول گیا اور رکوع کر دیا نماز کا فرض ساقط ہو جائیگا

مگر ناقص ہوئی کہ واجب ترک ہوا الحمد شریف تمام و کمال پڑھنا ایک واجب ہے اور اس کے سوا کسی دوسری سورت سے ایک آیت بڑی یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب ہے، اگر الحمد للہ بھولا تھا اور واجب اول کے ادا کرنے سے باز رکھا گیا تو واجب دوم کے ادا سے عاجز نہ تھا فقط ایک ہی آیت پر قناعت کر کے رکوع کر دینے میں قصد ترک واجب ہوا،

علی ماہو الظاهر وترتیب السورة علی الفاتحة واجب ثالث کما ان ترک الفصل بینہما باجنبی واجب رابع فاسقاط وجوب السورة للعجز عن الفاتحة لا یشہر فیہا یشہر واللہ تعالیٰ اعلم۔	جیسا کہ واضح ہے فاتحہ اور سورت میں ترتیب تیسرا واجب جس طرح ان کے درمیان اجنبی کے ساتھ ترک فصل چوتھا واجب ہے پس بظاہر فاتحہ سے عاجز آنا وجوب سورت کے اسقاط کا سبب نہیں بن سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

اور جو واجب قصداً چھوڑا جائے سجدہ سہو اس کی اصلاح نہیں کر سکتا تو واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے، ہاں اگر ایسا بھولا کہ نہ بقیہ فاتحہ یاد آتا ہے نہ قرآن عظیم سے کہیں کی آیتیں اور ناچار رکوع کر دیا اور سجدے میں جانے تک فاتحہ و آیات یاد نہ آئیں تو اب سجدہ سہو کافی ہے اور اگر سجدہ کو جانے سے پہلے رکوع میں خواہ قومہ بعد الرکوع میں یاد آجائیں تو واجب ہے کہ قرأت پوری کرے اور رکوع کا پھر اعادہ کرے اگر قرأت پوری نہ کی تو اب پھر قصداً ترک واجب ہوگا اور نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر قرأت بعد الرکوع پوری کر لی اور رکوع دوبارہ نہ کیا تو نماز ہی جاتی رہی کہ فرض ترک ہوا۔

وذلك لان الركوع یرتفع بالعود الی القراءة لانها فريضة وكل ما یقرأ ولو القرآن العظیم كله فانما یقع فرضا کما نصوا علیہ۔	اس لئے کہ قرأت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے رکوع ختم ہو گیا کیونکہ قرأت فرض ہے اور قرأت جتنی بھی کی جائے خواہ تمام قرآن پاک کی قرأت ہو اس سے ایک ہی فرض ادا ہوگا جیسا کہ اس پر فقہاء نے تصریح کی ہے۔ (ت)

(۳) جبکہ امام پہلا قعدہ بھول کر اٹھنے کو ہوا اور ابھی سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا تو مقتدی کے بتانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بتانا ہی چاہئے، ہاں اگر پہلا قعدہ چھوڑ کر امام پورا کھڑا ہو جائے تو اس کے بعد بتانا جائز نہیں اگر مقتدی بتائے گا تو اس کی نماز جاتی رہے گی اور اگر امام اس کے بتانے پر عمل کرے گا تو سب کی جائیگی کہ پورا کھڑا ہو جانے کے بعد قعدہ اولی کے لئے لوٹنا حرام ہے تو اب مقتدی کا بتانا محض بیجا بلکہ حرام کی طرف بلانا اور بلا ضرورت کلام ہوا وہ مفسد نماز

ہے قرات میں صحیح لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے نماز فرض ہو خواہ نفل امام تین آیات سے زائد پڑھ چکا ہو خواہ کم تو اس صورت میں لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر وہ غلطی کہ امام نے کی مغیر معنی مفسد نماز تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اُسی طرح غلط پڑھ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مفسد نماز نہ تھی تو سب کی نماز ہو گئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور لقمہ نہ لیا اور امام نے صحیح پڑھا مقتدی کو دھوکا ہوا کہ اس نے غلط بتایا تو اس مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی اور اگر لے لیا تو سب کی گئی۔ ظہر کی پہلی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو علماء کے دونوں قول ہیں اور دونوں باقوت ہیں ایک یہ کہ فرض کے دو سنتیں پہلے پڑھے پھر وہ چار سنتیں پڑھے دوسرے اس کا عکس کہ فرض کے بعد پہلے چار پہلی پڑھے پھر دو، اور پہلا قول زیادہ قوی ہے لمطابقة لنص الحديث الصريح (کیونکہ وہ حدیث صریح کے الفاظ کے مطابق ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۹۱: ۱۴ شوال ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز فجر وعشاء میں سورہ طوال پڑھنا مسنون ہے یا نہیں؟ اور اگر ایسے وقت کہ ابتدائی وقت ہو اور طولی آسانی پڑھی جائے گی اور الم تر وغیرہ سے پڑھا دے اور مقتدی جماعت سے محروم رہیں تو جماعت خلاف سنت اور مخالفت سے جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

قرآن عظیم سورہ حجرات سے آخر تک مفصل کہلاتا ہے اس کے تین حصے ہیں حجرات سے بروج تک طوال مفصل، بروج سے لہر یکن تک اوساط مفصل، لہر یکن سے ناس تک قصار مفصل۔ سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں ہر رکعت میں ایک پوری سورت طوال مفصل سے پڑھی جائے اور عصر وعشاء میں ہر رکعت میں ایک کامل سورت اوساط مفصل سے اور مغرب کے ہر رکعت میں ایک سورت کاملہ قصار مفصل سے۔ اگر وقت تنگ ہو یا جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا یا کسی شدید ضرورت والا شریک جس پر اتنی دیر میں ایذا و تکلیف و حرج ہوگا تو اس کا لحاظ کرنا لازم ہے جس قدر میں وقت مکروہ نہ ہونے پائے اور اس مقتدی کو تکلیف نہ ہو اسی قدر پڑھیں اگرچہ صبح میں انا اعطینا و قل هو اللہ احد ہوں یہی سنت ہے اور جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس طریقہ مذکورہ کا ترک کرنا صبح یا عشاء میں قصار مفصل پڑھنا ضرور خلاف سنت و مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۴۹۲: ۲۱ ربیع الاخر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام کے پیچھے لفظ آمین کو کس قدر آواز سے کہے اگر برابر والے نمازی جو اس سے دوسرے یا تیسرے درجے پر ہیں سنیں تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

(۲) سوائے لفظ اٰمین کے اور کچھ پڑھے تو کس قدر آواز سے پڑھنا چاہئے؟

(۳) حقہ، تمباکو کو پینے والے کے منہ کی بو نماز میں دوسرے نمازی کو معلوم ہوئی تو کوئی قباحت تو نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۲-۱) اٰمین سب کو آہستہ کہنا چاہئے امام ہو خواہ مقتدی خواہ اکیلا یہی سنت ہے، اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ ہی پڑھنا چاہئے اٰمین ہو خواہ تکبیر، خواہ تسبیح ہو خواہ التحیات و درود، خواہ سبحانک اللہم وغیرہ۔ اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہوا اگرچہ بوجہ اس کے یہ خود بہرہا ہے یا اس وقت کوئی غل و شور ہو رہا ہے کان تک نہ آئے اور اگر آواز اصلاً پیدا نہ ہوئی تو صرف زبان بلی تو وہ پڑھنا پڑھنا نہ ہوگا اور فرض واجب و سنت و مستحب جو کچھ تھا وہ ادا نہ ہوگا فرض ادا نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی اور واجب کے ترک میں گنہگار ہوا اور نماز پھر نا واجب رہا اور سنت کے ترک میں عتاب ہے اور نماز مکروہ اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی پھر جو آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہوگی وہ غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے گی اس میں حرج نہیں ایسی آواز آنی چاہئے جیسے راز کی بات کسی کے کان میں منہ رکھ کر کہتے ہیں ضرور ہے کہ اس سے ملا ہوا جو بیٹھا ہو وہ بھی سُنے مگر اسے آہستہ ہی کہیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) منہ میں بدبو ہونے کی حالت میں نماز مکروہ اور ایسی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے جب تک منہ صاف نہ کر لے، اور دوسرے نمازی کو ایذا پہنچی حرام ہے اور دوسرا نمازی نہ بھی ہو تو بدبو سے ملنے کو ایذا پہنچتی ہے، حدیث میں ہے:

ان الملائكة تتأذى بما يتأذى به بنو آدم ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	کیونکہ ملائکہ ہر اس شے سے اذیت پاتے ہیں جس سے بنی آدم اذیت پاتے ہیں۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۴۹۵: الحمد شریف قرآن شریف سے ہے نماز میں کیوں واجب کی گئی؟ اور سورت کاملانا کیوں فرض رکھا گیا؟ اور اگر مصلیٰ الحمد بھول جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور آیتیں پڑھنا بھول جائے تو نماز جاتی رہتی ہے اُس کے بدلے سجدہ سہو نہیں رکھا گیا اس کی کیا وجہ ہے اور الحمد واجب ٹھہری اور مقتدی پیچھے امام کے الحمد نہیں پڑھتا ہے اور الحمد کے نہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے تو اُس مقتدی کی نماز بغیر سجدہ سہو کئے ہوئے کیونکر صحیح ہو جاتی ہے؟ بینوا تو جروا

^۱ صحیح مسلم باب نہی من اکل ثولاً او بصلاً الخ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۲۰۹/۱

الجواب:

سورۃ ملانا بھی فرض نہیں، نہ اس کے ترک سے نماز جائے وہ بھی مثل فاتحہ واجب ہی ہے اور اس کے ترک کی بھی سجدہ سہو سے اصلاح ہو جاتی ہے جبکہ بھول کر ہو، یہی حال فاتحہ کا ہے، تو یہ مسئلہ ہی سائل کو غلط معلوم ہے جس کی بنا پر طالب فرق ہے، فرض صرف ایک آیت کی تلاوت ہے سورہ فاتحہ سے ہو یا کسی سورت سے۔

فَأَقْرَعُوا صَافِيَةً مِنَ الْقُرْآنِ ^۱ ۔	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو آسان ہو وہ پڑھو۔ (ت)

سورہ فاتحہ اور فرضوں کی پہلے دو رکعتوں میں ضم سورت کا وجوب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواظبت اور بعض احادیث احاد قولیہ سے ثابت ہوا یہ وجوب ہمارے ائمہ کے نزدیک صرف امام و منفرد پر ہے مقتدی پر نہیں تو لزوم سجدہ کی کوئی وجہ نہیں نہ ترک قصدی میں نہ سہو مقتدی سے اُس پر سجدہ لازم آئے گا اگرچہ دس واجب ترک ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۹۶: ۲۶ صفر ۱۴۱۷ھ

امام نے جمعہ میں ایک آیت پڑھی بسبب بھول جانے کے اُس کو دوسری بار پڑھ کر دوسری آیتوں کی طرف منتقل کیا ایسی صورت میں نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی یا جائز بلا کراہت یا سجدہ لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جبکہ بمجبوری سہو تھا کچھ کراہت نہیں اور اگر آیت کے یاد کرنے میں بقدر رکن ساکت نہ رہا تو سجدہ سہو بھی نہیں ورنہ سجدہ لازم ہے۔ کما فی الدر المختار^۲ (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ نمبر ۴۹۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں مثل سورہ والیل کے درمیان چھوڑ کر پڑھنا اگرچہ سہو ہو کیسا ہے مثلاً رکعت اولیٰ میں والشمس اور رکعت ثانیہ والضحیٰ پڑھے۔

الجواب:

فرضوں میں قصداً چھوٹی سورت بیچ میں چھوڑ دینا مکروہ ہے اور سہواً اصلاً کراہت نہیں والیل والشمس سے پانچ آیت زائد ہے ایسی صورت میں کراہت نہیں،

فی الدر المختار یکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ ^۳ ۔	در مختار میں ہے کہ چھوٹی سورت کے ساتھ فاصلہ (چھوڑ دینا) مکروہ ہے اھ۔

^۱ القرآن ۲۰/۷۳

^۲ در مختار باب السجود سہو مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۰۲/۱

^۳ در مختار فصل ویمجر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۱/۱

ردالمحتار میں ہے کہ اگر وہ چھوڑی جانے والی سورت اتنی بڑی ہے کہ اس سے دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے نہایت ہی طویل ہونا لازم آتا ہو تو پھر مکروہ نہیں شرح المنیۃ الخ۔ در مختار میں دوسری رکعت کو پہلی پر تین آیتوں کی مقدار لمبا کرنا بالاجماع مکروہ تنزیہی ہے اگر دونوں رکعتوں کی آیتیں بڑی اور چھوٹی ہونے میں قریب قریب ہوں اگر آیتیں ایک سی نہ ہوں تو حروف اور کلمات کا اعتبار ہوگا۔ اور حلی نے فحش طول کا اعتبار کیا ہے نہ کہ آیتوں کے شمار کا۔ اور بحر الرائق میں ان سورتوں کو مستثنیٰ کہا ہے جن کے متعلق حدیث وارد ہے (یعنی ان کے پڑھنے میں کراہت نہیں ہے) اور نفلوں میں مطلقاً (یعنی اس کے متعلق حدیث وارد ہو یا نہ ہو) عدم کراہت کو ترجیح ہے اگر دوسری رکعت کی زیادتی تین آیات سے کم ہو تو مکروہ نہیں، کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معوذتین سے فجر کی نماز پڑھائی ہے واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

فی ردالمحتار اما بسورة طویلة بحيث یلزم منه اطالة الركعة الثانية فلا یکره شرح المنیة¹ الخ۔ فی الدر اطالة الثانية على الاولى یکره تنزیهاً اجمالاً ان بثلاث آیات ان تقاربت طولاً وقصرًا والا اعتبر الحروف الکلمات واعتبر الحلبي فحش الطول لاعداد الايات، واستثنى فی البحر ماوردت به سنة واستظهر فی النفل عدم الکراهة مطلقاً وان باقل لا یکره لانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلى بالعودتین² واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۹۸: اس میں کیا حکمت ہے کہ فرضوں کی دو رکعت خالی اور دو رکعت بھری پڑھی جاتی ہیں اور سنت اور نفلوں میں قرأت لازم ہو کر چاروں بھری ہو گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب:

نماز میں صرف دو ہی رکعت میں تلاوتِ قرآن مجید ضرور ہے سنت و نفل کی ہر دو رکعت نماز جداگانہ ہے لہذا ہر دو رکعت میں قرأت لازم ہو کر چاروں بھری ہو گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۴۹۹: زید نے اول وقت نماز پڑھی اور بعد فراغ سنن مغرب سے دو رکعت نفل جماعت سے بالجسر سواپارے سے پڑھے پھر اس کے متصل نمازِ عشاء کا وقت آیا یہ دونوں نفل جو مابین عشاء و مغرب باجماعت جسر سے پڑھے جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب:

اگر اس جماعت نفل میں صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین مقتدی تھے اور ان میں کسی پر اتنی قرأت

¹ ردالمحتار، فصل و بجسر الامام مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۰۴ھ

² در مختار فصل و بجسر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۰/۱

طویل گراں تکلیف وہ نہ تھی تو یہ جماعت و قرأت جائز بلا منع و کراہت ہوئی ورنہ مکروہ و ممنوع، بحر الرائق میں ہے:

قال شمس الاثمة الحلواني ان كان سوى الامام ثلاثة لا يكره بالاتفاق وفي الاربع اختلف المشائخ والاصح انه يكره اه هكذا في شرح المنية¹۔	امام شمس الاثمة حلوانی فرماتے ہیں جماعت نفل میں اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق کراہت نہیں، چار میں مشائخ کا اختلاف ہے، صحیح یہی ہے کہ مکروہ ہے اہ شرح المنیہ میں اسی طرح ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

والظاهر انها في تطويل الصلوة كراهة تحريم للامر بالتخفيف وهو للجواب الا لصارف ولادخال الضرر على الخير² اه والله تعالى اعلم۔	ظاہر یہی ہے کہ نماز میں طوالت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ تخفیف کے لئے امر وارد ہے جو سوائے صارف کے اور اس لئے کہ یہاں غیر کو نقصان ہوتا ہے اہ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۰۰: از بنارس تھانہ بھلوپورہ محلہ احاطہ روہیلہ مرسلہ عبدالرحمن رفوگر ۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ

حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اذاجائے آخر میں جو پڑھا کرتے ہیں نہ کان تو ابائے پاس پڑھا کرتے تھے مولینا امجد علی صاحب تو وہ ذرا سا لکھ دیجئے گا، فقط۔

الجواب:

مستحب طریقہ یہ ہے کہ آخر سورہ میں اگر نام الہی جیسے سورہ اذاجاء میں نہ کان تو ابائے پاس پر وقف نہ کرے بلکہ رکوع کی تکبیر
اللہ اکبر کا ہمزہ وصل گرا کر اس سورہ کا آخری حرف لام اللہ سے ملا دے جیسے اذاجاء میں تو ابان اللہ اکبر، بقیام کی
حالت میں اور دونوں لام سے ملتا ہوا رکوع کے لئے جھٹکنے کی حالت میں اس طرح کہ رکوع پورا نہ ہونے تک اکبر کی رختم
ہو جائے یونہی سورہ والتین میں احکم الحاکمین کے ن کو زبردے کر اللہ اکبر کے ل میں ملا دے، اور جس سورہ کے
آخر میں نام الہی نہ ہو اور کوئی لفظ نام الہی کے مناسب بھی نہ ہو وہاں یکساں ہے چاہے وصل کرے یا وقف، جیسے الم نشرح
میں فارغ اللہ اکبر اور جہاں کوئی لفظ اسم الہی کے نامناسب ہو جیسے سورہ کوثر کے آخر میں ہو الا بتو وہاں فصل ہی چاہئے
وصل نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ البحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۵۱/۱

² البحر الرائق، باب الامامة، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۵۱/۱

مسئلہ نمبر ۵۰۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صبح کی نماز طلوع آفتاب سے کس قدر پہلے ہونا چاہئے اور کتنی آیتیں پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی خرابی نماز میں ہو جائے تو کیا اسی آیت کو جو کہ پہلے پڑھی گئی اُس کی مقدار پڑھنا چاہئے یا کم، بینواتو جروا۔ الجواب: نماز صبح میں بحال گنجائش وقت و عدم عذر چالیس سے ساٹھ تک آیت پڑھنا چاہئے اور طلوع آفتاب سے اتنے پہلے ختم ہو جانا چاہئے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی ظاہر ہو تو چالیس آیتوں سے قبل طلوع اعادہ ہو سکے اور اس کے لئے دس منٹ کافی ہیں اور اگر وقت کم رہ گیا اور خرابی ظاہر ہوئی تو بقدر گنجائش وقت آیت پڑھے اگرچہ سورہ کوثر و اخلاص ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۰۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز پڑھائی والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا ووقفوا پھر الا الذين آمنوا سے آخر تک ختم کیا نماز درست ہے یا نہیں وقیل من (سکتہ) راق و ظن انه الفراق میں سکتہ کیا ہے اور لفظ من کے نون کوراق کی را میں ادغام نہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

نماز ہو گئی ہر آیت پر وقف جائز ہے اگرچہ آیت لاہو ہماری یعنی امام خصص کی قرأت میں نون پر سکتہ ہے کہ ادغام سے کلمہ واحدہ نہ مفہوم ہو۔ مراق بر وزن براق اور تمام باقی قرأ ادغام کرتے ہیں، تو دونوں ہیں مگر یہاں عوام کے سامنے ادغام نہ کرے کہ وہ معترض نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مسئلہ نمبر ۵۰۳: از موضع گھورنی ڈاکخانہ کرشن گڑھ ضلع انڈیا

ض کو ظاء معجمہ کی آواز یا دال مہملہ کی آواز کے مشابہ پڑھنا چاہئے اور جو اسے محض دال پڑھے اس کی نماز درست ہوگی یا نہ؟ ہمارے ملک میں تقریباً تمام خواص و عوام اسے دال سے مشابہ پڑھتے ہیں ظاء کے مشابہ بہت قلیل لوگ پڑھتے ہیں جواب دے کر اجر پاؤ۔ (ت)	ض را مشابہ صوت ظ مجمعہ باید خواند یا مائل صوت دال مہملہ، و ہر کہ دال محض خواند نمازش روا بود یا نہ و دریں ملک را تقریباً ہمہ خواص و عوام مشابہ دال می خوانند و خوانندہ ض مشابہ ظ از بس قلیل بینواتو جروا۔

الجواب:

صوت ایں حرف را خالق عزوجل از ہمہ حروف جدا	اللہ تعالیٰ نے اس حرف کی ادائیگی اور آواز کو دوسرے

تمام حروف سے جدا پیدا فرمایا ہے حقیقی طور پر کوئی بھی اس کے مشابہ نہیں اس لئے فرض قطعی یہ ہے کہ اس کا مخرج یکھا (جانا) جائے، اس کی ادائیگی کا طریقہ یاد کیا جائے اور اس حرف کا ارادہ کیا جائے جو اللہ کی طرف سے نازل ہے، اپنی طرف سے نہ اسے ظاہر ہا جائے اور نہ ہی دال، کیونکہ یہ دونوں اس کے مخالف ہیں شبانہ روز کی محنت و کوشش کے بعد جو پڑھا جائے وہ درست ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ اگر حرف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہ ہو تو اس کو امامت کرنا درست نہیں، فتاویٰ خیر یہ میں ہے کہ توتلے کا فصیح کی امامت کرنا رائج اور صحیح مذہب میں فاسد ہے اور ایسے شخص پر فرض ہے کہ وہ کسی صحیح کی اقتداء میں نماز ادا کرے اگر اقتداء ممکن ہو تہانہ پڑھے کیونکہ اقتداء کی صورت میں وہ قرأت سے بے نیاز ہو جائے گا، اور وہ شخص جس نے ض کا مخرج نہ یکھا یا اس کی صحت کے لئے کوشش نہ کی ہو اگر اس کی زبان سے ضاد کی جگہ ظا یا دال ادا ہو جس کے ساتھ فساد معنی ہوگا اس سے نماز بھی فاسدگی اور جس کے ساتھ فساد معنی نہ ہوگا تو اس سے نماز ہو جائیگی اور اگر دونوں صورتوں میں فساد معنی ہو مثلاً معظوب اور مغدوب تو دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہوگی۔ یہ تمام اس وقت ہے جب اس سے

آفریدہ است حقیقۃً تہج حرف مشابہ با و نیست فرض قطعی آنست کہ مخرجش آموز و طرز ادائش یا دیگر دو قصد حرف منزل من اللہ کند و از پیش خویش نہ ظا خواند نہ دال کہ ہر دو مابین اوست و شبانہ روز سعی موفور بجائے آورد تا آنکہ می کوشد چہ بر آید روا باشد لا یكلف اللہ لنفساً الا وُسْعَہا^۱ فاما اگر بر صحیح قادر نہ شود امامت صحیح متواتر کرد در فتاویٰ خیر یہ است املۃ الشخ با تفصیح فاسدہ فی الراجح^۲ و براد فرض باشد کہ تا پس صحیح خواند نماز تو اس یافت تہانہ گزارد کہ در اقتداء از قرأت بے نیاز باشد و آنکہ مخرج نیا موخت یا در صحیح او سعی نہ کرد اگر از زبانش ظا یا دال ادا شود ہر چہ با فساد معنی شود نماز فاسد شود ورنہ نے واگر بہر دو فساد یعنی رونماید چنانکہ معظوب و مغدوب بہر دو فاسد شود اس ہم آنگاہ ہست کہ قصد حرف منزل من اللہ کند و زبان یا درمی نہ دہد ظا یا دال ادا شود چنانکہ صورت اخیرہ در عوام ہند و بنگالہ است و اگر بالقصد بجائے او حرف دیگر نشانندن خواہد حکم او سخت تر شود زیرا کہ تبدیل کلام اللہ میکنند چنانکہ بعض نامقلدان تصریح کردہ اند کہ ضاد متواتر ظا خواند امام اجل ابو بکر محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریں صورت حکم کفر فرمودہ است کما فی منخ الروض الازہر و ما دریں مسئلہ رسالہ ایست مختصرہ جامعہ الجام الصاد عن سنن الضاد آنجا اسرار رنگ تفصیل

^۱ القرآن ۲/۲۸۶

^۲ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

دادہ ایم وبالله التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔

قصد اسی حرف کا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے مگر زبان معاون نہ بنی اور ظاہر یا دال ادا ہو گیا جیسے کہ عوام اہل ہند و بنگالہ کا معاملہ آخری صورت میں اسی طرح ہے اور اگر قصد اس کی جگہ کوئی دوسرا حرف پڑھا تو اس کا حکم شدید ترین ہوگا کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں تبدیلی کرنا ہے جیسا کہ بعض غیر مقلدین نے تصریح کی کہ ضاد کو نہ پڑھا جا سکے تو غلط ہے۔ امام ابو بکر محمد بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ صورت میں کفر کا حکم جاری فرمایا ہے جیسا کہ منہج الراسخین میں موجود ہے، ہم نے اس موضوع پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا ہے جس کا نام الجامع الصاد عن سنن الضاد رکھا ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل وہاں خوب کی ہے وبالله التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۰۴: از رادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

جمعہ کی اذان کے بعد بہت آدمی مسجد میں جمع ہو کر سورہ کہف پڑھتے ہیں بلند آواز سے اور بغیر پڑھے جو لوگ ہیں یعنی ان پڑھ نمازی بھی ہوتے ہیں جن کو کلام مجید پڑھنا ہی نہیں آتا وہ نمازی سورہ کہف شوق سے سنتے ہیں اور بعض نمازی جو دیر سے آتے وہ نفل پڑھ کر سنتے ہیں نفل پڑھنے والے کہتے ہیں سورہ کہف بلند آواز سے مت پڑھو ہمارے نفل میں خرابی آتی ہے نفل کا ثواب زیادہ ہے یا سورہ کہف پڑھنے کا، بعد ختم سورہ کہف کے تمام نمازی سنتیں پڑھتے ہیں مولوی مذکور فرماتے ہیں زور سے ہر گزمت پڑھو نفل نماز میں خرابی آتی ہے آیا سورہ کہف کو بلند آواز پڑھیں یا نہیں یا نفل نماز چھوڑ دیں؟

الجواب:

حدیث صحیح میں قرآن مجید با آواز ایسی جگہ پڑھنے سے جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں ممانعت فرمائی ہے اور قرآن عظیم نے حکم فرمایا ہے کہ قرآن پڑھا جائے گا نہ لگا کر سنو اور پچ رہو^۱، تو ایسی جگہ جس سے پڑھنا ممنوع اور دو یا زیادہ آدمیوں کا آواز پڑھنا اور شدید ممنوع کہ مخالف حکم قرآن اور قرآن عظیم کی بے حرمتی ہے ان لوگوں کو چاہئے کہ آہستہ پڑھیں اور نفل پڑھنے والے نفل سے نہیں روکے جاسکتے نفل نماز مستحب تلاوت سے افضل ہے کہ اس میں تلاوت بھی ہے رکوع سجود بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۰۵: از کھنوزہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیار پور مرسلہ امجد علی خان صاحب معرفت مولوی شفیع احمد صاحب متعلم مدرسہ اہلسنت

۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ

زید کہتا ہے کہ مخارج حروف معلوم کرنا اور ان سے حروف نکالنا فرض ہے ہاں باوجود کوشش کے اگر

^۱ القرآن ۲۰۴/۷

مانع بنی ادا نہ ہوئے تو اس قدر میں معذور رہے گا اور اگر خارج ہی نہیں معلوم یا معلوم ہیں نکالتا نہیں تو نماز ہر گز نہ ہوگی اگر صحیح ہے تو اکثر مسلمان فرض کو چھوڑ دیں یا کسی حرام کے مرتکب ہوں تو اس فعل سے ساقط یا حلال نہ ہو جائے گا یوں تو اکثر مسلمان نماز ہی نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں ان میں اکثر مواضبت نہیں کرتے سو میں ننانوے ۹۹ یا اس کے قریب غیبت سے پرہیز نہیں کرتے تو قول زید صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: زید کے اقوال مذکورہ سب صحیح ہیں سوائے اتنے لفظ کے کہ اگر خارج معلوم نہیں تو نماز صحیح نہ ہوگی خارج معلوم ہونا ضرور نہیں حروف صحیح ادا ہونا ضرور ہے بہتیرے ہیں کہ سُن سُن کر صحیح پڑھتے ہیں اگر ان سے پوچھا جائے تو خارج بتا نہیں سکتے اردو زبان والا ہر جاہل اپنی زبان کے حروف ٹھیک ادا کرتا ہے اور خارج نہیں بتا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۰۶: از ریلی مرسلہ حضرت محمد میاں صاحب مدظلہ العالی

یہ ارشاد فرمائیں کہ قرآن کریم کی اس قدر تجوید کہ حرف اپنے غیر سے ممتاز رہے فرض عین ہے کتب فقہ میں مذکور ہے اگر ہے تو کس کتاب میں کس جگہ؟ جناب کی نظر میں اس بارہ میں صریح تصریح کس کتاب کی ہے؟ اور اگر کوئی حدیث اس بارہ میں اس وقت پیش نظر ہو تو اس کا ارشاد ہو۔

الجواب:

تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتمد میں اور خطاً ہو تو ہمارے ائمہ مذہب کے نزدیک مفسد نماز ہے جبکہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے نزدیک جبکہ وہ کلمہ قرآن کریم میں نہ ہو اور اس سے بچنا بے تعلم تلمیذ حروف ناممکن اور فساد نماز سے بچنا فرض عین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُبْطِلُوا آيَاتَكُمْ ۝^۱ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم اپنے اعمال باطل نہ کورت) مقدمہ امام جزری میں ہے:

اذا واجب علیہم محتم قبل الشروع اولا ان يعلموا مخارج الحروف والصفات، لينطقوا بافصح اللغات ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	قرآن پاک میں شروع ہونے سے پہلے اولاً قاریان قرآن پر حروف کے مخارج و صفات (ذاتیہ و عرضیہ) کا جاننا قطعاً ضروری ہے تاکہ قاریان قرآن صحیح ترین لغات کے ساتھ قرآن پاک کا نطق کر سکیں (یعنی پڑھ سکیں)۔ (ت)

^۱ القرآن ۷۳/۴

^۲ مقدمہ جزریہ خطبہ الکتاب مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور ص ۴

مسئلہ نمبر ۵۰۷: ازماہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ درگاہ شریف مرسلہ صاحبزادہ حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب دامت برکاتہم والا نامہ میں متعلق تجوید ارشاد جناب ہے دو ایک حرف کہ دوسرے سے تبدیل اگر عجزاً ہو تو مذہب صحیح و معتد میں مفسد نماز ہے جبکہ مفسد معنی ہو یا امام ابی یوسف کے الخ مجھے اس میں تا مل ہے کہ اشع کی نماز صحیح ہے جبکہ وہ اپنی سعی و کوشش اور صحیح حروف نکالنے میں کوتاہی نہ کرتا ہو اس کوشش کے بعد کوئی تقیید مفسد معنی یا غیر مفسد معنی کی خود جناب نے بھی اپنے اصلاح رسالہ مباحث امامت میں نہیں زائد فرمائی۔

الجواب:

اشع کی نماز جہی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حرف میں کوشش کئے جائے یہ بھی بے تعلیم صحیح ناممکن، یہی تعلیم تجوید ہے تو اس کی فرضیت ٹھکانا ثابت، اگر صحیح کو نہ سیکھے یا سیکھے اور اس کے ادا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہوگی تو علم و عمل دونوں فرض ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۰۸: ازاردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھیزہ ضلع آگرہ

حرف ضاد کو بصورت دوا یعنی دال پر پڑھتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اکثر لوگ ض اور ظ میں بسبب ہونے مشابہت کے فرق نہیں کر سکتے ان کی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ حرف نہ دے نہ ظ صورتیں تین ہیں:

(۱) قصداً حرف منزل من اللہ کی تبدیل کرے یہ دوا والوں میں نہیں وہ اپنے نزدیک ضاد ہی پڑھتے ہیں نہ یہ کہ اس سے ہٹ کر دال منفتح اُس کی جگہ بالقصد قائم کرتے ہیں البتہ ظ والوں میں ایسا ہے ان کے بعض نے تصریحاً لکھ دیا کہ ض کی جگہ ظ پڑھو اور سب مسلمانوں اس پر عمل پیرا ہو جاؤ یہ حرام قطعی ہے اور اشد اخبت کبیرہ بلکہ امام اجل ابو بکر فضلی وغیرہ اکابر ائمہ کی تصریح سے کفر ہے کما فی منہج الروض الازہر والفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہما جیسا کہ منہج الروض الازہر، فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب میں ہے۔ ت) ان کی نماز پہلی ہی بار معظوب پڑھتے ہی ہمیشہ باطل ہے۔

(۲) خطاً تبدیل ہو یعنی ادائے ض پر قادر ہے اُسی کا قصد کیا اور زبان بہک کر دال یا ظ ادا ہوئی اس میں متاخرین کے اقوال کثیرہ و مضطرب ہیں اور ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مذہب ہے اگر فساد معنی ہو تو نماز فاسد و نہ صحیح۔

(۳) یہ کہ عجزاً تبدیل یعنی قصد تو ض کا کرتا ہے مگر ادا نہیں کر سکا و یا ظ ادا ہوتی ہے اور ہندوستان

میں اکثر دُعا والے ایسے ہی ہیں ان پر فرض عین ہے کہ ض کا مخرج اور اسکا طریقہ ادا سیکھیں اور شبانہ روز حد درجے کی کوشش اُس کی تصحیح میں کریں جب تک کوشاں رہیں گے اُن کی نماز صحیح کبھی جائے گی، جبکہ صحیح خواہاں کے پیچھے اقتداء پر قادر نہ ہوں اُن کی اپنی بھی باطل اور ان کے پیچھے اوروں کی بھی باطل، یہی حکم غایوں کا ہے جبکہ قصداً تبدیل نہ کرتے ہوں یہ خلاصہ حکم ہے اور تفصیل ہمارے رسالہ الجامع الصاد عن سنن الضاد میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۰۹: از جڑودہ ضلع میرٹھ مرسلہ سید صابر جیلانی صاحب

کیا سورہ تبت کا نماز میں پڑھنا بہتر ہے؟

الجواب:

سورہ تبت کے پڑھنے میں استغفر اللہ اصلاً کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۱۰: از شہر بریلی محلہ سودگران مدرسہ منظر الاسلام مولوی محمد افضل صاحب ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ

چرمی فرماید علمائے دین دریں مسئلہ کہ در لکھا یتفجر منه الانہر خواندہ شد لکھا نماز شد بغیر کراہت یا نہ؟	اس مسئلہ میں علمائے دین کی کیا رائے ہے کہ ایک شخص نے لکھا یتفجر منه الانہر میں لکھا شد کے ساتھ پڑھا نماز بغیر کراہت کے درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

نماز درست باشد و بحال سہو و زلت کراہت نیست و حذف جزا برائے دلالت بر عظمت شأنش شائع است قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا أَسْلَمُوا تَلَّ لِلْحَبِشِينَ ۝ وَنَادَيْتُهُ أَنْ يَأْتِ بِرُحِيمِ ۝	نماز درست ہوگی، بھول اور پھسل جانے کی صورت میں کراہت نہیں، اس کی عظمتِ شان کے پیش نظر جزا کا حذف مشہور و معروف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
جزا کو نہ فرمود، ہمچنان ایں جاتاویل شود کہ وان منها ما یکون منه شیئ عجیب لکھا یتفجر منه الانہر بالجملہ	یہاں جزا کو ذکر نہیں فرمایا اسی طرح مذکورہ مقام میں تاویل ہو سکتی ہے کہ

دریں صورت فساد معنی نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ان میں بعض وہ ہیں جس سے شئی عجیب صادر ہوتی ہے کہ جب وہ پھٹتے ہیں تو اس سے نہریں جاری ہوتی ہیں، الغرض اس صورت میں فساد معنی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۱۱: از الہ آباد محلہ نخاس کہنہ بر مکان دھوم شاہ صاحب مرسلہ محمد ناظم آزاد حقانی مظفر پوری مقیم حال الہ آباد ۱۱
رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ میں امام الحمد کی تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو اور قرأت سے رک گیا ہو پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا اس نے بجائے لقمہ لینے کے خود سورت کو اعادہ کیا، جس آیت پر رکھا تھا اس آیت کو نکال کر سورت کو پورا کیا بعد ازاں رکوع و سجود وغیرہ کیا بعد میں لقمہ دینے والے مقتدی سے امام نے کہا کہ تمہاری نماز باطل ہو گئی اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینا چاہیے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور صورت مسئلہ میں مقتدی کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب:

مقتدی و امام سب کی نماز ہو گئی مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اگرچہ امام سو آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے، امام نے جس خیال پر نماز مقتدی باطل مانی امام کی خود کب ہوئی، اگر وہ خیال صحیح ہو تو امام کی بھی باطل ہوئی کہ لقمہ دینا کلام ہے اور وہ باجائز شرع رکھا گیا، اگر تین آیتوں کے بعد اجازت شرع نہ تھی تو مقتدی کی نماز گئی اور اس کے لقمہ دینے سے امام کو یاد آگیا تو اس نے خارج از نماز سے تعلیم پا کر آیت پڑھی اور شروع سورت سے اعادہ کرنا اس یاد دہانی کو باطل نہیں کر سکتا تو امام کی اپنی بھی گئی اور اس کے سبب سے سب کی گئی۔ رہا یہ کہ صرف اس مقتدی کی نماز باطل ہوئی امام و جماعت کی ہو گئی یہ محض باطل ہے اور صحیح وہ ہے کہ سب کی ہو گئی۔ دُر مختار میں ہے:

فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفتح و اخذ
بکل حال الا اذا سمعه المومنین من غیر مصل
ففتح بہ تفسد صلاة الکمل^۱۔

مقتدی کا اپنے امام کو لقمہ دینا نماز کے لئے مطلقاً ہر حال میں فاسد نماز نہیں ہوتا، مطلقاً کا مطلب یہ ہے کہ نہ لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹی ہے اور نہ لینے والے کی اور ہر حال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ برابر ہے امام اس قدر بڑھ چکا ہو جس سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ پڑھ چکا ہو

^۱ دُر مختار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۹۰/۱

البتہ اس صورت میں تمام کی نماز فاسد ہو جائے گی جب مقتدی نے کسی غیر نمازی سے سنا اور اپنے امام کو لقمہ دے دیا اور امام نے لے لیا۔ (ت) ردالمحتار میں ہے:

قوله بكل حال ای سواء قرأ الامام ما تجوز به الصلاة ام لا انتقل الى آية اخرى ام لا تكرار الفتح ام لا هو الاصح نهر. قوله الا اذا سمعه المؤتم الخ في البحر عن القنية يحب ان تبطل صلاة الكل لان التلقين من خارج اه واقره في النهر¹ والله تعالى اعلم۔	مصنف کے قول "بكل حال" سے مراد یہ ہے کہ خواہ امام نے اتنی قرات کر لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ کی ہو، وہ کسی دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا یا نہ، خواہ لقمہ بار بار دیا گیا ہو یا نہ، اصح یہی ہے نہر۔ اس کا قول الا اذا سمعه المؤتم الخ نجر میں قنیہ سے ہے کہ تمام کی نماز باطل ہو جانا ضروری ہے کیونکہ اس صورت میں خارج نماز شخص سے تلقین پائی گئی، اور اسے نہر میں چابت رکھا گیا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۱۲: از ضلع سیونی چھپرہ محل قاضی قریب مسجد حنفیہ مرسلہ ظہور الحسن طالب علم
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تجوید سے پڑھنا فرض ہے کیونکہ قرآن کا صحیح طور سے پڑھنا
فرض ہے، تو صحیح پڑھنا بغیر تجوید کے آہی نہیں سکتا تو اس وجہ سے تجوید بھی فرض ہے بتائیے کہ کون حق پر ہے؟ فقط محمد ظہور
الحسن طالب علم

الجواب:

بلاشبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حرف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے، بزاز یہ وغیرہ مین ہے اللحن حرام بلا خلاف^۲ (لحن
بلا خلاف حرام ہے۔ ت) جو اسے بدعت کہتا ہے اگر جاہل ہے اسے سمجھا دیا جائے، اور دانستہ کہتا ہے تو کفر ہے فرض کو بدعت کہتا ہے
۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۱۳: جو شخص حافظ ہو قاری نہ ہو اعراب میں غلطی کرتا ہو یعنی زیر کا زیر جے سے غیر المغضوب کے غ پر زیر پڑھتا ہو اور
ایاک کے کاف پر زیر پڑھتا ہو نماز مکروہ تحریمی ہو سکتی ہے یا نہیں اور معنی بدلتے ہیں یا نہیں اور داڑھی بھی کتر داتا ہے۔ اور مغرور و
متکبر جو جس ہو اپر کھڑا زیر جیسے رہ اس کو آیت پر وقف آجانے پر وقف کے وقت ربہ پڑھے یا ربہ۔

الجواب:

ایاک نعبد وایاک نستعین میں اگر کاف کو زیر پڑھے گا معنی فاسد ہوں گے اور نماز

¹ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۰۱ھ

² فتاویٰ ہندیہ بحوالہ بزازیہ الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح وقرآن الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۷۵ھ

باطل، غیر المغضوب کے غ کو لوگ زیر پڑھتے بلکہ صحیح ادا پر قادر نہ ہونے کے سبب بُوئے کسرہ پیدا ہوتی ہے اور یہ مفسد نماز نہیں، داڑھی کتروانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اور مغرور متکبر اس سے بھی بدتر جبکہ وہ علی الاعلان تکبر سے معروف و مشہور ہو۔ وقف کی حالت میں ربّہ پڑھا جائے گا اور ربّہ کوئی چیز نہیں، اور ربّہ میں سنت یہ ہے کہ محض کسرہ نہ ہو بلکہ خفیف بُوئے یا پیدا ہو نہ یہ کہ بالکل ہی اس کا فرق ادا زبان سے سُن کر معلوم ہو سکتا ہے تحریر میں آنے کا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۱۴-۵۱۵: از شہر مسئلہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۵ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ دوم نواں رکوع تیسری آیت یعنی کَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً کو باظہار تنوین پڑھنا چاہئے یا وقف کے ساتھ یعنی واحداً یا واحده

(۲) اول رکعت میں ایک بڑی آیت اور دوسری رکعت میں دو تین چار چھوٹی آیتیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جیسے آیت مذکور کو پوری اول رکعت میں پڑھا اور دوسرے میں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ سے دو آیتیں وَمَا تَعْلَمُوْنَ اَمِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللَّهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تک، تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

دونوں صورتیں جائز ہیں یہاں علامت قف ہے اوت وصل اولیٰ ہے۔

(۲) بے شک جائز بلا کراہت ہے اور یہ صورت خاصہ ان خاص آیتوں سے کہ سورۃ میں لکھی عین عدل ہے کہ یہ دو آیتیں اُس آیت کے تقریباً بالکل مساوی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۱۶: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مولوی احسان علی صاحب

کیا فرماتی ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت ما یجوز بہ صلوٰۃ کتنی مقدار ہے؟

الجواب:

وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اُس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مَدِّهَا مَتْنٌ اگرچہ پوری آیت اور چھ ا حرف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں، اسی کو منیہ و ظہیر یہ و سراج و ہاج و فتح القدیر و بحر الرائق و در مختار و غیر ہا میں اصح کہا اور امام اجل اسمیٰ جانی و امام مالک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صرف مَدِّهَا مَتْنٌ سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا اور مختار میں ہے:

اقلها ستة ا حرف و لو تقدیر اکلم یلد	اس آیت کے کم از کم چھ حروف ہوں اگرچہ وہ

الا اذا كانت كلمة فالاصح عدم الصحة ¹ ۔	لفظاً نہ ہوں بلکہ تقدیراً ہوں مثلاً لم یلد (کہ اصل میں لم یولد تھا) مگر اس صورت میں کہ جب وہ آیت صرف ایک کلمہ پر مشتمل ہو تو اصح عدم صحت نماز ہے (ت)

ہندیہ میں ہے:

الاصح انه لا يجوز كذا في شرح المجمع لابن ملك، وهكذا في الظهيرية والسراج الوهاج وفتح القدير ² ۔	اصح یہی ہے کہ اس سے نماز جائز نہیں شرح مجمع لابن مالک میں اسی طرح ہے۔ ظہیریہ، السراج، الوہاج اور فتح القدير میں بھی یوں ہی ہے۔ (ت)

فتح القدير میں ہے:

لو كانت كلمة اسمًا او حرفًا نحو مدها متن ص ق ن فان هذه آیات عند بعض القراء اختلف فيه على قوله والاصح انه لا يجوز لانه يسي عاد الا قارئاً ³ ۔	اگر وہ آیت ایک کلمہ پر مشتمل ہے خواہ اسم ہو یا حرف مثلاً مدھا متن ص ق ن، ص، ق، ن، کیونکہ یہ بعض قراء کے نزدیک آیات ہیں ان کے قول پر اس میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ یہ جواز نماز کے لئے کافی نہیں کیونکہ ایسے شخص کو قاری نہیں کہا جاتا بلکہ شار کرنے والا کہا جاتا ہے۔ (ت)

بحر الرائق میں اسے ذکر کر کے فرمایا:

كذا ذكره الشارحون وهو مسلم في ص و نحو امانی مدھا متن فذكر الاسيبجاني وصاحب البدائع انه يجوز على قول ابي حنيفة من غير ذكر خلاف بين المشائخ ⁴ ۔	شارحین نے اسے یوں ہی بیان کیا ہے اور یہ بات ص وغیرہ میں تو مسلم مگر مدھا متن کے بارے میں اسمیجانی اور صاحب بدائع نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہ جواز نماز کے لئے کافی ہے اور انہوں نے مشائخ کے درمیان کسی اختلاف کا ذکر نہیں کیا۔ (ت)

بدائع میں ہے:

في ظاهر الرواية قدر ادنى المفروض	ظاہر الروایہ کے مطابق فرض قراۃ کی مقدار کم از کم

¹ در مختار فصل وبجسر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۰/۱

² فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۹/۱

³ فتح القدير شرح الہدایۃ، فصل فی القراۃ، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۲۸۹/۱

⁴ البحر الرائق شرح کنز الدقائق فصل واذا اراد الدخول فی الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۳۸/۱

بالأية التامة طويلة كانت او قصيرة كقوله تعالى مدھامتن و ما قاله ابو حنیفہ اقیس ^۱ ۔	ایک مکمل آیت ہے وہ آیت لمبی ہو یا چھوٹی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مدھامتن اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ (ت)

اقول: اظہر یہی ہے مگر جبکہ ایک جماعت اُسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت ثم نظر کہ بالاجماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے مدھامتن سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا ترک حرام ہے، ہاں جسے یہی یاد ہو اُس کے بارے میں وہ کلام ہوگا اور احوط اعادہ۔ واللہ تعالیٰ۔

مسئلہ نمبر ۵۱۷: مسئلہ احسان علی مظفر پوری طالب علم مدرسہ منظر الاسلام بریلی بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیت (۱۰) پر ٹھہرنا یا رکوع یا وقف کرنا کیسا ہے کیا قباحت ہے اگر جس آیت پر (لا) ہے اُس پر رکوع کر دیا تو جائز ہے یا نہیں، مثلاً اوپر سے پڑھتا آیا اور صم بکم عی فہم لا یرجعون پر رکوع کر دیا تو جائز ہے یا کچھ حرج بھی ہے؟

الجواب:

ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز بلکہ سنت سے مروی ہے، رہا رکوع اگر معنی تام ہو گئے جیسے آیت مذکورہ میں اس کے بعد دوسری مستقل تمثیل ارشاد ہے جب تو اصلاً حرج نہیں، اگر معنی بے آیت آئندہ کے نا تمام ہیں تو نہ چاہئے خصوصاً امثال قَوْلِیْلَمْ صَلَّیْۤنَ^۱ میں نہایت قبیح ہے اور ثُمَّ مَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَفَلِیْنَ^۲ میں قبیح اس سے کم ہے نماز بہر حال ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۵۱۸: ازمانیا والا ڈاکخانہ قاسم پور گڈھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھی دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی اور آخر میں سجدہ سہو کیا اس مسئلہ کا حکم بیان فرمائیے۔ بینوا تو جروا

^۱ ایدان الصنائع فصل فی ارکان الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۲/۱

اگر بھول کر ایسا کیا نماز میں حرج نہیں اور سجدہ سہو نہ چاہئے تھا اور قصداً ایسا کیا تو گناہگار ہوگا نماز ہوگئی سجدہ سہو اب بھی نہ چاہئے تھا توبہ کرے، پہلی میں اگر سورہ ناس پڑھی تھی تو اُسے لازم تھا کہ دوسری میں بھی سورہ ناس ہی پڑھتا کہ فرض کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے اور ترتیب اُلٹا کر پڑھنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۱۹: ازبیکانیر مارواڑ محلہ مہاوستان مرحلہ قاضی تمیز الدین صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

میں نے ایک معلم صاحب کی زبانی سنا ہے کہ نماز میں تین آیت شریف سے کم مضمون پڑھا جائے گا یعنی دو آیت شریف پڑھی جائے گی تو نماز نہیں ہوگی اگر غلطی سے پڑھی گئی تو نماز دہرانا چاہئے۔ ایک امام نے پہلی رکعت میں ایک رکوع پڑھا دوسری رکعت میں **وَاِنْ يَّكْذِبْكَ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَيْسَ لَقَوْلِكَ بِاَبْصَارٍ هُمْ لَا يَسْمِعُوْنَ اَللّٰهُ يَرْفَعُ لَوْ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝۵** تو قبلہ و کعبہ یہ دوسری رکعت میں جو پڑھا گیا وہ میں نے لکھا ہے یہ صرف دو آیت شریف ہیں آیا نماز صحیح ہوگئی یا نہیں یا دہرانا پڑے گی۔

بینوا تو جروا

نماز میں ایک آیت پڑھنا فرض ہے مثلاً الحمد للہ رب العلمین اس کے ترک سے نماز نہ ہوگی اور پوری سورہ فاتحہ اور اس کے بعد تین آیتیں چھوٹی چھوٹی یا ایک آیت تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے، اگر اس میں کمی کرے گا نماز تو ہو جائے گی یعنی فرض ادا ہو جائے گا مکروہ تحریمی ہوگی، بھول کر ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور قصداً ہے تو نماز پھیرنی واجب ہوگی، اور بلا عذر ہے تو گناہگار بھی ہوگا مثلاً تین آیتیں ہیں شَمَّ نَظَرَ ۱ شَمَّ عَبَسَ وَبَسَ ۲ شَمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۳ یا یہ اَلرَّحْمٰنُ ۱ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۲ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۳ ظاہر ہے کہ وہ دو ۲ آیتیں وان یکاد الذین کفروہ بلکہ اس میں کمی کی پہلی ہی آیت ان تین چھوٹی آیتوں سے بڑی ہے تو نماز مع واجب ادا ہوگئی دُمرانے کی حاجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۲۰: ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

¹ القرآن ٤٢ / ٢١، ٢٢، ٢٣

² القرآن ٥٥/١

(۱) امام کو قرأت میں مغالطہ لگا اور امام ایک آیت کلاں یا ایک چھوٹی تین آیت سے زیادہ پڑھ چکا ہے باوجود اس کے کوئی مقتدی امام کو لقمہ دے اور بتادے تو امام کو لقمہ لینے یا مقتدی کو لقمہ دینے میں کوئی نماز میں فساد یا نقصان نہ آوے گا؟

(۲) امام کو متشابہ لگا اور اوپر کی دو ایک آیت کو لوٹایا اور دُہرایا تو اس صورت میں دُہرانے سے نماز میں کچھ خلل تو نہ آئے گا؟ اور آئے گا تو کیا سجدہ سہو کرنے سے جبر نقصان ہو جائیگا یا نہیں؟

الجواب:

کسی کے نماز میں صحیح بتانے سے کچھ فساد نہ آئے گا اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو دُہرانے سے کچھ نقصان نہیں، ہاں اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر پڑچکا کھڑا رہا تو سجدہ سہو آتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۲۲: از ریاست رام پور دکان ملا حمید محلہ کٹھہ مرسلہ محمد اسد الحق صاحب ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قل هو اللہ احد میں دال پر تنوین ہے اس کو کسرہ دے کر مابعد سے وصل کر کے نماز میں پڑھے، ہو گئی یا نہیں؟ اور گناہ تو نہیں؟ ضروری ہے یا جائز یا منع؟

الجواب: نون تنوین کو کسرہ دے کر لام میں ملا کر پڑھنا جائز ہے کوئی حرج نہیں، نہ اس سے نماز میں کوئی خلل، اور یہاں وقف بھی جگہ ہے جو وصل کی اجازت دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۲۳: از سرانے چھبید ضلع بلند شہر مرسلہ راحت اللہ امام مسجد جامع ۱۹ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام قرأت میں ماقالو او کان عند اللہ وجیہا کی جگہ وکان الخ پڑھ جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں مگر اؤل ماقالو پڑھا پھر خیال ہو کہ کانوا ہے۔

الجواب:

کہ نماز ہر طرح ہو گئی کہ فساد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں راجکوٹ میں الرحمن پڑھتے ہیں اور ۲۰ رکعت تراویح سورۃ الرحمن میں ختم کرتے ہیں پہلی رکعت میں چار آیت اور دوسری میں دو آیت تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

یو سولھویں رکعت میں یہ دونوں آیتیں واقع ہوں گی فَبِآئِی الْاَءِ رَیْبُکُمْ اَتُکْذِبُ ۝ ذَوَاتَا أَفْئَانٍ ۝ بہتر یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک آیت اور ملائے جائے کہ ان میں صرف ستائیس حروف ہیں اور ردالمحتار میں

کم از کم تیس حرف درکار بتائے وان کان فیہ کلام بینا علی ہامشہ مع ان المروات فیہما ثلثون (اگرچہ اس میں کلام ہے جیسے ہم نے حاشیہ ردالمحتار میں تحریر کیا گیا ہے علاوہ ازیں ان آیات میں مفردات تیس ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۲۵: از نو شہرہ تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غزنوں مرسلہ عبدالغفور صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کی نماز ظہر و عصر میں جو قرأت باجر نہیں پڑھی جاتی باقی شام اور عشاء و فجر کی نماز میں بالجر پڑھی جاتی ہے اس کی وجہ اور رموزات سے مطلع فرمائیے؟

الجواب:

یہ احکام ہیں بندے کو حکم ماننا چاہیے حکمت کی تلاش ضرور نہیں۔ اس کے دو سبب بتائے جاتے ہیں ایک ظاہری کہ کفار قرآن عظیم سُن کر بیہودہ بکا کرتے تھے ظہر و عصر دونوں ان کی بیداری کے تھے اس لئے ان میں قرأت خفی کوئی کہ وہ سُن کر کچھ کہیں نہیں، فجر و عشاء کے وقت وہ سوئے ہوتے تھے اور مغرب کے وقت کھانے میں مشغول، لہذا ان میں قرأت بالجر ہوئی، مگر یہ سبب چنداں قوی نہیں۔ دوسرا سبب صحیح و قوی باطنی وہ ہے جو ہم نے اپنے رسالہ انہار الانوار میں ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۲۶: از شہر کہنہ محلہ کانگڑ ٹولہ مسئلہ نفعی خان صاحب ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

قرأت کتنی فرض ہے اور واجب اور سنت اور مستحب کہاں تک؟

الجواب:

قرأت ایک آیت فرض ہے اور الحمد اور اس کے بعد اس کے متصل ایک بڑی آیت یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا واجب، اور فجر و ظہر میں حجرات سے بروج تک دونوں رکعتوں میں دو سورتیں، اور عصر و عشاء میں بروج سے لم یکن تک، اور مغرب میں لم یکن سے ناس تک سنت، یا ان کی مقدار دوسرے مقام سے، اور جماعت میں کوئی مریض یا ضعیف وغیرہ ایسا ہو کہ طویل سے مشقت ہوگی تو اس کے حالت کی رعایت واجب اور نوافل میں جس قدر تطویل اپنے اوپر شاق نہ ہو مستحب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۲۷: از شہر محلہ ملوکپور مسئلہ شفیق احمد خان صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر نماز میں کتنی مرتبہ اور کس کس مقام پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے؟

الجواب:

سورہ فاتحہ لے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سنت ہے اور اس کے بعد اگر کوئی

مسئلہ نمبر ۵۲۸: از شہر محلّہ سوداگران مسئلہ مولوی احسان علی مرحوم کا غالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہواً جاری ہو جائے تو اس کو پڑھے یا مؤخر کی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ کر، اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو ہوئی یا نہیں؟

بینواتو جروا

الجواب:

زبان سے سہوؤا جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ مکرر، ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز جب بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۲۹: از تحصیل از ولی ضلع علی گڑھ مسئلہ محمد حسین مرحوم جوڈیشل ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ایک مسئلہ پر بحث درپیش ہے اور آپس میں مباحثہ لفظی ہو رہا ہے وہ یہ کہ امام نے بوقتِ نمازِ مغرب رکعتِ اول میں سورہ دھر قرأت کی اور اس قدر پڑھا اور سہوہ ہو گیا پھر رکوع کر دیا

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِانْيَةٍ مِنْ فِصَّةٍ وَآكُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ اَوْ شَرِبُوْا مِنْ حَلٰۤهِمْ اَوْ كَانَتْ فَاكِهَةً مُّكَوَّۢرَةً ۚ فَالَّذِيْنَ يَخْلَعُ عَنْهُٓ الْغُلٰۤظُ وَالَّذِيْنَ يَكْمُلُ الْعَجَبُ ۝۱۰

رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اس قدر قرأت پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

نماز بے تکلف بلا کراہت ہوگئی، تین آیات کی قدر واجب ادا ہو جاتا ہے اور یہ تو پندرہ آیتیں ہو گئیں بلکہ مغرب میں اتنی تطویل مناسب بھی نہ تھی کہ اس میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک ہر رکعت میں ایک سورت پڑھنے کا حکم ہے یہ اُس سے زائد ہو گیا، تنویر و در مختار میں ہے:

یسن فی الحضرة الامام ومنفرد طوال المفصل فی الفجر والظهر وواسطه فی العصر والعشاء و قصاره فی المغرب ای فی کل	(مقیم ہونے کی صورت میں امام و منفرد دونوں کی) نمازِ فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور نمازِ مغرب میں قصار مفصل پڑھنا مسنون ہے یعنی ہر رکعت میں

ایک سورۃ ان سورتوں میں سے جو مذکور ہوئے
پڑھے (ت)

دُر مختار میں ہے:

من الحجرات الی آخری البروج ومنها الی آخر لم
یکن اوساطه وباقیه قصارہ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۳۰: از محلہ سوداگران مدرسہ منظر الاسلام ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد غلطی ہوئی معنی بگڑ گیا جبکہ سورہ یوسف شریف میں چار
آیت بعد رَأٰیئْتَهُمْ کی جگہ رَأٰیئْتَهُمْ پڑھا اس حالت میں نماز ہو گئی یا نہیں؟
الجواب فسادِ معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی، مگر یہاں رَأٰیئْتَهُمْ میں ت کا زبر پڑھنا مفسدِ نماز۔ واللہ تعالیٰ
اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۱: ازہ بروگ مسؤلہ محمد علی ۶ رجب المرجب پنجشنبہ ۱۳۳۶ھ
قبلہ و کعبہ جناب مولوی صاحب دام اظلالکم، السلام علیکم بعد اوائے آداب دست بستہ تسلیمات گزارش خدمت میں یہ ہے کہ
نمازِ ظہر و عصر کے وقت امام کے پیچھے مقتدی کو حسب معمول پڑھنا چاہئے یا سکوت واجب ہے؟
(۲) نمازِ مغرب و عشاء کے فرضوں کی ادائیگی میں مقتدی کو چاروں رکعتوں میں سکوت لازم ہے یا اول کی دو^۲ میں اور آخری دو
میں نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

مطلقاً کسی نماز کی کسی رکعت میں مقتدی کو قرأت اصلاً جائز نہیں نہیں قطعاً خاموش کھڑا ہے، صرف سبحنک اللہم شامل
ہوتے وقت پڑھے جبکہ امام نے قرأت بجسر شروع نہ کی ہو۔ دُر مختار میں ہے:

المؤتم لا یقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فی مقتدی مطلقاً قرأت نہ کرے نہ جہری نماز میں نہ

^۱ دُر مختار فصل و بجسر الامام مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی ۱۹/۱

^۲ دُر مختار فصل و بجسر الامام مطبوعہ مطبعہ مجتبائی دہلی ۱۹/۱

السرية اتفاقاً بل يستمع اذا جهر وينصت اذا اسر ¹ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	سری نماز میں، اور نہ ہی سری نماز میں فاتحہ بالاتفاق (یعنی اس پر ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہے) بلکہ جب امام جہراً پڑھے تو سُننے اور جب امام سراً پڑھے تو مقتدی چُپ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۳۳، ۵۳۴: از ہزار ضلع بلذانہ اسٹیشن بسوہ متعلق ملکہ پور مسئولہ سراج الدین ۱۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) آیت قرآن شریف کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نماز میں پڑھنے کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

(۲) سورہ یس شریف میں سلم قول کی جگہ سلام قول پڑھنا یا سلام پر آیت کرنا صحیح کس طرح پر ہے؟

الجواب:

(۱) سائل نے صاف بات نہ لکھی کہ ٹکڑے کرنے سے کیا مراد ہے، اگر آیت بڑی ہے اور ایک سانس میں نہیں پڑھ سکتا تو جہاں سانس

ٹوٹ جائے مجبوراً وقف کرے گا موقع موقع پر ٹھہرتا ہوا چلا جائے گا، ہاں بلا ضرورت بے موقع ٹھہرنا خلاف سنت ہے، واللہ تعالیٰ

اعلم۔

(۲) دونوں صحیح اور دونوں جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۵: از بے پور بیرون اجیری دروازہ مکان عبدالواحد خان مسئولہ حامد حسین قار دی ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا خیال ہے کہ عام لوگ تکبیر انتقال نماز میں اللہ اکبر کی را کو اس قدر کھینچتے ہیں کہ اُس کی وجہ سے

نماز میں نقصان واقع ہوتا ہے اللہ اکبر کی را کو اس طرح خارج کرنا کہ عام لوگ بجائے رکے وال محسوس کریں کیسا ہے؟

الجواب:

اکبر میں رکود پڑھنا مفسد نماز ہے کہ فسادِ معنی ہے، اور یہ بات کہ وہ پڑھتا اور سب سننے والے دسنتے ہیں بہت بعید ہے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۶: از شہر ممباسہ ضلع مشرقی افریقہ دکان حاجی قاسم اینڈ سنز مسئولہ حاجی عبداللہ حاجی یعقوب ۲۶ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں سورہ کُفرون پڑھی دوسری میں

¹ در مختار، فصل و مبصر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۱/۱

کوثر کی ایک آیت پڑھی پھر اس کو چھوڑ کر اخلاص پڑھی، ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز میں کچھ خلل واقع ہوگا یا نہیں بینوا تو جروا

الجواب:

نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا ناجائز تھا، جس سورت کا ایک لفظ زبان سے نکل جائے اُسی کا پڑھنا لازم ہو جاتا ہے خواہ وہ قبل ہو یا بعد کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۷:

ازمانادوارہ کاٹھیاواڑ مرسلہ ماسٹر اسماعیل صاحب

۲ شوال ۱۳۳۹ھ

نماز میں قرآن شریف اس طرح پڑھنا کہ اول میں الم تورا، دوسری میں قل ھو اللہ، تیسری میں لا یلف، چوتھی میں پھر قل ھو اللہ مکہ متزیہی ہے یا نہیں حالانکہ لایلف اور پھر ترتیب وار بھی پڑھ سکتا ہے۔

الجواب:

نوافل میں مکروہ نہیں کہ اس کی ہر دو رکعت نماز علیحدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۸:

ازدھمی پور ضلع بیڑی مرسلہ مستقیم خان

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی حافظ مسجد میں تراویح میں کلام مجید صحیح پڑھتا ہو اور اچانک اس کے پیچھے دوسرا کوئی حافظ اس کو بہکانے آجائے تو ایسا کرنا اور نماز میں آکر فساد ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر فی الواقع اس نے دھوکا دینے اور نماز خراب کرنے کے لئے قصد غلط بتایا تو سخت گناہ عظیم میں مبتلا ہوا اور شرعاً سخت سزا کا مستحق ہے، ایسے لوگ مسجد میں آکر فساد ڈالیں اور ناجائز غل چائیں اور بلاوجہ فوجداری پر آمادہ ہوں جیسا کہ سائل نے بیان کیا موذی ہیں اور موذی کی نسبت حکم ہے کہ اُسے مسجد میں نہ آنے دیا جائے کما نص علیہ العلامة البدر العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری و عنہ فی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں تصریح کی ہے اور اس کے حوالے سے در مختار وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۳۹:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ می فرماید جوہر شناسان نکات فرقانی و دقیقہ رساں علم	قرآنی نکات اور حبیبِ خدا کے ارشادات عالیہ سے آگاہ و واقف
حبیبِ رحمانی اندریں باب کہ امام در قرات نماز	اہل علم و دانش اس بارے میں

کیا فرماتے ہیں کہ امام نماز مغرب، عشاء، فجر، جمعہ اور عیدین میں قرات کرتے ہوئے تین آیات سے زائد پڑھ کر بھول گیا ایسی صورت میں مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے اس کا لقمہ قبول کر لیا تو امام اور مقتدی کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

مغرب و خفتن و فجر و جمعہ و عیدین در میان قرات سے آیت یا زائد از سه آیت سہو کرد و مقتدی اور امیان نماز مذکورہ بالا لقمہ داد و مقتدی خود گرفت نماز امام و مقتدی درست شد یا نہ۔ بینواتو جروا

الجواب:

نماز مطلقاً درست ہے ہر نماز میں ہر حال میں رضی اللہ عنہ لقمہ اگرچہ وہ تین آیات کے بعد ہو درست اور صحیح قول یہی ہے۔ در مختار میں ہے امام کو لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی نہ لقمہ دینے والے کی اور نہ لینے والے کی ہر حال میں الخ رد المحتار میں ہے خواہ امام نے اتنی قرات کر لی ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ کی ہو امام کسی اور آیت کی طرف منتقل ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو، لقمہ بار بار ہو یا نہ ہو، صحیح یہی ہے نہر۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم

صحیح است مطلقاً در ہر نماز و بہر حال اگرچہ بعد سے آیت باسد ہمیں است قول صحیح الدر المختار فتحة علی امامہ لا یفسد مطلقاً بفاتح و أخذ بكل حال الخ فی رد المحتار ای سواء قرأ الامام قدر ما یجوز به الصلوة ام لا انتقل الی آية اخرى ام لا تکرر ام لا هو الاصح نہر² واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۴۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا انشاء ثلک یا بلہ، کولاہ یا لہم کولاہم مغفرة بأشباع فحریا الحمد لله الحمد لیلہ بأشباع کسرہ یا قل کو قول بأشباع ضمہ پڑھنا عمدًا یا سہوًا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

عمد گناہ عظیم ہے اور سہوًا معاف اور فساد نماز کسی حالت میں نہیں لان الاشباع لغة مرقوم من العرب کالاکتفاء عن المدة بالحركة کما نص علیہ فی الغنیۃ و غیرہا (کیونکہ اشباع عرب کی معروف لغت ہے جیسا کہ مدہ کی جگہ حرکت پر اکتفا کیا جاتا ہے غنیہ اور دیگر کتب میں اس پر تصریح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ در مختار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکبر فیہا مطبوعہ مطبع مکتبائی دہلی ۹۰/۱

² رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکبر فیہا مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۰/۱

مسئلہ احمد شاہ صاحب از موضع نگر یا سادات ضلع ریلی

یکم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

اگر امام نماز پڑھتا ہو اور وہ کسی صورت میں درمیان کے دو ایک لفظ چھوڑ گیا ہو تو وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر ان کے ترک سے معنی نہ بگڑے تو صحیح ہوگی ورنہ نہیں، پھر اگر یہ سورۃ فاتحہ ہے تو اس میں مطلقاً کسی لفظ کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوگا جبکہ سہو اگر ورنہ اعادہ اور کسی صورت سے اگر لفظ یا الفاظ متروک ہوئے اور معنی فاسد نہ ہوئے اور تین آیت کی قدر پڑھ لیا گیا تو اس چھوٹ جانے میں کچھ حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مولوی عبد الجلیل صاحب متوطن بنگال

۱۵ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے دو رکعت فجر کی فرض پڑھائی بعد الحمد شریف کے ضم سورت میں کسی لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا بوجہ مشتبه ہونے کے، اب اس کی نماز شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کا بقول شخصے اعادہ کیا جائے اگر لوگ آکر اقتدا کریں بعد والوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

لفظ کے تکرار سے نماز میں فساد نہیں آتا اعادہ میں جوئے لوگ ملیں گے ان کی نماز نہ ہوگی لانہم مفتر ضون خلف متفل (کیونکہ وہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کر رہا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۴۳، ۵۵۴: از جنوبی افریقہ ٹرنسوال مقام کروگرس ڈروپ بکس نمبر ۳۳۳ مرسلہ ایم ایم داؤد احمد مولیٰ جی سالو جی ۱۴ رمضان ۱۳۳۶ھ

اولاً تحریر حال ملک ٹرنسوال کرتا ہوں کہ اسلئے ذیل کے جواب میں سہولت ہو یہاں پر حکومت کفار ہے اور یہاں کے باشندے بھی سفار ہیں، ہاں کچھ لوگ مسلمان شافعی المذہب بھی ہیں باقی مسلمان انڈیا کے تاجر وغیرہ ہیں مگر مجموعہ مسلمان کفار کی نسبت بہت کم ہیں، گاؤں کا تو میں ذکر نہیں کرتا مگر اس ملک کے شہروں میں تخمیناً مفضلہ ذیل تعداد ہوگی کسی جگہ دس^{۱۰} بیس^{۲۰} کسی جگہ تیس^{۳۰} چالیس^{۴۰} کسی جگہ اسی^{۵۰} سو^{۶۰} سوائے ایک شہر کے میرے خیال کے موافق کہیں چار سو^{۴۰۰} پانچ سو^{۵۰۰} کا مجمع نہ ہوگا، مساجد کا یہ حال ہے کہ کہیں تو کرایہ میں مکان لیا ہوا ہے اور اس میں نماز جمعہ و عید ادا کی جاتی ہے اور کسی جگہ مسجد ہے مگر بوجہ قلت وہ بھی نہیں بھرتی البتہ ایک جگہ تین مسجدیں ہیں اور مسلمانوں کی جماعت بڑی ہے تخمیناً پانچ سو^{۵۰۰} سے کم نہ ہوگی نماز جمعہ و عید سب جگہ ادا کی جاتی ہے عید کے موقع پر گاؤں کے مسلمانان وہ شریک نماز ہو کر تعداد بڑھا دیتے ہیں میرے علم میں یہاں کبھی اسلامی حکومت نہیں ہوئی اور حکام کی طرف سے کوئی حکم شرعی یہاں جاری نہیں مگر نماز جمعہ و عید کو منع نہیں کرتے جس جگہ کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے وہ بھی شہر ہے اور ایک مسجد بھی ہے تعداد مسلمانان

ساٹھ ستر سے زیادہ نہیں مسجد نہیں بھر سکتی مگر عید کے موقع پر گاؤں والے شریک ہوتے ہیں اور مسجد بھر جاتی ہے۔

(۱) جمعہ کی ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں؟

(۲) شہر کس کو کہتے ہیں اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو توفانی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

(۴) علمائے حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی ظہر تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقیق شرط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق ہو وہاں کیونکر جائز نہیں۔ خروج اختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے اعمیٰ وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی ظہر پڑھ لینا چاہئے؟

(۵) کل موضع لہ امیر و قاض الخ (مروہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر اور قاضی ہوا الخ۔ ت) سے استدلال عدم جواز جمعہ دار حرب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۶) کیفیت مذکور کی رو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں؟

(۷) جہاں ناجائز ہے انھیں منع کیا جائے یا نہیں، اور ان کی ظہر کا کیا حکم ہے؟

(۸) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیوں جائز ہے؟

(۹) یہ ملک دار حرب ہے یا نہیں؟

(۱۰) دار حرب کی کیا تعریف اور کس طور سے دار حرب دار اسلام بنتا ہے اور دار اسلام دار حرب بنتا ہے؟

(۱۱) جہاں شروط جمعہ نہ پائے جائیں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم، اگر جائز نہیں تو پڑھ لینے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جائے گا؟

(۱۲) ہماری جگہ شہر گنا جاتا ہے اور ایک مسجد ہے مصلیٰ باشندے اسے بھر نہیں سکتے، یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے بینوا تو جروا۔

الجواب:

جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق و اجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم یا اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

امام علاء الدین سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء اور امام مالک العلماء ابو بکر مسعود نے بدائع میں اسی کی تصریح فرمائی۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے:

صرح فی تحفة الفقہاء عن ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلدة کبيرة فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفيہا والٍ یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمة وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح¹۔	تحفۃ الفقہاء میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تصریح ہے کہ بڑے شہر سے مراد وہ آبادی ہے جس میں محلے اور بازار ہوں، اس کے متعلق کچھ دیہات ہوں، وہاں کوئی ایسا با اختیار شخص ہو جو اپنی حشمت اور علم یا دوسرے کے علم کے ذریعے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے اور لوگ حوادث کی صورت میں اس کی طرف رجوع کریں اور یہی اصح ہے۔ (ت)

کتبہ جلیلہ معتمدہ میں ظاہر الروایہ یعنی مذہب مہذب حنفی سے بالفاظِ مختلفہ جتنی نقول ہیں سب کا مال یہی ہے مثلاً ہدایہ و متن کنز میں فرمایا:

هو کل موضع له امیر وقاض ینفذا الاحکام ویقیم الحدود²۔	ہر وہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر یا قاضی ہو جو احکام نافذ کر سکے اور حدود کا اجرا کر سکے۔ (ت)

اس میں سکک واسواق و رساتیق کا ذکر نہیں اور عبارت آتیہ غیاثیہ میں بجائے سکک جماعات ہیں اور رساتیق مذکور نہیں، اُسی کی دوسری عبارت میں فتاویٰ سے رساتیق کا ذکر فرمایا سکک واسواق کو ترک کیا کہ

فی الفتاوی الوصلی الجمعة فی قریة بغیر مسجد جامع والقریة کبيرة لها قری وفيہا وال و حاکم جازت الجمعة بنوا المسجد اولم یبنوه وان کان بخلاف ذلك لایجوز وهذا قول ابی القاسم	فتاویٰ میں ہے اگر کسی نے قریہ میں بغیر جامع مسجد کے جمعہ پڑھا اور قریہ اتنا بڑا ہو جس کے کچھ دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم و والی بھی موجود ہو تو نماز جمعہ درست ہوگی خواہ وہ مسجد بنائیں یا نہ بنائیں، اور اگر اس کے خلاف ہو تو جمعہ درست نہ ہوگا یہ شیخ ابوالقاسم الصفار

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلوی فصل فی صلوۃ الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰

² کنز الدقائق باب صلوۃ الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۷۷

الصفار وهذا اقرب الاقارب الى الصواب ¹ ۔	کے قول کے مطابق ہے اور تمام اقوال میں سے یہ رائے صواب کے زیادہ قریب ہے۔ (ت)

اور محصل ایک ہے کہ عادی والی و قاضی ایسی جگہ ہوتے ہیں جس میں آبادی کثیر ہو اور اسے تعدد محلّہ و وجود اسواق لازم اور ہر گاؤں میں نیا حاکم مقرر کرنا نہ معہود ہے نہ تنیسر بلکہ گرد و پیش کے دیہات آبادی کثیر کے حاکم کے متعلق کردئے جاتے ہیں اسے ضلع یا کم از کم پرگنہ ہونا لازم، غنیہ میں ہے:

صاحب الهدایة ترك ذكر السكك والرساتيق بناء على الغالب اذ الغالب ان الامير والقاضى شأنه القدرة على تنفيذ الاحكام واقامة الحدود لا يكون الا في بلد كذلك فالحاصل ان اصح الحدود ما ذكره في التحفة لصدقة على مكة والمدينة وانهما الاصل في اعتبار المصرية ² ۔	صاحب ہدایہ نے محلوں اور بازاروں کا ذکر اس لئے ترک کیا کہ غالب یہی ہے کہ ایسے حاکم اور قاضی جو احکام کا نفاذ اور حدود کا قیام کر سکتے ہیں وہ ایسے شہر میں ہی ہوتے ہیں جو بڑا ہو، حاصل یہ ہے کہ تحفہ میں بیان کردہ شہر کی تعریف اصح ہے کیونکہ وہ مکہ اور مدینہ پر صادق آتی ہے اور شہر ہونے میں یہ دونوں اصل ہیں۔ (ت)

پھر ظاہر ہے کہ ان کتب میں تنفیذ و اقامت سے قدرت مراد ہے کہ حاکم کا خلاف حکم حکم کرنا شہر کو شہر ہونے سے خارج نہیں کرتا و لہذا علامہ محقق ابراہیم حلبی نے اسی سے پہلے غنیہ میں فرمایا:

الحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية انه الذي له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود والمراد القدرة على اقامة الحدود ما صرح به في تحفة الفقهاء عن ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه ³ ۔	صحیح تعریف وہ ہے جسے صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسا شہر ہو جس میں حاکم و قاضی ہو جو احکام کا نفاذ اور حدود کا قیام کرے اور اس سے مراد قیام حدود پر قدرت ہے جیسا کہ تحفہ الفقہاء میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے منقول ہے (ت)

امام اکمل نے عنایہ میں فرمایا: المراد بالامير وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم⁴۔ (امیر سے

¹ فتاویٰ غیاثیہ، باب الجمعۃ و شرائطها، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۹

² غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۱

³ غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰

⁴ العنایۃ مع فتح القدر، باب صلوۃ الجمعۃ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر، ۲۴/۲

ایسا والی مراد ہے جو ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو۔ ت) اسی طرح در مختار میں بلفظ یقندر تعبیر کیا اور خود نص امام مذہب سے اُس کی تصریح گزری۔ لہذا امام شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں یوں تعبیر فرمایا:

ظاہر المذہب (عندنا) ان یکون فیہ سلطان وقاضی لاقامة الحدود وتنقیذ الاحکام ¹ ۔	(مصر جامع کی تعریف میں) ہمارے ہاں ظاہر مذہب کے مطابق وہاں اقامت حدود اور احکام کے نفاذ کے لئے کسی حاکم یا قاضی کا ہونا ضروری ہے (ت)

پھر ہدایہ وغیرہ میں امیر وقاض اور مبسوط میں سلطان وقاض ولفظ ہیں کہ عادیۃ والی شہر اور ہوتا ہے اور وہ قاضی مقرر کرتا ہے اور مقصود فیصلہ مقدمات ہے و لہذا امام مذہب نے ذکر والی پر اقتضاد فرمایا اور وہی سلطان سے مراد اس پر اس حدیث سے استناد اربع الی الولاۃ منها الجمعة² (چار چیزیں حکمرانوں کی ذمی داری ہے ان میں سے ایک جمعہ ہے۔ ت) جواہر خلاطی وغیرہ میں نائب والی بھی اضافہ فرمایا کہ وفیہا وال اونائبہ یقندر علی انصاف المظلوم الی قوله وهو الاصح³ (وہاں والی یا اس کا ایسا نائب ہو جو مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو، آگے چل کر فرمایا اور یہی اصح ہے۔ ت) اور علامہ قاسم نے تصحیح القدوری پھر علامہ حصکفی میں در منقی پھر علامہ شامی نے ردالمحتار میں کہا: ینکتفی بالقاضی عنالامیر⁴ (امیر کی جگہ قاضی ہی کافی ہے۔ ت) یہاں قاضی کے ساتھ مفتی کی شرط نہ کی کہ اُن زمانوں میں قاضی نہ ہوتے مگر علماء۔ ردالمحتار میں ہے:

لم یدکر المفتی اکتفاء بذکر القاضی لان اقضاء فی الصدر الاول کان وظیفۃ المجتہدین ⁵ ۔	ذکر قاضی پر اکتفا کرتے ہوئے مفتی کا ذکر نہیں کیا کیونکہ صدر اول میں قضاء (فیصلہ کرنا) ائمہ مجتہدین کی ہی ذمہ داری ہوتی تھی۔ ت)

اور بعض نے شرط مفتی اضافہ کی۔ جامع الرموز میں ہے۔

ظاہر المذہب ان مافیہ جماعت الناس	ظاہر مذہب یہ ہے کہ شہر وہ جہاں کچھ محلے

¹ مبسوط سرخسی باب صلاة الجمعة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۳/۲

² مبسوط سرخسی باب صلاة الجمعة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۵/۲

³ جواہر الاخلاطی فصل فی صلوۃ الجمعة غیر مطبوعہ نسخہ ص ۲۴

⁴ ردالمحتار، باب الجمعة، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۵۹۰/۱ ردالمحتار،

⁵ ردالمحتار، باب الجمعة، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۵۹۰/۱

و جامع واسواق ومفت وسلطان اوقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام وقرب منه ما فی المضمرات وفیه انه الاصح ^۱ ۔	جامع مسجد، بازار، مفتی، حاکم یا ایسا قاضی ہو جو حدود کا قیام اور احکام کا نفاذ کر سکے۔ مضمرات کے الفاظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں اور اسی میں ہے کہ یہی اصح ہے۔ (ت)

اکابر نے اس کی یہ توجیہ فرمائی کہ حاکم عالم نہ ہو تو عالم کا ہونا بھی لازم۔ غیاثیہ میں ہے۔

قال الشمس الائمة السرخسی ظاہر المذهب ان المصر الجامع مافیہ جماعت الناس واسوق التجارات وسلطان اوقاض یقیم الحدود وینفذ الاحکام ای یقدر علی ذلك ویکون فیہ مفت ان لم یکن القاضی او السلطان بنفسه مفتیاً ^۲ ۔	شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ جامع شہر وہ ہوگا جس میں کچھ محلے ہوں اور بازار تجارت، سلطان یا قاضی جو حدود کو قائم اور احکام کو نافذ کرے یعنی اس میں ان کے قیام اور نفاذ کی قدرت ہو اور اگر قاضی یا سلطان خود مفتی نہ ہوں تو وہاں کسی نہ کسی مفتی کا ہونا بھی ضروری ہے (ت)

امام طاہر بخاری نے فرمایا:

قال امام السرخسی فی ظاہر المذهب عندنا ان یكون فیہ سلطان وقاض لاقامة الحدود وتنفيذ الاحکام ویشتط المفتی اذالم یکن القاضی او الولی مفتیاً ^۳ ۔	امام سرخسی نے فرمایا کہ ظاہر مذہب میں ہمارے ہاں یہی ہے کہ وہاں اقامت حدود اور تنفیذ احکام کے لئے قاضی یا سلطان کا ہونا ضروری ہے اور جب قاضی یا ولی خود مفتی نہ ہو تو وہاں امام سرخسی نے مفتی کا ہونا شرط قرار دیا ہے (ت)

امام مذہب نے اس طرف خود ہی اشارہ فرمایا تھا کہ لعلمہ علم غیریہ (وہ قاضی خود عالم ہو یا عالم اس کا معاون ہو۔) فتح میں فرمایا:

اذ كان القاضی یفتی ویقیم الحدود اغنی عن التعدد ^۴ ۔	جب قاضی خود فتویٰ دیتا ہو اور حدود نافذ کرتا ہو تو وہاں الگ مفتی کا ہونا ضروری نہیں۔ (ت)

^۱ جامع الرموز فصل صلوٰۃ الجمعیۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲۶۲/۱

^۲ فتاویٰ غیاثیہ باب الجمعیۃ وشرائطها مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۸

^۳ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثالث والعشرون فی صلوٰۃ الجمعیۃ مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲۰۷/۱

^۴ فتح القدیر، باب الصلوٰۃ الجمعیۃ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۵/۲

بالجملہ عبارات مختلف ہیں اور مقصود واحد۔ ان تمام عبارات اور ان کے امثال صداہا اور خود نص صریح امام مذہب سے جس طرح جمعہ کے لئے اشتراط مصر ظاہر ہو نہی احکام و حدود مفتی کے الفاظ اور ان کی تقاریر مذکورہ کتب مذہب سے روشن کہ شہر سے یقیناً اسلامی شہر مراد ہے نہ یہ کہ مثلاً بت پرستوں کا کوئی شہر ہو بادشاہ بت پرست اور دس لاکھ کی آبادی سب بت پرست، چار پانچ مسلمان وہاں تاجر نہ جائیں اور پندرہ بیس دن ٹھہرنے کی نیت کریں ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہو جائے گا جبکہ وہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو ہر گز شرح مطہر سے اُس کا کوئی ثبوت نہیں عموماً قطعاً اجمالاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایہ واصل مذہب کی تعریفات یقیناً اسلامی شہر سے خاص بلکہ وہ ضعیف روایت نادرہ موجود مہمورہ مالا یسع اکبر مساجد اہلہ (اس مقام کی سب سے بڑی مسجد وہاں مقیم لوگوں کے لئے ناکافی ہو۔ ت) کہ محققین کے نزدیک اصلاً وجہ صحت نہی رکھتی اور بغیر توانی فی الحدود اس کے اختیار کی راہ اُسی ارادہ قدرت سے مسدود اور ظاہر الرایہ و نص صریح امام اعظم مسح و مرجع کے ہوتے ہوئے روایت نوادر کی طرف رجوع بوجہ ممنوع و مدفوع کما حققنا کل ذلک فی فتاویٰ ونا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کر دی ہے۔ ت) اس سے زیادہ اُس کی غلطی کیا ہوگی کہ اس پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ ہی گاؤں ہو جاتے ہیں اور ان میں زمانہ اقدس سے آج تک جمعہ ناجائز و باطل قرار پاتا ہے، مجمع الانہر میں ہے:

قالو ان هذا الحد غير صحيح عند المحققين ¹ ۔	بلاشبہ یہ تعریف محققین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ (ت)

غنیہ میں ہے :

الفضل في ذلك ان مكة والمدينة مصران تقام بهما الجمعة من زمنه صلى الله تعالى عليه وسلم الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما فهو مصر وكل تفسير لا يصدق على احدهما فهو غير معتبر حتى الذي اختاره جماعة من المتأخرين حتى الذي اختاره جماعة من المتأخرين وهو مالو اجتماع اهل في اكبر مساجد لا يستعهم فانه منقوض بهما اذ مسجد كل منهما يسع	اس میں تفصیل یوں ہے کہ مکہ اور مدینہ دونوں شہر ایسے ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات سے لے کر آج تک جمعہ ادا کیا جاتا رہا ہے تو جس جگہ اس طرح کے انتظامات ہوں گے وہ شہر ہے اور جو تعریف ان میں سے کسی ایک پر صادق نہیں آئے گی وہ معتبر نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ متاخرین کی ایک جماعت نے جو اختیار کیا ہے شہر کی تعریف یہ ہے کہ وہاں کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں اگر جمع ہوں تو وہ مسجد لوگوں کے لئے کافی

¹ مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر باب الجمعة مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۶۶/۱

اہلہ وزیادۃ ^۱ ۔	نہ ہو، یہ درست نہیں کیونکہ مکہ اور مدینہ دونوں کی مساجد وہاں کے لوگوں اور مزید دوسرے لوگوں کے لئے کافی ہیں (ت)

اسے ابن شجاع ثلجی نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا، ہدایہ میں تعریف ظاہر الراویۃ بیان کر کے فرمایا:

هذا عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وعنه انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجد ہم لم یسمعهم والاول اختیار الکرخی وهو الظاہر والثانی اختیار الثلجی ^۲ ۔	یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور انہی سے مروی ہے کہ جب وہاں کے وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہے سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو وہ مسجد ناکافی ہو، پہلے قول کو امام کرخی نے پسند فرمایا اور یہی ظاہر ہے اور دوسرے امام ثلجی نے پسند فرمایا۔ (ت)

خود امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ کہ امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر کئے یہ ہیں کہ فرمایا:

اذا اجتمع فی قرية منلا یسمعهم مسجد واحد بنیلهم جامعاً ونصب لهم من یصلی بهم الجمعة ^۳ ۔	جب کسی قریہ کے لوگ ایک مسجد میں جمع ہوں اور وہ مسجد انکے لئے ناکافی ہو تو ان کے لئے جامع مسجد بنائی جائے اور وہاں کوئی ایسا شخص مقرر کیا جائے جو انہیں جمعہ پڑھائے۔ (ت)

بدیہی ہے کہ بنی اوصسکی ضمیریں سلطان اسلام کی طرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جس سے طبقہ قطبۃ ہمارے ائمہ و علماء اسی باب شرائط جمعہ میں استدلال فرماتے رہے کہ لہ امام عادل او جائز (اس کے لئے امام عادل یا ظالم ہو۔ ت) مبسوط امام سرخسی میں ہے:

لنا ماروینا من حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولہ امام جائز او عادل فقد شرط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	ہماری دلیل وہ روایت ہے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے لئے امام ظالم یا عادل کا ہونا ضروری ہے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۰

^۲ الہدایۃ باب صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱۳۸۱ھ

^۳ بدائع الصنائع فصل فی بیان شرائط الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۵۹/۱

الامام لا للاحاقه الوعيد بتارك الجمعة ¹ ۔	علیہ وسلم نے تارک جمعہ پر وعید لاحق ہونے کو امام کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے :

الحديث رواه ابن ماجة وغيره حيث شرط في لزومها الامام كما يفيدده قيد الجملة الواقعة حالا ² ۔	اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اس میں جمعہ کے لزوم کے لئے امام کا ہونا شرط قرار دیا ہے جیسے کہ اس کا فائدہ بطور حال واقع ہونے والے جملہ کی قید سے حاصل ہو رہا ہے۔ (ت)

غرض بوجہ ظاہر ہوا کہ محلیت جمعہ کو اسلامی شہر ہونا لازم و من ادعی خلافہ فعلیہ البیان (اور جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہے اس پر دلیل کا لانا ضروری ہے۔ ت) شہر کی نسبت عرفاً بھی باعتبار آبادی ہوتی ہے یا بلحاظ سلطنت، مثلاً جس شہر کا میں نہ سید آباد ہیں نہ اُن میں سیدوں کی عملداری ہے، یہ تھی اُسے سیدوں کا شہر نہیں کہہ سکتے، یونہی جبکہ وہاں عام آبادی کفار ہیں اور اسلامی سلطنت نہ اب ہے نہ کبھی تھی تو اگرچہ اس بنا پر حکام کی طرف سے مسلمانوں کو پناہ اور نماز وغیرہ کی اجازت ہے انھیں امان کے شہر کہیں مگر مسلمانوں کے شہر نہ کہلائیں گے تو اعم منتفی ہے چہ جائے اخص، لہذا محل جمعہ وعیدین نہیں ہو سکتے، عیدین کے لئے بھی سوائے خطبہ وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے واسطے تنویر الابصار و در مختار باب العیدین میں ہے:

تجب صلاتهما علی من تجب علیہ الجمعة بشرائطها المقدمة سوى الخطبة ³ ۔	عیدین کی نماز جمعہ کی سابقہ شرائط کے ساتھ سوائے خطبہ کے انہی لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔ (ت)

ہاں جہاں ثابت نہ ہو کہ پہلے کبھی اسلامی سلطنت تھی مسلمانوں کا آزاد خود مختار شہر تھا اور دونوں صورتوں میں غیر مسلم نے مسلط ہو کر شعائر اسلام بند نہ کئے وہ بدستور اسلامی شہر و ملک رہے گا جیسے تمام بلاد ہندوستان، اور وہاں حسب سابق جمعہ فرض اور عیدین واجب رہیں گے لیکن جمعہ وعیدین کی اقامت کو یہ ضرور ہے کہ بادشاہ یا والی خود امامت فرمائے یا دوسرے کو ان نمازوں میں اپنا نائب ٹھہرا کر امام بنائے، جہاں یہ صورت میسر نہ رہے۔

¹ مبسوط سرخسی باب صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۵/۲

² فتح القدیر، باب صلوٰۃ الجمعة، مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر، ۲۷/۲

³ در مختار، باب العیدین، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۱۳/۱

وہاں بضرورت مسلمان جمع ہو کر جسے ان تین نمازوں کا امام مقرر کر لیں گے پڑھائے گا اور یہ فرض و واجب ادا ہو جائے گا، متن کنز میں ہے: شرط ادائها السلطان ونائبه¹ (جمع کیا دایگی کے لئے حاکم یا اس کے نائب کا ہو نا شرط اور ضروری ہے۔) غنیہ میں ہے :

الشرط الثاني كون الامام فيها السلطان او من اذن له السلطان ² ۔	دوسری شرط یہ ہے کہ جمعہ کا امام خود سلطان یا ایسا شخص ہو جسے سلطان نے اجازت دی ہو۔ (ت)

جامع الرموز میں ہے:

اقامة الجمعة حق الخليفة الا انه لم يقدر على ذلك في كل الامصار فيقيم غيره نيابة ³ ۔	جمعہ کا قیام خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے چونکہ وہ تمام شہروں میں امامت پر قادر نہیں ہو سکتا لہذا اسکے حکم پر اسکا کوئی نہ کوئی نائب ہونا چاہئے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر، اما مع عدمهم فيجوز للضرورة ⁴ ۔	اشخاص مذکورہ کے ہوتے ہوئے عوام کا خطیب مقرر کرنا معتبر نہیں، ہاں اگر اشخاص مذکورہ (خلیفہ و قاضی یعنی سلطان یا قاضی) نہ ہوں تو ضرورتاً عوام کا خطیب مقرر کر لینا جائز ہوگا (ت)

جامع الفصولین میں ہے:

كل مصرفيه وال من مسلم من جهة الكفار تجوز فيه اقامة الجمع والاعیاد واماني بلاد عليها ولاه كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعیاد ⁵ ۔ (ملخصاً)	ہر وہ شہر جہاں کافروں کی طرف سے مسلمان والی مقرر ہو وہاں جمعہ اور عیدین قائم کرنا جائز، رہا معاملہ ان شہروں کا جہاں کافر حاکم ہوں تو وہاں عامۃ المسلمین جمعہ اور عیدین کی نمازیں قائم کر سکتے ہیں۔ (ت)

ایسی ہی جگہ جہاں تحقیق بعض شرائط میں شبہ ہو احتیاطی رکعتیں رکھی ہیں نہ رہنمائے مراعات خلاف

¹ کنز الدقائق باب صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۸

² غنیۃ المستملی شریعہ منیۃ المصلی فصل فی صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۳

³ جامع الرموز، فصل صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲۶۳/۱

⁴ در مختار، باب الجمعة، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۱۰/۱

⁵ جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء الخ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۱۴/۱

فی المذہب کافی و محیط و عالمگیر یہ میں ہے:

ہر و مقام جہاں شہر وغیرہ کسی شرط کے ہونے میں شک کی بناء پر جواز جمعہ میں شک ہو اور وہاں کے لوگ نماز جمعہ پڑھتے ہوں تو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعت (بنیت ظہر) ادا کریں الخ (ت)	فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصر وغیرہ واقام اهلہ الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات الخ¹۔

فتح القدیر و بحر الرائق میں ہے:

شک واقع ہوا ہے مصر کے بعض علاقوں میں جہاں والی اور قاضی مستقل نہیں بلکہ ان کے لئے ایک عارضی قاضی ہو جسے "قاضی ناحیہ" کہا جاتا ہے یعنی وہ بالاصل ضلع کا قاضی ہے جو اس قریہ میں کبھی کبھی آتا ہے اور جمع شدہ معاملات کے فیصلے کر کے واپس چلا جاتا ہے اسی طرح کا والی ہے کیا انھیں شہر کہا جائے گا؟ اس بنا پر کہ انکا والی اور قاضی ہے یا شہر نہیں کہا جائیگا؟ اس بنا پر کہ وہ دونوں یہاں رہتے نہیں لہذا جب اس طرح کا کسی انسان پر اشتباہ پیدا ہو جائے تو اسے وہاں جمعہ کے روز چار رکعت (بنیت ظہر) ادا کرنی چاہئیں الخ (ت)	قد وقع شک فی بعض قرى مصر مما لیس فیہا وال وقاض نازلان بہا بل لہا قاضی یسی قاضی الناحیة وهو قاض یولی الکورة باصلہا فیاتی القرية احياناً فیفصل ما اجتمع فیہا من التعلقات ینصرف ووال كذلك هل هو مصر نظر الی ان لہا والیاً وقاضیاً اولاً نظراً الی عدمہما بہا واذ اشتبه علی الانسان ذلك ینبغی ان یصلی اربعاً بعد الجمعة² الخ۔

شہر میں متعدد جمعے ہوں اور سابق نامعلوم تو اس میں احتیاطی رکعات کا حکم جنہوں نے دیا وہ بھی مجرد رعایت خلاف کے لئے نہیں کہ ایک امر مستحب ہے بلکہ شدت قوت خلاف کے باعث جس کے سبب براءۃ عہدہ بالیقین نہیں ان کے نزدیک یہاں احتیاط اسی معنی پر ہے۔ حلیہ میں ہے:

بعض اوقات شرائط جمعہ نہ پائے جانے کی وجہ سے صحت جمعہ میں شک واقع ہو جاتا ہے ان میں یہ صورت	قد یقع الشک فی صحة الجمعة بسبب فقد شروطها ومن ذلك

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب السادس عشر فی صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۱۳۵/۱

² فتح القدیر باب صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۵/۲

بھی ہے کہ ایک شہر میں متعدد مقامات پر جمعہ ہوتا ہے اور سب سے پہلے ہونے والے سے آگاہی نہیں یا معیت کا علم ہے لیکن اس قول پر ہے جس میں متعدد مقامات پر جمعہ جائز نہیں اور اہل مرو کا معاملہ اسی طرح کا ہے پس آدمی انہی کی طرح کرے۔ محسن نے فرمایا کہ ایسی صورت میں جمعہ کے بعد چار رکعت کی ادائیگی انکے لئے احتیاطاً ضروری ہے۔ (ت)	ما اذا تعددت في المصير الواحد وجهل اسبق او علمت المعية على القول بعدم جواز التعدد وهي واقعة اهل مَرَوْ فيفعل ما فعلوه قال المحسن امرتهم باداء الاربع بعد الجمعة حتما احتياطاً¹۔

غنیہ میں ہے :

رہا مسئلہ جواز تعداد اور عدم جواز تعدد کا تو پہلے قول میں احتیاط ہے کہ اس میں قوت ہے کیونکہ جمعہ نام ہے تمام جماعتوں کے جمع کرنے کا، اور زمانہ اسلاف میں شہر میں فقط ایک ہی جگہ جمعہ ادا کیا جاتا رہا ہے ضرورت کے لئے متعدد جگہ جمعہ کے جواز پر فتویٰ کا صحیح ہونا اس بات سے مانع نہیں کہ تقویٰ کے پیش نظر شرعاً احتیاطاً چار رکعت کا ادا کرنا جائز نہ ہو۔ (ت)	امامن حيث جواز التعدد وعدمه فالاول هو الاحتياط لان فيه قوی اذا الجمعة جامعة للجماعات ولم تكن في زمن السلف تصلى الافی موضع واحد من المصير وكون الصحيح جواز التعدد للضرورة للفتوى لا يمنع شرعية الاحتياط للتقوى²۔

منحہ الخالق میں ہے :

وہ اسی احتیاط پر مبنی ہے یعنی آدمی کے ذمے سے فریضہ بالیقین ساقط ہو جائے کیونکہ ان کی تصریح ہے کہ اس کی علت متعدد مقامات پر جواز جمعہ میں علماء کا اختلاف ہے اور اس میں اشتباہ قوی ہے۔ (ت)	هو مبني على ان ذلك الاحتياط اى الخروج عن العهدة بيقين لتصريحه بان العلة اختلاف العلماء في جوازها اذا تعددت وفيه شبهة قوية³۔

نظام عیدین کی نماز مذہب امام شافعی میں سرے سے واجب ہی نہیں نہ شہر نہ گاؤں میں اگرچہ

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ الصلی

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی صلوۃ الجمعة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۵۲

³ منحہ الخالق مع البحر الرائق باب صلاة الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۴۳/۲

اسلامی ہو، ہاں سنت ہے، اور غیر اسلامی آبادی اُن کے نزدیک بھی محلِ جمعہ و عیدین نہیں، اور سب سے قطع نظر ہو تو رعایتِ خلاف وہاں تک ہے کہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے نہ کہ فاسد و ناجائز محض۔ ایک گناہ تو یہ ہوا، پھر جمعہ کہ صحیح نہیں نفل بتداعی ہوئے اور یہ بدعت ہے، پھر جہاں ظہر فرض ہے اور جماعت واجب اگر جمعہ کے سبب ظہر اصلاً نہ پڑھیں تارک فرض ہوں، اور تنہا تنہا بلکہ بذریعہ رکعات احتیاطی پڑھیں تو ترک جماعت کے سبب تارک واجب کہ اول ہر بار اور ثانی بعد تکرار کبیرہ ہے۔ دُر مختار میں ہے:

یٰٰندب للمخرج عن الخلاف لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه ¹ ۔	اس طرح عمل کرنا خلاف نہ رہے مستحب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں ایسی چیز کا ارتکاب لازم نہ آئے جو اُکے مذہب میں مکروہ ہو۔ (ت)

بائیں ہمہ اپنا یہ مسلک ہے کہ ایسی جگہ عوام جس طرح بھی اللہ اور رسول کا نام لیں روکا نہ جائے نہ خود شرکت کی جائے اگر عدم شرکت میں فتنہ نہ ہو ورنہ بہ بنیت نفل مشارکت ممکن کہ اختار اھونہما (دونوں میں سے آسان کا اختیار رکھا گیا ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

كره تحريماً وكل ما لا يجوز مكروه صلاة مع شروق الا العوام فلا يسنعون من فعلها لانهم يتركونها والاداء الجائز عند البعض اولى من التارك كما في القنية وغيرها ² ۔	یہ مکروہ تحریمہ طلوع آفتاب کے وقت مطلق نماز اور ہر وہ عمل جو جائز نہیں وہ مکروہ ہے، مگر عوام لوگوں کو اس وقت نماز کی ادائیگی سے روکا نہ جائے کیونکہ وہ بالکل ہی ترک کر دیں گے، اور اداء جائز بعض علماء کے نزدیک بالکل چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ قنیہ وغیرہا میں ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

وعزاه صاحب المصنفی الى الامام حبيد الدين عن شيخه الامام المحبوبي والى شمس الائمة الحلواني وعزاه في القنية الى الحلواني والنسفي ³ ۔	صاحب مصنفی نے اس قول کی نسبت امام حمید الدین کی طرف کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسے اپنے استاد امام محبوبي کے حوالے سے بیان کیا اور شمس الائمہ حلوانی کی طرف بھی اسے منسوب کیا ہے اور قنیہ میں اسے حلوانی اور نسفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (ت)

¹ در مختار کتاب الطہارۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۲۷۱

² در مختار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۲۱۱

³ ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۲۷۳

نیز در مختار باب العیدین میں ہے :

لا یکبر فی طریقہا ولا یتنفل قبلہا مطلقاً وکذا بعدہا فی مصلاہا فانہ مکروہ عند العامة وھذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلالقلة رغبتہم فی الخیرات بحر و فی ہامشہ بخط ثقة ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ رأى رجلاً یصلی بعد العید فقیل اما تمنعہ یا امیرالمومنین فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال اللہ تعالیٰ ارأیت الذی ینہی عبدا اذا صلی¹۔	نماز عید کے لئے عید گاہ کو جاتے ہوئے راستے میں تکبیرات نہ کہے اور اس سے پہلے نفل نہ پڑھے کیونکہ یہ اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہیں اور یہ معاملہ خواص کا ہے، رہا عوام کا معاملہ تو انھیں نہ تکبیر سے روکا جائے اور نہ ہی نفل پڑھنے سے کیونکہ بھلائی میں ان کی رغبت بہت کم ہوتی ہے بحر اور لکے حاشیہ میں ثقہ تحریر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو عید کے بعد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ سے عرض کیا گیا اے امیر المومنین ! اسے آپ منع کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس وعید کے تحت داخل نہ ہو جاؤں ارشاد باری تعالیٰ ہے:- کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جو بندے کو نماز سے منع کرتا ہے۔ (ت)

دار حرب حکومت اسلام سے دار الاسلام ہو جاتی ہے اور عیاداً باللہ عکس کے لئے فقط حکومت کفر کافی نہیں بلکہ شرط ہے کہ وہ جگہ کسی طرف دار الحرب سے متصل ہو اور کوئی مسلم ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور شعائر اسلام اُس سے بالکل بند کر دیئے جائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ جب شعائر اسلام سے کچھ بھی باقی ہے بدستور دار الاسلام رہے گی۔ تنویر میں ہے :

لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بأجراء احکام الشرک وباتصالہا بدار الحرب وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی بالامان الاول ودار الحرب تصیر دار الاسلام بأجراء احکام اهل الاسلام فیہا وان بقى فیہا کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام²۔	دار الاسلام اس وقت دار الحرب بنتا ہے جب وہاں احکام شرک جاری ہوں (یعنی معاذ اللہ وہاں شعائر اسلام بالکل ختم کر دیئے جائیں) اور وہ جگہ کسی طرف سے دار الحرب سے متصل ہو اور وہاں کوئی مسلمان اور ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور دار الحرب اس وقت دار الاسلام بنتا ہے جب وہاں احکام اسلام جاری ہوں اگرچہ وہاں کافر اصلی موجود ہوں اور اگرچہ وہ کسی طرف سے دار الاسلام کے ساتھ متصل بھی نہ ہو۔ (ت)

¹ در مختار شرح تنویر الابصار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱۴۱ھ

² در مختار شرح تنویر الابصار فصل فی استیمان الکافر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱۴۱ھ

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض احکام اسلامی کے اجراء سے دارالحرب دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن دارالاسلام کا نعوذ باللہ دارالحرب بننے کے لئے امام صاحب کے ہاں کچھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ احکام کفر اعلانیہ جاری ہوں مثلاً حاکم کفر کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگ مسلمان قاضیوں سے رجوع نہ کر سکیں جیسا کہ خیرۃ یلے، دوسری یہ کہ وہ جگہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو، تیسری یہ کہ پہلی امان ختم ہو جائے، شیخ الاسلام اور امام اسمیجانی کہتے ہیں اگر وہاں ایک حکم بھی اسلام کا باقی ہے تو اسے دارالاسلام ہی کہا جائے گا جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)	لا خلاف ان دارالحرب یصیر دارالاسلام بأجراء بعض احکام الاسلام فیہا واما صیر ورتہا دارالحرب نعوذ باللہ منہ فعندہ بشروط احدها اجراء احکام الکفر اشتہاراً بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاة المسلمین کما فی الخیرۃ والثانی الاتصال بدار الحرب والثالث زوال الامان الاول وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجانی ان الدار محکومة بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العبادی وغیرہ¹۔

طحاوی علی الدر میں ہے:

شیخ استروشنی نے اپنی فصول میں شیخ ابوالیسر سے بیان کیا ہے کہ دارالاسلام اس وقت تک دارالحرب نہیں بن سکتا جب تک وہ تمام احکام باطل نہ ہو جائیں جن کی وجہ سے وہ دارالاسلام بنا تھا اس کو احکام مرتدین میں ذکر کیا ہے۔ اور اسمیجانی نے اپنی مبسوط میں ذکر کیا ہے کہ دارالاسلام اس وقت تک دارالاسلام ہی رہے گا جب تک اس میں کوئی ایک حکم اسلام موجود ہو اور تمام قرائن اور شعائر کے زوال کے بعد ہی دارالحرب بنے گا لیکن دارالحرب بعض قرائن کے زوال سے دارالاسلام بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ	ذکر الاستروشنی فی فصولہ عن ابی الیسر ان دارالاسلام لا تصیر دارالحرب ما لم یبطل جمیع ما بہ صارت دارالاسلام. ذکرہ فی احکام المرتدین و ذکر الاسبیجانی فی مبسوطہ ان دارالاسلام محکوم بكونہا دارالاسلام فیبقى هذا الحکم ببقاء حکم واحد فیہا ولا تصیر دار حرب الا بعد زوال القرائن و دار الحرب تصیر دارالاسلام بزوال بعض القرائن و هو ان

¹ جامع الرموز کتاب الجہاد مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کنبد قاموس ایران ۵۵۶/۴

اس میں بعض احکام اسلامی کا اجرا ہو جائے، اور لامشی نے واقعات میں ذکر کیا ہے کہ ان تین علامات کے پائے جانے پر وہ دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن وہ دارالحرب اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک ان میں سے ایک کا وجود وہاں باقی رہے اور امام ناصر الدین نے منشور میں کہا ہے کہ احکام اسلامی کے اجرا سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے اور جب تک قرآن اسلام میں سے کوئی ایک پایا جائے تو جانب اسلام کو ہی ترجیح ہوگی انتہی اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

تجری فیہا احکام اہل الاسلام و ذکر اللامشی فی واقعاتہ انہا صارت دارالسلام بھذہ الاعلام الثلاثہ فلا تصیر دار حرب مابقی شیعی منها و ذکر الامام ناصر الدین فی المنشور ان دارالحرب صارت دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام¹ انتھی واللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

از قلعہ چھرہ ضلع علی گڑھ مسؤلہ مقبول احمد صاحب

مسئلہ نمبر ۵۵۵:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک حافظ صاحب نے نماز میں پڑھا اور حمۃ المؤمنین واللبزید نون کو ساکن پڑھا اور سانس توڑ دی پورا وقف کیا یہ خیال تھا کہ یہاں آیت ہے پھر اپنے کئے پر اصرار کیا، دوسرے صاحب نے کہا یہاں لاہے وصل ضرور تھا حافظ صاحب نے خیال نہ کیا انھوں نے نماز کا اعادہ کیا حافظ صاحب نے کہا اعادہ درست نہیں گو عہد غلط پڑھا لیکن معنی میں کچھ فساد نہیں ہوا نماز صحیح ہے انھوں نے کہا عہد اکا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کو جان کر غلط پڑھو یہ تو سخت گناہ ہوگا، حافظ نے کہا گناہ ہوگا لیکن نماز صحیح ہے ارشاد فرمائیے کہ اعادہ درست ہوا یا وہی نماز صحیح ہے جس کتاب سے سند ہو اُس کا پورا پتہ تحریر ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

وقف و وصل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے نہ کرنے سے نماز میں اصلاً کچھ خلل نہیں آتا خصوصاً ایسی جگہ کہ کلام تام ہے قصداً وقف میں بھی حرج نہیں اعادہ محض بے معنی تھا ہاں قصد مخالفت البتہ گناہ بلکہ بعض صورتوں میں سب سے سخت تر حکم کا مستوجب ہوگا مگر وہ مسلمان سے متوقع نہیں، عالمگیریہ میں ہے:

جب ایسی جگہ وقف کی جگہ تھی یا وہاں سے شروع کیا جو شروع کا مقام نہ تھا، اگر معنی میں

اذوقف فی غیر موضع الوقف او ابتداء فی غیر موضع الابتداء ان لم

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار فصل فی استیمان الکافر مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۶۱/۲

یتغیر به المعنی تغیراً فاحشاً نحو ان الذین آمنوا و عملوا الصلّٰت و وقف ثمّ ابتداء بقوله اولئك هم خير البرية لا تفسد بالاجماع بين علمائنا هكذا في المحيط ¹ والله تعالى اعلم۔	فحش تبدیلی نہیں آئی مثلاً ان الذین آمنوا و عملوا الصلّٰت و وقف کیا پھر اولئك الخ (سے ابتداء کی تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، محیط میں اسی طرح ہے۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۵۵۶، ۵۵۷: از کمرالہ ضلع بدایوں مرسلہ یسین خان ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

(۱) درمیان میں ایک سورت ترک کرنے سے نماز میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟

(۲) امام نے آٹھ دس آیتیں پڑھ کر ایک یا دو آیتیں ترک کر کے پھر قرأت شروع کی اور دس بارہ آیتیں پڑھ کر رکوع کیا نماز میں کچھ حرج ہوا؟

الجواب:

(۱) چھوٹی سورت بیچ میں چھوڑنا مکروہ ہے جیسے اذا جاء کے بعد قل هو الله اور بڑی سورت ہو تو حرج نہیں جیسے والتین کے بعد انزلنا۔ والله تعالى اعلم۔

(۲) اس سے نماز میں حرج نہیں جبکہ سہوگہا اور قصداً دو ایک آیت بیچ میں چھوڑ دینا مکروہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۵۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز فرض میں تین آیت کے بعد لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اور تراویح نماز ایک مسجد میں دو مصلے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اُسے لقمہ دے اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو، یہی صحیح ہے، ردالمحتار میں ہے: الفتح علی امامہ غیر منہی عنہ بحر^۲ (اپنے امام کو لقمہ دینا منع نہیں، بحر۔ ت) اُسی میں ہے:

سواء قرأ الامام قدر ما يجوز به الصلوة ام لا انتقل الى آية اخرى ام لا تكرور الفتح ام لا هو الاصح ^۳ نہر۔	خواہ امام نے اتنی قرأت کر لی ہو جو نماز کے لئے کافی تھی یا نہ کی ہو، خواہ وہ دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا یا نہ ہو، لقمہ بار بار دیا ہو یا ایک ہی بار دیا ہو صحیح یہی ہے نہر۔ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی زبہ القاری مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۸/۱

^۲ ردالمحتار مطلب مسائل زبہ القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۱۹۰

^۳ ردالمحتار مطلب مسائل زبہ القاری مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۱۹۰

تراویح کی دو یا زائد جماعتیں ایک مسجد میں ایک وقت میں جبکہ ایک کی آواز سے دوسرے کو اشتباہ نہ ہو، دُور دُور فاصلے پر ہوں جیسی مکہ معظمہ مسجد الحرام شریف میں ہوتی ہیں جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نماز میں آخر سورہ بقرہ پڑھا اور بجائے ربنا لا تو اخذنا، ربنا ولا تو اخذنا یعنی باز دیاد حرف واؤ سہواً پڑھ گیا تو نماز اس کی ہوئی یا نہیں؟

الجواب:

ہوئی لانہا لم توثر خللا فی المعنی (کیونکہ اس سے معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۶۰: امام نے غیر المغضوب پڑھا اور علیہم ازراہ سہو چھوٹ گیا نماز صحیح ہوئی یا فاسد؟

الجواب:

نماز صحیح ہو گئی فرض اتر گیا لصحة المعنی فان حذف امثال الصلوات شائع کثیرا ومنہ المغفور بمعنی المغفور لہ کما فی ط بل رأیتہ فی حدیث عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معنی درست ہونے کی وجہ سے، کیونکہ صلہ کا حذف مشہور و کثیر ہے، اسی طرح لفظ مغفور ہے اصلاً مغفور لہ ہے جیسا کہ ط میں ہے بلکہ میں نے اس حدیث میں بھی دیکھا ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ت) مگر واجب کہ قرأت سورہ فاتحہ بتامہا تھی اس کی ادا میں قصور ہوا سجدہ سہو چاہئے تھا اگر نہ کیا اعادہ نماز چاہئے۔ رد المحتار میں علامہ رحمۃ سے ہے:

بترك شیء منها آية او اقل ولو حرفا لا یكون أتیا بِکُلِّهَا الذی هو الواجب ^۱ ۔	فاتحہ سے کوئی آیت چھوٹ گئی یا اس سے کم اگرچہ ایک حرف ہو تو ایسے شخص کو تمام فاتحہ (جو واجب تھی) کا پڑھنے والا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ت)

۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ

مسئلہ نمبر ۵۶۱، ۵۶۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لفظ کے بارے میں اگر یرزقکم کو یرزکم پڑھا جائے تو کیا خرابی اور کس قسم کا گناہگار ہو گا م خطبہ اولیٰ میں لکھا ہے یرزقکم اور قاری صاحب پڑھتے ہیں یرزکم اسلئے میں غلطی پکڑا ہوں اس میں اگر میرا قصور ہو تو میں تسلیم کروں اور قاری صاحب کی غلطی ہو تو ان پر کیا؟ لفظ فاطمة الزهراء مدچار الف ہے۔

^۱ رد المحتار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی ۳۳۸/۱

قاری صاحب نے بے مد کے ادا کیا، کیا یہ لفظ خطا ہے؟ اس کے اول لفظ شائد میں چار الف اس نے دراز نہیں کیا اس میں کیا ہے؟

الجواب:

اگر خطبہ میں اس نے یرزکم کی جگہ یرزکم بلا تشدید کاف پڑھا تو ضرور غلط پڑھا اور گرفت صحیح ہے مگر خطبہ میں ایسی غلطی کا اثر نماز پر نہیں پڑتا نماز ہو جائے گی اور یرزکم بہ تشدید کاف پڑھا تو غلطی بھی نہیں کقولہ تعالیٰ اَلَمْ نُخَلِّقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ① واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ مد متصل ہے اور متصل واجب ہے تلاوت میں اس کا ترک حرام ہے کما نص علیہ فی رد المحتار جیسے کہ رد المحتار میں اس پر تصریح ہے۔ ت) مگر خطبہ کا حکم تلاوت کا سا نہیں ہو سکتا وہ ایک بات چیت ہے کہ امام مقتدیوں سے کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰ رجب ۱۳۱۶ھ

مسئلہ نمبر ۵۶۳: از جو ناگڑھ سرکل مدار المہام مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب

ایک مسجد کا امام آیہ اِذَا نُوذِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ كُوجُوعَةً مَعَ الْوَاوِ صَافٍ پڑھتا ہے اور فی لیلة القدر کو پی لیلة الکھدر صاف پڑھتا ہے اب نماز ہوئی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو امام بنانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

یہ سوال دو مسئلوں پر مشتمل ہے:

مسئلہ اولیٰ: اشباع حرکات کہ اُن سے حروف پیدا ہو جائیں مثلاً فتح سے الف، ضمہ سے واو، کسرہ سے یاء۔ اس میں متاخرین سے روایات مختلف ہیں۔ عین الائمہ کراہیسی و جارا اللہ ز محشری نے کہا اگر الصلوات کی جگہ واصلاوات پڑھا نماز فاسد نہ ہوگی۔ عین الائمہ نے کہا نو من کو نو مین پڑھنے میں فساد نہیں۔ ز محشری نے کہا ہدیت کو ہادیت پڑھنا مفید نہیں، اور انھیں عین الائمہ نے کہا لیلہ کو لم یالہ پڑھا تو اعادہ نماز احوط ہے، انہیں نے کہا اگر نشکرک یا نکفرک یا نترک میں اشباع کر کے نشکروک، نکفروک، نتروک پڑھا نماز کا اعادہ کرے۔ قنیہ میں ہے:

عین الائمہ کراہیسی اور جارا اللہ ز محشری نے کہا کہ اگر کسی نے الصلوات کی جگہ واصلاوات پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی، عین الائمہ نے کہا اگر کسی نے نستعینک اور نو مین بک پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جارا اللہ نے کہا اگر ہدیت کو ہادیت پڑھا تو اس میں نماز فاسد	عك وجارالله والصلوات لاتفسدك ولو قرأ نستعینك او نو مین بك لاتفسد جارالله لو قرأ فی من هادیت لاتفسد لانه اشباع للفتحة عك فی الاخلاص لم یالہ فالاعادة احوط وفي

قوله نكشكروك ونكفروك ونتركك يعيد¹ انتھی مختصراً	نہ ہوگی کیونکہ اس میں حرکت فتح کا اشباع ہے۔ عین الائمہ نے کہا اگر کسی نے سورہ اخلاص میں لم یالذہا تو اعادہ نماز احوط ہے اور اگر کوئی نكشكروك، نكفروك اور نترك پڑھے تو وہ اعادہ کرے انتھی مختصراً (ت)

اور ہمارے ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قضیہ مذہب پر تفصیل ہے اگر وہ محل محل اشباع ہے جیسے مقامات وقف مثلاً نعبد کی جگہ نعبد، (اگرچہ وہاں وقف نہ ہو جیسے اللہ اکبر میں اللہ، با اشباع ہاکہ وقف وصل کی تبدیلی اصلاً مفسد نہیں کہا فی الہندیۃ والدرالمختار وغیرہما) جیسا کہ ہندیہ، دُر مختار اور دیگر کتب میں ہے۔ (ت) یافیہ، عنہ، منہ، یدخلہ، تشکر وہ وانہمیں اشباع ہا تو قطعاً مفسد نہیں ورنہ اگر اشباع سے معنی بتغیر فاحش متغیر ہو جائیں جیسے ربنا کی جگہ ربنا یا اللہ اکبر میں کلمہ جلالت کے عوض اللہ اکبر کی جگہ اکبر یا قول اصح میں اکبر یا کلمہ مہمل ہو جائے جیسے بجائے نعبد ناعبد یا الحمد کی جگہ الحامد بسکون میم تو فساد ہے ورنہ نہیں، خانیہ میں ہے:

لوقرأ یاک نعبد واشبع ضم الدال حتی یصیر واوالم تفسد صلاتہ²۔	اگر کسی نے ایک نعبد کو اس طرح پڑھا کہ ضمہ دال میں اشباع کیا حتی کہ وہ واو ہو گیا تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

وجیز کردری میں ہے:

لوزاد حرفاً لا یغیر المعنی لا تفسد عندہما وعن الثانی روایتان کہا لوقرأ وانہی عن المنکر بزیادۃ الیاء أو اناراد وہ والیک بزیادۃ واو أو رودوہا علی بزیادۃ الواو أو ی تعد حدودہ یدخلہ ناراً وان غیر افسد الخ³۔	اگر کسی حرف کا اضافہ کر دیا مگر معنی نہ بدلا تو صاحبین کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور دوسرے (یعنی امام ابو یوسف) سے دو روایتیں ہیں جیسا کہ کسی نے وانہ عن المنکر کو وانہی عن المنکر الف کی زیادتی کے ساتھ یا اناراد وہ الیک میں واو کی زیادتی کے ساتھ یا رودوہا علی میں واو کی زیادتی کے ساتھ یا ی تعد حدودہ یدخلہ و ناراً میں یدخلہ کی ہ کے بعد واو یتعدی کو یا پڑھا اور اگر معنی بدل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی الخ (ت)

¹ قنیۃ، فتاویٰ قنیۃ باب فی الحذف والزیادۃ المطبوعۃ المشترکہ بالمسندۃ ص ۶۳

² فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرأت القرآن خطاء الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱۸/۱

³ فتاویٰ برازیہ مع الفتاویٰ الہندیۃ الثانی عشر فی زیۃ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۴/۱۴

کبر بالحدف اذمد احد المہزتین مفسدو تعبدہ کفر و کذا الباء فی الاصح¹۔	شروع میں اللہ اکبر کہے ہمزوں کو حذف کرنے کے ساتھ (یعنی بڑھا کر لمبا کر کے نہ پڑھے) کیونکہ دونوں ہمزوں میں سے کسی ایک کو لمبا کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اگر عمداً لمبا کرتا ہے تو کفر ہے، اور اصح قول کے مطابق اکبر میں باء کو کرنا بھی مفسد نماز ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

المد فی اللہ فان کان فی اولہ لم یصر بہ شارعاً و افسد الصلوٰۃ لو فی اثنائہا وان فی وسطہ کرہ و فی اخرہ فهو خطأ ولا یفسد ایضاً والمد فی اکبر فی اولہ مفسد فی وسطہ افسد وقال الصدر الشہید یصح و فی آخر قد قیل یفسد کذا فی الحلیہ ملخصاً اقول وینبغی الفساد بمد الہاء لانہ یصیر جمع لہ کما صرح بہ بعض الشافیعۃ تأمل² ما فی ردالمحتار ملخصاً۔ ورایتی کتبت علی قولہ قد قیل یفسد ما نصہ: اقول: لا یتضح الفرق بین	لفظ اللہ میں مد کا معاملہ یوں ہے کہ اگر اول میں ہو تو اس سے نماز شروع کرنے والا نہ ہوگا اور وہ نماز کو فاسد کر دے گا اگر ایسا دوران نماز ہو، اور اگر مد لفظ اللہ کے درمیان میں ہو تو مکروہ ہے اور لفظ اللہ کے آخر میں ہو تو وہ خطا ہے اور نماز کو بھی فاسد نہیں کرتا، اگر مد لفظ اکبر میں ہو اگر مد ابتداء میں ہو تو نماز فاسد، اور اگر وسط میں ہو تو وہ نماز کو فاسد کر دے گا۔ اور صدر الشہید کہتے ہیں کہ نماز صحیح ہوگی اگر مد آخر میں ہو تو کہا گیا ہے کہ نماز فاسد کر دے گا کذا فی الحلیہ تلخیصاً، میں کہتا ہوں ہاء کی مد سے بھی فساد نماز ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں وہ لاء کی جمع ہو جاتا ہے جیسے کہ اس پر بعض شوافع نے تصریح کی ہے اچھی طرح غور کروا دے یہ ردالمحتار کی عبارت کا خلاصہ ہے مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کی عبارت قد قیل یفسد پر یہ حاشیہ لکھا ہے الفاظ یہ ہیں: اقول: (میں کہتا ہوں) اکبر کی رائے کی

¹ در مختار فصل واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۴۱۱ھ

² ردالمحتار فصل واذا اراد الشروع فی الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۱ھ

مد اور اسم جلالت کی ہامیں مد کے درمیان کوئی فرق ظاہر نہیں ہو رہا۔ بحر میں مبسوط کے حوالے سے ہے اگر لفظ اللہ کی ہامیں مد کی تو یہ لغت غلط ہے، اگر اکبر کی رامیں مد کی تو اس کا معاملہ بھی یوں ہی ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) شرعی طور پر اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو نزاع کے حوالے سے دُر مختار میں نماز کے مفسدات میں آرہا ہے کہ الحان کے ساتھ قرأت نماز کو فاسد کر دیتی ہے اگر معنی میں تبدیلی آجائے ورنہ نہیں اہ اور میں نے ان کے لفظ "تامل" پر یہ حاشیہ لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں یہ ہمارے نزدیک خلاف منقول ہے جیسا کہ آپ جان چکے زیادہ سے زیادہ اس میں تردد پیدا ہوتا ہے درمیان اشباع کے، اور اشباع کی صورت میں معنی میں فساد پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ ہم خانہ کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور درمیان لاہی کی جمع کے، اور وہ مغیر المعنی ہے، مگر محض احتمال کے ساتھ تبدیلی ثابت نہیں ہو جاتی جیسا کہ اس پر بے شمار جزئیات دال ہیں اور عنقریب محشی آگے مفسدات نماز میں اس بات کی تصریح کر رہے ہیں، عبارت یہ ہے احتمال کے وقت فساد نماز نہ ہوگا کیونکہ غلطی کا یقین نہیں اہ پس بہتر وہی ہے جو منقول ہے۔

مد الرء من اكبر والهء من الجلالة وقد قال في البحر عن المبسوط لومدهاء الله فهو خطأ لغة وكذا لومدراء¹۔

اقول: ويؤيده ما يأتي في الدر من المفسدات عن البزازیة شرعاً ان القراءة بالالحان تفسد ان غير المعنى والا لا اھ وكتبت على قوله تأمل مانصه فانه خلاف المنقول عندنا كما علمت وغايته ان يكون مترودا بين الاشباع وهو غير مفسد للمعنى كما قدمنا عن الخانية وبين جمع اللاهى وهو مغير وبالا احتمال لم يثبت التغير كما تدل عليه فروع جمة لا تكاد تحصى وسيصرح به المحشى في المفسدات²، حيث يقول عند الاحتمال ينتفى الفساد لعدم تيقن الخطأ³ اھ فالوجه ما هو المنقول۔

اُس میں ہے:

¹ جد الممتار فصل اذ اراد الشروع بالجمع الاسلامى مبارك پور ۱/۳۳۸

² جد الممتار فصل اذ اراد الشروع بالجمع الاسلامى مبارك پور ۱/۳۳۸

³ رد المحتار فصل واذا اراد الشروع فى الصلوة مصطفى البانى مصر ۱/۴۶۸

قوله بالالحن ای بالنغمات وحاصلها کہا فی الفتح اشباع الحركات لمراعات النغم (قوله ان غير المعنى) کہا لو قرأ الحمد لله رب العلمين واشبع الحركات حتى اتي بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبالف بعد الراء ومثله قول المبلغ رابنالك الحامد بالالف بعد الراء لان الراء هو زوج الهم كما في الصحاح والقاموس¹ اھ۔ اقول: ذكر اتيان الواو بعد الدال والياء بعد الهاء وقع في غير موقعه لما علمت انهما محل الاشباع، ولا يتغير فيه المعنى وانما مشى المحشى رحمة الله تعالى على ما ظن سابقاً في اشباع هاء الجلالة وقد علمت انه خلاف المقصود۔	اس کی عبارت بالحن سے مراد نغمات ہیں اور فتح کے مطابق اس کا حاصل یہ ہے "نغمہ کی رعایت کرتے ہوئے حرکات میں اشباع پیدا کرنا" اور اس کی عبارت "ان غیر المعنی" سے مراد یہ ہے جیسا کہ کسی نے الحمد لله رب العلمین پڑھتے ہوئے حرکات میں اتنا اشباع کیا کہ دال کے بعد واو، لام اور ہائے بعد یا اور راء کے بعد الف بڑھا دیا اسی طرح کسی مبلغ (آواز پہنچانے والے) نے رابنالك الحامد پڑھا یعنی راء کے آگے الف بڑھا دیا کیوں کہ راء کا معنی ماں کے شوہر کے ہیں، جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے اھ (ت) اقول: (میں کہتا ہوں) یہاں دال کے بعد واو اور ہائے بعد یا کا تذکرہ اس محل و مقام کے مناسب نہیں کیونکہ ان دونوں حرفوں میں اشباع ہے مگر معنی تبدیل نہیں ہوتا۔ محشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سابقہ گمان پر چلے ہیں جو انھیں اسم جلالت کی ہاء کے بارے میں ہوا تھا اور آپ نے جان لیا کہ یہ خلاف مقصود ہے (ت)

مختار محققین قول ائمہ متقدمین ہے کہا بینہ فی الغنیہ (جیسا کہ غنیہ میں بیان کیا ہے۔ ت) اور ظاہر اللفظ جموعہ شق ثانی سے ہے کہ اس کے معنی معلوم نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ثانیہ: حروف کو کئی زبان سے ادا کرنا یہ اگر ایسی جگہ ہو کہ فساد معنی لازم نہ آئے جیسے لا تقهر کی جگہ لا تقهر تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مطلقاً مفسد نہیں ورنہ معتمد ائمہ مذہب، مطلقاً فساد ہے اور پ یا چ یا گ بولنے میں فساد ظہر کہ یہ حروف کلام اللہ تو کلام اللہ، کلام عرب ہی میں نہیں۔ قنیہ میں:

سألت استاذنا برهان الاثمة المطرزي عن قرأ في صلاته كلمة فيها جيم بالجيم	میں نے اپنے استاذ برهان الاثمہ المطرزی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز میں جیم کی جگہ چ یا

¹ رد المحتار باب يفيد الصلوة الخ مطبوعه مصطفى البابي ١٢٨٨ھ

باء کی جگہ پاء پڑھتا ہے کیا اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ انھوں نے بڑے غور و فکر کے بعد اپنی اس پختہ رائے کا اظہار کیا کہ یہ لحن ہے جو مفسد نماز ہے، میں کہتا ہوں اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہونی چاہئے جیسا کہ متاخرین نے اس بنا پر سے اختیار کیا ہے کہ جب مخارج قریب ہوں تو لحن مفسد نہیں ہوتا لحن تلخیصات (ت)	اوالباء پاء هل تفسد فتأمل فیہ کثیرا ثم تقرر رأیہ علی انه لحن مفسد قلت ینبغی ان لا تفسد علی ما اختاره المتأخرون انه اذا تقارب المخرج لا یكون لحنًا مفسدًا^۱ الخ ملخصاً۔

یہ مسئلہ مسئلہ الشغ ہے اور اس کی تفصیل و تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور عامہ ائمہ کا مفتی بہ یہی ہے اس کی امامت صحیح نہیں اور نماز اُس کے پیچھے فاسد ہے۔

فتاویٰ خیر یہ میں ہے کہ الشغ (توتلا) کا صحیح پڑھنے والے کا امام ہونا راجح اور صحیح قول کے مطابق فاسد ہے، (یعنی درست نہیں)۔ (ت)	فی الخیرية امامة الالغ بالفصیح فاسدة فی الراجح الصحیح^۲۔

تو پی لیلۃ الکھدر پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز باطل ہے اور اسے امام کرنا حرام، هذا جملة الكلام وللتفصیل غیر ذلك من المقام (یہ خلاصہ کلام ہے اور تفصیل کے لئے اس کے علاوہ مقام ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ قنیه فتاویٰ قنیه باب زید القاری المطبعة المشتره بالمہاندیہ ص ۶۲

^۲ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ بیروت ۱۰/۱

باب الامامة

(امامة کا بیان)

مسئلہ نمبر ۵۶۴: اگر امام رفع یدین کرتا ہے اور آمین پکارتا ہے اور سب مقتدی حنفی المذہب ہیں کہ آمین بالجسر اور رفع یدین نہیں کرتے اور مقتدی اس کی امامت سے پناہ مانگتے ہیں مگر وہ نماز جبراً پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس فعل کو ہر گز نہیں چھوڑوں گا خواہ میرے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے اور وہ علم بھی رکھتا ہے پس ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ کیا حکم شرع شریف دیتی ہے؟

الجواب:

ان بلاد میں آمین بالجسر و رفع یدین والے غیر مقلدین ہیں اور غیر مقلدین گمراہ بددین اور ان کے پیچھے نماز ناجائز، کما حققتنا فیہا لنہی الاکید عن الصلوۃ و راء عدی التقليد (اس کی پوری تحقیق ہم نے اپنے رسالے النہی الاکید عن الصلوۃ و راء عدی التقليد میں کی ہے۔ ت) (جو آگے آرہا ہے) اور اگر بالفرض کوئی سنی صحیح العقیدہ شافعی مذہب بھی آگیا ہو تو اسے ہر گز حلال نہیں کہ کراہت جمیع جماعت و نفرت جملہ مقتدیان کے ساتھ بالجبر ان کی امامت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر اوپر نہیں اٹھتی یعنی مردود ہے قبول بارگاہ کی طرف بلند نہیں کی جاتی واحد منهم من امر قوماً وہم لہ کارہون^۱ ان میں ایک وہ ہے جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ ناراض ہوں۔ (دوسرا غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ جائے، تیسری وہ عورت ہے جو رات اس طرح گزارے کہ اس کا شوہر اس پر غضبناک رہے۔

مسئلہ نمبر ۵۶۵: ایک شخص حافظ قرآن ہے مگر آدھا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے اور خود ولی بن کر عورتوں مردوں کو نصف

^۱ المصنف لعبد الرزاق باب الاقب من سیدہ مطبوعہ المجلس العلمی بیروت ۱۱/۷۳

کلمہ پڑھاتا ہے اور محمد رسول اللہ بظاہر اس کی زبان سے نہیں سنا جاتا اور وہ امامت بھی کرتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز امت محمدیہ حنفیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

صوفیہ کرام نے تصفیہ قلب کے لئے ذکر شریف لا الہ الا اللہ رکھا ہے کہ تصفیہ حرارت پہنچانے سے ہوتا ہے اور کلمہ طیبہ کا یہ بزرگرم وجلالی ہے اور دوسرا بزرگرم سرد خنک جمالی ہے، اگر ایسے ہی موقع پر صرف لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر خود کلمہ طیبہ پڑھنے میں صرف لا الہ الا اللہ کافی سمجھتا ہے اور محمد رسول اللہ سے احتراز کرتا ہے تو اس کی امامت ناجائز ہے کہ یہ ذکر پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاذ اللہ بے پرواہی پر دلیل ہے اور اگر واقعی اسے محمد رسول اللہ کہنے سے انکار ہے یا یہ ذکر کریم اُسے مکروہ و ناگوار ہے تو صریح کافر و مستوجب تخلید فی النار، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

مسئلہ نمبر ۵۶۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اگر امام نماز پڑھائے جماعت کی اور اللہ آواز سے کہے اور اکبر نہ کہے کہ کسی مقتدی کو نہ سنائی دے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

اللہ اکبر پورا آواز کہنا مسنون ہے سنت ترک ہوئی نماز میں کراہت تنزیہی آئی مگر نماز ہو گئی، واللہ تعالیٰ اعلم

۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

مسئلہ نمبر ۵۶۷: ازورڈ ضلع نبی تال ڈاک خانہ کچھامرسلہ عبدالعزیز خان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے رباعی نماز سے ایک رکعت آخری پائی اور وہ شخص قعدہ اولیٰ کے واسطے دوسری رکعت میں قعدہ کرے گا، یا اس کو چاہئے کہ دوسری میں قعدہ کرے یا تیسری میں اور اگر تیسری میں قعدہ اولیٰ کیا تو اس پر سجدہ سہو آئے گا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

قول ارجح میں اسے یہی چاہئے کہ سلام امام کے بعد ایک ہی رکعت پڑھ کر قعدہ اولیٰ کرے پھر دوسری بلا قعدہ پڑھ کر تیسری پر قعدہ اخیرہ کرے، دُر مختار میں ہے:

مبسوق قرأت کے باب میں اپنی نماز کا اول اور تشہد کے باب میں اپنی نماز کا آخر پڑھے (یعنی فوت شدہ نماز کو قرأت کے حق میں شروع نماز سمجھے اور تشہد کے

یقضی اول صلاتہ فی حق قرأۃ و آخرھا فی حق تشہد
فمدرك رکعة من غیر فجر یا قی

برکعتین بفاتحة وسورة وتشهد بينهما وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط ولا يقعد قبلها ¹ ۔	حق میں امام کے ساتھ پڑھی ہوئی کو بھی ملائے) پس نماز فجر کے علاوہ ایک رکعت پانے والا دو رکعت میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے اور انکے درمیان تشهد بیٹھے اور چار رکعتوں والی نماز کی چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے اور چوتھی رکعت سے پہلے تشہد نہ بیٹھے۔ (ت)

مگر اس کا عکس بھی کیا کہ دو پڑھ کر بیٹھا پہلی پر قعدہ نہ کیا پھر تیسری پر قعدہ اخیرہ کیا تو یوں بھی نماز جائز ہوگی سجدہ سہو لازم نہ
آئے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

قال في شرح المنية ولو لم يقعد جاز استحسانا لا قياسا ولم يلزمه سجود السهو لكون الركعة اولى من وجه ² ۔	شرح المنية میں ہے کہ اگر وہ پہلی رکعت پر قعدہ نہ بیٹھا تو استحساناً جائز ہے قیاساً نہیں اور چونکہ یہ من وجہ پہلی رکعت ہے لہذا اس پر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ ت) یہ فیصلہ بعینہا فتویٰ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہا ذکرہ محذور المذہب
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ محذور مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۵۶۸: ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک اندھا ہے لیکن حافظ قرآن اور قاری ہے اور مسائل روزہ و نماز سے بھی اچھی
طرح واقف ہے اور نیز آیات قرآن مجید کا ترجمہ کر سکتا ہے اور بہت سی حدیثیں بھی جانتا ہے اور اس لیاقت کا کوئی شخص اس
محلہ میں نہیں ہے اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحق امامت وہی ہے جو ان سب سے زیادہ مسائل نماز و طہارت جانتا ہے اگرچہ اور مسائل میں
بہ نسبت دوسروں کے علم کم ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بد مذہب
نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ

¹ دُر مختار، باب اللاتۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۸۶/۱

² ردالمحتار باب اللاتۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/۴۴

اندھا ہو کہ زیادتِ علم کے باعث کراہت نابینائی زائل ہو جاتی ہے، ہاں فاسق و بد مذہب کی امامت بہر حال مکروہ اگرچہ سب حاضرین سے زیادہ علم رکھتے ہوں۔ یوں ہی حرف ایسے غلط ادا کئے کہ نماز گئی تو امامت جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔ درمختار میں ہے:

الاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ١ اھ ملخصاً	امامتِ نماز کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو فقط احکامِ نماز مثلاً صحّت وفساد نماز سے متعلق مسائل سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے بچنے والا ہو اھ تلخیصاً (ت)

کافی میں ہے:

الاعلم بأسنة اولی الا ان انیطعن علیہ فی دینہ ٢۔	جو شخص سنت سے زیادہ واقف ہو وہ امامت کے لئے سب سے بہتر ہوتا ہے، مگر اس صورت میں نہیں جب اس کے دین پر اعتراض ہو۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے:

قید کراہة امامة الاعلى في المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم فان كان افضلهم فهو اولی ٣۔	محیط وغیرہ میں تصحیح امامت اعلیٰ کی کراہت اس بات سے مفید کی ہے کہ جب وہ قوم سے افضل نہ ہو، اگر وہ افضل ہو تو اس کا امام بننا بہتر ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے:

اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه ،وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانتة شرعاً ولا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لا يؤمن ان يصلى بهم	فاسق کی امامت کے مکروہ ہونے کی فقہاء نے یہ علت بیان کی ہے کہ وہ اپنے دین کی تعظیم و اہتمام نہیں کرتا اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ امامت کے لئے اس کی تقدیم میں تعظیم ہوگی حالانکہ شرعاً لوگوں پر اسکی اہانت کا حکم ہے۔ واضح رہے کہ جب فاسق دوسروں سے زیادہ

¹ درمختار، باب الامامة، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۸۲/۱

² کافی

³ بحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۸/۱

صاحب علم ہو تو یہ علت زائل نہیں ہو جاتی کیونکہ ممکن ہے وہ بغیر طہارت کے ہی نماز پڑھا دے بہر حال وہ بدعتی کی طرح ہے۔ جس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	بغیر طہارت فہو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ^۱

مسئلہ نمبر ۵۶۹: از چھاؤنی کا مٹی ضلع ناگپور مرسلہ حافظ محمد یقین الدین صاحب رضوی ۱۹ شعبان ۱۳۰۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جن مسجدوں میں کئی درجے ہوں اور ہر درجہ سے درجہ پنچ درجہ امام کو ان کی ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے یا صرف اندرونی محرابوں یا وسطانی دروں میں۔ بینوا توجروا

الجواب:

محرابیں وہی ہیں جو وسط میں قیام امام کی علامت کے لئے بنائی جاتی ہیں باقی جو درجے دو ستونوں کے درمیان ہوتے ہیں در ہیں اور امام کو بلا ضرورت تنگی مسجد، ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، پھر اطراف کے دروں میں قیام نافی کراہت نہیں بلکہ بسا اوقات اور کراہتوں کا باعث ہوگا کہ امام راتب کو محراب چھوڑ کر ادھر ادھر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر مسجد کی صف پوری ہوئی تو اس صورت میں امام وسط صف کے محاذی نہ ہوگا یہ ہر امام کے لئے مکروہ ہے اگرچہ غیر راتب ہو، تنویر الابصار میں ہے: کراہۃ قیام الامام فی المحراب مطلقاً^۲ مخلصاً (امام کا محراب میں کھڑا ہونا مطلقاً مکروہ ہے اہ تلخیصاً۔ ت) بحر الرائق میں ہے: مقتضی ظاہر الروایۃ الکراہۃ مطلقاً^۳ (ظاہر الروایۃ کا تقاضا یہی ہے کہ یہ مطلقاً مکروہ ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

معراج الدررۃ کے باب الامامت میں ہے کہ امام صاحب سے جو کچھ مروی ہے اس میں صحیح یہ ہے کہ امام کا دو ۲ ستونوں کے درمیان یا مسجد کے کسی گوشے میں یا مسجد کی کسی ایک جانب یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہونا مکروہ ہے کیونکہ یہ امت کے عمل کے خلاف ہے۔ اہ اور اس میں یہ بھی ہے کہ امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا سنت ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ محراب مساجد کے درمیان میں	فی معراج الدرۃ من باب الامامة الاصح ما روی ان يقوم بین الساریتین او زاویۃ اوانحیۃ المسجد او الی ساریۃ لانه بخلاف عمل الامۃ اہ وفیہ ایضاً السنۃ ان يقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب

^۱ ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۲ھ

^۲ در مختار شرح تنویر الابصار باب ما یفسد الصلوۃ، مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی، ۹۲/۱

^۳ بحر الرائق، باب ما یفسد الصلوۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶/۲

ہوتے ہیں اور یہ امام کے کھڑے ہونے کے لئے متعین ہوتے ہیں اہ اور تاتار خانہ میں ہے امام کا ضرورت کے بغیر محراب کے علاوہ کسی جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے اہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر امام محراب چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کھڑا ہو گیا اگرچہ اس کا قیام وسط صف میں ہو تب بھی وہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہ عمل امت کے خلاف ہے، اور یہ بات مقرر امام کے بارے میں ہے، اگر امام مقرر نہیں یا تنہا نمازی ہے (تو پھر یہ پابندی نہیں) پس اس فائدہ کو قیمتی جان اہ (ت)

مانصبۃ الاوسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام اہ وفي التاتارخانية ويكره ان يقوم في غير المحراب بالضرورة اہ ومقتضاه ان الامام لو ترك المحراب وقام في غيره يكره ولو كان قيامه وسط الصف لانه خلاف عمل الامة وهو ظاهر في الامام الراتب دون غيره والمنفرد فاغتنم هذه الفائدة¹ اہ

اُسی میں ہے:

معراج سے وہ حلوانی سے امام ابواللیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ امام کا ضرورت کے وقت طاق میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں مثلاً اگر مسجد نمازیوں کے لئے تنگ ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے اہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

عن المعراج عن حلوانی عن ابی الیث لایکره قیام الامام فی الطاق عند الضرورة بان ضاق المسجد علی القوم² اہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

۳۰ رجب ۱۳۰۸ھ

از پبلی بھیت مسجد جامع مرسلہ مولوی احسان صاحب

مسئلہ نمبر ۵۷۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو کہ نہ حافظ قرآن ہے نہ مسائل دان نہ علم قرأت سے واقف ایک معمولی اردو خواں بلکہ بازار میں کتب فروشی و نعلین فروشی کی دکان کرنے والا ہے ایک مسجد کا امام بننا چاہتا ہے حالانکہ دو عالم متقی و محتاط اسی مسجد میں اور بھی موجود ہیں اور مہتمم مسجد و اکثر نمازی اس شخص کی امامت سے راضی نہیں اس صورت میں ایسے امام کے حق میں کیا حکم ہے اور ان علماء کی اقتداء کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں اُس شخص کو امام بننا جائز نہیں اگر امامت کرے گا گنہگار ہوگا جب لوگ اس کی امامت اس وجہ سے ناپسند رکھتے ہیں کہ اُس سے زیادہ علم والے موجود ہیں تو اُسے امامت کرنا شرعاً منع ہے۔

¹ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۷۸۷

² رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۷۸۷

لو امر قوماً وھم لہ کارھون ان الکراۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریماً ^۱ الخ	اگر کوئی کسی قوم کا امام بنا حالانکہ وہ لوگ اس کو برا جانتے ہیں تو اگر ان کی نفرت امام کے اندر کسی خرابی کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے کہ وہ لوگ بنسبت امام مذکور کے امامت کے زیادہ مستحق ہیں تو اس شخص کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے الخ۔ (ت)

پس شخص مذکور ہر گز امامت نہ کرے بلکہ جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق کہ حروف بقدر صحت نماز ٹھیک ادا کرتا اور وہاں کے نمازیوں میں سب سے زیادہ مسائل نماز کا علم رکھتا ہو اسی کو امام کیا جائے کہ حق صاحب حق کو پہنچے اور مقتدیوں کی نماز بھی خوبی و خوش اسلوبی پائے۔ حدیث شریف میں ہے:

ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم علماءکم ^۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن مرثد الغنوی رضی اللہ تعالی عنہ وفی الباب عن ابی عمر وعن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ۔	اگر تمہیں اپنی نماز مقبول ہونا منظور ہے تو چاہئے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں۔ اس کو طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس مسئلہ کے بارے میں حضرت ابو عمرو اور حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث بیان کی گئی ہے۔

کیا یہ شخص جس کے جہل کے باعث اکثر نمازی اس کی امامت سے ناراض ہیں اُن سخت و عیدوں سے خوف نہیں کرتا جو ایسے امام کے حق میں آئیں۔ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا یقبل اللہ منھم صلوة من تقدم قوماً وھم لہ کارھون۔ ^۳ اخرجه ابو داؤد	تین اشخاص ہیں جن کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند رکھتے

^۱ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

^۲ مجمع الزوائد باب الامامة مطبوعہ دار الکتب بیروت ۶۴/۲، المعجم الکبیر ما سند مرثد لغنوی مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۲۸/۳

نوٹ: المعجم الکبیر میں فلیؤمکم علماءکم کی جگہ فلیؤمکم خیبارکم ہے اور مجمع الزوائد فلیؤمکم علماءکم ہے اس لئے مجمع الزوائد سے حوالہ نقل کیا ہے (نزیر احمد سعید)

^۳ سنن ابی داؤد باب الرجل یؤم القوم ہم لہ کارھون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

و ابن ماجہ عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی الباب عن ابن عباس وعن عمرو ابن حارث وعن جنادة ابن امیة وعن ابی امامة الباهلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	ہوں۔ اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس بارے میں حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن حارث، حضرت جنادہ بن امیہ اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

من امر قوماً وفيهم اقرأ لكتاب الله منه و اعلم .لم يزل في سفال الى يوم القيامة¹۔ اخرجه العقيلي عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جو کسی قوم کی امامت کرے اور اُن میں وہ شخص موجود ہو جو اس سے زیادہ قاری قرآن و ذی علم ہے وہ قیامت تک پستی و خواری میں رہے گا۔ اس کو عقیلی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

مسئلہ ۵۷۱: ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں ہمیشہ سے امامت کے واسطے معین ہے اور ایک شخص اس سے افضل کسی
شہر سے آیا چند آدمیوں نے چاہا کہ یہ شخص فاضل ہے اس وقت کی نماز یہی پڑھائے، امام قدیم سے پوچھا کہ آپ کی اجازت ہے یا نہیں؟
اس نے انکار کیا، مگر چند آدمیوں نے اس مسافر کو کھڑا کر دیا یہ لوگ اور مسافر امام قدیم کے مؤاخذہ دار ہوئے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر امام قدیم مثل غلط خوانی قرآن بعد افساد نماز بد مذہبی مثل وہابیت وغیر مقلدی یا فسق ظاہر مانند شراب نوشی و زنا کاری کوئی خلل ایسا نہ
ہو جس کے باعث اُسے امام بنانا شرعاً ممنوع ہو تو اس مسجد کی امامت اُسی کا حق ہوتی ہے اس کے ہوتے دوسرے کو اگرچہ اُس سے زیادہ علم و
فضل رکھتا ہو بے اس کی اجازت کے امام بنانا شرعاً ناپسندیدہ و خلاف حکم حدیث و فقہ ہے، حضوت پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں:

لا یؤمن الرجل فی سلطانه² رواہ احمد و مسلم عن ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	امام مسجد کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت نہ کرائے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

¹ کتاب الضعفاء الکبیر ترجمہ نمبر ۱۹۶۳ء الہیثم بن عقیب کو فی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۵۵/۴

² صحیح مسلم باب من الحق بالامامة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۳۶/۱

دوسری حدیث میں ہے:

من زار قوماً فلا يؤمهم وليؤ مهم رجل منهم ¹ رواه احمد و ابو داؤد و الترمذی و النسائی عن مالك ابن الحويرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو شخص کسی قوم کا مہمان ہے وہ ان کی امامت نہ کروائے بلکہ اُس قوم میں سے کوئی شخص ان کا امام بنے۔ اس کو احمد، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالا مامة من غيره مطلقاً ² الخ	صاحب خانہ اور مقرر امام مسجد کا امامت کروانا دوسرے لوگوں سے مطلقاً بہتر ہے الخ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

ای وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقراً منه ³ ۔	یعنی اگرچہ حاضرین میں سے کوئی شخص اس گھر والے یا مقرر کردہ امام مسجد سے زیادہ عالم اور قاری ہو۔ (ت)

پس صورت متفسرہ میں اگر اس امام قدیم میں اس قسم کا کوئی خلل نہ تھا تو بلاشبہ باوصف اُس کی ممانعت کے اس مسافر کا امام بننا
ناحق کے حق میں دست اندازی کرنا ہوا اور یہ خود اور وہ چند آدمی جنہوں نے ایسی حالت میں اسے امام بنایا بتلائے کراہت و
مخالف حکم شریعت ہوئے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۷۲: از سینٹاپور محلہ تانس گنج مرسلہ حضور نور العارفین صاحب دام ظلہم المعین ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ ہجری
بخدمت علمائے تبحرین ملتیں ہوں مثلاً کوئی لڑکا عمر اس کی تیرہ^۳ یا چودہ^۴ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف پڑھا ہے لیکن کبھی
نماز نہیں پڑھتا اور باوجود ہونے متصل مسجد مکان کے بیٹھا رہتا ہے اور نماز جمعہ کی قصداً نہیں پڑھتا اور نابالغ ہے اور اپنے گھر کی
عورت کو لے کر میلہ ہنود میں جیسے کہ میلہ کنجہ اور میلہ رونا وغیرہ میں جاتا ہے

¹ سنن ابو داؤد باب الامامة الزائر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

² در مختار، باب الامامة، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۸۳/۱

³ ردالمحتار، باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۴۱۳/۱

اور عورتیں اُس گھر کی دھو بلا پوش ہیں اور پرستش رسم ہنود کی کرتی ہیں، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ایسا لڑکا نماز جنازہ پڑھائے تو درست ہے یا نادرست؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورت غیر خدا کو پوجتی ہیں یعنی حقیقہً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے (نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فسق و گناہ سے متجاوز نہیں گواہل تشدد انھیں بنام شرک و پرستش غیر تعبیر کریں) اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کافر و مرتد ہے فان الرضا بالكفر كفر (کیونکہ کفر کے ساتھ رضامندی بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر وہ بالغ ہو نا بالغ کسی بچے کی بھی کوئی نماز اس کے پیچھے صحیح نہیں ہو سکتی نہ اس کے پڑھنے سے نماز جنازہ کا فرض ساقط ہو فان الکافر لیس من اهل العبادۃ اصلاً (کیونکہ کافر عبادت کا ہر گز اہل نہیں۔ ت) اور اگر ان عورت کے افعال حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ ان پر راضی نہیں تو مسلمان ہے پس اگر فی الواقع نا بالغ ہے تو بالغین کی نماز اُس کے پیچھے صحیح نہیں اگرچہ نماز جنازہ ہی ہو، ہاں جنازہ میں امامت کرے گا تو ظاہراً نماز فرض کفایہ تھی ادا ہو جائے گی کہ گواہوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہو اس کی اپنی توبہ تو ہو گئی سقوط فرض کے لئے اسی قدر بس ہے کہ نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں، ولہذا اس میں عورت کی امامت سے بھی فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

فی الدر المختار لا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقاً ولو جنازة ^۱ ۔	در مختار میں ہے کہ کسی مرد کا کسی عورت، خنثی یا سنجھ کی اقتداء کرنا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نماز جنازہ ہی کیوں نہ ہو۔ (ت)

اُسی کے صلاۃ الجنائز میں ہے:

لوام بلا طهارة والقوم بها اعدت و بعكسه لا کما لوامت امرأة ولوامة لسقوط فرضها بواحد ^۲ ۔	اگر امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی اور قوم باطہارت تھی تو نماز لوٹائی جائے گی اگر اس کے برعکس ہو تو نہیں جیسا کہ کسی عورت نے امامت کرائی خواہ وہ لونڈی ہی ہو کیونکہ شخص واحد سے فرض ساقط ہو گیا (ت)

ردالمحتار میں ہے:

^۱ در مختار، باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی ۸۴/۱

^۲ در مختار باب صلوۃ الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۲۱/۱

قال الامام الاسترودشني في كتاب احكام الصغار الصبي اذا غسل الميت جاز¹ اه اى يسقط به الوجوب فسقوط الوجوب بصلاته على الميت اولى لانها دعاء وهو اقرب للاجابة من المكلفين۔	امام استرودشني نے کتاب الاحکام الصغار میں تصریح کی ہے کہ بچہ اگر کسی میت کو غسل دے تو جائز ہے یعنی اس سے وجوب ساقط ہو جائے گا لہذا میت پر سجدے کی نماز سے وجوب نماز بطریق اولی ساقط ہو جائے گا کیونکہ نماز جنازہ دُعا ہے اور بالغ لوگوں کی بنسبت سجدے کی دُعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

نقل الاحکام عن جامع الفتاوى، سقوطها بفعله كره السلام² اه وتبام تحقيقه فيه من الامامة ومن الجنائز۔	لیکن احکام میں جامع الفتاوی سے منقول ہے کہ سجدے کے نماز جنازہ پڑھانے سے اس کا سقوط ہو جاتا ہے جیسا کہ بچہ اگر اسلام کا جواب دے تو اس کے سلام کا جواب دینا درست ہے اہ اور اس بارے میں تمام تحقیق باب الامامة اور باب الجنائز میں ہے۔ (ت)

اور اگر بالغ ہے تو ہر نماز یہاں تک کہ فرائض پنجگانہ بھی اس کے پیچھے ہو تو جائیں گے کہ دائرہ ہی مونچھ شرط صحت امامت نہیں بلوغ درکار ہے اور وہ ظہور آثار مثل احتلام وغیرہ سے لڑکوں میں بارہ "برس کی عمر سے ممکن لیکن جبکہ وہ تارک الصلوٰۃ اور بلا تاویل تارک جمعہ ہے اور بے عذر صحیح ترک مسجد اور ہنود کے میلوں میں جانے اور اپنی عورات کو لے جانے کا عادی ہے تو بوجہ کثیر فاسق ہے کہ ان میں ہر امر فسق کے لئے کافی، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے کہ پڑھی جائے تو شرعاً اس کا اعادہ مطلوب۔

لما صرح حوبه من كراهة الصلوة خلف الفاسق وان كل صلوة ادیت مع كراهة فانها تعاد وجوبا لو تحريمية وندبا لوتنزيهة وقد اختار المحقق الحلبي كراهة التحريم في الفاسق وهو قضية الدليل لاسيما اذ كان	جیسا کہ فقہانے اس بات کی تصریح کی ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور ہر وہ نماز جو کراہت کے ساتھ ادا کی جائے تو مکروہ تحریمی کی صورت میں اس کا لوٹنا واجب اور تنزیہی کی صورت میں لوٹنا مستحب ہے اور محقق حلبی نے اقتداءً فاسق کے مکروہ تحریمی ہونے کو مختار قرار دیا ہے اور یہی دلیل کا تقاضا ہے خصوصاً جبکہ

¹ رد المختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۱ھ

² رد المختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۴۱۱ھ

اور نماز جنازہ میں اسے امام کرنا اور بھی زیادہ معیوب کہ یہ نماز بغرض دُعا و شفاعت ہے اور فاسق کو شفاعت کے لئے مقدم کرنا حماقت، تاہم اگر پڑھائے گا تو جوازِ نماز و سقوطِ فرض میں کلام نہیں کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ نمبر ۵۷۳: ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس نے امام کے ساتھ کچھ رکعتیں نہ پائیں بعد سلام امام وہ اپنی رکعات باقیہ ادا کرتا ہے اس صورت میں کسی نے اس کی اقتدا کی تو اس اقتدا کرنے والے کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

نہ۔ فی تنویر الابصار المسبوق منفرد فیما یقضیہ الافی اربع لایجوز الاقتداء بہ^۱ (تنویر الابصار میں ہے مسبوق منفرد ہے اس نماز میں کہ قضا کرتا ہے یعنی وہ نماز جو امام کے ساتھ نہیں ملی اس کے پڑھنے میں منفرد ہے مگر چار مسئلوں میں کہ وہ مثل مقتدی کے اول مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اقتداء جائز نہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۷۴: یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اسے امام مقرر کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سود خور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز ناقص و مکروہ اگر پڑھ لی تو پھیری جائے اگرچہ مدت گزر چکی ہو، ولہذا اسے ہرگز امام نہ کیا جائے جہاں امامت کرتا ہو بشرط قدرت معزول کر کے امام متقی صحیح العقیدہ صحیح القراءۃ مقرر کریں، اگر قدرت نہ پائیں تو جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جائیں یونہی پنجگانہ میں خواہ اپنی دوسری جماعت یہیں کر لیں۔ صغیری میں: بیکرہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریم^۲ (فاسق کی تقدیم (یعنی امامت) مکروہ تحریمی ہے۔ ت) مراقی الفلاح میں ہے:

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۶/۱

^۲ صغیری شرح نئیۃ المصلی مباحث الامامت مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۶۲

فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کی اتباع کا اہتمام نہیں کرتا لہذا شرعاً اس کی تذلیل واجب ہے پس امامت کے لئے تقدیم کی صورت میں اس کی تعظیم درست نہیں جب اس کا روکناد شوار ہو تو ایسے حضرات کو جمعہ وغیرہ کے لئے دوسری مسجد میں چلے جانا چاہئے۔ (ت)	کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اهتبا مه بالدين فتجب اهانتہ شرعاً فلا يعظم بتقدیمہ للامامة واذا تعذر منعه ينتقل عنه الى غير مسجد للجمعة وغيرها ¹ ۔

طحاویہ میں ہے:

زیلعی نے اس میں اسی کا اتباع کیا اس کا مفاد یہ ہے کہ فاسق کے امام ہونے میں کراہت تحریمی ہے۔ (ت)	تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية ² ۔

حاشیہ در مختار میں فرمایا:

فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت ان پر لازم ہے، یہ بات اس پر دال ہے کہ فاسق کی تقدیم مکروہ تحریمہ ہے اہ ابو مسعود (ت)	في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانتہ شرعاً ومفادهذا كراهة التحريم في تقديمه ³ اہ ابو مسعود۔

کبیری میں ہے:

اگر دو شخص علم وصلاح میں برابر ہوں مگر ایک صاحب تجوید ہو تو اگر دوسرے کو امام بنالیا تو وہ اساءت کے مرتکب ہوئے البتہ گناہ گار نہ ہوں گے۔ اساءت ترک سنت کے سبب ہے اور عدم گناہ عدم ترک واجب کی وجہ سے ہے کیونکہ انہوں نے ایک صالح شخص کو امام بنایا، فتاویٰ حجب میں اسی طرح ہے، اسی میں اس طرف اشارہ بھی ہے کہ انہوں نے کسی	لو استويا في العلم والصلاح واحد هما اقرأ فقد موا الاخر اساءوا ولا ياثمون فالاساءة لتترك السنة وعدم الاثم لعدم ترك الواجب لانهم قد موا رجلا صالحا كذا في فتاوى الحجة وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقيا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة

¹ مراق الفلاح مع حاشیہ الطحاوی فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعه اصح المطابع کراچی ص ۱۶۵

² حاشیہ الطحاوی علی المراق الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعه اصح المطابع کراچی ص ۱۶۵

³ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامة مطبوعه در المعرفه بیروت، ۲۴۳/۱

تحريم لعدم اعتناؤه بامور دينه وتسا هله في الايتان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد^١ الخ والله تعالى اعلم

فاسق کو مقدم کر دیا تو گناہگار ہو لگے اس بنا پر کہ فاسق کا مقدم کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ امور دین کی پرواہ نہیں کرتا اور دین کے لوازمات پر عمل کرنے سے تساہل برتتا ہے لہذا اس سے بعید نہیں کہ وہ نماز کے بعض شرائط فوت کر دے اور نماز کے منافی عمل کرے بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر غالب گمان یہی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق کے پیچھے نماز قطعاً جائز نہیں۔ الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۷۵: مسئلہ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری ۲ صفر ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کو در میں یعنی دو ۲ ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔ الجواب: مکروہ ہے۔

في مكروهات الصلوة من رد المختار عن معراج الدرية باب الامامة الاصح ما روى عن ابي حنيفة انه قال اكره للامام ان يقوم بين الساريتين (الى قوله) لانه بخلاف عمل الامة انتهى^٢۔

رد المختار کے مکروہات صلوٰۃ میں معراج الداریہ کے باب الامامت کے حوالے سے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے اصح طور پر یہی مروی ہے کہ امام کے دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہونے کو مکروہ جانتا ہوں (آگے چل کر فرمایا) کیونکہ یہ عمل امت کے خلاف ہے انتہی (ت) واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۷۶: از اجمین گو الیامر سلمولوی یعقوب علی خان ۱۵ جمادی الاخری ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ زید مسائل فقہ سے محض ناواقف اور نہ عبور حدیث و تفسیر، باوجود ان اوصاف کے بلا دلیل شرعیہ بیان کرے کہ جو مرد اپنی بی بی سے قربت کرے

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی الامامۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

^۲ رد المختار، مطلب مکروہات الصلوٰۃ فصل فی الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۷/۸۷

اور جب تک نہ نہاوے مورد لعنت ہے اور کہے کہ جو شخص دروازہ مسجد کو بحفاظت مسجد بعد نمازِ عشاء مقفل کرے اُس مسجد میں نماز قطعی حرام ہے وہ آدمی سنگسار کیا جائے اور بغیر علم احادیث و تفسیر ترجمہ قرآن مجید کرے اور فرض کو سنت اور واجب کو مستحب بیان کر کے جھوٹے حوالے کتاب کے دے اور بعد ہونے نماز جنازہ بارہ دوم تکبیر پانچ منسوختہ سے نماز جنازہ پڑھاوے اور بلا وقتیت مسائل و ارکان نماز پیش امامی کرے نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز کو ناجائز کہے اُس کے حق ہیں اور اُس کے مدد و معاون کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے؟ احکمو اللہ بحوالہ الکتب (اللہ تعالیٰ کا حکم بیان کرو حوالہ کتاب کے ساتھ۔ ت)

الجواب:

زید جاہل، سخت جری، بیباک ہے۔

اولاً: اس کا علی الاطلاق کہنا کہ جو اپنی بی بی سے قربت کرے جب تک نہ نہائے معاذ اللہ مورد لعنت ہے شریعتِ مطہرہ پر سخت افتراء ناپاک ہے حکم صرف اس قدر ہے کہ مہمّا امکن (جتنا جلدی ممکن ہو۔ ت) نہانے میں تعجیل مندوب و محبوب ہے اگر نہ نہائے تو وضو کر رکھے کہ جہاں جنب ہوتا ہے وہاں فرشتے آنے سے احتراز کرتے ہیں مگر غسل میں تعجیل نہ کرنے والا معاذ اللہ مورد لعنت ہو نادر کنار سرے سے گناہگار بھی نہیں جب تک تاخیر باعث فوت نماز یا دخول وقت کراہت تحریمی نہ ہو، خود صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم جواز کے لئے بعض اوقات بلکہ خاص شبہائے ماہِ مبارک رمضان میں صبح تک تاخیر غسل فرمائی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل سے امت کو دو مسئلہ تخفیف و رحمت معلوم ہوں ایک یہی غسل میں تعجیل گو بہتر ہے پر واجب نہیں، نماز تک تاخیر کا اختیار رکھتا ہے دوسرے یہ کہ بحالت جنابت صبح کرنے سے روزے میں کوئی خلل یا نقص نہیں آتا۔ احمد و بخاری و مسلم و امام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصبح جنباً من جماع ثم یغتسل ویصوم زاد فی زاویۃ فی رمضان ¹ ۔	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بعض اوقات) جماع کی وجہ سے جنبی حالت میں صبح کرتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے تھے، ایک روایت میں رمضان کا بھی اضافہ ہے۔ (ت)

¹ صحیح بخاری باب الصائم یصبح جنباً مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۸/۱، صحیح مسلم باب صحیہ صوم من طلع علیہ الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۳۵۴/۱، مسند احمد بن حنبل مروی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۱۳/۲

ہاجیواتا: مسئلہ مسجد میں خدا و رسول پر دو افترا اور کئے، ایک یہ کہ اس مسجد میں نماز حرام، دوسرا یہ کہ وہ آدمی سنگسار کیا جائے۔ پہلے افترا سے وہ ان لوگوں میں داخل ہوا جنہیں قرآن عظیم نے فرمایا:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا ¹ ۔	اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو خدا کی مسجدوں کو ان میں یاد الہی ہونے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ (ت)

اور دوسرے سے وہ بے گناہ مسلم کے ناحق قتل کا فتویٰ دینے والا ہوا، علماء صاف اجازت دیتے ہیں کہ حاجت کے وقت غیر اوقات نماز میں حفاظت کے لئے دروازہ مسجد بند کرنا جائز ہے۔

کرہ خلق الباب المسجد اللخوف علی متاعہ بہ یفتی ² در مختار۔ هذا هو الصحيح ³ تبیین الحقائق والمسألة فی الفتح والبحر والنهر وغیرها عامة کتب المذهب۔	مسجد کے سامان کو چوری سے محفوظ کرنے کے لئے مسجد کو بند رکھنا جائز ہے ورنہ بلا ضرورت مسجد کو بند رکھنا مکروہ ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ در مختار (ت) یہی صحیح ہے، تبیین الحقائق۔ اور یہ مسئلہ فتح، بحر، نہر اور دیگر مشہور کتب میں یونہی مذکور ہے۔ (ت)

ہاں بے حاجت یا غیر وقت حاجت خصوصاً اوقات نماز میں بند کرنا ممنوع اور بند کرنے والا گناہگار مگر نہ ایسا کہ سنگسار کرنے کے قابل، اور یہ سخت جہالتِ فاحشہ دیکھئے کہ اُس مسجد میں نماز حرام۔ سببخن اللہ! اُس نے تو ایک آدھ وقت دروازہ بند کیا یہ ہمیشہ کو تیغاکے دیتا ہے وہ سنگسار کرنے کے قابل ہوایہ کس سزا کے لائق ہوگا۔

راجا: بے علم ترجمہ قرآن مجید میں دخل دینا گناہ کبیرہ ہے، خود قرآن مجید فرماتا ہے:

أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ⁴ ۔	یا تم اللہ کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ (ت)

حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من	جو بغیر علم کے قرآن میں زبان کھولے وہ اپنا گھر

¹ القرآن ۱۱۴/۲

² در مختار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱۱/۹۳

³ تبیین الحقائق فصل کرہ استقبال القبلة بالفرج الخ مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۶۸/۱

⁴ القرآن ۸۰/۲

النار ^۱ ۔ رواہ الترمذی وصحہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جہنم میں بنالے۔ اسے ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔

خامساً، سادساً، سابغاً: بے سمجھے بوجھے مسائل شرعیہ میں مداخلت کرنا غلط سلط جو منہ پر آیا فرض کو سنت، واجب کو مستحب، ناجائز کو جائز بتا دینا بھی گناہ عظیم ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجروکم علی الفتیاء اجروکم علی النار ^۲ ۔ اخرجہ الدارمی عن عبید اللہ بن ابی جعفر مرسلًا۔	جو تم میں فتویٰ پر زیادہ بیباک ہے آتش دوزخ پر زیادہ جری ہے اس کو دارمی نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے مرسلًا ذکر کیا ہے۔

ثامناً تا سعاً عاشرًا کتابوں کے جھوٹے حوالے دینا کذب و افتراء اور وہ بھی علماء پر اور وہ بھی امور دین میں، یہ سب سخت گناہ ہیں، مسائل میں علماء پر افتراء، شرع پر افتراء اور شرع پر افتراء خدا پر افتراء۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْعَلُونَ عَلَى اللَّهِ كَذِبٌ لَا يُفْعِلُونَ ﴿۳﴾	ارشاد ربانی ہے اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)

اور جنازہ کی جب ایک بار ہو چکی تو ہمارے علمائے کرام کے نزدیک اس کا اعادہ جائز نہیں مگر یہ کہ صاحب حق یعنی ولی میت کے بے اذن دیئے عام لوگوں سے کسی نے پڑھادی اور ولی شریک نہ ہوا تو اسے اعادہ کا اختیار ہے پھر بھی جو پہلے پڑھ چکے اب نہ ملیں کہ اس کی تکرار مشروع نہیں۔

فی الدر المختار فان صلی غیر الولی من لیس له حق التقدم علی الولی ولم یتابعه الولی اعاد ولو علی قبره ان شاء لاجل حقه لاسقاط الفرض	در مختار میں ہے اگر نماز جنازہ ولی کے علاوہ کسی ایسے شخص نے پڑھادی جس کو ولی پر مقدم ہونے کا حق نہ تھا اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر چاہے تو قبر پر بھی اعادہ کر سکتا ہے یہ اعادہ اس کے

^۱ جامع الترمذی باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برایہ مطبوعہ مکتب خانہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱۱۹/۲

^۲ سنن الدارمی باب القنیا وما فیہ من الشدة مطبوعہ نشر النیة ملتان ۵۳/۱

^۳ القرآن ۱۱۶/۱۶

اپنے حق کی وجہ سے ہے نہ کہ اسقاطِ فرض کے لئے۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جس نے پہلے جنازہ پڑھ لیا ہو وہ ولی کے ساتھ اعادہ نہ کرے کیونکہ جنازہ کا تکرار مشروع نہیں۔ اگر جنازہ کسی ایسے شخص نے پڑھ لیا جس کو ولی پر حق تقدم تھا (مثلاً قاضی یا نائب یا امام مسجد) یا اس شخص نے پڑھ دیا جس کو ولی پر حق تقدم نہ تھا مگر ولی نے شرکت کر لی تو پھر جنازہ کا اعادہ نہیں کیا جاسکتا اور اگر ولی نے اپنے استحقاق کے بموجب جنازہ پڑھ لیا یا اس طور پر وہاں اور کوئی صاحب حق تقدم نہیں تھا تو اس کے بعد کوئی دوبارہ جنازہ نہیں پڑھ سکتا (ت)

ولذا قلنا ليس لمن صلى عليها ان يعيد مع الولي لان تكرارها غير مشروع وان صلى من له حق التقدم او من ليس له حق التقدم وتابعه الولي لايعيد وان صلى الولي بحق بان لم يحضر من يقدم عليه لايصلي غيره بعده¹ اھ ملخصاً۔

اور پانچ تکبیریں تو ہمارے ائمہ بلکہ ائمہ اربعہ بلکہ جمہور ائمہ کے نزدیک منسوخ ہیں بلکہ امام ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی نے فرمایا چار پر اجماع منعقد ہو گیا و لہذا ہمارے علماء کرام حکم فرماتے ہیں کہ امام پانچویں تکبیر کہے تو مقتدی ہر گز ساتھ نہ دیں خاموش کھڑے رہیں، یہی صحیح ہے، اور بعض روایات میں تو یہاں تک ہے کہ وہ تکبیر پنجم کہے تو یہ سلام پھیر دیں کہ اتباع منسوخ کا رد خوب واضح ہو جائے۔

در مختار میں ہے اگر مقتدی کے امام نے پانچویں تکبیر کہی تو وہ امام کی اتباع نہ کرے کیونکہ یہ منسوخ ہے پس مقتدی ٹھہرا رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے، اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

في الدر المختار لو كبر امام خامسالم يتبع لانه منسوخ فيمكث المؤتم حتى يسلم معه اذا سلم به يفتي²۔

ردالمحتار میں ہے:

امام اعظم سے یہ بھی مروی ہے کہ مقتدی فی الفور سلام کہہ دے امام کا انتظار نہ کرے تاکہ کھلی مخالفت ہو جائے (ت)

وروى عن الامام انه يسلم للحال ولا ينتظر تحقيقاً للمخالفة³۔

زید کہ یہ حرکت بھی وہی جہل و جرات ہے یا غیر مقلدی کی آفت و علت۔ بہر حال اس کے اقوال مذکورہ سوال

¹ دُر مختار، باب صلوٰۃ الجنائزۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۳/۱

² دُر مختار باب صلوٰۃ الجنائزۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲/۱

³ رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائزۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵/۱

شاہد عدل کہ وہ فاسق و بیباک ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ناقص و خراب ہوتی ہے۔

صرح به في الغنية شرح المنية واليه اشار في فتاوى الحجة وربما جنح اليه في ردالمحتار واوضحناه في رسالتنا النهى الاكيد عن الصلوة وراء عدى التقليد۔	غنية شرح منية میں اس پر تصریح ہے اور اسی کی طرف فتاویٰ الحجہ میں اشارہ ہے اور ردالمحتار میں اسی کی طرف میلان ہے، اور ہم نے اس کی وضاحت اپنے رسالے النہی الاکید عن الصلوة وراء عدی التقليد میں کی ہے۔ (ت)

پس حتی الامکان ہر گز اس کی اقتداء نہ کریں اور جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھ چکے ہوں سب پھیریں اور ان باتوں پر جو اس کے مدد و معاون ہیں وہ بھی گناہ میں اُس کے شریک ہیں۔

قال الله تعالى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ¹۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ نمبر ۵۷۷: ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید حافظ قرآن ہے مگر نوکری خانسماں (بیرا) گیری کرتا ہے اب اس نوکری سے اس نے توبہ کی اور اب اس کے پیچھے لوگ نماز پڑھنے میں کراہت کرتے ہیں آیا کراہت کرنا ان لوگوں کا جائز ہے یا بیجا ہے؟ صاف صاف کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائیے: بینوا تو جروا

الجواب:

اگر صرف اس وجہ سے کراہت کرتے ہیں کہ اس نے وہ نوکری کی تھی اگرچہ اب توبہ کر لی تو ان کی کراہت بیجا ہے کوئی گناہ بعد توبہ باقی نہیں رہتا۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له²۔	گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ (ت)

واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

¹ القرآن ۲/۵

² سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۲۳

از علی گڑھ کارخانہ مہر مرسلہ حافظ عبداللہ صاحب ٹھیکیدار ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی مولوی مقلدین حنفیہ کو ذریعہ الشیطان اور کتاب و سنت کا منکر لکھے اور غیر مقلدی کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہو اور مسائل خلافیہ مقلدین کا سخت مخالف اور غیر مقلدین کا حامی اور معاون ہو اور مسائل حنفیہ کو مثلاً آئین بالحق کو اپنی تحریرات میں خرافات لکھے اور بعض اوقات کسی مصلحت دنیوی سے اپنے آپ کو حنفی المذہب ظاہر کرے ایسے شخص کی اقتداء اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو حنفی کہا جائے گا یا نہیں؟ دوئم جس امام شہر سے شہر کے مسلمان بوجہ شرعی ناراض ہوں اور اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس حالت میں اُس کا امام ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اللهم انا نعوذ بك من الشيطان الرجيم

جو ذریعہ الشیطان کتاب و سنت کا منکر حنفیہ کرام خصم اللہ تعالیٰ بالطف والا کرام کا نام رکھتا ہے پر ظاہر کہ وہ گمراہ خود کا ہے کو حنفی ہونے لگا اگرچہ کسی مصلحت دنیوی سے براہ تقیہ شیعہ اپنے آپ کو حنفی المذہب کہے کہ اُس کے افعال و اقوال مذکورہ سوال اُس کی صریح تکذیب پر دال، منافقین بھی تو زبان سے کہتے تھے: شَهِدُوا اَنَّكَ لَمْ سُؤْلِ اللّٰهُ^۱۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ مگر ان ملاعنہ کے گفتار و کردار اس جھوٹے اقرار کے بالکل خلاف تھے، قرآن عظیم نے اُن کے اقرار کو ان کے منہ پر مارا:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲	اللہ خوب جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

ایسے شخص کی اقتداء اور اُسے امام بنانا ہر گز روا نہیں کہ وہ مبتدع گمراہ بد مذہب ہے اور بد مذہب کی شرعاً توہین واجب اور امام کرنے میں عظیم تعظیم تو اُس سے احتراز لازم۔ علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں نقل فرماتے ہیں:

من شذ عن جمہود اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فباید خله في	یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ سواد اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اُسے دوزخ میں لے جائے گی۔

^۱ القرآن ۱۶۳

^۲ القرآن ۱۶۳

تو اے گروہ مسلمین ! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی بیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہلسنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة والجماعة فإن نصرته الله تعالى وحفظه وتوفيجه في موافتهم وخذلانه وسخطه ومقتته في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالى ومن كان خارجا عن هذه الاربعة في هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار¹

اور ان لوگوں کے بدعتی ہونے کا روشن بیان ہم نے اپنے رسالہ النہی الاکید میں لکھا من شاء فليرجع اليها (جو شخص تفصیل چاہتا ہے وہ ہمارے اس رسالہ کا مطالعہ کرے۔ ت) اور حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے میں مدد کی۔ اس کو ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابو نعیم نے حلیہ میں، حسین بن سفیان نے اپنی سند میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، سنجری نے ابانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور مثل ابن عدی کے حضرت ابن عباس سے، اور طبرانی نے کبیر میں، ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متصلاً روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ مکی تابعی ثقہ سے اسے مرسل روایت کیا ہے (ت)

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام²
-رواه ابن عساكر وابن عدی عن امر المؤمنين الصديقه و ابو نعيم في الحلية والحسن بن سفيان في مسنده عن معاذ بن جبل والسنجری في الابانة عن ابن عمر وكابن عدی عن ابن عباس والطبرانی في الكبير و ابو نعيم في الحلية عن عبد الله بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم موصولا والبيهقي في الشعب عن ابراهيم بن مسيرة المكي التابعي الثقة مرسلًا-

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۵۳/۴

² شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶۱/۷

تو ایسے شخصوں کو امام کرنا گویا دین اسلام ڈھانے میں سعی کرنا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ سنن ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یؤمن فاجر مؤمناً الا ان یقهره بسلطانه یخاف سیفہ اوسطہ ¹ ۔	ہر گز کوئی فاجر کسی مومن کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اُسے اپنی سلطنت کے زور سے مجبور کر دے کہ اس کی تلوار یا تازیانہ کا ڈر ہو۔ (ت)

صغیری شرع منیہ میں ہے:

یکره تقدیم الفاسق کراهة تحریم وعند مالک لا یجوز تقدیمہ وھورایۃ عن احمد وکذا المبتدع ² ۔	فاسق کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فاسق کی تقدیم جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے، بدعتی شخص کا حکم بھی یہی ہے۔ (ت)

مراتی الفلاح میں ہے:

فتجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للامامة و اذا تعذر منعه ینتقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعة وغیرہا ³ ۔	شرعاً فاسق کی اہانت لازم ہے پس امامت کے لئے مقدم کر کے اس کی تعظیم نہ کی جائے، اگر اس کی تقدیم سے روکنا دشوار ہو تو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری مسجد کی طرف چلا جانا چاہئے۔ (ت)

حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے:

الکرة فی الفاسق تحریمۃ علی ماسبق ⁴	(امام فاسق میں کراہت تحریمی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ (ت)

محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں:

روی محمد ابن ابی حنیفہ و ابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ان الصلوة خلف اهل الاهواء لا تجوز ⁵ ۔	امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

¹ سنن ابن ماجہ باب فرض الجمعة مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۷۷

² صغیری شرح منیہ المصلی مباحث الامامة مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی ص ۲۶۴

³ مراتی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیہ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

⁴ حاشیہ الطحطاوی علی مراتی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

⁵ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱۴۰۴ھ

غیاث المفتی پھر مفتاح السعادة پھر شرح فقہ اکبر میں سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: لا تجوز خلف المبتدع¹ بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

فیہ غفر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات غیر مقلدین کے پیچھے نماز جائز و ممنوع ہونے کے باب میں ایک مفصل رسالہ مسمیٰ بہ النہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد لکھا اور اس میں مقدمات مذکورہ کو اس وجہ پر تحقیق اور متعدد دلائل قاہرہ سے ان کے پیچھے نماز ممنوع ہونے کا ثبوت دیا۔

از انجملہ یہ کہ انھوں نے نماز و طہارت وغیرہ کے مسائل میں آرام نفس کی خاطر وہ باتیں ایجاد کی ہیں جو مذاہب اربعہ عموماً مذہب مہذب حنفی خصوصاً کے بالکل خلاف ہیں مسح سر کے عوض پگڑی کا مسح کافی مانتے ہیں، لوٹے بھر پانی میں تولہ بھر پیشاب پڑ جائے اُس سے وضو جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہ مسائل اور ان کے امثال ان کی کتب میں منصوص ہیں، پھر دین میں ان کی بیباکی و سہل انگاری و بے احتیاطی و آرام جوئی مشہور و مشہور و عام گروہ اہل حق بالخصوص حضرات حنفیہ کے ساتھ ان کا تعصب معروف و معروف تو ہر گز مظنون نہیں کہ یہ رعایت مذہب حنفیہ اپنے ان مسائل پر عمل سے بچیں بلکہ بحالت امامت بنظر توصیف و عداوت اس کا خلاف ہی مظنون۔ پھر جمہور ائمہ کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ شافعی المذہب کی اقتداء بھی اُسی حالت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ مواضع خلاف میں مذہب حنفیہ کی رعایت کرتا ہو حنفیہ سے بغض نہ رکھتا ہو ورنہ اصلاً جائز نہیں تو یہ بد مذہب کہ چاروں مذہب سے خارج و مجبور اور رعایت مذہب حنفیہ سے سخت نفور اور بغض و تعصب میں معروف و مشہور، ان کے پیچھے نماز کیونکر روا ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

شافعی المذہب (امام) کی اقتداء اس وقت جائز ہے جب وہ مواضع خلاف سے بچتا ہو مثلاً غیر سبیلین سے خارج نجاست مثلاً رگ کاٹنے کی وجہ سے وضو کرتا ہو، مسلک میں متعصب نہ ہو، کھڑے تھوڑے پانی سے وضو نہ کرنے والا ہو، منی لگنے کی صورت میں کپڑا دھوتا ہو یا خشک ہو جانے کی صورت میں اسے کھرچ دیتا ہو، سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرتا ہو، نہایہ اور کفایہ میں اسی طرح ہے اور اس تھوڑے پانی سے وضو جائز نہ سمجھتا ہو جس میں نجاست واقع ہوئی ہو فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے اھ تلخیصاً (ت)	الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام یتحاشی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد ولا یكون متعصباً ولا یتوضأ فی الماء الراکد القلیل وان یغسل ثوبه من المني ویفرك الیابس منه ویمسح ربع راسه هكذا فی النہایة والكفایة ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة کذا فی فتاویٰ قاضی خان² اھ ملخصاً۔

¹ شرح الفقہ الاکبر، خطبہ الکتاب، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ص ۵

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً غیرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۴/۱

اسی طرح جامع الرموز و مجمع الانہر و حاشیہ طحاویہ علی مراقی الفلاح وغیرہ میں ہے والتفصیل فی رسالتنا المذکورة (اس کی تفصیل ہمارے مذکورہ رسالے میں ہے۔ ت) واللہ الموافق سبخنہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم: صورت مسئلہ میں اسے امام ہونا حلال نہیں، جو اسے امام بنائے گا گناہگار ہوگا۔ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوة من تقدم قوماً وهم له كارهون¹۔ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ عن ابن عمر وابن خزيمة عن انس والترمذی وحسنہ عن ابی امامة وابن ماجہ وابن حبان ابن عباس وفي الباب عن طلحة التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم عند الطبرانی فی الکبیر۔	تین شخصوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند رکھتے ہوں۔ اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ابن خزيمة نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ترمذی نے اسے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے حسن کہا ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس مسئلہ میں طبرانی نے کبیر میں حضرت طلحہ التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

لو ام قوماً وهم له كارهون ان الكرهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً²۔	اگر کسی نے کسی قوم کی امامت کی حالانکہ وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو خود اس میں فساد کی وجہ سے کراہت ہو یا اس لئے کہ دیگر لوگ فاسق سے زیادہ امامت کے اہل تھے اس صورت میں فاسق کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

¹ سنن ابی داؤد باب الرجل یؤمر القوم وهم له كارهون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

² دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی ۸۳/۱

۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ

مسئلہ نمبر ۵۸۰: از بدایوں مروی محلہ مرسلہ شیخ محمد حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص حنفی ہو کر مسح میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ عمل میں لائے یعنی چند بال چھو لے کر اکتفا کرے اُس وقت میں کہ پگڑی باندھے ہو تو اُس کی نماز اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

الجواب:

صورت متفسرہ میں اگر یہ شخص واقعی شافعی ہوتا تاہم حنفیہ کی نماز اُس کے پیچھے محض باطل تھی نہ کہ ایسے آزاد لوگ کہ کن ہی میں نہیں،

فی الہندیۃ الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بیان یسمح ربع راسہ ہکذا فی النہایۃ والكفایۃ ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ الجناسۃ کذا فی فتاویٰ قاضی خان ولا بالماء المستعمل ہکذا فی السراجیۃ اہم ملخصاً ^۱	ہندیہ میں ہے شافعی المذہب امام کی اقتدا تب جائز ہے کہ وہ مواضع خلاف سے بچنے والا ہو مثلاً چوہائی سر کا مسح کرے، اسی طرح نہایہ اور کفایہ میں ہے، اور اس قلیل پانی سے وضو بھی نہ کرتا ہو جس میں نجاست واقع ہوئی ہے، فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے، اور نہ ماء مستعمل سے وضو کرتا ہو سراجیہ میں یہی ہے اہ تلخیصاً (ت)

اور اس کی اپنی نماز بھی ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طور پر تو ظاہر کہ محض باطل ہے اور ہم بلاشبہ یہی حکم دیں گے،

فانما انما نفقی بمذہبنا وان کان مذہب غیرنا ماکان کمانص علیہ فی اخلاصۃ والاشباہ وفی الدر المختار ورد المختار وغیرہا من الاسفار۔	ہم تو اپنے مذہب کے مطابق ہی فتویٰ دیں گے اگرچہ غیر کا مذہب جیسا بھی ہو، یہی تصریحاً خلاصہ، اشباہ، در مختار اور رد المختار وغیرہ معتبر کتب میں ہے۔ (ت)

مگر یہاں اور مذاہب پر بھی خیر نہیں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہماری ہی طرح باطل ہی فرمائیں گے کہ ان کے یہاں پورے سر کا مسح فرض ہے، یونہی سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سے بھی اظہر الروایات فرضیت استعیاب ہے۔ کما نقلہ الامام المولیٰ الاجل القطب سیدی عبدالوہاب

^۱ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۴/۱

الشعرانی قدس سرہ الربانی فی المیزان (جیسا اسے ہمارے سردار امام اجل والقطب عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے میزان میں نقل کیا ہے۔ ت) رہا مذہب سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس پر صحت نماز سمجھ لینا نری ہوس ہی ہوس ہے ایک اس مسئلہ میں ان سے توافق سہی، پھر کیا ان کے یہاں ایک ہی مسئلہ ہے، صدامسا ئل طہارت و صلوٰۃ خلافیہ ہیں جن پر اطلاع تام اُسی مذہب کے عالم بتحرکام خصوصاً ان بلاد میں نہ اس مذہب کے علماء نہ کتب، بھلا یوں نہ مانے تو بتائے تو کہ مذہب شافعی میں نواقض و فرائض وضو و غسل و فرائض داغلی و خارجی و مفسدات نماز بتفصیل صور و شقوق و تنقیح اقوال قدیم و جدید و نصوص و وجوہ و تفصیح و ترجیح شیخین و غیر ہما کبرائے مذہب کس قدر ہیں اور جب نہیں بتا سکتا اور بے شک نہ بتا سکے گا تو مجہول شیئی کی مراعات کیونکر ممکن، پھر کہاں سے اطمینان پایا کہ ان کے مذہب پر نماز صحیح ہی ہوگی، نہیں نہیں بلکہ بوجہ کثرت خلاف و متکثر حوادث موقعہ فی الاختلاف، عادۃً کہیں نہ کہیں وقوع مخالفت ہی منظون کمالا یجفی علی المتدرب و من لم یقع فلیجرب (جیسا کہ ہر صاحب فہم پر واضح ہے اور اگر کوئی اس پر قناعت نہیں کرتا تو وہ کوڈ تجربہ کرے۔ ت) اور جب ایسا ہوا اور کیوں نہ ہوگا تو بیٹھے بٹھائے ازیں سوراندہ ازاں سوماندہ، نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے، ایک مذہب پر بھی نماز صحیح نہ ہوئی، درمختار میں ہے:

ضرورت کے وقت دوسرے امام کی تقلید میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ شرط ہے کہ ان تمام امور کا التزام جن کو اس امام نے اس عمل کے واسطے واجب قرار دیا ہے، کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ وہ حکم جو دو مذہب سے مخلوط ہو وہ بالاجماع باطل ہے۔ (ت)	لا باس بالتقلید عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جبيع ما يوجبہ ذلك الامام لما قدمنا ان الحكم المعلق باطل بالاجماع¹۔

غرض لا اقل اس پیہا کی کا اتنا حاصل کہ تین مذہب پر تو دانستہ نماز باطل کر لی چوتھے پر صحت کی خبر نہیں فاتا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مولیٰ تعالیٰ جنہیں توفیق خیر رفیق فرماتا ہے وہ ہر امر میں جہاں تک اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے بقیہ مذاہب کا بھی لحاظ رکھتے ہیں مثلاً محتاط حنفی و شافعی ہر گز مسح کل راس و ولا و دلک ترک نہ کریں گے کہ آخر مسنون تو ہم بھی جانتے ہیں اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ان کے بغیر طہارت و نماز ہی باطل، تو کیا مقتضائے عقل ہے کہ سنت چھوڑے اور ایک امام دین کے نزدیک نماز ہی سے منہ موڑے ولا حول والا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و لہذا علمائے مذاہب اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ خروج عن الخلاف بالاجماع مستحب مگر پیہاک لوگوں کے نزدیک سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک، اپنے امام مذہب کی مخالفت تین مذاہب حقہ پر نمازوں کا بطلان، چوتھے پر صحت شک و جہالت، یہ سب بلائیں آسان ہیں اور بندھی

¹ در مختار کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۲/۱

ہوئی پگڑی کے پیچ ذرا سست ہو جانا دشوار۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔ واللہ سببخنہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ
اتم و حکمہ عز شانہ احکم۔

مسئلہ نمبر ۵۸۱: از شہر کہنہ بریلی ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو شوق قرآن و حدیث کا نہایت درجہ کا ہے مگر بسبب فکر معاش کے نہیں ہو سکتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر خداوند کریم میری اس فکر کو دور کر دے تو میں اس شوق کو عمر بھر نہیں چھوڑوں گا اور کبھی بچپن سے شوق راگ وغیرہ کا اس کو زید نہیں تھا اور اب جس وقت سے ایک بزرگ کامل یعنی مولوی فضل الرحمن صاحب کا مرید ہوا ہے اس درجہ کا شوق راگ وغیرہ کا اُس کو ہو گیا کہ بیان سے باہر یعنی رنڈی اگر ناچتی ہو تو وہاں کھڑا ہو جاتا ہے اور ستار کا اس قدر شوق ہے کہ رات کے ۹ بجے فرصت ہوتی ہے فکر معاش سے تو اُس وقت سے لے کر ۲ بجے تک بلکہ بعض روز تمام رات ستار بجاتا ہے، اور اگر منع کرو تو کہتا ہے میرے واسطے دعا کرو تا کہ خداوند کریم مجھے اپنی محبت عنایت کرے، اور اگر دریافت کرو کہ جناب مولوی صاحب نے ان چیزوں کا حکم تم کو دیا ہے؟ تو کہتا ہے کہ نہیں۔

مبادا پیچ دل بے عشق بازی

اگر باشد حقیقی یا مجازی

(خدا کرے کہ کوئی دل بغیر عشق کے نہ رہے خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی)

اور قرآن مجید اچھا جانتا ہے عمدہ جاننے میں شک نہیں بلکہ اس کے مقابلے میں اس جگہ پر لوگ غلط پڑھتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

نماز اس شخص کے پیچھے بلاشبہ صحیح ہے۔

لما تقرّر فقہاً وحديثاً وكلاماً من جواز الصلوة خلف كل برو فاجر ¹	کیونکہ فقہی، حدیثی اور کلامی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے (ت)

مگر کراہت رکھتی ہے لہذا دوسرے شخص کو جو ایسے امور سے خالی اور باوجود اس کے سنی صحیح العقیدہ و قاری صحیح القرأت ہو امام مقرر کر لیں، ہاں اگر یہ بیان سچ ہے کہ وہاں اس شخص کے علاوہ سب غلط خواں ہیں یعنی حروف میں

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامالیہ و فیہا مباحث مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

تمیز نہیں رکھتے اور قرأت میں وہ غلطیاں کرتے ہیں جن سے نماز فاسد ہوتی ہے جب تک کوئی سنی صحیح القرات نہ ملے اسی شخص کی اقتداء کریں فان تصحيح الصلوة اهم من دفع الكراهة (کیونکہ نماز کی تصحیح دفع کراہت سے اہم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال مکرر:

مکرر یہ کہ چونکہ سائل نے یہ سوال اپنے ہاتھ سے لکھا ہے لہذا بعض امر پوشیدہ کیا وہ یہ کہ اس شخص کے عقائد بھی کچھ ٹھیک نہیں یعنی عقیدہ غیر مقلدی وغیرہ کار کھتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے اس میں جو حکم ہو تحریر فرمائیے کہ نماز اس کے پیچھے پڑھیں یا نہیں اور جو اس نے لکھا ہے وہاں لوگ قرآن غلط پڑھتے ہیں تو ایسے سب نہیں ہیں کہ اتنی غلطی کریں کہ نماز نہ ہو، ہاں قاری پورے طور سے نہیں جیسا کہ حق قاری ہونے کا ہے۔

الجواب:

فاسق العقیدہ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے خصوصاً غیر مقلد کہ ان کی طہارت وغیرہ کسی بات کا کچھ اعتبار نہیں تو ان کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے کما حققناه فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلوة وراء عدی التقليد (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے رسالہ "النہی الاکید عن الصلوة واء عدی التقليد" میں کی ہے۔ ت) پس اگر حال یوں ہے تو صورت متفسرہ میں مسلمانوں پر واجب قطعی کہ اس شخص کو امامت سے معزول کریں اور اسکے پیچھے ہر گز پر گز اپنی نمازیں برباد نہ کریں واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۸۶: از موضوع بکہ حبیبی والاعلاقہ جاگل تھانہ ہری پور ڈاکخانہ نجیب اللہ خان مرسلہ مولوی شیر محمد صاحب۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی حافظ ہو کر روزہ نہ رکھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:

جو بے عذر شرعی روزہ نہ رکھے فاسق اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تو اگر دوسرے شخص متقی کے پیچھے نماز مل سکے تو اس کے پیچھے نہ پڑھے یہاں تک کہ جمعہ بھی۔ فانہ بسبیل من التحول کما افادہ المولیٰ المحقق حیث اطلق فی الفتح (کیونکہ ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہونا جائز ہے جیسا کہ فاضل محقق نے فتح میں بیان کیا ہے۔ ت) ورنہ پڑھ لے، فانہ اولیٰ من الانفراد^۲ کما فی

^۱ فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۴

^۲ رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۴۱۳

ردالمحتار عملاً بقول من يقول ان الكرهية تنزيهية (کیونکہ اقتداءً تنہا نماز ادا کرنے سے اولیٰ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے تاکہ اس کے قول پر عمل ہو جائے جو اسے مکروہ تنزیہی کہتا ہے۔ ت)

اور پڑھ کر پھر پھیر لے لہذا ذهب اليه كثير من العلماء ان الكرهية تحريرية¹ وهو الذي حققه في الغنية وغيرها وهو الاظهر كما بيناه في فتاؤنا (کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس میں کراہت تحریری سے جیسا کہ غنیہ وغیرہا میں ثابت ہے اور یہی مختار ہے اسے ہم نے اپنے فتاویٰ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶ صفر ۱۳۱۳ھ

مسئلہ نمبر ۵۸۳: از کلکتہ دھرم تہ نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام شافعی المذہب ہو اور مقتدی حنفی تو ان امور میں جو حنفی کو جائز نہیں جیسے آمین بالجہر کہنا اور رفع یدین اور قومہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا امام کی متابعت کرے یا نہ کرے؟ اور ایسے ہی مقتدی شافعی المذہب کو اپنے مذہب کے خلاف امور میں امام حنفی المذہب کی متابعت چاہئے یا نہیں؟ اور اگر متابعت کرے تو اس کی نماز کا کیا حال؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتداء کرے جہاں اس کی اقتداء جائز ہو کہ اگر امام کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے جیسے آب قلیل متجنس یا مستعمل سے طہارت یا چوتھائی سر سے کم کا مسح یا خون فصد و ریم زخم و قے وغیرہا نجاسات غیر سبیلین پر وضو نہ کرنا یا قدوم سے زائد منی آلودہ کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہو کر باوصف یا وفائتہ و وسعت بے قضائے فائتہ نماز وقتی شروع کر دینا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتداء جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل،

جیسا کہ اس پر عامہ کتب مذہب میں تصریح ہے بلکہ غنیہ میں ہے فروعات میں مخالف مثلاً شافعی المسک کی اقتداء اس وقت جائز ہوگی جب اس سے ایسے عمل کا علم نہ ہو جو اعتقاد مقتدی میں مفسد نماز ہو جواز پر اجماع ہے البتہ کراہت میں اختلاف ہے اھ (ت)

كما نص عليه في عامة كتب المذهب بل في الغنية اما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الاجماع انما اختلف في الكرهية² اه

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المستملی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ المستملی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۶

غرض جب وہ ایسے امور سے بری اور اُس کی اقتدا صحیح ہو اس وقت بھی ان باتوں میں اس کی متابعت نہ کرے جو اپنے مذہب میں یقیناً ناجائز و نامشروع قرار پانے لگی ہیں اگر متابعت کرے گا تو اُس کی نماز اس نامشروع کی مقدار کراہت پر مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوگی کہ پیروی مشروع میں ہے نہ غیر مشروع میں۔ ردالمحتار میں ہے:

تكون المتابعة غير جائزة اذا كانت في فعل بدعة او منسوخ او ما لا تعلق له بالصلاة ¹ ۔	امام کی متابعت بدعت، عمل منسوخ اور ہر اس عمل میں جائز نہیں جس کا تعلق نماز سے نہ ہو۔ (ت)

پھر خزائن الاسرار پھر حاشیہ شامی میں ہے: انما يتبعه في مشروع دون غيره² (امام کی متابعت مشروع میں جائز لیکن غیر مشروع میں جائز نہیں۔ ت) مجمع الانهر و حاشیہ طحاوی یہ لے: ماکان مشروع عايتابعه فيه و ماکان غير مشروع³ (ہر مشروع عمل میں امام کی متابعت ہوگی مگر غیر مشروع میں نہیں۔ ت) اسی طرح ترک سنت میں امام کی پیروی نہیں بلکہ موجب اساءت و کراہت ہے اگر وہ چھوڑے مقتدی بجلائے جبکہ اس کی بجا آوری سے کسی واجب فعل میں امام کی متابعت نہ چھوڑے و لہذا علماء فرماتے ہیں اگر امام وقت تحریمہ رفع یدین یا تسبیح رکوع و سجود یا تکبیر انتقال یا ذکر قومہ ترک کرے تو مقتدی نہ چھوڑے

کما نص عليه في نظم الزندويسى والخانية والخلصة والبزازية والهندية وخزانة المفتين وفتح القدير والغنية والدرالمختار وحاشية الدرر للعلامة شرنبلالی وغيرها وهذا نص البزازية ملخصاً، تسعة اشياء اذا ترك الامام اتى بها المأموم رفع اليدين في التحريمية وتكبيرة الركوع او السجود او التسبيح فيهما او التسبيح ⁴ الخ۔	نظم زند ویسی، خانیه، خلاصہ، بزازیہ، ہندیہ، خزائنہ المفتین، فتح القدير، غنیہ، در مختار اور حاشیہ در للعلامة شرنبلالی اور دیگر کتب میں اس پر تصریح ہے۔ عبارت بزازیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نو ¹ ایسی اشیاء جن کو امام ترک کر دے تو مقتدی ان کو بجلائے، تکبیر تحریمہ کے موقعہ پر ہاتھوں کا اٹھانا، رکوع یا سجدہ کے لئے تکبیر یا ان دونوں میں تسبیح یا تسبیح (سمع الله لمن حمده کہنا) الخ (ت)

¹ ردالمحتار مطلب مہم فی تحقیق متابعتہ الامام مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۳۸۸

² ردالمحتار مطلب مہم فی تحقیق متابعتہ الامام مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۳۸۹

³ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۸۱/۱

⁴ فتاویٰ بزازیہ مع الفتاویٰ الہندیہ نوع من الثانی صلی المغرب مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵۸/۴

یوں ہی تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین فی الدر یرفع فی الزوائد ان لم یرامامہ ذلک^۱ الخ (در مختار میں ہے تکبیرات زوائد میں اپنے ہاتھ بلند کرے خواہ امام اس عمل کو جائز نہ سمجھتا ہو الخ) اور اگر رکوع و سجود میں ایک ہی تسبیح کہہ کر سر اٹھائے تو مقتدی بھی ناچار سنت تثلیث ترک کرے ورنہ قومہ و جلسہ کی متابعت میں خلل آئے گا۔

هو الصحيح كما في الخائنية والخلصة والخزانة والوجيز والفتح والبحر وغيرهما من الاسفار الغر وهذا نظم الدرانه مما يبتنى على لزوم المتابعة في الاركان انه لو رفع الامام راسه من الركوع او السجود قبل ان يتم المأمور التسبيحات الثلاث وجب متابعتة ^۲ ۔	یہی صحیح ہے جیسا کہ خانیہ، خلاصہ، خزائنہ، وجیز، فتح، بحر وغیرہ معتبر کتابوں میں ہے، در مختار کے الفاظ یہ ہیں ارکان نماز میں امام کی پیروی لازم ہونے پر یہ مسئلہ مبنی ہے کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع و سجود سے مقتدی کی تین تسبیحات مکمل ہونے سے پہلے اٹھا لیا تو مقتدی پر متابعتِ امام لازم ہے۔ (ت)

شرح منیہ علامہ ابراہیم حلبی وحاشیہ سید ابن عابدین میں ہے:

الاصل عدم وجوب المتابعة في السنن فعلا فكذا تركا وكذا الواجب القولى الذى لا يلزم من فعله المخالفة في واجب فعلى كالتشهد وتكبير التشریق بخلاف القنوت و تكبيرات العیدین اذ يلزم من فعلها المخالفة في الفعل وهو القيام مع ركوع الامام الخ ^۳ اھملخصاً۔	اصل یہ ہے کہ سنن میں امام کی متابعت جس طرح فعلاً لازم نہیں اسی طرح ترکاً بھی لازم نہیں، یہی حکم اس واجب قولی کا ہے جس کے بجالانے سے کسی واجب فعلی کی مخالفت لازم نہ آئے مثلاً تشهد اور تکبیرات تشریق بخلاف دعا قنوت اور تکبیراتِ عیدین کے کیونکہ ان کے بجالانے سے فعل میں مخالفت لازم آتی ہے، یعنی ایسی صورت میں امام رکوع میں ہوگا اور مقتدی حالتِ قیام ہیں ہوگا الخ اھ تلخیصاً۔ (ت)

جب یہ اصول معلوم ہو لئے تو ان تینوں فروع کا حکم بھی انھیں سے نکل سکتا ہے رکوع وغیرہ میں رفع یدین ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک منسوخ ہو چکا ہے اور منسوخ پر عمل نامشروع، تو اس میں متابعت نہیں۔ امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں:

لو اقتدى بمن يرفعه يديه عند الركوع او بمن يقنت في الفجر او بمن يري خمس	اگر کسی نے ایسے امام کی اقتداء کی جو رکوع کے وقت رفع یدین کرتا ہے یا نماز فجر میں قنوت پڑھتا ہے

^۱ در مختار، باب العیدین، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۱۶/۱

^۲ در مختار، فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۵۸/۱

^۳ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۶۸

تکبیرات فی صلوٰۃ الجنائزۃ لایتابعہ لظہور خطیئہ بیقین لان ذلک کلہ منسوخ ^۱ اھ نقلہ فی عیدردالمختار۔	یا تکبیراتِ جنازہ پانچ کہتا ہے تو مقتدی اس کی اتباع نہ کرے کیونکہ اس کا غلطی پر ہونا یقینی ہے کیونکہ یہ تمام منسوخ ہیں اھ ردالمختار کے باب العید میں اس کو نقل کیا ہے۔ (ت)

جلالی پھر شرح المقدّمہ الکیدانیہ للقسستانی پھر جنازہ حاشیہ شامی میں ہے:

لا تجوز المتابعة فی رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع ^۲ ۔	تکبیراتِ رکوع کے موقع پر امام کے رفع یدین کرنے کی اتباع جائز نہیں۔ (ت)

قومہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نمازِ فجر کی رکعتِ اخیرہ میں ہمیشہ وتر کی تیسری میں صرف نصف اخیر شہر رمضان المبارک میں ہے کہ وہ ان میں دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ قنوتِ فجر تو ہمارے ائمہ کے نزدیک منسوخ یا بدعت، بہر حال یقیناً مشروع ہے۔ لہذا اس میں پیروی ممنوع، اور جب اصل قنوت میں متابعت نہیں تو ہاتھ اٹھانے میں کہ اس کی فرع ہے اتباع کے کوئی معنی نہیں مگر اصل قومہ رکوع فی نفسہ مشروع ہے لہذا وہ جب تک نمازِ فجر میں قنوت پڑھے مقتدی ہاتھ چھوڑے پچکا کھڑا ہے۔ درمختار میں ہے:

یأتی المأمور بقنوت الوتر ولو بشافعی یقنت بعد الرکوع لانه مجتہد فیہ لا الفجر لانه منسوخ بل یقف ساکتاً علی الاظهر مرسلایدیہ ^۳ ۔	مقتدی و تروں میں دعائے قنوت پڑھے اگرچہ اس نے ایسے شافعی المذہب امام کی اقتدا میں نماز شروع کی جو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے والا ہو کیونکہ یہ معاملہ اجتہادی ہے البتہ فجر میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ وہ منسوخ ہے، بلکہ وہ مقتدی مختار قول کے مطابق ہاتھ چھوڑے خاموش کھڑا ہے۔ (ت)

علامہ شرنبلالی نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

إذا اقتدی بمن یقنت فی الفجر قام معہ فی قنوتہ ساکتاً علی الاظهر	اگر کسی نے ایسے امام کی اقتدا کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے تو مختار قول کے مطابق اس کے ساتھ خاموش

^۱ بدائع الصنائع فصل فی بیان قدر صلوٰۃ العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۷۸

^۲ ردالمختار، مطلب المراد بالمجتہد فیہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۱/۳۳۸

^۳ درمختار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۹۳

ویر سل دیدیہ فی جنبیہ¹

کھڑا رہے اور اپنے ہاتھ پہلوؤں کی طرف چھوڑ دے۔ (ت)

اور نماز وتر میں اگر شافعی امام کے پیچھے اقتدا باقی رہے (کہ وہ وتر کے دو ٹکڑے کرتے ہیں پہلے تشهد پر سلام پھیرا آخر رکعت اکیلی پڑھتے ہیں اگر امام نے ایسا کیا جب تو رکعت قنوت آنے سے پہلے ہی اس کی اقتدا قطع ہو گئی اب نہ وہ امام نہ یہ مقتدی، نہ اس کے وتر صحیح کہ اس کی وسط نماز میں عداً سلام واقع ہو اِنی الدر المختار صح الاقتداء فیہ بشافعی لم یفصلہ بسلام لا ان فصلہ علی الاصح² اھ لمختار میں ہے وتر میں حنفی کو اس شافعی کی اقتداء درست ہے جو وتر کو سلام کے ساتھ جُدا نہ کرے (یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے) اگر امام نے وتر کو دو گانہ کے بعد سلام پھیر کر جُدا کیا تو اصح قول کے مطابق اس کی اقتدا درست نہیں ہے اھ لمختار) جب ایسا نہ ہو اور اقتدا قائم رہے (تو اگرچہ شافعیہ قنوت قومه میں پڑھتے ہیں اور ہمارے مذہب میں اس کا محل قبل رکوع، مگر ہمارے علماء نے تمام متون و شروح و فتاویٰ میں مقتدی کو حکم دیا کہ یہاں قنوت میں متابعت کرے، اور اس کا منشاء وہی کہ اسے بالکل نامشروع نہیں ٹھہراتے والمسئلة منصوص علیہا بدلیلہا فی الہدایۃ والکافی وسائر الشروح (اس مسئلہ سے متعلق عبارات بمع دلائل ہدایہ، کافی اور دیگر شروح میں موجود ہیں۔ ت)

رہا یہ کہ مقتدی اس حالت میں اتباع امام کرے یا اتباع مذہب امام یعنی ہاتھ باندھے یا چھوڑے یا دعا کی طرح اٹھائے، کیا کرنا چاہئے، اس کی تصریح نظر فقیر سے نہ گزری، نہ اپنے پاس کی کتب موجود میں اس سے تعرض پایا، ظاہر یہ ہے کہ مثل قیام ہاتھ باندھے گا کہ جب اسے قنوت پڑھنے کا حکم ہے تو یہ قیام ذی قرار و صاحب ذکر، مشروع ہوا اور ہر ایسے قیام میں ہاتھ باندھنا نقلاً و شرعاً سنت اور عقلاً و عرفاً ادب حضرت اور ترک سنت میں امام کی پیروی نہیں،

وقد یؤید ذلک اطلاقہم قاطبة سنیۃ الوضع فی حالة القنوت کما فی عامة الكتب المذهبة فیکون متناً ولا لهذا القنوت المخصوص ایضاً۔

اس کی تائید فقہاء کی ان عبارات سے ہوتی ہے جن میں ہے کہ قنوت کے موقع پر ہاتھ باندھنا سنت ہے جیسا کہ عام کتب مذہب میں ہے تو وہ حکم اس مخصوص قنوت کو بھی شامل ہوگا۔ (ت)

¹ نور الایضاح باب الوتر، مطبوعہ مطبع علمی لاہور ص ۳۸² در مختار باب الوتر والنوافل مطبوعہ مکتبۃ دہلی ۱/۹۴

بلکہ در مختار میں ہے:

وہ یعنی ہاتھ باندھنا اس قیام کی سنت ہے جس میں طول اور کوئی ذکر مشروع ہو (یعنی جس کے پڑھنے کا حکم ہو خواہ وہ ذکر فرض، واجب یا سنت ہو) پس ثناء اور قنوت کے موقع پر ہاتھ باندھے جائیں، رکوع اور سجود کے درمیان (یعنی قومہ میں) اور تکبیرات عید کے قیام میں ہاتھ باندھے جب تک قیام کو طویل نہ کرے، اگر طویل کرے تو باندھ لے، سراجیہ اھ ملخصاً (ت)	هو ای الوضع سنة قیام له قرار فیہ ذکر مسنون فیضح حالة الثناء وفي القنوت لا فی قیام بین رکوع وسجود وتکبیرات العید مالم یطل القیام فیضع. سراجیة¹ اھ ملخصاً۔

حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے:

بظاہر اس میں عموم ہے یعنی ہر وہ قیام جو طویل ہو، تو اسی عموم کی بناء پر نماز تسبیح کے رکوع اور سجدوں کے درمیان ہاتھ باندھ لینے چاہیں کیونکہ یہاں قیام طویل ہے۔ (ت)	ظاہرہ یعم ای قیام طال وعلیہ فیضع فی قیام صلوٰۃ التسبیح الذی بین الركوع والسجود²۔

یوں ہی ہمارے ائمہ کا اجماع ہے کہ آمین میں سنت اخفا ہے اور اس کی بجائوری میں امام سے کسی واجب فعلی میں مخالفت نہیں تو کیوں ترک کی جائے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) مالک علام کی عطا سے تحقیق مقام یہ ہے کہ سنن میں تبعاً اتباع ہوتی ہے یہ اس لئے کہ تیرا غیر کی متابعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ تُو نے اپنی ذات کو اس کے تابع بنا دیا ہے، اور یہ تابعیت دو چیزوں کی وجہ سے متصور ہوگی، ایک یہ کہ شے کو بجالانا اس طریقہ سے کہ اگر اس نے کیا تو تُو بھی کرے اگر اس نے ترک کیا تو تُو بھی ترک کر دے دوسری وقت میں کہ تو اسی وقت کرے نہ اس آگے ہو اور نہ اس سے پہلے	اقول: وتحقیق المقام علی ما علمنی الملک العلام ان السنن لاحظ لها فی المتابعة الا بالتبع ذلك لان معنی متابعتك غيرك جعلك نفسك تابعاً له والتبعیة انما تتصور بشیئین احدهما فی نفس اتیان شیعی بمعنی انه ان فعله فعلت وان ترکته ترکت والاخر فی وقته فلا تتقدم علیه ولا تسبقه

¹ در مختار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور ۱/۴۷

² حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۱۸

اور تیرا ایسا فعل جو اس کے فعل پر موقوف نہ ہو اور نہ ہی اس کے تقدم کے ساتھ مقید ہو بلکہ آپ اسے کر سکتے ہیں اگرچہ امام اسے نہ کرے، اسی طرح آپ اسکی طرف بڑھ سکتے ہیں اگرچہ امام ابھی تک اس میں شروع نہیں ہوا۔ تو آپ اس میں کسی معنی میں بھی تابع نہیں بلکہ آپ کی اس میں مستقل حیثیت ہے نہ کہ تابع اور متابع کی، اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اور جب آپ یہ جان چکے کہ مقتدی کا سنن پر عمل امام کے بجالانے کے ساتھ مقید نہیں بلکہ امام کے ترک کی صورت میں مقتدی انھیں بجالاسکتا ہے جیسا کہ ہم نے بہت سے ائمہ کے اقوال سے آپ پر واضح کیا ہے اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام پر تقدم جائز جب مقتدی اس عمل کو مستحب بھی جانے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام ترک کے بعد اسے بجالائے مثلاً امام نے رکوع میں سرپست کر دیا، اپنی دونوں ہتھیلیاں بند کر لیں، یا انگلیاں متصل رکھیں یا تسبیح کہے بغیر خاموش رہا حالانکہ مقتدی ان تمام کو بجالایا، کیونکہ شرعاً یہ تمام مطلوب تھیں پھر امام لوٹا اور اس نے سر برابر کیا، ہتھیلیوں سے گھٹنے پکڑے، انگلیوں میں انفصال کیا اور تسبیح کہی تو یہاں اگرچہ مقتدی نے پہلے عمل کیا لیکن یہ غیر مناسب نہیں لہذا اسے ملامت نہ جائے بلکہ یہ اس کے لئے مستحب ہے اور اس پر اسے ثواب ملے گا، پس اس سے ثابت ہو گیا کہ سنن اور مستحبات میں متابعت کا کوئی دخل نہیں، بلکہ مقتدی ان میں مستقل ہے اور وہ امام کے حکم کے تحت داخل نہیں اور نہ ہی اس کی تحکیم اس کی ذات،

اليه وان لم يكن فعلك متوقفاً على فعله ولا متقيداً بتقدمه بل تفعله وان لم يفعل وتبادر اليه وان لم يأخذ فيه بعد فمأنت تابع له بل أنت مستقل بنفسك غير تابع ولا متابع وهذا ظاهر جدا واذ قد علمت ان اتيان المأموم بالسنن غير متقيد باتيان الامام بل يأتي بها ان تركها كما اسمعناك عليه نصوص الائمة، ومن لازم ذلك جواز التقدم عليه مع النذب اليه لجواز ان يرجع الامام بعد الترك الى الفعل كما اذا ركع فصوب راسه وطبق اكفه اوضم اصابعه او بقى صامتا غير مسبح والمأموم قد فعل كل ذلك بطلب الشرع ثم عاد الامام فسوى واخذ وخرج وسبح فقد تقدم فعل المأموم وهو فيه غير ملوم بل اليه مندوب وهو منه معتمد محسوب فقد ثبت ان لا مدخل للمتابعة في السنن والمستحبات بل المأموم مستبد فيها غير داخل تحت حكم الامام ولم يتناولوا تحكيه اياه على ذاته، والتزامه ان

پر جاری ہوگی، رہا یہ معاملہ کہ مقتدی نے امام کی نماز میں اقتدا کا التزام کیا تھا تو یہ ان امور میں ہوگا جن میں امام پر تقدم منع ہے اور جن میں مقتدی امام کے بغیر مستقل حیثیت نہیں رکھتا اور وہ امور حقیقۃً واجباتِ فعلیہ ہی ہیں کیونکہ اصالتاً یہی موضوع اقتدا ہیں جیسا کہ اس پر غنیہ میں تصریح ہے۔ مرقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی "امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے" کے تحت اسی طرف اشارہ کیا ہے تو ان واجبات میں اقتدا حقیقۃً ہے اور ان کے علاوہ میں ان کی وجہ سے ہے مثلاً اس سنت کا ترک واجب ہوگا جس کو بجالانے سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم آئے تو یہ ترک سنت میں متانت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ واجب مذکور میں مطابقت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ واجب مذکور میں مطابقت کی بنا پر ہے جیسا کہ مقتدی سنن رکوع کو امام کے رکوع سے پہلے بجا نہیں لاسکتا کیونکہ وہ انھیں رکوع کے علاوہ ادا نہیں کر سکتا، اور امام کے رکوع سے پہلے مقتدی کو رکوع کی اجازت نہیں ہے تو اس وجہ سے ان سنن کا امام کے رکوع سے پہلے بجالانا منع ہو گیا، نہ یہ کہ سنن کو بجالانا منع ہے جیسا کہ توجان چکا ہے ہمارے قول کہ "سنن میں اتباع امام تبعاً ہی ہے" کا معنی یہی ہے۔ الحمد للہ جب یہ چیز واضح ہو گئی تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ مقتدی سنن کی بجآوری اپنے مذہب کے مطابق کرے گا نہ کہ

یصلی بصلاته فیما ہو محجور فیہ عن التقدم علیہ والاستبداد دونہ وما ہو حقیقۃ الا الواجبات الفعلیۃ اذ ہی موضوع الاقتداء اصالة کما نص علیہ فی الغنیۃ و اشار الیہ فی المرقاة تحت قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ¹ ففیہا القدوة حقیقۃ ومنہا یسری الی غیرہا وان سری کوجوب ترک سنة یلزم من فعلہا مخالفة الامام فی واجب فعلی فلیس ذلک للمتابعۃ فی ترک السنة بل فی الواجب المذکور کعدم جواز ان یأتی بسنن الركوع قبل رکوع الامام فانه لا یفعلہا الا فی الركوع ولا رکوع له قبل رکوعه فعن هذا امتنع تقدیمہا علی رکوعه لا علی فعلیۃ السنن کما علمت وهذا معنی قولنا لا خط لہا من المتابعۃ الا بالتبع واذ قد تبین هذا ولله الحمد ظهر ان المقتدی یأتی بالسنن علی مذهب نفسه دون مذهب الامام فان المستبد انما یعمل

¹ مراۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب ما علی المأموم الخ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳/۹۴

امام کے مذہب کے مطابق، کیونکہ مستقل حیثیت رکھنے والا اپنی رائے کے مطابق عمل کرتا ہے تحقیق کا حق یہی تھا، اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے اسے اچھی طرح پہنچ کر لو کیونکہ ایسی تحقیق اس تحریر کے علاوہ تمہیں کہیں نہیں ملے گی، اور یہ آسان ترین کلمات میں نہایت ہی اعلیٰ علم ہے۔ (ت)	برائی نفسہ هذا اينبغي التحقيق والله تعالى ولي التوفيق اتقن هذا فانك لاتجده في غير هذا التحرير وهو علم عزيز في كلم يسير۔

ولہذا حرمین طہیین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں مرنی و مشاہد ہے کہ ایک امام کے پیچھے چاروں مذہب والے نماز پڑھتے ہیں اور ان امور میں سب اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں حنفی امام حنفی کے پیچھے زیر ناف ہاتھ باندھے ہے، اُس کے دہنے بازو پر شافعی سینے پر ہاتھ رکھے، بائیں بازو پر مالکی ہاتھ کھولے ہوئے ہے کوئی کسی پر انکار نہیں کرتا، اور کیوں ہو کہ بھم اللہ ہم چاروں حقیقی بھائی ایک ماں باپ کی اولاد ہیں باپ ہمارا اسلام ماں ہماری سنت سنہ سید الانام علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام، انکار تو ان گمراہوں پر ہے جو تقلید ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ شرک و حرام بتاتے اور مذاہب حقہ راشدہ اہل حق کا نام چوراہہ رکھتے ہیں۔ وَ سَبِعَ لَکُمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اَمْیُّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۱﴾ (عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ و علماء حزبہ اجمعین۔ رہا یہ کہ ایسی صورت میں شافعی کو کیا چاہئے، یہ علماء شافعیہ سے بوجھا جائے۔ خلاصہ و در مختار میں ہے:

اگر کسی حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی کا مسلک فلاں مسئلہ کے بارے میں کیا ہے تو جواباً یہ کہنا واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ کا موقف یہ ہے اھ اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر آدمی اپنے مذہب کو خوب جانتا ہے اور فتویٰ جاری کرنے کا معاملہ نہایت ہی سخت اور دشوار	ولو قيل للحنفي ما مذهب الامام الشافعي في كذا وجب ان يقول قال ابو حنيفة كذا^۱۔ اقول: ولا شك ان الرجل بمذهبه ادرى وامر الفتيا امر واذهي فترك اجترأ

^۱ القرآن ۲۲/۲۲

^۲ در مختار باب العدة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۵۶/۱

علی مذہب غیرہ احق و احری واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ اتم و احکم۔	ہے، پس دیگر مذہب پر جرات کا ترک ہی زیادہ مناسب و لائق ہے ، اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے اس کا علم اتم اور سب سے کامل ہے (ت)

مسئلہ نمبر ۵۸۴: از ملک آسام ضلع جواہٹ ڈاکخانہ گٹنگا مقام سرائے بھی مرسلہ سید محمد صفاء الدین صاحب ۱۰ ربیع الاول شریف
۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عدیم البصر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بیدنوا تو جروا
الجواب:

بلاشبہ جائز ہے مگر اولیٰ نہیں مکروہ تنزیہی ہے جبکہ حاضرین میں کوئی شخص صحیح العقیدہ غیر فاسق قرآن مجید صحیح پڑھنے والا اس
سے زائد یا اس کے برابر مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتا ہو ورنہ وہ عدیم البصر ہی اولیٰ و افضل ہے جو باوصف صفات مذکورہ باقی
حاضرین سے اُسے علم میں زائد ہو۔ ہندیہ میں ہے:

الاولیٰ بالامامة اعلیہم باحکام الصلوة هكذا في المضمرات، وهو الظاهر هكذا في البحر الرائق، هذا اذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة هكذا في التبيين، ولم يطعن في دينه كذا في الكفاية، وهكذا في النهاية، ويجتنب الفواحش الظاهرة وان كان غيره اورع منه كذا في المحيط، وهكذا في الزاهدی، وان كان متبهرًا في علم الصلوة لكن لم يكن له حظ في غيره من العلوم فهو اولیٰ كذا في الخلاصة ¹ ۔	امامت کے لئے سب سے بہتر وہ ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو۔ مضمرات میں یہی ہے، اور مختار بھی یہی ہے، بحر الرائق میں اسی طرح ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اتنی قرأت سے واقف ہو جس سے قرأت مسنونہ ادا ہو جاتی ہو، تبیین میں اسی طرح ہے۔ کفایہ اور نہایہ میں ہے کہ اس کے دین پر طعن نہ ہو۔ محیط اور زاهدی میں ہے کہ وہ فواحش ظاہری سے بچنے والا ہو اگرچہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ صاحب ورع ہو۔ خلاصہ میں ہے اگر وہ مسائل نماز کے بارے میں نہایت ہی ماہر ہو لیکن وہ دیگر علوم میں واقفیت نہ رکھتا ہو تو پھر وہی اولیٰ ہے (ت)

اسی میں ہے:

تجاوز امامة الاعرابی والاعلیٰ والعبد	اعرابی، نابینا اور غلام کی امامت جائز ہے

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فی بیان من ہوا حق بالامامة مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۸۳/۱

الانہاتکرہ^۱ اہم ملخصاً۔

البتہ مکروہ ہے اہم ملخصاً (ت)

بحر میں ہے: کراہت تزییہ۔ خانہ میں ہے: غیہم اولی (ان کے علاوہ اولی ہے۔ ت)
حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجاز تحنور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے،

فی الصحیحین واللفظ لمسلم عن ابن شہاب ان محمود بن الربیع الانصاری حدثہ ان عتبان بن مالک وهو من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممن شہد بدر امن الانصار انه اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی قد انکرت بصری وانا اصلی لقومی^۲ الحدیث فی اتیانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی بیتہ وصلاتہ فیہ لیتخذہ مصلی۔	بخاری و مسلم میں ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ محمود بن الربیع انصاری سے مروی ہے کہ حضرت عتبان بن مالک جو انصاری اور بدری صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آنکھیں جواب دے گئی ہیں حالانکہ میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں الی آخر الحدیث تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے نماز ادا فرمائی تاکہ وہ اس جگہ کو اپنی نماز کی جگہ بنالیں۔ (ت)

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کو تشریف لیجاتے وقت دوبار مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے،

عزاه فی البحر الی صحیح ابن حبان^۳ قلت اخرج احمد وابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین یصلی بہم	بحر میں اس کی نسبت صحیح ابن حبان کی طرف ہے، میں کہتا ہوں امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومرتبہ مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا

^۱ فتاویٰ ہندیہ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام الغیرہ، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور، ۸۵/۱

^۲ صحیح مسلم، باب الرخصۃ فی التخلف الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲۳۳/۱

^۳ بحر الرائق باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۸/۱

علماء فرماتے ہیں انھیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ حاضرین میں سب سے افضل یہی تھے بحر الرائق میں ہے:

قید کراہۃ امامۃ الاعلیٰ فی المحيط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلہم فہو اولیٰ وعلیٰ ہذا یحمل تقدیم ابن ام مکتوم لانہ لم یبق من الرجال الصالحین للامامۃ فی المدینۃ احد افضل منہ حینئذ ولعل عتبان بن مالک کان افضل من کان یؤمہ ایضاً^۲

محیط وغیرہ میں امامت اعلیٰ کے مکروہ ہونے کے لئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ وہ اعلیٰ اس قوم سے افضل نہ ہو، اگر وہ دوسروں سے افضل ہے تو وہی بہتر ہوگا، اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم کو بھی اسی بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر امامت کا اہل کوئی نہیں تھا، ممکن ہے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دوسرے لوگوں سے افضل ہوں۔

قلت (میں کہتا ہوں) آپ نے سن لیا ہے کہ وہ اصحاب بد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے تھے اگر ان کے مقتدیوں میں کوئی بھی اصحاب بدر میں سے نہ تھا تو وہ بالیقین ان سے افضل ہوئے (ت)

مسئلہ نمبر ۵۸۵، ۵۸۸: از شاہجہانپور محلہ بابوزئی مرسلہ شاہ فخر عالم صاحب قادری ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مسجد میں بحکم والی ملک (زید) جو حافظ قرآن و متشرع ہے قدیم سے خدمت امامت بجالاتا ہے اور اس کی تنخواہ پاتا ہے لیکن بکر جو دوسرے سرشتہ کلاملازم ہے اور اس کے پاس باوجودیکہ کوئی حکم فسخ امامت کا زید کا نہیں ہے اور نہ بکر کو حکم امامت کا والی ملک کے یہاں سے ملا اور عموماً مقتدیان بکر کی امامت سے بوجوہات ذیل نارضا مند ہیں:

(۱) یہ کہ بکر بعض اوقات رقص طوائف دیکھ لیتا ہے۔

^۱ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۹۲/۳، سنن ابوداؤد باب امامۃ الاعلیٰ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱

^۲ بحر الرائق، باب الامامۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۳۳۸/۱

(۲) کفار و مشرکین کے میلوں ٹھیلوں اور دیوالی کی شب جو ہنود میں صورت کچھن کی ہوتی ہے اور خباثت دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی ہے شریک ہو کر بھی سب کے ساتھ مہورت کار و پیہ چڑھاتا ہے اور علاوہ تنخواہ اپنی مقررہ کے خلاف حکم لوگوں سے نذرانہ بھی لیتا ہے۔

(۳) محفل میلادِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور قیام کو بدعت سیدہ بتلاتا ہے اور محفل یازدہم حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی کرنے اور پڑھنے والے بدعتی اور گنہگار کہتا ہے اور شیرنی محفل میلاد کو برا جانتا ہے۔

(۴) شرفا و نجبا کی توہین اور غیبت کو فخر سمجھتا ہے اور مولوی ابوالمنصور صاحب دہلوی کی نسبت جو امام وقت کہے جاتے ہیں ان کی تصنیف پر جو سب علماء دیکھ چکے ہیں اور کوئی حرفزن نہیں ہوا مگر بکر نے فتویٰ کفر دے دیا ہے پس مقتدیان وغیرہ کے دلوں میں جو بکر کی طرف سے بوجہات بالا کراہت آگئی ہے اس واسطے بکر نماز نہ پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور بکر اپنی امامت کے باعث مقتدیان وغیرہ کو تارک جماعت دیکھتا مگر پھر بھی اپنی امامت نہیں چھوڑتا اور اس کے امام حکمی کو جس کا ذکر اوپر آچکا امامت کرنے کا موقع نہیں آنے دیتا پہلے خود امام بن جاتا ہے تو بکر کس گناہ کا مرتکب کہا جائے گا، فقط، بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورۃ مستفسرہ میں بکر کا فاسق فاجر مرتکب کبائر بدعتی گمراہ خائب و خاسر ہونا تو بدایۃ ظاہر اور اگر کچھن کو روپیہ معاذ اللہ بطور عبادت بھینٹ پڑھایا ہے تو قطعاً یقیناً مرتد کافر اور اس فعل ملعون کے بدترین فسق و فجور قریب بکفر ہونے میں تو کلام ہی نہیں بہر حال اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں کیا حرج ہوتا بلکہ اقتدا میں حرج اور سخت حرج ہے جو اسے امام کرے گا گنہگار ہوگا مسلمان اس فاسق بد دین کے پیچھے نماز ہر گز نہ پڑھیں جہاں تک قدرت ہو اُسے امامت سے دفع کریں قدرت نہ پائیں تو اپنی جماعت جدا کریں اور جبکہ امام معین یعنی زید اور عامہ اہل مسجد انھیں کے ساتھ ہیں تو جماعت اولیٰ انھیں کی جماعت ہوگی اگرچہ وہ پہلے پڑھ جائے بلکہ جبکہ اس کے اسلام میں شک ہے تو انھیں درجہ اولیٰ جائز ہے وہ جس وقت امامت کر رہا ہو اُسی وقت مسجد میں یہ اپنی جماعت قائم کریں اور اگر یہ ایسا کریں تو اس جماعت کے مقتدیوں کو چاہئے فوراً نیت توڑ کر اس میں آملیں اگر ایسا نہ کریں گے تو انھیں اپنی نماز پھیرنی ہوگی یوں ہی آج تک جتنی نمازین لوگوں نے دانستہ خواہ نادانستہ اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب پھیریں، اور اگر مسلمان نہ اُسے امامت سے دفع کر سکتے ہیں نہ اُس مسجد میں اپنی جماعت اس سے پہلے یا ساتھ یا بعد کر سکتے ہیں تو انھیں روا ہے کہ اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں دوسری مسجد میں جا کر شریک جماعت ہوں۔ مراقی الفلاح میں ہے:

کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اہتمامہ بالدين	فاسق کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ اہتمام دین نہیں کرتا پس شرعاً اس کی اہانت ضروری ہے تو امامت میں
فتجب اہانتہ شرعاً فلا يعظم	

بیتقدیمہ للامامة واذتعدرنه ينتقل عنه الى غير مسجده للجمعة وغيرها ¹ ۔	مقدم کر کے اس کی تعظیم نہ کی جائے اور جب اسے امامت سے روکنا متعذر ہو تو جمعہ وغیرہ کے لئے آدمی کسی دوسری مسجد میں چلا جائے۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

فی فتاوی الحجة اشارة الى انهم لو قدموا فاسقيا ثبون ² اھ ملخصاً۔	فتاوی الحجہ میں ہے اس سے اشارہ ہے کہ لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو تمام گنہ گار ہوں گے اھ ملخصاً (ت)

ردالمحتار میں ہے:

بقی لوکان مقتدیاً بمن یکره الاقتداء به ثم شرع من لا کراهة فیہ هل یقطع ویقتدی به استظهر ان الاول لو فاسقاً لا یقطع ولو مخالفاً وشك فی مراعاته یقطع اقول والظاهر العکس لان الثانی کراهته تنزیهية کالاعی والاعرابی بخلاف الفاسق فانه استظهر فی شرح المنیة انها تحریمیة لقولهم ان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علینا اهانته بل عند مالک وروایة عن احمد لاتصح الصلوة خلفه ³ اھ قلت والحکم فیما نحن فیہ ابین واطهر علی کلا الاستظہارین کما لا یخفی من حال ذلک الافسق الاطغی۔	باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کسی نے اقتداء کی اس شخص کی جس کی اقتداء مکروہ تھی پھر ایسے شخص نے نماز شروع کی جس میں کراہت نہ تھی تو کیا نماز قطع کر دے اور دوسرے کی اقتداء کرے؟ ط نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اگر اول فاسق ہو (یعنی مخالف نہ ہو) تو نماز قطع نہ کرے اور اگر وہ مخالف ہو اور رعایت نماز میں شک ہو تو قطع کر دے، میں کہتا ہوں مختار اس کا عکس ہے کیونکہ دوسری (یعنی مخالف کی) صورت میں کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ نابینا اور اعرابی کی امامت میں ہے بخلاف فاسق کے کہ اس کے بارے میں شرح منیہ میں ہے کہ مختار یہی ہے کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ فقہا کہتے ہیں کہ اس کو امام بنانے کی بنا پر اس کی تعظیم ہوگی حالانکہ ہم پر اس کی اہانت لازم ہے بلکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فاسق کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں اھ قلت (میں کہتا ہوں) جس کے بارے

¹ مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحاوی فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

² غنیة المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الامامة مطبوعہ سنہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

³ ردالمحتار باب اوراک الفریضہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۵۲۵/۱

میں ہم گفتگو کر رہے ہیں دونوں مختار اقوال کے مطابق اس کا حکم نہایت ہی واضح ہے جیسا کہ اس بدتر فاسق اور بدتر باغی کے حال سے آشکارا ہے۔ (ت) در مختار میں ہے:

کل صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادتها ¹	ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ (ت)

بکر جیسا کہ اپنے دیگر اقوال و افعال مذکورہ سوال کے باعث خاطی و بزہ کار اور اس بھینٹ کے سبب بدترین و ناپاک ترین اشرار، یوں ہی اس امامت میں بھی کہ بناراضی مقتدیان ہے مخالف شرع و گنہگار ہے۔ حدیث پاک میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لعنهم الله من تقدم قوما وهم له كارهون وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط ورجل سمع حي على الصلاة حي على الفلاح فلم يجب ² رواه الحاكم في المستدرک۔	تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایک وہ کہ لوگوں کی امامت کو کھڑا ہو جائے اور وہ اس سے ناخوش ہوں، دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اس حالت میں کہ اس کا شوہر اُس سے ناراض ہے، تیسرا وہ شخص کہ حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح سنے اور نماز کو حاضر نہ ہو۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ (ت)

خصوصاً ایسی امامت تو اور بھی سخت ہے کہ بلاوجہ شرعی امام متعین کا منصب چھین کر جبراً لوگوں کی امامت کرے ائمہ دین نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا، ابن حجر مکی زواجر عن اقرار الکبائر میں فرماتے ہیں:

الكبيرة السادسة والثمانون امامة الانسان لقوم وهم له كارهون، عد هذا من الكبائر مع الجزم به وقع لبعض ائمتنا و كانه نظر الى ما في هذه الاحاديث وهو عجيب منه ، فان ذلك مكروه نعم ان حصلت تلك الاحاديث	چھیا سیواں ^{۸۶} کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی کا ان لوگوں کی امامت کروانا جو اسے پسند نہ کرتے ہوں اس عمل کو ہمارے بعض ائمہ نے بالجزم کبائر میں شمار کیا ہے، شاید انہوں نے یہ ان احادیث کی روشنی میں کیا ہو لیکن یہ عجیب ہے کیونکہ یہ عمل مکروہ ہے البتہ ایک صورت ایسی ہے جب ان احادیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے جس نے

¹ در مختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی ۱/۱۷۱

² الزواجر عن اقتراف الکبائر بحوالہ مستدرک الکبیرۃ السادسة والثمانون دار الفکر بیروت ۲۳۹/۱

مقرر امام پر زیادتی کی اور اس پر مقتدیوں پر جرگہ اپنی امامت کو مسلط کیا تو اس وقت کہا جاسکتا ہے کہ یہ عمل کبیرہ گناہ ہے کیونکہ مناصب کا غصب کرنا بطریق اولیٰ کبیرہ ہے اس غصب سے جو مال کہو جس کے کبیرہ ہونے پر تصریح موجود ہے اھ ملخصاً۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔	علی من تعدی علی وظیفۃ امام راتب فصلی فیہا قہرا علی صاحبہا وعلی المامومین امکن ان یقال حینئذ ان ذلک کبیرۃ لان غصب المناصب اولیٰ بالکبیرۃ من غصب الاموال المصرح فیہ بانہ کبیرۃ اھ ¹ ملخصاً۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۸۹: از کلنتہ دھرم تلامبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۵ جمادی الآخری ۱۳۱۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو امام نماز پڑھانے پر نوکر ہے اس کی اقتداء کی جائے یا جماعت ترک کی جائے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

قطعاً اقتداء کی جائے اس عذر پر ترک جماعت ہر گز جائز نہیں، متقدمین کے نزدیک جو اجرت لے کر امامت کرنے والے کے پیچھے نماز میں کراہت تھی اس بنا پر کہ ان کے نزدیک امامت پر اجرت لینا ناجائز تھا وہ بھی ایسی نہ تھی جس کے باعث ترک جماعت کا حکم دیا جائے، اب کہ فتویٰ جواز اجرت پر ہے تو وہ کراہت بھی نہ رہی طحاوی میں زیر قول در مختار تکرہ خلف من ام باجرة قہستانی (اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جو اجرت لے قسانی۔ ت) فرمایا:

یہ حکم اس پر مبنی ہے کہ عبادات پر اجرت لینا جائز نہیں (باطل ہے) اور یہ متقدمین کا طریقہ تھا اب مفتی بہ قول یہ رہے کہ اجرت لینا جائز ہے ورنہ شعائر اسلامی کے معطل ہونے کا خوف ہے حلبی و مسعود (ت)	هذا مبني على بطلان الاستئجار على الطاعات وهي طريقة المتقدمين والمفتي به جواز خوف تعطيل الشعائر حلبی و ابو مسعود ² ۔

اسی طرح رد المحتار وغیرہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۹۰: از مابرہ مطہر ضلع ایٹہ مرسلہ سید ظہور حیدر میاں صاحب ۱۱ جمادی الآخری ۱۳۱۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو بہت رکوع اور سورتیں یاد ہیں جن سے وہ نماز پڑھاتا

¹ الزواجر عن اقتراف الكبائر الکبیرۃ السادسة والثمانون مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۴۰/۱

² حاشیہ الطحاوی باب الامامۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۴۴/۱

ہے مگر اسے کھڑے پڑے مدوشد وقف رہاؤ پر چنداں خیال عبور نہیں اپنے نسیان کی وجہ سے مجبور ہے حافظ یا قاری کو سنا کر صاف بھی کرتا ہے تاہم بڑے رکوع یا سورت نقصان حافظہ یا کمی علم عربی قواعد قرأت کے سبب امور مذکورہ کا خیال نہیں رہتا ہاں چھوٹے رکوعوں سورتوں پر اکتفا کرے تو کسی قدر عبور رہ سکتا ہے مگر صبح و عشاء وغیرہ میں جو طوال اوساط کا حکم ہے اُس کی رعایت نہ ہوگی زید سین و صاد میں بھی غلطی کرتا ہے اس صورت میں زید کی امامت درست ہے یا مکروہ؟ اور کھڑا پڑا ادا نہ ہونے سے نماز تو مکروہ نہ ہوگی اور اگر ہر نماز میں قصار پر قناعت کرے تو کیا حکم ہے؟ دوسرا شخص بکر ہے جو تمام امور قرأت حسب قواعد ملحوظ رکھتا ہے مگر بوجہ اپنے کسی فعل ناجائز مثل نشہ ممنوع شرعی میں معلن ہونے کے امامت سے انکار کر کے زید کو جو بوجہ غلطی سین و صاد و عدم رعایت امور مذکورہ معذور ہے امام کرنا چاہتا ہے اور خود انکار کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا اپنی امامت سے انکار اور زید کو امام کرنا درست ہے یا نہیں اور ان دونوں میں لائق امامت کون ہے؟ بیوا تو جروا الجواب: اس مسئلہ میں جواب سے پہلے چند مسائل کا معلوم کرنا ضرور:

(۱) وقف کی غلطی کہ وصل کی وقف، وقف کی جگہ وصل کرے۔ یہ اصلاً مفسد نماز نہیں اگرچہ وقف لازم پر نہ ٹھہرے

کما نص عليه في الهنديّة وفي المنيّة وشرحها للعلامة الحلبي الوقف في غير موضعه و الابتداء من غير موضعه لا يوجب فساد الصلوة عند عامة علمائنا (الى ان قال بعد ذكر الامثلة) فالصحيح عدم الفساد في ذلك كله لما تقدم ولانه نظم القرآن¹ املخصاً	جیسا کہ ہندیہ، منیہ اور اس کی شرح للعلامة الحلبي میں تصریح ہے کہ ہمارے اکثر علماء کے نزدیک غیر وقف کی جگہ وقف اور غیر شروع کی جگہ شروع کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (آگے چل کر مثالیں ذکر کرنے کے بعد کہا) صحیح یہ ہے کہ ان تمام صورتوں میں فساد نہیں، اس دلیل کے پیش نظر جو گزر چکی اور اس لئے کہ یہ نظم قرآن ہیں اھ ملخصاً (ت)

(۲) جن حروف پر مد ہے جیسے جَاء، تنو، جَاء، یَا یہا، قالوا انا، فی آیام، دآبة، آمین (وہاں مد نہ کرنا بھی اصلاً مفسد نہیں،

فان ذلك من محسنات التجويد ولادخل له في المعنى بل في اللفظ ايضاً بحيث يتغير	کیونکہ یہ حسن تجویدیل سے ہے اس کا معنی میں بلکہ الفاظ میں بھی کوئی دخل نہیں کیونکہ اس کے ترک سے

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل زلزال القاری مطبوعہ عمیل اکیڈمی لاہور ص ۸۰

بترکہ اللفاظ فضلا عن المعنى۔	الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی چہ جائیکہ معنی میں تبدیلی آئے (ت)

(۳) جن حروف مد یا لین پر مد نہیں مثلاً قال یقول قیل قول خیر۔ ان پر بھی موجب فساد نہیں جبکہ حد سے زیادہ نہ ہوں، ہاں حد سے متجاوز ہو جیسے گانے میں زمرہ کھینچا جاتا ہے تو آپ ہی مطلقاً مفسد ہے اگرچہ مد ہی کی جگہ ہو،

فی الخانیة لو قرأ القرآن فی صلاة بالحنان ان غیر الکلمة تفسد صلواته لما عرف فان کان ذلک فی حروف المد واللين وهی الیاء والالف والواو لا یغیر المعنى الا اذا فحش ^۱ اھ فی رد المحتار قوله بالالحنان ای بالنغمات وحاصلها کما فی الفتح اشباع الحركات لمراعات النغم ^۲ ۔	خانہ میں ہے اگر نماز میں الحان کے ساتھ قرآن پڑھا اگر کلمہ میں تبدیلی آگئی تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسا کہ معروف ہے پس اگر وہ الحان حروف مد اور لین میں ہو جو کہ یاء، الف اور واؤ ہیں تو معنی میں تبدیلی نہیں ہوگی البتہ اس صورت میں آئے گی جب وہ حد سے متجاوز ہوا۔ رد المحتار میں ہے قوله بالالغانیعنی نغمہ کے ساتھ پڑھنا اور اس کا حاصل فتح کے مطابق نغمہ کی رعایت کی خاطر حرکات میں اشباع کرنا ہے۔ (ت)

(۴) کھڑے کو پڑھنا بھی مفسد نہیں:

فی القنیة قع حم قرأ وتعال جدك بغیر یاء لاتفسد وعن جار الله مثله لان العرب یكتفی بالفتحة عن الالف اکتفاء هم بالكسرة عن الیاء ولو قرأ اعذ بالله لاتفسد صلاته ایضاً لا کتفائهم بالضمة عن الواو ^۳ ۔	قنیہ میں ہے قع حم کے ہاں اگر کسی نے تعالیٰ جدک یا کئے بغیر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور جار اللہ سے بھی یہی منقول ہے کیونکہ اہل عرب الف کی جگہ فتح پر اکتفا کر لیتے ہیں جیسا کہ یاء کی جگہ کسرہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور اگر اعوذ باللہ کی جگہ اَعِذْ بِاللّٰہ پڑھا تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اہل عرب واو کی جگہ ضمہ پر اکتفاء کر لیتے ہیں۔ (ت)
کک وجار الله والصلوات لاتفسد وكذا لو قرأ وطور سنين بحذف الیاء	عین الائمہ کراہی اور جار اللہ ز منحشری کے نزدیک اگر کسی نے والصلوات پڑھا

^۱ فتاویٰ قاضی خان، فصل فی قرآن خطاء، مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ، ۵/۱

^۲ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابا مصر ۲۶۱/۴

^۳ قنیہ فتاویٰ قنیہ باب فی حذف الحرف والزیادہ المطبوعہ المشتہرہ بالمہاندیہ ص ۶۳

اور اسی طرح اگر کسی نے وطور سنن یا کو حذف کر کے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ عین الانمہ کراچی کے نزدیک اور اگر "نستعینک" یا "ونعمین بک" پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور غنیہ میں ہے اگر حذف بطور ترخیم ہو جو اہل عرب کے ہاں جائز ہے مثلاً یا مالک کے کاف کو حذف کر کے پڑھا تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی اسی طرح جب وہ حرف کلمہ کے اصلی حروف میں سے نہ ہو مثلاً لفظ الواقعہ کو ہاء کے بغیر پڑھا اسی طرح اگر وہ حرف کلمہ کے حروف اصلی میں سے ہو مگر معنی میں تبدیلی نہ آئے مثلاً تعالیٰ جد ربنا میں تعالیٰ کے یاء کو حذف کر کے صرف لام کے ساتھ پڑھا تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی (ت)

لا تفسدك ولو قرء نستعینك او ونعمین بك لا تفسد¹ اه وفي الغنية اذا كان الحذف على وجه الترخيم الجائز في العربية نحو ان يقرأ يا مالک بحذف الكاف فلا تفسد اجماعاً وكذا اذا لم يكن من اصول الكلمة كما اذا اقرأ الواقعة بغيرها وكذا ان كان من الاصول ولم يتغير المعنى كان يقرأ تعالیٰ جد ربنا باللام مع حذف الياء في تعالیٰ لا تفسد بالاتفاق² اه

ان چاروں باتوں سے اگرچہ فساد نماز نہیں مگر کراہت ضرور ہے کہ آخر قرآن عظیم کا غلط پڑھنا ہے یہاں تک کہ علمائے کرام نے فرمایا: مد کا ترک حرام ہے۔ تو کھڑے کو پڑا پڑھنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا اس میں توجہ لفظ میں کمی ہوگی۔ بخلاف مد کہ امر زائد تھا،

در مختار میں الحجۃ کے حوالے سے ہے کہ رات کے وقت نوافل میں اتنا تیز پڑھ سکا ہے کہ پڑھا ہوا سمجھا جاسکے اہ ہمارے دونوں سید طحطاوی اور شامی فرماتے ہیں اس کا قول کیا یفہم سے مراد یہ ہے کہ وہ مد کی کم از کم مقدار ضروری ہے۔ یہ بات قراء نے بتائی ہے ورنہ یہ عمل حرام ہوگا کیونکہ اس میں اس کا ترتیل کا ترک لازم آتا ہے جس کا شرعاً حکم ہے۔ (ت)

في الدر عن الحجة في النفل ليلاً، له ان يسرع بعد ان يقرأ كما يفهم³ اه قال السيد ان العلامتان الطحطاوي والشامي قوله كما يفهم اي بعد ان يمد اقل مد قال به القراء والاحرم لتوك الترتيل بالموربه شرعاً⁴۔

¹ قنیه، فتاویٰ قنیه باب فی حذف الحرف والزیادۃ مطبوعۃ مشیرۃ بالمہاندیسۃ ص ۶۳

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۵

³ در مختار فصل وبجسر الامام الخ مطبوعہ مجتہائی دہلی ۸۰/۱

⁴ رد المحتار فصل وبجسر الامام الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۰۰/۱

یوں ہی تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص وقف و وصل کی رعایت نہ رکھتا ہو اُسے امام نہ ہونا چاہیے۔

فی الہندیۃ عن المحيط من یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ لاینبغی لہ ان یؤمر ^۱ ۔	ہندیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ وہ شخص جو غیر وقف کی جگہ وقف کرے اور وقف کی جگہ وقف نہ کرے اسے امام نہیں ہونا چاہیے۔ (ت)

(۶) پڑے کو کھڑا پڑھنے سے اگر معنی فاسد نہ ہوں جیسے اٹل ادرغ یرضہ لم یخش وانہ لاتاس علیہ لاتمش یعباد کو اٹل، ادرغ، یرضہ لم یخش وانہ لاتاس علیہ، لاتمش یعباد پڑھنا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

فی الغنیۃ ان زاد حرفاً ان لم یغیر المعنی بان قرأ وأمر بالمعروف وانہی عن المنکر بزیادۃ الالف فی اللفظ بعد الہاء لاتفسد ^۲ اھ ملخصاً۔	غنیہ میں ہے اگر کسی نے ایسے حرف کا اضافہ کیا جس سے معنی میں تبدیلی نہ آئے مثلاً وامر بالمعروف وانہی عن المنکر میں ہا کے بعد الف پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اھ ملخصاً۔ (ت)

ورنہ فاسد،

کما قدمنا عن الخانیۃ وفي الدرر ومنها ای من المفسدات القراءة بالالحن ان غیر المعنی ^۳ الخ فی ردالمحتار قوله ان غیر المعنی کما لو قرأ الحمد لله رب العلمین واشبع الحركات حتی اقی بواو بعد الدال وبیاء بعد اللام والهاء وبالف بعد الراء ومثله قول المبلغ رابنا لك الحمد بالف بعد الراء لان الراب هو زوج الامر کما فی الصحاح والقاموس وابن الزوجة یسئ ربیباً اھ ^۴ ۔	جیسا کہ ہم پہلے خانیہ حوالے سے بیان کر چکے ہیں اور در مختار میں ہے مفسدات نماز میں قراءۃ بالالحن بھی ہے بشرطیکہ معنی تبدیل ہو جائے الخ ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کے قول ان غیر المعنی مثالیں یوں ہیں کہ الحمد لله رب العلمین میں اگر کسی نے حرکات میں اشباع کیا وہ یوں کہ دال کے بعد واو، لام اور ہاء کے بعد یا اور راء کے بعد الف پیدا ہو گیا اسی طرح ہے کثیر کا قول "رابنا لك الحمد" یعنی راء کے بعد الف پڑھ دیا کیونکہ راب ماں کے شوہر کو کہا جاتا ہے جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے، اور زوج کے بیٹے کو ربیب کہا جاتا ہے اھ (ت)

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۴

^۳ در مختار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مکتبائی دہلی ۹۰/۱

^۴ ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۶۶/۱

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ گفتگو ہمارے متقدمین علماء کے کلام اور محققین کے اختیار کردہ ان کے پختہ ضابطہ کے مطابق ہے لہذا متاخرین سے اس کے خلاف جو جزئیات منقول ہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں البتہ لفظ راب کے بارے میں جو کچھ ذکر ہوا اس میں مجھے توقف ہے کیونکہ قیاساً یہ ربوبیت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اگرچہ کسی دوسرے معنی کے لئے بھی مستعمل ہے اور اہل لغت مشتقات قیاسہ کا ذکر کرتے ہی نہیں اور نہ ہی وہ سماع پر موقوف ہوتے ہیں ورنہ وہ قیاسی ہی نہ رہیں اور قیاس کو اس وقت رد کیا جاسکتا ہے جب اس کے ترک پر نص ہو۔ لاجرم تاج العروس میں ہے کہ راب ربہ پر بسے اسم فاعل ہے جس کے معنی دوسرے کے معاملے کا کفیل ہونے کے ہیں اھ اور صحت نماز کا اعتبار صحت معنی کے احتمال پر ہوتا ہے اگرچہ وہاں احتمالات فاسدہ بھی ہوں، جیسا کہ اس پر شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ رد المحتار میں ہے احتمال کے وقت فساد متقی ہو جاتا ہے کیونکہ خطا کا یقین نہیں رہتا اھ غنیہ میں ہے تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کسی طور صحت معنی کے احتمال اور عدم احتمال پر ہوگا جیسا کہ نے فقہا کا وہ ضابطہ بیان کیا ہے جو ٹوٹنے والا نہیں اھ فافہم ت

اقول: هذا هو الموافق لكلام اصحابنا المتقدمين وقاعدتهم الغير المنخرمة المختارة للمحققين فلا عليك مما يوجد من خلاف ذلك في بعض الفروع المنقولة عن المتأخرين نعم ما ذكر في الراب فعندی فيه وقفة فانه القياس في اسم فاعل الربوبية وان كان في الاستعمال بمعنى اخروا هل اللغة لا يذكرون المشتقات القياسية ولا هي موقوفة على السماع والا لم تكن قياسية والقياس لا يرد الا بالنص على هجر انه لاجرم قال في تاج العروس هو اسم فاعل من ربه ير به اى تكفل بامرہ¹ اھ وصحة الصلوة تعتمد على احتمال معنى صحيح ولو كان ثم احتمالات فاسدة كما نص عليه هو وغیره ففى رد المحتار عند الاحتمال ينتفى الفساد لعدم تيقن الخطأ² اھ وفى الغنية التحقيق فيه العمل بصحة المعنى بوجه محتمل وعدمها كما قررنا انه قاعدتهم الغير المنخرمة³ اھ فافهم۔

(۷) یونہی مشدد کو محقق، محقق کو مشدد پڑھنا فساد معنی میں فساد نماز ہے جیسے ظللنا بتخفيف لام

¹ تاج العروس من جوامع القاموس فصل الراء من باب الباء مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۲/۱

² رد المحتار مطلب مسائل زید القاری مطبوعه مصطفی البانی مصر ۳۶۹/۱

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فی بیان احکام زید القاری مطبوعه سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۴

ایا کبتشد کاف نہیں ورنہ نہیں جیسے ماوودک بتخفیف وال اکبر بتشدید را،

غنیہ میں ہے کہ جو لفظ مشدد کو مخفف پڑھنے میں قاعدہ یہ ہے کہ اسکو مخفف پڑھنے سے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آتی، مثلاً قتلوا تقتیلوا (تقتیل) شد کے بغیر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل جاتا ہے مثلاً رب الفلق وغیرہ میں شد کو ترک کر دیا تو عام مشائخ کے ہاں مختار یہی ہے کہ نماز فاسد ہوگی کذا فی خلاصہ، اور یہ تفصیل متقدمین کے قول کے مطابق ہے اور پہلے گزر چکا کہ اسی میں زیادہ احتیاط ہے، مخفف کو شد کے ساتھ پڑھنا یا مشدد کو مخفف پڑھنا دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔ اسی طرح مدغم کا اظہار یا اسکا عکس ہو وان تمام صورتوں کا ایک ہی حکم ہے اھ ملخصاً (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں اسی طرح دیگر کتب میں رب کے مخفف پڑھنے پر فساد نماز کا حکم دیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں توقف ہے، کیونکہ قاموس میں ہے کہ اس میں کبھی کبھی تخفیف کی جاتی ہے اھ اسے صاغانی نے ابن الانباری سے نقل کیا ہے اور مفضل نے یہ شعر کہا ہے نہ
ان اقوام نے یہ جان رکھا ہے کہ ان سے اوپر رب کے سوا کوئی نہیں جو رزق اور نعمتیں عطا کرے۔ تاج العروس کے مطابق یہ شعر لسان العرب میں وغیرہ میں منقول ہے۔ (ت)

فی الغنیۃ تخفیف المشدد الاصل فیہ انه ان کان لا یغیر المعنی کأن قرأ وقتلوا تقتیلوا لاتفسد وان غیر بان ترک التشدید فی رب الفلق ونحوہ فاختیار عامۃ المشائخ انها تفسد کذا فی الخلاصۃ وذلك التفصیل علی قول المتقدمین وتقدم انه الاحوط وحکم تشدید المخفف کحکم عکسہ وكذلك اظہار المدغم وعکسہ فالجیب فی فصل واحد^۱ اھ ملخصاً۔

اقول: هکذا فی کتب اخرى حکم الفساد بتخفیف الرب وعندی فیہ وقفہ فقد قال فی القاموس قد یخفف^۲ اھ ونقله الصاغانی عن ابن الانباری وانشد المفصل۔

وقد علم الاقوام ان لیس فوقہ

رب غیر من یعطى الحظوظ ویرزق^۳

نقله فی لسان العرب وغیرہا کما فی التاج۔

^۱ غنیہ المستملی شرح نبیہ المصلی فصل فی بیان احکام زلہ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۸۸

^۲ القاموس المحیط فصل الراء من باب الراء مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۸

^۳ تاج العروس من جوامع القاموس فصل الراء من باب الباء مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۰

(۸) س ص وغیر ہا حروف کی باہم تبدیل میں بھی فساد معنی ہی پر لحاظ ہے بحالت عدم فساد نماز فاسد نہیں خصوصاً جب خاص لفظ زبان عرب میں دونوں طرح ہو جیسے صراط و سراط وہ تبدیل کسی قاعدہ عرب کے موافق ہو جیسے وہ ہر کلمہ جس میں سین کے بعد ط مہملہ یا غین معجمہ یاق یا خ معجمہ واقع ہو اس سین کو ص پڑھنا صحیح ہے بعض نے قبل و بعد کی قید نہیں لگائی اور ت کی معیت میں بھی سین اور صاد کی باہم تبدیل دونوں جانب سے جائز بتائی، بعض نے کہا جس کلمہ میں کے ص بعد ط مہملہ یا غ معجمہ یا سین کے بعد ق یا خ معجمہ ہو وہاں ان میں ہر ایک کے عوض دوسرا اور ز معجمہ بھی جائز، اور جس ص کے بعد د مہملہ ہو اگر ص ساکن ہے تو اس کی جگہ س یا ز روا اور متحرک ہے تو نا جائز و مفسد نماز، قننیہ میں ہے:

متی سألت جَارَ اللّٰه عن قرأ و صطاً او اصبغ او صقر او مصخرات بالصاد مكان السين فقال لا تفسد لان كل كلمة وقع فيها بعد السين طاء او غين اوقاف او خاء جازان يبدل السين صاداً ^۱ اھ	جار اللہ سے جب میں نے پوچھا کہ کوئی شخص و صطاً کو و صطاً، اصبغ کو اصبغ، سقر کو صقر اور مسخرات کو مصخرات س کی جگہ ص پڑھتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ہر وہ کلمہ جس میں سین کے بعد طاء، غین، قاف یا خ آجائے تو اس سین کو صاد کے ساتھ بدلنا جائز ہے (ت)

اسی طرح حلیہ میں اُس سے نقل فرمایا:

وضبط الحروف فقال كل كلمة وقع فيها بعد السين طاء مہملة او غين معجمة اوقاف او خاء معجمة جازان يبدل فيها السين صاداً ^۲	اور حروف کا ضابطہ اس کے متعلق فرمایا ہر وہ کلمہ جس میں سین کے بعد ط مہملہ یا غین معجمہ یاق یا خ معجمہ واقع ہو وہاں سین کو صاد کے ساتھ بدلنا جائز ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

وفي المبتغى ومن قرأ مكان الصاد سیناً ينظر ان كان صاد بعد طاء كالصراط وبعد طاء غين كقوله واصبغ او سين بعد طاء قاف كقوله	المبتغی میں ہے وہ شخص جس نے صاد کی جگہ سین پڑھا وہاں غور کیا جائے اگر صاد کی بعد طاء مہملہ ہے مثلاً صراط، یا اس کے بعد غین معجمہ ہو مثلاً واصبغ

^۱قننیہ، فتاویٰ قننیہ باب زائدہ لقاری الخ مطبعة مشتمرة بالمانندية ص ۶۱

^۲حلیہ المحلی شرح منیہ المصلی

یا کسی کلمہ میں س کے بعد ق ہو جیسے سلقو کم، یا اس کے بعد خاء معجمہ ہو جیسے یسخرون، تو ایسی صورت میں س کی جگہ ص یا ز پڑھنا جائز ہوگا، لیکن اگر ص کے بعد مہملہ ہو تو اگر صاد ساکن ہو مثلاً یصدر تو اسے سین یا زاء پڑھنا جائز، اور اگر صاد متحرک ہے جیسے الصمد تو اب اسے سین پڑھنا جائز نہیں، اگر کسی نے سین پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اسی ضابطہ پر بہت سے مسائل کی تخریج ہوتی ہے انتھی (ت)

سَلْقُوْكُمْ اَوْ بَعْدَهَا خَا كَقَوْلِهِ يَسْخَرُونَ يَجُوزُ مَكَانَ السَّيْنِ صَادًا اَوْ زَاءً وَاَمَّا الَّتِي بَعْدَهَا دَالٌ اِنْ كَانَتْ الصَّادُ سَاكِنَةً كَقَوْلِهِ يَصْدُرُ يَجُوزُ بِالسَّيْنِ وَالزَّاءُ وَاَمَّا الَّتِي تَكُونُ مُتَحَرِّكَةً كَقَوْلِهِ الصِّدْدُ لَا يَجُوزُ قَرَأْتَهُ بِالسَّيْنِ وَلَوْ قَرَأَ بِالسَّيْنِ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَعَلَى هَذَا يَخْرُجُ كَثِيرٌ مِنَ الْمَسَائِلِ اَنْتَهَى¹

خانہ میں ہے:

ابو منصور عراقی کہتے ہیں ہر وہ کلمہ جس میں عین، حاء، قاف، طاء یا تاء ہو اس کلمہ میں سین یا صاد ہو تو ایسی صورت میں اگر کسی نے صاد کی جگہ سین یا سین کی جگہ صاد پڑھا تو جائز ہوگا (ت)
اقول: (میں کہتا ہوں) خانہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۵ میلادی میں یوں ہی عین مہملہ اور حاء مہملہ دونوں کا ذکر ہے، اسی طرح غنیہ مطبوعہ استنبول ۱۲۹۵ھ میں ہے، اور بزازیہ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں، مگر خانہ مطبوعہ مصر مذکورہ میں خاء معجمہ اور عین مہملہ کا ذکر ہے، اور یہ اس کے مطابق ہے جو علامہ خفاجی نے عنایۃ القاضی حاشیہ بیضاوی مطبوعہ مصر ۱۲۸۳ھ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی الصراط المستقیم کے تحت لکھا ہے وہ فرماتے ہیں

عن ابی منصور العراقی کل کلمۃ فیہا عین او حاء او قاف او طاء او تاء و فیہا سین او صاد فقراً السین مکان الصاد او الصاد مکان السین جازاً²۔
اقول: ہکذا ہو فی الخانیۃ طابع کلکتہ ۱۸۳۵ میلادیۃ بأہمال العین والحاء جیباً وکذا ہو فی الغنیۃ طابع استامبول ۱۲۹۵ھ ہجریۃ ومثلہ فی البزازیۃ طابع مصر ۱۳۱۰ھ و فی الخانیۃ طابع مصر من تلک السنۃ بأعجام الخاء واهمال العین وهو الموافق لما فی عنایۃ القاضی حاشیۃ العلامۃ الخفاجی علی البیضاوی طبع مصر ۱۲۸۳ھ تحت قولہ

¹ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

² فتاویٰ قاضی خان فصل فی قرآن القرآن خطا مطبوعہ نوکسور لکھنؤ، ۱/۱۸۱

تعالی الصراط المستقیم حیث قال لغة قریش ابدال السین صا د ا ه ن ا و فی کل موضع بعدها عین او خاء اوقاف باطراد ^۱ اه والظاهر ممّا عن القنیة والحلیة مفسرا اعجامها جميعا فلیحرر۔	کہ اس مقام پر بلکہ ہر وہ مقام جہاں اس کے عین، خاء، معمہ یا قاف ہو وہاں سین کو صاد کے ساتھ بدل کر پڑھنا لغتِ قریش ہے اور یہ مستعمل ہے اھ قنیہ اور حلیہ کے حوالے سے جو کچھ تفصیلاً گزرا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب معجزہ ہوں، پس اسے اچھی طرح محفوظ کرو (ت)۔

پچھلے تین مسائل میں کہ بحالتِ فسادِ معنی فسادِ نماز کا حکم مذکور ہمارے امام صاحبِ مذہب اور ان کے اتباعِ ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب تھا اور وہی احوط و مختار ہے اجلہ محققین نے اُسی کی تصریح فرمائی

ومعلوم ان الفتوی متی اختلف وجب الرجوع الی قول الامام کما نص علیہ فی البحر والدر وحاشیہ وغیرہا من اسفار الکرم۔	اور یہ بات معلوم ہے کہ جب اختلاف ہو تو فتویٰ میں قولِ امام کی طرف رجوع کیا جائے گا جیسا کہ اس پر بحر، در اور دیگر مبارک کتب میں تصریح موجود ہے (ت)

غنیہ میں ہے :

الاولی الاخذ فیہ بقول المتقدمین لانضباط قواعدهم وكون قولهم احوط واكثر الفروع المذكورة فی كتب الفتاوی منزلة علیہ ^۲ ۔	بہتر یہ ہے کہ اختلافی صورت میں متقدمین کے قول کو لیا جائے کیونکہ ان کے قواعد نہایت مضبوط ہیں اور ان کے اقوال بہت ہی محتاط ہوتے ہیں اور کتبِ فتاویٰ کی اکثر فروعات اسی پر مبنی ہیں۔ (ت)

اُسی میں ہے :

هذا بناء علی مختار المتقدمین وهو المختار ^۳ ۔	یہ متقدمین کے قولِ مختار کی بناء پر ہے اور در حقیقت یہی مختار ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے :

هذا ملخص قاعدة المتقدمین وهو الذی صححه المحققون من اهل الفتاوی	یہ قاعدہ متقدمین کا خلاصہ ہے اور اسی کو اہل فتویٰ محققین مثلاً قاضی خان وغیرہ نے صحیح قرار دیا

^۱ عنایۃ القاضی حاشیۃ الشباب علی البیضاوی تحت الصراط المستقیم مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۱/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی بیان احکام زلہ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۷۷

^۳ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی بیان احکام زلہ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۸۳

کفّاضی خان وغیرہ و فرعوا علیہ الفروع فافہم ترشد ¹ ۔	اور اس پر کئی فروعات کی تخریج کی پس اچھی طرح سمجھ لو تو رہنمائی پاؤ گے۔ (ت)

اگرچہ علمائے متاخرین ان تین میں بھی کہیں بعض کہیں اکثر بغرض آسانی جانب جواز نماز گئے اور بکثرت فروعیں ان کے اقوال خود مختلف و مضطرب رہے،

کما یظہر بالرجوع الی الغنیۃ والنظر الی اقوالہم المنقولۃ فی الفتاویٰ مع سید الفروع وردھا الی الاصول۔	جیسا کہ غنیہ کے مطالعہ سے اور ان کے فتاویٰ میں منقول اقوال میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اصول پر فروعات کے جاری اور رد ہونے کے۔ (ت)

(۹) س، ص وغیرہما حروف کی تبدیل جس میں آج کل اکثر عوام مبتلا ہیں جب بطور بحر ہو یعنی سکھنا چاہیں تو سہی ادا ہو ص نہ نکال سکیں جیسا کہ یہاں آجکل عوام کا جنہوں نے قواعد اعداد نہ سیکھے اور اس فرض عین کے تارک رہے یہی حال ہے تو اس صورت میں اگرچہ ان کی اپنی نماز ہو جانے پر فتویٰ ہے جبکہ یکھنے پر کوشش کئے جائیں اور جو حرف نہیں نکال سکتے اس سے خالی کوئی صورت یا آیت پاتے ہوئے سوائے فاتحہ ایسا کلام جس میں وہ حروف آئے ہیں نہ پڑھیں اور صحیح خوان کی اقتداء ملتے ہوئے بعد نماز ادا نہ کریں مگر یہ حکم صرف ان کی اپنی نماز ان شرطوں کے ساتھ جائز ہونے کے لئے صحیح خواں کی امامت نہیں کر سکتے نہ اُس کی نماز ان کے پیچھے ہوگی یہی مذہب صحیح ہے اور یہی قول جمہور ائمہ ہے جن میں متاخرین بھی شامل ہیں۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے۔

الراجح المقتی بہ عدم صحۃ امامۃ الاثنی عشر لغيرہ ممن لیس بہ لثغۃ ² ۔	راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ الاثنی عشر (تو تلتے) کی امامت اس شخص کے لئے جائز نہیں جس میں تو تلتا پن نہ ہو۔ (ت)

اُسی میں ہے:

امامۃ الاثنی عشر للفصیح فاسدۃ فی الراجح الصحیح ³ ۔	اثنی عشر (تو تلتے) کی امامت فصیح کے لئے راجح اور صحیح قول کے مطابق فاسد ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

قد اباہ اکثر الاصحاب لما لغيرہ من الصواب ⁴ ۔	اس کا اکثر علماء نے انکار کیا ہے جبکہ اس کا غیر اس سے بہتر و درست پڑنے والا موجود ہو۔ (ت)

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی بیان احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۹۳

² فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

³ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

⁴ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

اگر اس کے لئے ممکن ہے تو ایسی آیات پڑھے جو ان حروف سے خالی ہوں ورنہ ساکت رہے اور اگر وہ ایسی آیات (جن میں اس کو تو تلاپن نہیں ہوتا) پر قادر ہونے کے باوجود وہ آیات پڑھتا ہے جن میں تو تلاپن ہوتا ہے تو یہ جائز نہیں، اور پہلے مسئلہ میں ہم نے جو کچھ بیان کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے اگر اس نے ایک حرف کو کسی حرف کے ساتھ بدل دیا اور درست پڑھنے پر قادر نہ ہو تو فساد نماز نہیں آئے گا، اسی پر ہمارا عمل ہے، اسی طرح وہ جس نے مستقیم کی جگہ مستقیم پڑھا، مگر کوئی دوسرا اس کی اقتداء نہ کرے۔ (ت)	ان امکنہ ان يتخذ آیات خالية عن تلك الحروف فعل والا سكت وان وجد آیات خالية عن لثغته ومع ذلك قرأ ما فيها لثغته لایجوز وعلى قیاس ما ذكرنا فی المسئلة الاولى ان بدل حرفاً بحرف ولم یقدر لایفسد وبه نأخذ وكذا المستقین مكان المستقیم الا ان غیره لایقتدی¹ به۔

غنیہ میں محیط، فتاویٰ حجب، فتاویٰ خانیہ وغیرہ کی عبارات لکھ کر فرمایا:

الحاصل تو تلاپن رکھنے والے پر ہمیشہ تصحیح حروف کی جدوجہد کرنا ضروری ہے اور جب تک ایسے لوگ جدوجہد کرتے رہیں گے ان کی نمازیں درست ہوگی اور حروف کو صحیح ادا کرنے والے کے حق میں اسی کی طرح ہیں لہذا صحیح ادا کرنے والے کو ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے اور یہ لوگ صحیح پڑھنے والے کی اقتداء پر قادر ہونے کے باوجود اگر اقتداء ترک کریں تو ان کی نماز نہ ہوگی اور ان کی اپنی نماز ان حروف کی قرأت کے ساتھ تبھی ہوگی جب یہ قرآن کے کسی اتنے حصے پر قادر نہ ہوں جتنے میں نماز جائز ہو جائے اور اس حصے میں وہ حروف بھی نہ ہوں اور اگر اتنی قرأت کی قدرت کے باوجود انہی حروف کو پڑھتے ہیں تو بھی ان کی نماز فاسد ہوگی یہ وہ ہے جس پر اعتماد ہے (ت)	الحاصل ان اللثغ يجب علیهم الجهد دائماً وصلوتهم جائزة ماداموا علی الجهد ، ولكنهم بمنزلة الامین فی حق من یصح الحرف الذی عجزوا عنه لایجوز اقتدائه بهم لاتجوز صلوتهم اذا ترکوا الاقتداء به مع قدرتهم وانما تجوز صلاتهم مع قراءة تلك الحروف اذا لم یقدروا علی قراءة تلك الحروف اذا لم یقدروا علی قراءة ماتجوز به صلاة مبالیس فیہ تلك الحروف واما لو قدروا مع هذا قرأوا تلك الحروف فصلوتهم فاسدة ایضاً هذا هو الذی علیہ الاعتماد²۔

¹ فتاویٰ برازیل مع الفتاویٰ الہندیہ، الثانی عشر زلہ القاری، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۴/۴۳

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی بیان احکام زلہ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۳

(۱۰) فجر و ظہر میں طویل مفصل، عصر و عشاء میں اوسط کا پڑھنا اگرچہ سنت ہے مکنائے علیہ فی المتون (جیسا کہ اس پر متون میں تصریح ہے۔ ت) مگر نہ ایسا ضروری عذر سے بھی ترک نہ کیا جائے۔ صحیح حدیث سے ثابت کہ ایک بچہ جس کی ماں شریک جماعت تھیں اس کے رونے کی آواز سن کر حضور پُر نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز صرف معوزتین سے پڑھائی۔ علماء یہاں منجملہ اعذار ملال قوم و بدآوازی امام تک شمار کرتے ہیں کہ کریہہ الصوت ہو تو چھوٹی سورتوں پر قناعت کرے تاکہ مقتدیوں کو ناگوار نہ ہو۔ درمختار میں ہے:

اختار فی البدائع عدم التقدير وانه يختلف بالوقت والقوم والامام ¹	بدائع میں مقدار مقرر نہ کرنے کو پسند کیا ہے اور یہ وقت، امام اور قوم کے باعث قرأت کا حال مختلف ہو جاتا ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله والامام ای من حیث حسن صوته وقبحه ² ۔	قوله والامام یعنی اس سے امام کی آواز کا اچھا یا برا ہونا مراد ہے۔ (ت)

تو قرآن عظیم کو اپنے اغلاط اور اپنی مقتدیوں کی نماز کو فساد سے محفوظ رکھنا تو اعظم عذر اور اہم کار ہے۔
(۱۱) فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے بحر الرائق و در مختار و معراج الدراریہ و مجتبیٰ وغیرہا میں اس کراہت کو تنزیہی اور غنیہ و فتاویٰ حجب و مراقی الفلاح و فتح اللہ المعین وغیرہا میں تحریری ٹھہرایا اور یہی کلام امام زلیحی کا مفاد،

كما بيناه في رسالتنا النهى الاكيد عن الصلوة وراء عدی التقليد وغيرها من تحريراتنا۔	جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوة وراء عدی التقليد اور دیگر تحریرات میں کی ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

هو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان	فاسق بدعتی کی طرح ہے اس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے، بلکہ شرح المنیہ میں ہے کہ اس

¹ در مختار فصل و بجسر الامام مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۰/۱

² ردالمحتار فصل و بجسر الامام مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۴۰۰/۱

کراہۃ تقدیہ کراہۃ تحریم لہا ذکرنا ^۱ ۔	کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے اس دلیل کی بنا پر جو ہم نے ذکر کردی۔ (ت)

(۱۲) جماعت اہم واجبات واعظم شعائر اسلام سے ہے، توفیق امام کے سبب ترک جماعت نہ چاہئے اداۓ جماعت کے لئے اس کے پیچھے پڑھ لیں اور دفع کراہت کے لئے اعادہ کر لیں۔

فی الفتح عن المحيط وفي البحر عن الفتاویٰ وفي الدر عن النهر عن المحيط، صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة ^۲ اھ فی رد المحتار افاد ان الصلوة خلفها اولی من الانفراد ^۳ الخ ومثله فی البحر عن السراج فی الفاسق وفي الفتح، الحق التفصیل بین کون تلك الكراہۃ کراہۃ تحریم فتجب الاعادة وتنزیہ فتستحب۔	فتح میں محیط سے، بحر میں فتاویٰ سے اور در مختار میں نہر سے محیط کے حوالے سے ہے فاسق یا بدعتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اھ رد المحتار میں ہے کہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اُن کی اقتدا میں تنہا نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے الخ اور بحر میں معراج کے حوالے سے فاسق کے بارے میں یہی رائے ہے اور فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے حق یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے اگر مکروہ تحریمی ہے تو اعادہ واجب، اور اگر تنزیہ ہے تو اعادہ مستحب ہے۔ (ت)

بلکہ جب اس کے سوانہ کوئی امامت کے قابل ہو نہ دوسری جگہ جماعت ملے تو اس کے پیچھے کراہت بھی نہ رہے گی

فی الدر هذا ان وجد غیرهم والا فلا کراہۃ، بحر بحثاً ^۴ اھ قال الشامی قد علمت انه موافق للمنقول عن الاختیار وغیرہ ^۵ ۔	در مختار میں ہے کہ یہ کراہت اس وقت ہے جب ان کے علاوہ کوئی دوسرا امام ان سے میسر ہو ورنہ کوئی کراہت نہیں، بحر میں اسی طرح بحث ہے اھ۔ امام شامی نے فرمایا کہ آپ نے جان لیا کہ یہ اختیار وغیرہ سے منقول کے موافق ہے۔ (ت)

جب یہ مسائل معلوم ہو گئے تو حکم منکشف ہو گیا۔ زید و بکر دونوں کے پیچھے نماز کم سے کم مکروہ تو ضرور ہے، پس اگر کوئی تیسرا قابل امامت خالی از کراہت ملے تو اس کی اقتدا کریں، اور اگر کوئی نہ ہو تو اگر

^۱ رد المحتار، باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۲ھ

^۲ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ

^۳ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۵ھ

^۴ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ

^۵ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۵ھ

چھوٹی چھوٹی بعض سورتیں جو زید کو خوب صاف و صحیح یاد ہوں۔ انہیں پر اکتفا کرنے میں زید سے وہ خرابیاں واقع نہ ہوتی ہوں، ان سین و صاد وغیرہما حروف بھی ٹھیک ادا کر لیتا ہو، تو واجب بلکہ لازم ہے کہ ہمیشہ انہیں سورتوں پر قناعت کرے ان کے سوا اور ہر گز ہر گز نہ پڑھے جن میں کراہت درکنار نوبت تا بہ فساد پہنچے اور جب اس تدبیر سے وہ خرابیاں زائل ہوں تو اس تقدیر پر زید ہی کی امامت رکھیں کہ ہر نمازیں چھوٹی سورتوں پر اقتصار ترک سنت سہی مگر بغیر قوی ہے، اور عذر دافع کراہت بخلاف بکر کہ اس کے پیچھے بسبب فسق کراہت بلکہ سخت کراہت ہے، تو زید ہی اولیٰ امامت ہے۔ اگر کوئی سورت زید کو صاف نہیں یاد قصار پر اقتصار میں بھی وہی خرابیاں پیش آتی ہیں اگرچہ کم ہوں تو اسے ہر گز امام نہ کیا جائے، کہ جب پڑے پر کھڑا، مخفف کو مشدد، مشدد کو مخفف، س کو ص، ص کو س پڑھنے کی عادت ہے تو یہ امور ایسی جگہ بھی ضرور واقع ہوں گے جن سے ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز بالکل باطل ہو جائے گی۔ اس کے کوئی معنی نہیں کہ اغلاط کا عادی وہیں غلطی کرے جہاں معنی نہ بدلیں اور جہاں فساد معنی ہوتا وہاں نہ کرتا ہو، غلطی اپنے قصد و اختیار کی نہیں جہاں چاہی کی جہاں چاہی نہ کی نہ بے علم آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ کہاں معنی بگڑیں گے کہاں نہیں، خصوصاً جبکہ س و ص کی تبدیلی بر بنائے عجز ہو کہ عاجز لاجرم کہیں ٹھیک نہ پڑھے گا، اس تقدیر پر اس کے پیچھے نماز اصل مذہب اور تصحیح ائمہ محققین پر فاسد و باطل ہے، اور بحالت عجز تو جمہور ائمہ کے نزدیک امامت صحیح خواں کی اس میں اصلاً لیاقت نہیں بلکہ فاسق کے ہوتے ہوئے اس کی خود اپنی نماز نہ ہوگی کہ باوصف قدرت اس نے اس کی اقتدا چھوڑ دی، بخلاف بکر کہ اگرچہ فاسق سہی مگر جبکہ صحیح خواں ہے تو اس کے پیچھے نماز باتفاق اصحاب صحیح ہے۔ رہی کراہت اُس کا علاج اعادہ سے ممکن بلکہ جب دوسرا کوئی قابل امامت نہیں تو کراہت بھی نہیں کہ عذر و ضرورت نافی کراہت ہیں۔ اور اسی سبب سے احسن واہم یہ کہ بکر اپنے رب جل و علا سے ڈرے اپنے حال پر رحم کرے فسق و نافرمانی بادشاہ قہار سے تاب نہ ہو کہ اس کے پیچھے نماز بروقت محبوب و مناسب ہو اگر روز قیامت کا اندیشہ نہیں تو اس مجلس اسلامی میں صدارت نہ ملنے کی غیرت چاہئے۔ آدمی اگر دنیا والوں کے کسی جلسہ میں جائے تو کوشش کرے گا کہ کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو لوگ اچھی جگہ بٹھانے کے قابل نہ سمجھیں اور اگر کسی مجلس میں صدر کی جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھادیا جائے کس قدر غیرت آئے گی ندامت ہوگی تو یہ اللہ عزوجل کے دربار میں صدر مقام ہے۔ یہاں کیوں نہ غیرت کو کام میں لائیے کہ کارکنانِ بارگاہِ سلطانی صدر جگہ سے ہاتھ پکڑ کر اٹھانہ دیں، اللہ تعالیٰ توفیق خیر ایتق عطا فرمائے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۹۱: از ریاست رامپور مولوی امداد حسین برادر مولانا ارشاد حسین صاحب ۱۲۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام کوئی مستحب ترک کرے تو کیا مقتدیوں پر اس کا ترک حکم متابعت واجب ہوتا ہے اور دلیل یہ کہ متابعت فرض ہے اور وہ فعل مستحب، اور قاعدہ کلیہ ہے کہ

مستحب مزاحم فرض نہیں ہو سکتا۔ بینوا تو جروا

الجواب:

متابعتِ امام ہر فعل و ترک میں علی الاطلاق فرض و واجب کیا معنی مسنون اور مستحب بھی نہیں بلکہ بعض صورتیں خلافِ اولیٰ اور بعض میں محض ناجائز ہوتی ہے،

ردالمحتار میں ہے متابعتِ امام فرض نہیں بلکہ فرائض اور واجباتِ فعلیہ میں واجب، سنن میں سنت، اور اسی طرح ان کے علاوہ میں سنت کے معارضہ کی صورت میں اور متابعت خلافِ اولیٰ ہے جب اس کے ساتھ واجب آخر کا معارضہ ہو جائے، یا ایسی چیز کے ترک میں جس کے فعل سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم نہ آئے مثلاً تحریمہ کے لئے رفع یدین کرنا اور اس کی دیگر نظائر اور متابعت فعل بدعت، منسوخہ یا ایسے عمل ہیں جس کا نماز سے کوئی تعلق نہ ہو ناجائز ہے الخ (ت)	فی ردالمحتار والمتابعة ليست فرضاً بل تكون واجبة في الفرائض والواجبات الفعلية وتكون سنة في السنن وكذا في غيرها عند معارضة سنة وتكون خلاف الاولى اذا عارضها واجب آخر او كانت في ترك لا يلزم من فعله مخالفة الامام في واجب فعلي كرفع اليدين للتحريمة ونظائرها وتكون غير جائزة اذا كانت في فعل بدعة او منسوخ او ما لا تعلق له بالصلاة اصلاً¹ الخ

پھر اگر اس مستحب متروک الامام کے فعل سے کسی واجب فعلی میں مخالفت امام لازم نہ آئے تو اس کا فعل ہی اولیٰ اور انسب ہوگا۔ اور وہ مستحب درجہ استحباب سے بھی نہ گرے گا، چہ جائیکہ بسبب ترک متابعت، حرام یا ہلکے درجے کا مکروہ ہی ہو جائے۔ کیا اگر امام ادب نظر کی مراعات نہ کرے تو مقتدی بھی آنکھیں پھاڑے دیوارِ قبلہ کو دیکھتے رہیں، کیا اگر امام بحالت قیام پاؤں میں فصل زیادہ رکھے تو مقتدی بھی ٹانگیں چیرے کھڑے رہیں۔ کیا اگر ایسا نہ کریں تو بجم متابعت تارک واجب و آثم و گنہگار ہوں گے لایقول بہ عاقل فضلا عن فاضل (اس کا قول کوئی عاقل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی فاضل کرے۔ ت) اسی قبیل سے ہے عمامہ باندھنا مسواک وغیرہ کرنا وغیر ذلک من الأدب والحسنات التي لا يستلزم فعلها مخالفة الامام في واجب فعلي (اس کے علاوہ آداب و حسنات جن کے بجالانے سے واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ ت) اور یہیں سے ظاہر ہو گئی اس دلیل کی شاعت، اور یہ قاعدہ مسلمہ تعارض واجب و فرض و

¹ ردالمحتار مطلب مہم فی تحقیق متابعت الامام مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۸۸۳

مستحب مآخذ فیہ سے محض بیگانہ اور اس کلیہ دلیل کے صریح ناقص، نظم زندویسی کی وہ روایت ہے جسے علامہ ابن امیر الحاج حلبی نے شرح منیہ میں نقل فرمایا:

ان کی عبارت یہ ہے کہ نواشیاء ایسی ہیں اگر امام انھیں نہ کرے تو قوم ترک نہ کرے تحریمہ کے لئے رفع یدین، ثناء کا پڑھنا بشرطیکہ امام فاتحہ میں ہو، رکوع کی تکبیر، سجود کی تکبیر، ان دونوں میں تسبیح، سمع اللہ لمن حمدہ کہنا، قرأتہ تشہد، سلام اور تکبیرات تشریق اہل ملخصاً (ت)	حيث قال تسعة اشياء اذا لم يفعلها الامام لا يتوكلها القوم رفع يدين في التحريمه والثناء مادام الامام في الفاتحة وتكبير الركوع والسجود والتسبيح فيهما والتسبيح وقرأته التشهد والسلام وتكبيرات التشریق^۱ اھ (ملخصاً)

کہ اگر ہر فعل میں متابعت امام فرض ہو، تو جس طرح مستحب مزاحم فرض نہیں ہو سکتا، سنن بھی بلکہ واجبات بھی صلاحیت مزاحمت نہیں رکھتے تو ان چیزوں میں ائمہ کا یہ حکم کہ اگر امام نہ کرے جب بھی مقتدی نہ چھوڑیں کیونکر صحیح ہوتا قلت والاستقرار يمنع الحصر والعدول لا ينبغي الزائد ولعبارة اخرى (میں کہتا ہوں تتبع وتلاش نویں حصہ کے منافی ہے لیکن عدد اقل، کثر کے منافی نہیں اور دوسری طرح گفتگو یوں ہے۔ ت) متابعت امام صرف افعال نماز میں منظور ہے یا جو بات نماز سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی اس میں بھی ضرور ہے۔ بر تقدیر ثانی اگر امام کھجلائے تو مقتدیوں میں بھی خارش مچ جائے، اگر امام احیاناً ٹھنڈی سانس لے تو مقتدیوں کو بھی دھونکنی لگ جائے۔ اور بر تقدیر اول کیا ترک مستحب بھی افعال نماز میں معدود ہے جس میں متابعت حتماً مقصود ہے۔

ثم اقول: بلکہ اگر نظر دقیق کو رخصت تدقیق دی جائے تو اس لزوم متابعت کے سلب کلیت درکنار کلیت سلب واضح اور آشکار

اس بنا پر جو ہم نے ذکر کیا کہ ان چیزوں میں متابعت نہیں ہے جن کا نماز سے تعلق نہیں اور ترک مستحب بھی اسی طرح ہے مجھے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اس صورت کے ساتھ اعتراض درست نہیں کہ جس کے فعل سے	لما ذكرنا انه لا متابعة في مالا تعلق له بالصلاة وترك المستحب كذلك وما يترا اى من النقص بما اذا استلزم فعله مخالفة الامام في واجب فعلي فانه ح يجب متابعة

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامام الایۃ مطبوعیہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۲۸

ف: ابن امیر الحاج کی شرح منیہ مجھے نہیں مل سکی۔ نذیر احمد سعیدی

واجب فعلی میں امام کی مخالفت لازم آرہی ہو کیونکہ اس صورت میں امام کی متابعت اس کے ترک میں واجب ہوگی جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے پس یہ حقیقۂ اعتراض ہی نہیں کیونکہ یہ تو فعل واجب کی متابعت کا معاملہ تھا اور اس کے بجا لانے سے اس مستحب کا ترک ہوا پس امام اگر مستحب کو قصداً یا سہواً ترک کر دے تو مقتدی محض اس لئے ترک نہیں کر سکتا کہ امام نے ترک کیا ہے بلکہ وہ اس لئے ترک کرے گا کہ اگر وہ مستحب کو بجا لاتا ہے تو اس سے جو اہم اور زیادہ لازم ہے وہ فوت ہو جائے گا، پس ہمارا قول "مستحب بحیثیت مستحب کے ترک میں امام کی متابعت لازم نہیں" صحیح ٹھہرا پس اسے اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہی اس مقام کے لائق ہے۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم۔ (ت)

الامام فی ترکہ کما صرح بہ العلماء فلیس ینقص فی الحقیقۃ لانہا انما ہی فی فعل ذالک الواجب ولزم من اتیانہ ترک هذا المستحب فالامام ترکہ قصداً اوسهواً والمقتدی لایترکہ لمحض ان الامام ترکہ بل لانه لو فعلہ فأتہ ما هو اہم والزم فصیح قولنا لا یلزم المتابعۃ فی ترک المستحب مطلقاً ای من حیث ہو ہو فافہم فانہ احری بہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۵۹۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی مسجد کا امام وہابی المذہب ہو تو اس کی اقتدا کرنا بہتر ہے یا اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنا بیحد و جاہل و اجاب:

ان دیار میں وہابی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو اسمعیل دہلوی کے پیرو اور اس کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے معتقد ہیں یہ لوگ مثل شیعہ خارجی معتزلہ وغیرہم اہلسنت وجماعت کے مخالف مذہب ہیں ان میں سے جس شخص کی بدعت حد کفر تک نہ ہو یہ اُس وقت تھا اب کبرائے وہابیہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تمام وہابیہ اُس میں اُن کے موافق یا کم از کم اُن کے حامی یا اُنھیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ سب صریح کفر ہیں، تو اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کو سوال کرتے ہیں۔ ت) نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتدا اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

بعض اسلاف سے یہ جو منقول ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز منع ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق

ما نقل عن بعض السلف من المنع عن الصلوۃ خلف المبتدع فمحمول

بعض اسلاف سے یہ جو منقول ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز منع ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ اس کا فسق اور بدعت حد کفر تک نہ پہنچے ہوں، اگر حد کفر تک پہنچ جائیں تو ان کے پیچھے نماز کا عدم جواز میں کوئی کلام نہیں۔ (ت)	على الكرهة اذلا كلام في كراهة الصلوة خلف الفاسق وامبتدع هذا الميود الفسق والبدعة الى حد الكفر اما اذا ادى اليه فلا كلام في عدم جواز الصلاة خلفه¹۔

اور اسی طرح بحر الرائق میں محیط اور خلاصہ اور مجتبیٰ سے منقول ہے:

اس کے الفاظ ہیں کہ محیط، خلاصہ اور مجتبیٰ وغیرہ میں اسے اس قید کے ساتھ مقید کیا ہے کہ وہ بدعت حد کفر تک نہ پہنچانے والی ہو اگر اس سے وہ کافر ہو گیا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہر گز جائز نہیں (ت)	حيث قال وقيدته في المحيط والخلاصة والمجتبى وغيرها بان لا تكون بدعته تكفيرة فان كانت تكفيرة فالصلاة خلفه لا تجوز²۔

اور جب امام مسجد وہابی المذہب ہو اسے منع کرنے اور امامت سے باز رکھنے پر قدرت حاصل نہ تو اس مسجد کو چھوڑ چلا جائے اور دوسری مسجد کا امام ایسے خباثت سے پاک ہو نماز پڑھے۔ بحر الرائق میں ہے:

شارح وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب فاسق کو امامت سے روکنا دشوار ہو تو جمعہ کی نماز اس کی اقتداء میں پڑھ لی جائے اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری مسجد میں چلا جائے، معراج میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ جمعہ کے علاوہ میں دوسرا امام میسر آسکتا ہے، اور فتح القدير میں ہے اس بناء پر اگر جمعہ شہر میں متعدد جگہ ہوتا ہو تو جمعہ میں بھی اقتداء مکروہ ہوگی، اور امام محمد کے قول کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے قلت (میں)	وذكر الشارح وغيره ان الفاسق اذا تعذر منه يصول الجمعة خلفه وفي غير ما ينتقل الى المسجد اخر وعلل له في المعراج بان في غير الجمعة يجد اماماً غيره فقال في فتح القدير يكره الاقتداء به في الجمعة اذا تعددت اقامتها في المصر على قول محمد هو المفتي به³ قلت فاذا كان هذا حكم الفاسقين في الاعمال فما ظنك بالفاسقين في العقائد والله

¹ شرح عقائد اكنسفيه مسئلة ان الفاسق ليس من اهل الولاية مطبوعه مطبع شركة الاسلام دار الاشاعت قدھار ص ۱۱۵

² بحر الرائق باب الامامة مطبوعه ابي سعيد كميني كراچی ۱/۳۴۹

³ بحر الرائق باب الامامة مطبوعه ابي سعيد كميني كراچی ۱/۳۴۹

تعالیٰ اعلم

کہتا ہوں) جب اعمال میں فسق رکھنے والوں کا یہ حکم ہے تو عقائد میں فسق رکھنے والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہوگا! واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ نمبر ۵۹۳: از اشہر کہنہ بریلی مرسلہ مولوی غلام محمد صاحب پنجابی ۸ شعبان المعظم ۱۳۱۲ھ

ایک جنازہ وقت غروب شمس کے پاس مسجد کے موجود ہو اور وہ جنازہ اہل سنت والجماعت کا تھا حال یہ ہے کہ وارث میت من کل الوجوہ جاہل تھے حتیٰ کہ نماز سے اور امام اس مسجد کا پانچوں وقت نماز تاکید پڑھاتا ہے اور کتب درسیہ متداولہ میں بھی تعلیم و تعلم رکھتا ہے اور خالص سنت و جماعت ہے خالص حنفی ہے اور اس امام کا یہ عقیدہ منعقد ہوا ہے خدا ایک ہے مثل اس کے متصور نہیں ہو سکتا ہے اور سب انبیاء علیہم السلام صادق ہیں خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بزرگی میں سب سے زیادہ اور بعد سب انبیاء علیہم السلام کے بزرگی میں سب سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور کرامت اولیاء اللہ کی بھی برحق ہے خلاصہ جو طریقہ اہلسنت و جماعت کا ہے وہ اُس امام میں موجود ہے اور ایک شخص اور ہے کتب درسیہ پڑھے ہے یا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب مگر دعویٰ ہے اور تعلیم و تعلم بھی کسی کتاب کا نہیں ہے اُس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ بزرگی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب آدمی سے زیادہ ہے مگر حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ یہ سب پانچ تن بزرگی میں برابر ہیں اور بزرگی حضرت علی کی سب اصحاب سے زیادہ ہے اور وہ شخص پانچ وقت جماعت سے نہیں پڑھتا ہے بلکہ محض جمعہ کے دن جماعت سے پڑھتا ہے اور تعزیر بنانے کو بھی اچھا کہتا ہے وقت جنازہ کے یہ دونوں مولوی مذکور موجود تھے اور دونوں ورثائے میت نے بلایا تھا اور دونوں حکم جنازہ پڑھانے کا کیا اور سوا امام کے دوسرا مولوی امام بن گیا اس وقت امام نے کہا لائق امامت جنازہ کے میں ہوں چونکہ سلطان اور قاضی اس وقت میں نہیں ہیں اور یہی بات شرح وقایہ اور ہدایہ اور سب کتابوں میں موجود ہے عبارت مسئلہ مذکورہ کی یہ ہے:

امامت کا زیادہ حقدار سلطان ہے پھر قاضی پھر محلہ کا امام پھر ولی، اس ترتیب سے جو عصبات میں ہے۔ (ت)

والاحق بالامامة السلطان ثم القاضي ثم امام
الحی ثم الولی کما فی العصبات۔

اور وہ مولوی اس مسئلہ کو نہ مانا اور امام بنا اور امام الہ نے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی اس وجہ سے کہ اس نے اس مسئلہ محررہ کو نہ مانا اور بلحاظ عقائد مذکورہ محررہ کے امام الہ نے اس کے پیچھے

نماز ترک کی۔ آیا امام ہونا نماز جنازہ کا امام الہ مولوی کو لائق تھا یا دوسرے مولوی کو، اور نماز کا ترک کرنا امام الہ کا ایسے شخص کے پیچھے مناسب تھا یا نہ اور سب نماز یعنی پانچ وقتی اور جمعہ کی اور جنازہ کی ان سب نمازوں میں امام ہونا ان دونوں میں سے کون لائق ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

فی الواقع جبکہ ان بلاد میں حکام اسلام سلطان والی و قاضی مفقود ہیں اور جب وہ نہیں تو ان کے نائب کہاں، اور اولیائے میّت حسب تصریح سائل محض جاہل تھے تو صورتِ مستفسرہ میں امام مسجد کو سب پر تقدّم اور اسی کو امام کرنا مستحب و بہتر تھا۔

تنویر الابصار وردالمختار يقدم في الصلاة عليه السلطان (ثم نائبه كما في الفتح) ثم القاضي (في الفتح ثم خليفة الوالي ثم خليفة القاضي ومثله في الامداد عن الزيلعي) ثم امام الحى ¹ اه ملتقطا وفي الدرر تقديم الولاة واجب وتقديم امأ الحى مندوب فقط بشرط ان يكون افضل من الولى والا فالولى اولى ² الخ۔	تنویر الابصار اور ردالمختار میں ہے نماز جنازہ میں سلطان مقدم ہے (پھر اس کا نائب جیسا کہ فتح میں ہے) پھر قاضی (فتح میں ہے پھر والی کا نائب پھر قاضی کا نائب اور امداد میں زیلعی کے حوالے سے اسی طرح ہے) پھر محلّہ کا امام اھ تلخیصاً۔ اور در میں ہے حکام کی تقدیم واجب اور محلّہ کے امام کی تقدیم فقط مندوب ہے بشرطیکہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی اولی ہوگا الخ (ت)

شخص دیگر کا ترک جماعت تو صرف گناہ تھا کہ بعد اعادہ گناہ کبیرہ موجب فسق ہوا اور تعزیرہ رائج بنانے کو اچھا جانا بدعت شیعہ کی تحسین اور حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانا رفس و بد مذہبی، یہی وجہ اس شخص کے پیچھے نماز کے سخت مکروہ ہونے کو کافی تھا۔ خلاصہ و فتح القدر و ہندیہ وغیرہ میں ہے: ان فضل علیا علیہما فمبتدع³۔ اگر کوئی شخص سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دونوں خلفاء پر فضیلت دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔ (ت) ارکان اربعہ میں ہے:

امأ الشيعة الذين يفضلون علیاً	وہ شیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

¹ ردالمختار باب صلوة الجنائز مطبوعہ مصطفیٰ البابي مصر ۱۴۹۱ھ

نوٹ: ہلالین کے اندر والی عبارت ردالمختار کی ہے اور باہر والی تنویر الابصار کی ہے جو حاشیہ ردالمختار پر موجود ہے۔

² در مختار باب صلوة الجنائز مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۱ھ

³ خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الخامس عشر فی الامامة الخ مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کونستہ ۱۴۹۱ھ

شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر فضیلت دیتے ہیں اور ان پر ہر گز طعن و تشنیع بھی نہیں کرتے مثلاً فرقہ زیدیہ کے لوگ، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن سخت مکروہ۔ (ت)

على الشيخين ولا يطعنون فيهما اصلاً كالزيدية تجوز خلفهم الصلوة لكن تكره كراهة شديدة
-¹

مگر بیان سائل اگر سچا ہے تو حضرات آلِ عبا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ اللہ ہمسر و ہم مرتبہ بنانا تو خود کفر صریح اور دوسرا کفر صریح یعنی آلِ عبا کو انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام پر تفصیل کو مستلزم اس تقدیر پر تو امامت کیسی، وہ شخص اصلاً و قطعاً کسی نماز میں یا عبادت یا نیک کام کی خود لیاقت نہیں رکھتا کہ کفار کا کوئی حسنہ مقبول نہیں بلکہ حقیقتاً اُن سے صدور عبادت معقول نہیں اس صورت میں اس کے پیچھے ترک نماز نہ صرف مناسب بلکہ فرض قطعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۹۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسائل نماز سے جائل اور مخارج و صفات و قواعد قرأت سے محض ناواقف اور اس پر غیر عامل، ایک بڑی مسجد کی امامت کرتا ہے عقیدہ کا بھی سنی نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی ترویج مذہب میں مصروف رہتا ہے جن میں تقیہ ہے اور اُن کے مذہب کی ترویج میں ہر قسم کی چالاکی و بیباکی اور عوام کو مغالطہ دہی گو ارتکاب حرام ہو، بے تکلف کرتا ہے اور اُس مذہب کے علماء و علمائے مدح و ستائش اور عوام کو ہر طرح اُن کی طرف متوجہ اور مائل کرتا ہے اور ان کے مذہبی مشوروں میں شریک ہوتا ہے اُس مذہب والے کیسی ہی بات کہہ دیں گو حد کفر تک پہنچی ہو اُس کو مقبول و مسلم اور اس کی ترویج کیوں جہان و دل ساعی اور اس مذہب کے اہل علم کے پاس مسافت دُور دراز قطع کر کے جاتا ہے اور اگر کوئی سنی عالم مسجد میں وعظ کہے تو ناخوش ہوتا ہے اور اکثر اوقات شریک نہیں ہوتا اور علمائے اہلسنت کی اہانت اور ان پر افتراء و بہتان اور خلق کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا اس کا شیوہ ہے کہ ان حالات سے رفتہ رفتہ صد ہا و ہزار ہا اہلسنت واقف ہو گئے ہیں بایں ہمہ اس غرض سے کہ امامت اور جو منافع دنیویہ اُس سے حاصل ہوتے ہیں قائم رہیں اور نیز اس خیال سے کہ سنیوں میں ملارہ کر عوام کو بتدریج دام میں لائے اور اپنے مذہب کو خفیہ طور پر پھیلانے اس درجہ تقیہ کرتا ہے کہ سنیوں کے مجالس و مجالس میں بظاہر شریک رہتا ہے اور سنیوں کے سامنے دوسرے مذہب پر تبرّ اور اُن کے علماء و علمائے خاص مسجد میں فحش گالیاں بر ملا دیتا ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ اگر تو فی الواقع اس مذہب میں نہیں تو اس کے مسائل تجھے کیوں معلوم ہیں اور ان کے بیان کی عوام کے سامنے کیوں تعریف اور

ان کی طرف راغب اور متوجہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے مجھے تو قال اللہ وقال الرسول سے غرض ہے نہ اُن کے مسائل سے ، گویا اُس کے نزدیک سنی علماء جو مسجد میں وعظ کہتے ہیں وعظ اُن کا قال اللہ وقال الرسول کے خلاف ہے جو اسے نہیں سنتا اور جب اُن کے مجامع میں شریک ہونے اور مذہب کی تائید و تقویت سے تعرض کیا جاتا ہے تو کبھی انکار کرتا ہے اور جب انکار سے چارہ نہیں پاتا تو توبہ کرتا مگر افعال مذکورہ بدستور رکھتا ہے چنانچہ ایک سال میں تین بار توبہ کی اور ہر بار انھیں افعال کا مرتکب رہا، تیسری بات توبہ کے بعد ایک سنی واعظ کو بعد نماز جمعہ کے وعظ کے لئے منبر پر بیٹھ لئے تھے وعظ سے روکا اور مذہب کے ایک عیار کو ایک مثنوی پڑھنے کو بٹھادیا جس کی تصنیف کا باعث عوام کو مغالطہ دہی اور انھیں دام فریب میں لینا اور اپنے مذہب کی طرف گرویدہ کرنا ہے اور اس میں وہ عیاری و چالاکی کی ہے جس کی حقیقت عوام اور ناواقفوں کی سمجھ میں نہ آسکتی مگر مصنف مثنوی کو سب اہلسنت پہلے سے اپنا مخالف مذہب جانتے تھے لہذا واعظ سنی کو اٹھا کر اُس شخص کو بٹھانا اور وعظ سے روک کے اسی کی مثنوی پڑھوانا باعثِ برہمی اہلسنت کا ہوا اور جو لوگ اس کی ظاہری باتوں اور بار بار کی توبہ کے فریب میں تھے اُن پر حال اس کا منکشف ہو گیا اور نماز اُس کے پیچھے چھوڑ دی اور جو واقف ہوتا جاتا ہے اس مسجد میں نماز کو نہیں آتا روز بروز جماعت میں کمی اور مسجد کی ویرانی اور خرابی ہوتی جاتی ہے ہر وہ لوگ کہ احوال واقعی سے آگاہ اور اس کی چالاکیوں اور عیاریوں سے واقف نہیں اُس کی پیچھے نماز پڑھنے آتے ہیں اور بعض اشخاص جنہیں نماز سے کام نہ دین سے غرض بعض وجوہ نفسانی سے مسلمانوں کی نماز اور مسجد کی خرابی گوارا کر کے اس کی حمایت بیجا اور امامت قائم رہنے پر اصرار کرتے ہیں آیا اس شخص کو سنی کہا جائے گا یا دوسرے مذہب میں شمار کیا جائے گا یا کسی میں نہیں، اور باوجود ان سب امور کے اس کی توبہ کا اعتبار ہوگا یا نہیں، اور ایسے شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اُسے امامت سے موقوف کر کے کسی شخص سنی صحیح العقیدہ واقف مسائل و قواعد قرأت کو جس کی امامت پر کوئی فتنہ اور اختلاف اور جماعت کی کمی اور مسجد کی ویرانی نہ ہو اس کی جگہ مقرر کرنا اور اس کی حمایت کرنے والوں کو حمایت سے باز آنا ضرور ہے یا نہیں؟ بینوا اتوجروا

الجواب:

جو شخص مسائل نماز سے جاہل ہو اس کی امامت میں احتمال قوی نماز کے فساد و خرابی کا ہے کہ اس سے اکثر باتیں ایسی واقع ہوں گی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی یا اس میں نقصان آئے گا۔ اور بسبب جہالت کے اُن پر مطلع نہ ہوگا اور اُن کی اصلاح نہ کر سکے گا اسی طرح جو شخص مخارج و صفات و حروف و قواعد تجوید سے آگاہ نہ ہو عجب نہیں کہ اُس کے پڑھنے میں قرآن میں ایسا تغیر واقع ہو جائے جو بالاتفاق یا ایک مذہب پر موجب فساد نماز کا ہو کیا بلا ضرورت ایسے شخص کو امام کرنا نماز میں کہ عماد اسلام و افضل اعمال ہے بے احتیاطی

اور امر شرع میں مدابنت و سہل انگاری نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکم ان یقبل للہ صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فأنهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ^۱ رواہ الحاکم فی المستدرک۔	اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز قبول کرے تو چاہئے کہ تمہارے بہتر اہمیت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان۔ اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ (ت)

زید کے اکثر افعال مذکورہ فی السوال فسق و گناہ کبیرہ ہیں اور خدا اور رسول کی نافرمانی و ناراضی کے باعث خلق خدا کو گمراہ کرنا راہ حق سے
پھیرنا علمائے اہلسنت کی اہانت و تحقیر، اُن کی افتراء و بہتان، خدا اور رسول جن کی تعظیم کا حکم دیں خلق خدا کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا فحش
گالیاں خود کبیرہ ہیں موجب فسق مسقط شہادت خصوصاً جبکہ مسجد میں ہوں جہاں دنیا کا مباح کلام بھی نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ^۲
لکڑی کو کما ورد فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے منقول ہے۔ ت) وعظ علماء سے ناخوش ہونا اور انھیں وعظ سے منع کرنا ظلم عظیم ہے، حق سبوت، تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَلَّى فِي خَرَابِهَا ^۳ ۔	کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو روکے خدا کی مسجدوں کو اس بات سے کہ ان میں ذکر کیا جائے اُس کا نام اور کوشش کرے اُن کے ویران ہونے میں۔

اسی طرح وعظ علماء کو مکروہ سمجھ کر کہ نہ سُننا اور وہاں چلا جانا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدْ مَتَّ يَدَاهُ ^۱ إِنَّا جَعَلْنَا	اور کون زیادہ ستم گار ہے اس سے جو نصیحت کیا گیا اپنے رب کی آیتوں سے تو ان سے منہ پھیر لیا اور بھول گیا

^۱ مستدرک للحاکم کتاب المغازی والسرایا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۲/۳

نوٹ: مستدرک میں "ان یقبل اللہ صلاتکم" کی جگہ "ان تقبل صلوٰتکم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

^۲ احیاء علوم الدین فضلیۃ المسجد الخ مطبوعہ مطبعۃ المشد الحسن قاہرہ ۱۵۲/۱

نوٹ: احیاء علوم الدین سے کافی جدوجہد کے بعد یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ملی ہے "الحدیث فی المسجد یا کل لحسنات کما تکل لبہائم
الحشیش" مسجد میں دنیاوی گفتگو نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح جانور گھاس پھوس کھا جاتے ہیں۔ اس حدیث میں آگ، لکڑی کا ذکر
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم نذیر احمد سعیدی۔

^۳ القرآن ۱۱۴/۲

جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے، بیشک ہم نے کر دے اُن کے دلوں پر پردے اُس کے سمجھنے سے اور ان کے کانوں میں ٹیٹ۔	عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةٌ أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا¹

مسلمانوں کے ساتھ عیاری و چالاکی اور انہیں دھوکے دینا فریب میں ڈالنا ایسے افعال کر کے جن کے سبب لوگوں کی نماز ان کے پیچھے خراب ہو ان کی تسکین کے لئے بظاہر توبہ کرنا اور انہیں باتوں کا مرتکب رہنا فتنہ ہے کہ اللہ کے نزدیک قتل ناحق سے زیادہ سخت ہے اور عذاب جہنم کا موجب۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے اور فتنہ قتل سے بدتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے بلاشبہ وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن خواتین کو فتنہ میں ڈالتے ہیں پھر توبہ نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلانے والا عذاب ہے۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ² وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ³

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے عرشِ خدا کانپ جاتا ہے اور حق سبحانہ، تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے"⁴۔

اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبة میں، ابویعلیٰ نے مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے کامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)	رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة و ابویعلیٰ فی مسنده و البیہقی فی شعب الایمان عن انس بن مالک و ابن عدی فی الكامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جب فاسق کی مدح خدا کو اس قدر ناپسند ہے تو رؤسائے اہل بدعت کی تعریف کس قدر موجب اس کی ناراضگی کی ہوگی بدل اہل بدعت سے محبت و عقیدت سے دُور دُور سے انکے پاس جانا اُن کی ترویج

¹ القرآن ۱۸/۵۷

² القرآن ۲/۲۱۷

³ القرآن ۸۵/۱۰

⁴ شعب ایمان باب فی حفظ اللسان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴/۲۳۰

مذہب میں ساعی رہنا اور سیئوں کی تعزیر کو انھیں گالیاں دینا اُس مذہب پر تبرّا کرنا ذوالوحسین ہونا جس پر وعید شدید وارد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ذوالوحسین کو قیامت میں دوزبائیں آگ کی دی جائیں گی" ^۱۔
حرکتِ شیعہ کی مذمت سے مشغول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا دھوکا دینا چاہتے ہیں خدا اور مسلمانوں کو اور حقیقت میں نہیں فریب میں ڈالتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں خبر نہیں۔	قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يُخَذُّعُونَ اللَّهَ وَلَئِنَّ أَمْنًا وَمَا يَخْذَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ②

اور فرماتا ہے:

جب مسلمانوں سے ملیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ٹھٹھا کرتے ہیں۔	إِذَا قَالُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ③

الغرض زید کے فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور نماز فاسق کے پیچھے مکروہ ہے۔ علماء حکم دیتے ہیں کہ اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھے بلکہ دوسری مسجد میں چلا جائے، اور جن لوگوں کے نزدیک جمعہ چند مسجدوں میں جائز نہیں ہوتا وہ بضرورت جمعہ اُس کی اقتدار وار کتے ہیں اگر اس طرح اُس کا امامت سے روکنا نہ بن پڑے، امام علامہ محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الممام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جبکہ قول مفتی بہ یہ ٹھہرا کہ جمعہ بھی چند مسجدوں میں ہو جاتا ہے تو نماز جمعہ میں بھی اُس کی اقتدا مکروہ ہے کہ دوسری مسجد چلا جانا میسر ہے،

بحر الرائق میں ہے شارح وغیرہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب فاسق کو امامت میں پڑھ لیا جائے البتہ دوسری نمازوں کے لئے کسی دوسری مسجد میں چلا جانا چاہئے، اور معراج میں اس کی علت یہ بیان کی کہ جمعہ کے علاوہ	فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَذَكَرَ الشَّارِحُ وَغَيْرُهُ أَنَّ الْفَاسِقَ إِذَا تَعَدَّرَ مَنَعَهُ يَصِلُ الْجُمُعَةَ خَلْفَهُ وَفِي غَيْرِهَا يَنْتَقِلُ إِلَىٰ مَسْجِدٍ أُخَرَ وَعَلَّلَ لَهُ فِي الْمَعْرَاجِ بَأَنَ فِي غَيْرِ الْجُمُعَةِ يَجِدُ أَمَامًا غَيْرَهُ فَقَالَ فِي

^۱ مجمع الزوائد باب فی الوحسین والساہین مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۹۵/۸

^۲ القرآن ۹/۲

^۳ القرآن ۱۳/۲

فتح القدیر وعلى هذا فيكرة الاقتداء به في الجمعة اذا تعددت اقامتها في المصر على قول محمد وهو المفتى به لانه سبيل من التحول ح¹ (حينئذ)	بقیہ نمازوں میں دوسرا امام میسر آسکتا ہے، تو فتح القدیر میں کہا کہ اس بنا پر نماز جمعہ میں بھی فاسق کی اقتداء مکروہ ہوگی کیونکہ امام محمد کے قول کے مطابق شہر میں متعدد جگہ جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی قول پر فتویٰ ہے لہذا جمعہ میں بھی دوسری جگہ منتقل ہونا ممکن ہے (ت)

معذا تکثیر جماعت شرع کو مطلوب ہے اسی واسطے جن کی امامت میں احتمال لوگوں کی قلت رغبت و کمی جماعت کا تھا انکی اقتداء مکروہ ٹھہری مثل اعرابی و غلام ولد الزنا پس جس شخص سے لوگ اپنے دین کو وجہ سے تنفر تام رکھیں اور جو اُس کے حال سے آگاہ ہوتا جائے نماز چھوڑتا جائے اس کی امامت شرع کو کیونکر پسند آئے گی۔

في البحر الرائق واما الكرهة فمبنية على قلة رغبة الناس في الاقتداء بهؤلاء فيؤدي الى تقليل الجماعة المطلوب تكثير اللاجر²۔	البحر الرائق میں ہے کراہت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی اقتداء کی رغبت لوگوں میں کم پائی جاتی ہے اس وجہ سے جماعت میں حاضری کم لوگوں کی ہوگی اور حالانکہ کثرتِ اجر کے پیش نظر جماعت میں کثیر افراد کی حاضری مطلوب ہے (ت)

علاوہ بریں افعال مذکورہ زید مجرد فسق ہی نہیں بلکہ دلیل واضح ہیں اس پر کہ وہ سخت بدعتی غالی مکلب اور مذہب حق کا دشمن اور خلقِ خدا کو گمراہ کرنے والا ہے تو اب کراہت بہ نسبت پہلے کے بہت زائد ہوگئی کہ فسق فی الاعمال و فسق فی العقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے، کبیری شرح منیہ میں ہے:

ويكره تقديم المبتدع ايضاً لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئاً على خلاف ما يعتقده اهل السنة والجماعة³۔	بدعتی کو امام بنانا بھی مکروہ ہے کیونکہ وہ اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہے اور ایسا آدمی عملی فاسق سے بدتر ہے کیونکہ عملی فاسق اپنے فسق کا اعتراف کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور اللہ سے معافی کا خواست گار ہوتا ہے بخلاف بدعتی کے اور بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو اہلسنت و جماعت کے عقائد کے خلاف کوئی دوسرا عقیدہ رکھتا ہوں۔ (ت)

¹ البحر الرائق، باب الامامة، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۳۴۹/۱

² البحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۸/۱

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامة الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

یہاں تک تو مجرد کراہت تھی اب جبکہ اُس کے حالات سے معلوم ہوا کہ اپنا وہ کوئی عقیدہ نہیں رکھتا بلکہ بعض اہل بدعت جو بات کہہ دیں وہ اس کے نزدیک مسلم ہوتی ہے حتیٰ کہ ان کے کفریات کو مسلم رکھتا ہے اور اس کی ترویج میں بجان و دل سعی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ بدعت اس کی حد کفر تک پہنچی ہے اور انتہا اس کے عقیدہ زائغہ کی نہیں معلوم ہو سکتی بلکہ جب اپنے اُن پیشواؤں کو بھی گالیاں دیتا اور ان کے مذہب سے تبرّا کرتا ہے تو ظاہر اس کے حال سے یہ ہے کہ وہ محض زندیق ملحد بے دین ہے جسے کسی خاص کسی مذہب سے غرض نہیں بلکہ مجرد مخالفت دین اسلام و مذہب اہل سنت منظور ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز قطعاً باطل و حرام ہے۔

فی البحر الرائق قیدہ فی المحيط والخلاصۃ والمجتبیٰ وغیرہا بان لایکون بدعتہ تکفرہ فان کانت تکفرہ فالصلاۃ خلفہ لاتجوز ^۱ ۔	بحر الرائق میں ہے محیط، خلاصہ، مجتبیٰ وغیرہ میں ہے اس کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہو، اگر اس کی بدعت حد کفر تک پہنچی تو اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی۔ (ت)

کبیری میں ہے:

انما یجوز الاقتداء بہ مع الکراہۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا ^۲ ۔	کراہت کے ساتھ اس کی اقتداء اسی صورت میں جائز ہے جب اس کا اعتقاد حد کفر تک نہ پہنچا دے اگر وہ حد کفر تک پہنچاتا ہے تو بالکل اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی۔ (ت)

اور بعد امتحان و تجربہ کے ظاہر کہ فریب مسلمانان کے لئے توبہ کرتا ہے اور ان عقائد و مکائد سے باز نہیں آتا ہر گز اس کی توبہ پر اعتبار نہ ہوگا خصوصاً امر نماز میں تمام اعمال سے افضل و اتم ہے جو لوگ ایسی توبہ پر اعتماد کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے اگر کسی شخص کے چور ہونے کا تمہیں یقین ہو گیا اور وہ بار بار توبہ کر کے پھر چوریاں کرتا ہو، آیا اس کی توبہ پر مطمئن ہو کہ پھر بھی اپنا مال اسے سپرد کر دو گے افسوس مال دنیوی کہ اللہ کے نزدیک محض حقیر و ذلیل ہے تمہاری نگاہ میں ایسا عزیز ٹھہرا کہ جس امر میں اس کے نقصان کا وہم بھی ہو اُس سے پرہیز کرو اور نماز کہ اللہ کو نہایت محبوب اور اس کے نزدیک بس عظیم ہے اس میں یہ مدہانت اگر بالفرض اس کی توبہ سچی اور صدق باطن سے ہو تاہم جب حال اس کا مشتبہ ہو چکا تو خواہ مخواہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کس نے فرض و واجب کیا، کیا ایسا کوئی شخص نہیں ملتا جو ان معائب سے بری اور اس کے پیچھے نماز بلا اشتباہ درست ہو، اور

^۱ بحر الرائق، باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۳۴۹/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی الامامۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

جو لوگ ایسے شخص کی حمایت کرتے ہیں نماز کے دشمن اور مسجد کی ویرانی اور اہل اسلام کے عمدہ شعار یعنی نماز کی بربادی چاہنے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۵۹۵: از رنگون مرسلہ انتظام علی صاحب اذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مرجہ ذیل مسئلہ میں: ایک شخص کا دہنا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے اس وجہ سے نیت باندھتے وقت ہاتھ اسکا گوش تک نہیں پہنچتا کہ اس کو مس کرے، اس سبب سے بعض لوگ اس کے پیچھے اقتداء کرنے سے انکار کرتے ہیں کیا موافق ان لوگوں کے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی؟

الجواب: خیال مذکور غلط ہے اُس کے پیچھے جواز نماز میں کلام نہیں، ہاں غایت یہ ہے کہ اسکا غیر اولیٰ ہونا ہے وہ بھی اس حالت میں کہ یہ شخص تمام حاضرین سے علم مسائل نماز و طہارت میں زیادت نہ رکھتا ہو ورنہ یہی حق و اولیٰ ہے۔

ردالمحتار میں ماتن کے قول "امرد، بیوقوف، مفلوج اور ابرص کے پیچھے نماز مکروہ ہے" الخ کے تحت ہے یہی حکم اس لنگڑے کا ہے جو اپنے قدم کے بعض حصے پر قیام کرتا ہو، پس اس صورت میں غیر لنگڑے کی اقتداء بہتر ہوگی، تاتار خانیہ صاحب جزام کا بھی یہی حکم ہے۔ برجنڈی، مقطوع الذکر پیشاب روک رکھنے والا اور وہ شخص جس کا ایک ہی ہاتھ ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ صوفیہ میں تحفہ کے حوالے سے یہی ہے اہ اور در مختار میں ہے نابینا شخص کی امامت مکروہ ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ قوم میں سب سے زیادہ عالم ہو تو اس صورت میں وہی امامت کے زیادہ لائق و افضل ہے اہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	فی ردالمحتار تحت قوله تكره خلف امرد وسفيه ومفلوج وابرص الخ وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاعتداء بغیره اولى تاتار خانية وكذا اجزم برجندي ومحبوب وحاقن ومن له يد واحد فتاوى الصوفية عن التحفة^۱ اه وفي الدر يكره امامة الاعشى الا ان يكون اعلم القوم فهو اولى اه^۲ ملخصاً واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۹۶: ایک شخص کی جوان بی بی بے پردہ باہر نکلی ہے بلکہ بازار میں بیٹھ کر کچھ سودا بیچا کرتی ہے پس اُس

^۱ ردالمحتار مطلب فی امامۃ الامرد مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۶/۴

^۲ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۸۳/۱

شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

اگر باہر نکلنے میں اس کے کپڑے خلاف شرع ہوتے ہیں مثلاً باریک کہ بدن چمکے یا اونچے سے اوچی گرتی پیٹ کھلا ہوا یا بے طوری سے اوڑھے پہنے جیسے دوپٹہ سر سے ڈھلکا، یا کچھ حصہ بالوں کا کھلا، یا زرق، برق پوشاک جس پر نگاہ پڑے اور احتمالِ فتنہ ہو یا اسکی چال ڈھال بول چال میں آثار بد وضعی پائے جائیں اور شوہران باتوں پر مطلع ہو کر باوصفِ قدرت بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ،

دیوث ہر وہ شخص ہے جس کو اپنی بیوی اور محرم پر غیرت نہ آئی ہو (اس کے پاس غیر مرد کے آنے سے) جیسا کہ دُر مختار میں ہے ایسا شخص فاسق ہے اور اس پر تعزیر واجب ہے۔ دُر مختار میں ہے اگر کوئی اپنی ذات کے بارے میں دیوث ہونے کا اقرار کرتا ہے یا اس فعلِ فحش میں معروف ہوا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب تک وہ دیوث کو حلال نہ جانے لیکن تعزیر میں مبالغہ کیا جائے گا الخ اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ت)	فان الديوث من لا يغار على امرأته او محرمة كما في الدر المختار وهو فاسق واجب التعزير في الدر لواقر على نفسه بالدياثة او عرف بها لا يقتل ما لم يستحل ويبالغ في تعزيره² الخ والفاسق تكره الصلاة خلفه۔

اور اگر ان شاعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں،

کیونکہ عورت بذاتہا بے پردہ رہنے اور مردوں سے اختلاط کی وجہ سے فاسق نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ گواہوں کی تعدیل اور تزکیہ کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس بنا پر اس کے خاوند پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ہندیہ میں ہے کہ اس عورت کی خاوند وغیرہ کے بارے میں تعدیل قبول کی خاوند وغیرہ کے بارے میں تعدیل قبول کی جائے گی جب وہ ایسی ہو کہ باپردہ باہر آئے اور مردوں سے اختلاط اور معاملات کرے، محیط سرخی میں اسی طرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	فان المرأة نفسها لا تفسق بمجرد كونها برزة تخالط الرجال حتى انها تصلح مزكية معدلة للسهود فلا شنعته بذلك على زوجها في الهندية يقبل تعديل المرأة لزوجها وغيره اذا كانت امرأة برزة تخالط الناس وتعاملهم كذافي المحيط السرخسي³ والله تعالى اعلم۔

¹ در مختار باب التعزير مطبوع مطبع مجتبائی دہلی ۳۲۸/۱

² در مختار باب التعزير مطبوع مطبع مجتبائی دہلی ۳۲۸/۱

³ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی فی الجرح والتعدیل مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۵۲۸/۳

مسئلہ نمبر ۵۹۹۷: از ماہرہ مطہرہ مرحلہ حضرت میاں صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں مدظلہ الاقدس ۳۰ ذی

الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) توتلے کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

(۲) ہٹلے کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

(۳) ایک شخص تھوڑی سی ایفون بغرض دوا کھاتا ہے اور اس کے سبب اسے نشہ نہیں ہوتا ایسے کی امامت مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) مذہب صحیح میں غیر توتلے کی نماز اس کے پیچھے باطل ہے، خیر یہ میں ہے: امامۃ الاثنی عشر بالفصیح فاسدۃ فی

الراجح الصحیح^۱ (توتلے کی امامت فصیح (غیر توتلے) کے لئے رائج اور صحیح قول کے مطابق فاسد ہے۔ ت)

(۲) اگر ہٹلا نماز میں نہ ہٹلائے جیسے بعض لوگوں کا ہٹلانا وقت غضب سے مخصوص ہوتا ہے صرف غصہ میں ہٹلانے لگتے ہیں

ویسے صاف بولتے ہیں یا بعض کا ہٹلانا بے پروائی کے ساتھ ہوتا ہے اگر تحفظ و احتیاط کریں تو کلام صاف ادا ہو ایسے لوگوں کو دیکھا

گیا کہ باتوں میں ہٹلاتے ہیں اور اذان و نماز و تلاوت میں اس کا کچھ اثر نہیں پایا جاتا ایسی صورت میں تو کلام نہیں کہ وہ حق نماز

میں خود فصیح ہے اور جو ہو جگہ ہٹلائے اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ ایک وہ کہ ان کی تکرار میں بعض حروف معین ہیں مثلاً کاف یا چ یا پ کہ جہاں رکیں گے ان ہی حروف کی تکرار کریں گے یا

گھبرا کریں اس کرنے لگتے ہیں ان کے پیچھے فساد نماز بدیہی ہے۔

۲۔ دوسرے وہ کہ جس کلمہ پر رکتے ہیں اسی کے اول حرف کی تکرار کرتے ہیں، اس صورت میں اگرچہ حرف خارج نہیں بڑھتا

بلکہ اسی کلمہ کا ایک جزو مکرر ادا ہوتا ہے مگر از انجا کہ حرف بوجہ تکرار لغو و مہمل و خارج عن القرآن رہ گیا ان کے پیچھے بھی نماز

فاسد ہے، در مختار میں توتلے کے پیچھے فساد نماز کا حکم لکھ کر فرماتے ہیں:

توتلے کے بارے میں مختار اور صحیح حکم یہی ہے اور اسی طرح وہ شخص ہوگا جو حروف تہجی میں سے کسی حرف کی ادا پر

هذا هو الصحيح المختار في حكم الاثنی عشر وكذا من لا يقدر على التلفظ

^۱ فتاویٰ خیر یہ کتاب الصلوٰۃ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/۱

بحرف من الحروف اولایقدر علی اخراج الفاء الابتکرار ^۱ ۔	قادر نہ ہو یا ف کو بدون مکرر کرنے کے ادا نہ کر سکے۔ (ت)

نور الایضاح و مرآتی الفلاح میں ہے:

لا یصح اقتداء من به الفأفة بتکرار الفاء والتمتة بتکرار التاء فلا یتکلم الابہ ^۲ اھ ملخصاً	اس شخص کی اقتداء درست نہیں جس کو فافا کا عارضہ ہو یعنی ف کو تکرار سے پڑھتا ہو یا تمتہ کا عارضہ ہو یعنی ت کو تکرار سے پڑھتا ہو یعنی جب بھی ایسے حروف کو بولتا ہے تو وہ حرف تکرار سے ادا ہوتا ہے اھ ملخصاً (ت)

تیسرے وہ کہ بھلاتے وقت نہ کوئی حرف غیر نکالتے ہیں نہ اسی حرف کی تکرار کرتے ہیں بلکہ صرف رک جاتے ہیں اور جب ادا کرتے تو ٹھیک ادا کرتے ہیں ایسوں کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ ہندیہ میں ہے:

الذی لایقدر علی اخراج الحروف الابالجهد ولم یکن له تمتمة او فافاة فاذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحة لایکره ان یکون اماماً هکذا فی المحيط۔ ^۳	وہ شخص جو کوشش کے بغیر ادائے حروف پر قادر نہ ہو نہ تو وہ تکرار کرتا ہو اور نہ ہی تکرار ف توجب حروف ادا کرتا صحیح ادا کرتا ہے، تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ نہیں۔ محیط میں یونہی ہے۔ (ت)

رہا یہ کہ کوئی کراہت بھی ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ان کا رکنا اتنی دیر نہ ہوتا جس میں ایک رکن ادا کر لیا جائے جب تو کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور اگر اتنی دیر ہو تو اگرچہ بوجہ سہو اس قدر سکوت موجب سجدہ سہو ہے اور بلا عذر کراہت تحریم کما یظهر من التنویر والدر والغنیة ورد المحتار (جیسا کہ تنویر، در، غنیہ اور رد المحتار میں اس کا بیان واضح ہے۔ ت) اور اگر ان کا رکنا بغیر ہے جس طرح جمائی یا چھینک یا کھانسی وغیرہا عذر کے باعث بعض اوقات سکوت بقدر ادائے رکن ہو جاتا ہے تو ظاہراً یہاں وہ حکم نہیں، ہاں اس میں شک نہیں کہ ان کا غیر ان سے اولیٰ ہے جبکہ بہ سبب حاضرین سے اعلم باحکام طہارت و نماز نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نشہ جو ہمارے محاورے میں سکر و تفتیر دونوں کو عام ہے اور بنفس حدیث دونوں حرام اُس کے یہی معنی نہیں کہ زمین و آسمان یا مرد و عورت میں امتیاز نہ رہے یہ تو اس کی انتہا اور نشہ کی ابتدا انتہا دونوں حرمت میں یکساں پس اگر ایون کے سبب کچھ بھی اس کی عقل میں فتور یا حواس میں اختلال پیدا ہو تو کسی وقت پینک آتی ہو

^۱ دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۵/۱

^۲ مرآتی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیہ الطحاوی باب الامامة مطبوعہ نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۱۵۷

^۳ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً غیرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶/۱

بیٹھے بیٹھے اونگھ جاتا ہو کسی وقت گردن ڈھلتے یا آنکھیں چڑھ جاتیں اُن میں لال ڈورے پڑتے ہوں جیسے یہ لوگ اپنی اصطلاح میں کیف و سرور کہتے ہیں تو یہ سب صورتیں حرام ہیں اور اُن کا مرتکب فاسق اور اس کے پیچھے نماز مکروہ بلکہ اگر صاف اتنا ہی ہوتا کہ جس دن نہ کھائے جمائیاں آئیں، اعضا کھنٹی ہو، دورانِ سر ہو، تاہم حرمت میں شک نہیں کہ ترک پر خمار پیدا ہونا صاف بتا رہا ہے کہ استعمال بطور دوا نہیں، نفس اس کا خوگر ہو گیا ہے اور بلا غرض مرض اپنی طلب و شوق سے اُسے مانگتا ہے اور یہ صورت خود ناجائز ہے اگرچہ نشہ نہ ہو بلکہ حقیقتاً یہ حالت اُسی کو پیدا ہوگی جس دماغ میں افیون اپنا عمل ناجائز کرتی ہو ورنہ مجرب دوا کا ترک خمار نہیں لاتا، ہاں اگر ان سب حالتوں سے پاک ہے اور واقعی صرف حالتِ مرض میں بقصد دوا اتنی قلیل مقدار پر استعمال کرتا ہے کہ نہ اُس کے کھانے سے سرور آتا ہے اور نہ چھوڑنے سے خمار، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

البنج والافیون استعمال الکثیر السکر منه حرام مطلقاً واما قلیل فان کان لہو حرم وان للتداوی فلا ^۱ انتھی ملتقطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	بھنگ اور افیون کا استعمال کثیر کہ اس سے نشہ پیدا ہو تو ہر حال میں حرام ہے، اگر قلیل ہو تو لہو کے لئے حرام ہے اور بطور دوائی حرام نہیں انتی تلخیصاً (ت)

مسئلہ نمبر ۶۰۰: ۲۴ صفر المظفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زمین اپنی بنام مسجد وقف کی ایک زمانے تک مہتمم مسجد کے قبضہ میں رہی اور کرایہ مسجد میں خرچ ہوتا رہا پھر باغوائے بعض ہنود زید نے ایک کچہری میں کرایہ دار پر خود کرایہ پانے کا دعوٰی کیا مہتمم مسجد جس کے متعلق اس زمین کا اہتمام تھا اور وہی مسجد کا امام ہے مسجد کے نام کے کرایہ نامہ وغیرہ کاغذات اُس کے پاس تھے اس کچہری میں موافق مسجد رہا کہ دعوٰی خارج ہو زید نے پھر دوسری کچہری میں دعوٰی مالکیت کیا اب وہ مہتمم زید سے مل گیا مقدمہ کی پیروی نہ کی نہ مسجد کی طرف سے کاغذات ثبوت پیش کئے عدم پیروی کی وجہ سے مقدمہ خلاف مسجد تجویز ہوا مسلمانوں نے مسجد کی طرف سے اپیل کیا اس کچہری میں کاغذات سے مہتمم نے صاف انکار کر دیا کہ زمین قبضہ مسجد سے نکل گئی اس صورت میں مہتمم مذکور مسجد کا مہتمم یا امام رکھے جانے کے قابل ہے یا نہیں؟ اسے امام مقرر کرنا کیسا ہے؟ اور اب کہ مسلمان اس کی حرکت کے باعث ناراض ہیں اُسے امام بننا کیسا ہے؟ بیینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مذکورہ میں مہتمم خان مجرم فاسق ہے اسے مہتمم رکھنا حرام، امام بنانا گناہ، اسے امام

^۱ ردالمحتار کتاب الاثریہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۲۵/۵

بنانا جائز، اگر امامت کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ در مختار میں :

ینزع وجوباً بزازیة لو الواقف درر فغیرہ بالاولی غیر مامون^۱۔	وقف شدہ مال چھیننا واجب ہے کذا فی البزازیہ اگر واقف پر اطمینان نہ ہو یعنی خائن ہو کہ کذا فی الدرر تو خیانت کی صورت میں غیر واقف سے مال چھیننا بطریق اولی جائزہ ہو گا۔ (ت)

غنیہ میں ہے: لو قد موافسقا یا ثمنون^۲ (اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کر دیا تو گنہ گار ہوں گے۔ ت)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی من امر قوماً وہم لہ کارہون^۳ ایک
وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کی امامت سے راضی نہ ہوں یعنی جبکہ یہ ناراضی اُس میں کسی نقص شرعی کی وجہ سے
ہو جیسا کہ یہاں ہے کما فی الدرر وغیرہ^۴ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۰۱: از مونڈیا ضلع بریلی غرہ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ جو شخص رشوت لیتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور جو شخص اپنی زوجہ کو باہر
نکلنے سے منع نہیں کرتا اور پردہ نہیں کرتا اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟
الجواب:

رشوت لینا حرام رشوت لینے والے کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے، اور اگر عورت بے ستر نکلتی ہے جیسے بلاد ہند یہ کے ننگے کپڑے
اور شوہر اس کا باوصف اطلاع و قدرت باز نہیں رکھتا تو فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ روئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۶۰۲: از پبلی بھت محلہ منیر خاں مرسلہ مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ
میں بعد فرض ظہر مغرب و عشاء کے سلام پھیرتے ہی یمین و یسار کی جانب رخ کر کے اللهم انت السلام ومنك
السلام پڑھ کر سنتیں پڑھا کرتا ہوں مولوی حبیب الرحمن سہارن پوری نے مجھ سے کہا

^۱ در مختار، کتاب الوقف، مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی، ۳۸۳/۱

^۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

^۳ المعجم الکبیر جنادة بن ابی امیة ترجمہ ۲۱۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲/۲۸۲

^۴ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۸۳/۱

کہ فقہاء بعد ان فرضوں کے جن کے بعد تطوع ہے ترک استقبال قبلہ کو منع لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان فرضوں کے بعد اسی ہیأت پر رہے اور فوراً تطوع میں مصروف رہے اس پر خلیل الرحمن نے یہ کہا کہ تعامل حرمین میں بھی یوں ہی ہے۔ میں نے کتابوں میں دیکھا تو کہیں ممانعت نہ ملی صرف اتنا ملا کہ جن فرضوں کے بعد تطوع ہے مقدار اللھم انت السلام سے زیادہ توقف نہ کرے اس مسئلہ میں جو حضور کے نزدیک صواب ہو افادہ فرمائے تاکہ میں اس کے مطابق عمل کروں بلکہ مناسب تو یہ ہوگا کہ عربی عبارت میں بطور اختصار اس کو قلمبند فرمائیے۔

الجواب:

سب تعریف اللہ کے لئے جو وحدہ، لا شریک ہے امام الانام سید الانبیاء نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی طاہری حیات سے لے کر اب تک امام کے لئے بطور سنت منقول ہے کہ جو شخص سلام کے بعد کچھ ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو قبلہ سے رُخ پھیرے۔ قدیم زمانہ سے یہ حکم تمام نمازوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور تکمیل نماز کے بعد اس کے لئے قبلہ رُخ رہنا مکروہ ہے۔ ان دونوں باتوں کی تصریح بڑے بڑے علمائے اسلام نے فرمائی، پس حق تمہارا ساتھ ہے اور تمہارے مخالف نے جو کچھ کہا وہ فقہاء کرام پر تہمت ہے، ہمارے نہایت ہی فاضل محقق محمد بن محمد بن محمد المعروف ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ وہ اپنی جگہ قبلہ رُخ نہ ٹھہرا رہے اور اس حکم میں تمام نمازیں برابر ہیں اور فرمایا کہ قبلہ رُخ رہنے کی کراہت پر متعدد علماء نے تصریح کی ہے اھ، اور امام ابوداؤد نے سنن میں، حاکم نے مستدرک میں ابور مشر رضی اللہ

الحمد لله وحده السنة المتوارثة للامام من لدن امام الانام سيد الرسل الكرام عليه وعليهم افضل الصلوٰۃ والسلام هو الانصراف من القبلة لمن اراد مكثاً ما بعد السلام، كل الصلوٰۃ في ذلك متساوية الاقدام وصرح بذلك وبكراهة بقاءه مستقبل القبلة بعد التمام غير واحد من العلماء العظام فالحق معكم وما زعم مخالفكم فقد افتوى فيه على الفقهاء الفخام قال البولي المحقق محمد بن محمد بن محمد الشهير بأبن امير الحاج في الحلية شرح المنية ناقلاً عن الذخيرة. اذا كان فرغ الامام من صلاته اجمعوا الى انه لا يمسك في مكانه مستقبل القبلة، سائر الصلوات في ذلك على السواء قال وقد صرح غير واحد بانہ يكره ذلك اه¹. وقد اخرج الامام ابوداؤد

¹ حلية المحلى شرح منية المصلى

تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرمایا کہ میں نے یہ یا اسکی مثل نماز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پاس صفِ اول میں کھڑے ہوتے تھے اور ایک آدمی جو تکبیرِ اولیٰ سے نماز میں شامل ہوا تھا اُٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرنی شروع کر دی حضرت عمر اس کی طرف فی الفور بڑھے اور کاندھے سے پکڑ کر حرکت دی اور کہا بیٹھ جاؤ اہل کتاب نہیں ہلاک ہوئے مگر اس لئے کہ وہ اپنی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا اور فرمایا اے ابن خطاب اللہ تعالیٰ نے تیری رہنمائی فرمائی ہے قلت (میں کہتا ہوں) یہ صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات پر نص ہے کہ جس نماز کے بعد نوافل ہوں اس میں بھی امام قبلہ سے رخ موڑے اور قبلہ رخ سے موڑنے پر کوئی نہی وارد نہیں (یعنی انصراف سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں) اگرچہ بعض حضرات نے قبلہ رخ بیٹھنے کی کراہت کو اس صورت کے ساتھ خاص کیا جبکہ امام بیٹھنے کے بعد کوئی نماز نہ پڑھنا چاہتا ہو جیسا کہ غنیہ میں خلاصہ کے حوالے سے ہے واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

فی سننہ والحاکم فی المستدرک عن ابی رمثۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت هذه الصلوة او مثل هذه الصلوة مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان ابوبکر وعمر یقومان فی الصف المقدم عن یمینہ - و کان رجل قد شہد التکبیرۃ الاولی من الصلاۃ یشفع فوثب الیہ عمر فأخذ بمنکبہ فہزہ ثم قال اجلس فإنه لم یہلک اهل الکتاب الا انہم لم یکن بین صلوتہم فصل فرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بصرہ فقال اصاب اللہ بک یا بن الخطاب¹ (ملخصاً) قلت فهذا نص عن صاحب الشریعة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی انفتالہ عن القبلة بعد صلوة یتبعہا تطوع فلا وجہ للنہی عنہ وان خص بعض کراہۃ المکث مستقبلاً بمالاتہوی بعده کما فی الغنیۃ عن الخلاصۃ واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم۔

¹ سنن ابوداؤد باب فی الرجل یتطوع فی مکان الخ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۴۴۱ھ، المستدرک للحاکم کتاب الصلوة لم یملک اہل الکتاب الخ مطبوعہ

مسئلہ نمبر ۶۰۳: از تحصیل جل گاؤں جامود ضلع آٹولہ ملک برار مرسلحاجی شیخ عبدالرحیم ولد تاج محمد صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف

۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مبروص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں یعنی جس کا تمام جسم عارضہ برص سے سفید ہو گیا ہو اس کی امامت کے لئے کیا حکم ہے اور اس ملک دکن میں اکثر لوگ ماہ محرم الحرام میں سواری اپنے مکان پر بٹھا لیتے ہیں اور اس کو فعل صاحب کی سواری کہتے ہیں اکثر لوگ اس سے منٹیں مانگتے ہیں اور چڑھاوا وغیرہ بہت کچھ چڑھاتے ہیں کیا ایسے شخص کے پیچھے جو اپنے مکان پر سواری بٹھائے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے فی الدر المختار تکرہ خلف ابرص شاع برصہ^۱ (در مختار میں ہے ایسے برص والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس کا برص پھیل گیا ہو۔ ت) سواری مذکور بٹھانا اور اس سے منٹیں مانگنا بدعت جہال ہے کہ فسق عقیدہ یا فسق عمل سے خالی نہیں اور اہل بدعت و فساق کے پیچھے نماز سخت مکروہ فی الدر المختار الفاسق کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال^۲ (رد المحتار میں ہے کہ فاسق بدعتی کی طرح ہے اس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

از بدایوں مدرسہ قادریہ

مسئلہ نمبر ۶۰۴:

کیا فرمایا ہے شرع مطہر نے اس مسئلہ میں کہ بخشش ولد الحرام المومن کی ہوگی یا نہیں اور بشرط قابلیت امامت کے نماز میں امام بنایا جائے گا یا نہیں؟ اور طریقہ ازروئے قواعد طریقت کے بانسبت اور مرتبہ عرفان پاسکتا ہے یا نہیں؟ اور استخلاف اس طریقہ کا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی شیخ اپنے کادر صورت حصول قابلیت جانشین ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور شیخ کو سند خلافت اُس کو دینا جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہر مومن جس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور مومن عند اللہ وہی قابل مغفرت ہے اور اس کا انجام یقیناً جنت کما نطق بہ النصوص واجمعت علیہ علماء السنۃ والجماعۃ (جیسا کہ اس پر نصوص کی تصریح اور علماء اہلسنت وجماعت کا اجماع ہے۔ ت) ولد الزنا کی امامت مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے جبکہ وہ سب حاضرین میں مسائل طہارت و نماز کا علم زائد نہ رکھتا ہو،

^۱ در مختار، باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی، ۸۳/۱

^۲ رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱۴ھ

فی الدرالمختار کمرہ امامۃ عبد و اعرابی و ولد الزنا کی امامت مکروہ ہے البتہ اس صورت میں مکروہ نہیں جبکہ وہ دوسری قوم سے زیادہ صاحب علم ہو۔ (ت)	در مختار میں ہے غلام، اعرابی، ولد الزنا کی امامت مکروہ ہے البتہ اس صورت میں مکروہ نہیں جبکہ وہ دوسری قوم سے زیادہ صاحب علم ہو۔ (ت)

پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ دوسرا قابل امامت موجود ہو اور اگر حاضرین میں صرف وہی لائق امامت ہے تو اسے امام بنانا واجب ہوگا مرتبہ عرفان اہل حق کے نزدیک وہی ہے واللہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ^۲، (اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مختص فرمالتا ہے۔ ت) ولد الزنا پر خود اس گناہ کا الزام نہیں الزام زانی اور زانیہ پر ہے،

وقد سئل سید الطائفة جنید البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ هل یزنی العارف فأطرق ملبیاً ثم قال وكان امر الله قدر امقدورا۔	سید الطائفة جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کیا عارف زنا کر سکتا ہے؟ آپ تلبیہ کہتے ہوئے چل پڑے اور کہا اللہ کا امر مقدر و مقرر ہو چکا ہے۔ (ت)

اس کا استخلاف جبکہ وہ اس کا اہل ہو نظر شیخ عارف بصیر پر ہے اگر مصلحت دیکھے تو ممنوع نہیں اگر حال اس کا مشہور اور عامہ خلایق اس سے نفور ہوں اور سمجھے کہ کار دعوت الی اللہ اور ہدایت خلق اللہ بسبب تنفر ناس منتظم نہ ہوگا تو احتراز فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۰۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک بی بی زینب غیر منکوحہ اور دو بیبیاں صغریٰ اور کبریٰ منکوحہ ہیں زید عرصہ آٹھ سال سے بی بی زینب غیر منکوحہ سے بلا لحاظ و پاس اس کی عدم منکوحیت اور بلا شرم و حجاب اپنے ہمسروں اور ہچکچشموں کے مباشر اور ہم صحبت رہتا ہے اس صورت میں زید کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و جروا

الجواب:

اگر اس کا زانی ہونا ثابت و متحقق ہو جب تو اسے امام بنانے کی ہر گز اجازت نہیں کہ زانی فاسق ہے اور فاسق کو امام کرنا منع ہے غنیۃ میں ہے:

لو قدموا فاسقاً یا ثبوت بناء علی ان الکراهة	اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو لوگ گنہگار ہوں گے

^۱ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

^۲ القرآن ۱۰۵/۳

تقدیمہ کراہۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساهلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلاة وفعل ماینافیہا بل هو الغالب بالنظر الی فسقہ ¹ ۔	اس لئے کہ اس کی تقدیم برائے امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ امور دینیہ میں لاپرواہی برتتا ہے اور نماز کے لوازمات کی ادائیگی میں تساہل سے کام لیتا ہے ممکن ہے وہ نماز کی بعض شرائط ادا نہ کرے (یعنی چھوڑ دے) یا ایسا عمل کر دے جو نماز کے منافی ہو، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر اغلب ہے (ت)

اور اگر وہ لوگوں میں عام طور پر زانی مشہور ہو جب بھی اس کے امام بنانے سے احتراز چاہئے کہ اس صورت میں لوگ اس کی امامت سے نفرت کریں گے یہ امر باعث تقلیل جماعت ہوگا کہ مقاصد شرع کے خلاف ہے،

کما کرہوا امامۃ ولد الزنا لاجل ذلک وان لم یکن الاثم منہ۔	جیسا کہ فقہاء نے اسی حکمت کے پیش نظر ولد زنا کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے اگرچہ گناہ اس کی (اپنی ذات کی) طرف سے نہیں ہوا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۰۶: از گھور کھپور محمد شاہ معروف مکان مولوی محمد مسعود العاقبہ محمد عبدالقیوم صاحب مرحوم

۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ: بہرے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں حیث لامانع، ہاں غیر بہرا کہ مرجحات راجحات امامت میں بہرے سے کم نہ ہو افضل واولیٰ ہے کہ
نماز میں جس طرح حفظ طہارت بدن و ثوب و مصلیٰ و تصحیح جہت قبلہ کے لئے حاسہ بصر کی حاجت ہوتی ہے جس کے سبب بینا کو
اندھے بلکہ ضعیف البصر پر ترجیح دی گئی،

فی الدریکرہ امامۃ الاعشیٰ ونحوہ الاعشیٰ نہر ² ۔ فی ردالمحتار ہو سیئ البصر لیلا ونہارا	در مختار میں ہے نابینے کی امامت مکروہ ہے، اسی طرح اعشیٰ (ضعیف البصر) کی بھی، نہر۔ ردالمحتار میں اعشیٰ کا معنی رات اور دن کو کم دیکھنے والا لکھے ہیں۔

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی امامۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۸۳/۱

قاموس فہذا ذکرہ فی النہر بحثاً اخذاً من تعلیل الاعلیٰ بانہ لایتوقی النجاسة ¹	قاموس، اس کا ذکر نہر میں اعلیٰ کی علت کی بناء پر کیا گیا ہے کہ یہ بھی نجاست سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (ت)

یوں ہی حاسہ سمع کی بھی ضرورت پڑتی ہے اگرچہ نہ دو لٹا مگر نادر، بھی نہیں کہ انسان سے نسیان نادر نہیں اور وقت سہو امام، اصلاح مقتدیوں کے بتانے سے ہوتی ہے اور وہ سمع پر موقوف، جب اُس کا حس سامعہ موقوف ہے تو ان صورتوں کا وقوع متوقع جن میں اس کے نہ سننے کے سبب نماز فاسد یا مکروہ یا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو جائے مثلاً قعدہ اخیرہ چھوڑ کر اٹھا مقتدیوں کا بتانا نہ سنا، زائد کا سجدہ کر لیا، فرض باطل ہو گئے یا اولیٰ چھوڑا اور بتانے پر مطلع نہ ہو کر سلام پھیر دیا سجدہ سہو کے لئے بتایا گیا تو سمجھا کہ کوئی کچھ بات کرتا ہے تکلم کر بیٹھا، نماز بوجہ ترک واجب واجب الاعادہ رہی یا قرات میں وہ غلطی کی جس سے معنی میں تغیر اور نماز میں فساد ہو فتح مقتدین سُن کر صحیح ارادہ کر لیتا تو اصلاح ہو جاتی

علی ما ذکر فی الحلیۃ من احد القولین وهو الایسر الارفق کما لا یخفی۔	اس قول کی بنا پر جو حلیہ میں دو قولوں میں سے ایک ذکر ہے اور یہی آسان اور نرم ہے جیسا کہ مخفی نہیں (ت)

اس نے نہ سنا اور نماز فاسد کر لی الی غیر ذلک من وجوہ کثیرۃ (اس کے علاوہ متعدد وجوہ ہیں۔ ت) تو امامت کے لئے اصل واولیٰ وہی ہے جو وجوہ نقص سے خالی ہو لا جرم امام زلیحی نے تبیین الحقائق میں فرمایا کل من کان اکمل فہو افضل²۔ (جو بھی ہر لحاظ سے اکمل ہوگا وہی افضل ہوگا، ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۰: ایک شخص کریہہ الصوت اور بہرا ہے، دوسرا شخص کلام شریف اس سے اچھا پڑھتا ہے اور کریہہ الصوت نہیں ہے اور بہرا بھی نہیں ہے یعنی حواسِ خمسہ اس کے صحیح ہیں تو حالت مساوی العلم ہونے کے ان دونوں میں شرعاً مرجح لائق امامت کون ہو سکتا ہے بینو اب لبراہین والکتاب توجروا یوم الحساب (دلائل وبراہین اور کتاب اللہ سے بیان کرو اور روزِ حساب اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر اس شخص کے اس سے قرآن مجید اچھا پڑھنے سے مراد یہ حروفِ خارج سے صحیح ادا کرتا ہے اور وہ نہیں جیسے آج کل عالمگیر و با پھیلی ہے ا، ع، ہ، ح، ت، ط، ث، س، ص، ذ، ز، ظ میں تمیز نہیں کرتے جب تو اس بہرے کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوتی اگر باوصف قدرت کے سیکھے تو ادا کر سکے مگر نہ سیکھا غلط پڑھتا ہے جب تو نہ اس کی اپنی نماز ہوئی نہ اس کے پیچھے کسی دوسرے کی، اور اگر عاجز ہے جیسے تو تلاو غیرہ

¹ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۱۴۱۸ھ

² تبیین الحقائق باب الامامة والحدیث فی الصلوٰۃ مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیر یہ بولاق مصر ۱۳۴۱ھ

تو اس کی اپنی ہو جائے گی جبکہ کسی صحیح خواں کے پیچھے اقتداء نہ پاسکے نہ ایسی کوئی آیت ملے جسے وہ صحیح پڑھ سکے اور یہ دونوں بہت نادر نہیں تاہم صحیح مذہب پر صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے کسی طرح صحیح نہیں۔ کماحققناہ فی فتاؤنا (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) در مختار:

لا تصح صلاته اذا امکنه الاقتداء بمن یحسنه او ترک جهده او وجد قدر الغرض مما لا یلشغ فیہ هذا هو الصحیح المختار فی حکم الالشغ و کذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف¹۔	اس کی نماز اس صورت میں صحیح نہ ہوگی جب اسے ایسے شخص کی اقتداء ممکن ہو جو احسن انداز میں قرآن پڑھ سکتا ہے یا اس نے محنت و کوشش برائے صحت حروف ترک کر دی یا وہ بقدر فرض قرات وہ آیتیں حاصل کر لے جس میں تتلانا نہیں پایا جاتا، تو تلے کے بارے میں یہی صحیح تنفیج و مختار ہے اور اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حروف تنجی میں کسی حرف کے صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو۔ (ت)

خیر یہ وغیرہ میں ہے:

الراجح المقتی عدم صحة امامة الالشغ لغيره ممن ليس به لثغة²۔	راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ تو تلے کی امامت غیر تو تلے کے لئے صحیح نہیں ہے۔ (ت)

اور اگر یہ معنی کہ صحیح وہ بھی پڑھتا ہے مگر اس کی قرات و تجوید اس سے بہتر ہے تو اس صورت میں اگر اس کی کراہت اس حد تک ہے کہ لوگوں میں نفرت پیدا کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

فان من مسائل كراهة الامام مفرعة علی هذا الاصل وهوان من كان فيه تنفير الناس وقلة رغبتهم فامامته مكروهة كولد بغی و ابرص شاع برصه وغیرہما۔	کیونکہ کراہت امامت کے بعض مسائل اس ضابطہ پر مبنی ہیں وہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے ساتھ لوگوں کو نفرت اور قلت رغبت ہو اس کی امامت مکروہ ہے مثلاً ولد الزنا اور برص والا ایسا شخص کہ جس کا مرض برص پھیل گیا ہو وغیرہما (ت)

ولہذا تبیین میں فرمایا:

کل من كان اكمل فهو افضل لان	ہر وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو وہی افضل ہوگا کیونکہ

¹ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۵/۱

² فتاویٰ خیریہ، کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۰/۱

المقصود كثرة الجماعة ورغبة الناس فيه اكثر ¹ ۔	مقصود کثرت جماعت اور اس میں اکثر لوگوں کو رغبت ہے۔ (ت)

اور اگر یہ بھی نہیں تاہم تساوی علم یہ غیر بہر اس سے احق واولیٰ ہے۔ اٹکا تجوید قرأت میں اس سے زائد ہے در مختار میں ہے:

الاحق بالامامة تقدیماً بل نصباً العلم باحكام الصلوة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقرأة ² ۔	امامت میں آگے بڑھنے کے بلکہ ہمیشہ کے لئے امام مقرر کرنے میں زیادہ مستحق ولاق وہ شخص ہے جو صحت وفساد نماز کے مسائل سے زیادہ آگاہ ہو (علم میں اگر برابر ہوں تو) پھر زیادہ لائق امامت وہ شخص ہے جو تلاوت اور تجوید قرأت کے لحاظ سے اچھا ہو۔ (ت)

ثانیاً اُسکا بہر اہونا بھی اُس کی ترجیح کی ایک وجہ ہے کما بینناہ فی المسئلة الاولى (جیسا کہ مسئلہ اولیٰ میں ہم اسے بیان کر آئے۔ ت)

ثالثاً بہ نسبت اس کے خوش آوازی اور زیادہ مؤید ہے ولہذا وہ بھی مرجحات امامت سے شمار کی گئی۔ نور الایضاح مراقی الفلاح میں ہے: ثم الاحسن صوتاً للرغبة فی سماعه للخصوع³ (پھر وہ شخص جس کی آواز حسین ہو کیونکہ اس کے سننے میں رغبت اور خضوع پیدا ہوتا ہے۔ ت) لوگ اگر اس کے ہوتے ہوئے بہرے کو امام کریں گے شرعاً برا کریں گے، در مختار میں ہے: لوقدمو غیر الاولی ساء وابلّا ثم⁴ (اگر لوگوں نے غیر اولیٰ کو مقدم (پیش امام) کر دیا تو بغیر گناہ کے ان لوگوں نے برا کیا) یعنی ترک سنت کی وجہ سے بُرا کیا اور گنہگار نہ ہوئے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۰۸: از براہم پور ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایفونی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس نماز کے پھیرنے کا حکم ہو تو فقط ظہر و عشاء کی پھیری جائے یا فجر و عصر و مغرب کی بھی، اور ایفون کھانی کیسی ہے ایفونی فاسق مستحق عذاب ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

¹ تبیین الحقائق باب الامامة والحدیث فی الصلوة مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴۱ھ

² در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۲/۱

³ مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۳

⁴ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

الجواب:

ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے، صحیح حدیث میں ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کل مسکرو مفتراً ^۱ ۔ رواہ امام احمد و ابوداؤد عن ام المؤمنین ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کو نشہ لائے اور ہر چیز کو عقل میں فتور ڈالے حرام فرمائی۔ اسے امام احمد، اور امام ابوداؤد نے بسند صحیح ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اگر ایونی پینک کی زور میں ہو جب تو اس کی خود نماز باطل اور اس کے پیچھے اوروں کی بھی محض باطل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ ^۲	نماز کے قریب نہ جاؤ اس حالت میں کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (ت)

اور اگر ہوش میں ہو جب بھی اس کے پیچھے نماز ممنوع ہے:

لأن الصلوة خلف الفاسق تکرہ کراہۃ تحریم ^۳ کما حققه فی الغنیۃ وغیرہا	کیونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ اس مسئلہ کی تحقیق غنیہ وغیرہ میں کی ہے۔ (ت)

اگر پڑھ لی ہو تو نماز پھر فی ضروری ہے اگرچہ فجر خواہ عصر خواہ مغرب کا وقت ہو،

فإن كل صلاة ادیت مع کراہۃ تحریم تعاد وجوباً ^۴ کما فی الدر وغیرہ بل وکذا علی قول من قال بالتزیه فان الاعادة اکمال لا تنفل کما لا یخفی واللہ سبخنہ، وتعالیٰ اعلم۔	کہ ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے بلکہ اس کے قول پر بھی یہی حکم ہے جو اسے مکروہ تنزیہی قرار دیتا ہے کیونکہ اعادہ کمال ہے فالتواور بے فائدہ نہیں جیسا کہ واضح ہے واللہ سبخنہ تعالیٰ اعلم (ت)

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ما جاء فی السكر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۲۳/۲

^۲ القرآن ۴/۳۳

^۳ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی الاملاۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

^۴ در مختار باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/۱۷۱

تسلیم بصد تکریم کے بعد خدمت عالی میں عرض رساں ہوں آپ کے اصافِ حمیدہ کی تحریر سے بندہ قاصر ہے جناب کی خدمت میں نہ عرض کے لائق نہ طاقت چونکہ اس وقت ایک فتویٰ پر آپ کے دستخط اور مہر کی اشد ضرورت ہوئی خدمت عالی میں عرض رساں ہوں کہ عند اللہ وعند الرسول اپنے خاص دستخط اور مہر سے زینت بخشیں اس عاجز کو آپ کی قدم بوسی کی از حد تمنا ہے دُعا فرمائیں، فتویٰ یہ ہے:

تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس مسئلہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ امامت کے لئے افضل شخص کون ہوتا ہے؟ حرام زادہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا نہیں؟ جس شخص کو قوم بُرا جانے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا کیا ہے؟ اگر مسجد میں محلّہ کے امام سے کوئی افضل شخص موجود ہو تو امام کس کو بنانا اولیٰ ہے (ت)	ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ بامامت کدام شخص اولیٰ است وامامت احرام زادہ مکروہ تحریمی است یا نہ^۲ وامامت شخص بد پنداشتہ قوم مکروہ تحریمی است یا چہ واگر کسے^۳ در مسجد از امام حی افضل باشد بامامت کدام اولیٰ است بینوا توجروا

الجواب:

(۱) ہر وہ شخص جو طریقہ نماز میں زیادہ عالم و آگاہ ہے وہ امامت کے زیادہ لائق ہے اس کے بعد سب سے اچھا قاری، پھر سب سے صاحب تقویٰ، پھر زیادہ عمر والا لائق امامت ہے ہدایہ، عالمگیری، ملتقی البحر اور جامع الرموز میں اسی طرح ہے۔ (۲) حرام زادہ کی امامت مکروہ تحریمی ہے ہدایہ میں ہے غلام، اعرابی، فاسق، ناپینا اور ولد زنا کی امامت مکروہ ہے کیونکہ اس کا شفیق باپ نہیں جو اسے تعلیم دیتا لہذا اس پر جہالت غالب ہوگی اور (دوسری بات یہ ہے) کہ ایسے افراد کی تقدیم سے لوگ جماعت سے نفرت کریں گے لہذا ان میں سے ہر ایک کا امام بننا مکروہ ہے،	(۱) ہر کہ عالم تردد رسنت نماز بود و امامت آں اولیٰ است پست از آں اقرا ثم اورع ثم معمر است کما فی الهدایة والعلمگیریة وملتقی الابحر وجامع الرموز (۲) امامت حرام زادہ مکروہ تحریمی است لما فی الهدایة یکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعسی وولد الزنا لانه لیس له اب یشفقہ فیغلب علیہ الجہل ولان فی تقدیم هؤلاء تنفییر الجماعۃ فیکرہ^۱ و فی العلمگیریة وتجاوز امامۃ الاعرابی

^۱ الہدایۃ باب الامامۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱۰/۱

عالمگیری میں ہے اعرابی، نابینا، غلام، ولد زنا اور فاسق کی امامت جائز ہے، اسی طرح خلاصہ میں ہے مگر مکروہ ہے۔
 شرح الوقایہ میں ہے غلام، اعرابی، نابینا، بدعتی اور ولد الزنا کی امامت جائز ہے مگر مکروہ ہے جمع الرموز میں ہے اگر غلام، اعرابی، نابینا، فاسق، بدعتی اور ولد الزنا (یعنی وہ بیٹا جو وطی حرام لعینہ سے حاصل ہو) نے امامت کرائی تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ ملتقى الابحر میں ہے غلام، اعرابی، نابینا، فاسق، بدعتی اور ولد زنا سب کی امامت مکروہ ہے الخ۔

(۳) اسے برا جاننے کی وجہ اگر کسی امر شرعی کے باعث ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، کیونکہ عالمگیری اور قاضی خان میں ہے وہ شخص جس نے کسی قوم کی امامت کرائی حالانکہ وہ قوم اسے پسند نہیں کرتی پس اگر کراہت خود اس شخص میں کسی فساد کی وجہ سے ہو یا اس وجہ سے کہ اس سے دوسرے افراد امامت کے زیادہ لائق ہوں تو ان دونوں صورتوں میں شخص مذکور کو امامت کرانا مکروہ ہے۔

والاعشى والعبد و ولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة الا انها تكره¹ وفي نشرح فالوقاية امامة بنده و اعرابي وفاسق واعشى ومبتدع و ولد الزنا جائز بودے مکروہ باشد² وفي جامع الرموز فان ام عبد او اعرابي او فاسق او اعشى او مبتدع او ولد الزنا³ (ای ولد يحصل من وطئ حرام لعینہ) کرہ وفي ملتقى الابحر تكره امامة العبد والاعرابي والاعشى والفاسق والمبتدع و ولد الزنا⁴ الخ

(۳) اگر بد پنداشتیں باعث امر شرعی باشد امامت شخص بد پنداشتہ قوم مکروہ تحریمی ست لہذا فی العلمگیریہ وقاضی خان رجل ام قوما وهم له كارهون فان كانت الكرهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه کرہ لہ ذلک⁵۔

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من يصلح اماما لغيره مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۲۵/۱

² شرح الوقایہ فصل فی الجماعۃ مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱۷۵/۱

³ جامع الرموز فصل بمجر الامام مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۷۲/۱

⁴ ملتقى الابحر فصل حکم الجماعۃ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۹۳/۱

⁵ فتاویٰ ہندیہ الفصل فی بیان من يصلح اماما لغيره مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۷-۸۷/۱

ف: مجیب رحمۃ اللہ علیہ نے شرح وقایہ کی عبارت نقل نہیں کی صرف مفہوم بزبان فارسی ذکر کیا ہے نیز بعد والی عبارت میں قوسین کے درمیان جامع الرموز عبارت نقل کی ہے جسے قوسین سے باہر والی عبارت نقایہ یعنی جامع الرموز کے متن کی ہے اور شرح وقایہ کی عبارت بھی نقایہ کی عبارت جیسی ہے۔ (نذیر احمد سعیدی)

محلہ کے مقرر امام کو امام بنانا اولیٰ ہے اگرچہ کوئی دوسرا شخص افضل موجود ہو جیسا کہ عالمگیری میں ہے ایک ایسا شخص مسجد میں داخل ہوا جو محلہ کے امام سے افضل ہے تو محلہ کے امام ہی کو امام بنانا اولیٰ ہے۔ اور منیہ میں ہے اگر مسجد میں ایسا شخص آیا جو امام مقرر سے افضل ہو تو محلے کا امام ہی بہتر ہوگا، کتاب کا حکم بھی یہی ہے اور یہی مرجع اور جائے پناہ ہے واللہ اعلم بالصواب المستخرج المذنب ابو نعیم محمد نفی عنی عنہ اسلام آبادی الحبیب المصیب فقیر محمد امانت اللہ غازی پوری۔ الجواب صحیح بندہ رشید احمد عنی عنہ اصحاب من اجاب محمد قادر بخش سہرائی عنی عنہ۔ صح من اجاب حرر الفقیر ابو البرکات غازی پوری۔ اس میں جو کچھ ہے وہ حق ہے۔ امام الدین عنی عنہ۔

(۴) امامت امام جی اولیٰ بود اگرچہ غیر ش در مسجد افضل است لما فی العلمگیریۃ دخل مسجد امن هو اولیٰ بالامامة من امام المسجد فامام المحلة اولیٰ^۱ وفي المنیة: لو دخل فی المسجد من هو اولیٰ بالامامة فامام المحلة^۲ اولیٰ هكذا حکم الکتاب والیہ المرجع والمأبى واللہ اعلم بالصواب۔ المستخرج المذنب ابو نعیم محمد نفی عنی عنہ اسلام آبادی الحبیب المصیب فقیر محمد امانت اللہ غازی پوری۔ الجواب صحیح بندہ رشید احمد عنی عنہ اصحاب من اجاب محمد قادر بخش سہرائی عنی عنہ صح من اجاب حرر الفقیر ابو البرکات غازی پوری۔ مافیہ حق، اما الدین عنی عنہ۔

الجواب:

امامت کے لئے وہ شخص اور لائق اور بہتر ہے جو مسائل نماز و طہارت میں زیادہ آگاہی رکھتا ہو، تنویر میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو۔ در مختار میں بشرطیکہ وہ ظاہری گناہوں سے بچنے والا ہو۔ رد المحتار میں کافی کے حوالے سے ہے سنت (یعنی طریقہ نماز) سے زیادہ آگاہی رکھنے والا شخص امامت کے لئے بہتر ہے بشرطیکہ اس کے دین پر کوئی طعن نہ کرتا ہو (ت)

اولیٰ امامت کسے است کہ مسائل نماز و طہارت و انتر است در تنویر است الاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة^۳ در در مختار است بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة^۴۔ در رد المحتار از کافی وغیرہ است الاعلم بالسنة اولیٰ ان یطعن علیہ فی دینہ^۵۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فی بیان من ہوا حق بالامامة مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۳/۱

^۲ منیہ: یہ عبارت سعی بسیار کے باوجود مشہور منیہ المصلیٰ سے نہ مل سکی، معلوم ہوتا ہے اس سے کوئی اور منیہ مراد ہے جو مجھے دستیاب نہیں۔ نذیر احمد سعیدی

^۳ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۲/۱

^۴ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۲/۱

^۵ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۱۲

جواب و سوال دوم: غلام، دیہاتی اور نابینا کا حکم بھی یہی ہے اگر حاضرین میں سے کوئی دوسرا امامت کے لائق نہ ہو تو خود بخود ان کو مقدم کرنا واجب ہوگا اور جماعت فوت ہو جائے گی جو واجب ہے اور جماعت کو فوت کرنا جائز نہیں اور اگر کوئی دوسرا بھی لائق امامت حاضر ہو لیکن یہ لوگ مسائل نماز و طہارت میں اس پر فوقیت رکھتے ہوں تو پھر بھی انہی کو امام بنانا اولیٰ ہے چہ جائیکہ ان میں کراہت ہو بلکہ ایسی صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا مکروہ ہوگا، کیونکہ وہ دوسرا ان سے ادنیٰ ہے البتہ اگر دوسرا ان سے زیادہ دانا اور صاحب علم ہو یا دونوں مذکورہ علم میں ہمسرا اور برابر ہوں تو اس وقت ان کی امامت مکروہ ہوگی اور وہ بھی مکروہ تنزیہی، اس سے زیادہ نہیں، یعنی خلاف اولیٰ ہوگی، اگر ان کو امام بنا لیا جائے تو جائز ہے، کوئی حرج نہیں، تنویر الابصار اور درمختار میں ہے امامت غلام، اعرابی، نابینا، مکروہ تنزیہی ہے مگر جب وہ مذکورہ افراد فاسق کے علاوہ دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہوں تو یہی لوگ امامت کے لائق ہیں (اور ولدِ زنا) یعنی ولدِ زنا کی امامت بھی مکروہ ہے، مذکورہ افراد کی امامت اس وقت مکروہ ہے جب ان کے سوا کوئی شخص لائق امامت موجود ہو ورنہ کوئی کراہت نہیں اس مسئلہ کی بحث بحر الرائق میں

جواب و سوال دوم: وہم چنیں غلام و دیہاتی و کور اگر در حاضرین غیر انیاں کسے صالح امامت نیست خود واجب بود قدیم ایناں زیر اکہ اگر کند جماعت است رود واجب فوت شود و این ناروا بود اگر دیگرے نیز حاضر است اما ایناں در علم مسائل نماز و طہارت برور حجان و زیادت دارند ہم ایناں احق و اولیٰ بامامت باشد چہ جائے کراہت باشد بلکہ کراہت در تقدیم دیگرے باشد کہ کمتر از ایشان است آرے اگر آں دیگر از ایشان و اناتر یا بر دودر علم مذکور ہمسرا و برابر آں گاہ امامت ایشان مکروہ باشد و از مکروہے تنزیہی بیش نیست یعنی خلاف اولیٰ است و اگر امام نمایند رواہ باشد و باک ندارد در تنویر الابصار و در مختار است یکرہ تنزیہا امامۃ عبد و اعرابی و اعسی الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فہو اولیٰ (و ولد الزنا) هذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ بحر بحثاً^۱ ملخصاً۔ در بحر الرائق از مجتہبی شرح قدوری و معراج الدرایہ شرح ہدایہ ست ہذہ الکراہۃ تنزیہیۃ لقولہ فی الاصل امامۃ غیرہم احب الی^۲۔ ہمدراں باز در فتاویٰ سعیدیہ وغیرہ است فالحاصل انہ یکرہ لہؤلاء التقدیم و یکرہ الاقتداء بہم کراہۃ تنزیہ ان وجد

^۱ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۸۳/۱

^۲ بحر الرائق باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۹/۱

ہے اھ لخصاً بحر الرائق میں مجتہدی شرح قدوری اور معراج الدرایہ شرح ہدایہ سے ہے یہ کراہت کراہت تنزیہیہ ہے کیونکہ اصل (کتاب) میں ان کا قول ہے ان کے علاوہ کی امامت مجھے زیادہ پسند ہے، پھر اس کے بعد فتاویٰ اسعدیہ وغیرہ کی عبارتیں ہیں حاصل یہ ہے کہ ان کی تقدیم مکروہ ہے اور ان کا غیر موجود ہو تو اقتداء مکروہ تنزیہیہ ہے ورنہ کوئی کراہت نہیں۔ ردالمحتار میں اختیار شرح مختار، شرح الملتقی، لبسنی اور شرح درر البحار سے ہے اگر عت کراہت معدوم ہو مثلاً اعرابی شہری سے، غلام آزاد سے، ولد زنا ولد رشد سے اور نابینا بینا سے افضل ہو تو حکم اس کے برعکس ہوگا۔ جامع الرموز میں ہے اگر غلام یا اعرابی یا ولد زنا امام بنا تو یہ مکروہ تنزیہیہ ہے۔ اور اختیار میں ہے اگر یہ افراد مذکورہ اپنے مخالف سے افضل ہوں تو حکم اس کے برعکس ہوگا خانیہ میں ہے اعرابی، نابینا، غلام اور ولد زنا کی امامت جائز ہے اور ان کے علاوہ کی اولیٰ ہے۔ علامہ برجندی کی شرح نقایہ میں ہے کراہت سے مراد کراہت تنزیہیہ ہے جیسا کہ اس بات کی تصریح زاہدی

غیرہم والافلاکراہۃ^۱۔ در ردالمحتار از اختیار شرح مختار شرح الملتقی للبهنسی وشرح درر البحار است لو عدت ای علة الکراہۃ بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة والاعی من البصیر فالحکم بالصد^۲ ملخصاً در جامع الرموز است فان ام عبد او اعرابی او ولد الزنا کرہ ذلک کراہۃ تنزیہیہ وفي الاختیار لوکانو افضل من ضدهم فالحکم بالصد^۳۔ در خانیہ است تجوز امامۃ لاعرابی والاعی والعبد و ولد الزنا وغیرہم^۴ اولیٰ در شرح نقایہ علامہ برجندی است المراد به الکراہۃ التنزیہیۃ علی ما صرح به فی الزاہدی^۵ در حاشیہ درر وغرر للعلاۃ الشرنبلانی است وکرہ امامۃ ولد الزنا قول الکراہۃ

^۱ بحر الرائق باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۹/۱، فتاویٰ اسعدیہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع خیر مصر ۱۰/۱

نوٹ: اس عبارت کے آخری حصہ یعنی ان وجد الخ میں تلخیص اور تبدیلی ہے تفصیل کے لئے دونوں کتابیں ملاحظہ ہوں۔ نیز زاحم

^۲ ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۴۱۴/۱

^۳ جامع الرموز فصل بجسر الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۷۳/۱-۷۲/۱

^۴ فتاویٰ قاضی خان فصل فیمن تصیح الاقتداء الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۴۴/۱

^۵ شرح النقایہ للعلاۃ البرجندی فصل بجسر الامام فی الجمعۃ الخ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱۱۷/۱

تنزیہیۃ کما فی البحر^۱ در حاشیہ علامہ سید احمد طحطاوی بر مرقی الفلاح از شرح علامہ سید محمد ازہری از علامہ سید احمد حموی است کراہۃ الاقتداء بالعبد و ماعطف علیہ تنزیہیۃ ان وجد غیرہم و الافلا^۲ ۱۰۰ باوصف این تصریحات جلیلہ بکراہت تحریم جائے زدن چنانکہ از دو مایان گنگوہی و غازی پوری برخلاف رشد امامت سرزدہ باطل محض است واصلے ندارد و کانہما اغترابا بطلاق الکراہۃ فی الهدایۃ و غیرہا جاہلین بمأصرح بہ الشراح فی خصوص المسأله و غیرہا من ان حمل المطلق علی المنع غیر کلی بل کثیرا ما یطلقون والمراد خصوص التنزیہ و ربما یطلقون والمقصود الاعم اعنی ما یشتمل النوعین الاتری انہم یسردون مکروہات الصلاۃ سردا و یدخلون الکمل تحت قولہم کرہ و فیہا من کلا النوعین ولذا قال فی الدر المختار ہذہ تعم التنزیہیۃ التی مرجعہا خلاف الاولی فالغارق

نے کی، حاشیہ درر و غرر للعلامہ شرنبلالی میں ہے کہ ولد زنا کی امامت مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے کراہت تنزیہی مراد ہے جیسا کہ بحر میں ہے، مرقی الفلاح کے حاشیہ میں علامہ سید احمد طحطاوی نے شرح علامہ سید محمد ازہری سے اور انہوں نے علامہ سید احمد حموی کے حوالے سے لکھا کہ غلام اور اس کے دیگر معطوفات کی اقتداء کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا لائق امت موجود ہو ورنہ مکروہ تنزیہی بھی نہیں اہ۔ ان واضح تصریحات کے باوجود کراہت تحریم کے ساتھ فتویٰ جڑ دینا مناسب نہیں ہے جیسا کہ دو ۲۰۰۰ حضرات گنگوہی اور غازی پوری سے درست امامت کے خلاف جو بیان سرزد ہوا وہ باطل محض ہے اس کی کوئی اصل نہیں، گویا انہوں نے ہدایہ وغیرہ میں کراہت کے اطلاق سے دھوکا کھایا اور خصوصاً اس مسئلہ اور اس جیسے دیگر مسائل کے تحت شارحین کی ان تصریحات سے جاہل رہے کہ مطلق کا منع پر محمول کرنا کلی نہیں بلکہ اکثر اوقات مطلقاً کراہت ذکر کرتے اور مراد کراہت تنزیہی ہوتی ہے بہت دفعہ کراہت کو مطلقاً ذکر کرتے ہیں اور اس سے مقصود تحریمی اور تنزیہی دونوں کا عموم ہوتا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ فقہاء جب مکروہات نماز بیان کرتے ہیں تو تمام کو وہ لفظ "کرہ" کے عنوان کے تحت لاتے ہیں

^۱ حاشیہ درر و غرر للعلامہ شرنبلالی فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار السعاده مصر ۸۶/۱-۸۵

^۲ حاشیہ الطحطاوی علی مرقی الفلاح، فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ تجارت کتاب گھر کراچی ص ۱۶۳

الدلیل فان نہیاً ظنی الثبوت ولا صارف فتحریمیة والا فتزیهة^۱ قال الشامی نقلا عن البحر المکروه تنزیہاً مرجعہ الی ما ترکہ اولی وکثیراً ما یطلقونہ کما ذکرہ فی الحلیۃ فحینئذ اذا ذکرنا مکروہاً فلا بد من النظر فی دلیلہ^۲ الخ	حالانکہ ان میں دنوں نوعیت کے مکروہات ہوتے ہیں، اسی لئے در مختار میں کہا کہ یہ مکروہ تنزیہی کو شامل ہے جس کا انجام و مال ترک اولی ہوتا ہے، پس ان دونوں میں فرق دلیل کی بنیاد پر ہوگا، یعنی اگر دلیل کراہت و ممانعت شرعی ہو جس کا ثبوت ظنی اور نہ ہی تحریم سے استحباب کی طرف پھیرنے والا کوئی امر ہو تو مکروہ تحریمی ورنہ تنزیہی اھ

امام شامی نے بحر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے مکروہ تنزیہی کا مال ترک اولی ہوتا ہے اور اکثر اوقات اس کو مطلقاً ذکر کرتے ہیں، حلیہ میں اسی طرح مذکور ہے، لہذا جب فقہاء کسی مقام پر مکروہ کا تذکرہ کریں تو اس کی دلیل میں نظر غائر کرنا ہوتا ہے الخ (ت)

جواب سوال سوم: کراہت قوم اگر بلا وجہ شرعی ست چنانکہ امامت عالمی صالح را بسبب بعض منازعات دنیویہ خود شاں مکروہ دارند یا امامت عبد و اعمی و امثالہما را بانکہ افضل و اعلم قوم باشند بد پندارند نگاہ کراہت ایشان باشد و در حق امامت اثرے ندارد، و اگر بوجہ شرعی است چنانکہ امام فاسق یا مبتدع ست یا بحال عدم اعلیت یکے از اربعہ مذکورین اعنی عبد و اعرابی و ولد الزنا و اعمی است یا آنکہ در قوم کسے ست بوجہ مرجحات شرعیہ مثل زیادت علم و جودت قرأت و غیر ہما حق و اولی از وست دریں حالت ہجو کس را با وصف مکروہ داشتن قوم با امامت پیشتر رفتن	جواب سوال سوم: اگر قوم کی کراہت شرعی عذر کے بغیر ہو جیسا صالح اور عالم کی امامت کو اپنے بعض دنیوی تنازعے کی وجہ سے مکروہ سمجھتے ہوں یا غلام، نابینا وغیرہ کی امامت کو مکروہ سمجھتے ہوں حالانکہ وہ قوم سے افضل ہوں، تو ایسی صورت میں قوم کی اپنی ناپسندیدگی کوئی معنی نہیں رکھتی لہذا ان افراد کی امامت میں وہ اثر نہ ہوگی، اگر کراہت کسی شرعی عذر سے ہو مثلاً امام فاسق یا بدعتی ہو یا چار مذکور افراد غلام، اعرابی، ولد زنا اور نابینا دوسروں سے افضل و اعلم نہ ہوں یا قوم میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جس میں شرعی ترجیحات ہوں، مثلاً علم زیادہ رکھتا ہے، تجوید و قرأت کا ماہر ہے تو یہ خود امامت کے

^۱ در مختار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۹۱/۱

^۲ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۷۱/۴

ممنوع و مکروہ تحریمی ست، در متن محقق غزی و شرح مدقق
 علائی ست ولوام قوماً وهم له کارهون ان الکراهة
 لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه کره له
 ذلك تحريماً لحديث ابوداؤد ولا يقبل الله صلوة
 من تقدم قوماً وهم له کارهون وان هو احق لا
 والکراهة عليهم¹ در مرآتی الفلاح علامہ شرنبلالی از کتاب
 التجنیس والمزید للامام صاحب الهدایہ ست لو امر قوماً وهم
 له کارهون فهو علی ثلثه اوجه ان كانت الکراهة
 لفساد فيه او كانوا احق بالامامة منه یکره وان
 کان هو احق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا
 یکرهونه لایکره له التقدم لان الجاهل
 والفسق یکره العالم والصالح²

اقول: تحقیق مقام آنست کہ ایجاد و چیز ست یکے فعل آنکس کہ
 بخودی خود بنا گواری قوم پیش رفت وایشاں را مکروہانہ
 بر اقتدائے خود داشت دوم نماز را پس او علماء کہ در صورت
 مذکورہ حکم بکراہت تحریم فرمودہ اند را طلاق خودش ناظر بہ
 اول ست یعنی آنکس را ایں چنین کردن روانیست اگر میکند

زیادہ لائق اور حقدار ہے ایسی صورت میں جس شخص کو امام
 بنانا قوم مکروہ جانے اس شخص کو امام بننا ممنوع اور مکروہ
 تحریمی ہے۔ محقق غزی کے متن اور شرح مدقق علائی میں
 ہے اگر کسی شخص نے قوم کی امامت کی حالانکہ وہ لوگ اسے
 ناپسند کرتے ہوں تو اگر لوگوں کی نفرت امام کے اندر کسی
 خرابی کی بنا پر ہو یا وہ لوگ بہ نسبت امام کے امامت کے زیادہ
 حقدار ہوں تو ایسی صورت میں اس شخص کا امام ہونا مکروہ
 تحریمی ہے اس کی دلیل حدیث ابوداؤد ہے جس میں فرمایا
 ہے: "اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو لوگوں
 کا امام بنا حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔" اور اگر وہ امام
 ہی امامت کا زیادہ حق رکھتا ہو تو اس پر کراہت نہیں بلکہ لوگوں
 کا نفرت کرنا مکروہ ہوگا۔ علامہ شرنبلالی نے مرآتی الفلاح میں
 صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید کے حوالے سے ذکر کیا
 ہے اگر کسی شخص نے قوم کی امامت کی حالانکہ وہ لوگ اسے
 ناپسند کرتے ہوں تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) اگر کراہت
 خود امام ہیں فساد کی وجہ سے ہو (۲) یا دوسرے لوگ اس سے
 امامت کے زیادہ حقدار اور لائق ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ
 ہے (۳) اور اگر وہ امام ہی دوسروں سے زیادہ لائق امامت ہو
 اور بذات خود اس میں کوئی فساد بھی نہ ہو اس کے باوجود
 لوگ اسے ناپسند کرتے

¹ دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

² مرآتی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۳

ہوں تو اس کا امام ہونا مکروہ نہیں کیونکہ جاہل اور فاسق عالم اور صالح افراد کو ناپسند کرتے ہیں الخ۔ قول: (میں کہتا ہوں) تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں، ایک یہ کہ کوئی شخص خود بخود لوگوں کی نفرت کے باوجود آگے بڑھے اور لوگوں کو اپنی اقتدا میں نماز ادا کرنے پر مجبور کرے دوسری چیز ایسے امام کے پیچھے نماز کا معاملہ ہے، علماء نے صورت مذکور میں جو مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے اس کا اطلاق پہلے کی طرف لوٹ رہا ہے یعنی اس شخص کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، اگر اس نے ایسا کیا تو گناہگار ہوگا اور اس کی نماز ثواب سے خالی رہے گی فقہائے ذکر کردہ الفاظ "کرہ لہ ذلک" ویکرہ لہ التقدّم "کا یہی معنی ہے دوسری چیز کہ اس شرعی وجہ کے تابع ہے جو اس آدمی میں حاصل ہے اور لوگوں کو کراہت پر بطریق حق راغب کرتی ہے جیسا کہ ہم نے اس میں بعض کا بیان کیا ہے اگر یہ وجہ نماز میں کراہت تحریمی کا موجب ہو مثلاً فسق اور بدعت وغیرہ تو نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ جیسا غلام اور اس کے ہم مثل میں تنزیہی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ فقہانے ان لوگوں کی امامت کے مکروہ تنزیہی ہونے پر تصریح کی ہے اور فقہانے اس میں ارسال واطلاق سے کام لیا اور ان کے تقدّم کو قوم کی رضا کے ساتھ مقید نہیں کیا بلکہ اس کی علت یہ بیان کی اس میں جماعت کو متفرک کرنا لازم آتا ہے اور نفرت ان کے ناپسند کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اب اس بات کو واضح کر دیا کہ نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی اگرچہ اس کا امام بننا مکروہ تحریمی تھا کیونکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے، اگر مکروہ تنزیہی

گناہگاری شود و نماز خود او خالی از ثواب رود و ہذا معنی قولم کرہ لہ ذلک ویکرہ لہ التقدّم موامنائی پس تابع آں وجہ شرعی است کہ در آنکس حاصل و ایناں را برو وجہ حق بر کراہت حاصل است کما عددناہ بعضاں وجہ حق اگر نماز موجب کراہت تحریمی است کالفسق والبدعة وغیرہما نماز نیز مکروہ تحریمی باشد ورنہ مجرد تنزیہی کما فی العبد و نظرائہ الا تری انہم یصرحون بکراہة امامة هؤلاء تنزیہا ویرسلون ذلک ارسالاً ولا یقیدونہ بتقدّمہم برضی القوم بل یعللونہ بأن فیہ تنفیذ الجماعۃ وانما النفرة تنشؤ عن کراہتہم ذلک فدل ان الصلاة لا تکرہ الا تنزیہا وان کان التقدّم مکروہا لہ تحریماً لانہم کارہون ولوان التنزیہ کان مقیداً برضاهم حتی لو کرہوا کرہت الصلاة ایضاً تحریماً لکان کراہتہم التی نشأت عن وجہ شرعی ایضاً عائدة علیہم بالوبال حیث وقعتہم فی ارتکاب مآثم لم یکن لولم تکن وھو کما تری و انما العود علیہم فی کراہة لاعن مستند صحیح کما علمت۔ بالجملة موجب کراہت دوگونہ است یکے ذاتی کہ خود در آنکس وجہ باشد کہ شرعاً امامت او مطلقاً یا در جماعت حاضرہ ممنوع یا خلاف

ان کی رضا کے ساتھ مقید ہو حتیٰ کہ اگر وہ ناپسند کریں تو نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی، تو قوم کی وہ کراہت جو کسی وجہ شرعی کی بنا پر پیدا ہوئی اس کا وبال بھی انھی پر ہوگا کیونکہ ایسا نہ ہوتا تو یہ گناہ بھی نہ ہوتا اور جیسا معاملہ آپ نے دیکھ لیا اور ان پر گناہ کا لوٹنا اس کراہت میں ہے جو مستند دلیل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ نے جان لیا۔

الغرض کراہت کا سبب دو طرح پر ہے، ایک ذاتی کہ اس شخص کے اندر ایسی بات پائی جاتی ہو کہ اس کی امامت مطلقاً یا جماعت حاضرہ میں ممنوع یا خلاف اولیٰ ہو، جیسا کہ اس کی مثالیں گزریں۔ دوم سبب خارجی ہے وہ یہ کہ قوم خاص اس کے امام بننے کو ناپسند جانتی ہو پھر ذاتی کی دو صورتیں ہیں ایک حق شرع کی بنا پر مثلاً فاسق ہونا، بدعتی ہونا اور جاہل ہونا۔ دوم غیر کے حق کی وجہ سے مثلاً صاحب خانہ، امام محلہ، قاضی یا سلطان کا موجود ہونا، کیونکہ اس صورت میں یہ شخص اس اضافی چیز سے خالی ہے جو دوسرے میں ہے لہذا اس وجہ سے کراہت آئے گی اس وجہ سے یہ ذاتی ہے اور اس کی وجہ حق غیر کی رعایت ہے گویا یہ قسم ذاتی اور خارجی کے درمیان برزخ کی طرح ہے، اور تقسیم اول کی دو اقسام کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے، ایک جگہ ذاتی ہو خارجی نہ ہو مثلاً قوم کا عام غلام کے تقدم پر راضی ہونا، اور دوسری جگہ اس کا عکس ہے مثلاً قوم کا عداوت نفسانی کی وجہ سے متقی عالم کے تقدم کو ناپسند کرنا، اور بعض مقامات پر ان دونوں کا

اولیٰ بود چنانکہ مثلہ اش گزشتہ دوم خارجی و آں مکروہ پنداشتہ قوم است مر تقدم اورا، باز ذاتی بر دو صنف است یکے لحق الشرع چون فسق و ابتداء و جہل، دوم لحق الغیر چون حضور صاحب البیت یا امام الحہ یا قاضی یا سلطان کہ خلوہ نکس از مرتبہ کہ دیگرے دارد حاصل بر کراہت شد از اس کراہت ذاتی است و وجہ او مرعات حق غیر است پس گویاں اس صنف برزخ است میان ذاتی و خارجی، و نسبت میان اینہا غنی ہر دو قسم تقسیم اول عموم و خصوص من وجہ است، جائے ذاتی یافت نشود نہ خارجی چون رضائے قوم بتقدم غلامے عامی و جائے بالعکس چون کراہت قوم تقدم عالے تقی را بعداوت نفسانی و جاہا با ہم آیند و تاثیر ذاتی در نفس نماز است و اثر خارجی بر ذات امام یا قوم نہ بر نماز، و وقوع اثرش بر امام مشروط بوجہ اول ست ورنہ خود بر قوم باز گردد بخلاف اول کہ تاثیرش در نماز موقوف بر وجہ ثانی نیست، اگر قوم بتقدم فاسق و ولد الزنا و جاہل راضی شوند نماز از کراہت بری نشود، ہچناناں اگر میہماناں بر رضائے خود شائ یکے از ایشان را با امامت برگیرند بے رضائے صاحب خانہ کراہت نہ رود، و حکم اول متنوع بتحریم و تنزیہ است و حکم دوم در حق امام دائماً تحریم دارد و مندفع میشود بر رضائے قوم لارتقاء العلویہ بخلاف اول کہ در صنف اول اور رضائے و عدم رضائے کسے رادخل نیست لکونہ حقاً للشرع المطہر آرے در صنف ثانی رضائے صاحب حق نافی کراہت شود گور رضائے دیگران نباشد

لقلولہ صلی اللہ تعالیٰ

عليه وسلم الا باذنه¹ وفي ردالمحتار عن التتارخانيه اضياف في دار يريد ان يتقدم احدهم يينبغي ان يتقدم المالك فان قدم واحدا منهم لعلمه وكبره فهو افضل² الخ اغنتم هذا التحرير فلعلك لاتجده هذه التحبير غير هذا التحرير پس اعمى مثلاً علم قوم نباشد و قوم ہم بتقدیم او راضی نے انگاہ تقدّم مر اور امکروہ تحریمی بود و نماز پس او مکروہ تنزیہی و اگر قوم بتقدیم او راضی شود کراہت اولی مرتفع شود و ثانیہ باقی و اگر علم قوم است پس بحال رضا رضائے قوم ہیچ کراہت نیست و حال کراہت خود برکاہین است و امام و امامت بری مثله فی ذلك نظرائه الثلاثة علی مابحثه فی البحر واختاره فی الدرر وقد ثبت منصوصاً فی الاختیار وغیره کما مروان خالفه فی النهر فلیس مع النص لا حد مقال واللہ تعالی اعلم بحقیقة الحال۔

اجتماع ہوتا ہے، ذاتی کا اثر نماز پر پڑتا ہے، خارجی کا اثر ذاتِ امام یا قوم پر ہوگا نماز پر نہیں خارجی کا وقوع اثر امام پر وجود اول سے مشروط ہے ورنہ خود قوم پر اثر لوٹ جائے گا بخلاف پہلی (یعنی ذاتی) کے کہ اس کی تاثیر نماز پر وجہ ثانی پر موقوف نہیں، اگر کوئی قوم فاسق یا جاہل ولد الزنا کے تقدّم پر راضی ہو جاتی ہے تو نماز کراہت سے بری (خالی) نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر مہمان صاحب خانہ کی رضا کے بغیر اپنے میں سے کسی ایک کو امام بنائیں تو کراہت ختم نہ ہوگی۔ پہلی صنف کا حکم تحریم و تنزیہی پر منقسم ہے اور دوسری صنف امام کے حق میں دائمی تحریم کا حکم ہے اور قوم کی رضامندی پر یہ حکم مرفوع ہوگا کیونکہ اس صورت میں قوم کی رضامندی سے علت ختم ہو جائے گی۔ بخلاف پہلی صنف کے کہ اس میں کسی کی رضا یا عدم رضا کے دخل نہیں کیونکہ وہ شریعت مطہرہ کا حق ہے، ہاں دوسری صنف میں صاحب حق کی رضا کراہت کے منافی ہو جائیگی اگرچہ دیگر لوگ راضی نہ ہوں، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس کے اذن سے امام ہو سکتا ہے۔

ردالمحتار میں متاثر خانہ سے ہے کہ کسی گھر میں اگر مہمان کسی کو امام بنانا چاہیں تو مناسب یہی ہے کہ صاحب خانہ کو امام بنایا جائے، اگر صاحب خانہ ان میں سے کسی کو علم یا بزرگی کی بنا پر امام بنائے تو افضل ہے الخ۔ پس اسی تفصیلی گفتگو کو غنیمت جان، کیونکہ اس تحریر کے علاوہ اس مسئلہ سے متعلق تفصیلی گفتگو کہیں نہیں ملے گی، پھر نابینا مثلاً جو قوم سے زیادہ عالم نہ ہو اور قوم اس کے تقدّم پر راضی نہ ہو تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی، اگر قوم اس کے تقدّم پر راضی ہو تو پہلی کراہت ساقط دوسری باقی رہے گی۔ اور اگر قوم سے زیادہ عالم ہو تو قوم کی رضا کی صورت میں کوئی کراہت نہ ہوگی، اگر قوم ناپسند

¹ جامع الترمذی باب من ائحق بالامامة مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳۲/۱

² ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۳۳

کرتی ہو تو کراہت ان لوگوں پر ہوئی جو ناپسند کر رہے ہیں اور امام اور امامت دونوں اس (کراہت) سے بری ہو چکے، باقی تینوں کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ بحر میں بیان کیا، اور در مختار میں اسے پسند کیا ہے، اور اختیار وغیرہ میں اس پر نص موجود ہے جیسا گزرا، اگرچہ نہر میں اس کی مخالفت ہے مگر نص کے مقابل کسی کا قول نہیں چل سکتا اور اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال سے زیادہ آگاہ ہے (ت)

جواب سوال چہارم: اگر محلّہ کا امام اسباب و وجوہ خلل سے خالی ہو تو اسی کا امام بننا بہتر ہے مگر اس صورت میں جب مسلمانوں کا حاکم، قاضی شرع اور والی اسلام موجود ہوں کیونکہ ان حضرات کو امام محلّہ پر تقدیم کا حق حاصل ہے۔ در مختار میں ہے، واضح رہے کہ صاحب خانہ اور اسی طرح مسجد کا مقررہ امام امامت کے لئے ہر حال میں دوسرے لوگوں سے اولیٰ مگر اس صورت میں کہ جب صاحب خانہ یا امام معین کے ساتھ سلطان یا قاضی ہو تو بادشاہ اور قاضی کے تصرف و ولایت کے عام ہونے کی وجہ سے ان کو مقدم کیا جائیگا اور حدادی نے والی کو امام معین پر مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اھ۔ اور علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی میں فرمایا بنایہ میں ہے یہ حکم زمانہ ماضی میں تھا کیونکہ حکمران (اصحاب اختیار) علماء اور صلحاء ہوتے تھے، ہمارے دور میں والی اکثر ظالم اور جاہل ہیں اھ مجھے یاد آ رہا ہے اس پر میں نے حاشیہ لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول: (میں کہتا ہوں) یہ ٹھیک ہے لیکن فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے، ہاں اگر	جواب سوال چہارم: اگر امام الہ از وجوہ خلل خالی است ہموں اولیٰ است مگر در حضرت سلطان مسلمین و قاضی شرع و والی اسلام کہ ایناں را بر و تقدیم ست فی الدر المختار، اعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیره مطلقاً لان یکون معه سلطان او قاض فیقدم علیہ لعموم ولایتہما و صرح الحدادی بتقدیم والیٰ علی الراتب¹ اھ قال العلامة الطحطاوی فی حاشیة المراقی قال فی البناية هذا فی الزمن الماضی لان الولاة کانو علماء وغالبهم کانوا صلحاء واما فی زماننا فاكثر الولاة ظلمة جهلة² اھ و رأیتنی کتبت علی هامشه مانصه اقول: نعم ولكن الفتنة اکبر من القتل ببی ان رضوا بتقدیم غیرهم فلا کلام وان کانو علماء صلحاء کما اذا اذن صاحب البيت لغيره واللہ تعالیٰ اعلم اھ ما کتبت علیہ

¹ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

² حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامة مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۲۳

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

یہ خود کسی کو امام بنانے پر رضا مند ہوں تو کوئی کلام ہی نہیں، اگرچہ یہ حضرات خود علماء و صلحاء ہی ہوں جیسا کہ صاحب خانہ اگر اپنے غیر کو اجازت دے دے تو کوئی اعتراض نہیں واللہ تعالیٰ اعلم اھ میرا حاشیہ ختم ہوا، واللہ سبحنہ و تعالیٰ۔

مسئلہ ۶۱۳:

مرسلہ حافظ مولوی امیر اللہ صاحب

۳ شعبان ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے حفظ قرآن شریف کیا اور عمر اس کی تقریباً ۱۵ برس کی ہے یعنی ۳ ماہ کم ہیں اور احتلام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے وللاکثر حکم الکل (اور اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے۔ ت) حد بلوغ میں داخل ہو کر امامت تراویح بغرض ختم قرآن رجال کی کرا سکتا ہے، اور بالغین کی در صورت عدم بلوغ امامت تراویح کرا سکتا ہے مثلاً زید مذکور کے ولی نے کسی حافظ بالغ کو نو کر رکھا اور بعد کہا کہ اس نابالغ کا قرآن شریف تراویح میں سن اس اجیر نے بوجہ اقتدا اس نابالغ کے قصد کیا کہ میں تراویح کا اعادہ کروں گا اس حیلہ سے اس فاعل پر کوئی کراہت ہے یا نہیں، اکثر نابالغین امامت تراویح حسب تجویز مشائخ بلخ کرتے ہیں در صورت عدم جواز کیا ان کا حکم یعنی اُن رجال کا جو تراویح باقتدائے نابالغ ادا کریں اعادہ ہے یا نہیں؟ در صورت اعادہ ان پر کوئی اساءت ہے یا نہیں؟ خصوصاً یہ مقتدی حافظ ہو کر جماعت نابالغ کرے بوجہ استاد ہونے کے اور اعادہ کرے تو اسپر کیا جنت و قباحت؟

الجواب:

جبکہ ہنوز پندرہ سال کامل نہیں اور وہ احتلام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے تو اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں قول اس کا واجب القبول ہے اور تحدیدات میں وللاکثر حکم الکل نہیں کہہ سکتے ورنہ تحدید باطل ہو جائے اور آٹھ برس میں بھی حکم بلوغ ہو کہ پندرہ کا اکثر وہ بھی ہے غرض پورے تمام پندرہ درکار ہیں ایک دن بھی کم ہو تو بے اقرار یا ظہور آثار حکم بلوغ نہیں ہو سکتا،

فی الدر المختار فان لم يوجد فيه ما شيع فحتى يتم لكل منها خمس عشرة سنة به يفتى ¹ ۔	در مختار میں ہے اگر دونوں (یعنی لڑکا اور لڑکی) میں کوئی علامت نہ پائی جائے تو ہر ایک کے لئے پندرہ سال عمر کا کامل ہونا ضروری ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (ت)

نابالغوں کی امامت تراویح تو درکنار، فرائض بھی کر سکتا ہے،

ردالمحتار میں ہے غیر بالغ اگر مذکر ہو تو اس کی امامت

فی ردالمحتار غیر البالغ فان كان

¹ در مختار فصل بلوغ الغلام الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۹/۳

ذکر اصح امامتہ لمثلہ من ذکر وانثی وخنثی ^۱ ۔	درست ہے یعنی اس کا اپنے ہم مثل مذکر، مونث اور خسرہ کا امام بننا درست ہے (ت)۔

مگر بالغوں کی امامت مذہب اصح میں مطلقاً نہیں کر سکتا حتیٰ کہ تراویح و نافلہ میں بھی۔

فی رد المحتار لا یصح اقتداء الرجل بصبی مطلقاً ولو فی نفل علی الاصح ^۲ ۔	رد المحتار میں ہے اصح قول کہ عموماً مطابق بالغ مرد کا صحیح کی اقتداء کرنا ہر حال میں درست نہیں اگرچہ نفل ہوں (ت)

ہدایہ میں ہے:

المختار انه لا یجوز فی الصلوات کلھا ^۳	مختار قول یہ ہے کہ سب نمازوں میں اس کی امامت درست نہیں۔ (ت)

اس حافظ بالغ پر اس حیلہ میں برائے مذہب اصح ضرور کراہت ہے لاشتغاله بما لا یصح (سبب ایسے عمل میں مشغول ہونے کے جو صحیح نہیں ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

صلاة العید فی القرى تکرہ تحریماً ای لانه اشتعال بما لا یصح ^۴ ۔	دیہاتوں میں عید ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل میں مصروف ہونا ہے جو نادرست ہے (ت)

مذہب اصح میں ان بالغین پر اعادہ میں اساءت کیا ہوتی بلکہ ترک اعادہ میں اساءت ہے استاذ غیر استاذ سب اس حکم میں برابر ہیں، ہاں اگر حافظ صحیح خواں سوانا بالغ کے نہ ملتا ہو تو باتباع مشائخ بلخ سنت ختم حاصل کر لیں فان الاداعلی قول خیر من التروک مطلقاً (کیونکہ ایک قول کے مطابق ادا کرنا مطلقاً ترک کرنے سے بہتر ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

الاداء الجائز عند البعض اولی من التروک کما فی القنیة وغیرھا ^۵ ۔	بعض کے نزدیک جائز ادا، ترک سے اولیٰ ہے، جیسا کہ قنیہ وغیرہا میں ہے۔ (ت)

پھر مناسب یہ ہے کہ بلحاظ مذہب اصح اعادہ تراویح کر لیں لیحصل الاحتیاط بالمقدّر البیسور (تاکہ بقدر

^۱ رد المحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/۸۲

^۲ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۱/۸۴

^۳ الہدایۃ باب الامامة مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱۰۳/۱

^۴ در مختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۱۱۴

^۵ در مختار کتاب الصلوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۶۱

آسانی احتیاط حاصل ہو جائے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۱۳: یک یا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ 'ہندہ زید کی بیوی کچھ روز علیحدہ رہی اب اس نے زید کو چھوڑ کر بکر سے نکاح کرنا چاہا اور اب ہندہ زید کے پاس جا کر دو چار روز رہی اس سے طلاق نامہ لکھوا لائی اس جگہ کے جو صاحب پیش امام ہیں اور وہی قاضی بھی ہیں ان کو طلاق نامہ دکھایا پیش امام صاحب نے خود بھی پڑھا اور لوگوں نے بھی پڑھ کر پیش امام صاحب کو سنایا اور سب نے مع مادر ہندہ پیش امام صاحب سے کہا جب تک عدت کے دن پورے نہ ہوں نکاح نہیں ہو سکتا پیش امام صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جانتے ہو ضرور نکاح ہو جائے گا۔ چنانچہ رات کو مولوی صاحب پیش امام نے بکر کے خود گھر جا کر نکاح پڑھا دیا بلکہ ہندہ کی والدہ اس نکاح میں بلائے سے بھی نہیں آئی نکاح بطمع نفسانی پڑھایا گیا اور پہلے بھی اس قسم کے دو چار نکاح امام صاحب اور پڑھ چکے ہیں۔ امام صاحب مولوی ہیں اور اکثر اس قسم کے فتوے بھی دیتے رہتے ہیں۔^۲ مسجد کے اندر بوجہ پمپ ہونے کے پانی کی کثرت ہے بازار اور محلہ کے آدمی اپنے گھروں کے کپڑے دھوتے ہیں پاک ناپاک چھینٹیں مسجد کے گھڑے لوٹے فرش مسجد پر پڑتی ہیں دوسرا آدمی کپڑے دھونے والوں کو منع کرتا ہے تو مولوی صاحب منع کرنے والے کو برا کہتے ہیں اور مارنے کو اُس آدمی کے آمادہ ہوتے ہیں مسجد میں روزمرہ دھوبی گھاٹ رہتا ہے اکثر لوگ مسجد کے اندر خط یعنی حجامت بھی بنواتے ہیں مگر مولوی صاحب کسی کے مانع نہیں آتے،^۳ دوسرے سے مولوی صاحب اس مسجد میں مقرر ہیں چار مہینے اس جگہ رہتے ہیں باقی آٹھ ماہ باہر اور شہروں میں وعظ کہتے ہیں اور اپنی اوگھائی کرتے ہیں غرض یہاں سے بھی اپنی تنخواہ سال تمام کی لیتے ہیں۔ جو کوئی ان سے کہتا ہے کہ مولوی صاحب پیچھے آپ کے یہاں پر نماز پڑھانے والا میسر نہیں آتا ہم لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی تو فرماتے ہیں ہم تو ایسے ہی رہیں گے اس مسجد کی تنخواہ میں پشم پر مارتا ہوں۔^۴ اور جن لوگوں کی عورتیں باہر کی پھرنے والی ہیں اُن کو مولوی صاحب نماز پڑھانے کی اجازت فرماتے ہیں۔ فقط، جواب سے مشرف فرمائیے۔

الجواب:

جس شخص کے وہ حالات و عادات و اقوال و افعال ہوں وہ زرافاسق ہی نہیں بلکہ کھلا گمراہ بد دین ہے۔ عدت کے اندر نکاح ناجائز و حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر خود عظیم ناطق:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وہ عورتیں جو مطلقہ ہو جائیں وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ (ت)

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ^۱

مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُس کو مسجد سے معزول کریں، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سخت

مکروہ، جب اس کے فسق و بیباکی کی یہ حالت ہے تو کیا اعتبار کے بے وضو نماز پڑھادیتا ہو یا جاڑے کے دنوں میں خواہ ویسے ہی نہانے کی کاپلی سے بے نہائے امامت کر لیتا ہو، آخر بے غسل کے نماز پڑھنا عدت میں نکاح جائز کر دینے سے زیادہ نہیں ہے۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے:

انهم لو قدموا فاسقاً ثمّون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحریم لعدم اعتنائهم بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلاة وفعل بمأينا فيها بل هو غالب بالنظر الى فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك وهو رواية عن احمد¹۔	کیونکہ اگر لوگوں نے کسی فاسق کو مقدم (امام) کر دیا تو اس بنا پر گنہ گار ہوں گے کہ اس تقدیم کی کراہت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ امور دینیہ میں لاپرواہی برتتا ہے اور امور دینیہ کے تقاضوں اور لوازمات کو پورا کرنے میں تساہل سے کام لیتا ہے، بعید نہیں کہ وہ نماز کے بعض شرائط کو خالی چھوڑنے کا ارتکاب کرتا ہو اور نماز کے منافی بعض اعمال بجالاتا ہو، بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر ایسا کرنا غالب گمان ہے اسی لئے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں۔ امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت یوں ہی ہے (ت)

اور خود معاملہ نماز میں اس کی بیباکی اور طہارت نجاست سے بے پروائی اُسی بیان سے ظاہر جو سائل نے لکھے کہ ناپاک کپڑے مسجد میں دھونے والوں کو منع نہیں کرتا بلکہ منع کرنے کو بُرا کہتا ہے اور لڑنے پر آمادہ ہوتا ہے تو جس کی یہ حالت ہے اس کے پیچھے نماز کی اصلاً اجازت نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۱۵: از بنارس محلّہ کندی گر ٹولہ مسجد بی بی راجی متصل شفا خانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بنارس میں ایک مسجد متصل کچہری دیوانی جس میں نماز وقتیہ وجعہ ہوتا ہے، عرصہ دراز سے ایک جلسہ بایمائے حاکم ضلع بغرض انہدام مسجد مذکور اہل اسلام نے کیا منجملہ اور باتوں کے بیان کیا گیا کہ مسجد کا کھودنا بمعاضدہ مکان دیگر ازاروئے کتب فقہ جائز ہے تو یہ مسجد کھود ڈالی جائے بعض اس کے دوسری مسجد سرکار کی جانب سے تیار کردی جائے حالانکہ مسجد کا کھودنا از روئے فقہ جائز نہیں ہے۔ عالمگیریہ میں ہے:

لوکان مسجد فی محلّۃ ضاق علی اہلہ ولا یسعہم ان یزید وافیہ فسألہم بعض	اگر محلّہ کی مسجد اہل محلّہ پر تنگ ہو گئی ہو اور وہ لوگ اس میں کشادگی نہ کر سکتے ہوں تو اس مسئلہ کے متعلق بعض

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامارۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

الجيران ان يجعلوا ذلك المسجد له ليد خله في داره ويعطيهم مكانه عوضاً ما هو خير له فيسبح فيه اهل المحلة قال محمد رحمه الله تعالى لايسعهم ذلك¹	پڑوسی یہ کہتے ہوں کہ مسجد کو ان میں سے کوئی ایک حاصل کرے اور اپنے گھر میں شامل کرے اور اس کے عوض متبادل بہتر جگہ مسجد کے لئے خریدے تاکہ اہل محلہ مسجد میں کشادگی حاصل کر سکیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ (ت)

اُس جلسہ میں بعض وہ شریک تھے جو بنارس کے مولوی صاحب کہلاتے ہیں انھوں نے معلوم نہیں کس غرض سے مسجد مذکور کے کھودنے کے واسطے رائے دی اور دستخط بھی کئے بلکہ مولوی صاحب موصوف سے لوگوں نے دریافت کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا کھودنے کے واسطے رائے نہ دیتا تو کیا بیڑیاں پیروں میں ڈالتا، حالت اکراہ میں تو دو خدا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینا جائز ہیں۔ حالانکہ کسی قسم کا اکراہ حاکم ضلع کی جانب سے نہ تھا صرف اہل اسلام سے امر مذکور الصدر میں رائے طلب کی گئی تھی، مولوی صاحب نے اکراہ کو قُطْعَ اَوْ قُتِلَ کے ساتھ مقید نہیں کیا اور نہ تو یہ کو کہا جس کی قید کتب فقہ میں ہے۔ الغرض ایسی ایسی باتیں مولوی صاحب نے بیان کیں جس سے عوام کے گمراہ ہو جانے کا خیال ہے۔ حنفیوں پر اکثر طعنے بھی مخالفین کے ہونے لگے کہ تمہارے یہاں ایسے ایسے گندے مسائل ہیں۔ مولوی صاحب کو امام نماز کا از روئے شرع و مصلحت بنانا چاہئے یا نہیں؟ بینو ابالکتاب و توجرو ایوم الحساب۔

الجواب:

یہ شخص نص قطعی قرآن شریف فاسق و فاجر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَسَّجِدَ اللَّهِ أَنْ يُدَّكَرَ فِيهِ اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَزَائِنَا²	اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باز رکھے خدا کی مسجدوں کو اُن میں نام خدا لئے جانے سے اور کوشش کرے ان کی ویرانی میں۔

عذر اکراہ محض جھوٹا ہے، جو کمیٹیاں رائے زنی کے لئے مقرر کی جاتی ہیں ہر گز حکام کی طرف سے گلے میں چھری نہیں رکھی جاتی کہ اگر تم نے یوں رائے نہ دی تو قتل کر دیئے جاؤ گے یا زبان کاٹ لی جائے گی یا ہاتھ قلم کر دیئے جائیں گے، بلکہ رائے زنی کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص آزادانہ اپنی رائے ظاہر کرے۔ ہاں دنیا پرست جیفہ خور خوشامد میں

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب الحادی عشر فی المسجد الخ مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۲/۷۵

² القرآن ۱۱۳/۲

آ کر دین و ایمان گنوا کر حکام پر جبر و اکراہ کا طوفان اٹھا کر بحید کاذبہ اکراہ چاہیں مسجد ڈھائیں چاہے خدا اور سول کو گالیاں سنائیں چاہے دو کے آتے تین گائیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ¹ (عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) ایسے لوگ نہ عند اللہ معذور ہو سکتے ہیں نہ عند الحکام مجبور

مبادا دل آں فرومایہ شاد

کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

(اس کینے کا دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کی خاطر دین کو ہوا کے حوالے کر دیتا ہے۔ ت)

خرد مند انصاف پسند حاکموں کی نگاہ میں بھی دین فروش نہایت ذلیل و خوار ہوتا ہے کہ جس نے ذرا سی خوشامد کے لئے دین جیسی عزیز چیز کو خیر باد کہا اس سے جو پاجائے تھوڑا ہے، جس نے ادنیٰ طمع کے واسطے حاکم حقیقی جل جلالہ، سے روگردانی کی اس حاکم دنیوی کے ساتھ خیر خواہی کی توقع کیا ہے حَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ۖ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرٰۤى اِنَّ الْمُبِیْنُ² (دنیا و آخرت کا گھانا بھی صریح نقصان ہے۔ ت) اور مسئلہ اکراہیوں بے قید الفاظ جو خدا اور رسول کی جانب منہ بھر کر اس شخص نے کہے وہ بھی اسکے سوئے ادب و قلت دین پر دال ہیں شرع مطہر میں خوف جان کے وقت بھی حکم عزیمت یہی ہے کہ کسی طرح اصلاً کلمہ کفر زبان سے نہ نکالے اور رخصت یہ کہ حتی الامکان توریہ کر کے پہلودار بات سے جان بچائیں، اگر توریہ پر قادر تھا اور اسے چھوڑ کر صریح کلمہ کفر بولا قطعاً یقیناً کافر ہو جائے گا، دُر مختار میں ہے:

ان اکره على الكفر بالله تعالى او بسب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بقطع او قتل رخص له ان يظهر ما امر به على لسانه ويورى وقلبه مطمئن بالايمان، وان خطر بباله التورية ولم يور كفرو بانة ديانة وقضاء نوازل وجلالية ويوجر لوصبر لتكره الاجراء المحرم ³ الخ باختصار۔	اگر کسی کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاذ اللہ کفر کرے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ گالی دے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا یا اس کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے گا تو اسے اجازت ہے کہ زبان پر ایسے کلمات کو جاری کر دے جن کا مطالبہ کیا گیا ہو لیکن توریہ (یعنی حتی الامکان پہلودار بات کے ذریعے جان بچائے) سے کام لے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن اور قائم رہے اور اگر اس کے دل میں توریہ کا خیال آیا مگر اس نے توریہ نہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت قضاؤ

¹ القرآن ۲۲/۲۶

² القرآن ۱۱/۲۲

³ در مختار کتاب الاکراہ مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی ۱۹۶/۲

دیانتاً بآئینہ ہو جائیگی نوازل اور جلالیہ، اور اگر صبر و ہمت سے کام لے تو اجر پائے گا کیونکہ اس نے حرام کام کے ارتکاب کا ترک کیا ہے الخ (اختصاراً) (ت) ایسے شدید فاسق کو افضل الاعمال نماز و مناجات بارگاہ بے نیاز میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی و جرات ہے، جب وہ اپنی طمع یا خوشامد کے لئے مسجد ڈھانے کے لئے موجود ہے تو اپنی تکلیف یا کاہلی کے باعث بے نہائے یا بے وضو نماز پڑھاتے اسے کیا لگتا ہے، ایسے کو امام بنانے والے گناہگار ہوں گے، مسلمانوں کو چاہئے ہر گز ہر گز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اگر ناواقفی میں پڑھ لی تو اعادہ کریں۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے:

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنادیا تو اس بنا پر گناہگار ہوں گے کہ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ فاسق امور دینیہ میں لاپرواہی برتتا ہے اور دین کے لوازمات کو بجالانے میں سستی کرتا ہے۔ پس ایسے شخص سے یہ بعید نہیں کہ وہ نماز کے بعض شرائط چھوڑ دے اور نماز کے منافی عمل کو بجالائے، بلکہ ایسا کرنا اس کے فسق کے پیش نظر اغلب ہے۔ (ت)	لو قدموا فاسقاً یا ثمناً بناء علی ان کراهة تقدیمہ کراهة تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساهلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ما ینافیہا بل هو الغالب بالنظر الی فسقہ۔¹

امام بنانا درکنار، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ایسے کی صحبت سے دور بھاگو، اُسے اپنے سے دُور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دے، فتنہ میں نہ ڈال دے۔" صحیح مسلم شریف میں ہے: ایاکم ایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم² (تم اپنے آپ کو ان فساق سے بچاؤ تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ ت) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت و توفیق بخشے۔ واللہ سببحنہ وتعالیٰ واعلم۔

۶ صفر ۱۳۶۱ھ

از ملک اپر برہما چھاؤنی منٹکینہ مرسلہ حاجی ہادی یار خان

مسئلہ ۶۱۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان دین اس مسئلہ میں کہ اس ملک میں رسم ہے کہ عورتیں بازار میں دکان کرتی ہیں اور باہر نکلتی ہیں سر کھول کر، اور بجائے پاجامہ کے تہبند باندھتی ہیں، چلتے ہیں ان کا جسم ران تک معلوم ہوتا ہے مردوں کو، اور مردان کو منع نہیں کرتے، اور جب ان کے شوہروں سے کہا گیا کہ شرع کے

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² صحیح مسلم باب النبی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۰/۱

خلاف ہے ایسی عورتوں سے پرہیز کرو۔ تو وہ کہتے ہیں ہم جوان ہیں جب ہم کو شہوت ہوتی ہے تو ہم کیا کریں نکاح پڑھالیتے ہیں۔ اور وہاں اکثر آدمی اسی کے موافق پڑے ہوئے ہیں جن عورتوں کا ذکر ہو چکا اس کے پیچھے نماز اور امامت اس آدمی کی کیسی ہے؟ الجواب: ران کھولنا حرام ہے، اور اس آزاد عورت کو سر کھولنا بھی حرام ہے۔ وہ عورتیں ان حرکات کی وجہ سے فاسقہ ہیں اور شوہر پر فرض ہے کہ اپنی عورت کو فسق سے روکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ¹ ۔	اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

كلکم راع وکلکم مسئل عن رعیتہ ² ۔	تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو اور ہر حاکم سے روز قیامت اس کی رعیت کے باب میں سوال ہوگا۔

تو یہ مرد کہ انھیں منع نہیں کرتے خود فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیہ میں ہے:

لو قد مو فاسقا یا ثمنون ³ ۔	اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو وہ گنہ گار ہوں گے (ت)

بلکہ جب اس کی عورت بازار میں ران کھولے پھرتی ہے اور وہ منع نہیں کرتا تو دیوث ہے۔

فی الدر المختار دیوث من لا یغار علی امرأته او محرمة ⁴ ۔	دُر مختار میں ہے کہ وہ شخص دیوث ہوتا ہے جو اپنی بیوی اور کسی محرم پر غیرت نہ کھائے۔ (ت)

ہاں اگر یہ منع کرے روکے جس قدر اپنی قدرت اس رسم شنیع کے مٹانے سے ہے صرف کرے اور پھر عورت نہ مانے تو مرد پر

الزام نہ رہے گا، قال اللہ تعالیٰ: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ⁵ (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے

گ۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم

¹ القرآن ۶۶/۶

² صحیح بخاری باب الجمعۃ فی القرۃ والمَدَن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱۲۲/۱

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

⁴ در مختار باب التغزیر مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۳۲۸/۱

⁵ القرآن ۶۶/۶

مسئلہ ۶۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک مسجد کا امام ہے اور وہ کارہائے مندرجہ ذیل سے روزی پیدا کرتا ہے: مُردہ نہلانا اس کی اجرت لینا، سوم میں قرآن مجید پڑھنا اور ناخواندہ لوگوں سے قرآن مجید پڑھوانا اور اس کی اجرت لینا، مُردے کے کپڑے وغیرہ لینا اور فروخت کرنا، اور سود کھانا خفیہ طور سے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟ اور دوسرا شخص جس کو عام لوگ جانتے ہیں کہ اس کی روزی ناجائز ہے اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سود لینا گناہ کبیرہ ہے، یوں ہی جس ناجائز طریقہ سے روزی حاصل کی جائے وہ یا تو سرے سے خود ہی کبیرہ ہوگا یا بعد عادت کے کبیرہ ہو جائے گا۔ ناخواندہ لوگوں سے پڑھوا کر اجرت لیتا ہے کے معنی سائل نے یہ بیان کیا کہ بے پڑھوں کو بلالاتا ہے اور براہِ فریب اُن کی قرآن خوانی ظاہر کر کے اجرت لیتا ہے یہ صورت خود کبیرہ کی ہے اور تلاوت قرآن کریم پر اجرت لینا ہی ناجائز ہے کما حقہ السید المحقق الشامی فی رد المحتار وشفاء العلیل (جیسا کہ سید محقق شامی نے رد المحتار اور شفاء العلیل میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ ت) اور مردے کو نہلانے یا اٹھانے یا قبر کھودنے کی اجرت لینے میں دو صورتیں ہیں اگر یہ فعل اسی شخص پر موقوف نہ ہو اور لوگ بھی ہیں کہ یہ نہ کرے تو وہ کر سکتے ہیں جب تو ان پر اجرت لینی جائز ہے اور اگر خاص یہی شخص یا جنازہ اٹھانے کو یہی دوچار اشخاص ہیں کہ یہ نہ کریں تو کام نہ ہوگا اجرت لینی حرام ہے،

ہندیہ میں خلاصہ سے ہے کہ ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو جنازہ اٹھانے یا میت کو غسل دینے کے لئے کرایہ پر حاصل کیا اگر تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں ان کے علاوہ اور کوئی دوسرا غسل دینے والا نہیں اور نہ ہی جنازہ اٹھانے والا کوئی ہے تو ان کے لئے کوئی کرایہ لینا روا نہیں ہے، اور اگر وہاں دوسرے لوگ ہیں تو پھر ان کے لئے کرایہ لینا جائز ہے۔ قبر کھودنے والے کا معاملہ بھی یہی ہے اگر وہ ایسی جگہ ہے جہاں کرایہ لینا ان کے لئے جائز نہ تھا اور انہوں نے کرایہ لے لیا تو یہ ان کے لئے اچھا کام نہیں ہے۔ (ت)

فی الہندیۃ عن الخلاصۃ رجل استأجر قوماً یحملون جنازۃ او یغسلون میتاً ان کان فی موضع لا یجد من یغسلہ غیرہؤلاء فلا اجر لہم وان کان ثمة اناس فلہم الاجر وحفر الحفار علی هذا وفی موضع لا اجر لہم لواخذوا الاجر لا یطیب لہم^۱۔

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع الخ مطبوعہ نوری مکتب خانہ پشاور ۱۳۵۲ھ

اور مردے کے کپڑے وغیرہ بہ نیت تصدق دے دیئے جاتے ہیں اگر یہ لینے والا محتاج ہے یا غنی ہے اور دینے والے کو اس کا غنی ہونا معلوم ہے یا وہاں بطور رسم امام نماز یا ملائے مسجد کو یہ چیزیں دی جاتی ہیں خواہ محتاج ہو یا نہیں تو لینا جائز ہے اگرچہ غنی کے لئے کراہت سے خالی نہیں، اور اگر یہ شخص غنی ہے اور دینے والا محتاج کو دینا چاہتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو محتاج جتا کر اُس سے لے لئے تو حرام ہے۔

کہ مخفی نہیں کہ اور حدیقتہ ندیہ شرح طریقہ محمد یمیں اس سے بھی بڑھ کر سخت تنبیہ ہے۔ (ت)	کما لا یخفی وقد نبه فی الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة علی ادق من هذا۔ جیسا

اور گناہ کبیرہ خواہ ابتداء کبیرہ ہو یا بعد عادت کبیرہ ہو جائے موجب فسق ہے، اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اسے امام بنانا گناہ ہے کما حققه المحقق الحلبي فی الغنیة (جیسا کہ محقق حلبی نے غنیہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) ہاں گناہ کبیرہ خفیہ ہو یا علانیہ فاسق کر دینے میں برابر ہے مگر ایسا خفیہ جس پر بندے مطلع نہ ہوں بندے اس پر حکم نہیں کر سکتے کہ بے جانے حکم کیونکر ممکن کما اوضحه فی الدر المختار من الشهادة فی بیان تقييدهم شرب الخمر بالادمان (جیسا کہ در مختار میں شہادت سے متعلق گفتگو میں جہاں انھوں نے فقہاء کا شرب خمر کو دوام شرب کے ساتھ مقید کرنے کو بیان کیا ہے۔ ت) اور مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوت شرعی نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اسمعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کو حق جانتا ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا
الجواب:

اگر اس کے ضلالت و کفریات پر آگاہی ہو کر اُسے اہل حق جانتا ہو تو خود اُس کی مثل گمراہ بد دین ہے اور اُس کے پیچھے نماز کی اجازت نہیں، اگر نادانستہ پڑھ لی ہو تو جب اطلاع ہو اعادہ واجب ہے،

کما هو الحكم سائر اعداء الدين من المبتدین الفسقة المرتدة المفسدين۔	جیسا کہ یہی حکم تمام ان اعداء دین کا ہے جو بدعتی، فاسق، مرتد اور فساد پھیلانے والے ہیں۔ (ت)

اور اگر آگاہ نہیں تو اُسے اس کے اقوال ضالہ دکھائے جائیں، اس کی گمراہی بتائی جائے، رسالہ الکوکبة الشهابیة بطور نمونہ مطالعہ کرایا جائے۔ اگر اب بعد اطلاع بھی اُسے اہل حق کہے وہی حکم ہے، اور اگر توفیق پائے حق کی طرف فاخو اکم فی الدین (تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔ ت) واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۶۱۹: ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بغرض پیشہ کے جو شخص تصاویر دیوتائے اہل ہند کی مثل ٹیسو و رادن و رام چندر و سینا وغیرہ کی بناتا ہے اور فوٹو گرافر اور معلم اور حرامی اور علی العموم جن اشخاص کی عورت بے پردہ سر بازار پھرتی ہیں تو اس حالت میں اشخاص مذکورین کے پیچھے پڑھنا نماز کا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر پڑھ لی تو اعادہ اس کا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جاندار کی تصویر بنانی دستی ہو یا خواہ عکسی حرام ہے، اور معبودان کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام و اشد کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اشد الناس عذاباً يوم القيمة المصورون ^۱ رواه الائمة والشيخان عن عبد الله بن مسعود عن ام المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله تعالى عنها سے نقل کیا ہے۔	بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت مصوروں پر ہوگا۔ اس کو ائمہ اور بخاری و مسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے حوالے سے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے۔

یوں ہی معلم، فاسق، فاجر مرتکب کبائر ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ملعون من يعمل عمل قوم لوط ^۲ ۔ رواه احمد عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔	ملعون ہے جو قوم لوط کا کام کرے۔ اس کو امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

جس کی عورت بے ستر باہر پھرتی ہے کہ بازو یا گلا یا پیٹ یا سر کے بال یا پنڈلی کا حصہ غرض جس جسم کا چھپانا فرض ہے کھلا ہوا ہے یا اس پر
ایک باریک کپڑا ہو کہ بدن چمکتا ہو اور وہ اس حالت پر مطلع ہو کر عورت کو اپنی حد مقدور تک نہ روکتا ہو بند و بست نہ کرتا ہو وہ بھی فاسق و
دیوث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والديوث ورجلة النساء ^۳ ۔ رواه الحاكم والبيهقي بسند صحيح عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو ایذا دینے والا اور دیوث اور مردوں کی صورت بنانے والی عورت۔ اس کو حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

^۱ صحیح البخاری باب عذاب المصورین يوم القيامة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۰/۲

^۲ مسند احمد بن حنبل مروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۱۷/۱

^۳ السنن الکبریٰ للبیہقی باب الرجل يتخذ الفلاح والجارية المغنيتين الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ۲۲۶/۱۰

دیوث من لایغار علی امرأته او محرمة ^۱ ۔	جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ دیوث ہے۔

اسی طرح اگر عورت جوان اور محل فتنہ ہے اور اس کے باہر پھرنے سے فتنہ اٹھتا ہے اور یہ مطلع ہو کر باز نہیں رکھتا جب بھی کھلا دیوث ہے اگرچہ پورے ستر کے ساتھ باہر نکلتی ہو، ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام ہے نہ پڑھی جائے اور پڑھ لی تو اعادہ ضرور ہے۔ کما حقہ فی الغنیۃ وفصلناک فی فتاؤنا (جیسا کہ اس تحقیق غنیہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیلی گفتگو کی ہے۔) اور حرامی کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے زیادہ مسائل نماز و طہارت نہ جانتا ہو، اگر امام نہ ملے تو ضرور اس کے پیچھے پڑھی جائے۔ اس عذر سے ترک جماعت جائز نہیں فان الواجب للیترک لاجل (واجب کو کسی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔) خلافِ اولیٰ اور دفع کراہت کے لئے اعادہ مستحب^۲ کما بینہ فی الدرالمختار (جیسا کہ در مختار میں اس کو بیان کیا ہے۔) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۷ھ

از نجیب آباد مرسلہ حافظ محمد ایاز صاحب

مسئلہ نمبر ۶۲۰:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کو مرض بواسیر کا ہے اور مسے کثرت سے ہو گئے ان میں سے آلائش رنگ زردی مائل خارج ہوتی ہے و نیز کثرت مسوں سے اخراج ریح فضلہ براز کا دھبنا بھی کپڑے پر آ جاتا ہے کہ جو جہوم مسوں کی وجہ سے وقت اجابت کسی جگہ اندر الجھا ہوا رہ جاتا ہے ان دونوں حالتوں میں کپڑا ہر وقت نجس رہتا ہے، زید مذکور ہر طرح انتظام مثل لنگوٹ باندھنا، دو یا تین پاجامے رکھنا اور ان کا وقتاً فوقتاً دھو کر پاک رکھنا یہ سب کچھ کر چھوڑا مگر کچھ نہ ہو سکا خاص کر سفر میں اس سے زیادہ دقتیں پیش آتی ہیں اور خصوصاً امامت کرنا اگرچہ وہ امامت سے درگزر کرتا ہے مگر اس صورت میں وہ کیا کر سکتا ہے کہ ادائے نماز فرض کے واسطے کھڑا ہو اور بعد کو اور نمازی آ کر مقتدی بن گئے، بجز اس کے کیا چارہ کہ نماز ادا کرے، ان دقتوں کی حالت میں زید مذکور کو کیا کرنا چاہئے کہ جس سے بے کراہت نماز ادا کرے اور وہ کپڑا حکمِ پاکی کا رکھے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر حالت ایسی ہے کہ کپڑا پاک کرے یا بدلے تو فرض نہ پڑھنے پائے گا کہ پھر نجس ہو جائے گا یعنی براز ساڑھے چار ماشہ سے زائد یا وہ زرد پانی روپیہ بھر کی مساحت سے زیادہ آجائے گا تو دھونے کی کوئی ضرورت

^۱ در مختار باب التزیرات مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱/۳۲۸

^۲ در مختار، باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱/۷۱

نہیں ورنہ بے دھوئے خود اس کی اپنی نماز نہ ہوگی اور جبکہ وہ حالتِ معذوری میں ہے یعنی کوئی وقت کامل نماز کا ایسا گزر گیا شروع سے ختم تک کہ اُسے وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی فرصت نہیں ملی اور جب سے برابر ہر وقت نماز میں یہ نجاست آتی رہتی ہے اگرچہ وقت میں ایک ہی بار تو وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا، لوگ اگر آکر شامل ہوں جس نہ کرے تکبیر آواز سے نہ کہے وہ لوگ خود الگ ہو جائیں گے۔ اور اس پر بھی جُدا نہ ہوں تو بعد سلام اطلاع کر دے کہ میں معذور ہوں میرے پیچھے نماز جائز نہیں تم اپنی پھر پڑھ لو۔

دُر مختار میں ہے اگر معذور کے کپڑے پر درہم سے زیادہ نجاست بہہ گئی تو اس کے لئے اس کا نہ دھونا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کو دھوئے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کپڑے اس کے نجس ہو جاتے ہیں اگر اس کے فارغ ہونے سے پہلے نجس نہ ہو تو اس کے لیے دھونے کو ترک کرنا جائز نہیں۔ فتویٰ کے لئے یہی قول مختار ہے (ت)	فی الدر المختار ان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جائزہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ هو المختار للفتویٰ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۱: از دلیر گنج پر گنہ جہاں آباد ضلع پیلی بھیت مرسلہ خلیفہ الہی بخش ۱۸ رب ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو شخص قواعد تجوید سے ناواقف ہو اُس کو امام کیا جائے یا نہیں؟ اور اگر کیا جائے تو اس کے پیچھے قواعد داں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور عام لوگوں یعنی غیر قواعد داں کی نماز بھی اس کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ معنی میں فساد آتا ہے مثلاً حرف کی تبدیل جیسے ع ط ص ح ظ کی جگہ و ت س ہ ز پڑھنا کہ لفظ مہمل رہ جائے یا معنی میں تغیر فاحش راہ پائے یا کھڑا پڑا کی بد تمیزی کہ حرکات بڑھ کر حروف مدہ ہو جائیں اور وہی قباحتیں لازم آئیں، جس طرح بعض جہال نستعین کو نستاعین پڑھتے ہیں کہ بے معنی یا لا الہ الا اللہ تحشرون بلام تاکید کو لالی اللہ تحشرون بلائے نافیہ کہ تغیر معنی ہے تو ہمارے ائمہ متقدمین کے مذہب صحیح و معتمد متحققین پر مطلقاً خود اس کی نماز باطل ہے کما حققہ و رجحہ المحقق فی الفتح والحلبی فی الغنیۃ وغیرہما (محقق نے فتح میں اور حلبی نے غنیہ میں اور دیگر لوگوں نے اپنی کتب میں اس کی تحقیق

^۱ در مختار باب الحیض مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۸ھ

کی ہے۔ ت) اور جب اُس کی اپنی نہ ہوگی تو تو اداں وغیرہ کسی کی اس کے پیچھے نہ ہوئے گی فان صلوة الباموم مبتنیۃ علی صلوة الامام (کیونکہ مقتدی کی نماز امام کی نماز پر مبنی ہے۔ ت) اور اگر غلطی یوں ہے کہ حرفِ روجہ صحیح ادا نہیں کر سکتا جس طرح آج کل عام دہقانوں اور بہت شہریوں کا حال ہے تو اب جمہور متاخرین کا بھی فتویٰ اسی پر ہے کہ اس کے پیچھے صحیح خواں کی نماز باطل کما افادۃ العلامة الغزی والعلامة الخیر الرملی وغیرہما (جیسے علامہ غزی اور علامہ خیر رملی اور دیگر علماء نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ت) اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی اور اگر غزلیوں ہے کہ یکھنے کی کوشش نہ کی یا کچھ دنوں کر کے چھوڑ دی اگر لپٹا رہتا تو امید تھی کہ آجائے تو ایسی غلطی ان کے نزدیک بھی خود اس کی اپنی نماز بھی باطل کرے گی کما فی الخلاصة والفتح وغیرہما عامۃ الکتب (جیسے خلاصہ، فتح اور ان کے علاوہ عام کتب میں ہے۔ ت) غرض ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں وقد فصلنا القول فی تلك المسائل فی عدة مواضع من فتاوانا (ہم نے ان مسائل پر اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ت) اور اگر ایسی غلطی نہیں کرتا جس سے فسادِ معنی ہو تو نماز خود اس کی بھی صحیح اور اس کے پیچھے اور سب کی صحیح، پھر اگر حالت ایسی ہے کہ تجوید کے امور ضروریہ واجبات شرعیہ ادا نہیں ہوتے جن کا ترک موجب گناہ ہے جیسے مد متصل بقدر ایک الف وغیرہ فمما فصلنا فی فتاویٰ لنا فی خصوص الترتیل (جس کا ہم نے اپنے فتاویٰ میں ترتیل کے تحت تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ت) جب بھی اُسے امام بنایا جائے گا نماز اس کے پیچھے بدتِ مکروہ ہوگی لاشتمالہا علی امر مؤثم وکونہ فاسقا، تادیہ علی ترک واجب متحتم (کیونکہ وہ ایسے امر پر مشتمل ہے جو گناہ ہے اور اس کا فاسق ہونا اس شک میں ڈالتا ہے کہیں وہ حتی واجب کا ترک نہ کر بیٹھے۔ ت) اور اگر ضروریات سب ادا ہو لیتے ہیں صرف محسنات زائد و مثل اظہار اخفا ورم واثام و تفخیم و ترفیق وغیرہا میں فرق پڑتا ہے تو حرج نہیں، ہاں قواعد ان کی امامت اولیٰ ہے لان الامام کما کان اکمل کان افضل (وہ شخص جو ہر لحاظ سے اکمل ہو وہی افضل امام ہوگا۔ ت) واللہ سببحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۲: از بنگالہ سلسلہ موضع پیام مرسلہ جناب سورج میاں صاحب معرفت مولوی سلطان الدی ۱۳ شعبان ۱۳۱۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو سے زید دربارہ جلداد مشترک فیہ بینہما نزاع مقدمہ کچہری کیا عمرو فتح یاب ہوا زید اس گاؤں کا امام ہے اب عمرو نے بوجہ تعصب وخصامت کے تمام اس کے مقتدیوں کو کہا کہ زید نے کچہری میں واسطے فتیابی اپنے مقدمہ کر کے جھوٹ بولا تم لوگ اب اس کے پیچھے نماز مت پڑھو وہ اب امامت کے قابل نہیں رہا، تب مقتدیوں نے عمرو سے کہا کہ تم اس کے جھوٹ بولنے کا کوئی ثبوت پیش کرو ہنوز کوئی شاہد پیش نہیں کیا گیا، دعوٰی بلا دلیل ہے اور آج تک کبھی زید نے جھوٹ کلمہ اپنی زبان سے

نہ نکالا اور نہ کسی نے اس پر دروغ گوئی کا کبھی شک کیا، اگر بالفرض اس کی کذب گوئی پر کوئی گواہ ثابت ہو جائے تو زید قابلِ امامت رہے گا یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جدوا
الجواب:

نماز اس کے پیچھے ہو جانے میں تو اصلاً شبہ نہیں بحديث صلواکل بر وفاجر^۱ اور پکھری میں مقدمہ ہار جانے سے جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا،

پکھریوں میں ہزاروں بار جھوٹے سچے اور سچے جھوٹے ٹھہرتے ہیں، انگریزی پکھریاں تو شرع مطہر سے علاقہ رکھتی ہی نہیں بلکہ یہاں کے اسلامی محکمے ہی پوری پابندی شرع سے صراحۃً کنارہ گزیر، جہاں کامل شرعی عدالتیں تھیں وہاں بھی بآئکہ قاضی شرع جس کے خلاف حکم فرمادے اُسے فقہاء دفع تناقض کے لئے صار مکذباً شرعاً لکھتے ہیں مگر کسی مدعی یا مدعا علیہ کو صرف اس بنا پر کاذب و فاسق و مرتکب کبیرہ نہیں کہہ سکتے کہ حکم حاکم بنظر ظاہر ہوتا ہے اُس سے واقع میں کذب لازم نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی له علی مانحوما اسمع منه فمن قضیت له بشیء من حق اخیه فلا یاخذنه فانما اقطع قطعة من النار ^۱ ۔ رواہ الشیخان عن امر سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	میں ایک انسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہو ممکن ہے تم میں سے کوئی آدمی دلیل پیش کرنے میں ہوشیار ہو اور دلیل کی وجہ سے دوسرے پر غالب آجائے اور میں دلائل سننے کے بعد اس کے مطابق فیصلہ کر دوں، تو جس کے حق میں فیصلہ ہوا ہو وہ اس کو نہ لے کیونکہ وہ ایک آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ (ت)

علاہ بریں بعض وقت آدمی کسی شبہ یا سہو یا جہل کے باعث اپنے آپ کو حق پر جان کر دغوی یا جواب دہی کرتا ہے تو بات واقع میں اگرچہ خلاف ہے مگر اس نے قصد کذب نہ کیا حکم فق اس پر نہ ہوا،

ومثل ذلك كثير في خصومات الصحابة رضي الله تعالى عنهم بل هو المتعين فيهم۔	اس کی مثالیں مقدمات صحابہ میں بہت ہیں بلکہ یہی ان میں متعین ہیں۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری باب من اقام البینۃ بعد الیمین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۰/۲

ف: حدیث کے الفاظ تفصیلاً یوں ہیں: صلوا خلف کل بروفاجر و صلوا علی کل بروفاجر و جاهدوا مع کل بروفاجر۔ نذیر احمد سعیدی

علاوہ بریں جب آدمی کا حق مارا جاتا ہو اور وہ بغیر کسی ایسے اظہار کے جو بظاہر خلاف واقع ہے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اپنے احیائے حق کے لئے ایسی بات کا بیان شرعاً جائز ہے اگرچہ سامع اُسے کذب پر محمول کرے۔ درمختار میں ہے:

۱ الخ وتماہم تحقیقہ فی ردالمحتار عن تبیین المحارم عن الامام حجة الاسلام۔	اپنے حق کے حصول اور اپنے آپ سے ظلم کو دور کرنے کے لئے کذب مباح ہے الخ اور اس کی پوری تفصیل امام حجة الاسلام کی تبیین المحارم کے حوالے سے ردالمحتار میں ہے۔ (ت)

بالجملہ صورت مذکورہ میں صرف بیان مدعا علیہ کوئی چیز نہیں اگر کسی گواہ سے بھی ثابت ہو کہ زید نے اپنے دعوٰی یا تائید دعوٰی میں کئی بات خلاف کہی تو اس سے واقعی کاذب و فاسق ہونا ثابت نہیں ہوتا، ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زید کا کذاب فاسق بے حرمت ہونا پایہ ثبوت کو پہنچے تو بے شک اُسے امام بنانا ممنوع اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہوگا کما ہو حکم الفاسق (جیسا کہ فاسق کا حکم ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۳: از شہر کہنہ مرسلہ سید عبدالواحد مستہراوی ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ
عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ ایک ہی مصلے پر فرض نماز پڑھنا بایں صورت کہ خاوند امام ہو اور عورت مقتدی، کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:

اگر عورت اس قدر پیچھے کھڑی ہے کہ اس کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی نہیں تو اقتدا صحیح ہے اور دونوں کی نماز ہو جائے گی اور اگر برابر ہے کہ بیچ میں کوئی حائل ہے نہ کوئی اتنا فاصلہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے اور عورت کی ساق مرد کی ساق یا کسی عضو کے محاذی ہے تو اس صورت میں اگر مرد نے اُس کی امامت کی نیت نہ کی تو مرد کی نماز صحیح ہے اور عورت کی فاسد، اور اگر مرد نے تحریمہ نیت امامت زن کی تھی تو دونوں کی گئی۔ فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے:

المرأة اذاصلت مع زوجها في البيت ان كان قدماها بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة وان كان قدماها	کسی خاتون نے جب اپنے خاوند کے ساتھ گھر میں نماز ادا کی ہو اگر اس کے قدم خاوند کے قدم کے مقابل ہوں تو دونوں کی نماز باجماعت جائز نہ ہوگی اور اگر اس کے قدم

خاوند کے قدم سے پیچھے اگر خاتون کا قدم لمبا ہونے کے وجہ اس کا سر حالت سجدہ میں خاوند کے سر سے آگے ہوتا تو پھر بھی دونوں کی نماز درست ہوگی کیونکہ اعتبار قدموں کا ہے۔ (ت)	خلف قدم الزوج الا انها طويلة تقع رأس المرأة في السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما لان العبرة للقدم ¹ ۔

ردالمحتار میں ہے:

زلیلی کہتے ہیں کہ اصح قول کے مطابق محاذات میں پنڈلی اور ٹخنے کا اعتبار ہے اور بعض نے قدم کا اعتبار کیا ہے اہ تو بعض کے قول پر اگر قدم کا کچھ حصہ مرد سے پیچھے ہو نماز فاسد ہوگی اگرچہ اس کی پنڈلی اور ٹخنے مرد کی پنڈلی اور ٹخنے سے پیچھے ہوں، اور اصح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ بعض قدم عورت کا مرد کے بعض قدم کا محاذی ہوا ² الخ (ت)	الزليلى قال المعتبر في المحاذاة الساق والكعب في الاصح وبعضهم اعتبر القدم اه فعلى قول البعض لو تأخرت عن الرجل ببعض القدم تفسد وان كان ساقها وكعبها متأخراً عن ساقه وكعبه وعلى الاصح لا تفسد وان كان بعض مهاباً محاذياً لبعض قدمه ² الخ

در مختار میں ہے:

مرد کے محاذی ایسی خاتون ہوگی جو صاحب شہوت ہو اور ان کے درمیان کوئی مرد اور آڑ حائل نہ ہو، آڑ کم از کم بلاندی میں ایک ہاتھ کے برابر موٹائی میں ایک انگلی کے برابر کا اعتبار ہے یا یہ کہ دونوں کے درمیان فاصلہ اتنا چھوٹا ہو جو ایک آدمی کی گنجائش رکھتا ہو (کہ آڑ اور فاصلہ کی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی) اور یہ کہ نماز مطلق (یعنی رکوع سجدہ والی) ہو۔ تکبیر تحریمہ واداء میں دونوں مشترک ہوں اور جہت بھی ایک ہو تو مرد کی فاسد ہو جائے گی اگر وہ مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) اور امام نے شروع نماز کے وقت اس خاتون کی امامت کی نیت کی ہو نہ کہ نماز شروع کرنے کے بعد، اور اگر امام نے عورت کی امامت	حاذته مشتهة ولا حائل بينهما اقله قدر ذراع في غلظ اصبع او فرجة تسع رجلا في صلاة مطلقة مشتركة تحریمة واداء واتحدت الجهة فسدت صلاته لو مكلفاً ان نوى الامام وقت شروعه لابعده امامتها والا ينوها فسدت صلاتها ³ اه مختصر

¹ فتاویٰ قاضی خان فصل فیمن یصح الاقتداء الخ مطبوعہ نوکسٹور لکھنؤ ۱۱/۲۵

² ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/۲۲۳

³ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۸۴

کی نیت نہیں کی تو اس خاتون کی نماز فاسد ہوگی اھ اختصاراً (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۴: ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود خور اور رشوت خور اور جس شخص کی بی بی بے حجاب رہتی ہے اور جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہے اور جو شخص بعض اوقات نماز پڑھتا ہے ان سب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جواز و عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟

الجواب:

سود خور اور رشوت خور اور جھوٹی گواہی دینے والا اور قصداً بعض اوقات نماز چھوڑ دینے والا یہ سب فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی الغنیۃ عن الحجة واقرة فی ردالمحتار وتفصیلہ فی رسالتنا النہی الاکید عن الصلاة ورای عدی التقلید۔	جیسا کہ غنیہ میں فتاویٰ حجب سے مروی ہے ردالمحتار میں اسے ثابت رکھا، اور اس کی تفصیل ہمارے اپنے رسالے "النہی الاکید عن الصلاة وراي عدی التقلید" میں ہے۔ (ت)

اور جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہے اسی طرح کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی کا حصہ خواہیوں کہ ان مواقع پر کپڑا ہی نہ یا ہو تو باریک کہ ستر نہ کر سکے یا باہر نہیں نکلتی مگر گھر میں غیر محرم بکثرت آتے جاتے ہیں اور وہ ایسی ہی حالت میں رہتی ہے اور شوہر ان امور پر مطلع نہیں کرتا تو وہ خود دیوث ہے فاسق ہے۔

فان الديوث كما فی الحديث وكتب الفقه كالدر وغیره من لا یغار علی اهلہ ^۱ ۔	حدیث اور کتب فقہ مثل در مختار وغیرہ کے مطابق دیوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھاتا۔ (ت)

اور اگر ت ایسا نہیں بلکہ تمام بدن کے پورے ستر عورت کے ساتھ گھر میں کسی نامحرم مثلاً جیٹھ، دیور، بہنوئی یا اپنے چچا خالہ ماموں پھوپھی کے بیٹوں کے سامنے ہوتی ہے یا کم قوم لوگوں کی عورات جو خوب موٹے اور ڈھیلے کپڑے پہنے سارا بدن ڈھانکے اپنی ضرورتوں کے لئے باہر آتی جاتی ہیں یا عورت تو بے حجابی اسی طرح کرتی ہے مگر مرد اسے اپنی حد قدرت تک روکتا ہے منع کرتا ہے اور وہ یونہی نہیں مانتی، تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں اور اس وجہ سے

^۱ در مختار، باب التعزیر، مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی، ۳۲۸/۱

اے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ^{۱۷}۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۶، ۶۲۵: از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل الرحمن صاحب ۹ شعبان المعظم ۱۳۱۹ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) وہ کون کون شخص ہیں مسلمانوں میں جن کے پیچھے نماز درست نہیں؟

(۲) کون سی صورت میں نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا بالکل ناجائز؟

الجواب:

(۱) بہت لوگ ہیں از انجملہ غیر مقلدین اور رافضی اور وہ وہابی جن کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الصلوٰۃ خلف اهل الهواء لا تجوز (اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت) جو قرآن مجید غلط پڑھتا ہو جس سے فساد معنی ہو، جس کی طہارت صحیح نہ ہو اگرچہ معذوری کی وجہ سے، مثلاً جسے معاذ اللہ سلس البول یا ہر وقت ریح خارج ہونے کا عارضہ ہے یا زخم یا پھوڑے سے خون یا زرد آب بہتا ہے۔ اسی طرح وہ شافعی المذہب مثلاً جس نے اپنے طور پر طہارت صحیحہ کی مگر مذہب حنفی میں صحیح نہ ہوئی، مثلاً سر کے صرف ایک بال کا مسح کر لیا یا فصد لگوا کر وضو کا اعادہ نہ کیا کہ حنفی کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ان کے سوا اور بکثرت صوتیں ہیں کہ کتب مذہب میں اس کی تفصیل ہے۔

(۲) نابینا کے کپڑے پر اگر نجاست بقدر منع نماز لگی ہے اور اسے خبر نہیں یا اس کے زخم یا پھوڑے سے خون بہا اور اس نے نہ دیکھا تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے ورنہ صرف مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہے جبکہ سب حاضرین سے زیادہ علم نہ رکھتا ہے ورنہ وہی امام کیا جائے گا۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۲۷: از گورابازار ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حافظ کریم بخش امام مسجد گورابازار تیبہوں کا مال پوشیدہ لے جانے میں شریک ہوئے اور اقرار بھی کیا اور ماسوا اس کے اور کچھ بھی نہیں اس سبب سے مقتدیوں نے اقتدا کرنا چھوڑ دیا اور امام دوسرے کی اقتدا کی تب امام اول ایک مولوی کو بلا کر لایا اور کچھ دے کر اور یہ بھی سنا گیا کہ آٹھ آنہ ماہواری بھی دینے کا اقرار کیا، مولوی صاحب سے کچھ بیان کرایا اور اس نے کچھ حق بھی بیان کیا

اور کچھ طرف داری بھی کی، آیا مولوی صاحب اس آیت کے حکم میں داخل ہوئے یا نہیں ولا تشتر و بائتی ثمناً قليلاً، اور مولوی صاحب نے مقتدیوں کو سمجھایا اور ان کی امامت قائم کرا دی اور امام نے مقتدیوں سے معافی چاہی مقتدیوں نے دونوں اماموں کو قائم رکھا اور امام اول کی خطا مقتدیوں کے معاف کرنے سے یتیموں کی حق تلفی جو کی وہ بھی معاف ہوئی یا نہیں یا امام اول کو یتیموں کا حق دینا پڑے گا اور دلو انا پڑے گا یا نہیں، اور ایک آدمی خوش الحانی کو ضروریات سے جاننے والا ہے امام کی آیہ شرط ہے از روئے شرع شریف کے یا نہیں؟ اور ایک شخص پابندی نماز نہیں کرتا ہے فارسی میں دخل بہت ہے وہ امام اول کو چاہتے ہیں کہ یہ رہے اور دوسرے کو نہیں چاہتے، اور امام دوسرے کی حقیقت یہ ہے کہ علم حدیث و تفسیر وفقہ و اصول عربی میں دخل ہے اب اقتدا واسطے مقتدیوں کے کس کی امامت افضل اور بہتر ہے اور عالم کے پیچھے نماز پڑھنا ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی، آیا اس کا ثبوت شرع شریف میں ہے یا نہیں؟ اور امام اول کی اقتداء ابھی تک بعض لوگ مکروہ جانتے ہیں۔ بینو اتوجروا مع حوالہ کتاب۔

الجواب:

پر ایسا مال بے اذن شرعی لینا چوری اور گناہ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایسرق السارق حین یسرق وهو مومن¹ چور چوری کرتے وقت ایمان سے الگ ہو جاتا ہے، اور یتیموں کا مال ناحق لینا سخت تر کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں نری آگ کھاتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جائیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا

إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝۲

یتیموں کا حق کسی کے معاف کئے معاف نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ خود یتیم کا دادا یا ماں کسی نابالغ کے ماں باپ اس کا حق کسی کو معاف کر دیں ہر گز معاف نہ ہوگا فان الولاية للنظر للضرر (کیونکہ ولایت نگرانی کے لئے حاصل ہوتی ہے نقصان دینے کے لئے نہیں۔ت) بلکہ خود یتیم و نابالغ بھی معاف نہیں کر سکتے نہ ان کی معافی کا کچھ اعتبار ہے للحجر التام عما هو ضرر (کیونکہ نقصان وہ معاملہ میں تصرف کرنے سے انہیں مکمل روک دیا گیا ہے۔ت) محض یتیموں کا حق ضرور دینا پڑے گا اور جو نکلا سکتا ہے اسے چاہیے کہ ضرور دلا دے، ہاں یتیم بالغ ہونے کے بعد معاف کرے تو اس وقت معاف ہو سکے گا۔ مقتدیوں نے کہ ایسی حرکات نشائستہ کے باعث

¹ صحیح البخاری کتاب الاثر بہ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳۶/۲

² القرآن ۱۰/۳

امام اول کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی بہت اچھا کیا انھیں اسی کا حکم تھا کہ حقیقہ فی الغنیۃ عن فتاویٰ الحجۃ و اقرہ فی رد المحتار و قد تکرر بیانہ فی فتاویٰ (جیسا کہ فتاویٰ حج کے حوالے سے غنیہ میں اس کی تحقیق کی ہے اور رد المحتار میں اسے برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کا بیان ہمارے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر موجود ہے۔ ت) جس شخص نے کچھ لے کر بعض ناحق باتیں امام اول کی طرف داری کے حق میں ملا دیں وہ ضرور آیہ کریمہ وَلَا تَشْكُرُوا لِلّٰہِ اِلَّا بِیْہِ شُكْرًا قَلِیْلًا^۱ اور آیہ کریمہ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ^۲ کا مورد ہوا، امام کے لئے خوش الحانی کچھ ضرور نہیں جو اسے ضروری و شرط بتائے، شرع مطہر پر افتراء کرتا ہے، بلکہ خوش الحانی بعض وقت مضر ہوتی ہے کہ اس کے سبب آدمی اتراتا ہے یا کم سے کم اتنا ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع کے بدلے اپنے الحان بنانے کا خیال رہتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لا ینبغی للقوم ان یقدموا فی التراويح الخوشخوان ولكن یقدموا الدرستخوان فان الامام اذا قرأ بصوت حسن یشغله عن الخشوع والتدبر والتفکر ^۳ ۔	قوم کے لئے ایسے شخص کو تراویح میں امام بنانا جو خوش الحان ہو مناسب نہیں البتہ درست پڑھنے والے کو امام بنا سکتے ہیں کیونکہ امام جب قرأت کرے گا تو اس کو اچھی آواز خشوع، تدبر اور تفکر سے غافل کر دے گی۔ (ت)

مامت عالم کا خاص حق ہے اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو ترجیح نہیں جبکہ وہ عالم صحیح خواں و صحیح العقیدہ ہو، فاسق نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکم ان تقنل صلاتکم فلیؤمکم علماءکم فأنهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ^۴ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن مرشد بن ابی مرشد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اگر تمہیں اپنی نمازوں کا قبول ہونا پسند ہو تو چاہئے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں وہ تمہارے واسطہ سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے درمیان۔ اس کو طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت مرشد بن ابی الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

^۱ القرآن ۴۱/۲

^۲ القرآن ۲۲/۲

^۳ فتاویٰ ہندیہ فصل فی التراويح مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۶/۱

^۴ المعجم الکبیر مروی عن مرشد الغنوی مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۲۸/۲

نوٹ: اصل کتاب میں فلیؤمکم علماءکم کی جگہ فلیؤمکم خیبرکم ہے۔ نذیر احمد سعیدی

خاص یہ لفظ کہ عالم کے پیچھے نماز ایسی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کسی حدیث میں نظر سے نہیں گزری، ہاں یہ صحاح کی حدیث ہے کہ: العلماء ورثة الانبياء¹ (علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں) اور ہدایہ میں ہے:

من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی ²	جس نے کسی عالم متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا نبی کے پیچھے پڑھی۔ (لیکن اصحابِ تخریج کے ہاں یہ حدیث معروف نہیں امام زیلیعی نے اسے غریب قرار دیا ہے۔ ت)

امام اول اپنی اس حرکت سے ضرور فاسق ہوا اور فاسق کے پیچھے نماز ضرور مکروہ ہے جبکہ سچی توبہ نہ کرے اور مال لینے والے کی توبہ بغیر مال واپس دے کر گز صحیح نہیں توجہ تک وہ یتیموں کا حق نہ پھیرے نماز اس کے پیچھے بیشک مکروہ۔

مسئلہ نمبر ۶۲۸: ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ:

ندویوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ندویوں میں کچھ نیچری ہیں کچھ منکران ضروریات دین رافضی یہ بالاجماع کافر مرتد ہیں اور ان کے پیچھے نماز محض باطل، کچھ غیر کافر رافضی وہابی تفصیلی غیر مقلد و غیر ہم بد مذہب ہیں کچھ وہ نئے بگڑے گمراہ ہیں جنہوں نے اب ندوہ جماعہ اپنے دین کی تیغ کنی کی، ندوے کی رودادوں لکچروں میں جن کے کلمات ضلالت چھاپے گئے یہ سب ضال مفضل گمراہ بد دین ہیں اور ان کے پیچھے نماز ناجائز جیسے عامہ غیر مقلدین،

كما حققناه في النهي الاكيد عن الصلوة وراء	جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق "النهي الاكيد عن الصلوة وراء عدی التقليد" میں کی ہے (ت)

ایانہ و مکروہ تحریمی، کہا بینا نہ فی غیر موضع من فتاونا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ بیان کیا ہے۔ ت) یوں ہی وہ خود نہ پہلے بد مذہب تھے اور نہ اب کلمات بد مذہبی کہے مگر ان لکچروں کے

¹ صحیح البخاری باب العلم قبل العلم والعمل الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۱

² الہدایہ باب الامامۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱۰/۱

اقوال ضلالت سُنئے، پسند کئے اور ان پر راضی ہوئے، ان کی اشاعت کی حمایت کی، یہ سب کل بوجہ رضا و نصرت باطل اہل باطل واربابِ ضلال اور اسی حکم میں ان کے شریک حال ہو گئے، کچھ وہ ہیں جن پچاروں کو اطلاع نہیں کہ ان ظلمہ نے کیا کہا ہے صرف مولویوں کا جلسہ سُن کر شریک ہو گئے جب تک مطلع نہ ہوئے معذور ہیں بعد اطلاع پھر شریک رہے تو اقل درجہ فاسق ضرور ہیں اور فاسق کے پیچھے بھی نماز مکروہ۔ فتاویٰ حج وغنیہ شرح منیہ وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ یہ کراہت تحریم ہے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۲۹: از بریلی محلہ سرخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہے اہل سنت و جماعت میں خارج ان سے اور فرقوں ضالہ سے اور ہم مقلدوں کو ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنی مساجد میں باوجود خوفِ فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب:

فی الواقع فرقہ غیر مقلدین گمراہ بدین ضالین مفسدین ہیں انھیں امام بنانا حرام ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے، ان کی مخالطت آگ ہے۔ صورت مذکورہ سوال میں انھیں مساجد میں ہر گز ہرگز نہ آنے دیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَعَهْدُنَا إِلَىٰ آبَائِهِمْ وَإِسْعَاقَ أَنْ طَهَّرَ آيَاتِي ^۱	ہم نے ابراہیم واسمعیل سے یہ وعدہ لیا کہ وہ میرے گھر کو صاف رکھیں گے۔ (ت)

حدیث میں ہے:

امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببناء المساجد فی الدور وان تنظف وتطیب ^۲	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محلوں میں مساجد بنانے اور انھیں ستھرا و نظیف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا۔ (ت)

نجاستیں درکنار قاذورات مثل آب دہن وآب بینی یا آنکہ پاک ہیں مسجد سے ان کو دور کرنا واجب تو بد مذہب گمراہ لوگ کہ ہر نجس سے بدتر نجس ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

^۱ القرآن ۱۲۵/۲

^۲ سنن ابوداؤد باب اتخاذ المساجد فی الدور مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۶۶/۱

اہل البدع شر الخلق والخليفة ^۱ ۔	بد مذہب تمام مخلوق سے بد تمام جہان سے بد تر ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

اصحاب البدع کلاب اہل النار ^۲ ۔	بد مذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں۔

تو ایسے لوگوں کو خصوصاً بحال فتنہ و فساد و ہابیہ کی عادت قدیم ہے باوصف قدرت مساجد میں کیونکہ آنے دیا جاسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ^۳ ۔	فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔

یعنی شرح بخاری و در مختار وغیرہا میں تصریح ہے کہ مسجد سے موذی نکال دیا جائے ولو بلسا نہا گرچہ صرف زبانی ایذ دیتا ہو۔ نجاستیں دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں اور بد مذہب ع

ہرچہ شوئی پلید تر باشد

(جتنی بار دھویا جائے پلید ہی رہتا ہے)

اعاذنا الله منهم ومن حالهم وعقائدهم و اعمالهم بجاه نبیہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوة والتسليم۔	اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں ان سے ان کے حال اور عقائد اعمال محفوظ رکھے۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۶۳۰: از جاس ضلع بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی محمد ابراہیم مرسلہ حاجی ولی اللہ صاحب ۲ ربیع الاول شریف
۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس کی عورت بے پردہ عام عورتوں کی طرح پھرتی ہو اور اس کا شوہر اسے منع نہ کرتا
ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو دیوث کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عورت اگر باہر بے پردہ باریک کپڑوں میں پھرتی ہو کہ ان سے بدن چمکے یا گلے یا بازو یا پیٹ یا پنڈلیوں

^۱ کنز العمال البدع والرفض من الاکمال مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت ۲۲۳/۱ وجامع الصغیر مع فیض التقدير مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۶۴/۳

^۲ کنز العمال فصل فی البدع مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت ۲۱۸/۱ وجامع الصغیر مع فیض التقدير مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۲۸/۱

^۳ القرآن ۱۹۲/۲

یاسر کے بالوں کا کوئی حصہ کھولے پھرتی ہے اور شوہر مطلع ہے اور شوہر باوصف قدرت منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۳۱: از جاس ضلع رائے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرسلہ ولی اللہ صاحب ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو شخص ہیں اور دونوں عالم اور پابند صوم و صلوٰۃ کے ہیں مگر ایک رذیل ایک شریف، دونوں میں سے کس کو ترجیح ہوگی مرتبہ اور امارت وغیرہ میں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

امامت میں بعد اس کے دو شخص جامع شرائط امامت سنی العقیدہ غیر فاسق مجاہر ہوں، قرآن عظیم صحیح پڑھتے حروف مخارج سے بقدر تملیٰ زادا کرتے ہوں، سب سے مقدم وہ ہے کہ نماز و طہارت کے مسائل کا علم زیادہ رکھتا ہو پھر اگر اس علم میں دونوں برابر ہوں تو جس کی قرأت اچھی ہو، پھر جو زیادہ پرہیزگار ہو شبہات سے زیادہ بچتا ہو، پھر جو عمر میں بڑا ہو، پھر جو خوش خلق ہو، پھر جو تہجد کا زیادہ پابند ہو، یہاں تک شرف نسب کا لحاظ نہیں۔ جب ان باتوں میں برابر ہوں تو اب شرافت نسب سے ترجیح ہے۔

تنویر اور در مختار میں ہے امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو بشرطیکہ وہ فحش گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو، اس کے بعد جو قرأت و تلاوت کی تجوید میں زیادہ اچھا ہو، پھر صاحب تقویٰ، پھر عمر میں بڑا، پھر جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو، شارح نے کہا خلق ضمہ خاء کے ساتھ لوگوں سے ملنساری کو کہتے ہیں۔ پھر زیادہ تہجد گزار، پھر خاندانی شرف والا (اختصاراً) (ت)

فی التنویر والدرالآحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة بشرط اجتنابه للفواحش الظاہرة ثم الاحسن تجويدا ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا بالضم الفة بالناس ثم اکثرهم تهجدًا ثم الاشرف نسبا^۱ مختصراً۔

ہاں اگر رذیل اس درجہ کا ہے کہ اس کی امامت سے عام لوگ نفرت کرتے ہیں، جماعت میں خلل پڑتا ہے تو اس کی امامت نہ چاہئے،

کیونکہ یہاں سب سے زیادہ جس بات سے بچنا ضروری ہے

لان التنفیذ من اشد ما یحتوز عنہ

^۱ رد مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۱ھ

وہ لوگوں میں نفرت سے بچنا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (ہر حال میں) خوشخبری دینے والے بنو نفرت پھیلانے والے نہ بنو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	ہنہنا وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً بشر واتفروا ^۱ ۔

مسئلہ نمبر ۵۳۲: ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ میلاد شریف کی مجلس کے حاضر نہ ہونے والے کے پیچھے اور قیام سے کراہت کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

مجلس مبارک کی عدم حاضری اور قیام سے کراہت اگر بر بنائے وہابیت نہ ہو مثلاً اس وقت حاضری کی فرصت نہیں کسی امر اہم میں مصروف ہے یا وہاں پڑھنے والا روایات بے اصل یا نظم و نشر خلاف شرع پڑھے گا یا صاحب مکان سے دینی یا دنیوی مخالفت ہے جس کا الزام شرعاً اسی صاحب مکان پر ہے وغیر ذلک من الموانع ان کے علاوہ دیگر موانع سے۔ (ت) اور قیام سے کراہت صرف اس مسئلے میں خطا کے باعث ہے نہ اصول وہابیت مان کر، تو ان صورتوں میں اُس کے پیچھے درست بلا کراہت ہے، مگر ان بلاد میں صورت انکار و کراہت بے ضلال اصول وہابیت نہیں پائی جاتی مجلس مبارک و مقدس سے یہاں وہی منکر ہیں جو وہابی گمراہ خاسر ہیں اور وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز و گناہ۔ کما حققناہ فی عدة مواضع من فتاوانا ورسالتنا النہی الاکید وغیرہما (ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر اپنے رسالے النہی الاکید وغیرہ میں خوب کی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۳۳۳: ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک حافظ نور باف نماز کے چند مسائل جانتا ہے چند مدت سے ایک مسجد کا امام ہے لوگوں نے اسے تعزیوں میں مرثیے پڑھتے دیکھا ہے دوسرا حافظ شیخ صدیقی پنجابی کل مسائل نماز سے واقف ہے مگر مسجد میں آتا ہے اور اس کی موجودگی میں اسی معین امام کے پیچھے نماز میں کچھ قصور تو نہ ہوگا اور دونوں ہوں تو کون امامت کرے؟

الجواب:

تعزیوں اور آج کل مرثیوں کا پڑھنا بدعت یا فسق سے خالی نہیں اور دونوں صورتوں میں

^۱ صحیح البخاری باب ما کان محمد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتخولم بالموعظۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶/۱

ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اور وہ دوسرا حافظ اگر بلا عذر شرعی جماعت مسجد میں کبھی آتا ہے کبھی نہیں تو ترک جماعت بھی فسق ہے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ۔ ایسی صورت میں تیسرے شخص کو امام کیا جائے جو عقیدہ پورا سنی ہو، قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو، فاسق نہ ہو مسائل نماز و طہارت سے خوب واقف ہو۔ اور اگر دوسرا حافظ سنی صحیح العقیدہ صحیح خواں غیر فاسق ہے جماعت کو جس وقت اس مسجد میں نہیں آتا دوسری مسجد میں جاتا ہے یا کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ترک کرتا ہے تو اس کی اقتداء میں حرج نہیں، اس کے ہوتے ہوئے وہ امام مقرر نماز نہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳۴: ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں امام مقرر موجود ہو اس کی بغیر اجازت دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بے اس کی اجازت کے دوسرے کو امامت نہ چاہئے جبکہ وہ امام معین صالح امامت ہو یعنی سنی صحیح العقیدہ کہ قرآن عظیم صحیح پڑھے اور اس کا فسق ظاہر نہ ہو۔ دُر مختار میں ہے:

امام المسجد الراتب الاولی بالامامة من غیره ملطفاً الخ وفي رد المحتار من التتارخانية ما يفيد المنع ان ام بلا اذن ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	مسجد کا مقررہ امام ہر حال میں دوسروں سے افضل ہوتا ہے الخ رد المحتار میں تتارخانیہ سے جو کچھ مذکور ہے وہ مفید منع ہے اگر دوسرا بلا اجازت امامت کرائے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۳۵: ۲۸ رجب ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد میں رہتا ہے اور امامت پر مقرر ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ امر د لڑکوں سے محبت رکھتا ہے اور ایک لڑکا ضرور رکھتا ہے جب اس کو چھوڑ دیتا ہے دوسرا تجویز کر لیتا ہے، خلوت میں بھی لڑکے اس کے پاس بیٹھتے ہیں، بعض وقت انھیں پیار کرتے دیکھا گیا اس کی شکایت میں شخص مذکور کو پولیس تک بھی پہنچنا ہوا مگر پولیس کی دھمکی پر بھی باز نہ آیا، آخر مسلمانوں نے اپنی مسجد سے نکال دیا کہ ہم مسجد میں ایسی ناشائستگی پسند نہیں کرتے۔ اب دوسری مسجد میں آیا، یہاں بھی وہی حال ہے ایسی صورت میں اسے امام بنانا اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۸ھ

^۲ رد المحتار بحوالہ تتارخانیہ باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۳۱۸ھ

الجواب:

ایسے شخص کو کہ متمم ہے امام بنانا نہ چاہئے لان التهمة توجب تقليل الجماعة وهو عكس مقصود الشريعة (کیونکہ تہمت جماعت کی قلت کا سبب ہے اور وہ مقصود شریعت کے خلاف ہے۔) مسلمانوں کو چاہئے کہ دوسرے شخص سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق و غیر متمم کو کہ قرآن عظیم صحیح پڑھاتا ہو اور نماز و طہارت کے مسائل سے آگاہی رکھتا ہو امام مقرر کریں، اور یہ شخص کہ کسی طرح اُس عادت سے باز نہیں آتا امامت سے جدا کر دیا جائے، نہ مسجد میں سکونت کرے لان الخلوۃ القبیحة بالامر د اخبث من الخلوۃ بالاجنبیۃ فیئذہ المسجد عنہ (کیونکہ بے ریش لڑکے کے ساتھ خلوت قبیحہ، اجنبیہ خاتون سے بھی بدتر ہے، لہذا اس سے مسجد کو پاک کرنا ضروری ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳۶: از حیدر آباد دکن یاقوت پورہ مسجد کمید مکان ۲۸۹۰ مرسلہ سید عبداللطیف صاحب بتوسط مولوی ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب مہتمم تحفہ حنفیہ ۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۲ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی و مستفیدان شریعت مصطفوی و تابعین مذہب حنفی اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نوجون، خوبصورت، لائق امامت، قرأت سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں اور مسائل ماتجوز بہ الصلوۃ سے واقف مذہب حنفی کے تابع ہیں، دوسرے صاحب حال میں مذہب حنفی ترک کر کے مذہب حنبلی اختیار فرمائے ہیں، فن قرأت سے بمقابلہ صاحب اول کے ناواقف ہیں مگر مسائل ماتجوز بہ الصلوۃ اور قدرے ریش بھی رکھتے ہیں پس حالت مندجہ بالا میں حسب قواعد حنفیہ بغرض امامت بلا کسی علت و کراہت کے ہر دو صاحب میں سے کس کو ترجیح دی جاسکتی ہے جس مقام پر کثرت سے مقتدی تابعین مذہب حنفی کے بوقت جماعت موجود ہوں۔ السائل حسین خاں حنفی

الجواب:

عبارت سوال ابہام و اجمال و تعداد احتمال رکھتی ہے دوسرے صاحب فن قرأت سے بمقابلہ صاحب اول کے ناواقف ہیں ممکن یہ ناواقفی صرف امور زائدہ میں ہو جن پر صحت و فساد نماز مبنی نہیں اگرچہ واجبات تجوید بلاکہ واجبات شرع سے بھی ہوں یا شرعاً خواہ تجویداً بھی صرف محسنات و مستحسنات ہوں جیسے وقف و وصل و مد و قصر و اظہار و اخفاء و تقصیم و تزیین و روم و اشام و غیرہا کہ اکثر ان میں واجبات تجوید سے ہیں اور امثال و مد متصل کی رعایت شرعاً بھی واجب اور ترک حرام مگر ان میں کسی کا ترک اصلاً مفسد نماز نہیں اور ممکن کہ امور لازمہ میں ہو جیسے تملک حروف جہاں تغیر موجب فساد معنی ہو، صورت ثانیہ میں صاحب دوم کے پیچھے نماز باطل و فاسد ہوگی بخلاف صورت اولیٰ، اور دوسرے صاحب قدرے ریش بھی رکھتے ہیں اس میں بھی دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ان کے تھوڑی تھوڑی داڑھی نکلی ہے، پہلے صاحب محض امر دین اس تقدیر پر پہلے صاحب کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی،

در المختار میں ہے بے ریش لڑکے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے جیسے کہ شیخ رحمٰتی نے کہا کہ وہ لڑکا مراد ہے جو خوبصورت چہرے والا ہو کیونکہ وہ فتنے کا محل ہے۔ (ت)	فی الدر المختار تکرہ خلف امر د^۱ فی ردالمحتار الظاهر انها تنزيهية والظاهر ايضا كما قال الرحمٰتی ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة^۲۔

دوسرے یہ کہ دوسرے صاحب قدرے ریش باقی رکھتے ہیں اگرچہ زیادہ کتر وادیتے ہیں۔ بخلاف صاحب اول کہ اصلاً نہیں رکھتے اس تقدیر پر دونوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور انھیں امام بنانا گناہ کہ داڑھی منڈانا اور کتر واکر حد شرع سے کم کرانا دونوں حرام و فسق ہیں اور اس کا فسق بالاعلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے اور فاسق معلن کی امامت ممنوع و گناہ ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ عن الحجة وحققناہ فی فتاونا (غنیہ میں حج کے حوالے سے اس پر تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور مذاہب اربعہ حقہ سے کسی دوسرے مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء میں بھی چند صورتیں ہیں:

(۱) اس خاص نماز میں معلوم ہو کہ امام نے کسی فرض یا شرط و ضویا نماز یا امامت مطابق مذہب حنفی کی رعایت نہ کی و قد المسنن ببيان بعضه مع ماله وعلیه فی فتاونا (ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس پر کچھ تفصیل سے اعتراضات مع جوابات ذکر کئے ہیں۔ ت) اس صورت میں اُس کے پیچھے حنفی کی نماز محض باطل۔

(۲) خاص نماز کا حال معلوم نہ ہو مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ غالباً امور مذکورہ میں مذہب حنفی کی مراعات نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) عادت بھی معلوم نہیں تو اس کی امامت مکروہ ہے اور ارجح یہ کہ اب یہ کراہت تحریمی نہیں۔
(۴) عادت یہ معلوم ہے کہ ہمیشہ مراعات کا التزام کرتا ہے تو صورت سوم سے حکم اخف ہے مگر ایک گونہ کراہت سے ہنوز خالی نہیں۔

(۵) خاص اس نماز کا حال معلوم ہے کہ اس میں اس نے جمیع امور مذکورہ کی رعایت کی ہے تو اب عندالجمہور کراہت اصلاً نہیں اگرچہ پہلے عادت عدم مراعات رکھتا ہو پھر بھی افضل یہی ہے کہ مل سکے تو موافق المذہب کی اقتداء کرے،

^۱ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

^۲ ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۵۱/۴

فی الدر المختار تکرہ خلف مخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراجعة لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ^۱ اھ وقد فصلنا القول فیہ فیما علی رد المحتار۔

دُر مختار میں ہے مخالف مذہب کے پیچھے نماز مکروہ ہے مثلاً شافعی مسلک ----- بحر الرائق کی وتر کی بحث میں یوں تفصیل ہے اگر مقتدی کو اس بات کا یقین ہو کہ شافعی المذہب دوسرے مسلک کی شرائط و ارکان کی رعایت کرتا ہے تو اقتداء میں کراہت نہیں، اور عدم رعایت کا یقین ہو تو اقتداء صحیح نہیں ہے اور اگر رعایت اور عدم رعایت میں شک ہو تو مکروہ اھ اس بارے میں ہم نے رد المحتار پر اپنے حاشیہ میں تفصیلاً گفتگو کی ہے۔ (ت)

رد المختار میں ہے:

قوله فی وتر البحر الخ هذا هو المعتمد لان المحققين جنحوا اليه وقواعد المذهب شاهدة عليه وقال كثير من المشائخ ان عادته مراعاة مواضع الخلاف جاز والا فلا، قوله ان تیقن المراجعة ای فی الفرائض من شروط و ارکان فی تلك الصلاة وان لم یراع فی الواجبات والسنن كما هو ظاهر سیاق كلام البحر وظاهر كلام شرح المنية ایضاً وفي رسالة الملا علی قاری ذهب عامة مشائخنا الى الجواز اذا كان یحتاج فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انه یجوز فی المراجعة بلا کراهة وفي غیر معھا^۲ اھ مختصراً

ماتن کا قول فی وتر البحر الخ یہی قول معتمد ہے کیونکہ محققین کا اس کی طرف میلان ہے اور قواعد مذہب بھی اسی پر شاہد ہیں اور کثیر مشائخ کا قول ہے اگر اس امام کی عادت موضع اختلاف میں رعایت کرنا ہو تو اقتداء جائز ورنہ جائز نہیں، ماتن کا قول ان تیقن المراجعة سے مراد یہ ہے کہ وہ فرائض نماز یعنی شروط و ارکان کی رعایت کرتا ہو اگرچہ واجبات و سنن کی رعایت نہ کرتا ہو جیسا کہ بحر الرائق کے سیاق کلام سے ظاہر ہے شرح المنیہ کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ملا علی قاری کے رسالے میں ہے کہ جو امام موضع اختلاف میں احتیاط اور رعایت کرتا ہو تو ہمارے اکثر مشائخ جواز اقتداء کے قائل ہیں ورنہ اقتداء جائز نہیں اور معنی یہ ہے کہ رعایت کرنے والے کی اقتداء بلا کراہت جائز اور نہ رعایت کرنے والے کی اقتداء کراہت کے ساتھ جائز ہے اھ مختصراً (ت)

^۱ دُر مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

^۲ رد المختار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی ۴۱۶/۱

امام بحر الرائق (نے) مجتہبی سے (نقل کیا) ہے:

اگر وہ شافعی المذہب رعایت کرنے والا ہو تو اصح قول کے مطابق اسکی نماز صحیح اور مکروہ ہے ورنہ بالکل صحیح نہیں اھ ملخصاً (ت) اقوال: (میں کہتا ہوں) ان میں موافقت یوں ہے کہ رعایت کرنے والے کی اقتداء میں کراہت تحریمی کی نفی اور کراہت تنزیہی کا اثبات ہو۔ (ت)	وذاکان مراعیاً فالأقتداء به صحیح علی الاصح ویکره والا فلا یصح اصلاً^۱ اھ (ملخصاً) اقول: والتوفیق بنفی کراہة التحريم فی المراعی واثبات کراہة التنزیہ۔

نیر بحر میں ہے:

شافعی امام کی اقتداء کی تین صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ شافعی سے مذہب حنفی کی رعایت کرنا معلوم ہو تو اس کی اقتداء میں کراہت نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس سے عدم رعایت معلوم ہو تو اسکی اقتداء درست نہیں، لیکن فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ شرط ہے کہ اس سے عدم رعایت کا علم خاص اس نماز کے اعتبار سے ہے جس میں اقتداء مطلوب ہے یا فی الجملة کا اعتبار ہے۔ نہایہ میں پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور دیگر کتب نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے اور فتاویٰ زاہدی میں ہے کہ جب کوئی حنفی شافعی کو دیکھے کہ اس نے پچھنے لگوائے پھر وہ غائب ہو گیا تو اصح مذہب یہ ہے کہ اس کی اقتداء درست ہے کیونکہ ممکن ہے اس نے احتیاطاً وضو کر لیا ہو اور اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا بہتر اور اولیٰ ہے۔ تیسری	الاقتداء بالشافعی علی ثلاثة اقسام الاول ان یعلم منه الاحتیاط فی مذہب الحنفی فلا کراہة، الثاني ان یعلم منه عدمه فلا صحة، لكن اختلفوا هل یشرط ان یعلم منه عدمه فی خصوص ما یقتدی به او فی الجملة صحح فی النهاية الاول وغیره اختار الثاني، وفي فتاوی الزاہدی (اذا راه احتجم) ثم غاب فالاصح انه یصح (الاقتداء به لانه یجوز ان یتوضاً احتیاطاً) وحسن الظن به اولی، الثالث ان لا یعلم شیئاً فالکراہة^۲۔

^۱ بحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۵۱/۱

^۲ بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۶/۲

ف: اس عبارت میں قوسین کے درمیان والی عبارت کا اضافہ ضرورت کے تحت کیا ہے اصل میں عبارت ملخصاً مذکور ہے جو قوسین سے باہر ہے۔

نذیر احمد

صورت یہ ہے کہ امام کے بارے میں کسی قسم کا علم نہ ہو (یعنی رعایت کا نہ عدم رعایت کا) تو اس صورت میں اس کی اقتداء مکروہ ہوگی۔ (ت)

پس صورت مستفسرہ میں اگر صاحب دوم میں کوئی امر مفسد نماز ہے مثلاً قرآن عظیم کی غلط خوانی، بحد افساد معنی یا اس خاص نماز کے وقت طہارت وغیرہا کسی شرط نماز یا شرط امامت کا فوت، جب تو ظاہر ہے کہ اس کی امامت کے کوئی معنی ہی نہیں۔ اب اگر صاحب اول میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج نہیں، مگر بوجہ اجتماع امر دیت و حسن صورت اولیٰ یہ ہے کہ کسی اور صحیح العقیدہ صحیح خواں کو امام کریں جس میں اصلاً کوئی وجہ کراہت نہ ہو اور اگر صاحب اول میں کراہت تحریم ہے تو واجب کہ دونوں کو چھوڑیں اور کسی اور صالح امامت کی اقتداء کریں، اسی طرح اگر صاحب دوم میں کوئی امر موجب کراہت تحریم ہے مثلاً دائی حد شرع سے کم کرنا یا فرائض و شرائط نماز میں مذہب حنفی کی پروانہ کرنا اگرچہ یہ دو یا ایک بار اس کے افعال سے مشاہدہ ہوا ہو اور صاحب اول میں کوئی تحریم نہیں جب بھی یہی حکم ہے کہ صاحب اول سے بہتر امام نہ ملے تو اسی کو امام کرنا لازم اور دونوں میں کوئی وجہ کراہت تحریم ہے تو دونوں کے سوا تیسرا امام پیدا کریں، اور اگر صاحب دوم میں کوئی وجہ کراہت تحریم نہیں اور صاحب اول میں ہے تو حکم بالعکس ہوگا کہ اگر کوئی حنفی صالح امام نظیف ملے تو اسی کی اقتداء کی جائے ورنہ صاحب دوم ہی کے پیچھے پڑیں جبکہ اُس کی عادت سے معلوم ہے کہ مذہب حنفی کی رعایت کا التزام رکھتا ہے یا معلوم ہو کہ اس خاص وقت میں جامع جملہ شرائط امامت مطابق مذہب حنفی ہے اور اگر دونوں میں کوئی کراہت تحریم نہیں تو اگر معلوم ہو کہ صاحب دوم خاص اس وقت شرائط حنفیہ ہے تو اور کوئی حنفی صالح نہ ملنے کی حالت میں اُسی کی امامت اولیٰ کہ اس تقدیر پر اس کی امامت بلا کراہت ہے اور اگر حنفی ہوتا تو افضل ہوتا اور صاحب اول میں بوجہ امر دیت و حسن کراہت ہے اور اگر خاص اس وقت شرائط جامعیت معلوم نہیں اور عادت مراعاة معلوم نہیں تو اور کوئی امام نظیف نہ ہونے کی حالت میں صاحب اول ہی کو ترجیح چائیے کہ اب مذہب جمہور و مشرب منصور پر کراہت تنزیہ میں دونوں شریک ہوئے اور مخالف المذہب میں اس قدر زیادت ہے کہ اس کے پیچھے ایک قول پر مطلقاً مکروہ تحریمی ہے اگرچہ مراعاة شرائط بھی کرے یہاں تک کہ اُس کی اقتداء پر تنہا نماز پڑھنے اور جماعت چھوڑنے کو بعض نے ترجیح دی۔ دالمختار میں ہے:

خالفهم العلامة الشيخ ابراهيم البيري بناء على كراهة الاقتداء بهم لعدم مراعاتهم في الواجبات والسنن وان الانفراد افضل لولم يدرك امام مذهبهم وخالفهم ايضا العلامة الشيخ رحمه الله السندی تليد ابن الهمام فقال الاحتياط في	علامہ شیخ ابراہیم البیری نے ان حضرات کی اس بناء پر مخالفت کی ہے کہ ان کی اقتداء مکروہ ہے کیونکہ یہ واجبات و سنن میں رعایت نہیں کرتے اور اگر اپنے مذہب کا امام نہ ملے تو تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام ابن ہمام کے شاگرد شیخ سندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان حضرات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ

عدم الاقتداء بہ ولو مراعیاً ^۱ - واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔	اگرچہ مخالف رعایت کرنے والا ہو پھر بھی اقتداء نہ کرنے میں احتیاط ہے (ت)

مسئلہ ۶۳۷: ازمانو گاجہ ملک پیراگ مرسلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سہ شنبہ ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمع اہل اسلام شافعی مذہب میں عام جن میں ایک مرتبہ اور
چند مرتبہ حج بھی کرائے ہیں مگر تارک نماز سنت ہیں کوئی بھی کسی وقت کی نماز سنت ادا نہیں کرتا صرف فرض ادا کر لیتے
ہیں، ان کی امامت واسطے پیر و امام حنفی کے کیسی ہے؟

الجواب:

شبانہ روز میں بارہ رکعتیں سنت موکدہ ہیں، دو صبح سے پہلے، اور چار ظہر سے پہلے اور دو بعد، اور دو مغرب و عشاء کے بعد، جو ان پہلے سے
کسی کو ایک آدھ بار ترک کرے مستحق ملامت و عقاب ہے اور ان میں سے کسی کے ترک کا عادی گناہگار و فاسق و مستوجب عذاب ہے اور
فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ صرح بہ الغنیۃ عن الحجۃ (اس کے بارے میں حج کے حوالے
سے غنیہ میں تصریح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۳۸: ازمانو گاجہ ملک پیراگ مرسلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الآخر یوم سہ شنبہ ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عام دستور اور رواج اس ملک کا ہے کہ مستورات باہر نکلتی ہیں ڈولی یا
پالکی کا نہ دستور ہے نہ جانتی ہیں غرض کہ پردہ قطعی نہیں ہے کسی تقریب یا عیادت یا کسی ضرورت کو پایادہ جانا، پوشش ان کی بجائے
پاجامہ ایک تہبند مثل غلاف تکیہ کمر سے گھٹنوں تک بدن پر مثل ہندوستانی چھوٹے کپڑے یا دوپٹے کے استعمال میں نہیں، ایک پُنجے کے
مثل پہنتی ہیں جو نیچا پیر کے تلے تک ہوتا ہے۔ رہا سر کا پردہ، جب گھر سے نکلنا ہو تو ایک تہبند مثل بالا تحریر کے اندر جسم میں پہن لیا، سر
اور کمر تک کا پردہ ہو جاتا ہے۔ مگر چہرہ کھلے رکھنے کی عادت ہے، ہاتھ البتہ بحفاظت پردہ میں رہتے ہیں، ان کا نکلنا عام وارثوں کی اجازت سے
ہے ب لکھ خاوند یا وارث ہمراہ ہوتے ہیں، یہ طریقہ عام ہے خواہ نواب ہو خواہ غریب، ان کوگوں کی امامت کیسی ہے؟

الجواب:

عورت اگر نا محرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا
باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں،
اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسب مقدور

^۱ رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۷ھ

بندوبست نہ کریں تو دلوٹ ہیں، اور ایسوں کو امام بنانا گناہ۔ اور اگر تمام بدن سر سے پاؤں تک موٹے کپڑے میں خوب بٹھپا ہوا ہے صرف منہ کی ٹکلی کھلی ہوئی جس میں کوئی حصہ کان کا یا ٹھوڑی کے نیچے کا یا پیشانی کے بال کا ظاہر نہیں تو اب فتویٰ اس سے بھی ممانعت پر ہے اور یہ امر شوہروں کی رضا سے ہو تو ان کی امامت سے بھی استعزاز انسب کہ سد فتنہ اہم واجبات شرعیہ سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۳۹: ازمانو گاجہ ملک پیراگ مرسلہ نیاز محمد خاں بدایونی ۳ ربیع الاخری یوم سہ شنبہ ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ استنجاء کلوخ سے نہیں اسی وقت پیشاب کیا اور فوراً پانی سے استنجاء لے لیا ان کی امامت کیسی ہے؟

الجواب:

اس صورت میں ترک سنت ضرور ہے مگر صرف پانی اگر انقطاع قطرہ ہو جاتا اور ان لوگوں کو اطمینان مل جاتا ہے تو یہ امر اس حد کا نہیں جس کے ترک پر ان کی امامت کو ناجائز کہا جائے جبکہ ان کا منشاء کوئی امر قبیح مثل استخفاف سنت حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۴۰: از حیدر آباد دکن مرسلہ حسین خان بوساطت مولوی ضیاء الدین صاحب ۵ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مصطفیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب نے مذہب حنفی ترک کر کے مذہب حنبلی اختیار کیا ہے اور وجہ تبدیل مذہب یہ بتاتے ہیں کہ قریب زمانہ وقت حضرت جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے مذہب حنبلی اختیار فرمایا اس لئے میں نے بھی تبدیل مذہب کیا، بس بصورت صحت بیان مولوی صاحب نسبت تبدیل مذہب اقتدائے مولوی صاحب حسب اصول حنفیہ درست ہے یا نہیں جبکہ وہاں کثرت سے حنفی لوگ لائق اقتدا موجود ہوں۔ الجواب: ان بلاد میں کہ جہاں نہ حنبلی مذہب کے عالم ہیں نہ کتابیں، حنفیت چھوڑ کر حنبلیت اختیار کرنا ہر گز جائز نہیں، انتقال کرنے والا مذہب حنفی کا عالم تھا تو یہ انتقال صراحۃً مراد شرع کے مضاد ہوگا کہ شرع نے طلب علم کا حکم فرمایا اور یہ ترک علم و طلب جہل کرتا ہے حاشا للہ حنبلیت جہل نہیں چاروں مذہب حق و ہدی و رشاد ہیں مگر جہاں نہ جس مذہب کے عالم نہ کتابیں وہاں اس کا اختیار صراحۃً اپنے جہل کا اختیار ہے اور اگر اول سے جاہل تھا تو اپنے لئے علم و عمل کا دروازہ بند کرتا ہے احکام حنفیت سے آگاہ نہ تھا تو فَسَلُّوا أَهْلَ الدِّیْنِ^۱ (اہل ذکر سے پوچھو۔ ت) کے امتثال پر تو قادر تھا اب کہ وہ مذہب اختیار کرتا ہے جس کے بل ذکر بھی یہاں نہیں تو صراحۃً جہل کے ساتھ عجز ملتا اور اپنے منہ پر شریعت مطہرہ کا بند کرتا ہے واللہ الہادی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ منکوحہ زید کو لفظ طلاق کہنے کا ثبوت نہ پا کر پندرہ بیس مردمان اہل اسلام نے مشورہ کر کے اپنا پیش امام مقرر کیا اور مسئلہ دیکھا کہ جس پر مواہیر علمائے دین چسپاں تھیں اور علمائے دین نے نماز پڑھانے کی اجازت زید کو دی اور پیش امام مدت دراز سے امامت کرتے ہیں اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے ہیں اور پیش امام حرام کاروں کو بھی نصیحت کرتے ہیں اور حرام کاروں نے نصیحت کرنے کے سبب سے دو جماعتیں کر لی ہیں۔ اب ایک مولوی صاحب ان کے یہاں وارد حال مقیم ہیں کہ جو غیر اللہ کا جانور ذبح کرتے ہیں مولوی صاحب بھی انکے یہاں کھاتے ہیں جمعہ کے روز وہ لوگ جو امام سے برگشتہ تھے مولوی صاحب کو مسجد میں لائے اور بروقت آنے مولوی صاحب کے پیش امام اٹھے اور منبر پر بیٹھ گئے اور اذان کا حکم دیا کہ اذان پڑھو، اور جو لوگ پیش امام سے برگشتہ تھے اور مولوی صاحب کو لائے تھے پیش امام سے کہا منبر سے تم اترو یہ مولوی صاحب نماز پڑھائیں گے، جن مردمان اہل اسلام نے کہ پیش امام اپنا مقرر کیا تھا اور جو پیش امام منبر پر بیٹھے تھے ان کے رو برو اذان کہی گئی اس پر مولوی صاحب بولے کہ یہ پیش امام طلاق ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، پیش امام نے اسی وقت مسئلہ باجائز نماز بمواہیر علمائے دین پیش کیا مولوی صاحب نے مسئلہ دیکھ کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ مسئلہ درست نہیں، یہ کلام مولوی صاحب کا سن کر جن اہل اسلام نے اپنا پیش امام مقرر کیا تھا پیش امام سے کہا کہ نماز پڑھاؤ اور مولوی صاحب سے کہا کہ ہم کو اعتبار اس مسئلہ کا ہے کہ جس پر مواہیر علمائے دین موجود اور چسپاں ہیں اگر یہ مسئلہ غلط ہوتا تو مواہیر علمائے دین کیونکر اس پر چسپاں کرتے، اگر تمہاری نماز ان کے پیچھے نہیں ہو سکتی ہے تو نہ ہو ہماری نماز ہو سکتی ہے، یہ کلام اہل اسلام کا سن کر مولوی صاحب مسجد سے باہر چلے گئے اور بعد ہو جانے نماز جمعہ کے پھر مسجد میں آئے اور دوسری مرتبہ مولوی صاحب نے خطبہ پڑھا اور جمعہ کی نماز پڑھائی، تو حاصل کلام یہ کہ اول جمعہ کی نماز ہو جانے کے بعد دوسری نماز جمعہ کی ہو سکتی ہے اور مولوی صاحب جدید وارد حال امامت کے لائق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جمعہ کے لئے امام وہی ہو سکتا ہے جس کا تقرر بادشاہ اسلام سے چلا آتا ہے یا وہ کہ جسے بضرورت عام مسلمان مقرر کر لیں نماز جمعہ قصداً چھوڑ کر چلا جانا اور پھر بعد ختم جماعت اپنے چند آدمیوں کو لا کر اُسی مسجد میں دوبارہ خطبہ و نماز قائم کرنا ہرگز جائز نہیں، یہ کچھلی نماز نہ ہوئی، اور یہ دوسرا شخص گناہگار ہوا، اور فتویٰ شرعی کو زمین پر پھینک دینے سے اُس کا حکم بہت سخت ہو گیا۔ عالمگیری وغیرہ میں اسے کفر تک لکھا ہے۔ یہ جدید شخص امام بنانے کے لائق نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص مدت دراز سے امامت کرتا ہے اور بہ مشورہ اہل اسلام پیش امام ہے اور بعد اس امامت کرنے کے پیش امام نے اپنے گھر میں حرام کرایا اور ایک عورت کا حرام پیٹ اپنے گھر میں گروایا تو اب اس کو امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

اگر ثابت ہو کہ اس نے حرام کرایا یا حرام کا سامان جمع کیا یا حرام میں کسی طرح ساعی ہو یا اس پر راضی ہو تو وہ فاسق ہے اُسے ہر گز امامت نہ کرنی چاہئے اور اگر ان میں سے کچھ نہ تھا بلکہ عورت کسی طرح معاذ اللہ حرام میں مبتلا ہوئی اور اُسے حمل رہا اُس نے اس کی پردہ پوشی کے لئے اسقاط حمل کروایا جبکہ بچہ میں جان نہ پڑی تھی تو اس پر الزام نہیں بلکہ پردہ پوشی امر حسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیش امام نے اپنے نفس کے واسطے جھوٹ بولا اور یہ کہا میرے گھر آگ لگ گئی ہے تو اس سے پیش امام کی امامت میں فرق تو نہیں آیا اور یہ پیش امام امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر اس نے جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ دیا اُن سے کچھ مال وصول کیا تو وہ فاسق ہے امامت سے معزول کیا جائے اور اگر مراد یہ نہیں تو مراد واضح کی جائے کہ اُس کا جواب دیا جائے، ایسے گول الفاظ سوال میں لکھنا نادانی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۴۴: از پبلی بھیت محلہ منیر خاں مرسلہ جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمہ اللہ تعالیٰ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) کیا امامت میں شرعاً وراثت جاری ہے کہ امام مر جائے تو اُس کے بعد اُسی کی اولاد یا خاندان سے امام ہونا ضرور ہے، غیر شخص امام ہو تو اُن کے حق میں دست اندازی ہو۔

(۲) کیا اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خاندانی ہے کہ امام کے بعد اُس کے خاندان سے باہر جانا اُن کی حق تلفی ہے۔

(۳) امامت اصل حق علمائے دین کا ہے یا جاہلوں کا۔

(۴) اگر امامت کے شرعاً احق و الیق علماء ہیں تو جو لوگ عالم دین، صالح، متدین، جامع جملہ شرائط امامت کے ہوتے ہوئے جاہلوں کو امام بنائیں یا بنانا چاہیں یا اس میں کوشش کریں اُن پر شرعاً الزام ہے یا نہیں۔

(۵) امامت پنجگانہ و امامت جمعہ و عیدین کا ایک ہی حکم ہے یا کیا فرق ہے۔

(۶) اگر کسی گھرانے میں سابق سے امامت رہی پھر ان کے ایک شخص سے مسلمانوں نے ناراض ہو کر اسے امامت سے معزول کیا ہو اور بآئکہ اس خاندان میں دو تین شخص اور اسی کے مثل موجود ہوں اُن کے ہوتے ہوئے ایک عالم دین کو امامت کے لئے منتخب کیا اور برسوں اس عالم یا اُس کے نائب نے جمعہ پڑھایا اور اس گھرانے والوں نے بھی بلا نزاع اُس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہو پھر کئی سال کے بعد دفعۃً وہ لوگ مدعی ہوں کہ امامت ہمارا حق خاندانی ہے اور اس بنا پر عالم کی امامت چھیننا چاہیں تو اُن کا یہ فعل محمود یا مذموم و ممنوع، اور یہ دغوی مسموع ہے یا ممنوع و مدفوع، اور اگر اب یہ لوگ زمانہ ریاست اسلام کی کوئی سند مہری ظاہر کریں کہ امامت ہمارے ہی خاندان کی ہے تو وہ سند شرعاً مستند ہے یا نہیں۔

(۷) اگر یہ لوگ اپنے اوپر علم دین کی ترجیح دفع کرنے کو حدیث صلوا خلف کل برو فاجرو (ہر نیک اور فاجر کے پیچھے نماز ادا کر لو۔ ت) پیش کریں تو ان کا استدلال صحیح ہے یا باطل۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) امامت میں وراثت جاری نہیں ورنہ سهام فرائض پر تقسیم ہو اور بحکم آیہ کریمہ یُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ كَرِهْتُمْ لِكُلِّ ذَكَرٍ مِّمَّا اَلَيْسَ لِلنِّسَاءِ فِي الْوَرَاثَةِ شَيْءٌ مِّمَّا لِلرِّجَالِ وَلَٰكِنْ لِلَّذِينَ اَرٰثُوْا مِنْكُمْ وَلِلَّذِيْنَ اَرٰثُوْا مِنْ اٰثَرِ اٰبَائِهِمْ وَلِلَّذِيْنَ اَرٰثُوْا مِنْ اٰثَرِ اُمَّهَاتِهِمْ لِلَّذِيْنَ اَرٰثُوْا مِنْكُمْ وَلِلَّذِيْنَ اَرٰثُوْا مِنْ اٰثَرِ اٰبَائِهِمْ وَلِلَّذِيْنَ اَرٰثُوْا مِنْ اٰثَرِ اُمَّهَاتِهِمْ (ان بیویوں کے لئے آٹھواں حصہ ہے اگر خاوند اولاد چھوڑ گئے ہوں۔ ت) آٹھویں دن کی امامت بی بی کو ملے بلکہ پیٹ کے سچے بھی امامت کا حصہ پائیں کہ شرعاً وراثت تو وہ بھی ہیں، عورات و اطفال کا اصلاً اہل امامت نہ ہونا ہی دلیل واضح کہ امامت میں وراثت نہیں کہ وراثت خاندانی اسی شئی میں جاری ہو سکتی ہے جو ہر وراثت کو پہنچنے کے بلاکہ سب کو معاً پہنچنا لازم، اور امامت میں تعدد محال، تو کس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ امام کے بعد اُس کے وارثوں ہی میں امامت ضرور ہے، یہ صریح جہل مبین ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

اعتقادہم ان حُزْبِ الاب لابنہ لایفید لمافیہ من تغیر حکم الشرع ومخالفة شرط الواقف واعطاء الوظائف من تدريس وامامة وغیرھا الی غیر مستحقھا ^۳ وكذلك اعتقادہم ان الارشد اذا	ان کا یہ اعتقاد کہ باپ کی روزی بیٹے کے لئے ہے مفید نہیں، کیونکہ اس میں حکم شرع کی تبدیلی ہے اور واقف کی شرط کی مخالفت ہے اور تدریس، امامت وغیرہ پر غیر مستحق کے لئے وظائف کا عطا کرنا ہے۔ اسی طرح ان کا یہ اعتقاد کہ زیادہ صاحب عقل اپنی مرض موت میں جب اپنی

^۱ القرآن ۱۱/۴

^۲ القرآن ۱۲/۴

^۳ ردالمحتار مطلب فیما شاع فی زماننا من تفویض نظر الاوقاف للصغیر مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳/۲۲۲

مرضی کے مطابق کسی کوک حقوق تفویض کر دیتا ہے تو صحیح ہے کیونکہ عقلمند کا اختیار درست ہی ہوتا ہے، پس یہ باطل کیونکہ وقف کے معاملات میں رشد ایسی صفت ہے جو رشید کے ساتھ قائم ہوتی ہے، یہ محض غیر کی پسندیدگی کی وجہ سے کسی کو حاصل نہیں ہو جاتی، جیسا کہ جاہل شخص کے لئے غیر کے محض وظيفہ تدریس پسند کرنے سے جاہل عالم نہیں بن سکتا، یہ تمام امور جہالت اور ایسی عادت پر مبنی ہیں جو عقل میں خلل کی بنا پر صریح حق خلاف حکم جاری کرتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فوض واسند فی مرض موتہ لمن اراد صح لان مختار الارشد ارشد فهو باطل لان الرشد صفة قائمة بالرشید لا تحصل له بمجرد اختیار غیرہ له كما لا يصير الشخص الجاهل عالماً بمجرد اختیار الغير له فی وظيفة التدريس وكل هذه امورنا شئنا عن الجهل واتباع العادة المخالفة لصريح الحق بمجرد تحکیم العقل المختل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم¹ (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اہلسنت کے مذہب میں امامت حق خاندانی نہیں کہ یہ رافضیوں میں جاہل رافضیوں کا خیال ہے۔ اسی بنا پر ان کے نزدیک امامت بعد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تھی۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ ناحق پہنچی کہ مولیٰ علی حضور کے خاندان اقدس میں سے تھے نہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین، آج تک ان کے جہال عوام کو یہی بہکاتے ہیں کہ خاندان کی چیز خاندان سے باہر نہیں جاسکتی صدیق و فاروق کیونکر مستحق ہو گئے، اور اہلسنت یہی جواب دیتے ہیں کہ یہ دنیوی وراثت نہیں دینی منصب ہے اور میں وہی مستحق و مقدم رہے گا جو افضل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امامت اصل حق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ نبی اپنی امت کا امام ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا² (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بلاشبہ میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ ت) (۲)

اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء و امام الائمہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور ہر عاقل جانتا ہے جہاں اصل تشریف فرمانہ ہو وہاں اُس کا نائب ہی قائم ہو گا نہ کہ غیر اور تمام مسلمان آگاہ ہیں کہ علمائے دین ہی نائبانِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں نہ جہاں، تو امامت خاص حق علماء ہے اس میں جہال کو ان سے منازعت کا اصلاً حق نہیں، ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے حق بالامامۃ اعلم قوم ہے:

¹ رد المحتار مطلب فیما شاع فی زماننا من تفویض نظر الاوقاف للصغیر مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۲۲/۳

² القرآن ۱۲۴/۲

تنویر الابصار و در مختار و غیر ہما میں ہے :

امامت کے لئے مقدم ہونے بلائکہ مقرر کرنے میں زیادہ حقدار وہ ہے مجمع الانہر جو شخص احکام نماز سے زیادہ آگاہ ہو۔ (ت)	الاحق بالامامة تقديماً بل نصباً مجمع الانهر الاعلم باحكام الصلوة ¹ ۔

(۴) بیشک جو عالم دین کے مقابل جاہلوں کو امام بنانے میں کوشش کرے وہ شریعت مطہرہ کا مخالف اور اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کا خائن ہے۔ حاکم، و عقیلی، طبرانی وابن عدی و خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضور پور نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من استعمل رجلاً من عصابة وفيهم من هو ارضى الله منه فقد خان الله ورسوله و المؤمنين ² ۔	جو کسی جماعت سے ایک شخص کو کام مقرر کرے اور اُن میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ پسندیدہ ہے بیشک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت کی۔ (ت)

(۵) امامت جمعہ و عیدین و کسوف، امامت نماز پنجگانہ سے بہت تنگ تر ہے۔ پنجگانہ میں ہر شخص صحیح الایمان، صحیح القراۃ، صحیح الطہارۃ، مرد عاقل، بالغ، غیر معذور امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اگرچہ بوجہ فتن و غیرہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو تجوز الصلاة خلف کل بر وفاجر (نماز ہر نیک و فاجر کے پیچھے جائز ہے۔ ت) کے یہی معنی ہیں مگر جمعہ و عیدین و کسوف میں کوئی امامت نہیں کر سکتا اگرچہ حافظ قاری متقی و غیرہ فضائل کا جامع ہو مگر وہ جو حکم شرع عام مسلمانوں کا خود امام ہو کہ بالعموم اُن پر استحقاق امامت رکھتا ہو، یا ایسے امام کا ماذون و مقرر کردہ ہو اور یہ استحقاق علی الترتیب صرف تین طور پر ثابت ہوتا ہے۔

اول: وہ سلطان اسلام ہو۔

ثانی: جہاں سلطنت اسلام نہیں وہاں امامت عامہ اس شہر کے علمائے کو ہے۔

ثالث: جہاں یہ بھی نہ ہو وہاں بمجبوری عام مسلمان جسے مقرر کر لیں، بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود

¹ در مختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۸۲/۱

² المستدرک علی الصحیحین الامارۃ الامانیۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۳

ف: متدرک میں فیہم کی جگہ فی تلک العصابة کا لفظ ہے۔ نذیر احمد سعیدی

ایسا امام ہے نہ ایسے امام کا نائب و ماذون و مقرر کردہ، اس کی امامت ان نمازوں میں اصلاً صحیح نہیں، اگر امامت کرے گا نماز باطل محض ہوگی، جمعہ کا فرض سرپرہ جائے گا، ان شہروں میں کہ سلطان اسلام موجود نہیں اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہے، علم علمائے بلد کہ اس شہر کے سنی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ ہو، نماز کے مثل مسلمانوں کے دینی کاموں میں ان کا امام عام ہو اور بحکم قرآن عظیم اُن پر اُس کی طرف رجوع اور اسکے ارشاد پر عمل فرض ہے، جمعہ و عیدین و کسوف کی امامت وہ خود کرے یا جسے مناسب جانے مقرر کرے اُس کے خلاف پر عوام بطور خود اگر کسی کو امام بنالیں گے صحیح نہ ہوگا کہ عوام کا تقرر بمجبوری اس حالت میں روا رکھا گیا ہے جب امام عام موجود نہ ہو، اُس کے ہوتے ہوئے اُن کی قرارداد کوئی چیز نہیں۔ تنویر الابصار و در مختار باب الجمعہ میں ہے:

یشتروط لصحتها سبعة اشياء الاول المصير وفناء ه والثاني السلطان او مأموره باقامتها ¹ ۔	جمعہ کی صحت کے لئے سات ے اشیاء کا ہونا شرط ہے پہلی شہر اور فناء شہر، دوسری خود بادشاہ یا وہ شخص جس کو بادشاہ وقت نے جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی ہو۔ (ت)

فتاویٰ امام عتباتی پھر حدیثہ ندیہ شرح محمدیہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۴۰ میں ہے:

اذ اخلی الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور مؤکلة الى العلماء ویلزم الامة الرجوع اليهم یصبیرون ولالة فاذا عسر جمهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استوا اقرع بینهم ² ۔	جب زمانہ ذی کفایت سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد کئے جائیں اور امت پر ان علماء کی طرف رجوع لازم ہوگا اور وہی حکمران کہلوائیں گے اگر کسی معاملہ پر سب کا اتفاق مشکل ہو جائے تو ہر علاقہ والے اپنے علماء کی اتباع کریں، اگر زیادہ علماء ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ صاحب علم ہو اس کی اتباع کریں، اگر سب برابر ہوں تو قرعہ اندازی کر لی جائے (ت)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی	اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

¹ در مختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتہبائی دہلی ۱۰۹/۱

² حدیثہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الثالث فی بیان العلوم المندوب الیہا مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۳۵۱/۱

اور اپنوں میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ (ت)

آئمہ دین فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں نص علیہ العلامۃ الزرقانی فی شرح المواہب وغیرہ فی وغیرہ (اس پر علامہ زرقانی نے شرح المواہب اور دیگر علماء نے اپنی کتب میں تصریح کی ہے۔ ت) دُر مختار میں ہے:

نصب العامة الخطیب غیر معتبر مع وجود من
ذکر اما مع عدمهم فیجوز للضرورة²۔
عوام کا خطیب مقرر کرنا اس وقت معتبر نہیں ہے جبکہ مذکورہ
افراد موجود ہوں، اگر مذکورہ افراد نہ ہوں تو عوام کا خطیب
مقرر کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے۔ (ت)

فتاویٰ قاضی خان و دُر مختار وغیرہا میں ہے:

خطیب بلا اذن الامام والامام حاضر لم یجز³
الا ان یکون الامام امره بذلك⁴ واللہ تعالیٰ اعلم
-
اگر کسی نے امام کی اجازت کے بغیر خطبہ دیا حالانکہ امام حاضر
تھا تو یہ جائز نہیں البتہ اس صورت میں جائز ہوگا جب امام نے
اسے اس بات کا حکم دیا ہو۔ (ت)

(۶) عالم سے اُن کی منازعت مذموم و ممنوع اور ان کا دغوی مردود و نامسموع، جوابات سابقہ میں واضح ہو لیا کہ امامت میں وراثت نہیں
، نہ وہ کسی کا حق خاندانی ہے بلکہ حق علمائے دین ہے اور انھیں کو تقدیم و ترجیح ہے خصوصاً امامت جمعہ و عیدین کہ یہاں بے اُن کے اذن
کے محض باطل ہے اور سالہا سال تک عالم کا امامت کرنا اور ان کا معترض نہ ہونا دلیل واضح ہے کہ وہ عامیانہ خیالات کے طور پر بھی کوئی
استحقاق محکم اس کا نہ رکھتے تھے کہ ان کے خاندانی سے باہر کوئی امام نہ ہو، نہ اس وقت ان کے پاس کوئی سند تھی ورنہ ضرور ظاہر کرتے
، امامت اگر ان کا خاندانی حق ہوتی ہر گز سالہا سال دوسرے کو اُس میں تصرف کرتے دیکھ کر ساکت نہ رہتے، اب کہ منازعت تازی بات
(نیامعاملہ) ہے جس طرح آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص کسی شے میں رسول تصرف کرے اور دوسرا دیکھے اور مانع
نہ ہو پھر دغوی کرے کہ میرا حق ہے تو اس کا دغوی ہر گز مسموع نہ ہوگا۔ عقود الدریہ میں فتاویٰ علامہ غزی سے ہے:

سئل عن رجل له بیت فی دار یسکنہ
ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کا ایک

¹ القرآن ۵۹/۳

² دُر مختار باب الجمعہ مطبع مجتہبائی دہلی ۱۱۰/۱

³ رد المحتار باب الجمعہ مصطفیٰ البانی مصر ۵۹۳

⁴ فتاویٰ قاضی خان باب صلوة الجمعہ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۸۶/۱

مدة تزيد على ثلاث سنوات وله جار بجانبه والرجل المذکور يتصرف في البيت المذکور هدمًا وعمارًا مع اطلاع جاره على تصرفه في المدة المذکورة تسع دعواه ام لا اجاب لا تسع دعواه على ما عليه الفتوى ¹ ۔	گھر ہے وہ اس میں تین سال سے زائد عرصہ سے قیام پذیر ہے اور اس کی ایک جانب پڑوسی بھی ہے مذکورہ شخص اس گھر میں گرانے اور بنانے ہر طرح کا تصرف کرتا ہے اور مدت مذکورہ ہیں اس کا پڑوسی اس کے تصرف سے آگاہ بھی ہے تو کیا اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مفتی بہ قول کے اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں۔ (ت)

اسی میں ہے:

مجرد الاطلاع على التصرف مانع من الدعوى ² ۔	تصرف پر محض اطلاع ہی دعویٰ سے مانع ہوتی ہے۔ (ت)
اور مجرد سند اگرچہ مہری ہو کوئی حجت شرعی نہیں، نہ ہر گز ثبوت ہیں پیش ہونے کے قابل۔ فتاویٰ امام قاضی خان میں ہے:	
احضر صكًا فيه خطوط العدول والقضاة الماضيين وطلب من القاضي القضاء بذلك الصك قالوا ليس للقاضي ان يقضى بذلك الصك لان القاضي انما يقضى بالحجة والحجة هي البينة والاقرار واما الصك فلا يصلح حجة لان الخط يشبه الخط ³ ۔	کسی شخص نے ایسا ایشام پیش کر دیا جس میں ماضی کے حکمران اور قاضیوں کے دستخط تھے اور قاضی سے اس ایشام کے مطابق فیصلہ چاہا تو فقہاء کہتے ہیں کہ قاضی اس ایشام کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا کیونکہ قاضی دلیل و حجت کا پابند ہوتا ہے اور حجت گواہ یا اقرار کا نام ہے، رہا معاملہ ایشام کا وہ قابل حجت نہیں کیونکہ تحریر ایک دوسرے سے مشابہ ہو سکتی ہے۔ (ت)

اشباہ والنظائر میں ہے: لا يعتمد على الخط ولا يعمل به⁴ (تحریر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کے

¹ العقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ کتاب الدعویٰ حاجی عبدالغفار وپسران تاجران کتب ارگر بازار قندھار (افغانستان) ۴/۲

² العقود الدریہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ کتاب الدعویٰ حاجی عبدالغفار وپسران تاجران کتب ارگر بازار قندھار (افغانستان) ۴/۲

³ فتاویٰ قاضی خان فصل فی دعویٰ الوقوف والشهادة علیہ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۴۲۲

⁴ الاشباہ والنظائر، کتاب القضاء، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۳۳۸/۱

طابق عمل کیا جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔)

الکتاب قد یفتعل ویزور والخط یشبه الخط والخاتم یشبه الخاتم ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔	تحریر کبھی جعلی اور جھوٹی ہوتی ہے اسی طرح کبھی تحریر کے اور مُسر مُسر کے مشابہ ہوتی ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) زمانہائے خلافت میں سلاطین خود امامت کرتے اور حضور عالم مکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان میں فساد و فجار بھی ہونگے فرمایا کہ ستکون علیکم امراء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتہا^۲ (تم پر ایسے امراء وارد ہوں گے جو نمازوں کو وقت سے مؤخر کریں گے۔ ت) اور معلوم تھا کہ اہل صلاح کے قلوب ان کی اقتداء سے تنفر کریں گے اور معلوم تھا کہ ان سے اختلاف آتش فتنہ کو مشتعل کرنے والا ہوگا اور دفع فتنہ دفع اقتداء فاسق سے اہم واعظم تھا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ^۳۔ (فتنہ قتل سے بڑا و بدتر ہوتا ہے۔ ت) لہذا دروازہ فتنہ بند کرنے کے لئے ارشاد ہوا: صلوا خلف کل بر وفاجر^۴ (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرو۔ ت) یہ اس باب سے ہے: من ابتلی بلیتین اختار اھونھما (جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے تو ان میں آسان کو اختیار کرے۔ ت) اور فقہا کا قول تجوز الصلاة خلف کل بر وفاجر (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے۔ ت) اُسی معنی پر ہے جو اوپر گزرے کہ نماز فاسق کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اگرچہ غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی مگر ان مدعیوں کے لئے اس حدیث و مسئلہ فقہ میں کوئی حجت و سند نہیں نفس جواز و صحت سے مساوات کیونکر نکلی کہ منافی ترجیح ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَمْرٌ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ^۵ (کیا ہم صاحب تقویٰ کو فاجر لوگوں کے برابر کر دیں گے۔ ت) یہی فقہاء برابر تصریح فرماتے ہیں کہ امامت کا اہق العلم قوم کو ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ، پھر جواز بھی غیر نماز جمعہ و عیدین و کسوف میں ہے ان نمازوں کی شرط وہ تنگ ہے کہ بے امامت عامہ بمعنی مذکور کسی صالح متقی کے پیچھے بھی نہیں ہو سکتی "کہا تقدم بیانہ" پھر عجب تناقص ہے کہ اپنا استحقاق جتانے کے لئے تو امامت خاص اپنے خاندان کے لئے محصور کر دیں کہ خاندان سے باہر کسی عالم دین کو بھی اُس کا استحقاق نہ مانیں اور عالم دین کی ترجیح رفع کرنے کو کل بر وفاجر کا دامن تھا میں اور اسی امامت کو

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب الثالث والعشرون فی کتاب القاضی الی القاضی مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۳۸۱/۳

^۲ مسند الامام احمد بن حنبل مروی عن عبادہ بن الصامت، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۳۱۳/۵

^۳ القرآن ۲/۱۷۲

^۴ سنن الدار قطنی باب صفیۃ من تجوز الصلوٰۃ الخ مطبوعہ نشر النبیہ ملتان ۵۷۱/۲

^۵ القرآن ۲۸/۳۸

ہر نیک و بد کا مساوی حق قرار دیں۔ جب صالح و طالح اُس میں یکساں ہیں تو تمہارے خاندان کی خصوصیت کہاں ہے اور جب ہر فاسق و بدکار کے پیچھے روایتا تے ہو تو عالم دین صالح ثقہ متقی سے کیوں اُلٹتے ہو، معلوم ہوا کہ اپنے ہوائے نفس کے پیرو ہیں باقی بس، اللہ تعالیٰ اتباع شرع و اطاعت علمائے دین کی توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۶۵۱: ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ: اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی یا تحریمی ہے یا نہیں اور یہ امامت کے واسطے سزاوار ہے یا نہیں اور مولانا روم کے اس شعر کا کیا مطلب ہے:

در شریعت ہست مکروہ اے کیا در امامت پیش کردن کور را

گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ چشم روشن بہ دگر باسد سفیہ

الجواب:

اندھا اگر تمام موجودین میں سب سے زیادہ مسائل کا جاننے والا نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا صحیح القرات صحیح العقیدہ غیر فاسق ملعن حاضر جماعت ہے تو اندھے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہی سب سے زیادہ علم نماز رکھتا ہے تو اسی کی امامت افضل ہے، اگر حاضرین میں دوسرا صحیح خواں بد مذہب یا فاسق ملعن ہے اور اندھا ان سب عیبوں سے پاک ہے تو اسی کی امامت ضرور ہے، اور اگر صحیح خواں صرف وہی ہے جب تو اصلًا دوسرا قابل امامت ہی نہیں۔ دُر مختار میں ہے:

یکرہ تنزیہا امامۃ اعی الا ان یکون اعلم القوم فہو اولیٰ اہ ^۱	نابینے شخص کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اس صورت میں اس کی امامت اولیٰ ہوگی جب وہ دوسروں سے زیادہ صاحب علم ہو (مختصراً) (ت)

حضرت مولوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارنا بسرہ النوری اُن آنکھوں میں کلام فرماتے ہیں جن سے انھیں کام ہے جس کی چشم باطن روشن ہے اگرچہ علم بطور رسمی حاصل نہ کیا ہو علم رسمی کے عالم غیر عارف سے افضل و احق بالتقدیم ہے علم لدنی علم رسمی سے بدرجہا اجل و اکمل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَاتَّقُوا اللہَ ط وَیَعْلَمُ اللہُ ^۲ وقال اللہ تعالیٰ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الذِّینَ یَعْلَمُونَ	اللہ تعالیٰ کافرمان ہے اور اللہ سے تقویٰ اختیار اور اللہ تعالیٰ ہی تمہیں علم کی دولت سے نوازتا ہے، اللہ

^۱ در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

^۲ القرآن ۲/۸۸۲

وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ^۱ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں
۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۹ جمادی الاخریٰ یوم شنبہ ۱۳۲۳ھ

مسئلہ نمبر ۶۵۲: از گندہ نالہ مرسلہ وزیر احمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید تمسکات میں سود لکھوا دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں صرف لکھوا دیتا ہوں اور چار پانچ برس ہوئے کہ اُس نے مع سود نالاش کر کے ڈگری کرائی تھی اس صورت میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہر گز نہیں، جس طرح سود لینا حرام ہے یونہی سود لکھوانا حرام ہے بلکہ حدیث میں دوسرے کے لئے سود کا کاغذ لکھنے پر لعنت فرمائی^۲، اور ارشاد فرمایا کہ وہ اور سود لینے والا دونوں برابر ہیں^۳، تو خود اپنے لئے سود لکھوانا کیونکر موجب لعنت نہ ہوگا اور یہ زعم کہ میں لیتا نہیں محض اس کا اپنا ادعا ہے کہ قبول نہ ہوگا اور اگلی نالاش مع سود اس کے کذب پر گواہ ہے غرض وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام واجب الاعادہ ہے یعنی نادانستہ پڑھ لی جب معلوم ہو جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں سب کا دہرانا واجب ہے اور دانستہ پڑھی تو نماز دہرانا جہاں واجب، اور اس کے پیچھے پڑھنے کا گناہ علاوہ۔ لہذا توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹ رجب المرجب یوم یکشنبہ ۱۳۲۳ھ

مسئلہ نمبر ۶۵۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس میں اوصاف حسب ذیل ہوں وہ شخص لائق امامت ہے یا نہیں؟

(۱) نماز میں قرآن شریف جو پڑھتے ہیں اس میں کبھی نیچے کی آیت اوپر پڑھ جاتے ہیں کبھی آیت چھوٹ جاتی ہے۔

(۲) فجر کی نماز اکثر قضا پڑھا کرتے ہیں۔

(۳) ظہر کا وقت کبھی سونے میں گزر جاتا ہے ایسے تنگ وقت ہیں نماز پڑھتے ہیں کہ فرض پڑھتے ہی عصر کا وقت آ جاتا ہے۔

(۴) مغرب کا وقت سیر بازار میں گزرتا ہے تنگ وقت میں واپس آتی ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے

^۱ القرآن ۹/۳۹

^۲ صحیح مسلم باب الرباء مطبوعہ قدیمی مکتب خانہ کراچی ۲/۷۲

^۳ صحیح مسلم باب الرباء مطبوعہ قدیمی مکتب خانہ کراچی ۲/۷۲

کہ آپ مسجد کے امام ہیں اور نماز اور لوگوں کو پڑھانا پڑتی ہے تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نماز کا میں کچھ پابند نہیں ہوں۔

(۵) اپنے وضو کا لوٹا اور گھڑا نہانے کا علیحدہ رکھتے ہیں۔

(۶) ایک رافضی سے بے تکلفی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور مسجد باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور معشوقانہ ہوا کرتا ہے۔

(۷) نماز کے مسائل معلوم نہیں ہیں۔

الجواب:

سہو کسی آیت میں تقدیم و تاخیر یا کسی آیت کا چھوٹ جانا اگر نادرا ہو تو مضائقہ نہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو ایسے شخص کی امامت سے احتراز اولیٰ ہے جبکہ دوسرا صحیح خواں صحیح العقیدہ صحیح الطہارت غیر فاسق معین قابل امامت موجود ہو، نماز فجر اتفاقاً قضا ہو جانے پر مواخذہ نہیں جبکہ اپنی طرف سے تقصیر نہ ہو، مگر اکثر قضا ہونا بے تقصیر نہیں ہوتا، اگر کوئی علت صحیح شرعی قابل قبول نہ رکھتا ہو تو بے پروائی ضرور اسے حد فسق تک پہنچائے گی، اور فاسق کو امام بنانا منع ہے۔ جو شخص آفتاب ڈھلنے ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے سوئے اور کسی مرض یا ماندگی کے سبب اتفاقاً ایسا سو جائے کہ ظہر کا وقت گزر جائے تو اس پر الزام نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تغریط فی النوم انما التغریط فی البیظۃ ^۱	سونے میں قصور نہیں، قصور جاگنے میں ہے۔

اور اگر ظہر کا وقت آگیا یعنی آفتاب دائرہ نصف النہار سے ڈھل گیا اس کے بعد سویا اور وقت بالکل گزار دیا تو اس پر الزام ہے کما نص علیہ فی رد المحتار (جیسا کہ اس پر رد المحتار میں تصریح کی ہے۔ ت) اور جبکہ اس کا عادی ہو، بارہا ایسا واقع ہو تو ضرور فاسق ہے اُسے امام بنانا گناہ، یونہی اگر اتنے سونے کا عادی ہو کہ فرض ظہر پڑھتے ہی وقت عصر واقعی آجاتا ہے سنت کا وقت نہیں ملتا تو اس صورت میں بھی ترک سنت مؤکدہ کی عادت کے سبب آثم و گنہ گار اور امام بنانے کا ناسزاوار ہے، مغرب کا وقت سیر بازار میں تنگ کر دینا اگر اتنا ہو کہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی ظاہر ہو جائیں کہ حقیقت تنگ وقت یہی ہے جب تو اس کا مکروہ و ممنوع ہونا ظاہر اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو اس قدر میں شک نہیں کہ جماعت یا اقل درجہ جماعت اولیٰ ضرور متروک ہوئی وقد حققنا فی فتاوانا ان الواجب هو ادراك الجماعة الاولى (ہم نے فتاویٰ میں اس کی تحقیق یہ کی ہے کہ

^۱ سنن ابوداؤد باب فی من نام عن صلوٰۃ و انسیباً مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۳

جماعت اولیٰ کا پانا واجب ہے۔ ت) تو اُس کے ترک کی عادت بھی فسق ہے اور ایسے کی امامت ممنوع، اور وہ لفظ کہ میں نماز کا کچھ پابند نہیں ہوں اپنے ظاہر پر بدتر و شنیع تر فسق ہے، اپنے وضو اور نہانے کے لئے برتن علیحدہ رکھنا اگر براہِ تکبر ہو تو سخت کبیرہ اور براہِ وہم و وسوسہ ہو جب بھی ممنوع، اس کا مرتکب فاسق افسق ہے یا وہی احمق، دین اسلام میں نہ چھوت ہے نہ وسوس پروری۔ روافض زمانہ علیٰ العموم کفار و مرتد ہیں کما حققناہ فی ردالرفضة (جیسا کہ ہم نے ردالرفضہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور مرتدین سے میل جول حرام۔ اور مسجد میں ایسا مذاق سُنی صحیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور سخت فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے اور اُس کی امامت ممنوع۔ اُسے امام بنانا حرام، اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، اور نماز کے مسائل ضروریہ کا نہ جاننا بھی فسق ہے، بہر حال شخص مذکور کی امامت کی ہر گز اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۶۵۴: از فیض آباد ڈاکخانہ شہزاد پور مرسلہ عبداللہ طالب علم ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین آیازانی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بہت جھگڑا پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ حالت گزر گئی کہ نماز جماعت میں تفرق ہو گیا ہے، حدیث اور کتاب کی سند ہونا چاہئے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

زانی فاسق اور فاسق کے پیچھے نماز منع ہے، اُسے امام بنانا گناہ ہے اُس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ (یعنی الفاسق) کراہۃ تحریمہ ^۱	شرح المنیۃ میں ہے کہ اس (فاسق) کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے (ت)

در مختار میں ہے:

کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادتها ^۲	ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اُس کا اعادہ واجب ہے۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۶۵۵: از گوئندہ ملک اودھ مرسلہ مسلمانانِ گوئندہ عموماً و حافظ عبدالحفیظ صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گوئندہ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

زید صاحب علم متین ہے یعنی عالم ہے اور سید و معروپا بندِ صلوٰۃ ہے مگر اکثر جماعت سے نماز

^۱ ردالمحتار، باب الامتہ، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۴/۱۴۱

^۲ در مختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۷

ادا نہیں کرتا اپنے گھر پر پڑھ لیتا ہے لیکن جمعہ کے روز مسجد میں امامت کرتا ہے اور کثرت سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر بعض اشخاص اس کے پیچھے نماز سے اعتراض کرتے ہیں مگر اعتراض کنندہ زید سے ہر بات میں کم رتبہ ہیں اور محتاط و متقی بھی نہیں ہیں اور نفسانیت و ضد بھی ہے اور پیشتر یہ معترض بھی اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو پس زید کے پیچھے نماز پڑھنی ایسے اشخاص مذکورہ بالا کی درست ہے یا نہیں بینوا تو جروا۔

الجواب:

زید کا ترک جماعت کرنا اگر کسی عذر صحیح شرعی کے سبب ہے تو زید پر مواخذہ نہیں اور اس کے پیچھے ہر نماز بلا کراہت درست ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو اشخاص مذکورین کا اس کی اقتداء سے احتراز اس صورت میں محض جہالت و بیجا ہے، اور اگر وہ بلا عذر شرعی ترک جماعت کا عادی ہے تو یہ ضرور فسق ہے اور اس تقدیر پر اس کی اقتداء سے بچنا بیجا ہے جبکہ جمعہ دوسری جگہ صالح امامت متقی کے پیچھے مل جاتا ہو ورنہ صرف اس عذر سے کہ امام تارک جماعت ہے ترک جمعہ کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ ردالمحتار میں ہے:

معراج میں ہے ہمارے اصحاب احناف نے کہا ہے کہ جمعہ کے علاوہ فاسق کی اقتداء نہ کی جائے کیونکہ جمعہ کے علاوہ باقی نمازوں میں دوسرا امام میسر آ سکتا ہے۔ فقہ میں ہے اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جمعہ بھی اس وقت مکروہ نہ ہو گا جب امام محمد کے قول جو مفتی بہ ہے کے مطابق شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہو، کیونکہ ایسی صورت میں دوسرے امام کی اقتداء میسر ہو سکتی ہے (ت)

فی المعراج قال اصحابنا لا ينبغي ان يقتدى بالفاسق الا في جمعة لانه في غيرها يجد امام غيره اهـ قال في الفتح وعليه فيكرة في الجمعة اذا تعددت اقامتها في المصر على قول محمد المفتي به لانه بسبيل الى التحول¹۔

در مختار میں ہے:

مردوں کے لئے جماعت سنت موكده ہے بعض نے واجب کہا ہے اور اکثر مشائخ اسی پر ہیں اور اہل مذہب کے ہاں بھی یہی رائج ہے پس جماعت سنت ہو یا واجب اس کا ثمر کسی ایک دفعہ ترک کی صورت میں ظاہر ہو گا ملقط۔ (ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

الجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة وعليه عامة مشائخنا وهو الراجح عند اهل المذهب فتسن او تجب ثمرته تظهر في الاثم بتركها مرة² اهـ ملقطاً۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

¹ ردالمحتار، باب الامامة، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱۴۲ھ

² در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۸۲ھ

مسئلہ ۶۵۶: از ریاست جاوہر مکان عبدالجید خان صاحب سررشتہ دار ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذابح البقر کی امامت کیسی ہے؟

الجواب:

جائز ہے جبکہ غلط خوانی یا بد مذہبی یا فسق وغیرہ موانع شرعیہ نہ ہوں ذبح بقر کوئی مانع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۶۵۷: حیات النبی ہونے سے خالد کو انکار ہے اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے بھی، حافظ قرآن مذکور کو انکار ہے یہاں تک
کہ بہت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے لوٹا لایا اور نہ جانے دیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، کیا حکم ہے؟ بینوا
توجروا

الجواب:

خالد گمراہ بدین ہے اسے امام بنانا جائز نہیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائکہ جمیع انبیائے کرام علیہم الصلاۃ
والسلام کی حیات قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہے اور زیارت مدینہ طیبہ سے انکار رکھنا مسلمانوں کو لوٹا لانا کار شیطان
و خلاف رائے مسلمانان ہے،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو مومنین کے علاوہ کسی کے راستے کی پیروی کرتا ہے ہم اسے اس طرف پھر دیتے ہیں جس طرف وہ پھرتا ہے اور اسے ہم جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تُوَلِّىْ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۝۱- وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

مسئلہ ۶۵۸: مسئلہ عبدالرحیم صاحب ٹھلیا موہن پور ضلع بریلی ۵ محرم الحرام یوم یکشنبہ ۱۳۲۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دونوں کانوں سے بہت بہرا ہے تکبیر اولیٰ کانوں سے نہیں سنتا ہے اور قرآن
شریف بھی اس کو صحیح یاد نہیں ہے، بیوی اس کی بے پردہ دکان پر چوڑے فروخت کرتی ہے، دوپٹہ موسم سرما میں گاڑھے کا اوڑھتی ہے اور
موسم گرمی میں خاصہ و تن زیب کا اوڑھتی ہے اور کرتی دس گیارہ گرہ لانی پہنتی ہے مگر کلائیوں ہر دو کھلی چوڑی آستنیوں کے باہر رکھتی
ہے اور اس کے شوہر کا کلیا حال معلوم ہے پچشم خود دیکھتا ہے مگر کچھ ہدایت نہیں کرتا ہے اگر وہ ہدایت اپنی بیوی کو پر دے کی کرے تو اس کی
حالت بہرے ہونے سے اور صحیح نہ پڑھنے سے قابل پیش امام ہونے کے ہے یا نہیں؟ علاوہ گزارش مندرجہ بالا کے نہایت بد آواز بھی ہے
اور جو شخص اُس کو ہدایت کرتا ہے تو اس حجت و تقریر

جہالت کے ساتھ کرتا ہے۔ بیّنوا تو جروا

الجواب:

جبکہ اس کی عورت کی کلائیں کھولے باہر پھرتی دکان کرتی ہے یا گرمیوں میں باریک کپڑے پہنے نکلتی ہے جن سے بدن چمکتا ہے اور اس کا شوہر ان احوال سے واقف ہو کر حسب مقدور کامل بندوبست نہیں کرتا تو وہ دیوث ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسے امام بنانا گناہ ہے اور اگر وہ عورت کو ہدایت بھی کرے اور اس الزام سے توبہ کر کے پاک ہو جائے تو اس حالت میں بھی جبکہ وہ قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہے تو اس کی امامت بالکل باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز اصلاً نہ ہوگی مگر یہ الزام وہی لگا سکتے ہیں جو خود صحیح پڑھتے ہوں ورنہ ان کی خود بھی نماز نہیں ہو سکتی وہ سب ایک سے ہوئے، ان سب پر فرض ہے کہ حروف کی اتنی صحت کر لیں جس سے نماز صحیح ہو جائے، جب تک ایسا نہ کریں گے ان سب کی نماز باطل ہوگی اور اگر غلطی وہ ایسی نہیں کرتا جس سے نماز فاسد ہو اور اس کے سوا اور کوئی صحیح پڑھنے والا وہاں نہیں تو لازم ہے کہ وہی امام کیا جائے اور بہر اہو نے کی پروا نہ کی جائے جبکہ وہ عورت کا بندوبست کر لے اور اگر اور بھی صحیح العقیدہ وغیرہ فاسق صحیح پڑھنے والا وہاں موجود ہے تو یہ اگرچہ صحیح بھی پڑھے اور عورت کا بندوبست بھی کر لے اس دوسرے صحیح خواں کی امامت اولیٰ ہوگی کہ جب یہ ایسا بہر اہے کہ تکبیر کی آواز نہیں سنتا تو نماز میں اگر اس سے کہیں بھول یا غلطی واقع ہوئی مقتدیوں کا بتانا نہ سنے گا واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ وجل مجدہ اتم واحکم

۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ

مسئلہ ۶۵۹: از بھیکن پور ضلع علی گڑھ مرسلہ جعفر علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین بیچ امامت اس شخص کے کہ جو صرف حفظ قرآن و فارسی خواں ہو اور ایک مسجد کا امام تنخواہ دار لیکن بازار میں مسلمان سے لڑتا شور مغالطات الفاظ زبان پر لاتا ہو اور کبھی مسجد میں مؤذن سے سخت کلامی اور اس کی حسب و نسب پر مجمع مقتدیان میں الزام لگاتا ہو مؤذن و بعض مقتدیوں سے عرصہ سے کدورت و کینہ رکھتا ہو تنبیہ کرنے پر مقتدیوں پر الزام لگاتا ہو کہ تم میری غیبت کرتے اور میری روزی چھیننے کی کوشش کرتے ہو اور اپنے قصور کا ہنوز اعتراف نہ کرتا ہو اور مؤذن سے سلام علیک ترک کر دی ہو ایسے امام کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے یا کچھ کراہت ہے؟ بیّنوا تو جروا

الجواب:

مسلمان سے بلا وجہ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام ہے اور بلا مصلحت شرعیہ تین دن سے زیادہ ترک سلام و کلام بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تبأ غضوا ولا تحا سدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخواناً ¹	بغض نہ رکھو، حسد اور غیبت نہ کرو اور اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (ت)

¹ صحیح البخاری باب الحجۃ حدیث مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۷/۲

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:

لا یحل لمسلم ان یتجرأ خافاً فوق الثلث ^۱ ۔	کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے بھائی سے تین دن سے زائد سلام و کلام قطع کرے۔ (ت)

اور فحش بکجا خصوصاً برسر بازار معصیت و فسق ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس المؤمن بالطعان ولا الفحاش ^۲ ۔	مومن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحش بکجا ہے (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحياء من الايمان والبذاء من النفاق ^۳ ۔	حیا ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ ہے۔ (ت)

خصوصاً اگر اس فحش میں کسی مسلمان مرد یا عورت کو زنا کی طرف نسبت کرتا ہو جیسے آج کل فحش لوگوں کی گالیوں میں عام طور پر رائج ہے جب تو اشد کبیرہ ہے۔

قال الله تعالى يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا إِلَيْهِ أَبَدًا إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ^۴ ۔	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تم آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرو اگر تم اہل ایمان ہو (ت)

بالجملہ شخص مذکور فاسق ملعن ہے اور فاسق ملعن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکہ تحریمی یعنی پڑھنی منع ہے اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ فتاویٰ پھر غنیہ پھر رد المختار میں ہے: لو قدموا فاسقاً یا ثمنون^۵۔ (اگر لوگ نے فاسق کو مقدم کر دیا تو وہ گنہ گار ہونگے۔ ت)

مسئلہ ۶۶۰: از سیتا پور ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر فرض کاشہ ہے اس کی نشست ان لوگوں کے

^۱ صحیح البخاری، الحجۃ حدثنائنا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۷

^۲ جامع الترمذی باب ماجاء فی الغنیۃ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹/۱۹ مسند احمد بن حنبل باب سند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۴۰۵

^۳ جامع الترمذی، باب ماجاء فی العی، مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۳

^۴ القرآن ۲۴/۱۷

^۵ غنیۃ المتعلی شرح منیۃ المصلی فصل فی الاملاۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

ف: العلفرت کی ذکر کردہ عبارت میں "الفحاش" کا لفظ ہے جبکہ کتب احادیث جن سے حوالہ منقول ہے ان میں "الفاحش" کا لفظ ہے۔ نذیر احمد

پاس ہے اور ان کی خاص مجلسوں میں جاتے بھی اسے دیکھا اور اس سے توبہ کو کہا جائے تو توبہ بھی نہیں کرتا اور حالت اس کی یہ ہے کہ رافضیوں میں رافضی، سنیوں میں سنی اور اسے بعض لوگوں نے اپنے لڑکوں کا معلم اور مسجد کا امام مقرر کیا ہے اس صورت میں اس کا اور اس کے مقرر کرنے والوں کا کیا حکم ہے اور اس کا معزول کرنا بوجہ شبہ کے واجب ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے، حالانکہ وہ اہلسنت کے سامنے کوئی بات عقیدہ روافض کی زبان سے نہیں نکالتا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے بعد بھی رکھا جائے یا نہیں؟ بینوا اتوجروا

الجواب:

جبکہ ثابت و محقق ہو کہ رافضیوں اور سنیوں میں، سنی بنتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہ رافضی بھی ہے اور منافق بھی اور اس کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے کمابینا فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے اسے النہی الاکید میں بیان کیا ہے۔ ت) بلاکہ تہرائی روافض زمانہ ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کفران اصلی ہیں اور یہ مرتد، اور مرتد کا حکم سخت ترو اشد کما حقیقہ فی المقایہ المفسرۃ (اس کی تحقیق ہم نے اپنے مقالے مسفرہ میں کی ہے۔ ت) اور اگر صرف اسی قدر ہو کہ اس کی حالت مشکوک و مشتبہ ہے جب بھی اسے امامت سے معزول کرنا بدلائل کثیرہ واجب ہے۔

فاقول: وبالله التوفیق (پس میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں)

دلیل اول: علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جب کسی امر کے بدعت و سنت ہونے میں تردد ہو تو وہاں سنت ترک کی جائے۔ بحر الرائق پھر ردالمحتار مکروہات الصلاة میں ہے:

اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة ¹ - مختصراً	جب حکم سنت اور بدعت کے درمیان متردد ہو تو بدعت پر عمل کی بجائے ترک سنت رائج ہے (ت)

المحیط بفتح القدير او اخر سجود السو میں ہے:

ما تردد بين البدعة والسنة تركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة غير لازم ² -	جب بدعت اور سنت کے درمیان تردد ہو تو سنت کو ترک کر دیا جائے کیونکہ ترک بدعت لازم اور اداء سنت غیر لازم ہے۔ (ت)

ظاہر ہے کہ اگر یہ شخص واقع میں سنی ہو تو خاص اسی کو امام کرنا کچھ سنت بھی نہیں اور رافضی ہو تو اسے امام کرنا حرام قطعی

¹ ردالمحتار مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة مطبوعه مصطفى الباب مصر ۱۴۷۵ھ

² فتح القدير باب سجود السو مطبوعه مكتبة نوريه رضويه سكر ۱۴۵۵ھ

جب سنت و مکروہ کے تردد میں ترک سنت کی علم ہوا تو جائز و حرام قطعی کے تردد میں وہ جائز کیوں نہ واجب ترک ہوگا۔
دلیل دوم علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی بات کے واجب و بدعت ہونے میں تردد ہو تو ترک نہ کی جائے۔ فتح و حلیہ و بحر و رد المحتار وغیرہ میں ہے:

واللفظ لهذا في النوافل قد تقرر ان مدار بين وقوعه بدعة او واجبا لا يترك ¹ ۔	بیان نوافل میں اس (رد المحتار) کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ بات مسلمہ ہے جس کام کا وقوع بدعت اور واجب کے درمیان متردد ہو تو اسے (یعنی واجب کو) ترک نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

ظاہر ہے کہ یہ شخص سنی ہو تو اس کی جگہ دوسرا امام مقرر کرنا کچھ بدعت بھی نہیں اور رافضی ہو تو اسے معزول کرنا فرض قطعی جب بدعت و واجب کے تردد میں فعل ضروری ہوتا ہے تو جائز و فرض قطعی کے تردد میں اسے معزول کرنا کیوں نہ اشد ضروری ہوگا۔

دلیل سوم: شرع مطہر کا قاعدہ مقرر ہے کہا اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام²۔ جب ایک چیز میں حلت و حرمت دونوں و جہیں جمع ہوں تو غلبہ حرمت کو رہے گا اور وہ شے حرام سمجھی جائے گی۔ کما فی الاشباہ والنظائر (جیسا کہ اشباہ والنظائر میں ہے۔ ت) یہ سنی ہو تو امامت حلال اور رافضی ہو تو حرام، تو غلبہ حرمت ہی کو دیا جائے گا۔
دلیل چہارم: عبادات میں احتیاط مطلقاً واجب ہے نہ کہ نماز کہ اہم و اعظم عبادات ہے جس کے لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس کی صحت و فساد میں اشتباہ پڑے ایک وجہ سے فاسد ہوتی ہو اور متعدد وجوہ سے صحیح تو اس ایک ہی وجہ کا اعتبار کر کے اس کے فساد ہی کا حکم دیں گے، فتح القدر صلاۃ المسافر میں ہے:

هذه مسائل الزيادات ، مسافر ومقيم ام احدهما الاخر فلما شرعاً شكافي الامام استقبلا لان الصلوة متى فسدت من وجه وجازت من وجوه حكم بفسادها وامامة المقتدى مفسدة، واحتمال كون كل منهما	یہ مسائل زیادات کے ہیں مسافر اور مقيم میں سے ایک نے دوسرے کی امامت کی جب دونوں نے نماز شروع کی تو انھیں امام کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں امام ہوں یا دوسرا تو نماز نئے سرے سے ادا کریں کیونکہ نماز جب ایک جہت سے فاسد اور کئی وجوہ کی

¹ رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۲۶ھ

² الاشباہ والنظائر القاعدة الثانية اذا اجتمع الحلال والحرام فادارة القرآن کراچی ۱۱/۴۴

مقتدیا قائم فتفسد علیہما¹۔

بناء پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا، اور مقتدی کا امام ہونا مفسد نماز ہے اور ایسی صورت میں یہاں ہر ایک کے مقتدی ہونے کا احتمال باقی ہے لہذا دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ہر تقدیر سنیت اس کے پیچھے نماز صحیح اور ہر تقدیر رخص فاسد، تو اس کی امامت کیونکر جائز ہو سکتی ہے، دلیل پنجم: علماء فرماتے ہیں قاضی محض تہمت و حصول ظن پر تعزیر دے سکتا ہے، بحر و نہر و در مختار وغیرہا میں ہے: للقاضی تعزیر المتہم وان لم یثبت علیہ²۔ (قاضی محض تہمت کی بناء پر تعزیر جاری کر سکتا ہے اگرچہ ثبوت نہ ہو۔ ت)

جب تہمت ایسی چیز ہے جس کے سبب بے ثبوت صریح ایک مسلمان کو سزا دینے کی اجازت ہو جاتی ہے جس میں اصل حرمت ہے تو نماز کے لئے احتیاط کرنی کیوں نہ واجب ہو جائیگی جس کی اصل فرضیت ہے جس شخص نے اس کے حال سے مطلع ہو کر اسے مسلمانوں کا امام یا اپنے لڑکوں کا معلم مقرر کیا حالانکہ اہلسنت میں صاف و پاک امام و معلم بکثرت مل سکتے ہیں اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی وہ مسلمانوں کا بدخواہ ہے اس پر اپنے فعل سے توبہ اور اپنے مقرر کئے ہوئے کو معزول کرنا لازم حاکم صحیح مستدرک میں ہے اور ابن عدی و عقیلی و طبرانی و خطیب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلا من عصابة و فیہم من هو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ و المومنین³۔

جس نے کسی جماعت سے ایک شخص کو کام پر مقرر کیا اور ان میں وہ شخص موجود تھا جو اس سے زیادہ اللہ کو پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی۔ (ت)

تیسرے شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے:

ای نصبہ علیہم امیرا و قیما او عریفا او اماما للصلوة⁴۔

یعنی اس نے لوگوں پر امیر، نگہبان، محاسب یا نماز کے لئے امام بنایا۔ (ت)

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کر لے تو بجز توبہ اسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک زمانہ متد تک اسے معزول رکھیں اور اور اس کے احوال پر نظر رہے، اگر خوف و طمع و غضب و رضاء وغیرہ حالات کے متعدد تجربے ثابت کر دیں کہ واقعی یہ

¹ فتح القدیر باب صلوۃ المسافر مطبوعہ نوریہ رجویہ سحر ۱۲/۱۳

² در مختار باب التعزیر مطبوعہ مطبع مجتہدی دہلی ۳۲۹/۱

³ المتدرک علی الصیغین الامارۃ الامانۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۳

ف: مستدرک میں فہیم کی جگہ فی تلک العصا بہ کالفظ ہے۔ نذیر احمد سعیدی

⁴ التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی الریاض ۳۹۶/۲

سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور روافض سے اصلاً میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب گمراہوں بدینوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کر سکتے ہیں فتاویٰ قاضی خاں پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

الفاسق اذا تاب لا يقبل شهادته ما لم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة والصحيح ان ذلك مفعول الى راء القاضى ¹ ۔	فاسق جب تاب ہو جائے تو اس وقت تک اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہو جائے اور صحیح یہی ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے۔ (ت)

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث تشابہات بد مذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں، تعمیل حکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہو جاتے جب موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا اس وقت اجازت فرمائی۔

اخرج ابو الفتح نصر بن ابراهيم المقدسي في كتاب الحجة وابن عساكر عن ابى عثمان النهدي عن صبيغ انه سال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه عن المرسلات والذاريات و النازعات فقال له عمر القى ما على راسك فاذا له ضفيرتان فقال لوجود تك محلوقة لضربت الذى فيه عيناك ثم كتب الى اهل البصرة ان لاتجالسوا صبيغاً قال ابو عثمان فلو جاء ونحن مائة تفرقنا عنه ² - واخرج ابو بكر بن الانبارى في كتاب المصاحف	ابو الفتح نصر بن ابراهيم مقدسى نے کتاب الحجہ میں اور ابن عساکر نے ابو عثمان نہدی سے انھوں نے صبیغ سے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت عمر سے سورہ المرسلات، الذاریات، والنازعات کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر نے انھیں فرمایا اپنا سر کا کپڑا اٹھاؤ، جب اس نے کپڑا اٹھایا تو اس کے دو چوٹیوں کی صورت بال تھے، حضرت عمر نے فرمایا اگر میں تجھے حلق کیا ہوا پاتا تو میں وہ (سر) اڑا دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ پھر اہل بصرہ کی طرف آپ نے خط لکھا کہ صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھو۔ ابو عثمان کا بیان ہے اگر صبیغ آجائے اور ہم سو کی تعداد میں ہوتے فوراً ہم سب اس سے جدا ہو جاتے، اور ابو بکر بن انباری نے کتاب المصاحف

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقہ مطبوعہ نوری کتب خانہ پشاور ۳/۲۸۸
۲ کتاب الحجہ

میں، اور ابن عساكر نے امام محمد سیرین سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا کہ صبیغ کو پاس نہ بٹھاؤ، اس کو عطا اور رزق سے محروم رکھا جائے اور المقدسی نے اسحاق بن بشر قرشی سے کتاب الحج میں نقل کیا ہے کہ ہم سے ابن اسحق یا ابو اسحق نے بیان کیا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ کو خط لکھا حمد و صلوة کے بعد اصبح بن علیم تمیمی نے جو کچھ اسے کافی تھا اس میں تکلف کیا اور اس نے اپنی ولایت کو ضائع کیا جب آپ کے پاس میرا پیغام آجائے تو اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کرو، اگر وہ بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرو اگر وہ مر جائے تو جنازہ میں شریک نہ ہونا۔ راوی کہتا ہے اصبح کہتا تھا میں بصرہ گیا وہاں پچیس دن ٹھہرا، مجھے موت سے بڑھ کر کوئی غائب شئی محبوب نہ تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق دی اور دل میں توبہ کا خیال پیدا کیا تو پھر میں ابو موسیٰ کے پاس آیا آپ منبر پر تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا انھوں نے اعراض کیا، میں نے کہا اے اعراض کرنے والے! اس ذات نے توبہ قبول کر لی جو تجھ سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں ہر اس معاملہ سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں جس پر امیر المؤمنین اور عام مسلمان ناراض تھے، پھر ابو موسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ معاملہ لکھا تو آپ نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے اپنے بھائی

وابن عساكر عن محمد بن سيرين قال كتب عمر بن الخطاب الى ابي موسى اشعري رضي الله تعالى عنه ان لاتجالسوا صبيغاً وان يحرم عطاءه لا ورزقه¹ واخرج المقدسي في الحجة عن اسحق بن بشير القريشي قال اخبرنا ابن اسحق او ابو اسحق قال كتب ابي امير المؤمنين رضي الله تعالى عنه الى ابي موسى اما بعد فان الاصبيغ بن علیم التیمی تكلف ما كفى وضيع ما ولي فاذا جاءك كتابي هذا فلا تبأيعوه وان مرض فلا تعودوه وان مات فلا تشهدوه۔ قال فكان الاصبيغ يقول قدمت البصرة فاقمت بها خمسة وعشرين يوماً وما من غائب احب الى ان القيه من الموت ثم ان الله الهمة التوبة وقذفها في قلبه فاتيت ابا موسى وهو على المنبر فسلمت عليه فاعرض عني فقلت ايها المعرض انه قد قبل التوبة من هو خير منك ومن عمر واني اتوب الى الله عزوجل مما اسخط امير المؤمنين وعامة المسلمين فكتب بذلك الى عمر فقال صدق اقبلوا من اخيكم²

کو قبول کرو۔ دارمی، نصر اصبہانی دونوں نے حج میں اور ابن انباری نے مصاحف میں، لاکائی نے سنت میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں سیلمان بن یسار سے روایت کیا کہ بنو تمیم کا ایک شخص تھا جس کا نام صبیغ بن عسل تھا وہ مدینہ آیا اس کے پاس کچھ کتب تھیں وہ قرآن کے متشابہات کے بارے میں پوچھتا تھا اس بات کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اسے بلایا اور اس کے لئے کھجور کی دو چھڑیاں تیار کیں، آیا تو آپ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ عمر ہوں، اس کے بعد آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور ان دو چھڑیوں کے ساتھ اسے مارا حتیٰ کہ وہ زخمی ہو گیا اور چہرے سے خون بہنے لگا۔ وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! مجھے چھوڑ دو یہی کافی ہے اللہ کی قسم جو کچھ میرے دماغ میں (خمار) تھا وہ جاتا رہا۔ اور دارمی، ابن عبد الحکیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر کے آزاد کردہ غلام سے بیان کیا کہ صبیغ عراقی مسلمانوں کے مختلف گروہوں سے قرآن کی بعض اشیاء کے بارے میں سوال کرتا تھا (آگے چل کر کہا) حضرت عمر نے مجھ سے چھڑی منگوائی اور اسے پیٹا حتیٰ کہ اس کی پشت کو زخمی چھوڑ دیا پھر مارا پھر چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ صحیح ہو گیا، پھر آپ نے دوبارہ اس کو مارا حتیٰ کہ وہ صحیح ہو گیا [پھر آپ نے اسے بلایا تاکہ پھر اس کی پٹائی کی جائے، تو اس نے کہا

واخرج الدارمی ونصرو الاصبہا فی کلاهما فی الحجة وابن الانباری فی المصاحف واللالکائی فی السنة وابن عساکر فی التاريخ عن سیلمان ابن یسار ان رجلاً من بنی تمیم یقال له صبیغ بن عسل قدم المدينة وكان عنده کتب فکان یسئل عن متشابہ القرآن فبلغ ذلك عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبعث الیه وقد اعد له اعراجین النخل فلما دخل علیه قال من انت قال انا عبد اللہ صبیغ قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانا عبد اللہ عمر واوماً الیه فجعل یضربه بتلك العراجین فما زال یضربه حتی شجہ وجعل الدم یسیر علی وجهه ، فقال حسبک یا امیر المؤمنین واللہ فقد ذهب الذی اجد فی راسی¹ واخرج الدارمی و ابن عبد الحکیم وابن عساکر من مولی ابن عمر ان صبیغ العراقی جعل یسئل عن اشیاء من القرآن فی اجناد المسلمین (وساق الحدیث الی ان قال) فأرسل عمر الی یطلب الجرید فضربه بها حتی ترک ظهره دبره ثم ترک حتی بری، ثم عادله ثم ترکه حتی بری، ثم دعا به لیعود به فقال صبیغ یا امیر

¹ سنن الدارمی باب من حاب القتیاء کره التلطع والتدبر مطبوعه نشر النبی ملتان ۱/۱۱

المؤمنین ان کنت ترید قتلی فاقتلنی قتلا جمیلا
وان کنت ترید تداوینی فقد والله برئت فاذن
له الی ارضه وکتب الی ابی موسیٰ الشعری ان
لا یجالسه احد من المسلمین فاشتد ذلك علی
الرجل فکتب ابو موسیٰ الشعری الی عمر ان قد
حسن توبته ، فکتب ان یاذن للناس فی
مجالسته¹۔

اے امیر المؤمنین! اگر آپ مجھے قتل کرنا ہی چاہتے ہیں تو بہتر
انداز میں قتل کیجئے اور اگر میرا علاج فرما رہے ہیں تو اللہ کی قسم
اب میں درست ہوں، آپ نے اسے اپنے علاقے میں جانے
کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ اسے
مسلمانوں کی کسی مجلس میں نہ بیٹھنے دو۔ اس شخص پر یہ معاملہ
گراں گزرا حتیٰ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر کی
طرف خط لکھا کہ آپ نے اس کی توبہ درست کر دی ہے، تو
حضرت عمر نے لکھا کہ اب لوگ اسے اپنے پاس بیٹھنے کی
اجازت دے دیں،۔ (ت)

بالکد اگر اس کا مکر و زور و کذب و فریب ظاہر و مشہور ہو تو بعد توبہ بھی کبھی امام نہ کریں کہ اسے امام کرنا کچھ ضرور نہیں اور
معروف کذاب کی توبہ پر ہمیں اعتبار کا کیا ذریعہ ہے خصوصاً روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ تقیہ ان کا اصل مذہب اور اس کی بنیاد کا
سب سے پہلا پتھر ہے خصوصاً جہاں نوکری وغیرہ کی طمع یا کسی خوف کا قدم در میان ہو۔ امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کا شافی
قدس سرہ کی کتاب بدائع پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

المعرف بالكذب لاعدالة له فلا تقبل شهادته
ابدا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سهوا
او ابتلی به مرة ثم تاب² اه ونسال الله حسن
التوبة والعفو والعافية۔

جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اس کی عدالت ثابت
نہیں لہذا اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے اگرچہ اس نے
توبہ کر لی ہو بخلاف اس شخص کے جس نے سہو یا وقت مجبوری
کبھی ایک دفعہ جھوٹ بولا ہو اور پھر توبہ کر لی ہو اھ ہم اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ سے حسن توبہ، معافی اور عافیت کا سوال کرتے
ہیں (ت)

بعینہ یہی حکم وہابیت دیوبندیہ کا ہے کہ وہ بھی مثل رفض زمانہ ارتداد مبین اور اس کے اصاغر مثل روافض تقیہ گزین تو جسے
دیکھیں کہ ان لوگوں سے میل جول رکھتا، ان کی مجالس و عظ میں جاتا ہے، اس کا حال مشتبہ ہے ہر گز اسے امام نہ کریں اگرچہ
اپنے کو سنی کہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ سنن الدارمی باب من حاب القتیاء کرہ التطلع والتبذع مطبوعہ نشر الزیۃ ملتان ۱/ ۵۱

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۶۸

مسئلہ ۶۶۱: زید وہابیہ عقیدہ رکھتا ہے اور اس کا لڑکا نابالغ بچہ تھمنا ۱۲ سال امسال قرآن حافظ ہوا ہے اور وہ ہم لوگ مذہب حنیفہ اہلسنت وجماعت کو مجبور کرتا ہے اور زور ڈالتا ہے کہ میرے لڑکے مذکورہ بالا کے پیچھے قرآن شریف سن لیا جائے، اس کے پیچھے تراویح وغیرہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

اس لڑکے کے پیچھے تراویح وغیرہ کوئی نماز جائز نہیں کہ صحیح مذہب میں نابالغ بالغوں کی امامت کسی نماز میں نہیں کر سکتا اور اگر وہ عقیدہ بھی وہابیہ رکھتا ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تو وہابی کے پیچھے ویسے بھی نماز ناجائز محض ہے اگرچہ بالغ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶۲: از شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ مسئلہ جناب ہدایت اللہ خان صاحب ۱۹ شوال ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وقت نماز چند اشخاص جمع ہیں لیکن کامل پابند شریعت نہیں ہیں ایک حافظ ہے اور مسائل سے بھی واقف ہے مگر داڑھی اس کی کسی قدر کتری ہوئی ہے موافق شرع نہیں دوسرے کا لباس وضع تو موافق شریعت ہے اور کچھ مسائل سے کسی قدر واقفیت رکھتا ہے مگر قرآن مجید بمقابلہ حافظ کے صحیح نہیں پڑھ سکتا نہ خطبہ جمعہ کا یہ کوئی شخص حافظ تو نہیں مگر مسائل نماز سے واقف ہے قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہے ملازمت پولیس کر چکا ہے پنشن پاتا ہے غرض ایسی ہی حالت ہر شخص کی ہے اس حالت میں کون شخص امامت کے لائق سمجھا جائے؟ بینوا توجروا

الجواب:

ان میں جو شخص وضو و غسل وغیرہ طہارت ٹھیک کرتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو قرآن مجید ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلیں فاسق ہوں اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر امام بنانا جائز ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مذہب کا سنی خالص ہو فاسق علی الاعلان نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبھی اعلان کے ساتھ نہ کرتا ہو صغیرہ بھی عادت و اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے، جو شخص ان سب باتوں کا جامع ہو اگرچہ قرآن عظیم حافظ کی مثل نہ پڑھ سکے یا پولیس کی پنشن پائے اسے امام بنانے میں حرج نہیں، اور داڑھی حد شرع سے کم کرتا ہو وہ فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے، سنی ہو نا جو ہم نے جواز امامت کی شرطوں میں رکھا ہے نہ صحت نماز کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بد مذہب بھی جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے کہ ایسے کو امام بنانا گناہ، اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا اور جس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہو جیسے آج کل کے عام رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، غیر مقلد کے پیچھے تو نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا پادری کے پیچھے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس شخص کو جذام کا گھاؤ ہو گیا ہو لیکن لنگڑا یا انگلیاں گرنا نہ ہو اچھی طرح اٹھ بیٹھ سکتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور جس کو سوزاک ہو یا منہ بانکا ہو گیا ہو یا ضعیف اس قدر ہو کہ اٹھنے بیٹھنے میں دیر لگتی ہو ان اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:

جذام میں جب تک ٹپکنا نہ شروع ہوا ہو یہ حکم ہے کہ اگر لوگوں کی نفرت کی حد تک ہے جس کے سبب اس کی امامت میں جماعت کی کمی ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں، اور اگر ٹپکنے لگا تو اگر معذور کی حد تک پہنچ گیا کہ ایک وقت کامل کسی نماز کا اس پر ایسا گزرا کہ وضو کر کے فرض پڑھ لینے کی مہلت نہ تھی تو جب تک ہر نماز کے وقت اگرچہ ایک ایک ہی بار ٹپکنا پایا جائے وہ معذور ہے اسے پانچ وقت تازہ وضو کرنا کافی ہے اور اس کے پیچھے صرف ایسے ہی عارضہ والے کی جو اسی کی سی حالت رکھتا ہو نماز ہو جائے گی باقی لوگوں کی نماز نہیں ہو سکتی یہی حکم سوزاک کا ہے اگر پیپ بہتا ہو اور اگر پیپ نہ نکلے تو اس کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں، جس کا منہ معاذ اللہ ٹیڑھا ہو گیا ہو اگر اس کے سبب قرأت صحیح نہ پڑھ سکتا ہو حروف غلط ادا ہوتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر حروف صحیح نکلتے ہوں مگر پڑھنے میں بہت بد نمائی پیدا ہو گئی ہو تو اس کی امامت اولیٰ نہیں ورنہ کچھ حرج نہیں جو ضعف کے سبب دیر میں اٹھتا بیٹھتا ہو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں جبکہ ایسی حالت نہ ہو کہ مثلاً جب تک سجدہ سے اٹھ کر بقدر تین بار سبحن اللہ کہنے کے بیٹھانہ رہے کھڑا نہیں ہوتا اور جب ایسی حالت ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک شخص مسجد اہلسنت وجماعت کا امام اور وہ بھی مدعی ہے کہ میں سنی ہوں مگر اس کی رشتہ داری و قرابت روافض سے ہوئی ہے، اس کی پھپھال بھی روافض کو منسوب ہوئیں اور اس کی ہم شیرگان کے روافض سے نکاح ہوئے اور اس نے اپنا نکاح بھی روافض میں کیا ایسی حالت میں اس کا دعویٰ قبول ہو گا یا نہیں، تقیہ جو روافض کا شعار ہے اور اس کے ذریعہ سے اہلسنت کے عبادات کو ضائع کرنا باعث نجات خیال کرتے ہیں محمول ہو کہ ایسے شخص کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، بفرض محال اس کے دعویٰ کو سچ سمجھا جائے اور اس کو سنی خیال کیا جائے تو نکاح اس کا اور اس کی ہم شیرگان کا صحیح ہوا یا نہیں، اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں اس کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگرچہ رافضیوں کے یہاں بیابہت کرنے سے خود اس شخص کا خواہی نہ خواہی رافضی ہونا واضح نہیں ہوتا کہ

بعض احمق نادان جاہل سنی بھی اس بلائے عظیم میں محض اپنی جہالت سے مبتلا ہیں اور بعض وہ بھی ہیں کہ اسے برا سمجھتے ہیں اور پھر اپنی اگلی رشتہ داریوں وغیرہا بیہودہ وجوہ کے سبب اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور بکچھپیوں بہنوں کے نکاح میں وہ بھی عذر کر سکتا ہے کہ یہ فعل اس کے باپ دادا کا ہے بلالکہ شاید اپنے نکاح میں بھی یہی کہے کہ باپ نے کر دیا اور ایسی وجوہ سے کسی کے قلب و عقیدہ پر حکم نہیں لگا سکتے، اور جب وہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور اس کی کوئی بات عقیدہ اہلسنت کے خلاف نہیں تو بدگمانی کر کے رافضی ٹھہرا دینے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔	وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ^۱
(ت)	

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اخلا شققت عن قلبہ^۲ (کیا نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا۔ ت) مگر امام بنانے کے لئے فقط سنی تصور کرنا ہی کافی نہیں بلالکہ فاسق ملعن نہ ہونا ضرور ہے اس کی حالت دیکھی جائے اگر رافضیوں سے میل جول خلا ملا دوستی اتحاد کے برتاؤ کرتا ہے تو اگر رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ، اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب کما فی فتاویٰ الحجۃ والغنیۃ وغیرہما من الاسفار الکثیرۃ وقد حققناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ فتاویٰ الحجۃ، غنیۃ اور دیگر متعدد کتب میں ہے، اور ہم نے اس کی تحقیق النہی الاکید میں کی ہے۔ ت) اور اگر باوصف ان بیابستوں کے ان لوگوں سے بالکل جدا ہے تو اسے بتایا جائے کہ آج کل کے تبرائی رافضی علی العموم کافر و مرتد ہیں اور ان سے نکاح مرد کا ہو یا عورت کا محض باطل ہے اور اس میں قربت زنائے خالص اور اولاد اولاد الزنا ہے، یوں نہ سمجھے تو اسے رسالہ رد الرفضہ دکھایا جائے جس میں بکثرت کتب معتمدہ کی صاف تصریحوں سے کفر ثابت کیا گیا ہے اگر پھر بھی نہ مانے تو متمرد و سرکش فاسق ہوگا اور رافضیہ عورت کے رکھنے سے زنا کار ہوگا اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب ہوگا اور اگر جاہل نہیں بلالکہ جانتا ہے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا پھر اس عورت کو جدا نہیں کرتا آپ ہی فاسق وزانی اور امامت سے واجب العزل ہے اور اگر رافضیوں کے عقائد کفریہ خالص پر مطلع ہے اور پھر ان کو مسلمان جانتا ہے جب تو فسق درکنار خود کفر ہے۔ بزازیہ و مجمع الانہر ودر مختار وغیرہا میں ہے: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر^۳ (جس نے

^۱ القرآن ۹۴/۴

^۲ مسند احمد بن حنبل مروہ عن اسامہ بن زید مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۰۷/۵

^۳ در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتہائی و بلی ۳۵۶/۱

اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا (واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۶۶۵: از ڈاکخانہ چویکہ تحصیل و ضلع مٹر پور موہرہ کنھیالہ المسلمولہ غلام محمد صاحب ۲۸ صفر ۱۳۲۱ھ

مسند نشین شریعت غراجناب مولینا صاحب دام ظلکم بعد حصول سعادت قد مبوسی عرض یہ ہے کہ جو کہ کمترین کے آباء اجداد تھے وہ سب گاؤں کے امام تھے اور قدیم ایام سے امامت کرتے چلے آئے ہیں اور کمترین کے جناب دادا صاحب بھی خود گاؤں کے استاد تھے اور کمترین کے جناب والد بزرگوار بھی استاد ہی اور امامت کرتے تھے اور ان کے بعد میں بھی استادی طریقہ رکھتا ہوں کہ گاؤں کے بہت سے لڑکوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور کتابوں وغیرہ کی بھی دی ہے اور پانچ نماز بھی ہم امام ہو کر پڑھواتے رہے ہیں اور اب گاؤں کے ایک شخص زمیندار نے کہا اگر مرضی ہو تو امام رکھیں ورنہ نہ رکھیں کہ امام نوکر کی جگہ ہوتا ہے خواہ نوکر کے پیچھے نماز ادا کریں یا نہ کریں اور غرضیکہ اس نے بہت بیہودہ گالی بھی نکالی ہیں اور بے ادب لفظ بولے ہیں اور اب کمترین جناب کی جانب دراز دست ہے اس شخص کی نسبت فتویٰ حدیث اور شریعت کے تحریر کر کے ارسال فرمائیں کہ اس کو تعزیر لگائی جائے از حد مہربانی ہوگی اور کمترین کا حق گاؤں پر ہے یا نہیں اور شریعت میں اس کے واسطے کیا حکم ہے وہ اب امامت سے برخاست کرنا چاہتے ہیں فتویٰ مع آیات و احادیث کے ارسال فرمائیں۔

الجواب:

کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دینا حرام ہے اور گالی دینا سخت حرام ہے اور بعض گالیاں تو کسی وقت حلال نہیں ہو سکتی اور ان کا دینے والا سخت فاسق اور سلطنت اسلامیہ میں اس (۸۰) کوڑوں کا مستحق ہوتا ہے ان سے ہلکی گالی بھی بلاوجہ شرعی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلماً فقد اذنی ومن اذنی فقد اذی اللہ ^۱ ۔	جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

اور علم دین کے استاد کا حق باپ سے بھی زائد ہے ستانے والا عاق ہوتا ہے اور بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کے رزق میں خلل اندازی بہت سخت ہے جاویر بلاوجہ ایذا ہے اور ایسوں کو خوف نہیں آتا کہ وہ کسی مسلمان کے رزق میں بلاوجہ خلل ڈالیں، اللہ قادر مطلق ان کی روزی میں خلل ڈالے ان کا رزق تنگ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کما تدین تدان^۲ (جیسا تو اوروں کے ساتھ کرگا ویسا ہی اللہ تیرے ساتھ

^۱ کنز العمال الباب الثانی فی التزییبات، مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۶

^۲ کنز العمال الباب الاول فی مواءع التزییبات مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۱۵

کر لیا) ان لوگوں پر لازم ہے کہ امام سے معافی مانگیں، استاد سے خطا بخشوائیں اور اگر کوئی حرج شرعی نہ ہو تو بے سبب اسے موقوف نہ کریں، ہاں اگر سبب شرعی ہو تو بے نرمی، اس سے کہیں اگر وہ اس کا علاج نہ کرے یا نہ کر سکے تو نرمی کی ساتھ الگ کر دیں اس وقت اس امام کو بھی بے جاہٹ مناسب نہیں، امامت کسی کا حق و میراث نہیں، اور وجہ شرعی کے سبب اہل جماعت جس کی امامت سے ناراض ہوں اسے امام بننا گناہ ہوتا ہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶۶: ۸ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنا نکاح ایک عورت سے کیا کچھ عرصہ بعد اپنی عورت کی ہمیشہ سے دوسرا نکاح کیا دونوں عورتیں اس کے پاس رہیں کچھ مدت کے بعد اس دوسری سے ایک لڑکا پیدا ہوا واجب وہ بالغ ہو اس نے کلام مجید پڑھا اب اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ لڑکا ولد الحرام ہے ولد الزنا نہیں اسے حرامی نہیں کہہ سکتے کہ عرف میں حرامی والد الزنا کو کہتے ہیں اور یہ شرعاً اپنے اسی باپ کا بیٹا ہے اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں، ہاں اگر جماعت کو اس کے ولد حرام ہونے کے باعث اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے نفرت ہو تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کہ وجہ تقلیل جماعت ہوگی مگر اس صورت میں کہ یہ لڑکا سب حاضرین سے زیادہ مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتا ہو تو اسی کی امامت اولیٰ ہے اور اب اگر عوام کو نفرت ہو تو انھیں سمجھایا جائے کہ ان کی یہ نفرت خلاف حکم و بے محل و بے جا ہے یہ تو یہ اگر کوئی ولد الزنا بھی ہو تو جب حاضرین سے علم میں زائد ہو وہی مستحق امامت ہے۔ علمگیر یہ میں ہے:

ان تزوجہما فی عقد تین فنکاح الاخیرۃ فاسدۃ ویجب علیہ ان یفار قہما وان فارقہا بعد الدخول فعلیہا العدة ویثبت النسب ^۱ (ملخصاً)	اگر دو بہنوں کا کسی نے دو عقدوں میں نکاح کیا تو دوسرا نکاح فاسد ہوگا اس پر اس آخری کی تفریق واجب ہوگی اگر اس نے دخول کے بعد تفریق کی تو اس خاتون پر عدت لازم ہوگی اور نسب ثابت ہو جائے گا۔ ملخصاً (ت)

ہدایہ میں ہے:

یکرہ تقدیم العبد لانه لا یتفرغ للتعلم و الاعرابی لان الغالب فیہم الجہل وولد الزنا	علام کی تقدیم مکروہ ہے کیونکہ اسے حصول علم کے لئے وقت نہیں ملتا، اور اعرابی کی تقدیم بھی مکروہ ہے کیونکہ اکثر

^۱ فتاویٰ ہندیہ القسم الثالث المراتب بالرضاع مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۷۷۷

لانہ لیس له اب یشفقہ فیغلبہ علیہ الجہل ولان فی تقدیم ہؤلاء تنفیذ الجماعۃ فیکرہ ^۱ (ملخصاً)	طور پر یہ لوگ جاہل ہوتے ہیں، ولد زنا کی امامت اس لئے مکروہ ہے کہ اس کا والد شفیق نہیں جو تعلیم کا انتظام کرے، ایسے افراد اکثر طور پر جاہل رہتے ہیں اور ان کی تقدیم سے لوگوں کو جماعت میں شمولیت سے نفرت پیدا ہوگی لہذا انکو امام بنانا مکروہ ہے (ت)

اختیار شرح مختار میں ہے:

ان کان الاعرابی افضل من الحضری ، و العبد من الحر ، وولد الزنا من ولد الرشدة والاعی من البصیر فالحکم بالضد ^۲ ۔	اگر عرابی شہری سے غلام آزاد سے، والد زنا ولد نکاح سے او ر نابینا بینا افضل ہو تو حکم اس کے برعکس ہوگا۔ (ت)

رد المحتار میں ہے:

نحوہ فی الشرح الملتقی للہنسی وشرح درر البحار ولعل وجہ ان تنفیذ الجماعۃ بتقدیمہ یزول اذا کان افضل من غیرہ بل التنفیذ یکون فی تقدیم غیرہ ^۳ ۔	شرح الملتقی للہنسی اور شرح درر البحار میں ہے بھی اسی طرح ہے، ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ جب وہ دوسرے سے افضل ہے تو اس کے امام بننے کی صورت میں جماعت سے لوگوں کی نفرت کا ازالہ ہو جائے گا بلکہ اس صورت میں دوسرے کو مقدم کرنا نفرت کا سبب بنے گا۔ (ت)

در مختار میں ہے:

الا ان یکون غیر الفاسق اعلم فهو اولی ^۴ ۔	مگر یہ فاسق کے علاوہ قوم سے زیادہ عالم ہو تو وہی امامت کے زیادہ لائق ہے (ت)

اسی میں ہے:

لوام قوماً وهم له کارهون ان الکراہۃ لفساد فیہ اولانہم احق بالامۃ منہ	اگر کسی نے امامت کرائی حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے اگر کراہت خود اس میں کسی خرابی کی بنا پر ہو یا

^۱ الہدایۃ باب الامامۃ مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱۰۱/۱

^۲ الاختیار لتعلیل المختار باب الجماعۃ مطبوعہ دار فرائس للنشر والتوزیع ۵۸/۱

^۳ رد المحتار، باب الجماعۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۱۴/۱

^۴ در مختار باب الجماعۃ مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۳۱/۱

کرہ ذلک تحریماً وان هو احق لا والکراہۃ علیہم^۱ واللہ تعالیٰ اعلم	اس بنا پر کہ دوسرے لوگ اس سے امامت کے زیادہ حقدار تھے دونوں صورتوں میں اس پر کراہت تحریمی ہوگی اگر وہ خود امامت کا زیادہ حقدار تھا تو اس پر کوئی کراہت نہ ہوگی اور لوگوں پر کراہت ہوگی۔ (ت)

مسئلہ ۶۶۷: ۱۳۳۱ھ جری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ فاتحہ و علم غیب وغیرہ سے منکر ہے بلکہ سجدہ میں اور رکوع میں تسبیح اس قدر زور سے کہتا ہے کہ اگلی صف والے بخوبی سن لیتے ہیں اور پیچھے والے بھی سن لیتے ہیں اور ایسے مقام پر کوئی دوسرا امام میسر نہیں آتا تو اس حالت میں کس طرح باجماعت نماز پڑھی جائے کہ ثواب جماعت کا ہو اور نماز میں بھی کوئی نقص نہ ہونے پائے۔

الجواب:

اگر علم غیب بطن الہی کثیر وافر اشیاء و صفات و احکام و رزخ و معاد و اشراط ساعت و گزشتہ و آئندہ کا منکر ہے تو صریح گمراہ بد دین و منکر قرآن عظیم و احادیث متواترہ ہے اور ان میں ہزاروں غیب وہ ہیں جن کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملنا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً کافر، یوں ہی تبلیسی طور پر بعض کا اقرار کرتا اور وہابیہ کا اعتقاد رکھتا ہے تو گمراہ بد دین ہے اور جو خاص دیوبندی عقائد پر ہو وہ کافر و مرتد ہے، یوں ہی جو ان عقائد پر اپنا ہونا نہ بتائے مگر ان لوگوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو اچھا جانے یا مسلمان ہی سمجھے جب بھی خود مسلمان نہیں، درمختار و مجمع الانہر و بزازیہ وغیرہما میں ہے: من شک فی کفرہ فقد کفر^۲ (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ خود کافر ہو گیا۔ ت) ہاں اگر تمام خباثتوں سے پاک ہو اور علم غیب کثیر وافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف احاطہ جمیع ماکان و مایکون میں کلام کرے اور ان میں ادب و حرمت ملحوظ رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے مگر آج کل یہاں فاتحہ کا انکار خاص وہابیہ ہی کا شعار ہے اور وہابیہ اہل ہوا سے ہیں اور اہل ہوا کے پیچھے نماز ناجائز ہے، فتح القدیر میں ہے:

لاتجوز الصلاة خلف اهل الاھواء^۳	اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

^۱ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۳/۱۷۷

^۲ در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۳/۵۶۱

^۳ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱

تو اگر امام میسر ہو بہتر ہے ورنہ تنہا نماز پڑھی جائے۔ ہاں اگر وہاں وہابیت نہ ہوتی تو فقط اتنی بات پر کہ تسبیحات رکوع و سجود با آواز کہتا اور اس پر اصرار رکھتا ہو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوتی کہ اگر امام نہ ملتا تو اسی کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا جاتا مگر بحال وہابیت ہرگز اقتداء جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۶۸: از نجیب آباد ضلع بجنور متصل تحصیل مرسلہ محمد ظفر اللہ صاحب حنفی ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

(۱) ایک شخص اس مسجد کا جو امام ہے جس کی بابت یہ قصہ ہے کہ صدقہ فطر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ خود صاحب زکوٰۃ ہے اگر اس کو صدقات سے کچھ نہ دیا جائے یا دینے میں دیر ہو جائے تو ناراض ہو جاتا ہے ایسی جگہ سے نماز ترک کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) دائم المریض اور جس کے وضو کا بھی کافی طور سے احتمال ہو اور قرآن شریف کو صحت الفاظی کے ساتھ نہ پڑھتا ہو بلکہ غلط پڑھتا ہو باوجود اس کے کہ وہاں قاری اور حافظ موجود ہوں تو ایسے شخص کی شمولیت جماعت سے اجتناب چاہئے یا نہیں؟
(۳) جو اشخاص ناحق رعایت و پاسداری کرتے ہوں اور مدرس تدریس قرآنی سے حاسد ہوں اور وہ اس جماعت میں شامل ہوں اور عوام کی غیبت کرتے ہوں تو ایسے موقع پر ترک جماعت جائز ہے یا نہیں؟
(۴) وہ شخص اس بنائے فساد سے خوف ہو کر اس حجرے میں جو شارع عام سے کچھ فاصلہ مسجد سے واقع ہے نماز پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر حجرہ میں جماعت علیحدہ کرتا ہے تو ناحق مفسدہ پیدا ہوتا ہے اب کیا کرنا چاہئے؟ آیا نماز اب کس طریق پر اور کس جگہ پر ادا کرے؟

(۵) وہ امام جو اس مسجد میں امامت کے واسطے بلائے جاتے ہوں اس کے مقتدی ہمیشہ فحش کلامی سے یاد کرتے ہوں اور اس سے پھر مقتدی ناراض ہوں تو اس کے پیچھے ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس کو وہاں امامت کرنا روا ہے یا نہیں؟
(۶) اندر مسجد جمع ہو کر دنیا داری کی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو کرتے ہیں وہ خطاوار ہیں یا نہیں؟
(۷) مسجد کی امامت کے واسطے امام بے علم یا مشتبہ کافی ہے یا نہیں کہ نماز مع کل فرائض، واجبات، سنن کے پوری ہو جائے فقط۔
الجواب:

(۱) غنی کو صدقہ فطر لینا حرام ہے اگر امام غنی ہے اور صدقات فطر لیا کرتا ہے یہاں تک کہ ملنے میں دیر سے ناراض ہوتا ہے تو وہ فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر اسے معزول نہ کر سکیں تو وہاں ترک جماعت کا یہ عذر صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے مثلاً، ع یا ت، ط، س، ص یا ح، ہ یا ذ، ز، ظ، ض میں فرق نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور اس صورت میں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا ترک جماعت نہیں کہ وہ جماعت کیا نماز ہی نہیں، یونہی اگر اس کا وضو مشکوک رہتا ہے جب بھی اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں مواخذہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مقتدیوں کے گناہ کے باعث ترک جماعت جائز نہیں ان کے گناہ ان کے گناہ ہیں اور ترک جماعت اس کا گناہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اگر امام مسجد فاسق، معین یا بد مذہب یا بے طہارت یا غلط خواں ہے اسے آگے پیچھے یا اس سے الگ حجرہ میں جماعت پر بھی قدرت نہیں بلکہ فتنہ اٹھتا ہے تو اس صورت میں تنہا پڑھنے کی اسے اجازت ہوگی مگر یہ بات بہت دشوار ہے کہ حجرہ میں دو ایک شخص کے ساتھ جماعت کرنے میں بھی فتنہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس صورت میں مقتدی گنہگار ہیں امام پر کچھ الزام نہیں وہ امامت کر سکتا ہے اور ان کی نماز اس کے پیچھے روا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) مسجد میں دنیا کی بات کے لئے بیٹھنا حرام ہے اور اس میں جمع ہو کر دنیا کی بات کرنا ضرور خطا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) امام میں چند شرطیں ضروری ہیں اولاً قرآن عظیم ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہو جیسے وہ لوگ کہ مثلاً، ع یا ت، ط یا ث، س، ص یا ح، ہ یا ذ، ز، ظ، ض میں فرق نہیں کرتے، دوسرے وضو، غسل، طہارت صحیح رکھتا ہو، سوم سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حریم شریفین ہو تفضیلی وغیرہ بد مذہب نہ ہونہ کہ وہابی خصوصاً دیوبندی کہ سرے سے مسلمان ہی نہیں، یا ان کو اچھا جانے والا کہ وہ بھی انہیں کے مثل ہے شفا شریف و نزازیہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا میں ہے:

ومن شك فر كفره وعذابه فقد كفر ¹ ۔	جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ (ت)

چہارم فاسق معین نہ ہو، اسی طرح اور امور منافی امامت سے پاک ہو، ان کے بعد ذی علم ہونا شرط صحت و حلت نہیں شرط اولیت ہے اگر جاہل ہے اور شرط مذکورہ رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہو جائیگی۔ اگرچہ اولی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

¹ در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱۳۵۶ھ

مسئلہ ۶۷۵: جو شخص واڑھی اپنی مقدار شرع سے کم رکھتا ہے اور ہمیشہ تر شواتا ہے، اس کا امام کرنا نماز میں شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:

وہ فاسق ملعن ہے اور اسے امام کرنا گناہ، اور اسے کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیہ میں ہے: لو قدموا فاسقا یا ثمنون^۱ (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ لوگ گناہ گار ہونگے۔ ت) اور دلائل مسئلہ لحيہ کی تفصیل ہمارے رسالہ لبعۃ الضحیٰ فی اعفاء الحجی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۷۶: از سیتاپور ضلع بریلیمسو لہا میر علی صاحب رضوی ۱۶ شوال ۱۳۳۰ھ

ایک وقت کی نماز جس شخص کی قضاء ہو گئی ہو اس کے پیچھے نماز امامت درست ہوگی یا نہیں؟ اتفاق سے قضا ہو گئی ہو۔

الجواب:

بلا قصد جس کی نماز قضا ہو جائے اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں۔
مسئلہ ۶۷۷: ہر ایک آدمی کی نماز کسی کی کسی وقت کی اور کسی کی کسی وقت کی قضا ہو اور سب اپنی اپنی قضا پڑھ لیں ایسی حالت میں امامت ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ بعض بعض جگہ بوجہ کاشتکاری کے کام کے اکثر لوگوں کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب ایسی ہی حالت میں ہیں یہ لوگ امام کریں یا اپنی اپنی نماز علیحدہ ادا کریں یا کوئی ان میں امام ہو کر نماز ادا کریں۔

الجواب:

کاشتکاری خواہ کسی کام کے لئے نماز قضا کر دینا سخت حرام و گناہ کبیرہ ہے جو ایسا کرتے ہیں سب فاسق ہیں، سب پر فوراً توبہ فرض ہے، کیا نہیں جانتے کہ کھیتی بھی اسی کے اختیار میں ہے جس نے نماز سب سے بڑھ کر فرض کی ہے اگر نماز کھونے میں تمہاری کھیتی برباد کر دے تو تم کیا کر سکتے ہو، نماز گھنٹوں میں نہیں ہوتی تھوڑی دیر کے لئے نماز کے واسطے کھیتی کے کام کو روک دو تو نماز اور کھیتی کا مالک تمہاری کھیتیوں میں بہت برکت دے، جہاں سب اسی طرح کے ہوں وہاں ان سب پر توبہ تو فرض ہے ہی، جب توبہ کر لیں ان میں سے جو قابل امامت ہے امامت کرے اور رافضیوں کی طرح الگ الگ نہ پڑھیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ امام اور مقتدی سب کی قضا متحد ہو مثلاً سب کی آج کی ظہر یا سب کی کل کی عصر، تو جماعت ہو سکتی ہے اور اگر نماز مختلف ہو مثلاً امام کی ظہر اور مقتدی کی عصر یا امام کی آج

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

کی ظہر تو جماعت نہیں ہو سکتی اپنی اپنی الگ پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۷۸: امام کی اتفاق سے ایک وقت کی نماز قضاء ہو گئی ہے تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا دوسرا شخص کھڑا ہو؟ بینوا تو جروا

الجواب:

وہی امامت کرے جبکہ قصداً قضاء نہ ہو۔ اور اگر قصداً قضا کی اگرچہ اتفاق سے تو فاسق ہو گیا۔ اگر توبہ نہ کرے تو دوسرا شخص

امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۷۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی عمر اٹھارہ سال کی ہے اور حافظ ہے دائرہ ہی نہیں ہے آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر حسین و جمیل خوب صورت ہو کہ فساق کے لئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے ورنہ نہیں۔ در مختار میں ہے :
تکرہ خلف امر د^۱ (امر د کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

قال الرحمتی المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	شیخ رحمۃ نے کہا امر د سے مراد خوبصورت چہرے والا لڑکا ہے کیونکہ وہ فتنے کا محل ہے۔ (ت)

۱۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

مسئلہ ۶۸۰: از قبہ دھام پور ضلع بجنور محلہ بندو قچیاں مرسلہ محمد سعید صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک جامع مسجد کا امام جو اب دی نماز پڑھاتا ہے وہ جماعت کثیرہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور جملہ قبضہ والے اور دیہات والے خوش ہوں اور دس پانچ آدمی بسبب خصومت نفسی کے اس پیش امام کے پیچھے نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور وہ مسجد کے صحن میں یا دیوار کے پاس کھڑے رہیں اس انتظار میں کہ جماعت ہو جائے تو ہم دوسری جماعت اپنی کر کے نماز پڑھیں اور اگر وہ لوگ قبل آجائیں تو امام کے مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر چلے جائیں یہ فعل ناجائز ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب:

اگر امام سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین و مخالف عقائد غیر مقلیدین و وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم گمراہان ہے اور قرآن مجید صحیح قابل جواز نماز پڑھتا ہے اور فاسق معلن نہیں۔ غرض اگر کوئی بات

^۱ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۳/۱۷۷

^۲ ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۵/۱۱۵

اس میں ایسی نہیں جس کے سبب اس کی امامت باطل یا گناہ ہو پھر جو لوگ براہ نفاست اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور جماعت ہوتی رہے اور شامل نہ ہوں وہ سخت گناہ گار ہیں ان پر توبہ فرض ہے اور اس کی عادت ڈالنے سے فاسق ہو گئے لیکن اگر امام میں ان عیوب میں سے کوئی عیب ہو اور اس کے سبب یہ لوگ اس کے پیچھے نماز سے احتراز کرتے ہوں تو درست و بجا ہے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۱: از بیسپور ضلع پبلی بھیت محلہ درگا پرشاد مکان فخر الدین صاحب مرسلہ حافظ شمس الدین صاحب ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

(۱) جو شخص کہ سودی دستاویز لکھاتا ہو لیکن لیتا نہ ہو اور جو ملازمان گورنمنٹ مثلاً تھانیدار یا سب رجسٹرار اور نیز ملازمان چوگنی اگر بچہ وقتہ نماز کے پابند نہیں وہ امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟
(۲) امام جماعت سے کس قدر فاصلہ سے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کھڑا ہو اس صورت میں کہ مقتدیوں کی صف پوری ہو۔ فقط

الجواب:

(۱) سودی دستاویز لکھانا سود کا معاہدہ کرنا ہے اور وہ بھی حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود لینے والے اور اس کا غنڈ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والو پر، اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (ت)	لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء ^۱

جب اس کا تمسک لکھنا موجب لعنت اور سود کھانے کے برابر ہے تو خود اس کا معاہدہ کرنا کس درجہ خبیث و بدتر ہے ایسے شخص کو امام نہ کیا جائے، ہر نوکری جس میں خلاف شریعت حکم دینا پڑتا ہو حرام ہے اور رجسٹری کا حال ابھی گزر چکا کہ اس میں سودی تمسکوں کا لکھنا اور ان کو تصدیق کرنا پڑتی ہے۔ تھانے دار اگر رشوت لے یا جھوٹ مقدمے بنائے، جھوٹی گواہیاں دلوائے، لوگوں سے دبا دھمکا کر مال حاصل کرے جب تو ظاہر ہے کہ یہ سب افعال سخت حرام ہیں ورنہ چالان میں خلاف شریعت احکام کی اعانت ضرور ہوتی ہے تو ایسی حالت میں شرعاً امامت کے لائق نہیں۔ ہاں چوگنی کا ملازم اگر چوگنی تحصیل کرنے پر نوکر ہے اور اس میں یہ نیت رکھتا ہے کہ لوگوں پر آسانی کرے اور لوگ جو دباؤ ڈال کر زیادہ روپیہ وصول کرتے ہیں اس سے بچائے تو اس

^۱ صحیح مسلم باب الربا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۲

میں حرج نہیں کما فی الدر لمختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) وہ اگر قابل امامت ہو تو اس کی امامت میں مضائقہ نہیں۔

(۲) امام صف سے اتنا آگے کھڑا ہو کہ جو مقتدی اس کے پیچھے ہے اس کا سجدہ بطور مسنون آسانی ہو جائے بلا ضرورت اس سے کم فاصلہ رکھنا جس کے سبب مقتدیوں کو سجدہ میں تنگی ہو منع ہے یوں ہی فاصلہ کثیر، عبث چھوڑنا خلاف سنت مؤکدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۲: سرگزہ ضلع مراد آباد مسئول عبد العزیز صاحب ۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

(۱) باپ نے بیٹے کو عاق کر دیا اور پھر اس کی خطا معاف بھی کر دی تو اس کی خطا معاف ہوئی یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

(۲) اگر کسی شخص سے چار جمعہ حالت مرض میں پے در پے ساقط ہو گئے تو پانچویں جمعہ میں نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:

ہاں اگر وہ باپ کی نافرمانی اور باپ کو ناراض کرنے سے باز آیا اور سچے دل سے توبہ کی تو خطا معاف ہو گئی اور اب اس کے پیچھے نماز جائز ہو جائے گی۔ اور اگر وہ نافرمانی و ایذا پے در پے سے باز نہ آیا تو ضرور سخت اشد فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، جس کا پھیرنا واجب ہے اور اسے امام بنانا گناہ اگرچہ باپ اپنی مہربانی سے ہزار بار خطا معاف کر دے کہ یہ صرف باپ کی خطا نہیں اللہ اللہ عزوجل کا بھی گناہ اور سخت گناہ شدید کبیرہ ہے، توفیق باپ کے معاف کئے کیونکر معاف ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر مرض ایسا تھا کہ قابل حاضری جمعہ نہ تھا تو اس پر کچھ الزام نہیں، اور اگر حاضر ہو سکتا تھا اور کاہلی اور بے ہمتی سے نہ آیا تو فاسق ہے اسے امام کرنا گناہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۳: از بیتھو ضلع وڈا کھانہ بیتھو مرسلہ حکیم رضا حسین صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولد الزنا کا نکاح صحیح ہوا اور اس سے اولاد ہوئی تو اس اولاد کے پیچھے اقتدا درست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب:

ولد الزنا کا بیٹا کہ نکاح صحیح سے پیدا ہوا ولد الزنا نہیں اس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں۔ ہاں اگر اہل جماعت اس سے نفرت کریں اور اس کے باعث جماعت کی تقلیل ہو تو اسے امام نہ کیا جائے اگرچہ وہ خود بے قصور ہے جیسے معاذ اللہ برص و جذام والے کی امامت مکروہ ہے جبکہ باعث تنفیہ جماعت ہوا اگرچہ مرض

میں اس کا کیا قصور ہے، درمختار میں ہے، تکرہ خلف ابرص شاع برصہ^۱ (ایسا برص والا شخص جس کا برص پھیل گیا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

کذا اجزم برجندی والظاهر ان لعلة النفرة ولذا قید الا برص بالشیوع لیکون ظاهراً ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اسی طرح جذام والے کا حکم ہے، برجندی، اور ظاہراً علت نفرت ہی ہے اسی لئے ابرص کے ساتھ پھیل جانے کی قید کا اضافہ ہے تاکہ واضح ہو جائے۔ (ت)

مسئلہ ۶۷۵: از قصبہ نیٹھور ضلع بجنور مرسلہ محمد عبدالحی سوداگر جفت ۲۹ محرم ۱۳۳۲ ہجری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عنایت اللہ خاں صاحب جائداد ہے اور دوسری جائداد خریدنے کے لئے یا کسی وارث کی جائداد اپنے نام کرانے کے لئے روپیہ سودی تمسک لکھ کر بقال سے قرض لیا ایسے شخص کو امام بنانا مذہب حنفیہ میں کیسا ہے خصوصاً جمعہ و عیدین کا امام بنانا۔ عنایت اللہ صاحب نصاب ہے۔ فقط
الجواب:

شخص مذکور کو جائداد خریدنا کوئی ضرورت شرعی نہ رکھتا تھا اور بے حالت اضطراب و مجبوری محض سود دینا اور لینا دونوں یکساں ہیں دینے لینے والے دونوں ملعون۔ صحیح مسلم شریف میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربو وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء ^۳ ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس کی گواہیاں کرنے والوں پر۔ اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ (ت)

ایسا شخص جمعہ، عید، پنجگانہ، کسی نماز میں امام بنانے کے قابل نہیں اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۸۶: مسئلہ علاء الدین صاحب عرضی نویسی پکھری دیوانی پر تاب گڈھ ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ قیام کرنا محفل مولد خیر الانام اور نماز تراویح کے بعد

^۱ درمختار باب الامامة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۷۳/۱

^۲ ردالمحتار باب الامامة مصطفیٰ البانی مصر ۳۱۶/۱

^۳ صحیح مسلم باب الربا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۷۱/۲

ف: صحیح مسلم، باب الربا میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث مذکور ہے۔ نذیر احمد

ختم قرآن مجید کے اپنے پاس سے خواہ چندہ سے بخوشی اپنے شیرنی تقسیم کرنا جائز ہے یا بدعت؟ اور ایسے شخص جو قیام کا منکر اور جو تراویح کے بعد ختم قرآن مجید کی شیرنی کا تقسیم کرنا بدعت سمجھتا ہو اور ناجائز کہتا ہو اس کے پیچھے نماز کی اقتداء کرنا بروئے مذہب حنفی کیا ہے؟ ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں یا کیا ہے؟ فقط

الجواب:

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوة والتسلیم جس طرح حرین طیسین و مصر و شام و سائر بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے ضرور مستحسن و مقبول ہے۔ علامہ سید جعفر برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ جن کا رسالہ میلاد مبارک حرین طیسین و دیگر بلاد عرب و عجم میں پڑھاتا جاتا ہے اس رسالہ میں فرماتے ہیں:

قد استحسنت القیام عند ذکر مولد الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذو وروایة ودرایة فطوبی لمن کان تعظیبه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایة مرامه ورمایة ¹ ۔	بے شک ذکر ولادت اقدس کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن جانا جو اصحاب روایت وارباب درایت تھے تو خوشی اور شادبانی ہو اس کے لئے جس کی نہایت مراد و غایت مقصود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔ (ت)

یہاں آج کل اس قیام مبارک کو بدعت و ناجائز کہنے والے حضرات وہابیہ ہیں خذ لہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انھیں خوار کرے۔ (ت) اور وہابیہ زمانہ اب بدعت و ضلالت سے ترقی کر کے معراج کفر تک پہنچ چکے ہیں بہر حال ان کے پیچھے نماز ناجائز اور انھیں امام بنانا حرام، یوں ہی ختم قرآن عظیم کے وقت مسلمانوں میں شیرینی کی تقسیم بھی ایک امر حسن و محمود ہے اسے بدعت بتانا انھیں اصول ضالہ و ہایت پر مبنی ہے اللہ عزوجل نے تو وجوب و ممانعت کی یہ معیار بتائی تھی:

وَمَا أَسْأَلُكُمْ الرَّسُولُ وَخُذُوا وَمَا نَهَيْكُمْ عَنْهُ فَاتَّبِعُوا ² ۔	رسول جس بات کا تمھیں علم دیں وہ اختیار کرو اور جس بات سے منع فرمائیں باز رہو۔ (ت)

مگر وہابی صاحبوں نے معیار ممانعت یہ رکھی ہے کہ جسے ہم منع کر دیں اسے بچو اگرچہ اللہ و رسول نے کہیں منع نہ فرمایا ہو، غرض یہ اس کا شرک فی الرسالت ہے اس کے پیچھے ہر گز نماز پڑھی نہ جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ رسالہ میلاد مبارک علامہ سید برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام بوقت ذکر تولد خیر الانام، جامعہ اسلامیہ لاہور ص ۲۵ و ۱۶

² القرآن ۱۵۹/۷

مسئلہ ۶۸۷: از ضلع بھنڈارہ محلہ کم تالاب مرسلہ حکیم ہدایت اللہ خاں صاحب متولی مسجد ۶۷ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص حافظ قرآن ہے اور جبراً پیش امام بننا چاہتا ہے حالانکہ جماعت مسلمین اسکی مندرجہ ذیل باتوں سے ناخوش ہے اور اپنا پیش امام نہیں بنانا چاہتے، حافظ صاحب پہلے گورنمنٹی ملازم تھے رشوت کھا کر سزا پائی مگر قسمت کے زور سے اپیل میں رہائی پائی۔

(۲) اس حافظ صاحب نے ایک سے آٹھ آنہ لے کر رسید لکھ دی تھی بعد میں دھوکا دے کر رسید جلا دی پکھری میں انکار کیا کہ آٹھ آنہ نہیں لیا جس سے اس شخص کو بڑا بھاری نقصان ہوا حالانکہ یہ بات سچ تھی کہ پیسے حافظ صاحب لے چکے تھے اور صاف انکار کر دیا اور اسی معاملہ میں پہلے بھی قسم قرآن شریف کی کھا چکے تھے۔

(۳) حافظ صاحب نے اپنے پیر و مرشد پر طعن و تشنیع کرتا ہے کہ محلہ میں یا مدرسہ اسلامیہ میں جو خاص ان کے پیر و مرشد کا ایجاد کردہ ہے کہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا کا میراث ہے کیا اور اپنے پیر کی بات پر فتویٰ بلا لواتا ہے حالانکہ پیر مرحوم نے ان کو اپنا خلیفہ زبانی مقرر کیا ہے نہ کہ تحریری، بعد اس طعنہ تشنیع کے پیر مرحوم پر حافظ صاحب کی خلافت باقی ہے یا باطل ہوئی یا خلافت سے نکل گئے۔

(۴) حافظ صاحب نے چمڑا قربانی کا جو کہ صاحب نصاب ہیں مدرسہ اسلامیہ میں دینے کو کہا تھا دھوکا دے کر اپنے صرف میں لے آئے

(۵) اور سید کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا درست ہے یا نہیں؟ اتنی باتیں حافظ بنو علی صاحب میں موجود ہیں جس کو ہر فرد بشر اس محلہ کا بخوبی جانتا ہے تو اس پر بھی وہ پیش امام بننا چاہتے ہیں جبراً اور فساد برپا کرتے ہیں کہ میں حافظ ہوں خلیفہ ہوں میرا حق زیادہ ہے پیش امام میں بنوں گا اور جماعت کثیرہ کی رائے نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیش امام بنائے اس لئے جناب والا کی خدمت میں ناقابل یہ تحریر ارسال کرتا ہوں کہ تکلیف گوارا فرما کر اس کا جواب تفصیل وار ہر ایک سوال کا تحریر فرمائیں گے کہ ایسی زبردستی پیش امام جس سے مقتدی ناراض ہوں درست ہے یا نہیں؟ زیادہ کیا عرض کروں زیادہ حد ادب۔

الجواب:

جس سے مقتدی اس کے کسی عیب کی وجہ سے ناراض ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ حدیث میں ارشاد فرمایا:

تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر بھی

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق اذانهم شبر

اوعد منهم من اماقوما وهم له کارهون ¹ ۔	اوپنچی نہیں ہوتی یعنی بارگاہ عزت تک رسائی تو بڑی چیز ہے ایک وہ جو کچھ لوگوں کی امامت کرے اور وہ لوگ اس ناراض ہوں یعنی اس میں کسی قصور شرعی کے سبب۔

والا فالوبال علیہم کما فی الدر المختار² وغیرہ (ورنہ وبال ان لوگوں پر ہوگا جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ ت) اور ظاہر ہے کہ صورت مستفسرہ میں اس شخص میں معتد قصور ہیں رشوت لینا اگر ثابت ہو تو وہ گناہ کبیرہ ہے، حدیث میں فرمایا: الراشی والمرتشی کلاهما فی النار³۔ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ پیسے لے کر مکر جانا اور اس پر قرآن عظیم کی جھوٹی قسم کھانہ اور رسید جلا کر مسلمان پر جھوٹا دعویٰ کرنا اور اسے نقصان پہنچانا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، ان وجوہ سے حافظ مذکور کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ، اور جبراً امام بننے میں خود اس کی نماز بھی تباہ جب تک وہ ان تمام افعال شنیعہ سے علانیہ توبہ نہ کرے، قربانی کی کھال اگر دوسرے نے اسے مدرسہ میں دینے کو دی تھی اور اس نے دھوکا دے کر اپنے صرف میں کر لی تو یہ بھی دغا اور خیانت اور گناہ کبیرہ ہے، اور اگر اپنی قربانی کی کھال مدرسہ میں دینے کو کہی تھی پھر نہ دی تو بیجا ہے مگر چنداں الزام نہیں جبکہ کسی عذر شرعی سے ایسا کیا ہو ورنہ اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی ہے، چنانچہ نتیجہ بہت شدید ہے

قال اللہ تعالیٰ فَاعْقِبْهُمْ يٰقَاتِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ يٰۤاٰخِلُّوْا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَاٰكُلُوْا يٰكٰذِبُوْنَ ﴿٤﴾ ⁴	اللہ تعالیٰ دارشاد ہے: تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے (ت)

پیر پر طعنہ و تشنیع ارتداد و طریقت ہے اس سے خلافت و رکنار بیعت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ سید حاجت مند کو

¹ سنن ابن ماجہ باب من امّ قوما وهم له کارهون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹

ف: جس کتب سے حدیث کا حوالہ دیا ہے اس میں "فوق اذانہم" کی جگہ "فوق روسہم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

² در مختار باب الامانة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

³ کنز العمال الفصل الثالث فی الہدیۃ والرشوة مطبوعہ مؤسسة الرسالۃ بیروت ۱۱۳/۶

ف: جس کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "کلاہما" کا لفظ نہیں ہے۔ نذیر احمد سعیدی

⁴ القرآن ۷۹/۷

مسئلہ ۶۹۲ تا ۶۹۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا رہتا ہو اور وہ حسب ہدایت گناہ سے باز آ کر اکمل الفضلاء دین و اسلام کے روبرو توبہ کرے اور اس گناہ سے بفضلہ تعالیٰ نجات پائے تو کیا اس کا ایمان کامل ہوا؟

(۳) جو لوگ بعد تو بہ اس پر اعتراض کریں ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب:

اور سچّی توبہ کے بعد گناہ ماکل ماتی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً حرج نہیں، بعد توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

از میرٹھ جھاؤنی ویلر کلب مرسلہ عمر بخش خانسماں
۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ مسئلہ ۶۹۵:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص عرصہ چند سال سے امام مسجد رہ کر بعاث

¹ القرآن ۲۲/۲۵

² سنن ابن ماجہ باب ذکر التوبہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳

³ جامع الترمذی باب از ابواب صفۃ القیمة امین کمپنی کتب خانہ رشیدہ دہلی ۱۳/۷۳

وجوہات ذیل کے معزول کر دیا گیا ہے:

(۱) اتہام زنا

(۲) اتہام سرقت در یہائے مسجد وغیرہ اسباب مسجد جو متعلق مسجد اس کے ماتحت تھا۔

(۳) یعمل عمل قوم لوط، جس کے مشاہدہ و معائنہ کے چند اشخاص معتبران شاید ہیں وغیرہ وغیرہ، اب وہ شخص بغیر اجازت بانی مہابی مسجد و متولی مسجد چند اشخاص کے کہنے پر جو ساکنان غیر محلہ اس مسجد کے ہیں امام ہونا چاہتا ہے علاوہ اس کے جو بالفعل امام مسجد بانی و متولی مسجد نے مقرر کیا ہوا ہے اعلم بالسنتہ والحدیث ہونے پر سوا جامع عالم جید ہے اور معزول شدہ کا مبلغ علم صرف کنز الدقائق۔ ایسے شخص کا امام ہونا باوجود جمع وجوہات بالا کے جائز ہے یا نہ فقط

الجواب:

اتہام اور بدگمانی تو شرعاً جائز نہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہوتی ہے الحدیث (ت)	قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ^۱ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایا کم والظن فان الظن اکذب^۲ الحدیث۔

مگر جس بات کے معاینہ کے گواہان ثقہ بتائے جاتے ہیں وہی ممانعت امامت کو بس ہیں بلکہ ایسے افعالہ شنیعہ سے مستم ہو چکا اور طبائع اس سے نفرت کرنے لگتیں اگر اگر ثبوت نہ بھی ہوتا ہم اس کی امامت میں تقلیل جماعت ضرور ہے اور اسی قدر کراہت امامت کو بس ہے اگرچہ وہ واقع میں بے قصور ہو کما نصوا علیہ فی من شاع برصہ والعیاذ باللہ تعالیٰ کما فی الدر وغیرہ) جیسے کہ فقہاء نے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے اس شخص کے بارے میں جس کا برص پھیل گیا ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جیسا کہ در مختار میں ہے۔ (ت) بہر حال وہ علم متقی صحیح خوں کے مقابل کسی طرح مستحق امامت نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ بانی مسجد و اہل محلہ کو اس سے کراہت ہے فان امر الامامة مفروض الی البانی ثم الی الجماعة ولا دخل فیہ لاجانب (کیونکہ امام کا مقرر کرنا بانی کا حق ہے پھر مقتدی حضرت کا امام مقرر کرنے میں اجنبی لوگوں کا کوئی حق نہیں۔ ت) تو غیر اہل محلہ کا

^۱ القرآن ۴۹/۱۲

^۲ صحیح البخاری کتاب الوصایا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۴

اسے مقرر کرنا اصلاً معتبر نہیں ہو سکتا نہ حالت مذکور میں کہ قوم، روجہ شرعی اس سے کراہت رکھتی ہے خود اسے امام بننا جائز۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق اذانهم شبرا وعدمنهم من امر قوما وهم له كارهون ¹ ۔	تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی (یعنی بارگاہ عزت میں رسائی تو بڑی چیز ہے) ان میں ایک شخص ہے جو کچھ لوگوں کی امامت کرے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۹۶: از کانپور توپ خانہ بازار قدیم مسجد سہ منارہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم ہے یعنی علم فقہ و حدیث بخوبی جانتے ہیں مگر
عالم موصوف بائیں پیر سے مجبور ہیں جس کو لنگڑا کہتے ہیں زمین میں پیر مذکور کا فقط انگشت لگا سکتے ہیں اور دہنا پیر درست ہے
قیام، رکوع، سجود بخوبی کر سکتے ہیں، یہ عالم مذکور پانچ وقتی نماز کی امامت کر سکتے ہیں اگرچہ عالم دیگر مود جو ہو یا نہیں؟
باعتبار و دلائل کے تحریر فرمائیں کہ سامعین کو کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ بینوا تو جروا
الجواب:

صورت مستفسرہ میں ایسے شخص کی امامت بلاشبہ جائز ہے پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے اس کے ہوتے جاہل کی
تقدیم ہر گز نہ چاہئے اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس کی امامت میں حرج نہیں مگر بہتر وہ دوسرا ہے، یہ سب اس
صورت میں کہ دونوں شخص شرائط صحت و جواز امامت کے جامع ہوں صحیح خواں صحیح الطہارۃ سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معین
ورنہ جامع شرائط ہوگا وہی امام ہوگا۔ در مختار میں ہے:

صح اقتداء قائم بأحدب وان بلغ حد به الركوع على المعتمد وكذا بأعرج وغیره اولی ² ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	مختار قول پر سیدھا کھڑے ہونے والے کی نماز کبڑے شخص کے پیچھے درست ہے اگرچہ اس کا کبریاپن رکوع کی حد تک ہو، اسی طرح لنگڑے کا حکم ہے، البتہ دوسرے آدمی کی امامت افضل واولیٰ ہے۔ (ت)

¹ سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وہم لہ کارہون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹

ف: جس کتاب سے حوالہ دیا ہے اس میں "فوقہم اذنہم" کی جگہ "فوقہم رؤسہم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

² در مختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۵۱

اس ملک پنجاب میں دین کی بہت سستی ہے خاصکر دیہات میں تو دین مذہب کا کچھ پتا ہی نہیں، چنانچہ ہر ایک دیہات میں امام مسجد سوائے چند سورتوں کے یاد رکھنے کے اور کوئی علم نہیں رکھتا اور مقتدیوں کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ امام مسجد ایسا ہو جو کہ ہماری میت کو غسل دے سکے یا نکاح پڑھ سکے یا دو تین سورتیں نماز پڑھانے کے واسطے یاد ہوں اور کوئی شوق نہیں، چنانچہ ایک گاؤں بنام تیرتھ میں ایک امام مسجد ایسی ہی صفتوں والا صبح کو گیا اور وہیں وفات پائی، اسی مذکورہ گاؤں میں ایک دہر کہارہ جو کہ اپنے آپ کو حنفی کہتا تھا اور پھر بعد میں چند سال وہابی مذہب رہا بعد ازیں چند سال سے چکڑالوی مذہب ہے، اب مذکور امام مسجد فوتیگی پر اس نے اس خیال سے کہ میں امام مسجد بن جاؤں مسجد کے متعلقہ گھروں کی آمدنی میرے کام آئے یہ ظاہر کیا کہ میں نے چکڑالوی مذہب سے توبہ کی مجھے امام مسجد مقرر کرو، چنانچہ اس کے ہم خیال چند دوستوں نے اس کو پگڑی پہنائی اور اس کو امام مسجد مقرر کر دیا۔ اب چند مسلمان اس کے مخالف اٹھے جن کو اس کے چند مذہب بدلنے کا رنج تھا انھوں نے اس کو معزول کرنا چاہا، اب چونکہ وہ کچھ علم رکھتا ہے اس نے کہا کہ میں نے توبہ خالص کر دی ہے اور اب میں حنفی مذہب پر آگیا ہوں اگر تم اب بھی معزول کرتے ہو تو مجھے شریعت کا حکم دکھاؤ میں کنارے ہو جاؤں گا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ کافر کی توبہ منظور ہے میری کیونکر نہ منظور ہوگی، کچے مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر یہ امام مسجد مقرر رہا تو یہ دین میں رخنہ انداز ہوگا پھر کئی آدمی اس کے موافق ہو جائیں گے پھر ہم میں اتنی طاقت نہ ہوگی کہ ان کو سیدھا کریں اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی حکم ایسے مشکوک آدمی کے بارے میں ہو تو ہمیں فتویٰ دیا جائے کہ اس کو نکالا جائے اور اس کے فتنے سے بے فکر ہو جائیں۔ فقط

الجواب:

نماز اہم عبادت ہے اور اس کے لئے غایت احتیاط درکار ہے یہاں تک کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر نماز چند وجہ سے صحیح ٹھہرتی ہو اور ایک سے فاسد، تو اسے فاسد ہی قرار دیں گے۔ امام ابن الہمام کی فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

لان الصلوۃ متى فسدت من وجه وجازت من وجہ حکم بفسادھا ^۱	کیونکہ جب ایک جہت سے نماز فاسد ہو اور کئی وجہ کی بنا پر صحیح ہو تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ (ت)

جو شخص ایسا مضطرب الحال ہو کہ اتنے دنوں میں تین مذہب بدل چکا اس کی توبہ بایں معنی قبول کرنے میں

^۱ فتح القدیر باب صلوۃ المسافر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۴/۲

کوئی غدر نہیں کو اگر تو نے دل سے توبہ کی ہے تو اللہ قبول فرمانے والا ہے نیز اسی سنیت حنفیت کا اظہار کرتے ہوئے اگر وہ مر جائے گا ہم اس کے جنازہ کے ساتھ وہ طریقہ برتیں گے جو ایک سنی حنفی کے ساتھ کیا جاتا ہے لان انما ن حکم بالظاہر واللہ تعالیٰ اعلم بالسرائر (کیونکہ ہم ظاہر پر حکم لگانے کے پابند ہیں، دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ ت) مگر اس قبول توبہ سے یہ لازم نہیں کہ ہم ایسے مضطرب شخص ایسے مشکوک حالت والے کو اپنے ایسے ہم فرض دینی کا امام بھی بنالیں اگر واقع میں وہ سچے دل سے تائب ہوا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور اگر امامت لینے کے لئے توبہ ظاہر کرتا ہے تو وہ نماز باطل و فاسد ہوگی اور اس کی حالت شک ڈالنے والی اور نفع کی طمع اس کی تائید کرنے والی کسی طرح عقل سلیم و احتیاط کا مقتضائے گز نہیں کہ اسے امام کیا جائے وہ پیسہ کے معاملے میں گواہی کے لئے تو علمائے کرام یہ احتیاط فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ توبہ کر لے اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی جب تک ایک زمانہ اس پر نہ گزرے جس سے صدق توبہ و صلاح و تقویٰ کے آثار اس پر ظاہر ہوں کہ جب وہ فاسق ہے تو ممکن کہ اس وقت اپنی گواہی قبول کر دینے کے لئے توبہ کا اظہار کرتا ہو فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

الفاسق اذا تاب لا تقبل شہادۃ مالہ یمض علیہ زمان یمظہر علیہ اثر التوبۃ والصحیح ان ذلک مفعول الی راء القاضی ¹ ۔	فاسق اگر توبہ کر لے تو جب تک اتنا وقت نہ گزر جائے جس میں اس پر توبہ صدق کا اثر ظاہر ہو اس کی گواہی قبول نہ کی جائے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ معاملہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے۔ (ت)

بلکہ جو جھوٹ کے ساتھ مشہور ہے اس کی نسبت تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی کبھی مقبول نہ ہوگی اگرچہ سو بار توبہ کرے۔ بدائع امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاسانی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

والمعروف بالکذب لا عدالة له فلا تقبل شہادۃ ابدًا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سہوا وابتلی بہ مرة ثم تاب ² ۔	جو جھوٹ میں مشہور ہو وہ عادل نہیں ہو سکتا اس کی ہمیشہ گواہی قبول نہ ہوگی اگرچہ وہ تائب ہو جائے بخلاف اس شخص کے جس سے جھوٹ سہواً سرزد ہوا ہو یا وہ جھوٹ میں کسی ایک دفعہ مبتلا ہوا ہو پھر اس نے توبہ کر لی ہو۔ (ت)

جب دو پیسے کے مال میں یہ احتیاطیں ہیں تو نماز کہ بعد ایمان اعظم ارکان دین ہے اس کے لئے کس درجہ احتیاط واجب

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۶۸

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیمن لا تقبل شہادۃ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۶۸

شریعت مطہرہ ہر گز ایسے مشکوک شخص کو امام بنانا پسند نہیں فرماتی جو لوگ اس کی امامت میں کوشاں ہیں وہ اللہ و رسول و مسلمانوں سب کے خائن ہوں گے۔ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى الله منه فقد خان الله ورسوله واليؤ منين ¹ ۔ رواه الحاكم وصححه وابن عدی والعقيلي والطبراني والخطيب عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما	جو کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کرے اور ان میں وہ ہو جو اس شخص سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ ہے تو بے شک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت کی، اس کو حاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ ابن عدی، عقیلی، طبرانی اور خطیب نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

مسئلہ ۶۹۸: از صدر بازار اسٹیشن و ڈاکخانہ رانی گنج ضلع بردوان مرسلہ مظفر حسین ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

ماقولکم رحمکم اللہ (آپ کا کیا ارشاد ہے اللہ آپ پر رحم کرے۔ ت) کی فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں مؤذن و امام یعنی دونوں کام پر امور ہے اور زید مذکور اپنی والدہ کو زد و کوب کرتا ہے اس کو چند آدمیوں نے بطور پند کے کہا کہ تم اپنی والدہ کو کس طرح مارتے ہو تو تمہاری نماز و وظیفہ کرنا تمہارا اللہ تعالیٰ کے روبرو کیا کام دیں گے؟ در جواب اس کے زید مذکور نے کہا کہ جس طرح ہے اور لوگ غیر عورت سے زنا کرتے ہیں و شراب پیتے ہیں اسی طور سے ہمارا مسجد میں بیٹھ کے وظیفہ و نماز کرنا ہے، تو زید مذکور نے نماز و وظیفہ کو تشبیہ دیا ساتھ افعال قبیحہ کے، تو اس صورت میں زید کا مسجد اذان کہنا و نماز اس کے عقب پڑھنا عند الشریع جائز ہے یا نہیں بغیر توبہ کئے ہوئے۔ اور یہ کس درجہ میں شمار ہوگا، آیا گنا کبیرہ میں یا کہ درجہ کفر میں، در صورت اگرچہ یہ گناہ داخل ہو درجہ کفر میں، تو یہ زید کی زوجہ اس کے عقد سے خارج ہو جائے گی یا نہیں؟ اور زید مذکور کو بعد تائب ہونے کے زوجہ سے از سر نو ضرورت درستی عقد کی پڑے گی یا نہیں؟

جواب بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد ہو۔ بینوا توجروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں وہ شخص سخت فاسق و فاجر مرتکب کبائر مستحق عذاب نار و غضب جبار ہے۔ ماں کو ایذا دینا سخت کبیرہ ہے نہ کہ مارنے جس سے مسلمان تو مسلمان کافر بھی پرہیز کرے گا اور گھن کھائے گا۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

¹ المستدرک علی الصحیحین الامارۃ المانیۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۷/۲۷

ف: مستدرک میں "فیہم" کی جگہ "فی تلك العصابة" کا لفظ ہے۔ نذیر احمد سعیدی

ثلاثة لا یدخلون الجنة وعد منهم العاق لولا یدیه	تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ان میں سے ایک وہ جو اپنے ماں باپ کو ستائے۔ (ت)

1

ایسا شخص قابل امامت نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ حج وغنیہ میں ہے: لو قد موافقاً یا ثشون² (اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ گناہگار ہوں گے) تینین الحقائق وغیرہ میں ہے:

لان فی تقدیسه للامامة تعظیبه وقد وجب علیهم	کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے (ت)

اھانتہ شرعاً³۔

اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پڑھی تو پھیرنی واجب، جب وہ ایسا بیباک ہے کہ ماں کو مارتا ہے تو اس سے کیا تعجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا نہانے کی ضرورت ہو جاوے کے سبب بے غسل پڑھاوے اور وہ جو اس نے پند کے جواب میں کہا سخت یہودہ بے معنی مگر اس سے تکفیر نہیں ہو سکتی اس میں تاویل ممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

مسئلہ ۶۹۹: مسئلہ سید اشرف علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حنفی شافعی کے پیچھے نماز پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر شافعی نماز پڑھا رہا ہے اور حنفی آیا تو اس جماعت میں شریک ہو یا نہیں؟ فقط

الجواب: اگر شافعی طہارت و نماز میں فرائض و ارکان مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اگرچہ حنفی کے پیچھے افضل اور اگر حال رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز، اور اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول و دوم میں شریک ہو جائے اور صورت سوم میں شریک نہ ہو اور چہارم میں تو نماز ہی باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

مرسلہ مفخر حسین صاحب از بدایوں محلہ سرائے چودھری

مسئلہ ۷۰۰:

جناب مخدوم مکرم بندہ مولوی صاحب دام ظلکم بعد سلام سنت الاسلام کے عرض خدمت بابرکت میں ہے

¹ المعجم الکبیر حدیث ۱۳۱۸۰ ما اسند سالم عن ابن عمیر مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۰۲/۱۲

² غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلوی فصل فی الامامۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

³ تینین الحقائق شرح کترالد قانق باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ مطبوعہ المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴

کہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑی وہ یہ ہے کہ جس شخص کے والدین اس شخص سے کہیں کہ میرے جنازہ پر بھی ہرگز ہرگز نہ آئے اس شخص کو امام کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور مقتدی اس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ زیادہ حدِ ادب۔ فقط

الجواب:

والدین اگر بلاوجہ شرعی ناراض ہوں اور یہ ان کی استرضائیں حدِ مقدور تک کمی نہیں کرتا تو اس پر الزام نہیں اور اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ ان کو ایذا دیتا ہے اس وجہ سے ناراض ہیں تو عاق ہے اور عاق سخت مر تکب کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور امام بنانا گناہ اور اگر ناراضی تو ان کی بلاوجہ شرعی تھی مگر اس نے اس کی پروا نہ کی وہ کہنے تو یہ بھی کھینچ گیا جب بھی مخالف حکم خدا و رسول ہے اسے حکم یہ نہیں دیا گیا کہ ان کے ساتھ برابر کی کا برتاؤ کرے بلکہ یہ حکم فرمایا ہے:

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذِّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ^۱ (بچھا دے ماں اور باپ کے لئے ذلت و فروتنی کا بازو رحمت سے) اس کے خلاف و اصرار سے بھی فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۱: ازربلی مدرسہ منظر اسلام مسئولہ لجنہ استاذی مولوی رحمہ اللہ صاحب ۱۵ صفر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے خالد ظالم و باطناً کدورت رکھتا ہے حتیٰ کہ زید جس وقت مسجد میں داخل ہو کر سلام علیک کہتا ہے خالد جواب سلام بھی نہیں دیتا اور خالد ہی امامت کرتا ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز خالد کے پیچھے ہوگی یا نہیں اور زید جماعت ترک کر کے قبل یا بعد جماعت علیحدہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں جبکہ خالد دل میں کدورت رکھتا ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

محض دنیوی کدورت کے سبب اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا حرام، خالد کی زید سے کدورت اور ترک سلام اگر کسی دنیوی سبب سے ہے تو تین دن سے زائد حرم، اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور خالد کا ہے تو سخت تر حرام، اور قصور زید کا ہے تو خالد کے ذمے الزام نہیں زید خود مجرم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۲: از قصبہ لہی پر رہائش سر بند گورنمنٹ پیالہ مسئولہ شیخ شیر محمد صاحب ۱۶ صفر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر کی نسبت یہ مشتہر کیا گیا ہے کہ

^۱ القرآن ۲۴/۱۷

مرد و باہم فاعل و مفعول تھے یعنی اغلام کرتے تھے زید مفعول کے دیگر رشتہ داران مثل پدر و برادر قصبہ ہذا میں امامت کرتے ہیں زید کے افعال قبیحہ کی خبر اس کے پدر و برادر اور دیگر رشتہ داران کو بھی تھی جس کی اطلاع ان کو بذریعہ تحریرات کے دی گئی مگر بانیہ انھوں نے کبھی زید کو اس فعل ناجائز سے نہیں روکا اور نہ کسی قسم کی زجر و توبیخ کی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ زید کی ناجائز آمدنی سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتے تھے فاعل و مفعول کو ہنگام اختلاط کسی شخص نے چشم خود نہیں دیکھا مگر واقعات اس امر کو پایہ ثبوت پر پہنچا ہے ہیں مثلاً برادر بکر کا تمام شب دونوں کو ایک جادیکھنا اور بکر کی گوشمالی کرنا اور تحریرات کا عام لوگوں میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا جانا اور زید کا عام لوگوں میں اپنی مفعولیت کا اقرار کرنا اور رہا یہاں پولیس کے روروزید کا اقبال بیان تحریر کرنا اور اس کے برادر کا تائید کرنا زید کا معمولی حیثیت کا آدمی ہونا مگر زیب و زینت اس درجہ رکھنا اور اس کے پدر و برادر کا اس طرف توجہ نہ کرنا، پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو شخص خلاف وضع و حرام فعل کریں یا کرائیں ان کی امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر مفعول کے پدر و برادر وغیرہ کو اس امر کی خبر ہو اور وہ چشم پوشی کر کے ان کو منع نہ کریں تو ان کی امامت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ امید کہ قول مفتی بہ بحوالہ کتب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:

یہ سخت شدید گناہ کبیرہ ہے اور فاعل و مفعول بھی اگر بالغ و غیر مجبور ہوں فاسق ہیں ان کی یہ حالت اگر صحیح طور پر معروف مشہور ہو یا وہ خود اقرار کرتے ہوں جس طرح یہاں زید کا اقرار مذکور ہے نہ صرف قیاسات و سوسے ظن جن کا شرع میں اعتبار نہیں بلکہ ان وجوہ پر کبیرہ کی نسبت کرنے والے خود ہی مرتکب کبیرہ ہوتے ہیں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ كَلَّمْتُمُوهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ¹	کیوں نہ ہو واجب تم نے اسے سنا کہ مومن مردوں اور خواتین نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَانَ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثُ ²	بدگمانی سے بچا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے الحدیث (ت)

اس پر لحاظ و کارروائی جائز نہیں بلکہ وجہ صحیح شرعی سے ثابت و معروف ہو تو فاسق معلن ہیں ان کو امام بنانا گناہ، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب، اور اگر ثبوت شرعی و اقرار معروف نہ ہو مگر لوگوں میں افواہ اڑ گئی ہو جن کے سبب

¹ القرآن ۱۲/۲۴

² صحیح البخاری باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ یوصی بہا و دین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۸۴

ان سے نفرت اور ان کی امامت میں جماعت کی قلت ہو تو اس حالت میں ان کی امامت مکروہ تیز بھی ہے،

وان لم یثبت الذنب بل لولم یکن لان المناط النفرة کمن شاع برصه والعیاذ باللہ تعالیٰ۔	اگرچہ گناہ ثابت نہ ہو بلکہ ہو ہی نہ کیونکہ بنیاد تو نفرت ہے اس شخص کی طرح جس کا برص پھیل گیا ہو، والعیاذ باللہ تعالیٰ -(ت)

پدر و برادر اگر اس کے روکنے پر قادر ہیں اور نہیں روکتے یا اس فعل پر راضی ہیں وہ بھی فاسق ہیں:

قال اللہ تعالیٰ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا قُواْ اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِکُمْ نَارًا وَاَوْقُوْذَهَا النَّاسَ وَالْحِجَارَةَ ¹ وَقَالَ تَعَالٰی کَاثُرًا لَا یَتَّبِعُکُمْ عَنْ مُّذِکُمْ فَعَلُوْهُ ²	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: وہ اس برے کام سے منع نہیں کرتے تھے جو برا کام لوگ کرتے تھے (ت)

ان کی یہ حالت اگر معروف ہو تو ان کا بھی وہی حکم ہے کہ نہیں امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ فتاویٰ حجب وغنیہ
میں ہے: لو قد موافسقا یا شمون³ (اگر انھوں نے فاسق کو مقدم کر دیا تو وہ گنہگار ہوں گے۔ ت) اور اگر اس حرام کمائی
سے ان کا فائدہ لینا اسی طرح بہ ثبوت شرعی ثابت ہو نہ فقط اتنا کہ کہا جاتا ہے یہ کوئی چیز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں:

بئس مطیة الرجل زعموا ⁴ ۔ رواہ حمد و ابوداؤد عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شک اور تخمینہ کی بنیاد پر خبر دینا قبیح ہے۔ اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

¹ القرآن ۶/۶۶

² القرآن ۷۹/۵

³ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

⁴ مسند احمد بن حنبل ماروی عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴۰۱/۵، سنن ابوداؤد باب فی الرجل یقول زعموا مطبوعہ آفتاب عالم

پر لیس لاہور ۳۲۳/۲

اس ملعون کمائی سے فائدہ نہیں لیتے تو ان پر الزام نہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ^۱

لیکن انوہ عام کی بنا پر نفرت و تقلیل جماعت ہو تو ان کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور نامناسب ہوگی اگرچہ پہلی صورت کی طرح مکروہ تحریمی اور گنا نہیں، یہاں بحمد اللہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی بفضلہ تعالیٰ تمام ہندوستان و دیگر ممالک مثل چین و افریقہ و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفعا آتے ہیں اور ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۵ھ تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے اکانوے^۱ برس اور خود اس فقیر غفرلہ کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے اکانوے^۲ برس ہونے آئے یعنی اس صفر کی ۱۴ تاریخ کو پچاس^۳ برس چھ^۴ مہینے گزرے، اس نو^۵ کم سو^۶ برس میں کتنے ہزار فتوے لکھے گئے، بارہ مجلد تو صرف اس فقیر کے فتاوے کے ہیں بحمد اللہ یہاں کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا نہ لیا جائے گا بعونہ تعالیٰ ولہ الحمد معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست فطرت و دنی ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی؟ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ^۷ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۷ شعبان ۱۳۳۰ھ

از بمبئی محلا قصابان پوسٹ ۳۰ مرسلہ عبدالرزاق

مسئلہ ۷۰۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند ماہ تک پہلے ایک مسجد میں امامت کرتا رہا اور وہاں پر زید کی کئی حرکتیں معلوم ہوئیں کہ پیشاب کر کے ڈھیلانہ لینا بلکہ پیشاب و پاخانہ کر کے اسی جگہ پانی سے استنجاء کر کے اور لنگوٹ باند کر نماز پڑھنا اور بازاری عورتوں کے ساتھ خللا مزاح و تمسخر کرنا، ان باتوں کا پرچا اہل جماعت میں ہونے کو تھا کہ زید دوسری مسجد میں منتقل ہو گیا وہاں بھی اس کی وہی حرکتیں بدستور قائم رہیں، جب لوگوں نے اس کو لنگوٹ باندھنے اور ڈھیلانہ لینے کی نسبت پوچھا تو کہا میں معذور ہوں ڈھیلانہ نہیں لے سکتا اور لنگوٹ میں بوجہ عذر کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صرف کپڑے بدل لیتا ہوں۔ اور خللا عورتوں سے بدستور سے، لوگ اس کی ایسی حرکتوں سے سخت بے زار ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی سخت ناراض ہیں، بلکہ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا چند لوگ اپنی نفسانیت سے اس مکار کی حمایت پر اڑے ہیں باوجود اس کے معذور ہونے اور یہ حرکتیں معلوم ہونے کے

^۱ القرآن ۶/۱۶

^۲ القرآن ۲۶/۱۷

بھی اس کو علیحدہ اس منصب سے نہیں کرنا چاہتے اب زید نے اپنی سفاکی اور بے دینی کی وجہ ان کو یہ سبق پڑھا رکھا ہے کہ حدیث میں ہے: **دع مایر یبک الی مایر یبک وان افتاک المفتون**¹۔ کہ تجھے کسی چیز میں شک یا شبہ آجائے تو اس کو چھوڑ دے اگرچہ مفتی لوگ فتویٰ دیں تو تو اس کو نہ مان غرض اس کی اس بیان سے یہ ہے کہ میری نسبت اگر کوئی شخص فتویٰ طلب کرے تو اس فتوے کو قبول مت کرو اور چھوڑ دو اور اثنائے بیان میں یہ افتراء اہل اسلام پر مجلس وعظ میں کیا کہ بمبئی میں کوئی مکان یا کوئی گلی کوچہ ایسا نہ ہوگا کہ جس میں شبانہ روز زنا نہ ہوتا ہو۔ اب بتلائے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو کہ ڈھیلا نہ لیتا ہو معذور ہو نجس کپڑوں سے نماز پڑھاتا ہو، دروغ گو ہو، مفتری ہو اور مسلمانوں کو ٹھکنے والا فریبی ہو ذکر خیر سے مانع ہو، ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو اس کی حمایت کرے اس کا کیا حکم ہے اور ایسے کو اس منصب سے خارج کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور اس حدیث **دع مایر یبک الخ** کا کیا مطلب ہے؟ جو ایسے مسئلے سے اپنی گھڑت لگا کر لوگوں کو گمراہ کرے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

ہاں چند امور قابل لحاظ:

(۱) مرد کو پیشاب کے بعد استبراء کہ اثر بول منقطع ہو جانے پر اطمینان قلب حاصل ہو جائے فرض ہے یعنی عملی کہ واجب کی قسم اعلیٰ ہے جس کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا ولذا بعض نے فرض بعض نے واجب بعض نے لازم فرمایا کہ فرض و واجب دونوں کو شامل ہے، پھر اس میں طبائع مختلف ہیں، بعض کو وہ نم کہ سوراخ ذکر پر بعد بول زائل ہوتے ہی اطمینان ہو جاتا ہے کہ اب کچھ نہ آئے گا، بعض کو صرف دو تین بار کھنکھارنا کافی ہوتا ہے بعض کو ذکر کا دو یا ایک بار اوپر سے نیچے کو مل دینا اور بعض کو ٹیلے کی حاجت ہوتی ہے دس قدم سے چار سو قدم تک بعض کو بائیں کروٹ پر لیٹنا، بعض کو ران پر ران رکھ کر ذکر کو دبانہ، غرض مختلف طریقے ہیں اور ہر شخص اور اس کی طبیعت (مختلف ہوتی ہے) درمختار میں ہے:

یجب الاستبراء بمشی او تنحیح او نوم علی شقہ الایسر ویختلف بطبائع الناس ²	بول کا اثر ختم کرنا لازم ہے خواہ پیدل چلنے، خواہ کھنکھارنے یا بائیں جانب لیٹنے سے ہو اور لوگوں کی مختلف طبائع کی وجہ سے حکم مختلف ہوتا ہے (یعنی کسی کو جلد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کسی کو دیر سے)۔ (ت)

¹ المعجم الکبیر ماسند واثم بن اسحق مطبوعہ المکتبہ الفصلیہ بیروت ۸/۲۲، مجمع الزوائد باب التورع عن الشادات مطبوعہ دالاتاب بیروت ۱۰/۲۹۴

² درمختار، فصل فی الاستبراء مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۵۷

غزنیہ میں ہے عورت مرد کی طرح ہے البتہ عورت پر استبراء لازم نہیں بلکہ جیسے ہی فارغ ہو تھوڑی دیر کے بعد استبراء کر سکتی ہے۔ اس کی مثل امداد میں بھی ہے اس نے درر وغیرہ کی اتباع کرتے ہوئے لفظ وجوب سے تعبیر کیا ہے اور بعض لوگوں نے لفظ فرض بعض نے لفظ "ینبغی" اور "علیہ" سے تعبیر کیا ہے پس یہ مندوب ہے جیسا کہ بعض شوافع نے تصریح کی ہے اس کا محل یہ ہے کہ جب اس کے بعد کسی شئی کے خروج کا خوف نہ ہو تو یہ استبراء میں مبالغہ کے لئے مندوب ہے، یا استبراء سے مراد یہ مخصوص اشیاء ہیں مثلاً چلنا اور کھانا، رہا نفس استبراء یہاں تک کہ قطروں کے زائل ہونے کے ساتھ دل مطمئن ہو جائے تو وہ فرض ہے اور وجوب سے بھی یہی مراد ہے اس لئے شرنبلالی نے کہا آدمی پر استبراء لازم ہے یہاں تک کہ بول کا اثر زائل ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے اور کہا کہ میں نے اسے لفظ "لزوم" کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا کہ یہ واجب سے اقویٰ ہے کیونکہ اس کے فوت ہونے سے جواز فوت ہو جاتا ہے پس نمازی کے لئے وضو میں شروع ہونا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ پیشاب کی چھینٹوں کے زائل ہونے سے دل مطمئن نہ ہو جائے (ت)

فی الغزنیة المرأة اكال رجل الا في الاستبراء فانه لا استبراء عليها بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنحي ومثله في الامداد وعبر بالوجوب تبعاً للدرر وغيرها وبعضهم عبر بانه فرض وبعضهم بلفظ ینبغی وعلیه فهو مندوب كما صرح به بعض الشافعية ومحلّه اذا امن خروج شیء بعده فيندب ذلك مبالغة في الاستبراء او المراد الاستبراء بخصوص هذه الاشياء من نحو المشي والتنحج اما نفس الاستبراء حتى يطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض، وهو المراد بالوجوب ولذا قال الشرنبلالی یلزم الرجل الاستبراء حتى يزول اثر البول ويطمئن قلبه وقال عبرت باللزوم لكونه اقوى من الواجب لان هذا يفوت الجواز لفوته فلا يصح له الشروع في الوضوء حتى يطمئن بزوال الرشح¹ اه

زید اگر ایسا ہو کہ وہیں بیٹھے بیٹھے کھنکھارنے یا ملنے سے اسے اطمینان صحیح ہو جاتا ہو اور بعد استبراء صرف پانی سے استبراء کرے جب تو یہ فرض ادا اور وضو صحیح ہو جاتا ہے اور اگر مثلاً ٹھلنا وغیرہ اسے درکار ہے بے اسے ادا کئے پانی سے دھو لیتا ہے تو فرض کا تارک ہے اور اسی حالت میں وضو کرے تو وضو ناجائز اور اس کی نماز باطل

¹ ردالمحتار فصل الاستبراء مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۱/ ۲۵۳

امامت تو دوسری چیز ہے تو حالت زید مشکوک ہوئی بلکہ دریافت کرنے پر اس کا یہ نہ بتانا کہ مجھے جتنے خفیف استبراء کی حاجت ہے کر لیتا ہوں زیادہ کی ضرورت نہیں بلکہ اپنی معذوری کا عذر پیش کرنا اس کی حالت کو مشتبہ تر کرتا ہے اور وہ خود حدیث پڑھ چکا ہے کہ شبہ کی بات چھوڑو اگرچہ لوگ کچھ فتویٰ دیں تو اس نے خود مان لیا کہ مسلمانوں کو اس امامت سے احتراز کا حکم ہے اور اگر کوئی مفتی اس کی امامت پر فتویٰ بھی دے تو نہ مانا جائے

(۲) یہاں تک تو اس کی امامت صرف مشتبہ ٹھہری اور خود اس کی پڑھی ہوئی حدیث سے اس کے چھوڑنے کا حکم ہوا مگر اگلا بیان صراحتاً اس کی امامت کو باطل محض کر رہا ہے اور وہ اپنے آپ کو ڈھیلا لینے سے معذور بتاتا ہے اور عادت کوئی عذر ڈھیلا لینے سے مانع نہیں مگر یہ کہ محل استنجاء پر زخم ہو یا دانے پکے یا پکنے پر ہیں جن میں ریم ہے ان کے سبب ڈھیلے کی رگڑ کی تاب نہیں زخم کی حالت تو ظاہر تھی کہ اس سے نہ وضو نہ تہانہ کپڑے پاک، دانوں میں احتمال تھا کہ شاید ابھی آب و ریم نہ دیتے ہوں مگر اس کا کہنا کہ لنگوٹ بھی بوجہ عذر کے باندھتا ہوں مگر نماز کے وقت صرف کپڑے بدل لیتا ہوں صاف دلیل روشن ہے کہ وہ دانے آب و ریم دیتے ہیں اور اتنا جس سے ہر وقت کپڑا نجس ہوتا ہے جب تو نماز کے وقت اسے کپڑے بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اب کھل گیا کہ وہ معذور شرعی ہے اور معذور کی امامت غیر معذوروں کے لئے یقیناً باطل محض ہے کما نص علیہ فی الکتاب کلھا (جیسا کہ تمام کتب میں اس پر تصریح موجود ہے۔ ت)

(۳) اس شاعت کبریٰ کے بعد باقی امور کی طرف توجہ کی زیادہ حاجت نہیں ورنہ اس میں اور بھی وجہ ہیں جن پر شرع مطہر اسے امام بنانے سے منع فرماتی ہے مثلاً فاحشہ عورتوں سے خلا ملا مزاج تمسخر۔ اشباہ وغیرہ میں ہے: الخلوۃ بالاجنبیۃ^۱ حرام (اجنبی عورت کے ساتھ خلوت) (یعنی تنہائی میں ملنا) حرام ہے۔ ت) تو یہ حرم کا مرتکب پھر اس پر مصر پھر اس میں مشتہر ہے تو فاسق معین ہے اور فاسق معین کا امام بنانا گناہ۔ فتاویٰ حجب وغنیہ میں ہے لو قد موافسقا یا شمون^۲ (اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ گنہ گار ہوں گے۔ ت) تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے:

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ^۳	کیونکہ امامت کے لئے اس کو مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے (ت)

^۱ الاشباہ والنظائر کتاب الحظرہ والاباحۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱۳/۱۱/۵۱۲

^۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

^۳ تبیین الحقائق باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ مطبوعہ المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴/۱

اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کما فی الغنیۃ وغیرہا واقعہ فی ردالمحتار (غنیۃ وغیرہ میں اسی طرح ہے اور ردالمحتار میں اس کو ثابت رکھا ہے۔ ت) تو جتنی نماز اس کے پیچھے اس حالت میں پڑھیں ہوں سب مقتدیوں پر ان سب کا پھیرنا واجب اگر نہ پھیریں گے گنہگار رہیں گے اگرچہ دس برس کی نمازیں ہوں کما حکم کل صلاة ادیت مع کراهة التحريم¹۔ کما فی الدر مختار وغیرہ (جیسا کہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہر نماز کا حکم ہے، در مختار میں ہے)

(۴) مقتدیوں کا اس کے عیوب کے باعث اس کی امامت سے ناراض ہونا ایسے کی نماز اس کے کانوں سے اوپر نہیں جاتی یعنی آسمانوں پر جانا اور بارگاہ عزت میں حاضر ہونا تو بڑی بات ہے وہیں کی وہیں پرانے جیتھڑے کی طرح پلیٹ کر اس کے منہ پر مار دی جاتی ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤسهم شبرا رجل امر قوما وهم له کارهون وامراة باتت وزوجها عليها ساخط واخوان متصارمان ² رواه ابن ماجة وابن حبان عن ابن عباس رضی اللہ عنہا بسند حسن۔	تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت برابر اوپر نہیں اٹھائی جاتی، ایک وہ شخص جو قوم کا امام بنے مگر لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں۔ ایک وہ عورت جو اس حال میں رات بسر کرے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔ اور دو بھائی جو آپس میں جھگڑا کرنے والے ہوں اس کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة من تقدم قوما وهم له کارهون ، ورجل اتى الصلوة دبارا والد بار ان ياتيها بعد ان تفوته و	تین اشخاص کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ایک وہ شخص جو قوم کا امام بنا حالانکہ لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کی طرف (جماعت کے) فوت ہونے کے بعد یا نماز کا وقت فوت ہونے کے

¹ در مختار باب صفۃ الصلوة مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱/۱۷۱

² سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وهم له کارهون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۶۹

رجل اعتبد محرراً۔ ^۱ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	بعد آئے تیسرا وہ شخص جو آزاد کو غلام بنائے۔ اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما رجلا امر قوماً وهم کرهون لم تجز صلاته اذنه ^۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن طلحة ابن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو شخص بھی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز کانوں سے اوپر نہیں جاتی اسے طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة ، والاتصعد الى السماء ولا تجاوز رؤسهم رجل امر قوماً وهم له کارهون ورجل صلی علی جنازة ولم یؤمّر وامرأة دعاها زوجها من الليل فابت علیه ^۳ ۔ رواہ ابن خزيمة عن عطاء ابن دینار وبسند اخر عن انس بن مالک متصلاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	تین افراد کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا نہ وہ آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور نہ ان کے سروں سے بلند ہوتی ہے ایک وہ شخص جو قوم کا امام بنے حالانکہ وہ اسے پسند نہ کرتے ہوں، دوسرا وہ شخص جو جنازہ پڑھائے حالانکہ اسے اجازت نہ دی گئی ہو۔ تیسری وہ خاتون جسے رات کو خاوند طلب کرے تو وہ انکار کر دے اسے ابن خزيمة نے عطاء بن دینار سے اور ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل روایت کیا ہے۔ (ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا تجاوز صلاتهم اذا نهم	تین اشخاص کی نماز ان کے کانوں بلند نہیں ہوتی

^۱ سنن ابوداؤد باب الرجل یوم وبہم لہ کارهون مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۱، سنن ابن ماجہ باب من امر قوماً وبہم لہ کارهون مطبوعہ آفتاب

عالم پریس لاہور ص ۶۹

^۲ المعجم الکبیر، ما اسند طلحہ بن عبید اللہ حدیث ۲۱۰، مطبوعہ مکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ۱۱۵/۱

^۳ صحیح ابن خزيمة باب الزجر عن امامة المرأة الخ حدیث ۱۵۱۸ مطبوعہ المکتب الاسلامیہ بیروت ۱۱/۳

العبد الابق حتی یرجع وامرأة بأت وزوجها علیها ساخط وامام قوم وهم له کارهون¹ رواه الترمذی عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال حسن غریب۔	ایک بھگوڑے غلام کی حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے، دوسری وہ خاتون جورات اس حال میں بسر کرے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو تیسرا وہ شخص جو قوم کا امام بنا حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا یہ حسن غریب ہے۔ (ت)

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

ولوام قوماً وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه کره له ذلك تحریماً²۔	اگر کسی نے قوم کی امامت کرائی حالانکہ وہ قوم اسے ناپسند نہ کرتی تھی اگر خود اس میں خرابی کی وجہ سے کراہت ہو یا اس لئے کہ دوسرے لوگ اس سے امامت کے زیادہ اہل تھے تو اس صورت میں اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہوگا (ت)

(۵) اس کے سبب تفریق جماعت کہ سوال میں ہے لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا جس کے سبب تفریق جماعت ہوا اسے
امام بنانا منع ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ وہ خود بے قصور ہو جیسے برص والا نہ کہ وہ خود فساد رکھتا ہے، در مختار میں
ہے:

کذا تکره خلف ابرص شاع برصه³ اه واستظهر فی ردالمحتار ان العلة النفرة ولذا قید الابصر بالشیوع ولیکون ظاهراً⁴ اه اقول: لیس محل الاستظهار بل العلة هی هی لاشک ثم الذی یظهر لی ان کراهة الصلاة خلفه تنزیهية کما هو قضیة کلام الشامی اذ یقول تحت قول الدر هذا وکذلك اسی طرح اس صاحب برص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جس کا برص پھیل گیا ہوا ہے ردالمحتار میں ہے اس کی علت نفرت قرار دیا۔ ل اس لئے ابرص کے ساتھ الشیوع (یعنی پھیلنے) کی قید لگائی تاکہ معاملہ واضح ہو جائے میں کہتا ہوں یہ مقام ظاہر کرنے کا نہیں بلکہ علت یہی نفرت ہے اس میں کوئی شک نہیں، پھر مجھ پر یہ بات واضح ہوئی کہ ابرص کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے	

¹ جامع الترمذی باب ماجاء من ام قوماً وهم له کارهون مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۸۷

² در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۳

³ در مختار، باب الامامة، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/۸۳

⁴ ردالمحتار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۱/۱۶۲

جسے علامہ شامی کے کام کا تقاضا ہے کیونکہ وہ در مختار کے اسی قول کے تحت لکھتے ہیں اسی طرح وہ لنگڑا ہے جو اپنے پاؤں کے کچھ حصہ پر کھڑا ہوتا ہو اس کے غیر کی اقتداء بہتر واولیٰ ہے تاتار خانہ اور اسی طرح ہاتھ کٹے کا معاملہ ہے بر جندی اگرچہ میں نے بر جندی مع شرح نقایہ بر جندی کے باب الامامة میں یہ مسئلہ نہیں پایا لیکن جب اس کی تقدیم کی ناپسندیدگی اتنی بڑھ جائے کہ لوگ جماعت کو چھوڑنا شروع کر دیں جیسا کہ سوال میں ہے تو ایسی صورت میں اسے کراہت تحریمی قرار دینا چاہئے کیونکہ اس میں تو شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقصود کی صریح مخالفت ہے اور وہ مقصود جماعت کا مشروع اور واجب ہوتا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لوگوں میں محبت و بشارت پیدا کرو نفرت نہ پھیلاؤ۔ اور وہ نفرت جس کی بناء پر صاحب ہدایہ نے غلام، ناپینا اور اعرابی کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے وہ تو اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچتی بلکہ وہ نادر اور ایک احتمال ہے اور یہ غالب و ثابت ہے پس ان دونوں میں فرق ثابت ہو گیا یہ میرے نزدیک ہے اور حق علم میرے رب کے ہاں ہے۔ (ت)

اعرج یقوم ببعض قدمه فالأقتداء بغیره اولی تأتار خانیة وکذا اجزم بر جندی¹ اھوان لمارہ فی امامة البر جندی من شرحه للنقایة لکن کراہة تقدیمہ اذا بلغ التنفیذ الی ترک الناس الجماعة کما فی السؤال ینبغی ان تكون کراہة تتحریم لما فیہ من النقص الصریح لمقصود الشارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من شرعية الجماعة وایجابہا وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا والتنفیر المعلن بہ فی الهدایة کراہة تقدیم العبد والاعمی والاعرابی لا ینبغی عشر هذا بل ہونا در محتمل وهذا غالب متحقق فاقترقا فهذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی عزوجل۔

(۶) اس کا کہنا کہ بمبئی میں کوئی مکان یا گلی کوچہ ایسا نہ ہوگا جس میں شبانہ روز زنا نہ ہوتا ہو، اگر وہ تعیم و تقسیم کرتا تو بمبئی کے لاکھوں مسلمانوں مردوں، مسلمان پارسیبیوں پر صریح تہمت ملعونہ زنا تھی جس کے سبب وہ لاکھوں قذف کا مرتکب ہوتا اور ایک ہی قذف گناہ کبیرہ ہے اور قذف کرنے والے پر لعنت آئی ہے تو وہ ایک سانس میں لاکھوں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا اور لاکھوں لعنتوں کا استحقاق پاتا ہے مگر اس نے مکان اور کوچہ میں تردید سے تعیم کو روکا اور "نہ ہوگا" کے لفظ سے جزم میں فرق ڈالا پھر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ اس نے وہاں کے عام مسلمانوں مردوں بیبیوں کی حرمت پر دھبہ لگایا اور اسے خاص مجلس وعظ میں کہ کر مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے اور ان میں اشاعت فاحشہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھایا اور بکثرت مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی ایذا دی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی

من اذى مسلماً فقد اذانی ومن

¹ رد المختار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۶۱۸ھ

اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے	اذانی فقد اذى الله ¹ رواه الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

جو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔	إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيخَ الْفَاحِشَةُ فِي الدِّينِ أَمْوَالُهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ² ۔

جب اس پر دونوں جہاں میں عذاب شدید کی وعید ہے تو یہ بھی کبیرہ ہوا اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے اور یہ فسق بالاعلان برسر مجلس وعظ ہوا تو اس وجہ سے وہ بھی فاسق ملعن ہوا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

(۷) ظاہر ہے کہ وہ جاہل ہے اور باوصف جہل اس نے فتوے پر اقدام کیا اور ارشاد اقدس حدیث کو الٹا اور مفتیان شریعت مطہرہ کے فتوؤں کو بے اعتبار کہا اور عوام جہال کو رد فتاویٰ شریعت پر دلیر کیا تو بلاشبہ وہ ضال و مضل ہوا خود گمراہ اور اوروں کو گمراہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے وہ بے علم فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اس کو ائمہ کرام احمد بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔	اتخذ الناس رؤسا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم فضلو واضلوا ³ رواه الاثمة احمد والبخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه عن عبد الله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اس صورت میں اس کی امامت درکنار اس کے پاس بیٹھنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں	ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ⁴ ۔

¹ المعجم الاوسط حدیث نمبر ۳۶۳۲ مکتبہ المعارف الریاض ۳۸۳/۴

² القرآن ۱۹/۲۴

³ صحیح البخاری باب الحرص علی الحدیث مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱، صحیح مسلم باب رفع العلم وقبضہ الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۳۴۰/۲، جامع الترمذی باب ماجاء فی الاستیفاء بمن یطلب العلم مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۹۰/۲

⁴ صحیح مسلم باب النبی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/۱

رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	گمراہ نہ کر دیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ایسی حالتوں میں جو اس کی حمایت کریں اس کی امامت قائم رکھنا چاہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں اور ان کی نمازوں کی خرابی بلکہ تباہی و بربادی چاہنے والے اور اللہ کے خائن۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوُزُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ^۱ ۔	گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام ^۲ رواه الطبرانی في الكبير وايضا في صحيح لمختارة عن اوس بن شرجيل رضي الله تعالى عنه سے روایت کیا ہے:	جو دانستہ کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل جائے گا۔ اسے طبرانی نے معجم کبیر میں اور صحیح المختارہ میں بھی حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى الله منه فقد خان الله ورسوله ولمؤمنين ^۳ ۔ رواه الحاكم وابن عدی و العقیلی والطبرانی والخطیب من ابن عباس رضي الله تعالى عنه۔	جو کسی جماعت میں ایک شخص کو ان پر مقرر کرے اور اس جماعت میں وہ موجود ہوں جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ پسند ہے بیشک اس نے اللہ رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی اسے حکم، ابن عدی، عقیلی، طبرانی اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور اس کی حمایت سے باز آئیں اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے امامت سے معزول کریں اور کسی صالح امامت کو امام بنائیں اور حدیث مجتہد کے لئے ہے جسے کسی امر میں دلائل متعارض معلوم ہوں

^۱ القرآن ۲/۵

^۲ المعجم الکبیر ما اسند اوس بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۶۱۹ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/۲۲۷

^۳ المستدرک علی الصحیحین الامارۃ المانۃ الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۴

ف: مستدرک میں "فیہم" کی جگہ "فی تلك العصابة" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

وہ اسے ترک کرے گا اور دوسرے مجتہد کی تقلید اس پر نہیں یا اہل ورع کے لئے ان خاص امور دقیقہ میں ہے جن پر ظاہر شریعت مطہرہ سے فتویٰ جواز ہوگا اور متورع محتاط کا قلب اس پر مطمئن نہ ہوگا وہ اس سے بچے گا نہ اس لئے کہ فتویٰ معتبر نہیں بلکہ اس لئے کہ ایسی جگہ مقام تقویٰ فتویٰ سے اعلیٰ ہے۔ ایک بی بی سیدنا امام احمد کے پاس حاضر ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور مسئلہ پوچھا بادشاہ کی سواری نکلتی ہے کیا میں اس کی روشنی میں سوئی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں۔ امام نے ان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا آپ کون ہیں؟ کہا میں بشر حافی کی بہن ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرمایا ایسا ورع تمہارے گھر سے نکلا ہے وبالله التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۳: از چوہر اڈاک خانہ بانسی مرسلہ محمد کلیم الدین صاحب ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز جمعہ بعد نماز فجر قبل فرض جمعہ کوئی نماز پیش مصلیٰ پر خواہ اشراق ہو یا قبل الجمعہ غرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء فرماتے ہیں منع ہے بعض فرماتے ہیں جائز ہے۔ بینوا اتوجروا
الجواب:

وہ مصلیٰ اگر واقف نے صرف امامت کے لئے وقف کیا ہے تو امام و غیر امام کوئی اسے دوسرے کام میں نہیں لاسکتا اگرچہ صراحۃً یا وہاں کے عرف کے سبب دلالتاً ممانعت ہو اور اگر صرف امام کے لئے بطور مذکور وقف ہوا ہے تو امام اس پر نوافل بھی پڑھ سکتا ہے دوسرا کچھ نہیں اور اگر عام طور پر وقف ہوا یعنی صراحۃً تخصیص ہے نہ دلالتاً تو غیر وقت امامت میں ہر شخص اس کو فرائض و نوافل سب کے کام میں لاسکتا ہے بلکہ درس و تدریس کے بھی، کما فی القنیۃ۔ (جیسا کہ قنیۃ میں ہے۔ ت) واللہ سبحنہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۵: از حسن پور ضلع مراد آباد مرسلہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی سلمہ اللہ القوی ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
حضور مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی تو حضور ہم نے جو بے خبری میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا کیا جائے، اور حضور حسن پور سب مسجدوں میں وہی لوگ امام ہیں تو اب ہم کیا کریں اور اگر اپنی اپنی نماز پڑھ بھی لی تو نماز جمعہ کو کیا کیا جائے کیونکہ جہاں جہاں جمعہ ہوتا ہے وہی امام ہیں، اور عیدیں بھی وہی پڑھاتے ہیں اور جنازہ کی بھی اور نماز تراویح بھی۔ پھر یہ کہ جب ہم مریں گے تو ہمارے جنازوں کی نماز بھی یہی پڑھائیں گے تو حضور ہم بے نماز ہی دفن ہوں گے کیونکہ اگر انھوں نے پڑھائی بھی تو وہ نماز ہی کیا ہوئی۔ اور سنی بس ہم دو تین شخص ہیں، اول حضور کوئی ایسی ترکیب ارشاد ہو کہ جو نمازیں ہم نے ان کے پیچھے پڑھی ہیں معاف ہو جائیں کیونکہ ہمارے ایمان ایسے کمزور ہیں کہ ہم سے پنج وقتہ نماز بھی ادا نہیں ہوتی تو حضور ان کی ادا کی کیا صورت ہے، وہ

تو معاف ہونی چاہیں، کیونکہ بے خبری میں ایسی خطا ہوئی، اور یہ بھی ناممکن ہے کہ حسن پور چھوڑ دیا جائے۔ حضور اس پر کچھ توجہ فرمائی جائے اور کوئی سبیل نکال دی جائے۔ اور فوراً جو مسئلہ دریافت کرنا ہو وہ کس سے دریافت کیا جائے کیونکہ وہاں جو عالم ہیں وہ وہی ہیں، گو حسن پور میں میلاد شریف، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے مگر یہ خبر نہیں کہ ان کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھی جائے۔

الجواب:

دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ہو گی ہی نہیں، فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ۔ علاوہ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں: ان الصلوٰۃ خلف اهل الهواء لا تجوز¹۔ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت) اس میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ ہو خواہ جمعہ یا عید یا جنازہ یا تراویح، کوئی نماز ان کے پیچھے ہو ہی نہیں سکتی بلکہ اگر (ان کو قابل امامت یا مسلمان جاننا بھی درکنار) ان کے کفر میں شک ہی کرے تو خود کافر ہے جبکہ ان کے خبیث اقوال پر مطلع ہو علمائے حریمین شریفین بالاتفاق فرماتے ہیں:

من شك في عذابه وكفره فقد كفر ² ۔	جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
	(ت)

جب وہاں میلاد شریف اور سوم وغیرہ کرنے والے بکثرت ہیں تو ضرور وہ لوگ دیوبندی نہیں، انھیں علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے فتوے (کہ دس برس سے چھپ کر تمام ملک میں شائع ہو رہے ہیں) دکھائیے اور رسالہ "تمہید ایمان" پڑھ پڑھ کر سنائیے الحمد للہ مسلمان ایسے نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کے پیچھے نماز جائز مانیں یا اسے مسلمان مانیں ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ عز وجل ضرور ہدایت و اثر بخشے گا اور مسلمان ہو شیار ہو کر ان کے پیچھے نماز چھوڑ دیں گے اور سنی عوام اپنے لئے پنجگانہ و جمعہ و عیدین و جنازہ سب کے لئے مقرر کریں گے اور اگر بالفرض کوئی نہ سنے تو دود آدمی مل کر سوائے جمعہ سب نمازوں پنجگانہ و عید و جنازہ وغیرہ میں جماعت کر سکتے ہیں ایک اور ایک مقتدی بس کافی ہے اور جمعہ کے لئے ایک شخص اہل کو امام مقرر کیجئے کہ وہی عیدین کی بھی امامت کرے اور جمعہ میں کم سے کم تین مقتدی ہوں جمعہ ہو جائے گا زیادہ نہ مل سکیں تو کچھ حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جمعہ و عیدین اعلان کے

¹ فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱

² در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۶/۱، حسام الحرمین علی منخر الکفر والمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

ساتھ ہوں ظاہر کر دیا جائے کہ مسلمانوں کا جمعہ وعیدین فلاں جگہ ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا شریک ہو جائے گا ان کے پیچھے جو نمازیں بے خبری میں پڑھیں ان کا علاج ایک توبہ ہے، دوسرے یہ ضرور ہے کہ ان نمازوں کی قضا پڑھی جائے، اندازہ اتنا کر لیا جائے کہ کوئی نماز باقی نہ رہ جائے زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔ اگر کوئی شخص دارالحرب خاص کفار کی بستی میں بسے جہاں مثلاً صرف ہندو ہوں اور وہ کہے کہ میں یہاں کی سکونت تو چھوڑ نہیں سکتا یہ تاؤ فوری ضرورت کے مسئلے کس سے پوچھوں تو کیا اس سے کہہ دیا جائے گا کہ پنڈت سے پوچھ لیا کرو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۶: از موضع سریاڈکخانہ تیلو تھو ضلع شاہ آباد آرمہ سلسلہ شیخ مدار بخش ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص معمولی اردو خواں مؤذنی بھی کرتا ہے اور امامت بھی کرتا ہے اور وہی شخص گھر گھر سے صدقہ فطر مال زکوٰۃ و کھال قربانی وغیرہ لیتا اور کھاتا ہے اور قبرستان میں جو غلہ پیسہ کوڑی خیرات کیا جاتا ہے وہ بھی لیتا ہے اور اس کا پیشہ یہی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ امام کے لئے کون کون شرائط ہیں؟ کیسے شخص کو امام ہونا چاہئے؟ اگر بجائے شخص مذکور کے دوسرا شخص جو ان باتوں سے محتاط ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر وہ فقیر ہے صاحب نصاب نہیں، نہ سید ہاشمی ہے تو ان اموال کا لینا اسے جائز ہے اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ امامت کیلئے صحیح الاسلام صحیح الطہارت، صحیح القراءت، سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معین درکار ہے جس میں ان باتوں سے کوئی بات کم ہوگی اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں مکروہ تحریمی ہوگی اس شخص میں ان باتوں سے کوئی بات کم ہے تو اس کی امامت جائز نہیں، واجب کہ دوسرے کو جو ان باتوں کا جامع ہو امام کریں اور یہ سب باتیں اس میں ہیں تو اس کی امامت میں حرج نہیں، پھر دوسرا اگر نماز و طہارت کے مسائل اس سے زیادہ جانتا ہے تو وہ دوسرا ہی اولیٰ ہے اور اگر یہ زیادہ جانتا ہے تو یہی بہتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۰۷: ۷۰۶: از کراچی گاڑی احاطہ محلہ رام باغ مرسلہ نور احمد مولیڈنہ واکانی مہمیز ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) جس امام کو اس کے عقائد پوچھے جائیں اور وہ نہ بتائے تو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جو امام وقت مقررہ کا پابند نہ ہو یعنی کہے کہ نماز مقررہ وقت پر پڑھنا عرش اعظم پر لکھا ہوا ہے کیا، حالانکہ مصلیوں کی آسانی کے لئے جماعت نے وقت مقرر کیا، اس کو کیا سمجھنا چاہئے؟

(۳) جس امام سے جماعت کے بعض آدمی ناراض ہوں اور بعض اس کی خوشامد کرتے ہوں تو ایسے کی اقتداء کرنا جائز یا نہیں؟

(۴) جس امام کے دونوں ہاتھ ہوں مگر ایک ہاتھ سیدھا یعنی سیدھا ہاتھ نکلا ہو اور بائیں ہاتھ سے آبدست لیتا ہوا استنجا کرتا ہوں وضو کرتا ہو اور کھانا کھاتا ہو امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) اپنا عقیدہ و مذہب دریافت کرنے پر نہ بتانے سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں کچھ فساد ہے ورنہ دین بھی کچھ چھپانے کی چیز ہے، اس کی اقتداء پر گزرنے کی جائے کہ بطلان نماز کا احتمال قوی ہے اور نماز اعظم فرائض اسلام سے ہے اس کے لئے سخت احتیاط مطلوب، یہاں تک کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا:

لان الصلوة متى فسدت من وجه و جازت من وجہ حکم بفسادها ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم	جب کسی ایک وجہ پر نماز فاسد ہو اور متعدد وجوہ کی بنا پر درست تو فساد نماز کا حکم ہوگا۔ (ت)

(۲) اس میں دونوں ہی باتیں ہیں بعض مقتدیوں کے مزاج میں تشدد اس قدر ہوتا کہ وہ چند منٹ کا آگہا پیچھا روا نہیں رکھتے ایسی حالت میں اگر امام نے اس پر انکار کیا بیجا نہ کیا اور اگر امام کی طرف سے بلا وجہ شرعی تکاسل ہے اور اس جماعت کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر الزام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رنجیدگی دیکھی جائے گی اگر اس میں کسی قصور شرعی کی وجہ سے ہے تو اسے امام بننا گناہ ہے اور بحکم حدیث اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق اذانهم شبرا الى ان قال صلى الله تعالى عليه وسلم و من امر قوما وهم له كارهون ^۲ ۔	تین اشخاص کی نماز ان کے کانوں سے ایک باشت برابر بھی بلند نہیں ہوتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ ایک وہ شخص جو کسی قوم کا امام بن جائے حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (ت)

اور اگر اس میں کوئی قصور شرعی نہیں تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور ان رنج والوں پر وبال ہے کما نص فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں اس پر نص موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ہو سکتا ہے بلکہ اگر وہی حاضرین میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں وہی امام کیا جائے گا کما نصو علیہ فی المتون والشروح والفتاویٰ (جیسا کہ متون، شروحات اور فتاویٰ جات میں اس مسئلہ کے متعلق

^۱ فتح القدیر، باب صلوة المسافر، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۲/ ۱۳

^۲ سنن ابن ماجہ باب من ام قوما وهم له كارهون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶۹

ف: سنن ابن ماجہ میں "فوق اذانهم" کی جگہ "فوق رؤسهم" ہے۔ نذیر احمد سعیدی

نصوص موجود ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱: از کراچی بندر صدر بازار دکان سیٹھ حاجی احمد، حاجی کریم، محمد شریف جہزل مرچنٹ مرسلہ عبد اللہ ولد حاجی ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

امام صدر رابعاث افتادن از ستور در یک دست تشخّص واقع شدہ	صدر کے امام کا ہاتھ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے اس وجہ سے وہ اپنا ماؤف ہاتھ بوقت تکبیر تحریمہ کان کی لو تک نہیں اٹھا سکتا، اس صورت میں اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ (ت)

الجواب:

جائز است بلکہ اگر اعلم قوم است ہموں احق بامامت است۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	جائز ہے بلکہ اگر وہ قوم سے زیادہ عالم ہے تو امامت کا مستحق وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۷۲: از سینٹاپور محلہ قضاہ مرسلہ الیاس حسین صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

جب ایک عالم اور شریف ہے مگر سید نہیں ایک عالم رذیل ہے جاہل یا کم مجیب الطرفین سید کی موجودگی میں ان دونوں قسموں کے عالموں سے کون زیادہ مستحق امامت ہے؟ صرف سید ہی کو استحقاق ہے؟

الجواب:

عالم بہر حال زیادہ مستحق امامت ہے جبکہ مبتدع یا فاسق معین نہ ہو، اور دونوں عالموں میں جسے علم نماز و طہارت میں ترجیح ہو وہ مقدم ہے اور اس میں مساوی ہوں تو قرأت و ورع و سن وغیرہ امر مجتہد کے بعد شریف نسب سے ترجیح دی جائے گی، عالم رذیل کہنا بہت سخت لفظ ہے عالم کسی قوم کا جو اگر عالم دین ہے اللہ کے نزدیک ہر جاہل سے اگرچہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ (ہرگز نہیں)۔ (ت)

مطلق فرمایا کہ جو عالم نہیں عالم کے برابر نہیں ہو سکتا اس میں کوئی تخصیص نسب وغیرہ کی نہ فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) ائمہ اربعہ پر سے کسی ایک امام کے مقلد کی امامت یا متابعت خواہ چار اماموں میں سے کوئی ایک امام کا مقلد ہو یعنی شافعی حنفی امام کے پیچھے یا حنفی شافعی امام کے پیچھے یا حنبلی حنفی کے یا حنفی حنبلی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر حنفی کا شافعی امام بنے تو کیا یہ ضرور ہے کہ حنفی کی خاطر رفع یدین یا آمین بالجہر ترک کر دے یا یہ کہ ہر شخص امام ہو یا مقتدی اپنے اپنے امام کی پیروی کرے؟

الجواب:

- (۱) اگر معلوم ہے کہ اس وقت امام میں وہ بات ہے جس کے سبب میرے مذہب میں اس کی طہارت یا نماز فاسد ہے تو اقتداء حرام اور نماز باطل، اور اگر اس وقت خاص کا حال معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ یہ امام میرے مذہب کے فرائض و شرائط کی احتیاط نہیں کرتا تو اس کی اقتداء ممنوع اور اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ اور اگر معلوم ہے کہ میرے مذہب کی بھی رعایت و احتیاط کرتا ہے یا معلوم ہو کہ اس نماز خاص میں رعایت کئے ہوئے ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جبکہ سنی صحیح العقیدہ ہونہ غیر مقلد کہ اپنے آپ کو شافعی ظاہر کرے اور اگر کچھ نہیں معلوم تو اس کی اقتداء مکروہ تنزیہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) ہر شخص اپنے امام کی پیروی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱۳: از بریلی

زید امام مسجد ہے اور اس نے جھوٹ بولا اس پر ایک شخص نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی اور کسی وقت کی نماز وہ شخص قبل پڑھ لیتے ہیں اور مؤذن بھی وہی شخص ہیں اور تکبیر بھی کہتے ہیں تو آیا یہ تکبیر صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور نماز ایسے امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ اور اس وقت تک جتنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں جس وقت سے انھوں نے جھوٹ بولا تو نمازیں ہو گئیں یا نہیں؟

الجواب:

سائل نے یہ بیان کیا کہ امام کے ذمے یہ جھوٹ رکھا جاتا ہے کہ اس سے پوچھا گیا کیا بجا ہے؟ کہا سو آٹھ بجے ہیں، اور بجے تھے سو انو۔ یہ کوئی جھوٹ ایسا نہیں جس کے سبب اس کے پیچھے نماز چھوڑ دی جائے۔ سو انو بجے ہیں تو ضرور سو آٹھ بھی بج چکے۔ عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی دس روپیہ کو خریدی اور پوچھنے پر کہا پانچ کو لی ہے تو یہ کوئی جھوٹ قابل مواخذہ نہیں۔ یونہی سو انو میں سو آٹھ داخل داخل ہیں۔ مؤذن کہ اتنی سی بات پر ترک جماعت کرتا ہے دُہرا گنگناہ ہے ایک جماعت چھوڑنے کا گناہ ادوسرا سخت گناہ یہ کہ اوروں کو اذن دے کر بلانا اور خود باز رہنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو (خود) نہیں کرتے اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو

قال الله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبِيرٌ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ ١- واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱۵: از قصبہ نرنگ لاہور مسئلہ ابورشد محمد عبدالعزیز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام گاہے گاہے مردہ شوئی کرے تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

میت مسلم کو نہلانا فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں اجر ہے، اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے بہر حال اس سے امامت میں کوئی خلل نہیں آتا اور اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلانا فرض عین ہے اور اس پر اجرت لینا حرام، ایسا کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنانا گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱۶: از روپی ڈیہہ ضلع بہرائچ بازار نیپال گنج مرسلہ سید علی ناریل فروش ۸ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ زید نے بکر کی زوجہ سے زنا کیا، بکر نے یہ حالات کماحقہ معلوم کر کے زوجہ مذکور کو طلاق بائن دی اور خود بھی تائب ہوا۔ بکر یہاں کی جامع مسجد کا پیش امام بھی ہے، اب بکر کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

صورت مذکورہ میں زنائے زوجہ کے سبب بکر کی امامت میں کوئی خلل نہیں جبکہ وہ بوجہ صحت مذہب و طہارۃ و صحت قراءۃ وغیرہ باشرعاً قابل امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱۷: از موضع کوتانہ ضلع میرٹھ مرسلہ شیخ وجیہ الدین احمد و محمد عبداللہ خاں و محمد و اسماعیل خاں ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی و مفتیان شرع احمدی حنفی المذہب اہلسنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وہابی فرقہ کا حنفی المذہب اہل سنت و جماعت کے محلہ کی مسجد کا ایک ماہ و چند روز سے پیش امام ہے اور اس کے باپ دادا بھی اسی فرقہ وہابیہ میں مر گئے۔ حسن اتفاق سے اس مسجد میں دو عالم واعظ تشریف لائے اور وعظ میں حضرت رسول مقبول محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور امام مسجد

نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کر دی اسی روز شب کو ایک شخص باشندہ محلہ نے اپنے مکان پر مولوی صاحبان نووارد سے مجلس مولود شریف کرائی۔ امام مسجد شامل نہ ہوا، صبح کو بوقت ظہر دریافت کیا کہ تم مجلس مولود شریف کی نسبت کیا کہتے ہو؟ جواب دیا کہ اچھا کہتا ہوں، پھر کہا گیا تم اچھا کہتے ہو تو تم کیوں نہیں کرتے ہو؟ امام نے جواب دیا کہ میرے باپ دادا نے اس فعل کو نہیں کیا میں بھی نہیں کرتا، پھر کہا گیا کہ شب کو جو مجلس ہوئی تھی اس میں شامل کیوں نہ ہوئے؟ جواب دیا کہ وہاں پر قیام و نعت ہوتی ہے اس لئے میں شامل نہیں ہوا۔ پھر کہا گیا کہ نعت کے معنی حمد و ثناء تعریف کے ہیں۔ حضرت رسول کریم رحمۃ اللعالمین کی تعریف سے کیوں بھاگتے ہو؟ کچھ جواب نہ دیا سکوت کیا ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ مقدسہ کو بعد نماز فجر بمواجہہ جملہ نمازیان مسجد امام سے کہا کہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری احمد رضا خاں صاحب کی تصنیفات سے یہ کتاب "تجلی الیقین" موجود ہے تمام و کمال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف فرماتے ہیں تم حضرت کی تعریف و نعت سے کیوں گریز کرتے ہوں؟ جواب نہ دیا خاموش رہا؟ اس مبارک کتاب "تجلی الیقین" کے چند موقع پڑھ کر سنائے مگر کچھ اثر نہ ہوا اب حضور والا مفصل و مشرح تحریر فرمائیں کہ حنفی المذہب اہلسنت و جماعت کی نماز ایسے بد عقیدہ وہابی مذہب کے پیچھے جائز ہے یا ناجائز ہے بدلائل و برہان قرآن شریف و حدیث شریف جواب مرحمت فرمائیں اللہ جل شانہ نے حضور والا کی ذات ستودہ صفات کو مثل آفتاب عالمتاب کے روشن و منور کیا ہے اسی طرح تا یوم القیامہ روشن رکھے، مگر عرض ہے کہ کمترین وجیہ الدین کا یا اور کسی باشندہ محلہ کا کوئی دنیاوی تعلق نہیں ہے نہ کسی کا کوئی عزیز امامت کے لائق ہے صرف بغض اللہ و حب اللہ پر عمل ہے۔

الجواب:

بیان سوال سے ظاہر کہ وہ شخص وہابی بلکہ وہابیوں میں بھی اونچی چوٹی کا ہے، وہابیہ کا اصل عقیدہ نعت اقدس سے جلنا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یوں صاف نہیں کہتے جو اس نے کبھی کہ "وہاں نعت ہوتی ہے اس لئے شامل نہ ہوا" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت نہ کرے گا مگر کافر اور کافر کے پیچھے نماز محض باطل، اگر مسلمان ہوتا نعت اقدس کو درست رکھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب شینا اکثر ذکرہ ^۱ ۔ رواہ ابو نعیم ثم الدیلمی عن مقاتل ابن حیان عن داؤد ابن ابی ہند عن الشعبي عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا	جو کسی شی سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اسے ابو نعیم پھر دیلمی نے مقاتل بن حیان، انھوں نے داؤد بن ہند، انھوں نے شعبی سے، انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

^۱ اتحاف السادة المتقين، بحوالہ ابی نعیم ثم الدیلمی، فضیلة الشيخ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۲۰/۵

ثلاثتهم من رجال مسلم والاربعة۔	روایت کیا ہے اس کے تینوں روای مسلم شریف کے اور اصحاب اربعہ کے رجال ہیں۔ (ت)

(یعنی اسے بلند مرتبہ محدثین نے ان سے روایت کی ہے لہذا راوی معتمد ہیں۔ نذیر احمد)
جسے محبت درکنار نفرت ہو ظاہر ہے کہ اسے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں پھر وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولده والناس اجمعین ¹ ۔ رواہ الائمة احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ اسے ائمہ کرام امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی۔ اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

"مجلیٰ یقین" کے کلمات سن کر اثر نہ ہونا اور نعت شریف کے ان سوالوں پر خاموش رہنا اس کے دل کی دبی آگ کو اور ظاہر کر رہا ہے۔

قَالَ اللَّهُ قَدْ بَدَتِ الْبُضَا عَنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ² ۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو گئی اور وہ جو ان کے سینوں میں (غیظ و عناد) چھپا ہے اور زیادہ ہے ہم نے تم پر نشانیاں کھول دیں اگر تمہیں عقل ہو۔ (ت)

بالجملہ وہ یقیناً وہابی ہے اور وہابیہ قطعاً بے دین، اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ فتح القدر میں ہے:

روى محمد عن ابى حنيفة وابى يوسف رضى الله تعالى عنهما ان الصلاة خلف اهل الاهواء لا تجوز ³ ۔	امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ (ت)

¹ صحیح البخاری باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۷

² القرآن ۱۱۸/۳

³ فتح القدر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۴

نماز در کنار نص قرآن عظیم اس کے پاس بیٹھنا حرام۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ إِمَّا يُنَسِّبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ¹ - وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَم -	اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ (ت)

مسئلہ ۷۱۸: از اوپل ڈاکخانہ خاص ضلع کھیری مرسلہ مولوی خدا بخش صاحب ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں جملہ لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی جانب رجوع کرتا ہوں اور انھوں نے خدا کے فضل سے اس جانب توجہ فرمائی ہے لیکن بعض اشخاص بے نمازی تعزیہ وار قبر پرست اور بعض صرف جمعہ کے نمازی، رمضان شریف کے نمازی، عید کے نمازی ان لوگوں کو میری جانب سے بدظن کرتے ہیں اور ان کے سامنے یہ بات پیش کرے ہیں کہ میری آنکھوں میں پھلی ہی لیکن پتلی پر نہ ہونے کے سبب دکھائی دیتا ہے، دوسری تہمت لگاتے ہیں کہ ان کے والد کے دو نکاح ہوئے ایک عورت کا نکاح نہیں ہوا بلکہ انھوں نے ویسے ہی رکھا ہے حالانکہ یہ سب محض لغو اور جھوٹ بیان ہے انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے والد کے نکاح ہوئے، جناب والد صاحب مرحوم کے تین نکاح ہوئے، اگر یہ ثابت کر دیں تو میرا حقہ ترک ورنہ تہمت لگانے والوں کا حقہ ترک ہونا چاہئے

الجواب:

آنکھ میں پھلی ہونا جبکہ وہ پتلیوں سے الگ ہو اور دیکھنے کو مانع نہ ہو نماز میں اصلاً کراہت کا بھی موجب نہیں اور سائل کے باپ پر یہ الزام لگانا کہ ان کے دو نکاح ہوئے اور ایک عورت بے نکاحی رکھی، اول تو ایک مسلمان کی طرف نسبت زنا بلا تحقیق ہے اور یہ سخت حرام کبیرہ ہے اور تہمت رکھنے والے پر شرعاً اسی^{۸۰} کوڑے کا حکم ہے۔

۸۱ سائل پر اس کا کیا الزام تک یہ ثبوت قطعی نہ دیں کہ اس کی ولادت بے نکاح ہے اب طعن کرنے والے مستحق سزائے شدید ہے ہیں جب تک توبہ نہ کریں ان کا حقہ پانی بند کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۱۹: از کوچین — ضلع ملیبار محلہ مٹانچیر مکان سیٹھ سلیمان قاسم مرسلہ میمن حاجی طاہر محمد مولانا ۲۰ جمادی الاولیٰ

۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو خدا کو مجسم ٹھہرا دے اس کی اقتداء کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

¹ القرآن ۶۸/۶

الجواب:

اس کی قیادہ حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲۰: از دہلی چاندنی چوک متصل گھنٹہ گھر مسجد باغ والی مرسلہ مولوی عبدالمنان صاحب ۱۶ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قدیم الایام سے ایک مسجد کا پیش امام تھا اب بعض اہل محلہ نے اس سے برخلاف ہو کر ایک دوسرے امام کو کھڑا کر دیا ہے اور اس سے پہلے امام میں کوئی عیب شرعی جس سے معزول ہو سکے نہیں پایا گیا اور پہلا امام ثانی کے کھڑا کرنے پر ناراض ہے اور کہتا ہے کہ میری اجازت کے سوا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے کیا اس امام اول کا کہنا ٹھیک ہے کہ امام ثانی کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر واقع میں امام اول نہ وہابی ہے نہ غیر مقلد نہ دیوبندی نہ کسی قسم کا بد مذہب، نہ اس کی طہارت یا قرأت یا اعمال وغیرہ کی وجہ سے کوئی وجہ کراہت، بلا وجہ اس کو معزول کرنا ممنوع ہے حتیٰ کہ حاکم شرع کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔ ردالمحتار میں ہے:

لیس للقاضی عزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحة ^۱ -	بغیر کسی وجہ کے قاضی مقرر امام کو معزول نہیں کر سکتا - (ت)

اور اگر واقعی اس میں کوئی وجہ کراہت ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اس کی نماز نامقبول۔ صحاح احادیث میں ہے:

ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق اذانهم شبرا (وعد منہم) من امر قوما وهم له کارهون ^۲ -	تین اشخاص کی نماز ان کی کانوں سے ایک بالشت برابر بلند نہیں ہوتی (اور ان میں سے ایک وہ شخص ہے) جو کسی قوم کی امامت کروائے حالانکہ وہ لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں - (ت)

اور اگر اس میں کوئی وجہ فساد نماز ہے مثلاً غیر مقلد یا دیوبندی یا غیر صحیح الطہارۃ یا غیر صحیح القراءۃ ہونا، جب تو ظاہر ہے کہ اس کی امامت فساد اور اس کے پیچھے نماز باطل، محض اس کا معزول کرنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ ردالمحتار کتاب الوقف مطلب لایصح عزل صاحب وظیفۃ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۳۳۳ھ

ف: ردالمحتار میں یہ عبارت اختلاف الفاظ کے ساتھ متعدد جگہ پر موجود ہے معنی متحد ہے ۳/۲۲۲، ۴۵۹، ۵۲، ۶۲، ۷۱، ۸۱، ۹۱، ۱۰۱، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۳۱، ۱۴۱، ۱۵۱، ۱۶۱، ۱۷۱، ۱۸۱، ۱۹۱، ۲۰۱، ۲۱۱، ۲۲۱، ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۵۱، ۲۶۱، ۲۷۱، ۲۸۱، ۲۹۱، ۳۰۱، ۳۱۱، ۳۲۱، ۳۳۱، ۳۴۱، ۳۵۱، ۳۶۱، ۳۷۱، ۳۸۱، ۳۹۱، ۴۰۱، ۴۱۱، ۴۲۱، ۴۳۱، ۴۴۱، ۴۵۱، ۴۶۱، ۴۷۱، ۴۸۱، ۴۹۱، ۵۰۱، ۵۱۱، ۵۲۱، ۵۳۱، ۵۴۱، ۵۵۱، ۵۶۱، ۵۷۱، ۵۸۱، ۵۹۱، ۶۰۱، ۶۱۱، ۶۲۱، ۶۳۱، ۶۴۱، ۶۵۱، ۶۶۱، ۶۷۱، ۶۸۱، ۶۹۱، ۷۰۱، ۷۱۱، ۷۲۱، ۷۳۱، ۷۴۱، ۷۵۱، ۷۶۱، ۷۷۱، ۷۸۱، ۷۹۱، ۸۰۱، ۸۱۱، ۸۲۱، ۸۳۱، ۸۴۱، ۸۵۱، ۸۶۱، ۸۷۱، ۸۸۱، ۸۹۱، ۹۰۱، ۹۱۱، ۹۲۱، ۹۳۱، ۹۴۱، ۹۵۱، ۹۶۱، ۹۷۱، ۹۸۱، ۹۹۱، ۱۰۰۱، ۱۰۱۱، ۱۰۲۱، ۱۰۳۱، ۱۰۴۱، ۱۰۵۱، ۱۰۶۱، ۱۰۷۱، ۱۰۸۱، ۱۰۹۱، ۱۱۰۱، ۱۱۱۱، ۱۱۲۱، ۱۱۳۱، ۱۱۴۱، ۱۱۵۱، ۱۱۶۱، ۱۱۷۱، ۱۱۸۱، ۱۱۹۱، ۱۲۰۱، ۱۲۱۱، ۱۲۲۱، ۱۲۳۱، ۱۲۴۱، ۱۲۵۱، ۱۲۶۱، ۱۲۷۱، ۱۲۸۱، ۱۲۹۱، ۱۳۰۱، ۱۳۱۱، ۱۳۲۱، ۱۳۳۱، ۱۳۴۱، ۱۳۵۱، ۱۳۶۱، ۱۳۷۱، ۱۳۸۱، ۱۳۹۱، ۱۴۰۱، ۱۴۱۱، ۱۴۲۱، ۱۴۳۱، ۱۴۴۱، ۱۴۵۱، ۱۴۶۱، ۱۴۷۱، ۱۴۸۱، ۱۴۹۱، ۱۵۰۱، ۱۵۱۱، ۱۵۲۱، ۱۵۳۱، ۱۵۴۱، ۱۵۵۱، ۱۵۶۱، ۱۵۷۱، ۱۵۸۱، ۱۵۹۱، ۱۶۰۱، ۱۶۱۱، ۱۶۲۱، ۱۶۳۱، ۱۶۴۱، ۱۶۵۱، ۱۶۶۱، ۱۶۷۱، ۱۶۸۱، ۱۶۹۱، ۱۷۰۱، ۱۷۱۱، ۱۷۲۱، ۱۷۳۱، ۱۷۴۱، ۱۷۵۱، ۱۷۶۱، ۱۷۷۱، ۱۷۸۱، ۱۷۹۱، ۱۸۰۱، ۱۸۱۱، ۱۸۲۱، ۱۸۳۱، ۱۸۴۱، ۱۸۵۱، ۱۸۶۱، ۱۸۷۱، ۱۸۸۱، ۱۸۹۱، ۱۹۰۱، ۱۹۱۱، ۱۹۲۱، ۱۹۳۱، ۱۹۴۱، ۱۹۵۱، ۱۹۶۱، ۱۹۷۱، ۱۹۸۱، ۱۹۹۱، ۲۰۰۱، ۲۰۱۱، ۲۰۲۱، ۲۰۳۱، ۲۰۴۱، ۲۰۵۱، ۲۰۶۱، ۲۰۷۱، ۲۰۸۱، ۲۰۹۱، ۲۱۰۱، ۲۱۱۱، ۲۱۲۱، ۲۱۳۱، ۲۱۴۱، ۲۱۵۱، ۲۱۶۱، ۲۱۷۱، ۲۱۸۱، ۲۱۹۱، ۲۲۰۱، ۲۲۱۱، ۲۲۲۱، ۲۲۳۱، ۲۲۴۱، ۲۲۵۱، ۲۲۶۱، ۲۲۷۱، ۲۲۸۱، ۲۲۹۱، ۲۳۰۱، ۲۳۱۱، ۲۳۲۱، ۲۳۳۱، ۲۳۴۱، ۲۳۵۱، ۲۳۶۱، ۲۳۷۱، ۲۳۸۱، ۲۳۹۱، ۲۴۰۱، ۲۴۱۱، ۲۴۲۱، ۲۴۳۱، ۲۴۴۱، ۲۴۵۱، ۲۴۶۱، ۲۴۷۱، ۲۴۸۱، ۲۴۹۱، ۲۵۰۱، ۲۵۱۱، ۲۵۲۱، ۲۵۳۱، ۲۵۴۱، ۲۵۵۱، ۲۵۶۱، ۲۵۷۱، ۲۵۸۱، ۲۵۹۱، ۲۶۰۱، ۲۶۱۱، ۲۶۲۱، ۲۶۳۱، ۲۶۴۱، ۲۶۵۱، ۲۶۶۱، ۲۶۷۱، ۲۶۸۱، ۲۶۹۱، ۲۷۰۱، ۲۷۱۱، ۲۷۲۱، ۲۷۳۱، ۲۷۴۱، ۲۷۵۱، ۲۷۶۱، ۲۷۷۱، ۲۷۸۱، ۲۷۹۱، ۲۸۰۱، ۲۸۱۱، ۲۸۲۱، ۲۸۳۱، ۲۸۴۱، ۲۸۵۱، ۲۸۶۱، ۲۸۷۱، ۲۸۸۱، ۲۸۹۱، ۲۹۰۱، ۲۹۱۱، ۲۹۲۱، ۲۹۳۱، ۲۹۴۱، ۲۹۵۱، ۲۹۶۱، ۲۹۷۱، ۲۹۸۱، ۲۹۹۱، ۳۰۰۱، ۳۰۱۱، ۳۰۲۱، ۳۰۳۱، ۳۰۴۱، ۳۰۵۱، ۳۰۶۱، ۳۰۷۱، ۳۰۸۱، ۳۰۹۱، ۳۱۰۱، ۳۱۱۱، ۳۱۲۱، ۳۱۳۱، ۳۱۴۱، ۳۱۵۱، ۳۱۶۱، ۳۱۷۱، ۳۱۸۱، ۳۱۹۱، ۳۲۰۱، ۳۲۱۱، ۳۲۲۱، ۳۲۳۱، ۳۲۴۱، ۳۲۵۱، ۳۲۶۱، ۳۲۷۱، ۳۲۸۱، ۳۲۹۱، ۳۳۰۱، ۳۳۱۱، ۳۳۲۱، ۳۳۳۱، ۳۳۴۱، ۳۳۵۱، ۳۳۶۱، ۳۳۷۱، ۳۳۸۱، ۳۳۹۱، ۳۴۰۱، ۳۴۱۱، ۳۴۲۱، ۳۴۳۱، ۳۴۴۱، ۳۴۵۱، ۳۴۶۱، ۳۴۷۱، ۳۴۸۱، ۳۴۹۱، ۳۵۰۱، ۳۵۱۱، ۳۵۲۱، ۳۵۳۱، ۳۵۴۱، ۳۵۵۱، ۳۵۶۱، ۳۵۷۱، ۳۵۸۱، ۳۵۹۱، ۳۶۰۱، ۳۶۱۱، ۳۶۲۱، ۳۶۳۱، ۳۶۴۱، ۳۶۵۱، ۳۶۶۱، ۳۶۷۱، ۳۶۸۱، ۳۶۹۱، ۳۷۰۱، ۳۷۱۱، ۳۷۲۱، ۳۷۳۱، ۳۷۴۱، ۳۷۵۱، ۳۷۶۱، ۳۷۷۱، ۳۷۸۱، ۳۷۹۱، ۳۸۰۱، ۳۸۱۱، ۳۸۲۱، ۳۸۳۱، ۳۸۴۱، ۳۸۵۱، ۳۸۶۱، ۳۸۷۱، ۳۸۸۱، ۳۸۹۱، ۳۹۰۱، ۳۹۱۱، ۳۹۲۱، ۳۹۳۱، ۳۹۴۱، ۳۹۵۱، ۳۹۶۱، ۳۹۷۱، ۳۹۸۱، ۳۹۹۱، ۴۰۰۱، ۴۰۱۱، ۴۰۲۱، ۴۰۳۱، ۴۰۴۱، ۴۰۵۱، ۴۰۶۱، ۴۰۷۱، ۴۰۸۱، ۴۰۹۱، ۴۱۰۱، ۴۱۱۱، ۴۱۲۱، ۴۱۳۱، ۴۱۴۱، ۴۱۵۱، ۴۱۶۱، ۴۱۷۱، ۴۱۸۱، ۴۱۹۱، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۲۱، ۴۲۳۱، ۴۲۴۱، ۴۲۵۱، ۴۲۶۱، ۴۲۷۱، ۴۲۸۱، ۴۲۹۱، ۴۳۰۱، ۴۳۱۱، ۴۳۲۱، ۴۳۳۱، ۴۳۴۱، ۴۳۵۱، ۴۳۶۱، ۴۳۷۱، ۴۳۸۱، ۴۳۹۱، ۴۴۰۱، ۴۴۱۱، ۴۴۲۱، ۴۴۳۱، ۴۴۴۱، ۴۴۵۱، ۴۴۶۱، ۴۴۷۱، ۴۴۸۱، ۴۴۹۱، ۴۵۰۱، ۴۵۱۱، ۴۵۲۱، ۴۵۳۱، ۴۵۴۱، ۴۵۵۱، ۴۵۶۱، ۴۵۷۱، ۴۵۸۱، ۴۵۹۱، ۴۶۰۱، ۴۶۱۱، ۴۶۲۱، ۴۶۳۱، ۴۶۴۱، ۴۶۵۱، ۴۶۶۱، ۴۶۷۱، ۴۶۸۱، ۴۶۹۱، ۴۷۰۱، ۴۷۱۱، ۴۷۲۱، ۴۷۳۱، ۴۷۴۱، ۴۷۵۱، ۴۷۶۱، ۴۷۷۱، ۴۷۸۱، ۴۷۹۱، ۴۸۰۱، ۴۸۱۱، ۴۸۲۱، ۴۸۳۱، ۴۸۴۱، ۴۸۵۱، ۴۸۶۱، ۴۸۷۱، ۴۸۸۱، ۴۸۹۱، ۴۹۰۱، ۴۹۱۱، ۴۹۲۱، ۴۹۳۱، ۴۹۴۱، ۴۹۵۱، ۴۹۶۱، ۴۹۷۱، ۴۹۸۱، ۴۹۹۱، ۵۰۰۱، ۵۰۱۱، ۵۰۲۱، ۵۰۳۱، ۵۰۴۱، ۵۰۵۱، ۵۰۶۱، ۵۰۷۱، ۵۰۸۱، ۵۰۹۱، ۵۱۰۱، ۵۱۱۱، ۵۱۲۱، ۵۱۳۱، ۵۱۴۱، ۵۱۵۱، ۵۱۶۱، ۵۱۷۱، ۵۱۸۱، ۵۱۹۱، ۵۲۰۱، ۵۲۱۱، ۵۲۲۱، ۵۲۳۱، ۵۲۴۱، ۵۲۵۱، ۵۲۶۱، ۵۲۷۱، ۵۲۸۱، ۵۲۹۱، ۵۳۰۱، ۵۳۱۱، ۵۳۲۱، ۵۳۳۱، ۵۳۴۱، ۵۳۵۱، ۵۳۶۱، ۵۳۷۱، ۵۳۸۱، ۵۳۹۱، ۵۴۰۱، ۵۴۱۱، ۵۴۲۱، ۵۴۳۱، ۵۴۴۱، ۵۴۵۱، ۵۴۶۱، ۵۴۷۱، ۵۴۸۱، ۵۴۹۱، ۵۵۰۱، ۵۵۱۱، ۵۵۲۱، ۵۵۳۱، ۵۵۴۱، ۵۵۵۱، ۵۵۶۱، ۵۵۷۱، ۵۵۸۱، ۵۵۹۱، ۵۶۰۱، ۵۶۱۱، ۵۶۲۱، ۵۶۳۱، ۵۶۴۱، ۵۶۵۱، ۵۶۶۱، ۵۶۷۱، ۵۶۸۱، ۵۶۹۱، ۵۷۰۱، ۵۷۱۱، ۵۷۲۱، ۵۷۳۱، ۵۷۴۱، ۵۷۵۱، ۵۷۶۱، ۵۷۷۱، ۵۷۸۱، ۵۷۹۱، ۵۸۰۱، ۵۸۱۱، ۵۸۲۱، ۵۸۳۱، ۵۸۴۱، ۵۸۵۱، ۵۸۶۱، ۵۸۷۱، ۵۸۸۱، ۵۸۹۱، ۵۹۰۱، ۵۹۱۱، ۵۹۲۱، ۵۹۳۱، ۵۹۴۱، ۵۹۵۱، ۵۹۶۱، ۵۹۷۱، ۵۹۸۱، ۵۹۹۱، ۶۰۰۱، ۶۰۱۱، ۶۰۲۱، ۶۰۳۱، ۶۰۴۱، ۶۰۵۱، ۶۰۶۱، ۶۰۷۱، ۶۰۸۱، ۶۰۹۱، ۶۱۰۱، ۶۱۱۱، ۶۱۲۱، ۶۱۳۱، ۶۱۴۱، ۶۱۵۱، ۶۱۶۱، ۶۱۷۱، ۶۱۸۱، ۶۱۹۱، ۶۲۰۱، ۶۲۱۱، ۶۲۲۱، ۶۲۳۱، ۶۲۴۱، ۶۲۵۱، ۶۲۶۱، ۶۲۷۱، ۶۲۸۱، ۶۲۹۱، ۶۳۰۱، ۶۳۱۱، ۶۳۲۱، ۶۳۳۱، ۶۳۴۱، ۶۳۵۱، ۶۳۶۱، ۶۳۷۱، ۶۳۸۱، ۶۳۹۱، ۶۴۰۱، ۶۴۱۱، ۶۴۲۱، ۶۴۳۱، ۶۴۴۱، ۶۴۵۱، ۶۴۶۱، ۶۴۷۱، ۶۴۸۱، ۶۴۹۱، ۶۵۰۱، ۶۵۱۱، ۶۵۲۱، ۶۵۳۱، ۶۵۴۱، ۶۵۵۱، ۶۵۶۱، ۶۵۷۱، ۶۵۸۱، ۶۵۹۱، ۶۶۰۱، ۶۶۱۱، ۶۶۲۱، ۶۶۳۱، ۶۶۴۱، ۶۶۵۱، ۶۶۶۱، ۶۶۷۱، ۶۶۸۱، ۶۶۹۱، ۶۷۰۱، ۶۷۱۱، ۶۷۲۱، ۶۷۳۱، ۶۷۴۱، ۶۷۵۱، ۶۷۶۱، ۶۷۷۱، ۶۷۸۱، ۶۷۹۱، ۶۸۰۱، ۶۸۱۱، ۶۸۲۱، ۶۸۳۱، ۶۸۴۱، ۶۸۵۱، ۶۸۶۱، ۶۸۷۱، ۶۸۸۱، ۶۸۹۱، ۶۹۰۱، ۶۹۱۱، ۶۹۲۱، ۶۹۳۱، ۶۹۴۱، ۶۹۵۱، ۶۹۶۱، ۶۹۷۱، ۶۹۸۱، ۶۹۹۱، ۷۰۰۱، ۷۰۱۱، ۷۰۲۱، ۷۰۳۱، ۷۰۴۱، ۷۰۵۱، ۷۰۶۱، ۷۰۷۱، ۷۰۸۱، ۷۰۹۱، ۷۱۰۱، ۷۱۱۱، ۷۱۲۱، ۷۱۳۱، ۷۱۴۱، ۷۱۵۱، ۷۱۶۱، ۷۱۷۱، ۷۱۸۱، ۷۱۹۱، ۷۲۰۱، ۷۲۱۱، ۷۲۲۱، ۷۲۳۱، ۷۲۴۱، ۷۲۵۱، ۷۲۶۱، ۷۲۷۱، ۷۲۸۱، ۷۲۹۱، ۷۳۰۱، ۷۳۱۱، ۷۳۲۱، ۷۳۳۱، ۷۳۴۱، ۷۳۵۱، ۷۳۶۱، ۷۳۷۱، ۷۳۸۱، ۷۳۹۱، ۷۴۰۱، ۷۴۱۱، ۷۴۲۱، ۷۴۳۱، ۷۴۴۱، ۷۴۵۱، ۷۴۶۱، ۷۴۷۱، ۷۴۸۱، ۷۴۹۱، ۷۵۰۱، ۷۵۱۱، ۷۵۲۱، ۷۵۳۱، ۷۵۴۱، ۷۵۵۱، ۷۵۶۱، ۷۵۷۱، ۷۵۸۱، ۷۵۹۱، ۷۶۰۱، ۷۶۱۱، ۷۶۲۱، ۷۶۳۱، ۷۶۴۱، ۷۶۵۱، ۷۶۶۱، ۷۶۷۱، ۷۶۸۱، ۷۶۹۱، ۷۷۰۱، ۷۷۱۱، ۷۷۲۱، ۷۷۳۱، ۷۷۴۱، ۷۷۵۱، ۷۷۶۱، ۷۷۷۱، ۷۷۸۱، ۷۷۹۱، ۷۸۰۱، ۷۸۱۱، ۷۸۲۱، ۷۸۳۱، ۷۸۴۱، ۷۸۵۱، ۷۸۶۱، ۷۸۷۱، ۷۸۸۱، ۷۸۹۱، ۷۹۰۱، ۷۹۱۱، ۷۹۲۱، ۷۹۳۱، ۷۹۴۱، ۷۹۵۱، ۷۹۶۱، ۷۹۷۱، ۷۹۸۱، ۷۹۹۱، ۸۰۰۱، ۸۰۱۱، ۸۰۲۱، ۸۰۳۱، ۸۰۴۱، ۸۰۵۱، ۸۰۶۱، ۸۰۷۱، ۸۰۸۱، ۸۰۹۱، ۸۱۰۱، ۸۱۱۱، ۸۱۲۱، ۸۱۳۱، ۸۱۴۱، ۸۱۵۱، ۸۱۶۱، ۸۱۷۱، ۸۱۸۱، ۸۱۹۱، ۸۲۰۱، ۸۲۱۱، ۸۲۲۱، ۸۲۳۱، ۸۲۴۱، ۸۲۵۱، ۸۲۶۱، ۸۲۷۱، ۸۲۸۱، ۸۲۹۱، ۸۳۰۱، ۸۳۱۱، ۸۳۲۱، ۸۳۳۱، ۸۳۴۱، ۸۳۵۱، ۸۳۶۱، ۸۳۷۱، ۸۳۸۱، ۸۳۹۱، ۸۴۰۱، ۸۴۱۱، ۸۴۲۱، ۸۴۳۱، ۸۴۴۱، ۸۴۵۱، ۸۴۶۱، ۸۴۷۱، ۸۴۸۱، ۸۴۹۱، ۸۵۰۱، ۸۵۱۱، ۸۵۲۱، ۸۵۳۱، ۸۵۴۱، ۸۵۵۱، ۸۵۶۱، ۸۵۷۱، ۸۵۸۱، ۸۵۹۱، ۸۶۰۱، ۸۶۱۱، ۸۶۲۱، ۸۶۳۱، ۸۶۴۱، ۸۶۵۱، ۸۶۶۱، ۸۶۷۱، ۸۶۸۱، ۸۶۹۱، ۸۷۰۱، ۸۷۱۱، ۸۷۲۱، ۸۷۳۱، ۸۷۴۱، ۸۷۵۱، ۸۷۶۱، ۸۷۷۱، ۸۷۸۱، ۸۷۹۱، ۸۸۰۱، ۸۸۱۱، ۸۸۲۱، ۸۸۳۱، ۸۸۴۱، ۸۸۵۱، ۸۸۶۱، ۸۸۷۱، ۸۸۸۱، ۸۸۹۱، ۸۹۰۱، ۸۹۱۱، ۸۹۲۱، ۸۹۳۱، ۸۹۴۱، ۸۹۵۱، ۸۹۶۱، ۸۹۷۱، ۸۹۸۱، ۸۹۹۱، ۹۰۰۱، ۹۰۱۱، ۹۰۲۱، ۹۰۳۱، ۹۰۴۱، ۹۰۵۱، ۹۰۶۱، ۹۰۷۱، ۹۰۸۱، ۹۰۹۱، ۹۱۰۱، ۹۱۱۱، ۹۱۲۱، ۹۱۳۱، ۹۱۴۱، ۹۱۵۱، ۹۱۶۱، ۹۱۷۱، ۹۱۸۱، ۹۱۹۱، ۹۲۰۱، ۹۲۱۱، ۹۲۲۱، ۹۲۳۱، ۹۲۴۱، ۹۲۵۱، ۹۲۶۱، ۹۲۷۱، ۹۲۸۱، ۹۲۹۱، ۹۳۰۱، ۹۳۱۱، ۹۳۲۱، ۹۳۳۱، ۹۳۴۱، ۹۳۵۱، ۹۳۶۱، ۹۳۷۱، ۹۳۸۱، ۹۳۹۱، ۹۴۰۱، ۹۴۱۱، ۹۴۲۱، ۹۴۳۱، ۹۴۴۱، ۹۴۵۱، ۹۴۶۱، ۹۴۷۱، ۹۴۸۱، ۹۴۹۱، ۹۵۰۱، ۹۵۱۱، ۹۵۲۱، ۹۵۳۱، ۹۵۴۱، ۹۵۵۱، ۹۵۶۱، ۹۵۷۱، ۹۵۸۱، ۹۵۹۱، ۹۶۰۱، ۹۶۱۱، ۹۶۲۱، ۹۶۳۱، ۹۶۴۱، ۹۶۵۱، ۹۶۶۱، ۹۶۷۱، ۹۶۸۱، ۹۶۹۱، ۹۷۰۱، ۹۷۱۱، ۹۷۲۱، ۹۷۳۱، ۹۷۴۱، ۹۷۵۱، ۹۷۶۱، ۹۷۷۱، ۹۷۸۱، ۹۷۹۱، ۹۸۰۱، ۹۸۱۱، ۹۸۲۱، ۹۸۳۱، ۹۸۴۱، ۹۸۵۱، ۹۸۶۱، ۹۸۷۱، ۹۸۸۱، ۹۸۹۱، ۹۹۰۱، ۹۹۱۱، ۹۹۲۱، ۹۹۳۱، ۹۹۴۱، ۹۹۵۱، ۹۹۶۱، ۹۹۷۱، ۹۹۸۱، ۹۹۹۱، ۱۰۰۱، ۱۰۱۱، ۱۰۲۱، ۱۰۳۱، ۱۰۴۱، ۱۰۵۱، ۱۰۶۱، ۱۰۷۱، ۱۰۸۱، ۱۰۹۱، ۱۱۰۱، ۱۱۱۱، ۱۱۲۱، ۱۱۳۱، ۱۱۴۱، ۱۱۵۱، ۱۱۶۱، ۱۱۷۱، ۱۱۸۱، ۱۱۹۱، ۱۲۰۱، ۱۲۱۱، ۱۲۲۱، ۱۲۳۱، ۱۲۴۱، ۱۲۵۱، ۱۲۶۱، ۱۲۷۱، ۱۲۸۱، ۱۲۹۱، ۱۳۰۱، ۱۳۱۱، ۱۳۲۱، ۱۳۳۱، ۱۳۴۱، ۱۳۵۱، ۱۳۶۱، ۱۳۷۱، ۱۳۸۱، ۱۳۹۱، ۱۴۰۱، ۱۴۱۱، ۱۴۲۱، ۱۴۳۱، ۱۴۴۱، ۱۴۵۱، ۱۴۶۱، ۱۴۷۱، ۱۴۸۱، ۱۴۹۱، ۱۵۰۱، ۱۵۱۱، ۱۵۲۱، ۱۵۳۱، ۱۵۴۱، ۱۵۵۱، ۱۵۶۱، ۱۵۷۱، ۱۵۸۱، ۱۵۹۱، ۱۶۰۱، ۱۶۱۱، ۱۶۲۱، ۱۶۳۱، ۱۶۴۱، ۱۶۵۱، ۱۶۶۱، ۱۶۷۱، ۱۶۸۱، ۱۶۹۱، ۱۷۰۱، ۱۷۱۱، ۱۷۲۱، ۱۷۳۱، ۱۷۴۱، ۱۷۵۱، ۱۷۶۱، ۱۷۷۱، ۱۷۸۱، ۱۷۹۱، ۱۸۰۱، ۱۸۱۱، ۱۸۲۱، ۱۸۳۱، ۱۸۴۱، ۱۸۵۱، ۱۸۶۱، ۱۸۷۱، ۱۸۸۱، ۱۸۹۱، ۱۹۰۱، ۱۹۱۱، ۱۹۲۱، ۱۹۳۱، ۱۹۴۱، ۱۹۵۱، ۱۹۶۱، ۱۹۷۱، ۱۹۸۱، ۱۹۹۱، ۲۰۰۱، ۲۰۱۱، ۲۰۲۱، ۲۰۳۱، ۲۰۴۱، ۲۰۵۱، ۲۰۶۱، ۲۰۷۱، ۲۰۸۱، ۲۰۹۱، ۲۱۰۱، ۲۱۱۱، ۲۱۲۱، ۲۱۳۱، ۲۱۴۱، ۲۱۵۱، ۲۱۶۱، ۲۱۷۱، ۲۱۸۱، ۲۱۹۱، ۲۲۰۱، ۲۲۱۱، ۲۲۲۱، ۲۲۳۱، ۲۲۴۱، ۲۲۵۱، ۲۲۶۱، ۲۲۷۱، ۲۲۸۱، ۲۲۹۱، ۲۳۰۱، ۲۳۱۱، ۲۳۲۱، ۲۳۳۱، ۲۳۴۱، ۲۳۵۱، ۲۳۶۱، ۲۳۷۱، ۲۳۸۱، ۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بسبب ہونے حافظ قرآن ایک مسجد میں بخدمت پیش امامی ورائے تعلیم قرآن طفلان اہل اسلام سنت وجماعت کے مقرر کیا گیا چند عرصہ بعد تک بظاہر کسی قسم کا فرق نہ معلوم، ہونے سے ایک گروہ جاہلوں کے معتقد و مطیع زید ہو گئے۔ جب زید دو تین لڑکوں کا حافظہ ختم کر چکا اور اپنا رسوخ پورا پورا جما چکا تو اپنے منصب امامت پر فخر کرنے لگا اور مسجد کو اپنی میراث جان کر کہنے لگا کہ مجھ کو اس مسجد سے کوئی ہٹا نہیں سکتا، غرض زید کا ایک شاگرد رشید بکر نامی جس کا حافظہ ختم ہو چکا تھا اس کی شادی ہو جانے کے بعد اس کے والد نے زید ہی کو زوجہ بکر کی تعلیم قرآن کے لئے مقرر کیا چند ہی عرصہ میں انگشت نمائی ہونے لگی یہاں تک کہ برسوں کے بعد معاملہ طول ہو کر ظاہر ہوا تو بکر سے طلاق دلایا گیا اور زید نے مطلقہ کو خود نکاح میں لا کر فخر یہ کہتا ہے اب تو موافق شرع کے حرام نہیں ہے چونکہ عورت جو ان زید سن رسیدہ تھا زید کے دباؤ میں نہ رہ کر آزادانہ روش اختیار کر کے پردہ بھی بالائے طاق رکھا اور زید کے جو جوان پرانے شاگرد تھے ان سے خلا مارنے لگا، چونکہ زید دیکھنے والا نواب صدیق حسن بھوپالی کا ہے ہر موقع پر حق کو ناحق اور ناحق کو حق بتا کر جاہلوں کی سیدھا کر لیا کرتا تھا اس پر تھوڑے لوگ حق شناس تھے ان سے الگ رہنے لگا اس کے درمیان ایک لڑکا ولد الزنا پیدا ہوا اس کا عقیقہ کیا گیا یہی زید پیش امام صاحب شریک عقیقہ ہو کر بکرے کی کھال کی غرض سے خوب پلاؤ پر ہاتھ مار کر پکارنے لگے کہ عقیقہ کھانا جائز تھا ہر گز حرام نہیں جب اس پر بھی لوگ ان کی پیش امامی پر معترض ہوئے تو خود ہی زید صاحب غیظ و غضب میں آ کر چلا اٹھے کہ پیش امامی کرنے پر لعنت ہے میں تو ہر گز نماز نہیں پڑھاؤں گا جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں وہی پڑھائیں قہر درویش برجان درویش ایک ہفتہ تک نماز پڑھانے سے رکے رہے آخر جھک مار کر خود ہی نماز پڑھانے لگے اور لوگوں نے نماز پڑھی، پس ان سب باتوں پر نظر ڈالتے ہوئے معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگرچہ لوگوں کی انگشت نمائی کا اعتبار نہیں اکثر محض باطل بدگمانی پر ہوتی ہے مگر زید کا بعد نکاح کہنا اب تو حرام نہیں ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے حرام تھا تو یہ اقرار حرام ہوا، اگرچہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ پہلے تم مجھ پر ناحق بدگمانی حرام کرتے تھے اب تو حرام نہیں۔ زن زید کی نسبت جو لکھا گیا ہے اگر برضائے زید ہے یا زید بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو دیوث ہے اور دیوث سخت اخبث فاسق، اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ اسے امام بنانا حلال نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اور پڑھی تو پھر نا واجب، سائل نے کچھ نہ لکھا کہ زنا سے لڑکا کس کے پیدا ہوا، اگر کسی دوسرے کے یہاں کا یہ واقعہ ہے اور وہ عورت شوہر دار ہے، شوہر نے اسے اپنا بچہ ٹھہرا کر عقیقہ کیا تو بیشک اس میں کوئی حرج نہ تھا، نہ اس کے کھانے میں کوئی حرج۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صاحب نکاح کیلئے ولد (نسب) اور زانی کے لئے پتھر ہے (ت)

الولد للفراش وللعاهر الحجر¹۔

اور اگر عورت بے شوہر تھی اور اس نے عقیقہ کیا تو ازواجاً کہ اس سے نسب قطعاً ثابت ہے اور نسب فی نفسہ نعمت ہے فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا² (اللہ تعالیٰ نے آدمی کے لئے رشتے اور سسرال بنائے) اگرچہ جہت سبب سے یہ صورت سخت بلا ہے، اس عقیقہ کی تحریم یا اس کے کھانے کی حرمت ظاہر نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ شراب پینے پر بسم اللہ کہے تو کافر ہے اور پی کر الحمد للہ کہے تو نہیں کہ شراب اگرچہ بلا ہے مگر اس کا حلق سے اتر جانا اور اسی وقت گلے میں پھنس کر دم نہ نکال دینا، اس شدید عصیان کی حالت میں رب عزوجل کی نعمت ہے۔ فضول عمادی و فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

جس نے حرام کھایا اور کھانے کے وقت "بسم اللہ" پڑھی امام معروف³ مشتملی (ہندیہ) نے کہا کہ وہ کافر ہے اور فراغت کے بعد اگر "الحمد للہ" کہا تو بعض متاخرین نے کہا کہ اس سے وہ کافر نہیں ہوگا۔ (ت)

من اكل طعاما حراما وقال الاكل بسم الله
حكم الامام المعروف بمشتملي (ہندیہ) انه
يكفر ولو قال عند الفراغ الحمد لله قال بعض
المتاخرين لا يكفر³

البتہ اگر زانی نے عقیقہ کیا تو وجہ نعمت اصلاً منتفی ہے پھر بھی زنا پر شکر اس سے مفہوم نہیں ہوتا بلکہ بہت جہال یہ جانتے بھی نہیں کہ عقیقہ سے شکر مقصود ہے ایک رسم سمجھ کر کرتے ہیں اس صورت میں شرکت اور اس کا کھانا ضرور معیوب و شنیع تھا۔ امامت پر لعنت تو صریح کفر ہے مگر اس سے یہ مقصود ہو سکتا ہے کہ اگر یہ شخص امامت کرے تو اس شخص پر لعنت ہے یہ کیا تھوڑا ناپاک لفظ ہے، زید کی امامت نامناسب، خصوصاً اگر صدیق حسن خاں کے مذہب پر ہو کہ ان حالات میں ضرور بد دین ہے اور اسے امام بنانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲۲: زید کچہری میں جا کر مقدمہ دائر کرتا ہے اور اس کی کوشش اور پیروی میں مصروف رہتا ہے اس کے لڑکے کی منکوحہ بیوی یتیم ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ معاش کا بھی نہیں ہے اور اس کا لڑکا باہم کھاتے پیتے ہیں اور لڑکے کی منکوحہ بیوی کو اپنے یہاں بلاتے نہیں جس کی وجہ سے وہ سخت تکلیف میں ہے، زید نے لڑکے کا نکاح ثانی بھی کر لیا آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

¹ صحیح مسلم باب الولد للفراش مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۷۰/۱

² القرآن، ۵۴/۲۵

³ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نورانی مکتب خانہ پشاور ۷۳/۲

الجواب:

عورت کو بلانا، نان و نفقہ دینا، اچھا برتاؤ کرنا شوہر کے ذمہ ہے اس کے باپ کے ذمہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ ہاں اگر بلاوجہ شرعی باپ اسے بلانے سے منع کرتا ہے یا اس کے اس ظلم پر راضی ہے تو خود شریک ظلم ہے۔ اگر وہ بات باعلان کرتا ہے لوگوں میں اس کے ارتکاب سے مشہور ہے تو اسے امام نہ بنایا جائے گا کہ فاسق معلن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲۳: از قطب پور ڈاکخانہ پیر گنج ضلع رنگ پور مسئولہ محمد رحمت اللہ ۵ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

سود کھانے والے اور دینے والے دونوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سود خور کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہے اور سود دینے والا اگر حقیقتہً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر الزام نہیں۔ در مختار میں ہے:

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح ^۱	ضرورت مند کے لئے نفع کی بنیاد پر قرض حاصل کرنا جائز ہے۔ (ت)

اور اگر بلا مجبوری شرعی سود دیتا ہے مثلاً تجارت بڑھانے یا جلد اد میں اضافہ کرنے یا اونچا محل بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے سودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی سود کھانے والے کے مثل ہے اور اسے امام بنانا بھی گناہ، اور نماز کا وہی حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲۴ تا ۷۲۶: از ڈوئنگر پور ملک میواڑ راجپوتانہ مکان سمندر خاں جمعدار مسئولہ عبد الرؤف خاں ۵ رمضان ۱۴۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

- (۱) کوئی آدمی عالم کے آنے سے مسجد میں آنا چھوڑ دے اور حسد کرے اور وہ پیش امام بھی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) کوئی عالم ہو اور پیش امام و قاضی شہر ہو خود سب سے مسائل بیان کرے اور سب کو سنائے اور سب کے پہلے جا کر بوہروں کے یہاں کا ذبح کیا ہو گوشت کھائے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟
- (۳) جو شخص ہمیشہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہو اور وہ پیش امام ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ الاشباہ والنظائر قاعدہ خامسہ درء المفساد مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۶

الجواب:

(۱) ایسی اجمالی باتوں پر حکم نہیں ہو سکتا وہ کیسا عالم اور وجہ حسد کیا تا وقتیکہ تفصیل نہ معلوم ہوا اجمالی بات کا جواب نہیں دیا جاسکتا عالم علمائے دین ہیں اور وہابیہ وغیرہم مرتدین بھی عالم کہلاتے ہیں اور وجوہ منازعت بھی مختلف ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو شخص دانستہ بوجہوں کا ذبیحہ کھاتا ہے مردار کھاتا ہے اسے امام بنانا جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) فقط اتنا کہ دنیا کی بات مسجد میں کرتا ہے علی الاطلاق ممانعت امامت کا موجب نہیں جب تک علانیہ حد فسخ کو پہنچنا ثابت نہ ہو اگر دنیا کی بات کرنے کے لئے بالمقصد مسجد نہیں جاتا نماز کے لئے بیٹھا ہے اور کوئی دنیا کی باتیں بھی کر لیں جن میں فحش وغیرہ معاصی نہ ہوں اگرچہ ایسا بھی نہ چاہئے مگر اس سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲ تا ۷۸: از موضع سہاون پور گاؤں گوپال گنج متصل ڈروہ ڈاکخانہ ڈروہ تحصیل گنڈہ ضلع پر تاب گنڈہ مسئلہ بنجودشاہ ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے ہو سکتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟

(۲) اور جو لوگ مولود شریف کو منع کرتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں ان کے پیچھے حنفی کی نماز ہو سکتی ہے یا مکروہ ہوتی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر معلوم ہے کہ اس خاص نماز میں حنفی مذہب کے کسی فرض طہارت یا فرض نماز کا تارک ہے تو حنفی کی یہ نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی، اور اگر معلوم ہے کہ وہ اس نماز فرض و شرط مذہب حنفی کا تارک نہیں تو یہ نماز اس کے پیچھے ضرور ہو سکتی ہے اگرچہ حنفی کے پیچھے اولیٰ ہے، اور اگر اس نماز کا حال معلوم نہیں مگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتداء میں حرج نہیں اگرچہ حنفی اولیٰ ہے اور اگر اس کی عادت معلوم ہے کہ فرائض و شرائط میں مذہب حنفی کی رعایت نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور کراہت شدیدہ ہے پھر اگر ان دونوں صورتوں میں بعد کو معلوم ہو کہ اس نماز میں اس نے رعایت نہ کی تھی وہ نماز پھر پڑھنی ہوگی کہ صحیح یہی ہے کہ مذہب مقتدی کا اعتبار ہے اور اگر بعد کو ثابت ہے کہ اس نماز خاص میں رعایت کی تھی تو نماز ہو گئی اعادہ کی کچھ حاجت نہیں، اور اگر اس کی عادت ہی کچھ معلوم نہ ہو تو اس کی اقتداء مکروہ ہے، مگر حنفی امام کے پیچھے نماز نہ ملے تو جماعت نہ چھوڑے بعد کو ظہور حال کا

حکم وہی ہے جو ابھی گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اب مجلس میلاد مبارک مطلقاً ناجائز کہنے والے نہیں مگر وہابیہ، اور وہابیہ مرتدین ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۲۹ تا ۷۳۴: از بھوساؤل ضلع خاندیس محلہ ستارہ مسؤلحافظ الیس محبوب ۷ رمضان ۱۳۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

- (۱) زید نصاریٰ کی تابعداری کرتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر ہے تو کن لوگوں کی نماز ہوتی ہے کن لوگوں کی نہیں؟
- (۳) زید مسلمانوں میں نفاق ڈالے تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۴) زید حاکم وقت کی چوری میں گرفتار ہوا تو وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟
- (۵) زید باطنی غیر مقلد ہو اور اہلسنت کے دکھانے کو کہے کہ میں حنفی مذہب رکھتا ہوں اور اس پر یہ بھی ساتھ فخر کے کہے تو وہ امامت لائق یا نہیں؟
- (۶) ایک مسلمان عزت دار امامت کرتا ہو مگر دو چار مسلمانوں کے منحرف کر دینے سے ایک شخص اس پر الزام لگائے کہ یہ شخص امامت کے لائق نہیں اور وہ لوگ احادیث وغیرہ سے واقف نہ ہوں اور مسلمانوں میں نا اتفاقی کرائیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے آیا وہ استغفار کے حقدار ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

- (۱) سائل نے تابعداری کا گول اور مجمل لفظ لکھا تابعداری نصاریٰ کی ہو یا ہنود کی یا مسلم کی، حلال میں حلال ہے، حرام میں حرام ہے، کفر میں کفر۔ جو کفر میں کسی کی تابعداری کرے وہ کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور جو حرام میں اتباع کرتا ہو فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، اور جو حلال میں اطاعت کرے اس پر الزام نہیں، نہ اس وجہ سے اس کی امامت میں حرج۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) جو امامت کے لائق ہے اس کے پیچھے سب کی نماز ہو سکتی ہے اس صورت میں خاصہ کو یہاں دخل نہیں کہ آدمی ایک خاص قسم کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہو دوسرے لوگوں کی اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہو جیسے معذور کہ اپنے مثل معذور کی امامت کر سکتا اور وں کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) مجمل سوال ہے بارہا مسئلہ حق بیان کرنے سے جاہلوں میں اختلاف پڑتا ہے اور احمق یا بددین لوگ اسے نفاق ڈالنا کہتے ہیں یہ وجہ الزام نہیں ہو سکتا، سائل مفصل لکھے کہ کیا کہتا اور کیا نفاق ڈالتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم
- (۴) اگر توبہ کر چکا اور اس سے نفرت قلوب میں نہ رہی اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو تو اس کی امامت میں حرج

نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) غیر مقلد کی امامت باطل ہے اور اس کے پیچھے نماز محض ناجائز، اور جب اس کا غیر مقلد ہونا ثابت و تحقیق ہے تو اس کا براہ تقیہ اپنے آپ کو حنفی کہنا کچھ مفید نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں بیشک حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ أَنَّنَا لَمُؤْمِنُونَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَمُؤْمِنٌ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) استغفار کا حقدار ہر مسلمان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاسْتَغْفِرْ لِنَفْسِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ^۲

اگر انھوں نے بیجا الزام لگایا ہے سخت گنہگار حق العبد میں گرفتار، نفاق ڈالنے کا جواب نمبر ۳ میں ہو چکا مجمل باتوں پر قطعی حکم دے کر فتویٰ کو کسی غرض نفسانی کا مؤید نہیں کر سکتے و من لم یعرف اہل زمانہ فہو جاہل (جو اپنے زمانے کے احوال سے واقف نہیں وہ جاہل ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۳۵: از تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علی گڑھ مسئلہ محمد لطیف قرق امین
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی غیر صحیح النسل یعنی کبھی زادہ کے پیچھے جو حافظ قرآن ہو نماز پڑھنا اور خاص کر تراویح ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: مکروہ تزیہی ہے اگر وہ سب حاضرین سے علم مسائل طہارت و صلاۃ میں زائد نہ ہو، ورنہ وہی اولیٰ اگر جملہ شرائط امامت کا جامع ہو کمافی الدر المختار وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۳۶: از بریلی کا نکر ٹولہ متصل چوکی پولیس پرانا شہر مسئلہ عبدالغنی صاحب
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور کس کس کے نہیں، دیگر یہ کہ گاؤں کے

^۱ القرآن ۱/۶۳

^۲ القرآن ۱۹/۴

کارندے کے پیچھے جو حال میں کارندگی کر رہا ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور حضور کو خوب روشن ہو گا کہ جس طرح کارندہ اپنی گزراوقات کے ذرائع نکالتے ہیں۔ بیوا تو جروا

الجواب:

ہر سنی صحیح العقیدہ صحیح القراۃ صحیح الطہارۃ غیر فاسق معین جس میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ لوگوں کے لئے باعث نفرت اور جماعت کے لئے وجہ قلت ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ گاؤں کے کارندے جن کا غبن اور اسامی وغیرہم سے ناجائز پیسہ لینا ظاہر و معروف ہو ان کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، ورنہ کارندگی خود کوئی گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۷۳۷: از شہر محلہ باغ احمد علی خاں مسؤلہ نیاز علی ۴ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانچ آدمی باوجود مسجد میں جماعت ہو رہی ہے شامل نہیں ہوتے، بعد ختم جماعت کثیر پانچوں آدمی علیحدہ جماعت پڑھتے ہیں یا مسجد میں پڑھنے آتے ہی نہیں۔ امام مسجد جو عرصہ سے امامت کر رہا ہے اور اپنا عقیدہ ذیل بیان کرتا ہے اس کو وہ برا کہتے ہیں ایسے کے لئے کیا حکم ہے اور ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہیے (عقیدہ پیش امام مسجد کا یہ ہے) "میں مذہب اہلسنت و جماعت پر عمل کرتا ہوں۔ میرا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں، اللہ عزوجل کی توحید اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد خدا کے تمام مخلوق سے افضل جانتا ہوں، کرامات اولیاء و بزرگان دین کا قائل ہوں۔" ایسا امام اگر وہابی (جونی زمانہ مشہور کردئے گئے ہیں) کے مدرسہ میں پڑھنے کو چلا جائے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

صورت مسئلہ میں پیش امام موصوف کی امامت بلاشبہ صحیح و درست ہے جب پیش امام اپنا حنفی ہونا بیان کرتا ہے اور عقیدہ مطابق اہلسنت و جماعت رکھنے کا مدعی ہے اور اس کے کسی قول و فعل سے اس کا خلاف ثابت نہیں ہوتا تو محض کسی وہابی کے مدرسہ میں پڑھنا یا بالفرض کسی پاٹ شالہ یا اسکول میں تعلیم حاصل کرنا ہرگز صحت امامت کے لئے قاذب نہیں ہو سکتا کیونکہ احکام شرعیہ کا مدار ظاہر پر ہے ہم شق قلب پر مامور نہیں، وہ اشخاص جو مختلف عن الجماعۃ ہیں اگر کوئی عذر شرعی رکھتے ہوں تو معذور رہیں گے اور اگر محض عصیت و نفسانیت کی جہت سے شریک جماعت نہیں ہوتے تو وہ فاسق مردود الشاہدۃ قابل تعزیر ہیں اہل محلہ کو ان سے سلام و کلام ترک کر دینا چاہئے۔ العبد المحیب محمد عبد اللہ کان اللہ لہ۔ صحیح ہے محمد منور العلی غفرلہ۔ الجواب صحیح محمد واحد نور عفی عنہ۔

الجواب:

یہ فتویٰ محض غلط ہے اس میں اصل بحث سے پہلو تہی کی گئی ہے اور بے علاقہ روایتیں محض فضول نقل کر دیں

اس پر انہی لوگوں کے دستخط ہیں جو خود دیوبندی خیال کے ہیں یا کم از کم دیوبندیوں کو کافر نہیں کہتے وہ تو ایسا کہا ہی چاہیں حالانکہ علمائے حرمین شریفین باتفاق فتویٰ دے چکے کہ گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی سب مرتد ہیں اور بحوالہ بزازیہ و مجمع الانہر و در مختار تحریر فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ عقائد اہلسنت کا مدعی ہونا یا اپنے آپ کو حنفی کہنا یا توحید و رسالت و افضلیت و کرامت کا اپنے آپ کو قائل بنانا، ان میں سے کون سی بات کا وہابیہ و دیوبندیہ اقرار نہیں کرتے اور پھر کافر ہیں ایسے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، بلکہ چاروں باتوں کے مقرر قادیانی تک ہیں اور اپنے آپ کو مقلدِ امام ابوحنیفہ بھی کہتے ہیں کیا اس سے ان کا کفر اٹھ گیا۔ شریعت بیشک ظاہر پر حکم فرماتی ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آدمی جسے کافر مرتد جا نے کا اس سے علم دین نہ پڑھے گا، پاٹ شالہ اور اسکول کی مثال جہالت ہے، کیا کوئی پنڈتوں، پادریوں سے قرآن عظیم و حدیث و فقہ پڑھنے جانتا ہے اور بفرض غلط اگر وہابیہ سے پڑھنے والا عقائد وہابیہ کی طرف مائل نہ بھی ہو اور انھیں کافر مرتد جانتا ہو جب بھی انہیں استاد بنانا ان کی تعظیم کرنا تو ہے، اور ائمہ دین نے فرمایا جو کسی مجوسی کو تعظیم یا "استاذ" کہے وہ کافر ہو جاتا ہے، فتاویٰ ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و منح الغفار و در مختار و غیر ہا میں ہے: ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلاً کفر^۱ (اگر کسی نے مجوسی کو تعظیم یا "استاذ" کہا تو کافر ہو جائیگا۔ ت) جب صرف تعظیم یا "استاذ" کہنے پر یہ حکم ہے تو مرتد حقیقۃً استاذ بنانا اور اقسام تعظیم بجالانا کیسا ہوگا بلاشبہ ایسا شخص امام بنانے کے قابل نہیں جس کے دل میں دین کی عظمت ہے ہر گز اسے امام نہ بنائے گا نہ اس کے پیچھے نماز پڑھے گا، ہاں جو شخص دین کو ہنسی کھیل سمجھے وہ جو چاہے کرے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ اپنی نمازیں برباد نہ کریں، ہم اس کی ایک آسان پہچان بتا دیتے ہیں اس فتویٰ میں جن جن لوگوں کے دستخط ہیں ان سے سوال کرو کہ "حسام الحرمین شریف" میں تمام علمائے حرمین شریفین نے جن جن وہابیوں کو نام بنام کافر و مرتد لکھا ہے اور فرمایا ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، آیا تم لوگ بھی انھیں کافر و مرتد کہتے ہو، دیکھو ہر گز نہ کہیں گے، تو صاف معلوم ہوا کہ یہ بھی مستم ہیں تو ان سے فتویٰ لینا کس طرح حلال ہو اور اس پر عمل کون سی شریعت نے جائز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۳۸:

از بالک مسئلہ قاضی محمد سلیم

۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ

اگر حنفی مذہب کا امام اس برات اور ولیمہ میں شامل ہو جس میں مرزائی اور وہ شخص ہو جس نے کہ اپنے لڑکے کا نکاح اُس عورت سے پڑھا لیا جس کو طلاقِ ثلاثہ چھ سال دی رکھی اور بغیر حلالہ کے نکاح پڑھا لیا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ جو امام علم والا حنفی مذہب کا اس برات یا ولیمہ میں شامل

^۱ در مختار، کتاب الحظر والا باصۃ فصل فی البیع مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲/۵۱۲

ہو جائے جس میں کہ مرزائی وغیرہ کارکن ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، آیا اس کے لئے کوئی تعزیر وغیرہ ہے اور جس کے گھر شادی ہو وہ بھی اپنے عقائد کا پورا العین مرزائیوں کو اچھا مسلمان سمجھتا ہے۔ فقط

الجواب:

فقط اتنی بات کہ جس رات یا ولیمہ میں یہ شریک ہوا اس میں قادیانی مرتد اپنی تین طلاق کی مطلقہ سے بے حلالہ نکاح کرنے والا فاسق بھی تھا ایسا نہیں کہ اس نے اس کی امامت ناجائز کر دی، ہاں اگر صاحب خانہ مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہو تو وہ خود ہی مرتد ہے اور اس کے یہاں تقریب میں جانا حرام، اگر امام جانتا تھا اور پھر اس کا مرتکب ہوا تو یہ اگر اس بنا پر ہوا کہ امام خود بھی مرزائی کو کافر نہیں جانتا تو وہ آپ ہی کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل، اور اگر اس کو کافر جان کر ہی شریک ہوا تو گنہ گار ہوا، اور اس سے توبہ لی جائے، اگر توبہ سے انکار کرے یا بارہا ایسی شرکت کر چکا ہو تو اسے امام بنانا گناہ ہے، امامت سے معزول کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۳۹: از ناگپور ممالک متوسطہ محلہ گانجہ کا کھیت، مسئلہ چاند میاں لعل محمد سوداگر ۷ ارمان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص جو چوڑی پہنانے کا پیشہ کرتے ہیں ان کو امام بنایا، ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ان کی اقتدا بوجہ چوڑی پہنانے کے ناجائز اور امامت مکروہ تحریمی ہے اور خود معترض پیشہ طبابت کرتے ہیں، بوجہ نباضی و مس دیگر اعضاء مستورات وہی اعتراض اس پر واقع ہو گا یا نہیں، بہت زیادہ حصہ جماعت کا اس امام کی اقتداء پر رضامند ہے تو کوئی نقصان شرعی قائم رہتا ہے یا نہیں؟ بینوا و جروا۔

الجواب:

جماعت کی رضا عدم رضا کو اس وقت دیکھا جاتا جب شرعی نقصان نہ ہو، جہاں شرعی عدم جواز ہے مقیدیوں کی رضا کیا کام دے سکتی ہے، بلاشبہ اجنبیات کو چوڑی پہنانا ان کی کلائی کا دیکھنا یا ہاتھ کا مس کرنا حرام ہے اور اس کا پیشہ رکھنے والا فاسق ملعن، اور اسے امام بنانا گناہ اور اسے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اور طبیب کا اس پر قیاس صحیح نہیں، طبیب کا نبض دیکھنا حاجت کے لئے ہے اور ایسی حاجت و ضرورت کہ دیگر اعضاء مس بھی جائز ہے، رہا یہ کہ وہ نیت فاسدہ کرے یہ ضرور اسے حرام ہے مگر اس کا علم اللہ عزوجل کو ہے، ہاں بلا حاجت مس و نظر جائز کرتا ہو تو وہ بھی فاسق ہے اور اسی اعتراض کا مستحق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۴۰: از بھنڈارا محلہ کھم تالاب مسئلہ نجم الدین ریڈر ڈپٹی کلکٹر ۱۹ ارمان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک حافظ نماز پنجگانہ و جمعہ کے امام ہیں جن کی جسمی حالت بسبب مرض حسب ذیل ہے، آیا ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۱) پیش امام صاحب ہر نماز میں سجدہ جاتے وقت نصف یا نصف سے کم جھک جانے پر اللہ اکبر کی

ابتدا کیا کرتے ہیں اور سجدہ سے اُٹھتے وقت نصف یا زائد اُٹھجانے پر اللہ اکبر کی ابتداء کیا کرتے ہیں یہ اس لئے کرتے ہیں کہ مقتدی اُن سے پہلے سجدے سے اُٹھنے یا سجدے میں جانے نہ پائیں۔

(۲) بقاعدہ مذہب حنفی دونوں زانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پہلے زمین پر گھٹنے بعد ازاں ہاتھ وغیرہ سجدے کے لئے مطلق نہیں رکھ سکتے اور اسی طرح کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔

(۳) سجدہ میں جاتے وقت ایک دم لمبے ہو کر دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں اور پیروں کو برابر کیا کرتے اور اسی طرح سجدے سے اُٹھتے وقت بھی لمبا ہو کر اُٹھا کرتے ہیں کیونکہ ان کے دونوں پیر مرض سے بیکار ہو گئے ہیں۔

(۴) بایاں پیر گھٹنے کے نیچے زیادہ تر بیکار ہے اس لئے ہر جلسہ میں پیر بچھانے کے لئے انھیں دقت ہوتی ہے اکثر ہاتھ سے پیر اُٹھا کر بچھاتے ہیں تب بیٹھتے ہیں یا بعض موقع پر اونٹ کی بیٹھک کی مانند بیٹھ کر دوسرا سجدہ کر لیتے ہیں۔

(۵) قرأت میں دم بھولتا ہے دم بدم منہ سے سانس خارج کرتے ہیں بے محل وقف ہو جایا کرتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

یہ پانچوں باتیں کہ سوال میں لکھی ان میں سے کوئی مانع صحت نماز نہیں، نہ ان میں کہیں فعل کثیر ہے، یہ محض گمان غلط ہے، ان میں کہیں ترک واجب بھی نہیں سوائے صورت چہارم کی اس شق کے کہ بعض وقت دو سجدوں کے درمیان سیدھے نہیں بیٹھتے صرف یہ صورت ترک واجب کی ہے اس سے اُسے ممانعت کی جائے، اگر وہی علم و تقویٰ میں زائد ہے تو اسی کی امامت رکھیں، ہاں اگر اسی کا کوئی استحقاق نہیں اور دوسرے اس سے احق موجود ہیں تو جو احق ہے اُسی کی امامت اولیٰ ہے۔

ففي الحديث عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اجعلوا ائمتكم خياركم فانهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم ¹ - والله تعالى اعلم۔	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: اپنے امام اپنے سے بہتر لوگوں کو بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان نمائندہ ہوتے ہیں (ت)

اور اسے چاہئے کہ سجدہ کو جاتے یا سجدہ سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کی ابتداء کرے اور ختم انتقال پر ختم کرے مقتدیوں کی رعایت جو وہ کرتا ہے عکس مقصود شرع ہے: حدیث میں فرمایا: انما جعل الاما ليو تم به² (امام

¹ سنن الدار قطنی، ب تخفیف القراءة الحاجۃ، مطبوعہ نشر النیۃ ملتان، ۸۸/۲

² صحیح البخاری باب الصلوۃ فی السطوح الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۵/۱

اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ (ت)

یہ بات کہ ایسا نہ کرے تو مقتدی اُس سے پہلے سجدہ کر لیں گے اس کا لحاظ مقدیوں پر ضرور ہے جب اسے سجدہ تک پہنچنے میں دیر ہوتی تو یہ انتظار کریں اور ایسے وقت سجدہ کو جھکیں کہ اس کے ساتھ سجدہ میں پہنچیں بذلک امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہی حکم دیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۴۱: از ہوڑہ ڈاک خانہ سلکھیا گھڑی محلہ بھوٹے بگان اصغر چائے والے کا باڑا مسئلہ شیخ سمن ۲۳ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ علمائے حرین طیسین کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

مطلقاً علمائے حرین شریفین کو بدعتی وہی بتائے گا جو وہابی ہو اور وہابی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ نمبر ۷۴۲: از مطبع شمس المطالع فرخ نگر ضلع گورگانواں مسئلہ حکیم شمس الدین مالک مطبع ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امور ذیل کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں اور اس کی بابت کیا حکم ہے باوجود نہ یاد ہونے قرآن کے کریم کے درمیان کلام مجید سے کتنی بچی یاد پر نماز جمعہ میں قرأت شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اکثر بلکہ عموماً نماز جمعہ میں بھول جانے کی وجہ سے نماز دہرائی جاتی ہے خطبہ بھی صحت لفظی کے ساتھ نہیں پڑھتا ہے سمجھانے پر لوگوں کو مغالطات بکا شطرنج سے باہر ہونے کے سبب کھیلنے والوں کو اُن کے پاس بیٹھ کر چال بتانا ہچھو قسم کے لوگوں کے ساتھ کونسلے وغیرہ کی لکیروں سے طرح طرح کے پانسے بنا کر کنکریوں کے ذریعہ سے مثل قمار بازی بغیر کسی شرط قائم کے کھیل کا کھیلنا، ایسے شخص کے ساتھ میل جول نشست برخاست رازداری رکھنی جو اپنے حقیقی پسرہ کی بیوہ سے اپنی زوجہ کی زندگی میں زنا کرتا ہے اور آئینہ خواہش نکاح رکھتا ہے جس کو حالات مذکورہ کی وجہ سے اہل برادری نے بھی خارج کر دیا ہے مسجد میں بیٹھ کر اپنے خانگی معاملات میں یا نا صح آدھیوں کو فحش اور مغالطات سنانا شخص مندرجہ صدر کی اعانت کرنے والے کی بابت کیا حکم ہے جبکہ اُس کی اعانت محض نفسانیت سے کرتے ہوں بصورت حالات مندرجہ صدر نماز جمعہ دوسری مسجد میں جائز ہے یا نہیں جبکہ ایک پُرانا قصبہ مثل شہر کے ہو جس کی بنیاد شہر اور فرو دگاہ افواج توارنجی حساب سے صد ہا سال سے مع آبادی اہل اسلام ثابت ہے اور نمازی بھی تعداد شرعی سے زیادہ ہو جاتے ہوں۔ روزہ کی حالت میں ایسے شخص کا آٹھ دس دفعہ غل کرنا جو بے صبری پر دال ہے۔ اصلی معاملہ پوشیدہ رکھ کر اپنے مطلب کی تائید میں سے فتویٰ حاصل کرنا۔ بینوا تو جروا

الجواب:

امام کو لازم ہے کہ نماز میں وہ سورت یا آیات پڑھے جو اُسے پختہ طور پر یاد ہوں کچھ یاد ہونے کی وجہ سے اگر غلطی کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ غلطی کس قسم کی ہے اُس سے فسادِ معنی یا کسی واجب کا ترک لازم آتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو نماز دہرانا بے معنی ہے اور اس کا الزام جہالت پر ہے نہ کہ قرأت پر، اور اگر ہاں تو بے شک ایسا شخص قابلِ امامت نہیں، خطبہ میں صحتِ لفظی ہونا نماز کی طرح شرط نہیں۔ ہاں ایسا خطبہ خلافِ سنت ہے۔ مغالطاتِ بکنا فسق ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کہ فحش بکا کرنا مسلمان کی شان نہیں¹۔ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ شطرنج کھیلنے والوں کو چال بتانا اگر گوشہ تنہائی میں نہیں بلکہ بر ملا عام نظر گاہ میں ہے یا اس پر مدوات ہے تو یہ بھی فسق ہے، قمار بازوں کی طرح پانسے بنا کر اُن سے کھیلنا بھی گناہ ہے اگرچہ کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ شراب کے دور کی طرح پانی پینا حرام ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من تشبه بقوم فهو منهم² (جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ ت) بیوہ پسر کا جو واقعہ لکھا اگر واقعی ہے اور حسبِ عادت زمانہ لوگوں کی بدگمانی نہیں جس پر وہ تہمت لگانے والے خود اسی^{۸۰} کوڑوں کے مستحق ہوں بلکہ ثبوتِ صحیح شرعی سے ثابت ہے تو ایسا شخص ہر گز میل جول کے قابل نہیں، مسلمانوں کو اُس کے پاس بیٹھنا منع ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: اور اے سننے والے جب کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد کر آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَامَّا يُسَيِّئُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ³

اور اسے امام بنانا حرام، فتاویٰ حجب میں ہے:

اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ (ت)	لَوْ قَدَّمُوا فَاسِقًا يَأْتُمُونُ ⁴

مسجد میں گالیادینا سخت حرام اور بیت اللہ کی بے ادبی ہے، ان ناصحوں کی نصیحت پر گالیاں دینا اور بھی زیادہ خمیٹ اور

¹ جامع الترمذی باب ماجاء فی الفحش مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹/۲

² مسند احمد بن حنبل از مسند عبد اللہ ابن عمر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۹۲/۲، ۵۰

³ القرآن ۶۸/۶

⁴ غنیۃ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی الامامۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

شریعت مطہرہ سے سرتابی ہے باطل پر اعانت حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: گناہ اور زیادتی پر باہم تعاون نہ کرو۔ (ت)	قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ^۱ ۔

ایسا شخص جس کی امامت شرعاً ممنوع ہے اگر جمعہ پڑھانا ہو تو دوسری جگہ جمعہ پڑھیں جبکہ وہ قصبہ مصر شرعی ہو جہاں جمعہ صحیح و جائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے: لانه بسببيل من التحول^۲ (کیونکہ دوسری جگہ منتقل ہونا ممکن ہے۔ ت) اور روزہ میں غل مچانا اور اظہار بے صبری کرنا مکروہ ہے، حقیقت واقعہ چھپا کر علماء سے غلط فتویٰ لینا شریعت کو دھوکا دینا اور سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۴۴، ۷۴۳: از منصور پور ضلع مظفر نگر مسئلہ عبدالصمد صاحب سنی حنفی صوفی ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جس شخص میں بوجہ حرص کے طمع ہو اور ذلت کے ساتھ سوال کرنے کا عادی ہو باوجود معقول تنخواہ پانے کے ایسے بے حرمت آدمی کے پیچھے شرفا کی نماز کامل ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) جو شخص یہ کہے کہ میں فلاں آدمی کا معین صورت میں محض نماز پڑھانے کے واسطے ملازم ہوں نماز جنازہ پڑھانے سے یا کسی مقتدی کی اطاعت سے مجھے کیا کام ایسا آدمی قابل امامت ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) بے ضرورت سوال حرام ہے ایسا شخص فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے عالم و جاہل سب کی نماز مکروہ تحریمی کی پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام پر بلاوجہ مقتدی کی اطاعت لازم نہیں، نہ اُسے نماز جنازہ پڑھانا ضرور، اس کے کہنے سے اس کی قابلیت امامت میں کوئی خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۴۷، ۷۴۵: از مدرسہ اہلسنت منظر اسلام مسئلہ مولوی عبداللہ صاحب مدرس مذکورہ ۳ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں:

(۱) کسی مسجد میں جماعت تیار ہے لیکن اتنا وقت نہیں کہ دریافت کیا جائے کہ امام سنی ہے یا وہابی، تو جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے یا اپنی علیحدہ۔

^۱ القرآن ۲/۵

^۲ فتح القدیر باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳۰۴/۱

(۲) مسجد میں جماعت ہو رہی ہے اور امام میں نقص شرعی ہے تو جماعت چھوڑ کر فوراً ہی اپنے فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(۳) عاق شدہ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) جبکہ شُبہ کی کوئی وجہ قوی نہ ہو جماعت سے پڑھے، پھر اگر تحقیق ہو کہ امام وہابی تھا نماز پھیرے واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) اگر امام میں ایسا نقص ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے مثلاً وہابی ہے یا قرآن عظیم غلط پڑھتا ہے یا طہارت صحیح نہیں جب تو وہ نماز نماز ہی نہیں اگر صحیح جماعت کر سکتا ہو تو اس جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی جماعت قائم کرے اگر فتنہ نہ ہو، اور اپنی جماعت نہ مل سکے تو تنہا پڑھے، اور اگر نقص ایسا ہے کہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسے فاسق معین، تو دوسری جگہ جماعت کو چلا جائے ورنہ نہیں، اس جماعت کے بعد دوسری جماعت کرے یا تنہا پڑھے، اور اگر صرف کراہتِ تنزیہیہ ہے تو اس جماعت کا ترک جائز نہیں شامل ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) شرعاً عاق وہ ہے جو بلا وجہ شرعی ماں باپ کو ایذا دے، ان کی نافرمانی کرے۔ ایسا شخص فاسق ہے۔ پھر اگر وہ یہ گناہ علانیہ کرتا ہے فاسق معین ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اور اگر علانیہ نہیں کرتا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی جائز اور پھیرنی مستحب، اور اگر یہ ان کو ایذا نہیں دیتا غیر معصیت میں ان کی نافرمانی نہیں کرتا اگرچہ معصیت میں ان کا کہنا نہ مانتا ہو اگرچہ اس سے ایذا ہوتا وہ عاق نہیں اگرچہ وہ سو بار کہیں کہ ہم نے تجھے عاق کیا، جب اس کے ذمہ مواخذہ شرعی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اگرچہ جاہل اسے عاق شدہ سمجھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۷۴۸: از سہرام برتہ ضلع آہہ مسئلہ قدرت اللہ ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اعلم باسنۃ عالم باعمل سماع بالمزامیر سُنتا ہے اور اس کی امامت جائز ہے اور اس کی امامت میں کراہت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

مزامیر حرام ہیں ان کا سننا عالم باعمل کا کام نہیں کما بینناہ فی اجل التحبیر فی حکم السماع بالمزامیر (جیسا کہ اسے اجل التحبیر فی حکم السماع بالمزامیر میں بیان کیا گیا ہے۔ ت) اگر علانیہ اس کا مرتکب ہو اسے امام نہ کریں، اور کراہت سے کسی حال خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۴۹: از سرکار اجیر مقدس لنگر گلی مسئلہ حکیم غلام علی ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جامع درگاہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ بعد ہر نماز یہ کہتا ہے کہ اے خداوند کریم! غیر شرع والڑھی منڈے جھوٹے دعویٰ دارانِ خلافت کو سچا دعویٰ دارِ خلافت بنادے۔ اور جب کبھی وہابیوں کا ذکر آتا ہے تو اُن کے مولویوں کو جو مولوی خلافت کو اپنے پیٹ بھرنے کا پیشہ بناتے ہیں اور ان کے سب پیروؤں کو خوب بُرا کہتا ہے اس کے پیچھے بموجب شریعت مطہرہ نماز پڑھنا جائز ہے اور جو مولوی اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام بتائے اُس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، اگر یہ بحث مسجد میں ہو تو مسجد کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ مینو بالانفصیل توجروا عند الرب الجلیل۔

الجواب:

اس دُعا میں کوئی حرج نہیں اور وہابیہ کی بُرائی بیان کرنا فرض ہے، یونہی جھوٹے مدعیانِ خلافت اور اس نام سے شکم پروران پر آفت کی شاعت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضرور ہے اور مسجد کہ مجمع مسلمانان ہوا ان بیانوں کا بہتر موقع ہے اور اس میں مسجد کی کچھ توہین نہیں کہ مساجد ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہیں اور نہی عن المنکر اور بیان شاعت گمراہاں اعظم طرق ذکر اللہ واجب احکام شریعۃ اللہ سے ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَتَرَعُونَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتَى يَعْرِفُهُ النَّاسُ اذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْذَرُهُ النَّاسُ ¹	کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کب پہچانیں گے فاجر کی بُرائیاں بیان کرو کہ لوگ اُس سے بچیں

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد کریم مدینہ طیبہ میں منبر بچھاتے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے²

¹ نوادر الاصول للترمذی الاصل السادس والسون والمایة الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۱۳

ف: اس حدیث کا پہلا لفظ نوادر الاصول میں "اَتَرَعُونَ" ہے جبکہ دیگر متعدد کتابوں میں "اَتَرَعُونَ" مذکور ہے۔ نذیر احمد سعیدی

² مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث از باب البیان والشعر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی حصہ دوم ۴۱۰/۲

ف: یہ حدیث ترمذی ۱۰۷۲، سنن ابی داؤد ۳۲۸۸، متدرک ۸۷۳/۱۳ بن عساکر ۱۲۹/۴، شرح السنۃ ۷۱۲/۳

وغیرہ متعدد کتابوں میں موجود ہے حدیث کا یہ حصہ صحیح بخاری سے مجھے نہیں مل سکا اور صاحب تحفۃ الاحوذی اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: قال صاحب المشکوٰۃ بعد ذکر هذا الحديث اخرجه البخاري وقال الحافظ في الفتح بعد ذكره وعزوه الى الترمذی مآلفظه وذكر المزی فی الاطراف ان البخاری اخرجه تعليقا نحوه واتم منه لكنه لم اره فيه انتهي (تحفۃ الاحوذی مطبوعہ بیروت ۳۲/۴) نذیر احمد سعیدی

ان وجہ امام مذکور کی امامت میں اصلاً کوئی خلل کیا کراہت بھی نہیں اور جو اس سبب سے اُس کے پیچھے نماز حرام بتاتا ہے اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شریعت مطہرہ پر افزا کرتا ہے اُس پر توبہ فرض ہے ورنہ سخت عذاب نار و غضب جبار کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو اللہ پر جھوٹا افترا اٹھاتے ہیں فلاں نہ پائیں گے دنیا کا تھوڑا برت لینا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ تمہیں عذاب میں بھون ڈالے گا۔	قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَعْتَدُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ اَنْ کَذِبَ لَا یُعْلِمُوْنَ ¹۔ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ² وقال اللہ تعالیٰ وَاِنَّکُمْ لَا تَتَّقُوْا عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا فِیْسِحْتُمْ بِعَذَابٍ ²۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۵۰: از تلوندی رائے ضلع لودھیانہ پنجاب مسئلہ اقبال محمد ۷ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک سید صاحب ہیں قرآن کریم کو کافی درست پڑھتے ہیں ایک نہایت ہی اعلیٰ بزرگ کے مرید ہیں ان بزرگ سے ان کو خلافت کا رتبہ مل گیا ہے قرآن مجید اچھا پڑھنے کی وجہ سے اکثر مسجد میں امامت کرتے ہیں لیکن سید موصوف نے ایک شغل اختیار کیا ہے وہ یہ کہ ایک باعزت نمازی تجتد خواں پر ہیزار نوجواں کا پیر بھائی ہے اور دو چار یوم پہلے سید صاحب نامعلوم ظاہری و باطنی اس کو دوست سمجھتے تھے مگر اب لوگوں کو ان کے چند آدمیوں کے خلاف قطع تعلق کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ وہ بے قصور ہیں اور بلا وجہ سید صاحب وغیرہ نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے کہ ایک بڑے مجمع میں سید صاحب نے بیٹھ کر قرآن شریف درمیان رکھ کر اہل مجلس کو علانیہ کہا کہ ان چند آدمیوں سے قطع تعلق کی قسم کھاؤ اور قرآن عظیم کو ہاتھ لگاؤ کہ ہمارا یہ قول تازندگی رہے گا۔ آیا سید صاحب موصوف امامت کے قابل ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کیا وہ بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جن کے ساتھ خواہ مخواہ بلا وجہ ایسا سلوک کیا گیا ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر یہ واقعی بات ہے کہ سید صاحب مذکور نے ان مسلمانوں سے بلا وجہ شرعی محض کسی خصوصیت دنیوی کے سبب اپنے پیر بھائی اور مسلمانوں سے قطع تعلق کیا اور ہمیشہ کے لئے کیا اور علانیہ برسر مجلس کیا تو قابل امامت نہ رہے

¹ القرآن ۱۶ / ۱۱۶ / ۱۱۷

² القرآن ۲۰ / ۹۱

اور ان کو امام بنانا منع ہے جب تک اس حرکت سے علانیہ توبہ نہ کریں کہ بلا وجہ شرعی تین دن سے زیادہ مسلمانوں سے قطع تعلق حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یحل لرجل یہجر اخاه فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبدأ بالسلام ¹ ۔ رواہ الشیخان عن ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	آدمی کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے راہ میں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیر لے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے یعنی ملنے کی پہل کرے۔

بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا یحل لمؤمن ان یتہجر مؤمناً فوق ثلث فان مرت به ثلث فلیلقه فلیسلم علیہ وان رد علیہ السلام فقد اشتکاً فی الاجر فان لم یرد علیہ فقد بآء بالاثم وخرج السلم من الهجرة ² ۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:	کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی مسلمان سے تین رات سے زیادہ قطع کرے، جب تین راتیں گزر جائیں تو لازم ہے کہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے، اگر سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوں گے اور وہ جواب نہ دے گا تو سارا گناہ اسی کے سر رہا یہ سلام کرنے والا قطع کے وبال سے نکلے گا۔ اسے ابوداؤد نے حضرت ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

لا یحل لمسلم ان یتہجر اخاه فوق ثلث فمن ہجر فوق ثلث فمات دخل النار ³ ۔ رواہ احمد و ابوداؤد	مسلمان کو حرام ہے کہ مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے، جو تین رات سے زیادہ چھوڑے اور اسی

¹ صحیح بخاری باب الهجرة کتاب الادب مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۸۹۷/۲، صحیح مسلم باب تخریج الهجرة فوق ثلاث ایام مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۳۱۶/۲

² سنن ابی داؤد باب فی ہجرة الرجل اخاه مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۷/۲

³ مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۹۲/۲، سنن ابوداؤد باب ہجرة الرجل اخاه مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۷/۲

ف: مسند احمد بن حنبل کے الفاظ اس طرح ہیں لا ہجرة فوق فمن ہجر اخاه فوق ثلاث فمات دخل النار۔ نذیر احمد

عندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	حالت میں مرے وہ جہنم میں جائے گا۔ امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

معلوم ہوا کہ یہ کبیرہ ہے کہ اُس پر وعیدِ نار ہے اور کبیرہ کا علانیہ مرتکب فاسق معلن، اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ فتاویٰ حجب میں ہے: لو قد موافقاً یأثمون¹ (اگر انھوں نے فاسق کو مقدم کیا تو گنہ گار ہوں گے۔ ت) تبیین الحقائق میں ہے:

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیمة وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ² ۔	کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ اس کی اہانت شرعاً واجب ہے (ت)

اور اس میں برابر یہ وہ جن سے سید صاحب نے قطع تعلق کیا اور وہ جن سے قطع نہ کیا سب کی نماز ان کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی جب تک توبہ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۷۵۱، ۷۵۲: از قصبہ رچھارو ضلع بلی مسئلہ حکیم محمد احسن صاحب ۹ شوال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) فاسق فاجر کے پیچھے جب کوئی نماز پڑھانے والا نہ ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ماہی گیر کے پیچھے نماز جائز ہے نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) اگر علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور دوسرا کوئی امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں۔

فان تقدیم الفاسق اثم والصلاة خلفه مکروہة تحریماً والجماعة واجبة فہما فی درجة واحدة ودعاء المفسد اہم من جلب المصلح۔	کیونکہ تقدیم فاسق گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور جماعت واجب ہے، پس دونوں کو درجہ ایک ہوا، لیکن مصالح کے حصول سے مفسد کو ختم کرنا اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ (ت)

اور اگر کوئی گناہ چھپا کر کرتا ہے تو اس پیچھے نماز پڑھیں اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں،

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلح فی الامامة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² تبیین الحقائق باب الامامة المطبعة الکبری الامیریہ بولاق مصر ۱۳۴۱ھ

کیونکہ جماعت واجب ہے اور فاسق غیر معین کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے (ت)

لان الجماعة واجبة والصلاة خلف فاسق غیر معین لا تکرہ الا تنزیہاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۵۳، ۷۵۵: از سینوٹوریم ضلع نئی تال مسئلہ سراج علی خان صاحب رضوی بریلوی ۱۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) فاسق کی کیا تعریف ہے؟ فاسق و فاجر میں کوئی فرق ہے؟ فاسق کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ فاسق معین کب کہا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز کیسی ہے، اسے جان کر امام بنانے والے کا کیا حکم ہے؟

(۲) ہاتھ یا پیر میں انگوٹھی چھلے پہننا یعنی ایک نگ کی ایک انگوٹھی موافق شریعت مطہرہ سے زائد پہننے والے کا کیا حکم ہے، اُس کے پیچھے نماز کیسی، اس پر اصرار کرنے والا کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی کس درجہ موردِ گناہ ہے۔

(۳) دو یا تین ۳ شخص ایسے جمع ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں کہ ایک بالکل جاہل مگر صورت ہیئت لباس وغیرہ سب شریعت کے مطابق ہے اور نمازی بھی ہے مگر قرآن پاک کی تلاوت اس کو نہیں آتی اور تلفظ بالکل ادا نہیں ہوتا، دوسرا خواندہ قرآن کی قرأت کر سکتا ہے ضروری مسائل بھی جانتا ہے مگر فاسق ہے، تیسرا مسافر ہے جس پر قصر واجب ہے بے علمی میں پہلے شخص کا درجہ رکھتا ہے مگر صرف ان سورتوں میں معمولی طریقہ سے پڑھ سکتا ہے جو نماز میں بار بار آتی ہیں مثلاً الحمد شریف یا قل ھو اللہ شریف وغیرہ، ان میں سے کس کو امام بنایا جائے، اور اگر کوئی بھی امامت کے قابل نہیں تو کیا علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) فاسق وہ کہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور وہی فاجر ہے، اور کبھی فاجر خاص زانی کو کہتے ہیں، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر اگر معین نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو معروف و مشہور نہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے یعنی خلافِ اولیٰ، اگر فاسق معین ہے کہ علانیہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کے پڑھنی گناہ اور پڑھ لی تو پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایک آدھ بار پہننا گناہ صغیرہ اور اگر پہنی اور اتار ڈالی تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اگر نماز میں پہنے ہو تو اسے امام بنانا ممنوع اور اس کے پیچھے نماز مکروہ، یوں ہی جو پہنا کرتا ہے اُس کا عادی ہے فاسق معین ہے اور اس کا امام بنانا گناہ اگر اس وقت نماز میں نہ بھی پہنے ہو۔ گناہ اگرچہ صغیرہ ہو اُسے چھوٹی بات کہنا بہت سخت جرم ہے، اس شخص پر توبہ فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) صورت مذکور میں اس مسافر کو امام کیا جائے کہ فاسق کو امام بنانا گناہ ہے اور غلط خواں کے پیچھے نماز

باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۵۷، ۷۵۶: از میٹر سٹی ضلع جودہ پور مسئولہ فخر الدین شاہ ۱۹ ذیقعد ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) یتیموں کو تکلیف دینا اور غیبت کرنا اور جھوٹی قسم کھانا مسلمانوں میں نفاق ڈالوانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
(۲) ایک شخص یہاں میٹر میں پیرزادہ کھلاتے ہیں اُس نے اپنی عورت کو طلاق دی تین روز برابر اس کو سمجھایا پر نہیں مانا، کہا کہ مہر دے، کہا کہ مہر میں نے معاف کروایا، پھر ہم نے اس لڑکی سے تلاش کیا، جواب دیا کہ مہر تو میں نے معاف کر دیا، اور پھر اس کے چچا وغیرہ نے اس لڑکی کو اس کے گھر بھجوا دیا بغیر نکاح کرے، طلاق ہوئی یا نہیں، اس کے بچے پیدا ہوا وہ حرام کا ہے یا نہیں، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، یتیم سے بہت عداوت رکھتا ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) یتیموں کو بلاوجہ شرعی تکلف دینا سخت حرام ہے، یونہی غیبت زنا سے سخت تر ہے جبکہ شرعاً غیبت ہو مثلاً فاسق معین کی غیبت غیبت نہیں، اور بد مذہب کی برائیاں بیان کرنے کا خود شرعاً حکم ہے، جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے، اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی تفرقہ ڈالنا شیطان کا کام ہے، اور فتنہ قتل سے سخت تر ہے، فتنہ سوراہا ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے، جو ان افعال کا علانیہ مرتکب ہو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کی پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) طلاق ہو گئی اور مہر عورت معاف کر دیا ہے معاف ہو گیا۔ بچہ اگر طلاق سے دو برس کے اندر پیدا ہوا حلالی ہے اُسی شوہر کا ہے۔ طلاق دینے سے نماز کی امامت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ یتیم سے بلاوجہ عداوت سخت گناہ ہے، اگر اس کی بلاوجہ عداوت علانیہ مشہور ہے تو امام بنانے کے قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۵۸: از چھاؤنی فیروز پور کھاڑی بازار مسئولہ حاجی خواجه الدین ٹیلر ماسٹر ۲۹ ذیقعد ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زنا کار اور شرابی کے پیچھے نماز کسی وقت جائز ہے یا نہیں جب امام مقیم ہو وہ ہر ایک کو امام مقرر کر دیتا ہے یہ جائز ہے کہ نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زانی اور شرابی کے پیچھے کسی وقت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مگر جہاں جمعہ و عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور امام فاسق ہو اُس کے پیچھے پڑھ لئے جائیں ور جمعہ کا عہدہ کو چار رکعت ظہر پڑھیں، امام غیر جمعہ و عیدین میں اگر

دوسرے کو کہ صالح امامت ہے اور امام کر دیتا ہے حرج نہیں بلکہ وہ اگر اس سے علم و فضل میں زائد ہو تو اسے یہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۵۹: از علی پور ٹیپر مسئولہ منصب علی ۱۲ شعبان ۱۳۳۷ھ

قاری مکہ معظمہ کا قرأت سیکھا ہوا اور وہاں پر چند سال رہ کر معلیٰ کیا لیکن داڑھی ترشواتا ہے آیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اور مکہ معظمہ میں رہ کر قرأت سیکھنا فاسق کو غیر فاسق نہ کر دے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۶۰: از فتح پور ضلع شاہجہاں پور مرسلہ مقبول حسن خان نائب مدرس میونسپل اسکول ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی نماز فجر قضا ہو وہ نماز ظہر یا دیگر اوقات کی نمازوں میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر صاحب ترتیب ہے تو جب تک قضائے فجر ادا نہ کر لے ظہر کی امامت نہیں کر سکتا ورنہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۶۱، ۷۶۲: از پبلی بھیت محلہ احمد زئی مرسلہ مولوی عبدالسبحان صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) بہرے کے پیچھے تراویح یا فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بہرے کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) جائز ہے اور اس کا غیر بہتر ہے اگر یہ علم و قرأت میں اس سے افضل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اتنی ہی ہے کہ جواب اول میں گزری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۶۳: از سسوانی ٹولہ مسئولہ محمد یامین ۶ شوال ۱۳۳۷ھ

عمر و بہت مسخر ہے اور بہت فحش گالی کے ساتھ مذاق کرتا رہتا ہے اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب:

اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۶۴: از مقام چھاؤنی میرٹھ قصبہ کنکر کڑہ مرسلہ پیر سخاوت حسین صاحب ممبر جامع مسجد ۹ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حافظ قرآن پاک ہے اور امامت جامع مسجد کی کرتا ہے اور پابندِ صوم
صلوٰۃ ہے زوجہ اس کی پردہ نشین ہے مگر قوم سے شخص مذکور قصاب ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر اس کی طہارت و نماز صحیح ہے اور مذہب کا وہابی یا دیوبندی وغیرہ بے دین و بد دین نہیں سنی صحیح العقیدہ ہے اور فاسق و معین
نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی بیشک جائز ہے، قصاب ہونا کوئی مانع امامت نہیں، متعدد اکابر دین نے یہ پیشہ کیا ہے، ہاں اگر
جماعت والے اس سے نفرت کرتے ہوں اور اس کی امامت کے باعث جماعت میں کمی پڑے اور دوسرا امام سنی صحیح العقیدہ قابل
امامت موجود ہو تو اس دوسرے کی امامت اولیٰ ہے۔

فقہا نے نفرت کے پیش نظر ایسے صاحب برص کے پیچھے نماز کو مکروہ قرار دیا ہے جس کا برص مشہور (پکھیل گیا) ہو، باوجود اس بات کے کہ اس میں اس کا اپنا ذاتی کوئی گناہ نہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم	فقد کرہوا خلف ابرص شاع برصه لاجل التنفیر مع انه لا خطیئة له فیہ۔

مسئلہ نمبر ۷۶۵ تا ۷۶۸: از میونڈی بزرگ پرگنہ اجاؤں ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب
۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) جو شخص زنا کرتا ہو اور اس کا ثبوت بھی ہو گیا ہو تو جو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں وہ ہوئیں یا نہیں۔
- (۲) جب زانی ایسا شخص توبہ کر لے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔
- (۳) زانی اپنے افعال سے توبہ کرتا ہے اور گاؤں والے اُس کی توبہ کو نہیں مانتے تو وہ گاؤں والے کس جرم کے مستحق اور کس درجہ شمار ہیں
- (۴) جس عورت نے اپنے شوہر سے سرکشی کی اور اُس کے حکم کو نہ مانا اور شوہر کا دل دکھایا اور شوہر پر زبان درازی کی تو ایسی عورت کو
طلاق دینا واجب ہے یا نہیں، اور اگر شوہر اپنی بی بی کی زبان درازی اور سرکشی پر راضی ہے اور وہ امامت کرتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز
درست ہے یا نہیں۔

الجواب:

- (۱) زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ ادھام ہوتے ہیں، جب تک اس کی یہ حالت نہ تھی اس وقت تک اُس کے پیچھے
نماز میں کوئی حرج نہ تھا ان کا اعادہ کی بھی کچھ حاجت نہیں فائدہ ان

كان فاسقاً غير معلم فبالكراهة خلفه الاتنزيهية (كيونکہ اگر وہ شخص فاسق غير معلم ہو تو اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے۔ ت)

(۲) جب بعد توبہ صلاح حال ظاہر ہو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

(۳) اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے ہوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویغفو عن السيئات (وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے۔ ت) جو لوگ توبہ نہیں مانتے ہیں گنہگار ہیں، ہاں اگر اس کی حالت تجربہ سے قابل اطمینان نہ ہو اور یہ کہیں کہ تو نے توبہ کی اللہ توبہ قبول کرے۔ ہم تجھے امام اس وقت بنائیں جب تیری صلاح حال ظاہر ہو تو یہ بجا ہے۔

(۴) اسے جرماً طلاق دینا واجب نہیں اور اس پر صبر کرنے والا نہایت نیک کام کرتا ہے اگر نیت اللہ کے لئے ہو بہر حال یہ امر امامت میں خلل انداز نہیں کہ یہ اپنے حق سے درگزر ہے اور اس میں حرج نہیں اور یہاں راضی ہونا بایں معنی نہیں تھا کہ اس کے افعال خلاف شرع کو پسند کرتا ہے جس سے وہ قابل امامت نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۶۹، ۷۷۰: از میوڈی از سید صاحب۔

(۱) زید اپنی سوتیلی ساس سے زنا کرتا ہے اور زید کے سر کو بھی یہ معلوم ہے لیکن اس کو منع نہیں کرتا اس خوف سے کہ میرے گھر سے نکل جائے گی، تو وہ کس جرم کا مستحق ہے اور زید جو اپنی ساس سے زنا کر رہا ہے وہی امامت بھی کرتا ہے تو یہ زید کس درجہ کا مستحق ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا یا میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(۲) جس کا پیر ایسا ہو کہ جملہ افعال حرام ہوں جیسے زنا وغیرہ کرنا اور سلفہ وغیرہ پینا اور اکثر محافل ناچ رنگ میں شامل ہونا وغیرہ وغیرہ ہوں اور علمائے دین اس سے بیعت کرنا حرام فرمادیں اور جو بیعت حاصل کر چکا ہو اس کو فسخ کرنے کا حکم دیں تو اب علمائے دین فرمائیں کہ جو ایسے پیر سے بیعت کئے ہوئے ہو اور ایسے پیر پر اعتقاد رکھتا ہو اور علمائے دین کے حکم کے خلاف کرتا ہو کہ علمائے دین ایسے پیر سے بچنے کا حکم فرمائیں اور وہ نہ مانے اور وہ متبع ہو اور امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور میلاد پڑھنا اور شریک حال ہونا کیسا ہے، درست یا غیر درست، اور بعض کہتے ہیں کہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ نادرست ہیں ان کا بھی پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس نے اتباع علماء نہیں کیا۔ بینوا اتوجروا

الجواب:

(۱) جو باوصف قدرت اپنی عورت کو اس بیچیا کی سے منع نہیں کرتا نہیں روکتا وہ دیوث ہے، اور وہ جو زنا کرتا ہے

اگر کسی کا یہ حال صحیح مشہور ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس سے میل جول نہ چاہئے اگر عوام کے اوہام کی افواہ ہے کہ خواہی نخواستہ عیب لگاتے ہیں تو اس کا اعتبار نہیں پھر بھی اگر اس کے سبب لوگوں کو اس کی امامت سے نفرت اور اس کے پیچھے جماعت کی قلت ہو تو اسے امام نہ کریں اگرچہ وہ الزام سے بری ہے، کامشاع برصہ کما فی الدر (جیسے اس شخص کا حکم ہے جس کا برص پھیل گیا ہو، در مختار میں ایسا ہی ہے۔ ت)

(۲) ایسا شخص ہو تو وہ فاسق ہے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اس سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے لان فی تقدیمہ للامامة تعظیہم وقد وجب علیہم اہانة شرعا^۱ (کیونکہ امامت کے لئے فاسق کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعی طور پر اس کی اہانت لازم ہے۔ ت) تبیین الحقائق وغیرہ میں جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں ضرور اعادہ کی جائیں اس کا شریک حال مذکور ہونا حرام ہے اس سے میل جول نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۷۷: از شہر بریلی مرستہ منظر الاسلام مسئلہ مولوی محمد ظہور الحق صاحب ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کے واسطے کہ وہ حافظ قرآن ہے مگر انیوں کھاتا ہے اور رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتا ہے، آیا وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

الجواب:

افیونی اور بلاعذر شرعی تارک صوم رمضان فاسق اور اُن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب جبکہ اُن کا فسق ظاہر و آشکارا ہو، اور اگر مخفی ہو جب بھی کراہت سے خالی نہیں اور افیونی اگر پینک میں ہو جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض، قال تعالیٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ^۲ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: حتیٰ کہ تم جان لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۷۷: از شہر مدرستہ اہلسنت مسئلہ مولوی ظہور الحق صاحب طالب علم ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ
اس سوال میں جو اوپر مذکور خلاف واقعہ محض حسد پر کیا گیا ہے افیونی تارک صوم اور پھر محض اُس پر بلاعذر یہ تینوں لفظ اور ان کے مصداق تحقیق طلب ہیں کیونکہ نتیجہ جواب انھیں پر مبنی ہے اس جواب سے یہ نہیں معلوم ہوا

^۱ تبیین الحقائق باب الامامة، مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر، ۱/ ۱۳۴

^۲ القرآن ۴/ ۴۳

کہ اطباء نے امراض نزلہ و جریان وغیرہ میں ایون بقدر اصلاح تجویز فرمائی ہو وہ عذر شرعی کے اندر مجوز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عذر شرعی کیا ہے، دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص بباعث سفر یا مرض روزہ رمضان قضا کرے تو تارک صوم ہوگا یا نہیں، اور عذر شرعی اس کے لئے ہے یا نہیں، اور حافظ کلام مجید امیوں میں امامت کے لئے شرعاً افضل ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص ایک مدت تک مقتدی رہ کر محض حسد سے الزام لگائے ایسے کبیرہ گناہ کے تو وہ عند الشرع مستوجب کس تعزیر کا ہے۔

الجواب:

ایون اتنی کہ پینک لائے مطلقاً حرام ہے، نہ کسی مرض کے لئے حلال ہو سکتی ہے نہ کسی طیب کی تجویز سے۔ اللہ و رسول کے برابر حکیم کون ہے وہ منع فرماتے ہیں اُن کا منع فرمایا ہوا کسی کی تجویز سے جائز نہیں ہو سکتا، یہ عذر شرعی ہے نہ عذر شرعی فتویٰ میں دربارہ ایون لکھا تھا بلکہ دوبارہ صوم در مختار میں ہے: ظاہر المذہب المنع¹ (یعنی حرام چیز سے علاج ظاہر مذہب پر منع ہے۔ ت) ردالمحتار میں ہے:

اجاب الامام لان المرجع فيه الاطباء وقولهم ليس بحجة حتى لو تعين الحرام مدفعاً للهلاك يحل كالميتة والخمر عند الضرورة ² ۔ (ملخصاً)	امام اعظم نے یہ جواب دیا کہ اس میں اطباء کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ان کے قول حجت نہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی حرام چیز ہلاکت کو دور کرنے کے لئے متعین ہو جائے تو وہ حلال ہو جائے گی جیسا کہ ضرورت کے وقت مردار اور شراب (ملخصاً)۔ (ت)

ہاں سفر اور مرض جس میں روزہ کا مضر ہونا ثابت و محقق ہو روزہ قضا کرنے کے لئے عذر شرعی ہیں، حافظ امیوں سے جب افضل ہے کہ فاسق نہ ہو اور فاسق تو عالم بھی افضل نہیں چہ جائے حافظ۔ در مختار میں ہے:

الا ان يكون غير الفاسق اعلم القوم فهو اولی ³ ۔	مگر اس صورت میں کہ جب فاسق کے علاوہ (یعنی مذکورہ افراد میں سے) کوئی شخص قوم سے زیادہ صاحب علم ہو وہی امامت کے لئے اولیٰ ہوگا۔ (ت)

اگر الزام جھوٹا لگائے تو سخت کبیرہ ہے اور اس کی سخت سزا ہے اور اگر الزام سچا ہے تو مدت تک خاموش رہنے کا اس

¹ در مختار، باب المیاء، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۳۸/۱

² ردالمحتار باب المیاء مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۵۴

³ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۸۳/۱

مقتدی پر الزام ہے اور وہ اس وجہ سے سزاوار سزا ہے مگر وہ امام اس بنا پر الزام سے بری نہیں ہو سکتا کہ اب تک مقتدی کیوں خاموش رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۷۳: از اورنگ آباد ضلع گیارہ سلم محمد اسماعیل مدرس مدرسہ اسلامیہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کی عمر و تعزیہ کی نہایت عظمت کرتا ہے اور اکھاڑے میں شریک ہوتا ہے اور حضرت سید الشہداء حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، کی مجلس میلاد منعقد کرتا ہے اور اس میں یا حسین سلام علیک، یا ذی سلام علیک، یا علی سلام علیک وغیرہ بحالت قیام پڑھواتا ہے اور مجلس سماع میں ہر قسم کے مزامیر یعنی انگہ بازی باجا روشن چوکی خروک شہنائی مشکلی باجا وغیرہ بجواتا ہے اور نماز پنجگانہ و جمعہ کے لئے مسجد میں نہیں آتا صرف عیدین کی امامت کرتا ہے مقتدی اس سے بسبب ان افعال کے سخت نفرت رکھتے ہیں تو عمر و قابل امامت ہے یا نہیں، اور عمر و کے یہ افعال شرع شریف میں کیا حکم رکھتے ہیں۔

الجواب:

مزامیر حرام ہیں، صحیح بخاری شریف اف کی حدیث میں ہے:

یستحلون الخمر والخنزیر والمعازف ^۱ ۔	وہ لوگ شراب، خنزیر اور مزامیر کو حلال جانیں گے۔ (ت)

ہدایہ میں ہے: لان الابتلاء المحرم یکون^۲۔ (امتحان و ابتلاء حرام ہی سے ہوتا ہے۔ ت) تو مجلس مزامیر منعقد کرنا فسق، اور نماز عید کو ان شیطانی باجوں کے ساتھ آنا فسق اور جماعت کے لئے بلا عذر شرعی حاضر نہ ہوا کرنا فسق اور جمعہ پر بلا مجبوری نہ آنا سخت تر فسق اور تعزیہ کی تعظیم بدعت، عمر و ہرگز قابل امامت نہیں۔ تبیین الحقائق میں ہے:

لان فی تقدیمہ للامامة تعظیم و قد وجب علیہم اهانۃ شرعاً ^۳ ۔	کیونکہ امامت کے لئے اس کی تقدیم میں تعظیم ہے حالانکہ ان پر شرعاً اس کی اہانت لازم ہے۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری کتاب الاشرار باب ما جاء فیمن یستحل الخمر الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۷۲/۸۳

^۲ الہدایہ کتاب الکراہیۃ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ، ۱۳۵۳/۴

^۳ تبیین الحقائق باب الامامة، مطبوعہ المطبعة الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر، ۱۳۴۱/۴

ف: بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں: یستحلون الخمر والحریرو الخمر والمعازف الخ۔ اس حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ دیگر متعدد کتابوں نے بھی ذکر کیا ہے سنن ابوداؤد ۲۰۴/۱۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ۲۲۱/۱۰، کنز العمال ۱۳۴/۱۱، المعجم الکبیر ۲۸۲/۳، اتحاف السادة المتقین ۴۲/۶، الترغیب والترہیب ۱۰۲/۳۔ منہج احمد

حضرت سید الشہداء اور حضرت مولیٰ مشککش رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مجلس ذکر شریف منعقد کرنا اور یا علی سلام علیک ویاذکی سلام علیک کہنا کچھ حرج نہیں رکھتا جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۷۴: از گونا سنٹرل انڈیا ریاست گوالیار مرسلہ محمد صدیق سیکریٹری انجمن اسلامیہ ۱۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کسزید کی زوجہ ثانی ایک دوسرے شخص کے ساتھ فرار ہو گئی اور فسق و فجور کرتی ہے اور زید اُس کو رکھے ہوئے ہے اور وہ زوجہ زید، زید پر حاوی ہے، زید دوسروں سے کہتا ہے کہ تم فلاں شخص جس کو میری زوجہ بلاتی ہے میرے گھر آنے سے روکو۔ جب زید سے کہا جائے تم اس کو طلاق دیدو تو بہتر ہے۔ اس پر زید غصہ کرے اور کلمات سخت کہے اور کہے کہ میری زوجہ اولیٰ بھی تو لوگوں کو بلواتی ہے کیا اس کو بھی طلاق دیدو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ تو ایسے اصرار سے زید دیوث ہے یا نہیں اور مسلمانوں کو زید کو اگر وہ پیش امامی کرتا ہو معزول کرنا چاہئے یا نہیں۔ زید جو پیش امام مسجد ہے اس نے چند جابلوں کو اپنا طرفدار بنالیا ہے اُن میں سے ایک شخص بکرنے کہا کہ ہمارا پیش امام دو دو بولتیں شراب کی پے گا اور چار رنڈیاں رکھے گا اور وہی پیش امام رہے گا۔ پسبر کی بابت شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ ایسے امام کی طرفداری کریں اور اس کو پیش امام رکھنے پر اصرار کریں ان کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زید اپنی زوجہ کے ایسے افعال پر اگر راضی ہے یا بقدر قدرت بندوبست نہیں کرتا تو بلاشبہ دیوث ہے اور اسے امامت سے معذول کرنا واجب، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ، اور اس کا پھیرنا لازم، اور اس کے حامی گنہگار۔

قال الله تعالى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ¹	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو۔ (ت)

اور اگر وہ ان افعال پر راضی نہیں اور جہاں تک اس کا امکان ہے بندوبست کرتا ہے تو عورت کے افعال پر اس کا الزام نہیں۔

قال الله تعالى لَا تَزِمُوا زِمَةَ الْفُجَرِ وَلَا تَمِمْوهُمْ ²	اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (ت)

نہ اس پر طلاق دینا لازم۔ حدیث میں ہے:

جاء رجل الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم	ایک شخص رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا

¹ القرآن ۲/۵

² القرآن ۶۴/۶

اور عرض کی امیری بیوی کسی مس کرنے والے کو منع نہیں کرتی۔ فرمایا: اسے طلاق دے دے۔ عرض کیا: میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا: اس سے استفادہ کر، ابوداؤد (ت)	فَقَالَ اِنْ اَمْرًا تِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ قَالَ فَطَلَقَهَا قَالَ اِنِي اَحِبُّهَا فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا ¹ رواه ابوداؤد۔

در مختار میں ہے: لا یحب علی الزوج تطلیق الفاجرة² (خاندن پر فاجرہ عورت کو طلاق دینا واجب نہیں۔ ت)

بکر جس نے وہ ناپاک کلمات کہے اُن سے صراحتاً شریعت مطہرہ سے عناد ٹپکتا ہے اُس پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۷۵: از ریاست جے پور گھاٹ، دروازہ مدرسہ قادریہ تکیہ اعظم شاہ، مرسلہ حاجی عبدالجبار صاحب رضوی

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اس مسئلہ میں کہ زید امامت کرتا ہے اور اس کے سر کے بال لمبے یعنی دوش سے نیچے قریب سینہ تک ہیں، عمرو کہتا کہ دوش سے نیچے بال بڑھانا حرام ہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، زید کہتا ہے کہ اتنے لمبے بال رکھنا یعنی دوش سے نیچے جائز ہے اور مشائخ سادات کا یہ شعار ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ الحرف الحسن فی لکنتیہ علی الکفن کے صفحہ ۱۹ سطر امین حضرت سیدنا امام علی رضارضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے دو گیسو شانہ پر لٹک رہے تھے لہذا سوال یہ ہے کہ زید کا کہنا صحیح یا عمرو کا، اگر قول عمرو کا صحیح ہے تو جتنی نمازیں ہم مقتدیوں نے زید کے پیچھے پڑھی ہیں حساب کر کے سب کا اعادہ کریں یا نہیں؟

الجواب:

مسلمانوں کو اتباع شریعت چاہئے۔ حکم نہیں ن مگر اللہ و رسول کے لئے۔ سینہ تک بال رکھنا شرعاً مرد کو حرام، اور عورتوں سے تشبہ اور یکم احادیث صحیحہ کثیرہ معاذ اللہ باعث لعنت ہے۔

قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعْنُ اللَّهُ الْمُشْتَهَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ³ الخ	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں (ت) الخ

اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اُسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم

¹ سنن ابوداؤد باب فی تزویج الابکار مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۸۰/۱، سنن نسائی تزویج الزانیۃ // نور محمد کتب خانہ کراچی ۷۱۲

ف: ان حوالوں میں مذکور الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہے۔ منیر احمد سعیدی

² در مختار کتاب الخطر والاباحۃ فصل فی البیوع مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی ۲۵۴/۲

³ المعجم الکبیر ماروی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ المتنبیہ الفیصلیہ بیروت ۲۵۲/۱۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو کمان لٹکائے ملاحظہ فرمایا، ارشاد فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو اُن عورتوں پر کہ مردوں سے تشبیہ کریں اور ان مردوں پر کہ عورتوں سے مشابہت کریں" ^۱۔ حالانکہ بھوتا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور کمان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال جزو بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہوگی۔ الحرف الحسن میں یہ ہے کہ شانہ پر لٹک رہے تھے یا یہ کہ شانہ سے اتر کر سینہ تک پہنچے تھے۔ شانہ تک لمبے گیسوؤں کا ہونا کہ آگے اصلانہ بڑھےں ضرور جائز بلکہ سنن زوائد سے ہے حساب کر کے نمازوں کا اعادہ چاہئے اور امام صاحب سے امید ہے کہ حکم شرع قبول فرما کر خود معصیت سے بچیں گے اور اپنی اور، قادیوں کی نماز کراہت سے بچائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۷۶: ازمانیا والاڈاکھانہ قاسم پوگڈھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام اور ایک مقتدی نماز پڑھتے ہوں دوسرا مقتدی آگیا تو امام کو وہیں رہنا چاہئے یا آگے چلا جائے یا نہیں (اور آگے بڑھنے کی جگہ ہو) بینوا توجروا
الجواب:

اگر پہلا مقتدی مسئلہ دان ہے اور اسے پیچھے ہٹنے کی جگہ ہے تو وہ ہٹ آئے دوسرا مقتدی اس کی برابر کھڑا ہو جائے اور اگر یہ مسئلہ دان نہیں یا اسے پیچھے ہٹنے کو جگہ نہیں تو امام آگے بڑھ جائے، اور اگر امام کو بھی آگے بڑھنے کی جگہ نہیں تو دوسرا مقتدی باہیں ماتھ کو کھڑا ہو جائے مگر اب تیسرا مقتدی آکر نہ ملے ورنہ سب کی نماز مکروہ تحریمی اور سب کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۷۷: از بریلی مسئلہ محمود حسن صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

ماقول علماء اهل السنة والجماعة رحمكم الله هل تجوز الصلاة خلف الامر الذي هو ابن ستة عشر سنة افيدونا الجواب احكم الله الوهاب ^۲	علمائے اہلسنت وجماعت رحمکم اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ سولہ سالہ امر کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں؟ ہمیں جواب سے مستفید کیا جائے، رحمکم اللہ الوہاب۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری، باب المتشبهین بالنساء مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۷۴/۲

^۲ رد المحتار مطلب فی امامۃ الامر و مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۵۱/۴

الجواب:

نعم تجوز ان لم یکن مانع شرعی لانه بالغ شرعاً وان لم تظهر الاثار نعم تکره انکان صبیحاً محل الفتنة کما فی ردالمحتار عن الرحمتی۔	ہاں جائز ہے بشرطیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو کیونکہ وہ شرعی طور پر بالغ ہے اگر بلوغ کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں البتہ اگر وہ مرد خوبصورت ہے تو پھر نماز مکروہ ہوگی کیونکہ وہ محل فتنہ ہوتا ہے۔ ردالمحتار میں شیخ رحمۃ سے یوں ہی ذکر ہے۔ (ت)

- مسئلہ نمبر ۷۸۴، ۷۷۸: از کوٹ ڈسکہ مرسلہ محمد حیات صاحب مدرس ہائی اسکول ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ
- کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام ایسے امام مسجد کے بارے میں جس میں مفصلہ ذیل نقص صریحاً ہوں،
- (۱) غسل واذن ہے اگر کسی صاحب میت سے کچھ نہ ملے تو شاکہ رہتا ہے۔
- (۲) سامان مسجد کے مطلق حفاظت نہیں کرتا اور نہ ان کی مرمت وغیرہ کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اس لئے اشیاء مسجد بگڑتی اور خراب ہوتی رہتی ہیں اور ضائع اور غبن ہوتی رہتی ہیں اور مسجد کے متعلقہ مکان میں رہائش رکھتے ہیں جو کہ مسجد سے علیحدہ متصل مسجد ہے اگر حفاظت سامان مسجد کو کہیں تو برا فروختہ ہو جاتے ہیں۔
- (۳) جماعت نماز صرف مغرب کی کرتے ہیں باقی نمازیں متفرق طور پر لوگ خود بخود پڑھتے ہیں، اگر کہیں تو ناراض۔
- (۴) مرض بواسیر عرصہ سے ہے تقاطر بول اور پیپ اور خون سے محفوظ رہنے کے لئے نیچے لنگوٹی رکھتے ہیں پورے طور پر شکایت مرض بواسیر نہیں گئی اور نہ یہ جانے والی ہے۔
- (۵) میونسپل کمیٹی قصبہ کوٹ ڈسکہ میں ایک ادنیٰ آسامی جمعہ داری خا کرو بان ۸ روپے ماہوار پر ملازم ہیں، کام اچھا نہ ہونے پر مقامی افسر اور ممبران کمیٹی اکثر ناراض رہتے ہیں جو کہ مسلمانوں کو ناگوار گزرتا ہے۔
- (۶) میاں جی کے اندرون شہر میں جو مکانات ہیں ان کے بالکل متصل ایک پرانی مسجد ہے انقلاب زمانہ سے اس محلہ میں مسلمانوں کے گھر نہ رہے اور مسجد غیر آباد ہو گئی، اب میاں جی اس مسجد کو مال مویشی خانہ اور گوبر بھینس خانہ بنا رکھا ہے، طرفہ یہ کہ حق اس مسجد کا برابر لے رہے ہیں۔
- (۷) روزہ ماہ رمضان المبارک اگر معمر ہونے کی وجہ سے بھی رکھتے ہوں تو نماز تراویح پڑھانے کے لئے آتے ہیں کیونکہ تراویح پڑھانے والے کی خدمت ہوتی ہے مگر نماز فرض کی جماعت سوائے مغرب ندارد، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب: اگر یہ بیانات صحیح ہوں تو صرف نمبر ۳ و نمبر ۶ اُس کے فاسق معین ہونے کے لئے کافی ہیں کہ چاروں نمازوں میں روزانہ تارک جماعت ہے اور مسجد کو ناپاک و ملوث کرنے والا اور فاسق معین کو امام بنانا اور اسکے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ فتاویٰ الحجہ وغنیہ میں ہے: لوقد موافقاً لثبوت^۱ (اگر انھوں نے فاسق کو امامت کے لئے مقدم کیا تو گناہگار ہوں گے۔ ت) اور تقاطر بول اور جریان خون اگر لنگوٹ سے بند نہیں ہوتے تو سخت شدید فاسق ہے بہر حال اُسے امامت سے معزول کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۸۵: از شہر مرسلہ غلام محمد صاحب درزی مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا قمیص چوری ہوا اور بکر چند قرائن کی وجہ سے بطور شبہ کے چوری ثابت کیا گیا اور جس روز سے بکر پر چوری ثابت ہوئی اس روز سے تمام محلّہ والوں نے بکر کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی چھوڑ دی اور بوجہ شک کے اور اسی شک کو لے کر بکر کے پیچھے نماز پڑھنا بلا توبہ جائز ہے یا نہیں، دیگر گزارش یہ ہے کہ بکر کے باپ نے کہا کہ زید اگر قسم کھائے تو مال مسروقہ ہم دیں گے اور زید نے کہا ہم قسم کھائیں گے لیکن قسم نہیں کھائی اور زید کے پیچھے بلا توبہ نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زید پر کوئی الزام نہیں اور خالی شبہ کے سبب بکر پر چوری ثابت نہیں ہو سکتی نہ اس کے پیچھے نماز منع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۷۸۶: از کلکتہ نارکل ڈانگار لنڈ و گودام مرسلہ شیخ عرفان علی صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق مغلفہ دی و مطلقہ مدت ایک سال تک بیٹھی رہی پھر اس کے شوہر نے اس کو بلا عقد شرعیہ اپنی زوجیت میں رکھ لیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی یہاں تک کہ لڑکی مذکور بالغ ہوئی پس اس لڑکی سے کسی مسلمان نے اگر عقد شادی کر لی اور اس نسل سے اولاد جو پیدا ہو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اس کی ماں ولد الزنا ہوئی وہ خود ولد الزنا نہیں، اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں جبکہ مذہب و اعمال و

^۱ غنیۃ المستملی شرح نینۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

قرات و طہارت وغیرہا میں قابل ہو، ہاں اگر عوام اس کی امامت سے نفرت کریں اور یہ امر باعثِ قلتِ جماعت ہو تو اسے امام نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۸۷: از کلکتہ لورچت پور روڈ نمبر ۱۲۵ مرسلہ حاجی جان محمد صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

(۱) ایک مسجد کے متولیوں نے زید کو پچاس روپے ماہوار تین سال کے لئے ملازم رکھا یہ شرط تھی کہ ہم تین سال بعد معزول کر سکتے ہیں اسے امام نے بذریعہ تحریری اقرار نامہ کے منظور کر کے اپنے دستخط کر دئے۔

(۲) باوجود متولیوں کے منع کرنے اور باضابطہ روکنے کے جب تک ہم کو کسی واعظ یا لیکچرار کے خیالات اور مذہب کا علم نہ ہو جائے کسی کو مسجد میں وعظ لیکچر دینے کی اجازت نہ دو بے اطلاع متولیوں کے خود اجازت دیتا ہے چنانچہ گزشتہ فساد کے موقع پر کلکتہ میں اس نے مسجد کے اندر ہندوؤں تک کو آنے دیا۔

(۳) امام مذکور اکثر مسجد کی امامت سے غیر حاضر ہوتا اور سیر یا دعوتوں میں بے اجازت متولیوں کے چلا جاتا ہے اور متولیوں کے منع کرنے کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔

(۴) متولیوں نے بعد گزرنے معیار اقرار نامہ اور باضابطہ تحریری اطلاع دہی کے دوسرے امام کو جو مدینہ منورہ کا ساکن اور مسجد نبوی کے امام کے خاندان سے ہے اور مسجد نبوی میں امامت کر چکا ہے اب بجائے اس کے مقرر کیا ہے وہ مزاحم و مانع ہے اور آمادہ فتنہ و فساد ہے اور متولیوں پر خلاف واقعہ توہین آمیز الزام و بہتان مشتہر کرتا آیا ایسے کو امام شرعاً متولیان مسجد معزول کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

ضرور معزول کر سکتے ہیں بلکہ ان حرکات پر اس کو معزول کرنا ہی چاہئے، لایعزل صاحب وظیفۃ الالبیۃ^۱ وھذہ جنحۃ (صاحب وظیفہ کے مقرر معزول نہیں کیا جاسکتا اور یہ مقررہ ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۸۸: ۱۰ شوال ۱۳۳۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں زید نے عمرو سے مثلاً بوستان گلستان کے بچپن میں دو یا تین سبق پڑھے تھے اب ان میں رنج ہو گیا اور عمرو نے اسے ہاک (عاق) کر دیا تو زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر شاگرد کا قصور تاحد فسق ہے اور بوجہ اعلان مشہور و معروف ہے تو اسے امام بنانا جائز نہیں اور اس کے

^۱ رد المحتار، مطلب الصبح عزل صاحب وظیفہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۳/۲۲۳

پیچھے نماز گناہ، اور اگر اس کا قصور نہیں یا حد فسق تک نہیں یا وہ بالاعلان اس کا مرتکب نہیں تو ان پہلی دو صورتوں میں اس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی کراہت نہیں اور کچھلی صورت میں مکروہ تنزیہی خلافِ اولیٰ ہے باقی عاق کر دینا کوئی شے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۸۹: از راب گڈھ صدر بازار بردکان امیر بخش ٹیلر مرسلہ شیخ طالب حسین ۱۴ شوال بروز پنجشنبہ ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ راب گڈھ میں دو مسجدیں ہیں جن میں سے ایک مسجد کا متولی جو روزہ نماز کا پابند نہیں ہے اُس نے ایک پیش امام جو قوم کا صدیقی اور علم کا حافظ مولوی حکیم مقرر تھا اس کو متولی نے بلا وجہ الگ کر دیا اور بجائے اس کے بلارائے مقتدیوں کے دوسرا امام جو صرف حافظ و قوم کا قصاب ہے اور ہنوز ان کے یہاں پیشہ جاری ہے مقرر کر دیا جس پر میں نے متولی صاحب سے پوچھا کہ سابق پیش امام کس قصور پر علیحدہ کئے گئے تو متولی عبد الصمد صاحب نے بہت غصے ساتھ جواب دیا کہ ہماری مسجد ہم جو چاہیں سو کریں مقتدی پوچھ نہیں سکتے، ایسے امام کے پیچھے اور ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر پہلا امام معاذ اللہ بد مذہب ہو تو اُس کا معزول کرنا اشد ضروری تھا اور اگر دوسرا بد مذہب ہو تو اس کا مقرر کرنا حرام ہوا، اور معزول کرنا لازم ہے، یوں ہی اُن میں جو قرآن مجید غلط پڑھتا ہو یا طہارت صحیح نہ کرتا ہو اُس کا معزول کرنا فرض ہے، ایک ہو یا دونوں، اور اگر صحت مذہب و قرأت و طہارت میں بقدر جواز نماز ہیں اور امام و نطفہ پاتا ہے تو بلا قصور پہلے کو معزول کرنا گناہ ہوا کہ بلا وجہ ایدائے مسلم کہ لا یعزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحۃ^۱ کسی صاحب وظیفہ کو بغیر کسی گناہ کے معزول نہیں کیا جاسکتا۔ ت) اور متولی کا کہنا کہ مسجد ہماری ہے ہم جو چاہیں کریں محض باطل ہے، مسجدیں اللہ عزوجل کی ہیں
وَ اَنَّ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَنْعَوٰمَ اللّٰهَ اَحَدًا ۝^۲ (یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ ت) اُس میں وہی کیا جائے گا جو حکم شرع ہے اور اس کا یہ زعم باطل ہے کہ مقتدی پوچھ نہیں سکتے بلکہ امام و مؤذن مقرر کرنے میں متولی کا اختیار نہیں جبکہ خود بانی مسجد اس کے اقارب میں نہ ہو امام و مؤذن کے نصب میں پہلا اختیار بانی پھر اس کی اولاد و اقارب کا ہے اور دوسرا اختیار مقتدیوں کا ہے یہ بھی جبکہ جس کو بانی مقرر کرنا چاہتا ہے اور جسے مقتدی چاہتے ہیں دونوں یکساں ہوں، اور اگر جسے یہ چاہتے ہیں وہی شرعاً اولیٰ ہے تو انھیں کا اختیار مانا جائے گا متولی اس بارے میں کوئی چیز نہیں۔ دُر مختار (میں ہے):

^۱ ردالمحتار، مطلب لایصح عزل صاحب وظیفہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر، ۳/۲۲۳

^۲ القرآن، ۱۸/۷۲

مختار قول کے مطابق امام اور مؤذن مقرر کرنے کا حق دیگر لوگوں کی نسبت بانی مسجد کو زیادہ ہے (اسی طرح اسکی اولاد اور خاندان بھی دیگر حضرات سے زیادہ حقدار ہیں اہ شامی) البتہ اس صورت میں کہ جب قوم بانی مسجد سے اعلیٰ و صالح امام مقرر کرے تو ہی بہتر ہوگا، (کیونکہ اس کا نفع قوم کو پہنچے گا نفع الوسائل اہ ش) (ت)

البانی للمسجد اولى من القوم بنصب الامام والمؤذن في المختار¹ (و کذا ولده وعشيرته اولى من غيرهم اشباه² اہ شامی) الا اذا عين القوم اصلح ممن عينه البانی³ (لان منفعة ذلك ترجع اليهم، انفع الوسائل اہ ش)

اور اگر امامت بلا وظیفہ ہے اور پہلا امام شرعاً اس دوسرے امام سے اولیٰ تھا تو متوفی نے دوسرا ظلم کیا رائج کو ہٹانا اور مرجوح ک وڑھانا، اور دونوں برابر ہیں جب بھی بلا وجہ پہلے کو ایذا دی کا مرتکب ہوا اور اگر یہ دوسرا اولیٰ بایں معنی پہلے کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت تھی اس کے پیچھے نہیں تو متولی نے اچھا کیا مقتدیوں کا اس پر اعتراض بے جا ہے نماز اس کے پیچھے ہی مطلقاً جائز ہے جبکہ مذہب و قرأت و طہارت و اعمال صحیح ہوں، اور مسجد کو تو کوئی جرم ہی نہیں اس میں بہر حال جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۹۰: از ناتھ دوار ریاست ادیپور ملک میوٹر اسراج الدین صاحب ۲۲ جون ۱۹۲۰ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مسائل نماز روزہ کے تھوڑا بہت واقفیت ہے مگر چند عرصہ سے اس کے کانوں میں سماعت کم ہو گئی ہے یعنی اونچا سنتے ہیں، تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، ہونے کو سبب خلاصہ تحریر فرمائیں، اور اگر بہرے پیش امام نے نماز میں غلطی کی اور اپنے مقتدی کا لقمہ نہ سنا تو نماز میں کوئی خلل تو نہیں آتا ہے یا آتا ہے؟ اس کا جواب باصواب مع فقہ و حدیث اور کتب فقہ و حدیث کا حوالہ بھی ضرور تحریر فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ۲۲ جون ۱۹۲۰ء از ناتھ دوار ریاست ادیپور ملک میوٹر اسراج الدین۔

الجواب:

بہرے کے پیچھے نماز جائز ہے مگر اس کا غیر اولیٰ ہے جبکہ علم مسائل نماز و طہارت میں اُس سے کم نہ ہو اور

¹ در مختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۳۹۰/۱

² رد المحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارۃ / مصطفیٰ البابی مصر ۳/۵۵۳

³ در مختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارۃ / مطبع مجتبائی دہلی ۳۹۰/۱

⁴ رد المحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارۃ / مصطفیٰ البابی مصر ۳/۵۵۳

غلطی جس پر لقمہ نہ لیا اگر مفسد نماز تھی نماز جاتی رہی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۹۱: از حسن پور مراد آباد مدرسہ مدرسہ مولوی عبدالرحمن مدرس ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر میں امام کے عقائد کی تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:

ضرورت ہے اگر محل شبہ ہو مثلاً کسی سے سنا کہ یہ امام وہابی ہے وہ کہنے والا اگرچہ عادل نہ ہو صرف مستور ہو تحقیق ضرور ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد قیل ^۱ ۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیسے نہیں ہو سکتا، حالانکہ یہ کہا گیا ہے۔ (ت)

یا وہ بستی وہابیہ کی ہو تو تحقیق کرو اور اگر کوئی وجہ شبہ نہیں تو نماز پڑھے پھر اگر بعد کوئی ثابت ہو کہ مثلاً وہابی تھا عادیہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۹۲ تا ۷۹۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ:

(۱) ایک مسجد فرقہ غیر مقلد نے سنی حنفی اشخاص کے محلہ میں کسی طرح پر اراضی کا بیعنامہ کر کے تعمیر کرائی اور اس کے دروازے پر ایک پتھر جس پر لفظ اہل حدیث کندہ ہے نصب کر دیا اور نماز پڑھنے لگے اس مسجد میں بعض ناواقف لوگ سنی حنفی ہو کر بھی اکثر اوقات انکی جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز غیر مقلد امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر اس مسجد سنی حنفی امام کے پیچھے لوگ حنفی غیر مقلدوں کی جماعت کے بعد یا اول ہر روز یا جمعہ کے روز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) اور اگر سنی حنفی امام کے پیچھے غیر مقلد شخص اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہو کر نماز اپنے طریقہ پر پڑھے یعنی آمین بالجسر کرے اور رفع یدین کرے تو حنفیوں کی نماز میں کوئی نقص عائد ہوگا یا نہیں؟ بیدنوا تو جروا۔

الجواب:

(۱) غیر مقلد کے پیچھے نماز باطل محض ہر گز نہ ہوگی اور پڑھنے والے کے سر پر گناہ عظیم ہوگا۔ فتح القدیر میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان الصلوٰۃ خلف اهل الاهواء لاتجوز ^۲ ۔	اہل ہواء و بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

^۱ صحیح البخاری باب الرحلۃ فی السانۃ النازیۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹/۱

^۲ فتح القدیر، باب الامامۃ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر، ۳۰۴/۱

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سنی امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر اس مسجد میں پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہ ملے گا کہ شرعاً مسجد نہیں اور بلا عذر شرعی ترک مسجد گناہ ہے، حدیث میں ہے:

لا صلاة لجار المسجد الا في المسجد ^۱ - واللہ تعالیٰ اعلم	مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد ہی میں ہو سکتی ہے۔ (ت)

(۳) جماعت میں غیر مقلد کے شریک ہونے ضرور نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے اول تو اُس کے آمین بالجہر سے طبیعت مشوش ہوگی، اور دوسرا عظیم نقص یہ ہے کہ اس کی شرکت سے صف قطع ہوگی کہ اس کی نماز نماز نہیں ایک بے نمازی شخص صف میں کھڑا ہوگا اور یہ صف کا قطع ہے اور صف کا قطع ناجائز ہے صحیح حدیث میں فرمایا:

من قطع صفاً قطعه اللہ ^۲ ۔	جس نے صف قطع کی اُسے اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت سے) قطع کر دے (ت)

مع ہذا بند مذہبوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے بھی حدیث میں منع فرمایا ہے: لا تصلوا معهم^۳ (اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۷۹۵ تا ۷۹۷: از شہر محلہ شاہ دانا مرسلہ جناب میر فدا حسین صاحب مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) نماز جماعت سنی حنفی اشخاص کی طالب علمان مدرسہ مداری دروازہ و سرائے خامن کے پیچھے ہوگی یا نہیں۔

(۲) اگر کسی مسجد میں پیش امام مقرر نہ ہو تو حاضرین مسجد کسی شخص کو اپنے میں سے منتخب کریں تو اس میں کس کس احترام و التزام اور کس کس بات کی ضرورت ہے؟

(۳) امام ہر طبقہ کے لوگوں میں سے جو کہ اس وقت موجود ہوں کثرت رائے سے منتخب ہو سکتا ہے باوجودیکہ وہ منتخب شدہ شخص اپنے آپ کو امامت کا اہل نہ سمجھتا ہو مگر اجماع اس کی امامت پر ہو جائے تو وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ المستدرک علی الصحیحین کتاب الصلوٰۃ لا صلوٰۃ لجار المسجد الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۴۶/۱

^۲ سنن ابوداؤد باب تسوید الصفوف مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۷

^۳ کنز العمال، الباب الثالث فی ذکر الصحابہ حدیث (۳۲۵۲۸، ۳۲۵۲۹) مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت ۱۱/۵۳۰

الجواب:

- (۱) جو مدرسہ خلافِ مذہب اہلسنت ہو اسکے طلباء کو امام نہیں بنا سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) امام ایسا شخص کیا جائے جس کی طہارت صحیح ہو قرات صحیح ہو سنی صحیح العقیدہ ہو فاسق نہ ہو اس میں کوئی بات نفرت مقتدیان کی نہ ہو مسائل نماز و طہارت سے آگاہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم
- (۳) جو شخص شرائط مذکورہ کا جامع ہے اور وہ امام کیا جائے اگرچہ وہ اپنے آپ کو نااہل کہے، اور جو واقعی نااہل ہے وہ امام نہیں ہو سکتا اگرچہ سب کی رائے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

مسئلہ مسلمانان شہر کہنہ رو ہیلی ٹولہ

مسئلہ نمبر ۷۹۸:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کُرتا اس طرح کا پہنا کرتا ہے جس کی آستینیں کمنیوں کے برابر بلکہ کچھ اونچی ہوتی ہیں یعنی کمینیاں کھلی رہتی ہیں ایسا کرتا پہنے ہوئے پر زید کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں اور کوئی نقص اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں تو نہیں آتا؟ زید کو اس قدر مقدور بھی ہے کہ وہ پوری آستینوں کے کُرتے بنوا کر پہن سکتا ہے اور امامت کرنے کے وقت انگر کھا وغیرہ نہیں پہنتا، علاوہ اس کے زید کو علم بھی اچھا ہے اور ہر ایک مسائل سے واقفیت رکھتا ہے۔

الجواب:

بیان مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کُرتے ایسے ہی آدھے آستین کے بناتا ہے اور نماز کے وقت انگر کھا پہن سکتا ہے مگر نہیں پہنتا اور بازار کو انگر کھا پہن کر جاتا ہے، اس صورت میں زید کے پیچھے نماز اگرچہ ہو جاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں فانہ اذن من ثياب مهنۃ والصلۃ فیہا مکروہۃ (کیونکہ یہ اس کے کام کاج والے کپڑے ہوں گے اور ان کے ساتھ نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ ت) جب وہ ذی علم ہے اور اسے سمجھایا جائے کہ دربار الہی بازار سے زیادہ قابلِ تعظیم و تدلل ہے قال اللہ تعالیٰ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ^۱ وقال ابن عمر اللہ احق تتزین لہ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: جب تم نماز کے لئے مسجد میں جاؤ اپنی زینت اختیار کرو۔ اور حضرت ابن عمر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تو اس کی بارگاہ میں زینت اختیار کرے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۷۹۹ تا ۸۰۷: از قبضہ عمری ڈاک خانہ خاص ضلع مراد آباد مسئلہ غلام مصطفیٰ اسرار الحق انصاری قادری ۱۲ محرم الحرام

۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت ہائے مفصلی ذیل میں کہ:

(۱) وہابی امام کے پیچھے اہلسنت و جماعت کی اقتداء نماز خواہ پنجگانہ یا تراویح یا جمعہ یا عیدین یا نوافل یا نماز جنازہ میں درست حکم ہے یا کیا حکم ہے؟

(۲) زید مولویان فرقہ وہابیہ دیوبند کو عالم دین سمجھتا ہے اور اُن کی تعظیم و تکریم بھی کرتا ہے لیکن خود عالم نہیں اب زید مذکور اہلسنت و جماعت کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں اور اُس کی امامت سے نماز سنتی کی صحیح ہے یا کیا؟

(۳) زید فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو بُرا سمجھتا ہے اور کہتا ہے لیکن اُن کی امامت سے نماز بلا تکلف پڑھتا ہے اور عمر و سنی حنفی ہے اور وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرتا ہے بخیاں نہ ہونے نماز جائز کے، لہذا زید مذکور کی امامت سے عمر و مذکور کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں اور کیوں؟

(۴) امام جمعہ وہابی عقائد کا ہے اور صرف ایک ہی مسجد میں جمعہ ہوتا ہے آیا سنتی اُس کی امامت میں نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کیا نماز ظہر ادا کرے؟

(۵) اگر امام جمعہ نمبران (۲) یا (۳) مذکورہ میں سے کوئی ہو تو اہل سنت و جماعت اُس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور نماز صحیح ہوگی یا کیا۔ نیز نماز عیدین کے بارے میں ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

(۶) امام سنتی المذہب ہے اور چار مقتدی جن میں سے ایک سنتی کامل ہے باقی تین صورتہائے متذکرہ نمبر (۲) اور (۳) کے ہیں ایسی حالت میں جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) نماز مغرب یا کسی وقت کی بہ جماعت نماز ساتھ امام صورتہائے متذکرہ ان (۱) یا (۲) یا (۳) کے ہو رہی ہے تو کیا سنتی المذہب شریک جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اور تنہا پڑھنے کی حالت میں نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۸) حافظ نابینا کی امامت جائز ہے یا نہیں نماز پنجگانہ یا تراویح میں بشرطیکہ سوائے اس کے اور کوئی حافظ قرآن موجود نہیں ہے البتہ ناظرہ خواں چند ہیں؟

(۹) صورت ہائے مذکورہ الصدر نمبران (۲) یا (۳) میں سے اگر امام ہو تو نماز تراویح میں اُس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) وہابی کے پیچھے کوئی نماز فرض خواہ نفل کسی کی نہیں ہو سکتی نہ اُس کے پڑھنے سے نماز جنازہ ادا ہو اگرچہ نماز جنازہ میں جماعت و امامت شرط نہیں و لہذا اگر عورت امام اور مقتدی ہے نماز جنازہ کا فرض ادا ہو جائے گا کہ اگرچہ مقتدیوں کی اُس کے پیچھے نہ ہوئی خود اُس کی ہو گئی، اور اسی قدر فرض کفایہ کی ادا کافی ہے مگر وہابی تو نماز خود باطل ہے لہذا لا دین لہ ولا صلوة لہ لا دین لہ (کیونکہ اس کا تو کوئی دین نہیں اور جس کا

دین نہیں اس کی نماز نہیں۔ ت) نہ تو اُس کی اپنی ہو سکتی ہے نہ اُس کے پیچھے کسی کی اگرچہ اس کا ہم مذہب ہو یا اور کسی قسم بد مذہب ہو سستی ہو تو سستی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا کہ وہ مرتد ہیں۔ اور شفقائے قاضی عیاض و بزازیہ و مجمع الانہر و در مختار و غیر ہا کے حوالے سے فرمایا من شک فہ کفرہ و عذابہ فقد کفر^۱ (جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ ت)

جو اُن کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور ان کی حالت کفر و ضلال اور ان کے کفری و ملعون اقوال طشت از بام ہو گئے ہر شخص کہ زرا جنگی نہ ہو اُن کی حالت سے آگاہ ہے پھر انہیں عالم دین جانے تو ضرور متہم ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ابھی گزرا کہ دیوبندیہ کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے صرف انہیں بُرا جاننا کافی نہیں تو جو انہیں قابل امامت سمجھتا ہے اُس کے پیچھے نماز بیشک باطل محض ہے فائدہ منضم (کیونکہ وہ بھی انہی میں سے ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم (۴) اہلسنت پر فرض ہے کہ اپنا امام سنی صحیح العقیدہ جمعہ و عیدین کے لئے مقرر کریں وہابی کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور شہروں میں جمعہ کا ترک حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب انہیں نمبروں میں گزرا۔ (۶) ایسی صورت میں جمعہ قائم نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے امام کے سوا کم از کم تین مقتدی درکار ہیں اور یہاں ایک ہی ہے باقی تین نہیں اینٹ پتھر کی مور تیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) بارہا بتا دیا گیا کہ انکے پیچھے نماز باطل اور خود ان کی نماز باطل وہ نماز ہی نہیں لغو حرکات ہیں مسلمان اُسی وقت اپنی جماعت قائم کریں اور جماعت نہ ملے تو اپنی تنہا پڑھے۔

(۸) نابینا کی امامت جائز ہے، ہاں اگر اُس سے افضل موجود ہو تو خلافِ اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) کتنی بار کہا جائے کہ کسی نماز میں اصلاً جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۰۸: از شہر ڈوگر پور ملک میوڑا راجپوتانہ۔ بر مکان جمعہ دار سکندر خان مسؤلہ عبدالرؤف خان ۱۳ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرمائے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نجومی یا رتال یا فال دیکھنے والا اُس پر اجرت

^۱ در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۳۵۶/۱

لینے والا ہو اور امامت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

نجومی ورنال قابل امامت نہیں، یونہی جھوٹے فالناموں والے، ہاں اگر جائز طور پر فال دیکھے اور نہ اس پر یقین کرے نہ یقین دلائے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۰۹: از شہر کہنہ مسئولہ سید ممتاز علی صاحب رضوی ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

اہلسنت وجماعت کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افضل البشر ہیں، زید و خالد دونوں اہل سادات ہیں، زید کہتا ہے کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دیتا ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ خالد کہتا ہے کہ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت ہے اور ہر سید تفضیلیہ ہے اور تفضیلیہ کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوتی بلکہ جو تفضیلیہ کے پیچھے نماز مکروہ بتائے خود اس کے پیچھے مکروہ ہوتی ہے۔

الجواب:

تمام اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں، ائمہ دین کی تصریح ہے جو مولیٰ علی کو اُن پر فضیلت دے مبتدع بد مذہب ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فتاویٰ خلاصہ وفتح القدیر و بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے: ان فضل علیا علیہما فمبتدع^۱ (اگر کوئی حضرت علیکو صدیق و فاروق پر فضیلت دے تا ہے تو وہ بدعتی ہے۔ ت) غنیہ رد المحتار میں ہے: الصلوٰۃ خلف المبتدع تکرہ بکل حال^۲ (بد مذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے) ارکان اربعہ میں ہے: الصلوٰۃ خلفہم تکرہ کراہۃ شدیدۃ^۳ (ان یعنی تفضیلی شیعہ کی اقتداء میں نماز شدید مکروہ ہے۔ ت) تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الصلوٰۃ الاقتداء بالہل البوای مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۳۹۱ھ

ف: خلاصۃ الفتاویٰ میں "ان فضل علیا علی غیرہ" ہے۔

^۲ رد المحتار باب الامانۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۱۲ھ

^۳ رسائل الارکان فصل فی الجماعۃ مطبوعہ مطبع علوی انڈیا ص ۹۹

ف: عبارت مفہوماً منقول ہے لفظاً نہیں۔ الفاظ یوں ہیں: فیجوز خلفہم الصلوٰۃ لکن یکرہ کراہۃ شدیدۃ۔

مسئلہ نمبر ۸۱۰: شہر کہنہ محلہ کاکر ٹولہ مسئلہ ننھے خاں ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دکاندار آدمی اُس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز چیز بیچنا اور جائز طور بیچنا کچھ حرج نہیں رکھتا، نہ اُس کے سبب امامت میں کوئی خلل آئے، ہاں اگر ناجائز چیز بیچے یا مکرو فریب کذب یا عقود فاسدہ مثل رلو وغیرہ کا ارتکاب کرے تو آپ بھی فاسق اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۱۱، ۸۱۲: از صدر بازار بریلی مسئلہ نعمت اللہ خاں محرر پونڈ ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- (۱) زید اہل سنت و جماعت ہے زید کی نماز وہابی کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) بکروہابی اور زید اہلسنت و جماعت ہے، تو بکر کی نماز زید کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

سنی کی نماز وہابی کے پیچھے نہیں ہو سکتی، امام محمد و امام ابو یوسف و امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی: ان الصلوٰۃ خلف اہل الہواء لا تجوز^۱ (اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت)

بلکہ وہابی کی نماز نہ کسی کے پیچھے ہو سکتی ہے نہ خود تنہا، وہابی کے پیچھے کسی کی نماز ہو سکتی ہے اگرچہ اس کا ہم مذہب ہو کہ صحت نماز کے لئے پہلی شرط اسلام ہے اور وہابیہ تو بین خدا و رسول کے سبب اسلام سے خارج ہیں۔ فتاویٰ علمائے کرام حرمین شریفین میں ہے:

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر ^۲ ۔	جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۸۱۳: از موضع برتا پور ضلع بریلی مسئلہ گلزار شاہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند آدمی ناخواندہ قطعاً ہیں اور اُن آدمیوں میں ایک آدمی کچھ خواندہ عربی کا ہے لیکن پیشہ فقیری کا ہے اُس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

فقیری کا پیشہ کہ تندرست ہوتے ہوئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں حرام ہے اور اس کی کمائی خبیث اور اُسے

^۱ فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴

^۲ در مختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۰۶، حسام الحرمین علی منکر الکفر والبدع مکتبہ نبویہ لاہور

امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ، اس میں سے کسی پر ہیزگار جو سنتی صحیح العقیدہ ہو وضو غسل ٹھیک کرتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو امام بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۱۴: از ضلع سیونی چھاپہ محلہ قاضی ممالک متوسط مسئلہ محمد ظہور الحسن صاحب ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ مندرجہ ذیل حدیث شریف کو جھوٹا کہتے ہیں وہ یہ ہے:

عمر بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام لانے میں جلدی کی اور میرے والد نے اپنی قوم سے اسلام لانے میں جلدی کی پس جب وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خدمت سے واپس آئے تو انھوں نے فرمایا واللہ میں تمہارے پاس اس سچے نبی اور حق کے پاس سے آیا ہوں پس تم لوگ نماز ایسے ایسے وقت میں پڑھا کرو پس جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور تم میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا تمہاری امامت کرائے پس انھوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن خواں کسی کو نہ پایا کیونکہ میں سواروں سے (جو ہمارے پاس سے گزرتے تھے) لیکھ لیا کرتا تھا انہوں نے مجھ کو اپنا امام بنالیا اور میں چھوٹا سا تھ، برس کا لڑکا تھا اور مجھ پر ایک چادر ہوتی تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ چادر مجھ سے سکر جاتی تھی پس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم ہم سے اپنے قاری کے سرین نہیں ڈھانکتے پس انھوں نے کپڑا خریدا اور انھوں نے میرے لئے کڑتا بنایا پس میں جیسا اُس کپڑے سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوا بخاری و نسائی کی روایت بھی ہے کہ میں ان کی امامت کرتا تھا اور میں آٹھ برس کا تھا۔ اور ابی داؤد کی روایت میں زیادہ ہے کہ سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا اور احمد

عن عمرو بن سلمة قال لما كانت وقعة الفتح بادر كل قوم باسلامهم وبدراى قومى باسلامهم فلما قدم قال جئكم والله من عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقاً فقال صلوا صلاة کذا فی حین کذا وصلاة کذا فی حین کذا فاذا حضرت الصلاة فلیؤذن احدکم ویؤمکم اکثرکم قرأنا فنظر وافلم یکن احداً اکثر قرأنا منی لماً کنت اتلقى من الرکبان فقد مونی بین ایدیهم وانا ابن ست اوسبع سنین وكانت علی بردة کنت اذا سجدت تقصلت عنی فقلت امرأة من الحی الا تغطوا عنائست قارئکم فاشتروا فقطعوا لی قمیصاً فبرحت بشیئ فرجی بذلك القمیس^۱ رواه البخاری وفي رواية النسائی کنت اومهم وانا ابن ثمان سنین^۲ وفي رواية لابن داؤد وانا ابن سبع سنین او ثمان سنین^۳ وفي رواية لاحمد وابی داؤد فماً شهدت مجعاً من جرم الا کنت اصامهم الی یوم هذا^۴۔

^۱ صحیح بخاری کتاب المغازی ۲/ ۲۱۶

^۲ سنن نسائی کتاب الامامة ۱/ ۹۱

^۳ سنن ابوداؤد باب من احدث بالامامة ۱/ ۸۶

^۴ مسند احمد بن حنبل حدیث عمرو بن سلمہ ۵/ ۷۱

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں جرم قبیلہ کے کسی مجمع میں نہیں حاضر ہوا مگر وہ آج کے دن تک وہاں مجھ کو امام بناتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچہ نابالغ کی امامت جائز ہے اور امام حسن بصری اور اسحاق اور امام شافعی اور امام یحییٰ کا بھی مذہب ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بچے کی امامت کے منع میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، اور کوئی شخص اس حدیث شریف کو جھوٹا کہے تو اس کے واسطے شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے، اور ایک لڑکا ہے جو دیکھنے میں بالغ معلوم ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور بالغ کی علامت پائی جاتی ہے اور اُس کی عمر ۴ برس کی ہے اور وہ قرآن شریف کو ٹھیک طور سے حروف کی ادائیگی کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن بعض لوگ اس کو نابالغ کہتے ہیں اس کی بات کا یقین نہیں کرتے، دریافت طلب یہ بات ہے کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ ہر دو سوالوں کے جواب باصواب سے مشرف فرمایا جائے۔

الجواب:

چودہ برس کی عمر کا لڑکا جب کہے کہ میں بالغ ہوں اُس کا قول واجب القبول ہے اور اسے بالغ مانا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی جبکہ ظاہر حال اس کی تکذیب نہ کرتا ہو، اور نابالغ ہمارے ائمہ کے نزدیک بالغ کا امام نہیں ہو سکتا کہ وہ متقل ہے یہ مفترض، اور نقل متضمن فرض نہیں ہو سکتا۔ حدیث مذکور کو صحیح ہے اور جھوٹا کہنا جہل یا عناد، اور اس کے جوابات فتح القدیر و عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۱۵: از شہر محلہ قراولان مسئلہ عبدالکریم خیاط قادری رضوی ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا ارشاد ہے شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بد مذہبوں کے یہاں علانیہ کھاتا ہے بد مذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سُنی ہے اُس کے پیچھے نماز کیسی اور اسکے تراویح سننا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اس صورت میں وہ فاسق ملعن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ نمبر ۸۱۶: از شہر محلہ ذخیرہ مسئلہ منشی شوکت علی صاحب محرر چوکی ۲۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کن کن شخصوں کی جائز ہے اور کن کن کی ناجائز اور مکروہ، اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟

الجواب:

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی مفسد ہوں وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم یا وہ جوان میں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے

کفر میں شک کرے یا اسکے کافر کہنے میں تامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے، اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ: مولیٰ علیٰ کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمیہ مکروہ ہے کہ انھیں امام بنانا حرام ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جہنمی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب، اور انھیں کے قریب ہے فاسق معطل مثلاً داڑھی منڈایا خشخاشی رکھنے والا یا کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ریشمی کپڑے یا مغرق ٹوپی یا ساڑھے چار ماشے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ہوں یا سود خور یا ناج دیکھنے والا اُن کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو فاسق معطل نہیں یا قرآن میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا نحو بصورت امر دیا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلافِ اولیٰ اور پڑھ لیس تو کوئی حرج نہیں، اور اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انھیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے کہ اگرچہ عالم متبحر ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معطل ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لئے جائیں۔ بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ اُن کے پیچھے نماز نماز، الغرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھیں اور عیدین کا کچھ عوض نہیں، امام اُسے کیا جائے جو سنی العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرآۃ مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو یہ ہے اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل و اطناں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

مسئلہ نمبر ۸۱۷: از ٹھہر یا موہن پور ضلع بریلی مسئلہ حافظ ابراہیم خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امامت کا مصلیٰ اگر در میں ڈالا جائے تو کون سے در میں ڈالا جائے اگر بائیں در میں ڈالا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

سنت یہ ہے کہ امام مسجد کے وسط میں کھڑا ہو، اگر مثلاً اندر کی مسجد چھوٹی ہو اور باہر کی مسجد جنوب یا شمال کی طرف زیادہ وسیع ہو تو جب اندر پڑھائیں اُس حصہ کے وسط میں امام کھڑا ہو اور جب باہر پڑھائیں تو اس حصہ کے وسط میں خواہ وہ کسی در کے مقابل ہو یا سب دروں سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۱۸: شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئلہ حبیب اللہ خاں صاحب
۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص جھوٹے مسئلے ظاہر کرے اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر قصداً جھوٹا فتویٰ دیا قابلِ امامت نہیں کہ سخت کبیرہ کا مرتکب ہوا اور جہالت سے ایک آدھ بار فتویٰ میں دخل دیا اُسے سمجھایا جائے تا تب ہو اور آئندہ باز رہے تو اس کی امامت میں حرج نہیں اور اگر عادی ہے اور نہیں چھوڑتا تو فاسق ہے اور لائقِ امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۱۹: از شہر محلہ بھوڑ مسئلہ حشمت علی
۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اہلسنت وجماعت کا زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جروا۔

الجواب:

جو وہابی کو وہابی جان کر اُس کے پیچھے نماز پڑھے اگر وہابی کو قابلِ امامت جانتا ہے خود وہابی ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض، ورنہ اپنی نماز کا باطل کرنے والا اور کم از کم فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۲۰: بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ حاجی غنی رضا خان صاحب
۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈانے والے کو اول صف میں جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا کچھلی صف میں۔ زید کہتا ہے کہ اس کی ممانعت کسی جگہ شرع میں نہیں ہے اور داڑھی منڈانے والا جماعت بھی پڑھا سکتا ہے کیونکہ نماز فاسق کے پیچھے بھی جائز ہے، اور یہ بھی تحریر فامائے گاکہ امام کی داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے اور داڑھی منڈانے والے کی نماز میں تنہا پڑھنے میں کچھ فرق آتا ہے کہ نہیں؟

الجواب:

داڑھی منڈانا فسق ہے اور فسق سے متلبس ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعثِ کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پہن کر یا صرف پانچامہ پہن کر، اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے، نماز ہو جانا بایں معنی ہے، کہ فرض ساقط ہو جائے گا ورنہ گناہگار ہوگا اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، باقی اگر وہ صف اول میں آئے تو اسے ہٹانے کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۲۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو شخص تارک الجماعة بھی ہو اور نماز پنجوقتہ پڑھانے کی اجرت یا تنخواہ بطور چندہ مسلمانوں سے طلب کرے اُس کے پیچھے نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں، اور وہ قبر کی

الجواب:

بیانِ سائل سے واضح ہوا کہ یہ شخص باوصفِ قدرت اصلاً جماعت میں نہیں آتا اور اپنا آنا اس شرط پر مشروط کرتا ہے کہ مجھے تنخواہ دو تو امامت کروں، اور قبر پر قرآن مجید پڑھنے کی نو کری کیا کرتا ہے، تلاوت قرآن مجید کی نو کری تو ناجائز حرام ہے کما حقہ العلامة الشامی فی اجارۃ رد المحتار (جیسا کہ علامہ شامی نے رد المحتار کے باب الاجارہ میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) اور امامت کی نو کری اگرچہ اب جائز ہے مگر صرح بہ فی المتون (جیسا کہ متون میں اس پر تصریح ہے۔ ت) مگر اس طرح کہ نو کری نہ ہو جماعت ہی کو نہ آئے ایسا تاکہ جماعت باوصفِ قدرت بیشک فاسق مردود الشادہ ہے نص علیہ العلماء الکبار وشہدت بہا الحدیث والاثار (اس پر اکابر علما نے تصریح کی اور احادیث و آثار اس پر شاہد ہیں۔ ت) اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب مجرم ہے کما حقہ المولی المحقق ابراہیم الحلبي فی الغنیۃ شرح المنیۃ (جیسا کہ فاضل محقق ابراہیم حلبي نے غنیۃ شرح منیۃ میں تحقیق کی ہے۔ ت) جہاں کہ جمعہ متعدد مساجد میں ہوتا ہے نماز جمعہ بھی ہر گز نہ پڑھی جائے، لانہ بسبیل من التحول^۱ کما فی فتح القدیر و غیوہ (کیونکہ وہاں سے منتقل ہونا ممکن ہے۔ فتح القدیر میں ایسا ہی ہے۔ ت) ایسے شخص کو امام بنانا گناہ ہے کما افادہ فی فتاویٰ الحجة (جیسا کہ فتاویٰ الحجہ سے مستفاد ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۲۲: از پبلی بھیت محلہ بھینسا بھاڑ مکان عبدالکریم صاحب رنگیز مرسلہ عبدالحکیم صاحب ۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ
علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ایک شخص کو قطرہ کا عارضہ ہے مگر ہر وقت نہیں آتا جس وقت پیشاب پھرتا ہے اس کے بعد میں برابر آتا رہتا ہے اور ڈھیلے سے استنجا نہیں سوکھتا مگر پانی سے استنجا کر کے نصف گھنٹہ لنگوٹ باندھ لیتا ہے سوکھ جاتا ہے پھر جب تک پیشاب نہیں پھرتا ہے نہیں آتا ہے مگر کبھی دوسرے تیسرے دن پیشاب پھرے، غیر وقت بھی آ جاتا ہے، ہر روز نہیں آتا ہے ایسے شخص کے پیچھے فرض پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ شخص حافظ قرآن بھی ہے اس کے پیچھے تراویح بھی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:

اس کے پیچھے فرض تراویح وغیرہ سب درست ہیں۔ در مختار میں ہے:

يجب رد عذرہ او تقليله بقدر قدرته	معذور پر عذر کارو کنایا کم کر دینا اس کی اپنی قدرت

^۱ فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۱/ ۳۰۴

ولو بصلاته مؤمناً وبرده لايبقي ذاعذر ¹ - واللہ تعالیٰ اعلم	کے مطابق واجب ہے خواہ اشارہ کر کے نماز پڑھنے سے عذر موقوف ہو سکے، عذر ہٹانے کی صورت میں وہ شخص معذور نہ رہے گا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۲۳: کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ امام مصلیٰ پر کھڑا ہو اور مقتدی بغیر مصلیٰ یعنی فقط صحن میں کھڑا ہو اس صورت میں نماز مکروہ ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ حدیث وفقہ میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ امام کی تعظیم شرعاً ممنوع ہے نہ یہ انفراد علی الدکان کی قبیل سے ہے، بحر الرائق میں ہے: الکراہۃ لابلہا من دلیل خاص^۲ (کراہت کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ ت) منخ الغفار میں ہے: بمثل هذا لا تثبت الکراہۃ اذ لا بدلہا من دلیل خاص^۳۔ (اس طرح کی چیز سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے مستقل دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ ت) البتہ اگر امام براہ تکبر واستعلا ایسا امتیاز چاہے تو اس کی یہ تبت سخت گناہ و حرام و کبیرہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ^۴ - اعاذنا اللہ سبخنہ وتعالیٰ بمنہ و کمال کر مہ أمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا متکبرین کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے؟ (ت) اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ذریعے اس سے ہم سب کو پناہ عطا فرمائے۔ آمین (ت)

مسئلہ نمبر ۸۲۴ تا ۸۲۶: از قبضہ سرواڑ علاقہ کشن گڑھ متصل اجیر ہوشیاروں کی مسجد مسئلہ جناب قاضی اکبر صاحب ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

- (۱) غیر مقلدین کے پیچھے ہماری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
- (۲) غیر مقلدین کو ہماری مقلدین کی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں؟

^۱ در مختار، باب الحیض، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/ ۵۳

^۲ بحر الرائق، باب العیدین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲/ ۱۶۳

^۳ رد المحتار، بحوالہ منخ الغفار باب العیدین مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/ ۶۱۴

^۴ القرآن ۳۹/ ۶۰

(۳) جس کسی محلہ کی مسجد میں محلہ دارانِ حقیقہ نے متفق ہو کر اپنے محلہ کی مسجد میں ایک تو مؤذن اور ایک پیش امام مقرر کر رکھا ہو اور نماز کے وقت مؤذن کی راہ دیکھتا ہے کہ وقت ہو جائے تو اذان کہے اور پیش امام مذکور با وضو مسجد مذکور میں یا خاص محلے پر بیٹھا ہو اس حالت میں بلار ضامندی پیش امام مقررہ کے دوسرا کوئی مسجد مذکور میں اسی محلہ کا یا دوسرے محلہ کا یا دوسرے گاؤں کا اذان دے یا نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں، اگر بلار ضامندی اذان دینا یا نماز پڑھنا مقرر کے سوائے ناجائز ہو اور محلہ داران مذکور منع کرتے ہوں اور وہ نہ مانے تو شرع شریف سے اُن کے لئے کیا حکم؟ فقط

الجواب:

(۱) ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی یہودی کے پیچھے، فتح القدیر میں ہے:

ان الصلوة خلف اهل الاهواء لاتجوز ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ تو معلوم ہو چکا کہ نماز میں اُن کا کوئی حق نہیں، ان کی نماز نماز ہی نہیں، تو مسجد میں اُنھیں آنے کا حق نہیں اور ان کے آنے سے فتنہ ہوتا ہے اور فتنہ کا بند کرنا فرض ہے اور وہ قصداً مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں کم از کم اپنی آئین بالجسر کی آوازوں سے جو قصداً اعتدال سے بھی زائد نکالتے ہیں اور مودی کو مسجد سے روکے جانے کا حکم ہے۔ در مختار میں ہے:

یمنع منه وکذا کل موزد ولو بلسانہ ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	ایسے شخص کو دخول مسجد سے منع کیا جائے اور اسی طرح ہر تکلیف دینے والے کو منع کیا جائے گا اگرچہ وہ زبان ہی سے ایذا دے۔ (ت)

(۳) امام معین موجود و حاضر ہے تو بے اس کی مرضی کے دوسرا زبردستی بلا وجہ شرعی امام بن جانا ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث میں فرمایا:

الایة من الرجل فی سلطانه الا باذنه ^۳ ۔	کوئی آدمی سلطان اور حاکم (مراد صاحب تصرف ہے صاحب خانہ ہو یا صاحب مجلس یا امام مسجد کوئی بھی ہو) کی اجازت کے بغیر امامت نہ کروائے۔ (ت)

^۱ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۱/ ۳۰۴

^۲ در مختار باب ما یفسد الصلوة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/ ۹۴

^۳ صحیح مسلم باب من احق بالامامة مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۱/ ۲۳۶

اور مؤذن مقرر کئے ہوئے کے خلاف مرضی بلا وجہ شرعی اذان دینا اس کے حق میں ناحق دست اندازی، اور نفرت دلانا ہے اور صحیح حدیث میں اس سے منع فرمایا بشر و اولاد تنفروا^۱ (لوگوں کو خوش کرو اور نفرت نہ پھیلاؤ۔ ت) ایسے لوگ مفسد ہیں اگر نہ مانیں تو مسجد سے باہر کر دینے کا حکم ہے، ہاں اگر امام ناقابلِ امامت ہے مثلاً غلط خواں یا وہابی وغیرہ تو نہ وہ امام ہے نہ اُسکا پڑھانا امامت۔ یونہی اگر مؤذن ایسی حالت پر جس کی اذان کے لئے شرعاً حکم اعادہ ہے تو ایسوں کو اذان و امامت سے باز رکھنا بجا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۲: از شہر جامع مسجد مولوی محمد افضل صاحب

چہ می فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ شخص امام را خوب نمی داند باعتبار خود در خانہ نماز میگذارد رواہست یا نہ؟	کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص اپنے عقائد کے مطابق امام کو اچھا نہیں سمجھتا اور نماز گھر میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر فی الواقع امام بدمذہب یا فاسق معلن یا فاسق القرۃ ہو اور اس کو تبدیل نہ کر سکتا ہو، نہ مسجد میں دوسری جماعت کروا سکتا ہو تو اس صورت میں گھر میں اپنے اہل کے ساتھ جماعت قائم رکھے یا تنہا ادا کرے اگر کوئی دوسرا گھر نہ ہو۔ (ت)	اگر فی الواقع امام بدمذہب یا فاسق معلن یا فاسق القرۃ است و تبدیلیش نتواند نہ جماعت دیگر در مسجد می توان کرد آنگاہ بخانہ با اہل خود اقامت جماعت باید کرد یا تنہا گزارد اگر دیگرے ندارد۔

مسئلہ نمبر ۸۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر مقتدی عمامہ باندھے ہوں اور امام فقط ٹوپی پہنے تو مکروہ ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل کہ وہ اسباب تجمل ہے ہی اور یہاں تجمل محبوب اور مقام ادب کے مناسب اس لئے تلاوت قرآن کے وقت تقیم مندوب ہوا کہما فی فتاویٰ قاضیخان (جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ت) اور نماز میں کہ گویہ دربار عظیم الشان حضرت ملک السموات والارض جل جلالہ کی حاضری ہے رعایتِ آداب بہ نسبت تلاوت کے اہم اور امام کہ سردار مطاع قوم ہے اُس کے ساتھ احق والیق، لہذا نظافتِ ثوب و پاکیزگی لباس وجوہ تقدیم استحقاقِ امامت سے قرار پائی کہما فی الدر المختار (جیسا کہ دُر مختار میں ہے۔ ت) مگر بائیں ہمہ صورت مستفسرہ میں صرف ترک اولیٰ

^۱ صحیح البخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یروا الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۹۰۴

ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی تاوقتیکہ اس کا ثبوت کسی خاص دلیل شرعی سے نہ ہو ورنہ نماز چاشت و اشراق وغیرہا مستحب کا ترک مکروہ ٹھہرے اور یہ صحیح نہیں، حاشیہ شامیہ میں بحر الرائق سے نقل کیا:

لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ بدلها من دليل خاص ، وفيها عن تحرير الاصول ، خلاف اولي ما ليس فيه صيغة نهى كترك صلاة الضحى بخلاف المكروه تنزيها ¹ انتهي وتماهه فيها۔	ترک مستحب سے ثبوت کراہت لازم نہیں آتا اس کے لئے خاص اور مستقل دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی میں تحریر الاصول کے حوالے سے ہے، خلاف اولیٰ یہ ہے کہ جس میں صیغہ نہی نہ ہو مثلاً نماز چاشت کا ترک کرنا بخلاف مکروہ تنزیہی کے اھ اس کی پوری تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔ (ت)

بالجملہ جب تک اس بارہ میں نہیں ثابت نہ ہوگی کراہت مانی جائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔
مسئلہ نمبر ۸۲۹: از سرکار مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ درگاہ کلاں مسئلہ حضرت صاحبزادہ والامرتبت بالامنقبت حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب زید مجدہم ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ
جامع کمالات منبع برکات مولنا المعظم زادت برکاتہم، پس از سلام مسنون عارض ہوں فساق کی امامت علی المذہب مفتی بہ مکروہ تحریمی قابل اعادہ یا مکروہ تنزیہی یا کچھ تفصیل، اگر فساق کی امامت سے صلحا بھی اور فساق دونوں نمازیں پڑھیں بر تقدیر اعادہ صرف صلحا کے لئے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے یا صلحا و فساق دونوں کے لئے، اور صلحا اگر منع فساق عن الامامۃ سے عاجز ہوں تو صلوات خمسہ بے جماعت پڑھنا یا فساق کی امامت سے پڑھنا اولیٰ، در مختار میں ہے کہ فساق واعی و عبد و ولد الزنا وغیرہ کی امامت تب مکروہ ہے جب دوسرے ان سے اچھے موجود ہوں ورنہ نہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو لوگ مکروہ کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

امامت فساق کی نسبت علما کے دونوں قول ہیں کراہت تنزیہی کما فی الدر اور کراہت تحریمی کما فی الغنیۃ و فتاویٰ الحجۃ والتسین والی السعود والطحاوی علی مرقی الفلاح وغیرہا، اور ان میں تو فیق یہ ہے کہ فساق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے تحریمی، مبتدع کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہو اگر عند الفقہاء یعنی منکر قطعیات ہو اگرچہ منکر ضروریات نہ ہو، تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے کما فی فتح القدیر

¹ ردالمحتار مطلب ترک المندوب هل تکرہ تنزیہا الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۹۱

ومفتاح السعادة والغياثية وغیرہ) فتح القدير، مفتاح السعادة اور غياثیہ وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ ت) کہ وہی احتیاط جو متکلمین کو اُس کی تکفیر سے باز رکھے گی اُس کے پیچھے نماز کے فساد کا حکم دے گی فان الصلاة اذا صحت من وجوه وفسدت من وجه حکم بفسادھا^۱ نماز جب کئی وجوہات کی بنا پر صحیح مگر ایک وجہ سے فاسد تو اس کو فاسد قرار دیا جائے گا۔ ت) ورنہ مکروہ تحریمی، جن صورتوں میں کراہت تحریم کا حکم ہے صلحاء وفساق سب پر اعادہ واجب ہے، جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرد اپڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم کراہت تحریم اور واجب و مکروہ تحریم دونوں ایک مرتبہ میں ہیں ودرء المفسد اہم من جلب المصلح^۲ (مفسد کا دور کرنا مصلح کے حصول سے اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ ت) ہاں اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وہ فرض ہے اور فرض اہم۔

اسی طرح اگر اُس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور اعادہ کریں کہ **الْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ**^۳ (فتنہ قتل سے بڑی برائی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۳۰: ۱۲ صفر ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر استاد وہابی ہو تو شاگرد اُس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

وہابی کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ اپنا استاد ہو بلکہ اُسے استاد بتانا ہی اُس کے حق میں زہر قاتل سے بدتر ہے فوراً پرہیز کرے کہ صحبت بد آدمی کو بد بنا دیتی ہے نہ کہ بد کی تعلیم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ^۴ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	اُن سے دُور بھاگو اور اُن کو اپنے سے دُور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مسئلہ نمبر ۸۳۱: از فیض آباد ڈاک خانہ شہزاد پور مرسلہ عبد اللہ طالب العلم ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ آیا زانی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں بہت جھگڑا پیدا ہے یہاں تک حالت گزر گئی کہ نماز جماعت میں تفرق ہو گیا ہے حدیث اور کتاب کی سند ہونا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

زانی فاسق اور فاسق معلن کے پیچھے نماز منع ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے اُس کے پیچھے جو نمازیں

^۱ فتح القدير باب صلوة المسافر، مطبوعہ نوریہ رضویہ کھر ۱۴/ ۱۲

^۲ الاشیاء والنظائر الخامة درء المفسد او لی من جلب المصلح مطبوعہ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ ۱/ ۱۳۵

^۳ القرآن ۲/ ۲۱۷

^۴ صحیح مسلم باب النبی عن الروایة عن الضعفاء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۰/ ۱۰

پڑھی ہوں اُن کا پھیرنا واجب ہے، ردالمحتار میں ہے:

شرح منیہ میں ہے کہ فاسق کی تقدیم (یعنی اس کو امام بنانا) کراہت تحریمی ہے۔ (ت)	مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمہ (یعنی الفاسق) کراهة تحریم ^۱ ۔

در مختار میں ہے:

ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ واجب ہے۔ (ت)	کل صلاة اذیت مع کراهة التحريم تجب اعادتها ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۳۲: از کالج ضلع ایٹہ محلہ نواب مرسلہ عباد اللہ صاحب ویکسینیٹر ۶ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بزعم امامت نماز فرض پنجگانہ و نماز جمعہ بجماعت کثیر معمولی جو تا جو ہر وقت پہنا کرتا ہے پہن کر پڑھتا ہے وقت اعتراض بکر کو ترجمہ حدیث مشکوٰۃ شریف دکھاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الدوام پڑھی ہے چونکہ یہاں نہ کوئی ذخیرہ کتب دینیہ ہے جو دیکھ کر اطمینان کرایا جائے اور نہ کوئی عالم ہے جس کے ذریعہ سے پایہ ثبوت کو پہنچیں لہذا آپ سے التجا کی جاتی ہے کہ براہ نوازش عالمانہ آپ مع حوالہ کتاب و باب و صفحہ و سطر حسب قاعدہ مرحمت فرمائیے۔

الجواب:

تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ "تو" ہے اور یہاں باپ کو "تو" کہے بیشک بے ادب گستاخ اور اس ایہ کریمہ کا مخالف ہے فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَضْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا^۳ (ماں باپ کو ہوں نہ کہہ نہ جھڑک اور ان سے عزت کی بات کہہ) صد ہا سال سے عرف عام ہے کہ استعالیٰ جوتے پہن کر مسجد میں جانے کو بے ادبی سمجھتے ہیں ائمہ دین نے اُس کے بے ادبی ہونے کی تصریح فرمائی، امام برہان الملئۃ والدین صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید اور محقق بحر زین ابن نجیم کی بحر الرائق اور فتاویٰ سراجیہ اور عالمگیریہ جلد پنجم ص ۱۲۲ کتاب الکرہ باب خامس میں ہے: دخول المسجد متنعلا مکروہ^۴ (مسجد میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے۔ ت) آج اگر کسی نواب کے

در بار

^۱ ردالمحتار، باب الاملۃ، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۴۱۳

^۲ در مختار باب صفۃ الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱۱/۴۱

^۳ القرآن ۱۷/۲۳

^۴ فتاویٰ ہندیہ باب فی آداب المسجد والقبلیۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۲۱

میں آدمی جوتا پہنے جائے تو بے ادب ٹھہرے، نماز اللہ واحد قہار کا دربار ہے، مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنا اور اُن میں فتنہ و فساد پیدا کرنا اور انہیں نفرت دلانا قرآنِ عظیم و احادیثِ صحیحہ کے نصوص قاطعہ سے حرام اور سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۳۳: از ترپول سولول ڈاکخانہ ہرول ضلع در بھنگہ بلگرچرہ مرسلہ عبدالحکیم صاحب ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ اگر کسی مسلمان کا بستی سے باہر دوسرے محلہ میں مکان ہو اور وہ امام بھی ہو اور کبھی پنجو قتی نماز میں دھوکے سے آکر نماز پڑھے اور امامت کرے اور وہ ہمیشہ اپنے محلہ میں موجود رہتا ہے اور اپنی نماز پنجو قتی اور امامت کا خیال نہیں کرتا ہے اور مسجد میں ایک ہفتہ میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے واسطے آیا کرتا ہے اور ہمیشہ امامت کا جتو (فخر) رکھتا ہے کہ ہم امام ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اس امام کی شرکت کرنے والے جو لوگ ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

جس شخص کو جمعہ کا امام مقرر کیا ہے وہ اگر فقط جمعہ ہی کو آکر امامت کرتا ہے یا اور بھی کبھی کبھی آجاتا ہے یا نہیں آتا اور اپنے محلہ میں نماز باجماعت پابندی سے پڑھتا ہے تو اُس پر کوئی الزام نہیں، نہ اُس کے شریکوں پر کوئی الزام ہے اور وہ ضرور جمعہ کا امام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۳۴: از شہر فراشی محلہ مسئلہ اہل محلہ معرفت ہدایت اللہ نبار ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہ جس کی نسبت تفضیلیہ ہونا کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طوائفوں کے ساتھ علانیہ خلاف شرع راہ و رسم وغیرہ رکھتا ہے نیز جسکے سر کے بال بھی مثل عورتوں کے شانوں سے نیچے لٹکتے ہوں وہ کسی جائے نماز پر بلا اجازت موقع کے پیش امام کے اگر نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے بحیثیت امام بن کر نماز جمعہ ادا کر کے مح اپنے ہمراہیوں کے چلا جائے بعد اس کے باقی انہو اسی موقع اور جگہ پر وہیں مجوز امام کی تقلید سے اس کے پیچھے دوسری بار نماز جمعہ ادا کریں تو ایسی صورت میں پہلے امام کی نماز جو اس نے ادا کی ہے جائز ہے یا دوسرے امام کی یا دونوں نہ ہوں گی۔

الجواب:

مسلمانو! نماز حکم شرعی ہے احکام شرع کے مطابق ہی ہو سکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جس نے جب چاہا کر لیا، حکم شرعی یہ ہے کہ اقامت جمعہ کے لئے سلطان اسلام یا اُس کا نائب یا اُس کا ماذون شرط ہے اور جہاں سلطان اسلام نہ ہو عالم دین فقیہ معتمد اعلم اہل بلد کے اذن سے امام جمعہ و عیدین مقرر ہو سکتا ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو

و بمجبوری جسے وہاں کے عامہ مسلمین انتخاب کر لیں وہ امامت جمعہ یا عیدین کر سکتا ہے ہر شخص کو اختیار نہیں کہ بطور خود یا ایک دو یا دس بیس یا سو پچاس کے کہے سے امام جمعہ یا عیدین بن جائے ایسا شخص اگرچہ اس کا عقیدہ بھی صحیح ہو اور عمل میں بھی فسق و فجور نہ ہو جب بھی امامت جمعہ و عیدین نہیں کر سکتا اگر کرے گا نماز اُس کے پیچھے باطل محض ہوگی کہ اُن تین طریقوں میں سے ایک وجہ کا امام یہاں شرط صحت نماز تھا جب شرط مفقود مشروط مفقود ولہذا صورتِ مسئلہ میں پہلے لوگوں کا جمعہ باطل محض ہو اور دوسرے لوگوں کا صحیح۔ دُر مختار میں ہے:

یشتراط لصحتها السلطان او مامورہ باقامتها ¹ ۔	جمعہ کی صحت کے لئے سلطان یا اس شخص کا ہونا جس کو سلطان نے اقامت جمعہ کی اجازت دی ہو ضروری ہے (ت)

حدیقہ ندیہ میں ہے:

اذا خلا الزمان من سلطان ذي كفاية فالامور موكلة الى العلماء ويلزم الامة الرجوع اليهم ويصيرون ولافة فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم ² ۔	جب زمانہ کامل سلطان سے خالی ہو جائے تو معاملات علماء کے سپرد ہوں گے اور امت پر علماء کی طرف رجوع لازم ہوگا اور علماء والی بن جائیں گے اور جب علماء کا کسی ایک معاملہ پر اجماع و اتفاق مشکل ہو جائے تو لوگ اپنے اپنے علاقے کے علماء کی اتباع کریں، اگر علاقے کے علماء کی کثرت ہو تو پھر ان میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں (ت)

تنویر الابصار دور مختار میں ہے:

(نصب العامة) الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر ³ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	(عام لوگوں کا مقرر کرنا) خطیب کو معتبر نہیں جبکہ مذکورہ لوگوں میں سے کوئی ایک موجود ہو۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۸۳۵: از کانپور پر تھی ناتھ اسکول مسئلہ قاضی محمد شمس الدین ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے بریلی اس بارہ میں کہ اگر کوئی شخص حنفی المذہب و کرامات اولیاء اللہ کا قائل، علم دین و فن تجوید سے بہرہ ور حالت پیری میں نابینا ہو گیا ہو تو اُس کی امامت کیسی ہے، شرح وقایہ جلد اول، باب الجمعہ صفحہ ۲۴۲ میں مرقوم ہے کہ:

¹ دُر مختار، باب الجمعۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۰۹

² حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الثالث من انواع العلوم اثلا عشر الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۳۵۱

³ دُر مختار شرح تنویر الابصار باب الجمعۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۰

من صلح اماماً فی غیرها (فی غیر صلوة الجمعة) صلح فیہا ای ان ام المسافر او العبد فی الجمعة صحت ^۱ الخ	جو اس (نماز جمعہ کے علاوہ) امام بننے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ اس میں بھی امام بن سکتا ہے، یعنی اگر مسافر، مریض یا غلام نے جمعہ کی امامت کرائی تو جمعہ صحیح ہوگا الخ (ت)

کیا اس عبارت مختصر مختصر و قایہ و شرح و قایہ سے یہ تنقید مترشح ہوتی ہے کہ جو نابینا متصف بہمہ اوصاف مذکورہ بالا ہو اُس کے امام بننے سے مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی، نسخہ بحر الرائق جلد اول ص ۳۶۹ کی عبارت صاف دال ہے کہ ابن ام مکتوم جو نابینا تھے امام بنائے گئے تھے بحوالہ کتب مرحمت فرمائیے۔

الجواب:

نابینا سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراءة بلاشبہ امام ہو سکتا ہے صرف اس کا "غیر" اولیٰ ہے کہ اگر یہ اُس سے مسائل نماز و طہارت میں علم زیادہ نہ رکھتا ہو ورنہ یہی اولیٰ ہے کما فی الدر^۲ وغیرہ (جیسا کہ در مختار وغیرہ میں نابینا کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ت) عبارت مذکورہ سوال کو امامت نابینا کی نفی سے کوئی تعلق نہیں، ہاں جمعہ و عیدین میں بیٹا ہو یا نابینا وہی شخص امام ہو سکتا ہے جو خود سلطان اسلام ہو یا اُس کا ماذون یا وہاں کا علم اہل بلد یا اُس کا ماذون ہو ورنہ بضرورت^۵ جسے عام مسلمانوں نے ان نمازوں میں امام مقرر کیا نابینا اگر ان پانچ میں سے ہے تو جمعہ و عیدین اس کے پیچھے ہو سکیں گے اور بیٹا اگر ان میں سے نہیں تو اُس کے پیچھے نہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ نمبر ۸۳۶: از بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ حاجی رضا خان صاحب ۲۴ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قوم سادات سے ہے اور امامت بھی کرتا ہے وہابیہ اور سنی عالم کو یکساں سمجھتا ہے، مسئلہ علم غیب کا جب ذکر آتا ہے جواب میں کہتا ہے یہ مسئلہ جدید نہیں ہے قدیم سے اسی طرح جھگڑا ہوتا چلا آیا ہے اور عالم باہمی تقریر اور حجت کرتے چلے آئے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور مسائل ایک مفتی سنی عالم کے جو کہ واجبات سنت و مستحب سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے بارے میں کہتا ہے کہ کرے تو ثواب ہے نہ کرے تو حرج نہیں اور خلاف کمیٹی جو علمائے وہابیہ کر رہے ہیں اُن کی امداد پہنچانے کی غرض سے نہایت کوشش سے چندہ فراہم کر کے پہنچاتا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ سنی عالم انکار کرتے ہیں تو جواب میں کہتا ہے کہ ہم کس کام نہ پکڑیں لوگ تو سنی عالموں کو طرفدارِ انگریز و ملازم کہتے ہیں عمرو ایک سنی مفتی عالم کا مرید ہے۔

^۱ شرح و قایہ باب الجمعہ مطبوعہ المکتبۃ الرشید دہلی ۱/ ۲۴۲

^۲ در مختار باب الامامة مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

زید کی ان باتوں سے متاثر ہو کر نماز جمعہ ترک کر کے ظہر پڑھتا ہے آیا اس صورت میں زید قابلِ امامت ہے یا نہیں، معتبر کتب سے ثبوت ہونا چاہئے۔ بینوا تو جروا

الجواب:

جو شخص وہابیہ اور اہلسنت علماء کو یکساں سمجھتا ہے اسی قدر بات اُس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے اُس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کسی ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ جمعہ اگر اور جگہ نہ مل سکے نہ اُسے امامت سے جدا کر سکے تو فرض ہے کہ ظہر پڑھے اُس کے پیچھے جمعہ پڑھے گا تو سخت شدید و کبیر گناہ کرے گا اگرچہ بعد کو ظہر بھی پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو جمعہ ہو گا نہ ظہر، فرض سر پر رہ جائے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

روى محمد عن ابى حنيفة وابى يوسف رضى الله تعالى عنهم ان الصلاة خلف اهل الاهواء لا تجوز ¹ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	امام محمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ اہل بدعت و بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

مسئلہ نمبر ۸۳۷: از ماہرہ شریف ضلع اینہ مرسلہ جناب سید ظہور حیدر میاں صاحب ۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہمیشہ ہمیشہ بوجہ کثرتِ احتلام یا کسی اور مرض جسمی کے بجائے غسلِ تیمم سے نماز ادا کرتا ہے امامت کرنا اس کو تیمم سے بمقابلہ اور مقتدیوں کے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

کثرتِ احتلام تو خود کوئی وجہ جواز تیمم کی نہیں جب تک نہانے سے مضرت نہ ہو بے صحیح اندیشہ مضرت کے تیمم سے پڑھے تو اس کی خود نماز نہ ہوگی دوسرے کی اُس کے پیچھے کیا ہو، ہاں جسے بالفعل ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور یہ نقصان و خوف تو اپنے تجربے سے معلوم ہوں یا طیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے بتائے سے، تو اُس وقت اُسے تیمم سے نماز جائز ہوگی اور اب اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کا پانی سے طہارت سے ہونا صحت امامت میں خلل انداز نہیں، ہاں امام نے تیمم ہی بے اجازت شرع کیا ہو تو آپ ہی نہ اس کی ہوگی نہ اُس کے پیچھے اوروں کی۔ تنویر میں ہے: صح اقتداء متوضیعی بمتیمم² (وضو والے کی اقتداء تیمم والے کے ساتھ صحیح ہے۔ ت) بحر الرائق

¹ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴

² در مختار شرح تنویر الابصار مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۵

تر جیح المذہب بفعل عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین صلی بقومہ بالتیمم لخوف البدر من غسل الجنابة وهم متوضؤون ولم يأمرهم عليه الصلوة والسلام بالاعادة حین علم¹۔	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس مذہب کی ترجیح کا سبب ہے کہ انہوں نے سردی کی وجہ سے غسل جنابت کی جگہ تیمم کر کے اپنی قوم کی امامت کی حالانکہ لوگوں نے وضو کیا ہوا تھا۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے نماز لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۳۸: ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام فقط نماز جمعہ پڑھتا ہے دیگر اوقات پنجگانہ نماز میں کبھی امامت نہیں کرتا اور اس امامت جمعہ کے عوض میں سال بھر کے بعد رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں اور نیز عیدین کی نماز کے بعد اجرت امامت جمعہ و امامت عیدین مصلیین سے طلب کرتا ہے یہ اجرت اُس کو حلال ہے یا حرام، اور باوجود منع بھی اخذ اجرت سے باز نہیں آتا ایسے شخص کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین مکروہ ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اجرت امامت اگر اس شخص سے قرار پاگئی ہے کہ فی جمعہ یا ماہوار یا سالانہ اس قدر دیں گے یا خاص اس سے قرار داد نہ ہو مگر اس امامت کی تنخواہ معین ہے اسے بھی معلوم تھی یہ اُسی کے لئے امام بنا اور امام بنانے والوں نے بھی جانا اور مقبول رکھا غرض صراحۃً یا دلالتاً تعین اجرت ہو لیا تو یہ اجرت اُسے حلال ہے اور اس وجہ سے اُس کے پیچھے نماز میں کچھ کراہت نہیں کہ امامت و اذان و تعلیم فقہ و تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو ائمہ نے بضرورتِ زمانہ جائز قرار دیا ہے کما نصوا علیہ فی الکتب قاطبہ (جیسا کہ اس پر کتب میں نصوص قاطعہ موجود ہیں۔ ت) اور جب تعین ہو لیا تو اجارہ صحیحہ ہوا جس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اجارہ صراحۃً خواہ دلالتاً واقع تو ہوا یعنی اس نے اجرت کے لئے امامت کی اور قوم نے بھی اسے اجیر سمجھا مگر تعین اجرت نہ بیان میں آیا نہ قرآن سے واضح ہوا تو اجارہ فاسدہ ہے وہ اجرت اُس کے حق میں خبیث ہے اُسے تصدق کر دینے کا حکم ہے مگر اصل اجارہ اب بھی باطل نہیں، نہ طلب اجرت ظلم ہے، ایسا اجارہ اگر متعدد بار کرے گا فاسق ہوگا اور اُس کے پیچھے نماز مکروہ،

¹ بحر الرائق باب الامامة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۶۳

اور اگر سرے سے اجارہ ہی نہ ہو صراحۃً نہ دلالتاً اور اب اجرت مانگتا ہے تو صریح ظلم و فسق و کبیرہ ہے یہاں مطلقاً اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۳۹: ۲ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام مسجد یہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد مصافحہ بہ تخصیص نماز فجر درست نہیں اور اہل محلہ کہتے ہیں درست ہے اور کہتے ہیں کہ اگر تم اس کے جواز کے قائل نہ ہو گے تم ہم تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے اس لئے کہ تمہارا مذہب ہمارے مذہب کے خلاف ہے لہذا فرمائیے کہ شرع شریف میں کس طرح ہے اور کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صحیح یہ ہے کہ مصافحہ بعد نماز مباح ہے نص علی تصحیحہ العلامة الخفافی فی نسیم الریاض (علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ت) امام اگر سنی المذہب ہے صرف اس مسئلہ میں اس کا خیال بنظر بعض عبارات فقہیہ یہ ہے تو اسے سمجھا دینا چاہئے کہ تصحیح و ترجیح جانب جواز ہے صرف اتنی بات پر وہ ترک اقتدا کا مستحق نہیں، اور اگر بر بنائے وہابیت اس کا انکار کرتا ہے تو وہابی بلاشبہ لائق امامت نہیں اہل محلہ کو چاہئے ہر گز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۴۰: ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کی پڑھائی معین کر کے لینا درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

درست ہے مگر بچنا بہتر ہے اللہ کے واسطے پڑھائے اور نمازی اسے حاجت مند دیکھ کر اللہ کے لئے اس کی اعانت کریں یہ صاف کر لیا جائے کہ امامت کی اجرت کچھ نہ لی دی جائے گی یوں بلا غدغہ حلال طیب ہے لان النفی الصریح یزیل حکم دلالة الحال فان الصریح یفوق الدلالة کما فی قاضی خان^۱ (کیونکہ صراحۃً نفی، دلالت کو زائل کر دیتی ہے کیونکہ صراحت، دلالت سے فوقیت رکھتی ہے قاضی خاں میں اسی طرح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ در مختار کتاب الجہتہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲/ ۱۵۹

ف: سعی بسیار کے باوجود یہ عبارت فتاویٰ قاضی خان سے نہیں مل سکی، در مختار سے یہ عبارت مفہوماً ملی ہے اس لئے اس کا حوالہ دیا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

مسئلہ نمبر ۸۴۱: از مراد آباد مرسلہ مولوی محمد عبدالباری صاحب ۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد فراغت نماز اگر مقتدی کو مجبور کرے کہ باتجائے اُس کے ویسے ہی بیٹھے رہیں اور نہ اُنھیں تاخیر میں مقتدیوں کا قریب نصف گھنٹہ کے ضائع ہوا اور در صورت عدم شرکت بوجہ مجبوری اُن پر اتہام مذکور کو بیجا لگائے تو یہ چیز کہاں ثابت، اس کے لئے کون سی حدیث ناطق، اور اُس چیز کا نام سنت نبوی رکھنا اور اُن کو مجبور کرنا حتیٰ کہ اُن پر الزام توہب کا نہیں بلکہ تلب کا لگانا شرع شریف میں کس مقام پر وارد ہے؟

الجواب:

امام کو سلام کے بعد مقتدیوں پر کوئی جبر کا اختیار نہیں، سلام سے تو اس کی ولایت منقطع ہو چکی عین نماز میں جب تک وہ متبوع تھا اور اس کی پیروی مقتدیوں پر واجب تھی اُس وقت بھی اُسے حرام تھا کہ سنت سے زیادہ کوئی بات ایسی کرے جو مقتدیوں پر ثقیل و گراں ہو، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب شدید فرمایا اور ایسا کرنے والے کو فتنان بتایا یعنی سخت فتنہ گر، تو بعد نماز بلا وجہ شرعی مجبوری کرنا اور نہ ماننے والے کو جھوٹا اتہام لگانا کیسا سخت حرام شدید اور ظلم بعید ہے۔ پھر اس ظلم و حرام کا نام معاذ اللہ سنت رکھنا نہایت سخت اشد اور صریح گمراہی اور سنت پر افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۴۲: مسئلہ مکرم احمد اللہ صاحب صدر بازار ہر دوئی

تارک فرض و واجب نیز سنت مؤکدہ اور تارک مستحب و مباح کس درجہ کا گنہگار ہے۔ تارک امور خمسہ یا تارک مستحب و مباح کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: فرض کے ایک بار ترک سے فاسق ہے اور ترک واجب کی عادت سے، سنت مؤکدہ کا حکم میں قریب واجب ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور فاسق بالاعلان ہو تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، مستحب و مباح کے ترک میں کچھ گناہ نہیں، نہ ان کے تارک کی امامت میں کچھ نقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۴۳: از شہر کہنہ ۲۷ رجب ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ امام ضم سورہ میں اس قدر دیر کرتا ہے کہ بعد آمین کہنے کے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اس قدر دیر کرنا امام کو جائز ہے یا نہیں۔ اس کو منع کیا گیا کہ اس قدر دیر نہ کیا کرو، وہ کہتا ہے کہ سورہ سوچنے میں دیر ہو جاتی ہے اور دیر کرنے کو نہیں چھوڑتا ہے۔ پس اس امام کی اقتدا سے نماز میں کسی

قسم کی کراہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

سورۃ سوچنے میں اتنی دیر جس میں تین بار سبحن اللہ کہہ لیا جائے ترک واجب و موجب سجدہ سہو ہے اکیمانص علیہ فی التنویر والدرد والغنیۃ وغیرہما (تنویر، درد، غنیہ وغیرہ میں اس پر نص کی جاتی ہے۔ ت) تو یہ جس کی عادت ہے اس کے پیچھے نماز میں ضرور کراہت ہے۔ عالمگیریہ و محیط میں ہے:

من یقف فی غیر مواضعہ ولا یقف فی مواضعہ لا ینبغی لہ ان یؤمر وکذا من یتنحیح عند القراءة کثیراً ^۲	جو نہ ٹھہرنے کی جگہ وقف کرے اور وقف کی جگہ وقف نہ کرے اسے چاہئے کہ وہ امام نہ بنے، اور اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جو قرات کرتے وقت کثرت سے کھانستا ہو۔ (ت)

جو وقف و وصل بے جا کرے یا پڑھتے وقت بار بار کھکھارے جب اسے فرماتے ہیں کہ اس کی امامت سزاوار نہیں حالانکہ مراعات وقف و وصل واجبات نماز سے نہیں۔ تو جو واجب نماز یعنی وصل سورۃ و فاتحہ بے اجنبی کے ترک کا عادی ہو بدرجہ اولیٰ لائق امامت نہیں، ہاں فاتحہ کے بعد اتنی دیر کہ دم راست کرے آمین کہے، کوئی سورۃ ابتداء سے پڑھنی ہو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے کہ یہ دیر بھی تقریباً کلمہ طیبہ پڑھنے کے برابر ہو جائے گی، بلاشبہ مباح و سنت و مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۸۴۴: از شہر کہنہ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بعد کلمہ لا الہ الا اللہ کے محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے، اگر جنت نہ جائے گا تو کیا اعراف میں بھی نہ جائے گا۔ زید قیام میں نماز کے بعد بقدر سات بار اللہ اکبر کہنے کے ٹھہرتا ہے۔ کہتا ہے کہ صرف سبحن اللہ و بحمدہ کہنے سے نماز ہو جاتی ہے، بے کُر تا ٹوپی کے نماز ادا کرتا ہے کہتا ہے کہ صرف پانچامہ سے نماز ہو جاتی ہے۔ یوں بھی کہتا ہے کہ نماز میں الحمد و سورۃ کی کچھ حاجت نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کو مسلمان سمجھنا چاہئے یا نہیں؟ اہل اسلام کا ساہرتاؤ اس سے چاہئے یا نہیں؟ جواب بدلیل قرآن و حدیث و فقہ سے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب:

صرف پانچامہ پہنے بالائی حصہ بدن کا نگار کھ کر نماز بایں معنی تو ہو جاتی ہے فرض ساقط ہو گیا، مگر مکروہ تحریمی

^۱ غنیۃ المستملی شرح منیۃ الصلی فصل سجود السمو مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۶۵، در مختار باب سجود السمو مطبع مجتبائی دہلی ۱۰۳

^۲ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغيرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۶

ہوتی ہے۔ واجب ترک ہوتا ہے فاعل گنہگار ہوتا ہے اس کا پھیرنا گردن پر واجب رہتا ہے نہ پھیرے تو دوسرا گناہ سر پر آتا ہے، ہاں اگر اتنے ہی کپڑے کی قدرت ہے تو ایسی محتاجی میں مجبوری و معافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یصلیٰ احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه من شیء ^۱ ۔ رواہ شیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ہرگز تم میں کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اسے امام بخاری و مسلم نے ابومریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

خطیب بغدادی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی السراویل و حدہ ^۲	(یعنی صرف پانچجامہ سے نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

خلاصہ و ہندیہ وغیرہا میں ہے:

لوصلی مع السراویل والقميص عندہ یکرہ ^۳ ۔	اگر کسی نے فقط شلوار میں نماز ادا کی حالانکہ اس کے پاس قمیص موجود ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔ (ت)

نماز میں فرضیت قرأت کا انکار احادیث کثیرہ صحیحہ صریحہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد اور اجماع ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خرق بلکہ بعد انقطاع اقوال شاذہ اجماع مستقر کا خلاف اور اب گمراہی و ضلالت صاف صاف ہے۔ امام عبد الوہاب شعرانی میزان الشریعہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

اجمع الائمة رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ان الصلوٰۃ لاتصح الا مع العلم بدخول الوقت و علی ان للصلوٰۃ اركاناً داخلۃ فیہا و علی ان النیۃ فرض و كذلك تکبیرۃ الاحرام والقیام مع القدرة والقراءة والركوع والسجود والجلوس فی التشہد الاخیر (الی ان قال)	تمام ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے کہ صحت نماز کے لئے نماز کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو چکا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ نماز کے ارکان نماز میں داخل ہیں، اسپر بھی اتفاق ہے کہ نیت فرض ہے، اسی طرح تکبیر تحریمہ اور قدرت کے ساتھ قیام، قرأت، رکوع، سجود، اخیر تشہد

^۱ صحیح بخاری باب اذا صلی فی الثوب الواحد الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲، صحیح مسلم باب الصلوٰۃ فی ثوب واحد الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع

کراچی ۱/ ۱۹۸

^۲ تاریخ بغداد حدیث ۲۵۶۳ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۵/ ۱۳۸

^۳ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ مالا یکرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۰۶

میں بیٹھنا (آگے چل کر کہا) یہ وہ مسائل ہیں جن پر میں نے اجماع پایا ان کو میری مرتب کردہ کتاب المیزان میں داخل کرنا صحیح نہیں۔ (ت)	هذا ما وجدته من مسائل الاجماع التي لا يصح دخولها في مرتبتي الميزان ¹ ۔

رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ میں ہے:

فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام اور منفرد پر فجر کی دونوں رکعات اور اس کے علاوہ دیگر نمازوں کی پہلی دو رکعت میں قرأت فرض ہے۔ (ت)	اتفقوا على ان القراءة فرض على الامام والمنفرد في ركعتي الفجر وفي الركعتين الاولين من غيرها ² ۔

بلکہ امام ابن الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:

صاحب غایۃ البیان نے اصم کی خرق اجماع کی طرف نسبت کی ہے اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ اصم کے عدم فرضیت کا قول کرنے سے پہلے اس کی فرضیت پر اجماع ہو چکا ہے۔ (ت)	نسب صاحب غایۃ البیان الاصم الى خرق الاجماع وهو يفيد سبق الاجماع على الافتراض قبل ذهابه الى عدمه ³ ۔

عالمگیری میں ہے:

خبر واحد کا منکر کافر نہیں البتہ ترک قبول کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ ظہیر یہ میں اسی طرح ہے۔ (ت)	من انكر خبر الواحد لا يكفر غير انه ياثم بترك القبول هكذا في الظهيرية ⁴ ۔

طحاوی میں ہے:

یعنی جوان چاروں مذہب سے اس زمانہ میں باہر ہے وہ بدعتی اور جہنمی ہے (ت)	من كان خارجاً عن هذه الاربعة في هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار ⁵ ۔

نماز میں الحمد و سورۃ کی حاجت نہ ماننا بھی جہل قبیح اور ارشادات حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

¹ المیزان الکبریٰ باب صفۃ الصلوۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۱/ ۱۳۶

² رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ بر حاشیہ میزان کبریٰ باب شروط الصلوۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۳۸

³ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

⁴ فتاویٰ ہندیہ مطلب موجبات الکفر انواع مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۵

⁵ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳/ ۱۵۳

انکار صریح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب¹۔ یعنی بے سورہ فاتحہ کے نماز ناقص ہے رواہ الاثمة احمد والستة عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) (دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من صلی صلاة لم یقرأ فیہا بفاتحة الكتاب فہی خداج ² ۔ رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابی ہریرۃ واحمد وابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	یعنی جو نماز بے سورہ فاتحہ کے ہو وہ ناقص ہے۔ اس کو امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تیسری حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرہ ان یخرج فینادی ان لا صلوة الا بقراءة فاتحة الكتاب فما زاد ³ ۔ رواہ احمد وابوداؤد۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ باہر جا کر منادی کر دیں کہ بے سورہ فاتحہ اور کچھ زائد قرأت کی نماز ناقص ہے۔ اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تجزئ صلاة الا بفاتحة الكتاب ومعها غیرھا ⁴ ۔ رواہ الامام الاعظم ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سیدنا ابی سعید بن الخدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ومعناہ	نماز کام نہیں دیتی بے فاتحہ اور اس کے ساتھ اور قرأت کے۔ اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابو سعید الخدری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا اور معناہ اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ

¹ صحیح بخاری باب وجوب القراءة للامام الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/ ۱۰۴

² صحیح مسلم باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رسة الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۱/ ۱۷۰

³ المسند للاحمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/ ۴۲۸

⁴ مسند الامام اعظم مع تنسیق النظام کتاب الصلوة مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ص ۵۸

نحوہ عند الترمذی وابن ماجہ۔

نے روایت کیا ہے۔

اور ان سب سے سخت تر و ناپاک تر اُس کا وہ قول مردود ہے کہ کلمہ طیبہ میں (خاکش بدہن) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے کی کیا ضرورت! اگر اس سے یہ مراد لیتا ہے کہ اسلام لانے کو صرف لا الہ الا اللہ ماننا کافی ہے محمد رسول اللہ کی حاجت نہیں جب تو قطعاً یقیناً زاکا فرم رہا ہے۔ عورت اُس کی اُس کے نکاح سے نکل گئی پاس جائے گا تو زنا ہوگا، اولاد ہو تو ولد الزنا ہوگی۔ عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور اگر یہ مراد نہیں تاہم ناپاک کلام کی طرز سوق سخت گستاخی و بے باکی سے خبر دے رہی ہے۔ اور وہ لفظ "جنت" میں نہ جائے گا تو کیا اعراف میں نہ جائے گا "دین متین کے ساتھ استہزاء کا پتا دیتا ہے۔ بہر حال اس قدر میں شک نہیں کہ شخص مذکور فاسق فاجر گمراہ بد مذہب ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و ممنوع ہے کما حققنا فی رسالتنا النہی الاکید و ذکرنا فی عدۃ مواضع من فتاوانا (اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ النہی الاکید اور اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ پر کی ہے۔ ت) مسلمان اس سے توبہ لیں اگر توبہ کر لے فبہا ورنہ اس کے ساتھ وہ معاملہ برتیں جو بد دینوں کے ساتھ چاہئے واللہ الہادی واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم۔

النہی الاکید عن الصلّاء وراء عدی التقليد

۱۳۰۵ھ

(دشمن تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام خوبیاں اُس ذاتِ اقدس کے لئے جس نے ہمیں صحیح راہ کی ہدایت عطا کی اور ہمیں محنت و مشقت سے بچالیا، ہم میں اچھے و اعلیٰ امام بنائے جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے، ہمیں اہل فتن کی اقتداء سے محفوظ کیا۔ نہایت ہی عاجزانہ طور پر صلاۃ و سلام ہو اس امام و مقتدا پر جو امین، جائے پناہ اور سب سے بڑے محسن ہیں جن کا اسم مبارک محمد ہے جو روح و بدن کے مرئی ہیں، ان کی آل و اصحاب پر بھی سرّاً و جہراً، ان ائمہ مجتہدین پر بھی جو اپنے زمانے کے لئے چراغ ہیں، مخفی امور کھولنے اور باطنی معاملات کو ظاہر کرنے والے، رازوں کے پختہ محافظ، سنن نبی کی طرف ہادی، سنن کی نہر فرات سے مشکیزے بھر بھر کر پلانے والے، اے احسان فرمانے والے ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول ہو۔ میں گواہی	الحمد لله الذي هدانا لهذا السنن * ووقانا المحن * وجعل فينا كل امام حسن * به يتأشى وعليه يؤتمن * واغنانا ان نقتدى باهل الفتن * والصلاة والسلام الا نحن * على الامام الامين الامان الامن * محمد مربى الروح والبدن * واله وصحبه في السر والعلن * والائمة المجتهدين مصاييح الزمن * كاشفى ماخفى ومظهري ما بطن الثقات السراة هداة السنن * السقااة الغراة من فراة السنن وعلينا بهم يا عظيم المنن * واشهد ان

دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں، ان پر ان کے رب کی طرف سے صلوة و سلام اور کرم و لطف ہو۔ (ت)

لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه ربهم وسلم ومن *

اما بعد یہ چند سطور کا شفقہ السطور جلیۃ الفلذۃ جمیۃ العائدہ ہیں اظہار صواب میں اس سوال کے جواب میں جو فقیر ناسزا عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ له وحق اللہ واصلح عملہ کے پاس مولوی فضل الرحمن صاحب حفظ عن الشرور امام جامع مسجد فیروز پور کا بھیجا کیمپ فیروز پور ملک پنجاب سے آیا، فقیر ان دنوں ایک مبارک رسالہ بجواب سوال مونگیر بنگالہ مسٹی بہ تجلی الیقین بان نیناسید المرسلین لکھنے میں مشغول، اور اس کے اور چند مسائل دیگر بلاد کو مسئلہ پنجاب پر حق تقدم حاصل جب ان سے فراغت پائی اس کی نوبت آئی النہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد (۱۳۰۵ھ) اس تحریر کا نام اور یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام، اس رسالہ میں اصل مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نارا ہے اس کے ضمن میں ان کے بعض عقائد و احوال و مکائد و دیگر فوائد بنیائت اجمال تحریر میں آئے، مولیٰ سے مسئول کہ قبول فرمائے اہل اسلام و سنت کو نفع پہنچائے، از انجا کہ موضوع رسالہ رد مخالف نہیں، لہذا لحاظ مجادل سے کنارہ گزیر کہ وہ تو ایک فتویٰ ہے جواب مسئلہ کی حد پر مقتصر اور اپنے موافقوں پر ایک حکم کا مظہر جسے اس رنگ کا کلام مشتاق بنائے تصانیف افاضل یا فقیر حقیر کے دیگر رسائل مندرجہ مجموعہ "البارقة الشارقة علی مآرقة المشارقة" کی طرف رجوع لائے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و افضل الصلوة علی الحبيب الجمیل والہ وصحبہ بالوف التبجیل امین امین یا عزیز یا جلیل۔

نقل عبارت استفتاء

مسئلہ ۸۴۵: باسمہ سبحانہ، بخدمت بابرکت حضرت مولینا و بالفضل والکمال اولنا محمد و مکرّم معظم حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب سلمہ الرحمن۔ سلام مسنون بہ نیاز مقرون کے بعد عرض ہے کہ للہ اس استفتاء کا جواب مرحمت فرمائیں کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد قصابان خور و جو شاگرد مولویان لکھنؤ کے علاقہ فیروز پور کے ہیں اول انھوں نے رسالہ شاہ طہور جس میں حضرت ابن عربی اور مولینا روم و مولانا عبد الرحمن جامی علیہم الرحمة کی تکفیر درج تھی اور وہ رسالہ مطبع فیروز پور میں حافظ محمد صاحب لکھنؤ نے چھاپا تھا

اس کی تصدیق پر اپنے دستخط کر دیے تھے جس کے شاہد بہت لوگ موجود ہیں اور اس کا کسی قدر ذکر رسالہ تصریح اباحت فرید کوٹ کے صفحہ ۴۱ کے متن و حاشیہ میں مندرج ہے۔ پھر جب ریاست فرید کوٹ میں علمائے مقلدین کا مناظرہ ہوا تھا تب بھی یہ مولوی صاحب بشمول علماء غیر مقلدین کے تھے اور ان کے زمرہ میں ریاست سے رخصت نامہ لے کر واپس آئے تھے جیسا کہ اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء مطبوعہ ریاست فرید کوٹ اس پر شاہد ہے اور رسالہ کے صفحہ ۷۱ میں بھی اس کا نام بزمہ غیر مقلدین شامل ہے۔ پھر مسائل اور واقعات اس کے بھی صریح غیر مقلدی کی دلیل ہیں جس کا نمونہ ایک یہ ہے کہ مسماۃ فاطمہ بنت امام الدین خاں کو جب اس کے شوہر نے مطلقہ کیا اور طلاق نامہ تحریر ہوا تو بائیس روز بعد از ان عدت کے اندر ہی مولوی مشار الیہ نے اس مطلقہ کا نکاح بابو مین ملازم مسکوٹ لال کرتی سے منعقد کر دیا اور اس کی دلیل مولوی جمال الدین امام مسجد بوچڑاں کلاں کو دکھائی کہ حدیث ترمذی سے ثابت ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہوتا ہے، اس پر جواب دیا گیا کہ دینی کتابوں میں مثل فتح القدیر وغیرہ کے صریح لکھا ہے کہ خلع طلاق ہے بسند حدیث بخاری وغیرہ کے اور جمہور امامان سلف و خلف کا یہی مذہب ہے کما فصل فی باب الخلع (جیسا کہ باب خلع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور باب عدت میں بھی مذکور ہے اور طلاق اور خلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہیں اھ مترجمًا، پس یہ نکاح عدت کے اندر حنفی مالکی شافعی سب کے نزدیک ناروا ہے جو شخص غیر مقلد ایسے اطوار کا طور رکھے اور حرام کو حلال بتا دینے تک نوبت پہنچائے تو اس کے پیچھے اقتداروا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ حررہ محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروز پور پنجاب ۱۰ شوال ۱۳۰۵ھ محمد فضل الرحمن

اللهم هداية الحق والصواب

الجواب:

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو زید و عمرو کی ذات سے غرض نہیں اور حضرات اولیائے کرام قدس اسرار ہم کی شان عظیم میں بعد وضوح حق اس کلمہ ملعونہ کہنے کا جواب جو روز قیامت ملے گا بس ہے، وہ حضرات جرات شعار جسارت و ثبات جن کا مسلک عامہ ائمہ و علمائے کبار کو عیاداً باللہ مشرک بتائے ان سے مدارک دقیقہ حقائق اولیاء تک نہ پہنچنے کی کیا شکایت کی جائے علاوہ بریں یہ مسئلہ خود اس قابل کہ اس میں ایک رسالہ مستقلہ تصنیف میں آئے اور خدا انصاف دے تو حدیث بخاری:

حق احببتہ فکنت سبعہ الذی یسمع بہ و بصرہ	جب میں بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سمع (کان)
الذی یبصر بہ و یدہ	بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ

التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها) الی قولہ تعالیٰ (وما ترددت عن شيءٍ انا فاعله ترددی عن قبض^۱ نفس المؤمن یکره الموت وانا کره مساءته^۱۔	بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اس کے پاؤں بنتا ہوں جس سے چلتا ہے (آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے) میں کسی شئی کے بجالانے میں کبھی اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح جانِ مومن قبض کرتے وقت تردد کرتا ہوں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔ (ت)

و ۲ حدیث مسلم:

یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی، یا ابن آدم استطعتک فلم تطعنی، یا ابن آدم! استستقیتک فلم تسقنی^۲ اخرجاہما عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اے ابن آدم! میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت نہیں کی، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا، اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، تو نے مجھے پانی نہیں دیا ان دونوں کو بخاری و مسلم دونوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

و ۳ حدیث مشہور:

قم الی امش الیک وامش الی اھول الیک^۳۔ اخرجہ احمد^۴ عن رجل من الصحابة والبخاری بمعناہ عن^۵ انس وعن ابی ہریرۃ	اے بندے! تو میری طرف اٹھ میں تیری طرف چل پڑوں گا، تو میری طرف چل میں تیری طرف دوڑ پڑوں گا۔ اس کو امام احمد نے ایک صحابی سے اور امام بخاری نے معنًا اسے حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ سے

^۱ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۹۶۳

^۲ صحیح مسلم، باب فضل عیادۃ المریض، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، ۱۲/ ۳۱۸

^۳ مسند احمد بن حنبل حدیث من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۳/ ۷۸۴

ف: ۱ بخاری شریف کی روایت میں "عن نفس المؤمن" ہے "قبض" کا لفظ بخاری شریف میں موجود نہیں البتہ فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۱۴ ص

۱۳۱ پر یہ عبارت ہے "او وقع فی الحلیۃ" آخر میں "عن قبض روح المؤمن الخ" نذیر احمد

ف: ۲ مسند احمد بن حنبل میں آغاز حدیث یوں ہے: قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم قم الی الخ۔ نذیر احمد

والطبرانی فی الکبیر عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

وحدیث ۷:

وإذا أحب الله عبداً لم يضربه ذنب ^۱ أخرجه الديلمی والامام الاجل القشیری وابن النجار فی التاریخ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اسے کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ اسے دیلمی، امام اجل قشیری اور ابن نجار نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث ۸:

الدنیا والأخرة حرام على اهل الله ^۲ أخرجه فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	دنیا و آخرت اہل اللہ پر حرام ہیں۔ اسے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے (ت)

حدیث ۹:

انزل القرآن على سبعة احرف، لكل حرف منها ظهرو بطن و لكل حرف حدو لكل حد مطلع ^۳ ۔ أخرجه الطبرانی فی اکبر	قرآن سات حروف (لغوتوں) پر نازل ہوا، ہر حرف کے لئے ظاہر اور باطن ہے ہر حرف کے لئے ایک حد (انتہائے معنی) ہے اور ہر حد کے لئے ظاہر

^۱ الرسالۃ القشیریۃ باب التوبۃ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصطفیٰ البابی مصر ص ۴۵، الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۴۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۲/ ۷۷

^۲ الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۱۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۳۰

^۳ المعجم الکبیر مروی از عبد اللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۱۰۷ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۰، المعجم الکبیر مروی از عبد اللہ ابن مسعود حدیث ۸۲۶۸ و ۸۲۶۷ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/ ۱۳۶

ف: معجم کبیر میں مکمل حدیث ایک جگہ پر دستیاب نہیں ہو سکی بلکہ دو حصوں میں مختلف مقامات سے ملی ہے جبکہ جامع صغیر مع فیض القدر جلد ۳ مطبوعہ بیروت صفحہ ۵۴ پر یہ حدیث مکمل انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے اور حوالہ بھی طبرانی عن عبد اللہ بن مسعود کا دیا ہے، ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے جامع صغیر سے دیکھ کر یہ حدیث نقل کی ہو مجمع الزوائد جلد ۷ مطبوعہ بیروت ص ۵۳-۱۵۲ پر بھی یہ حدیث از عبد اللہ ابن مسعود منقول ہے۔ نذیر احمد

معاجیہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور باطن سے اطلاع کا مقام ہے۔ اس کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)	

وحدیث ۱۰:

قوله عز وجل اعطيهم من حلبي وعلبي^۱ اخرجه احمد والطبرانی في الكبير والحاكم في المستدرک والبيهقي في شعب الايمان باسناد صحيح عن ابي الدرداء رضي الله تعالى عنه۔	اللہ عزوجل کا فرمان ہے میں انھیں اپنا علم و علم عطا کرتا ہوں۔ اس کو احمد و طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک اور بیہقی نے شعب ایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث ۱۱:

من زهد في الدنيا علمه الله بلا تعلم و هداية بلا هداية وجعله بصيرا وكشف عنه العي^۲۔ اخرجه ابو نعيم في الحلية الاولياء عن سيد الاولياء امير المؤمنين علي كرم الله وجهه۔	جو دنیا سے محفوظ رہا اسے اللہ بغیر حصول علم کے علم اور بغیر حصول ہدایت ہدایت دیتا ہے۔ اسے صاحب بصیرت بناتا ہے اور اس کی گمراہی اور تاریکی دور کر دیتا ہے۔ اسے امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سید الاولیاء امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث ۱۲:

دع عنك قول معاذ فان الله يباهي به الملائكة قاله لرجل قال له معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه تعال حتى نؤمن ساعة فشكا الرجل الى النبي صلى الله	قول معاذ کو چھوڑو (یعنی قول معاذ کو برا نہ جانو) کیونکہ اللہ تعالیٰ ملائکہ میں اس کے ساتھ فخر فرماتا ہے۔ یہ بات آپ نے اس شخص سے فرمائی جسے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ آؤ ہم ایک گھڑی ایمان

^۱ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۴۵۰، نوادر الاصول الاصل الحادی والعشرون فی خصوصیت

هذه الایة مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۹ و ۳۳

^۲ حلیۃ الاولیاء فضائل و مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۱/ ۷۲

تعالیٰ علیہ وسلم، وقال او مانحن بسؤمنین فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذلك^۱۔ اخرجه سیدی محمد بن علی الترمذی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	لائیں اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کیا ہم اہل ایمان نہیں؟ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ جملہ فرمایا تھا۔ اس کو سیدی محمد بن علی ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث ۱۳:

كان عبد الله بن رواحة رضي الله تعالى عنه اذالقى الرجل من اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول تعال نؤمن بربنا ساعة فقال ذات يوم لرجل فغضب الرجل فجاء الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا رسول الله الاترى الى ابن رواحة يرغب عن ايمانك الى ايمان ساعة فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يرحم الله ابن رواحة انه يحب المجالس التي تبأى بها الملائكة^۲ عليهم السلام۔ رواه احمد بسند حسن عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه۔	حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ کا معمول تھا جب بھی کسی صحابی رسول سے ملاقات ہوتی تو کہتے آؤ ہم اپنے رب کے ساتھ ایک گھڑی ایمان لائیں، ایک دن آپ نے یہی بات ایک شخص سے کہی تو وہ ناراض ہو گیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے عبد اللہ بن رواحہ کے بارے میں نہیں سنا وہ تو آپ پر ایمان لانے کے بجائے ایک گھڑی ایمان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ بن رواحہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ ایسی مجالس کو پسند کرتا ہے جس پر ملائکہ بھی فخر کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث ۱۴: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حفظت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعائين فاما احدهما	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن حاصل کئے ہیں ایک کو بیان کرتا ہوں اگر

^۱ نوادر الاصول الاصل الثانی والسبعون فی الذکر الخفی مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۱۱۰

^۲ مسند احمد بن حنبل از مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۲۶۵

فبثثته، واما الآخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم ¹ ۔ اخرجه البخاری۔	دوسرا بیان کروں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے (ت)

وآیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اُتِيَ الْبَيِّنَاتُ ۖ	ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ت)

وآیت:

وَمَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ³	اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ (ت)

وآیت:

فَاَيَسَّوْا لَكُمْ وُجُوْهُ اللّٰهِ ⁴	تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے) (ت)

وآیت:

قُلِ الرُّسُلُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ⁵	تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں اس کا علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ (ت)

وآیت:

اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعِلْمًا مِّنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ⁶	(تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (ت)

وآیت:

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ⁷ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ⁸	کہا آپ میرے ساتھ ہر گز نہ ٹھہر سکیں گے، اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ (ت)

¹ صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱۱/۲۳

² القرآن ۱۰/۳۸

³ القرآن ۱۷/۱۸

⁴ القرآن ۱۱۵/۲

⁵ القرآن ۸۵/۱۷

⁶ القرآن ۶۵/۱۸

⁷ القرآن ۶۷/۱۸

⁸ القرآن ۶۸/۱۸

وآیت:

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں (ت)

قَالَ فَإِنْ فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ①

وآیت:

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا ہے کہ اس کے سواروں کو ڈوبو دوں بے شک یہ تم نے بہت بُری بات کی کہا میں نے کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہر گز نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

فَانْطَلَقَا ② حَتَّى إِذَا رَاكَ بِفِي السَّيْفَةِ خَرَقَهَا ③ قَالَ أَخَرَقْتُهَا لِشُعْرِي أَهْلَهَا لَقَدْ جُمْتُ شَيْئًا إِمْرًا ④
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ⑤

وآیت:

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے ایک سُتھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی، بیشک تم نے بہت بُری بات کی، کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہر گز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

فَانْطَلَقَا ② حَتَّى إِذَا رَاكَ بِفِي السَّيْفَةِ خَرَقَهَا ③ قَالَ أَقَتَلْتُ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ④ لَقَدْ جُمْتُ شَيْئًا كَبِيرًا ⑤
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ⑥

وآیت:

کہا یہ (وقت) میری اور آپ کی جدائی کا ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (یعنی علت و وجہ) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ت)

قَالَ هَذَا فِرَاقِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ ⑦
سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ⑧

① القرآن ۱۸/۷۰

② القرآن ۱۸/۷۱

③ القرآن ۱۸/۷۲

④ القرآن ۱۸/۷۴

⑤ القرآن ۱۸/۷۵

⑥ القرآن ۱۸/۷۸

وَمَا كُنْتُمْ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ ¹	اور یہ کچھ مین نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ پھیر (علت و وجہ) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا (ت)

وغیرہ ذلک آیت واحادیث سمجھ والوں کے لئے علم باطن اور اُس کے رجال و مضائق مجال و حقائق، اقوال و دقائق افعال کا پتہ دینے کو بہت ہیں،

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَبَالَهُ مِنْ نُورٍ ۝ ²	اور جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے اُس کے لئے کہیں نور نہیں (ت)

یہ اس بحر عمیق کے لئے ساحل، نہ یہ حضرات اُس کی سیر کے قابل، نہ اس معنی سے اصل غرض سائل، لہذا فقیر این و آں سے قطع نظر کر کے نفس مرام مسئول عنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی نماز میں حضرات غیر مقلدین کی اقتداء کا حکم کیا ہے، اور از انجا کہ اسکی تنقیح اُن کی کشف بعض بدعات پر موقوف، لہذا اس بارے میں ایک اجمالی مقدمہ لکھ کر عنانِ قلم جانبِ جواب مصروف، ہر چند اس باب میں علماء متعدد تحریریں کر چکے مگر میں امید کرتا ہوں کہ بحول اللہ تعالیٰ یہ موجز تحریر کافی و کامل وانی و کامل شانی و نافع صافی و ناصح واقع ہو و باللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقيق انه نعم المولیٰ ونعم المعین والحمد لله رب العلمین۔

مقدمہ فی الکلام الاجمالی علی بدعة غیر المقلدین

یا معشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور پیچارہ عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چورہا بتائیں ائمہ و ہدی کو احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر مشرک بنائیں، قرآن و حدیث کی آپ سمجھ رکھنا، ارشاداتِ ائمہ کو جانچنا پر کھنا ہر عامی جاہل کا کام کہیں، بے راہ چل کر، بیگانہ چل کر، حرام خدا کو حلال کر دیں حلال خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بد مذہب گمراہ بے ادب ضال مضل غوی مبطل ہونا نہایت جلی و اظہر بلکہ عن الانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اثر و اضّر و اشنع و انجر کما یخفی علی ذی بصر (جیسا کہ کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں۔ ت) صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الآثار امام طبری میں موصلاً وارد:

کان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ وقال	یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین

¹ القرآن ۱۸/۸۲

² القرآن ۲۴/۳۰

انہم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين ¹ ۔	خلق الله جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔

بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیہ کریمہ:

اِنْ تَحَدَّوْا اَحْبَابَهُمْ وُرُحْبَانَهُمْ اَمْ رَبَّابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ²	انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنا لیا۔ (ت)

کہ کفار اہل کتاب اور ان کے علمائے وارباب میں اُتری ہمیشہ یہ پیکار لوگ اہلسنت وائمتہ اہلسنت کو اس کا مصداق بتاتے ہیں۔ علامہ طاہر پر رحمت غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کر کے فرماتے ہیں:

قال المذنب تاب الله عليه واشرم منهم من يجعل آيات الله في شرار اليهود على علماء الامة المعصومة المرحومة طهر الله الارض عن رجسهم۔ ³	مذنب کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، ان خارجیوں سے بدتر وہ لوگ ہیں کہ اشراۓ یہود کے حق میں جو آیتیں اُتریں انھیں امت محفوظ مرحومہ کے علماء پر ڈھالتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی خباثت سے پاک کرے (ت)

اصل اس گروہ ناحق پڑوہ کی نجد سے نکلی، صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال ذكر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا فاطنه قال في الثالثة هناك الزلزال والفتن وبها يطلع قرن الشيطان۔ ⁴	نافع سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی الٰہی! ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں حضور نے دوبارہ وہی دُعا کی الٰہی! ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں الٰہی! ہمارے لئے برکت بخش ہمارے یمن میں، صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ ہمارے نجد میں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ حضور نے نجد کی نسبت فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کاسینگ (ت)

¹ الصحیح البخاری کتاب استتبابہ المعاندین باب قتال الخوارج والمحمدین الخ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱۰۵۱

² القرآن ۳۱/۹

³ مجمع بحار الانوار تحت لفظ حدیث مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۱/۶۳۲

⁴ الصحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفتن من قبل المشرق مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱۰۵۰، الصحیح

بخاری باب ما قبل فی الزلزال والآیات الفتن من قبل المشرق مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱/۱۳۱

اس خبر صادق مخر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبد الوہاب نجدی کے پسرواتباع نے یکم آگست ع
پدر اگر نتواند پسر تمام کند (باپ اگر نہ کر سکا تو بیٹا تمام (مکمل) کر دے گا)
تیرہویں صدی میں حرمین شریفین پر خروج کیا اور ناکردنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ و فتنہ کا اٹھانہ رکھا،

اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں (ت)۔	وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ¹

حاصل اُن کے عقائد زائغ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشیت ذلیل موحد مسلمان ہیں باقی تمام مومنین معاذ اللہ مشرک۔ اسی بناء پر
انھوں نے حرم خدا و حرم مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کو عیادۃ باللہ دار الحرب اور وہاں کے سُکّانِ کرام ہمسایگانِ خدا و رسول
کو (خاکم بدہانِ گستاخاں) کافر و مشرک ٹھہرایا اور بنام جہاد و خروج کر کے لوائے فتنہ عظمیٰ پر شیطنت کبریٰ کا پرچم اُڑایا۔ علامہ فہامہ
خاتمۃ المحققین مولانا امین الدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی نے کچھ تذکرہ اس واقعہ ہائلہ کافر مایا ردالمحتار حاشیہ
در مختار کی جلد ثالث کتاب الجہاد باب البغاة میں زیر بیان خوارج فرماتے ہیں:

یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروانِ عبد الوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین محترمین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان اور جو اُن کے مذہب پر نہیں وہ مشرک ہیں اس وجہ سے انھوں نے اہلسنت و علمائے اہلسنت کا قتل مباح ٹھہرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی شوکت توڑ دی اور اُن کے شہر ویران کئے اور لشکرِ مسلمین کو اُن پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں۔	کما وقع في زماننا في اتباع بن عبد الوهاب الذين خرجوا امن نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالى شوكتهم وخرّب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والفا ² ۔ والحمد لله رب العلمين۔

¹ القرآن، ۱۲۷/۷

² ردالمحتار کتاب الجہاد مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۳۹ھ

غرض یہ فتنہ شیعہ وہاں سے مطرود اور خدا و رسول کے پاک شہروں سے مدفوع و مردود ہو کر اپنے لئے جگہ ڈھونڈتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اس دار الفتن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظر پڑی، آتے ہی یہاں قدم جمائے، بانی فتنہ نے کہ اس مذہب نامہ مذہب کا معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر و شرک پکڑا کہ ان معدودے چند کے سوا تمام مسلمان مشرک، یہاں یہ طائفہ بچکم **إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِيَارَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا**¹ (وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں جد اجداد راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ ت)

خود متفرق ہو گیا ایک فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتا رہا دوسرے نے ع

قدم عشق پیشتر بہتر

(عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے)

کہہ کر اسے بھی بالائے طاق رکھا، چلے آپس میں چل گئی وہ انھیں گمراہ یہ انھیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفت ہلسنت و عداوت اہل حق میں پھر ملت واحدہ رہے، ہر چند ان اتباع نے بھی تکفیر مسلمین میں اپنی چلتی گئی نہ کی لیکن پھر کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہوتا ہے۔ ت) ان کے امام و بانی و ثانی کو شرک و کفر کی وہ تیز و تند چڑھی کہ مسلمانوں کے مشرک کافر بنانے کو حدیث صحیح مسلم: **لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى يَعْبُدَ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ (الِی قَوْلِهِ) يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتُوفِي كُلَّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَيَبْقَى مِنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ**² مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعة شرار الناس³ سے نقل کر کے بے دھڑک زمانہ موجودہ پر جمادی جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمانہ فتنہ ہو گا جب تک لات و عزی کی پھر سے پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہو گی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو گا انتقال کرے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہو جائے گی"۔ اس حدیث کو نقل کر کے صاف لکھ دیا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا، **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔

ہو شمنند نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث میں دی تو واجب ہوا کہ روئے زمین پر مسلمان کا نام و نشان باقی نہ ہو بھلے مانس اب تو اور تیرے

¹ القرآن ۶/۱۵۹

² صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۳۹۴

³ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس مطبوعہ مجتمع مجتہدین دہلی ص ۸۰

ساتھی کدھر بچ کر جاتے ہیں، کیا تمہارا طائفہ دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستا ہے، تم سب بھی انہیں شرار الناس و بدترین خلق میں ہوئے جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان کا نام نہیں اور دین کفار کی طرف پھر کر بتوں کی پوجا میں مصروف ہیں، سچ آیا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ حبك الشیعی یعی ویصم^۱ (شیعی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی۔ ت) شرک کی محبت نے اس ذی ہوش کو ایسا اندھا بہرا کر دیا کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا، غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ پرانے شگون کو اپنا ہی چہرہ ہموار ہو جائے، اور اس پیداک چالاک کی نہایت عیاری یہ ہے کہ اسی مشکوٰۃ کے اسی باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس^۲ میں اسی حدیث مسلم کے برابر متصل بلا فصل دوسری حدیث متصل۔ اسی صحیح مسلم کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ موجود تھی جس سے اس حدیث کے معنی واضح ہوتے اور اُس میں صراحۃً ارشاد ہوا تھا کہ یہ وقت کب آئے گا اور کیونکر آئے گا اور آغازِ نبوت پرستی کا منشا کیا ہوگا، وہ حدیث مختصر آئی ہے:

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت میں دجال نکل کر چالیس عہ تک ٹھہرے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اُس کو ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دل آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس دل میں ذرہ برابر بھی ایمان

وعن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدخرج الدجال فی اُمتی فیمکث اربعین فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم فیہلکہ ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة ثم یرسل اللہ ریحاً باردة من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الا قبضتہ حتی لو ان واحدکم دخل

عہ: راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا برس انتہی، اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے کہ پہلا دن سال بھر کا، دوسرا ایک مہینہ کا، تیسرا ایک ہفتہ کا، باقی دن عام دنوں کی طرح رواہ مسلم عن النواس بن سمرعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل ۱۲ منہ (م) (اسے امام مسلم نے حدیث طویل میں حضرت نواس بن سمرعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

^۱ مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۵/ ۱۹۴

^۲ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۰

فی کبد جبل لدخلته عليه حتى تقبضه قال فيبقى شرار الناس في خفة الطير واحلام السباع لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا فيتمثل لهم الشيطان فيقول الاتستحيون فيقولون فما تأمرنا فيامرهم بعبادة الاوثان ثم ينفخ في الصور¹ (ملخصاً)۔ (رواه مسلم)	ہوگا اس کی روح قبض کر لے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں جا کر بھی اُس کی جان نکال لے گی اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے فسق و شہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سبک اور ظلم و شدت میں درندوں کی طرح گراں و سخت جو اصلاً نہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے نہ کسی بدی پر انکار کریں گے شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی یہ کہیں گے تم ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انھیں بُت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفع صور ہوگا۔ (ملخصاً)۔

عیار ہو شیار اس حدیث کو الگ بچا گیا کہ یہاں تو سارے مکر کی قلعی کھلتی اور صاف ظاہر ہوتا کہ حدیث میں جس زمانے کی خبر دی ہے وہ بعد خروج و ہلاک دجال و انتقال عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آئے گا اُس وقت کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے گا جس طرح^۲ احمد و مسلم و ترمذی کی حدیث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الارض الله الله²۔	قیامت نہ آئے گی جب تک زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا رہے۔

اللہ اللہ یہ حدیث بھی مشکوٰۃ بحوالہ مسلم اسی باب کے شروع میں ہے مژور چالاک دلدادہ اشراک برابر کی حدیثیں نقل کرتا تو مسلمانوں کو کافر مشرک کیونکر بناتا اور اس جھوٹے دعوے کی گنجائش کہاں سے پاتا اپنے زمانے کی نسبت کہہ دیا: سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ مسلمان دیکھیں کہ جو عیار صریح واضح متداول حدیثوں میں ایسی معنوی تحریفیں کریں بے پر کی اڑانے میں اپنے باطنی معلم کے بھی کان تیریں جھوٹے مطلب دل سے بنائیں اور انھیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصود ٹھہرائیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث میں ارشاد فرمائیں:

”من كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده“	جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا

¹ صحیح مسلم کتاب الفتن باب الدجال مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۴۰۳

² صحیح مسلم باب ذہاب الایمان آخر الزمان مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۱/ ۸۲، مسند احمد بن حنبل از مسند انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۲۶۸، ۲۰۱، ۱۰۷

ایسوں کا مذہب معلوم اور عمل بالحدیث کا مشرب معلوم ع

قیاس کن زگلستان شان بہارِ شان

جب اصول میں یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ فروع مسائل فقہیہ میں حدیثوں کی کیا کچھ گت نہ بناتے ہوں گے۔ پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم تو خیر البریہ یعنی قرآن اور قول خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حدیث پر چلتے ہیں، سبحن اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔^۲ سچ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ اسے بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا اور مذکورہ الفاظ حدیث جامع صحیح للبخاری کے باب فضائل القرآن سے لئے گئے ہیں۔

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَّثَاءُ الْإِسْنَانِ سَفَهَاءُ الْإِحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَنَا جَرَهُمْ²۔ اخرجہ البخاری و مسلم و غیرہما عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ واللفظ للبخاری فی فضائل القرآن من الجامع الصحيح۔

واقعی یہ لوگ اُن پُرانے خوارج کے ٹھیک ٹھیک بقیہ و یادگار ہیں وہی مسئلے وہی دعوے وہی انداز وہی وتیرے، خارجیوں کا داب تھا، اپنا ظاہر اس قدر متشرع بناتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابندِ شرع جانتے پھر بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ عجب دام در سبزہ تھا مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں باقی سب مشرک۔ یہی رنگ ان حضرات کے ہیں آپ موحّد اور سب مشرکین، آپ محمدی اور سب بددین، آپ عامل بالقرآن والحدیث اور سب چنیس و چنناں بزمِ خبیث، پھر ان کے اکثر مکملین ظاہری پابندی شرع میں خوارج سے کیا کم ہیں اہلسنت کان کھول کر سُن لیں دھوکے کی پٹی میں شکار نہ ہو جائیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

¹ جامع الترمذی باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ ائین کمپنی دہلی ۱/۲ ۹۰

² صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا یقرء القرآن الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲ ۵۶۷

تحقرون صلاتکم مع صلاتهم وصیامکم مع صیامهم وعملکم مع عملهم ¹	تم حقیر جانو گے اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابل۔

بالنہم ارشاد فرمایا:

ویقرئون القرآن لایجاوز حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ² ۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	ان اعمال پر ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن پڑھیں گے پر گلوں سے تجاوز نہ کرے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اسے بخاری و مسلم دونوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

پھر شانِ خدا کہ ان مذہبی باتوں میں خارجیوں کے قدم بقدم ہونا درکنہ خارجی بالائی باتوں میں بھی بالکل یک رنگی ہے انھیں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

قیل ماسیہام قال سیہام التحلیق ³ ۔ رواہ البخاری ولس بعدہ فی الجامع الصحیح الاحادیث واحد۔	عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اُن کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا سر منڈانا۔ یعنی اُن کے اکثر سر منڈے ہونگے۔ اسے بخاری نے روایت کیا، اس کے بعد جامع صحیح میں فقط ایک حدیث ہے یعنی یہ حدیث صحیح البخاری کی آخری حدیث سے پہلے والی حدیث ہے۔

^{۲۳} بعض احادیث میں یہ بھی آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کا پتا بتایا مشتمل علی الازار^۴۔ (گھٹنی ازار والے) اوکما ورد عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہوا ہے۔ ت) اللہ تعالیٰ کے بے شمار درودیں حضور عالم ماکان و مابکون پر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عہ ظاہر ہے علامت قوم سے ہے وہ جو تمام قوم یا اکثر میں ہو ۱۲ منہ (م)

¹ صحیح البخاری کتاب الفضائل باب من رایا یقرء القرآن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲ ۵۶۲

² صحیح البخاری کتاب الفضائل باب من رایا یقرء القرآن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲ ۵۶۲

³ صحیح البخاری کتاب الفضائل باب من رایا یقرء القرآن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲ ۵۸۰

⁴ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قرۃ الفاجر والمنافق الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲ ۱۱۲۸

ف: بلکہ ۶۲۴ پر دیگر چند علامات کا بھی ذکر ہے پوری عبارت یوں ہے: غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبہۃ کث اللحیۃ محلوق الرأس مشمر الازار۔ اس حدیث میں گستاخ رسول کی علامتوں کا ذکر ہے۔ منہ احمد

بالجملہ یہ حضرات خوارج نہروان کے رشید پس ماندے بلکہ غلو و بیباکی میں اُن سے بھی آگے ہیں یہ انہیں بھی نہ سو جھی تھی کہ شرک و کفر تمام مسلمین کا دغوی اس حدیث سے ثابت کر دکھاتے جس سے ذی ہوش مذکور نے استدلال کیا ع

طرفہ شاگردے کہ میگوید سبق استاد را

(کتنا اچھا شاگرد کہ استاد کو بھی سبق سکھاتا ہے)

مگر حضرت حق عزوجل کا حسن انتقام لائق عبرت ہے چاہ کن راجا در پیش من حفر بیدر الا خبیہ فقد وقع فیہ (جو شخص کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اسی میں گر جاتا ہے۔ ت) حدیث سے سند لائے تھے مسلمانوں کے کافر و مشرک بنانے کو اور بحمد اللہ خود اپنے مشرک و کافر ہونے کا اقرار کر لیا کہ جب یہ وقت وہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں تو یہ مستدل بھی انہیں کافروں میں کا ایک ہے قضی الرجل علی نفسه (آدمی نے اپنے خلاف فیصلہ کیا۔ ت) اقرار مرد آزار مرد، المرء مواخذ باقرارہ (آدمی اپنے اقرار پر گرفتار ہوتا ہے۔ ت) مدہوش بیچارہ خود کردہ راعلا جے نیست میں گرفتار ہوا، اور مسلمانوں کو تو خدا کی امان ہے اُن کے لئے اُن کے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی بشارت آئی ہے کہ یہ امت مرحومہ ہر گز شرک اور غیر خدا کی پرستش نہ کرے گی۔^۱ امام احمد مسند اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت شدا بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی نسبت فرماتے ہیں:

اما انهم لا يعبدون شمساً ولا قمراً ولا حجراً ولا وثناً ولكن يراون باعمالهم ¹	خبردار ہو بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بُت کو، ہاں یہ ہوگا کہ دکھاوے کے لئے اعمال کریں گے۔

اسی لئے جب قیامت آنے کو ہوگی اور شرک محض کا وقت آئیگا ہوا بھیج کر مسلمانوں کو اٹھالیں گے والحمد للہ رب العلمین۔ پھر اہل عرب کے لئے خاص خزہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہر گز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔^۲ احمد و مسلم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطن قد یئس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب ولكن فی التحریش بینہم ²	بیشک شیطان اس سے ناامید ہو گیا کہ جزیرہ عرب کے نمازی اُسے پوجیں، ہاں اُن میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔

¹ المسند لامام احمد بن حنبل حدیث شدا بن اوس رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۲/۱۳

² المسند لامام احمد بن حنبل از مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ مکتب خانہ رشیدیہ ۳/۵۴، صحیح مسلم باب تحریش الشیطان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۲/۷۶، جامع الترمذی باب ماجاء فی التباعض مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱۶/۲

ابویعلیٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطان قد یئس ان تعبد الاصلنام فی ارض العرب ولكنه سیرضی منکم بدون ذلك بالمحقرات ^۱ الحدیث۔ واصله عنہ عند احمد والطبرانی بسند حسن۔	یعنی شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بُت پوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ تم سے کرا دینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں (الحدیث) اسے امام احمد اور طبرانی نے انھیں سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

بیہقی^۲ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ اور^۳ حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریراً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا:

ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم هذه ولكن يطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذلك ^۲ ۔	یعنی شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمھارے جزیرے میں اس کی عبادت ہوگی ہاں اُن اعمال میں اُس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔

^۹ امام احمد حضرت عبادہ بن صامت و ابودرداء^{۳۰} رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معاً راوی حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرۃ العرب ^۳ ۔	بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی پرستش ہو۔

یہ چھ صحابیوں کی حدیثیں ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں انھیں سن کر مسلمان کہے کہ دیکھو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا، کفر و شرک جب سے جزیرہ عرب سے نکلے، وہ دن اور آج کا دن پھر ادھر کا منہ کرنا نصیب نہ ہوا والحمد للہ رب العلمین۔ پھر خطہ مبارکہ حجاز یعنی حرمین طیبین اور ان کے مضافات کے لئے اس سے اجل و اعظم بشارت آئی^{۳۱} جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

^۱ مسند ابویعلیٰ از مسند عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۵۱۰۰ مطبوعہ دار القلیۃ جده موسسہ علوم القرآن بیروت ۵/ ۶۹

^۲ شعب الایمان و ہو باب فی اخلاص العمل الخ حدیث ۶۸۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۴۰

^۳ مسند احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۴/ ۱۲۶

سے مروی حضور پُر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الدین لیأرز الی الحجاز کما تأرز الحیة الی جحرها ولیعقلن الدین من الحجاز معقل الارویة من الجبل ¹ ۔	بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف، اور بیشک دین حرین طیبین کو ایسا اپنا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو۔

پھر مدینہ امینہ کا کہنا ہی کیا کہ وہ تو خاصوں کا خاص اور دین متین کا اول و آخر ملجا و مناس ہے صلی اللہ تعالیٰ علی من جعلھا هكذا و بارک وسلم (اللہ تعالیٰ اس ذات اقدس پر رحمتیں برکتیں اور سلام نازل فرمائے جس نے شہر مدینہ کو یہ شرف بخشا۔) اُس کی نسبت بالتخصیص ارشاد ہوا۔

ان الایمان لیأرز الی المدینة کما تأرز الحیة الی جحرها ² ۔ رواہ الائمة احمد و البخاری و مسلم و ابن ماجہ عن ابی ہریرة و فی الباب عن سعد بن ابی وقاص و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔	بیشک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف۔ اسے ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

انصاف کیجئے تو صرف یہی حدیثیں اور اُن کی مثال ان سفہائے ابطال مذہب میں کافی و وافی و رہان شافی کہ اگر ان کا مذہب حق ہے تو اہل مدینہ و اہل مکہ و اہل حجاز و اہل عرب اہل بلاد دار الاسلام سب کے سب معاذ اللہ مشرکین بے دین ہیں اور مسلمان یہی ہند کے چند بے لجام کثیر الحیف یا نجد کے بعض بے مہار بقیۃ السیف انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح وہ متواتر حدیثیں ان کی مبطل مذہب جن میں ارشاد ہوا کہ اس امت مر حومہ کا بڑا حصہ ہر گز گمراہی پر مجتمع نہ ہوگا، میں اُن کی وفور کثرت و کمال شہرت کے سبب یہاں اُن کی نقل سے دست کشی کرتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ تحریر جداگانہ میں اُن کی شوکتِ قاہرہ کو جلوہ دیا جائے گا، ہر مسلمان اور یہ حضرات خود بھی جانتے ہیں کہ تمام بلادِ اسلامیہ میں امت مر حومہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کروڑوں اربوں آدمی بارک اللہ تعالیٰ

¹ جامع الترمذی باب ماجاء ان الاسلام بدأ غریبا الخ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۲/ ۸۷

² صحیح البخاری باب الایمان یا رزالی المدینہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۲

فیہم و علیہم (اللہ تعالیٰ ان میں اور ان پر برکت نازل کرے۔ ت) اس نئے مذہب سے منزہ و بری ہیں اس کے نام لیوا فقط یہی ذلیل و قلیل مشتبہ چند ہندی و نجدی ہیں طرفہ یہ کہ ان کے بعض مکملین اپنی اس شد و ذولت و مخالفت جماعت پر ناز کرتے اور احادیث جماعت و سواد اعظم کے مقابل آیہ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ النَّبِيِّۦنَ^۱ (اگر تجھے خبیث کی کثرت تعجب میں نہ ڈال دے۔ ت) پڑھتے ہیں۔ یہ کیدان صاحبوں نے کہ تمام مذاہب باطلہ کے عطر مجموعہ میں حضرات روافض سے اڑایا وہ اپنی ذلت و قلت کو اپنی حقانیت کی حجت ٹھہراتے اور آیات قرآنیہ میں یونہی تخریض کر کے خواہی نخواہی مدعا پر جاتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

گیارہواں فریب ان کا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ اثنا عشریہ تھوڑے اور کمزور، اور اہلسنت کثیر و غالب، اللہ تعالیٰ نے اہل حق کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اس گفتگو میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب یمن کے بارے میں فرمایا: اگلوں میں ایک بڑا گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔ اگر قلت و ذلت حق ہونے کے زیادہ لائق ہیں کہ وہ بہت ہی تھوڑے اور نہایت ہی کمزور ہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے جابجا اہل حق کے غلبہ، تسلط اور ظہور کا ذکر کیا ہے اور احادیث میں جابجا امت کے سواد اعظم کی اتباع اور موافقت باجماعت کی تاکید کی گئی ہے اہ تلخیصاً (ت)	کیدیاز دہم آنکہ گویند مذہب اثنا عشریہ حق است زیرا کہ اثنا عشریہ قلیل و ذلیل اند و اہل سنت کثیر و عزیز و خدائے تعالیٰ در حق اہل حق می فرماید و قَلِيلٌ مَّا هُمْ و دریں تقریر تحریف کلام اللہ است زیرا کہ حق تعالیٰ در حق اصحاب الیمین فرمودہ است ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيۡنَ ۝ وَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيۡنَ ۝ و اگر قلت و ذلت موجب حقیقت شود باید کہ نواصب و خوارج حق و اولے بحق باشند کہ بسیار قلیل و ذلیل اند بلکہ حق تعالیٰ جابجا ظہور و غلبہ و تسلط در شان اہل حق می فرماید و در احادیث جابجا باتباع سواد اعظم از امت و موافقت باجماعت تاکید فرمودہ اند^۲ اہ ملتطا

لطف یہ ہے کہ اس کے بعد جو شاہ صاحب نے روافض کے حالات اور ان کی بد مذہبی کے ثمرات لکھے کہ:

انھوں نے کسی ملک کو کفار سے چھڑا کر دارالاسلام نہیں بنایا اگر کبھی ان کے قبضہ میں کوئی ریاست آئی بھی تو	بچ ملک ناحیہ راز کفار بدست نیاوردہ و دارالاسلام نساخہ بلکہ اگر گاہے ایشان راز ریاست ناحیہ بدست

^۱ القرآن ۱۰۰/۵

^۲ تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم در مکائد جزئیہ روافض الخ کیدیاز دہم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۷۳

آمدہ باکفار مدہانتہ نمودہ ودارالاسلام رادارالکفر ساختہ اندہرگاہ درملکہ تشیع رانج شد فتنہ وفسادونفاق فیما بین فوج فوج باریدہ، حالت ہندوستان باید دید وحالت ملک عرب وشام وروم رابادے باید سنجید^۱ اھ ملخصاً	انھوں نے مدہانت باکفار سے کام لیتے ہوئے دارالاسلام کو دارالکفر بنادیا، جہاں کسی ملک میں اہل تشیع کا غلبہ ہوا فتنہ وفساد اور نفاق کے باعث لوگ آپس میں گروہوں میں بٹ گئے، ہندوستان کی حالت دیکھ لو اور ملک عرب، شام اور روم کو اس پر قیاس کر لو اھ ملخصاً (ت)

یہ سب باتیں بھی حروف بحرف اس طائفہ جدیدہ پر منطبق، اول تو انھیں نکلے ایسے کے دن ہوئے تاہم جب سے سر اُبھارا
ساراعنقہ مسلمانوں ہی پر اتارا ہمیشہ مسلمانوں کو مشرک کہا مسلمانوں ہی کے قتل وغارت کا حوصلہ رہا، آخر کچھ دنوں شوکت بھی
پائی۔ فوج وجمعیت بھی ہاتھ آئی، پھر کون سا ملک کافروں سے لیا کون سا حملہ مشرکوں پر کیا ہاں خدا و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے شہروں کو دارالحرب بتایا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ماننے والوں کا خون بہایا، آدمی کو جب قوت ملتی ہے
دل کی دبی بھڑک کر جلتی ہے جن سے غیظ تھا انھیں پر ٹوٹے، خدا و مصطفیٰ کے شہر لوٹے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسیعلم الظالم این المثنوی (عنقریب ظالم جان لے گا کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ت) جب وہاں ان کا ستارہ لشکر سلطانی
نے گرفتار بیت الوبال کیا ان آزاد بلاد نے جہاں نہ کوئی پُرساں سنت نہ خبرگان ملت انھیں جبک علی غاربک (تیری رسی تیرے
کاندھے پر ہے۔ ت) کہہ کر لیا قدموں کی برکت کہاں جائے۔ جب نجد اجاڑ کر ہند میں آئے یہاں اُن کے دم سے جو فتنہ وفساد
پھیلے، باہم مسلمانوں میں نفاق و شقاق کے چشمے ابلے، ظاہر و عیاں ہیں، کس پر نہاں ہیں، خصوصاً اُن شہروں کو تو پوری شامت
جن میں اُن کے عمائد کی کثرت کچھ دین قدیم پر جھگڑ رہے ہیں کچھ بگڑ گئے کچھ بگڑ رہے ہیں، باپ سنی ذریت وہابی، شوہر سنی
عورت وہابی، گھر گھر فتنے آئے دن فساد، عیش منغص چین برباد، ابتداءً بانی ثانی نے بھی وہی رنگ جمائے، بلاد اسلام دارالکفر
ٹھہرائے، جس سال نجد میں ان کے اکابر کا قلع قمع ہوا اوپر سُن چکے کہ ۱۲۳۳ھ تھا اُسی سال انھوں نے یہاں کے شہروں پر یہ
فتویٰ دیا، امام الطائفہ نے ترغیب جہاد کے ضمن میں لکھا:

ہندوستان را دریں جز و زمان کہ ۱۲۳۳ھ دو صدوسی وسوم اکثرش دریں ایام دارالحرب گردیدہ^۲۔	ہندوستان کو اس وقت یعنی ۱۲۳۳ھ میں کہ اس کا اکثر حصہ دارالحرب قرار دیا جا چکا ہے۔ (ت)

^۱ تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم در مکائد جزئیہ روافض الخکید یازدہم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۷

^۲ صراطِ مستقیم فصل چہارم افادہ ۵ مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۶۵

مگر زمانے نے زیادہ مہلت نہ دی، دل کی حسرت دل ہی میں رہی، اتباع میں کوئی نہ ہوا کہ ٹوٹے جگ کو جوڑے، ناچار زبانِ قلم و قلم زبان سے چلے دل کے پھپھولے پھوڑے، تکفیرِ مسلمین اصل مذہب ہے، کفر شرک تو پہلا لقب ہے، ان کے بعض دلاوروں نے تصریحیں کی ہیں کہ اہلسنت کفار حربی ہیں اُن کے خون و مال حلال بلکہ اس سے زائد شیطانی اقوال، موقع پائیں تو کیا کچھ نہ کر دکھائیں،

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۗ ۱۔	بغض ویر اُن کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ (غیظ و عناد) جو
ولا حول ولا قوة الا بالله هو المستعان على كل ذي شر۔	سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے (ت)
	اس اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں رکھتا جو ہر شر کے
	خلاف مددگار ہے۔ (ت)

غرض کہیں خوارج کی ہمسنگی کہیں روافض سے ہمرنگی ع: مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم اور شاہ صاحب کے اخیر فقرے تو موتیوں میں تولنے کے قابل کہ:

حالت ایران و دکن و ہندوستان باید دید و حالت ملک عرب و شام و روم و توران و ترکستان را باوے باید سنجید ۲۔	ایران و دکن اور ہندوستان کی حالت دیکھ لیجئے اور ملک عرب و شام اور روم و توران و ترکستان کو ان پر قیاس کر لینا چاہئے
	- (ت)

واقعی دیکھیے یہاں ان کی آزادی و بے قیدی سے مذہبِ حق پر کتنا ضرر ہے اور وہاں جو عام بلاد میں ان کا نشان نہیں اور نجد میں جو بقیۃ السیف رہے اُن میں سر اٹھانے کی جان نہیں دین متین کس قوت پر ہے مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ان صاحبوں سے پوچھیے آپ بھی شاہ صاحب کی طرح یہ عرب و روم و شام کا ہندوستان سے موازنہ مانیں گے یا ان برکت والے ملکوں کو اس سے بھی بدتر حال میں جانیں گے کہ یہاں آپ کے مذہب کو اشتہار بھی ہے اعلانِ مشرب کا اختیار بھی ہے اور وہاں تو یہ اعزازِ مذہب جدید کا نام لیا اور آفتِ رسید و الحمد للہ العلی المجید، غرض کہاں تک کہنے کلامِ طویل اور فرصتِ قلیل عرب و عجم کے علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ مساعیم الجمید نے بکرات و مرآت اس طائفہ تالفہ کے ردِ بلیغ فرمائے، اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ کے بھی متعدد فتاویٰ میں ہر بار کلامِ تازہ و فوائدِ جدیدہ بیان میں آئے، یہاں سائل کا جس قدر سے سوال ہے

¹ القرآن ۸/۳

² تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم مکائد جزئیہ روافض الخ یکید نمبر ۱۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۷

اُس کی طرف توجہ کا خیال ہے فاقول مستعیناً بالقریب المجیب وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

الشرع فی الجواب بتوفیق الملک الوہاب

بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع و لازم الاحتراز، انھیں بااختیار خود امام کرنا ہر گز کسی سنی محب سنت و کارہ بدعت کا کام نہیں، اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سستی کو چاہئے دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدا کرے حتیٰ کہ جمعہ میں بھی جبکہ اور جگہ مل سکے۔ امام محقق ابن المہام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

امام محمد کے مفتی بہ قول کے مطابق جمعہ میں فاسق و بدعتی کی اقتداء مکروہ ہے جبکہ شہر میں جمعہ متعدد مقامات پر قائم ہوتا ہو کیونکہ اس صورت میں دوسرے مقام پر منتقل ہونا ممکن ہے (ت)	یکرہ فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد وهو المفتی بہ لانه بسبیل من التحول ¹ ۔

اور اگر بجبوری اُن کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اگرچہ مدت گزر چکی ہو کما حقہ المولیٰ الفاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین الشامی رحمہ اللہ تعالیٰ فی رد المحتار (جیسا کہ ہمارے عظیم فاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس حکم کو پانچ دلیلوں سے روشن کرتا ہے، وباللہ التوفیق۔

دلیل اول: یہ تو خود واضح اور ہماری تقریر سابق سے لائحہ عمل مذکورہ بدعتی بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے، اور فاضل علامہ سیدی احمد مصری طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ حاشیہ دُر مختار میں ناقل:

یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سوادِ اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تنہا ہوا جو اُسے	من شدّ عن جمہور اہل الفقہ والعلم والسواد الاعظم فقد شدّ فیما یدخلہ

¹ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۴۰۲ھ

دوزخ میں لے جائے گی تو اسے گروہ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقتِ اہلسنت میں ہے اور اس کو چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور نجات والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

فی النار فعلیکم معاشر المومنین بالتبایع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم الله تعالى ومن كان خارجا عن هذه الاربعة في هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار¹

علامہ شامی کا ارشاد گزر ا کہ انھوں نے ان کے اسلاف نجد کو خارجوں میں شمار فرمایا۔ یہ خلاف کہ اصول میں ان کے مقلد اور فروع میں اعلان بے لگامی سے ان پر بھی زائد کہ وہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتے تھے یہ اس نام کو بھی سیمائے شرک اور اپنے حق میں دشنام سخت جانتے ہیں کیونکہ خوارج میں داخل اور اپنے اگلوں سے بڑھکر گمراہ و مبطل نہ ہوں گے۔ ان صاحبوں سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس واجتہاد کا منکر تھا جنہیں ظاہر یہ کہتے تھے جن کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا:

داؤد ظاہری ومتابعائش را از اہلسنت شمردن در چہ مرتبہ از جہل وسفاہت است الخ۔	داؤد ظاہری اور اس کے قبیعین کو اہل سنت سے شمار کرنا بڑی جہالت و بیوقوفی ہے الخ (ت)

مگر وہ بیچارے بالینمہ تقلید کو شرک اور مقلدان ائمہ کو مشرک نہ جانتے تھے جب بصریح شاہ صاحب انھیں سنی جاننا سخت جہالت و حماقت ہے تو استغفر اللہ یہ کہ ضلالت میں ان سے ہزار قدم آگے کیونکر ممکن کہ بدعتی گمراہ نہ ٹھہریں، بالجملة ان کا مبتدع ہونا ظہر من الشمس وایین من الامس ہے اور اہل بدعت کی نسبت تمام کتب فقہ و متون و شروح و فتاویٰ میں صریح تصریحیں موجود کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ، اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت

¹ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۳/۳

تحریکی ہے یعنی حرام کی مقارب، گناہ کی جالب، اعادہ نماز کی موجب،

کما اثبتنا عليه عرش التحقيق بحول ربنا ولی التوفيق فی تحریر لنا مستقل انیق واجبنا فيه عما يتراى من خلاف هذا القول التحقيق بقبول اهل التدقيق ولنذكر طرفا من الكلام افادة لمزيدا لتوثيق۔	جیسا کہ اس پر ہم نے اپنی مستقل تصنیف لطیف میں اپنے رب کے فضل و کرم سے خوب تحقیق کی ہے اور اس محقق قول کے خلاف شبہات کا جواب بڑی دقیق نظر سے دیا ہے، مزید توثیق کے لئے کچھ گفتگو یہاں کر دیتے ہیں۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں نماز اعظم شعائر دین ہے اور مبتدع کی توہین شرعاً واجب، اور امامت میں اُس کی توقیر و تعظیم مقصود شرع سے بالکل مجانب۔ طبرانی^{۳۲} معجم کبیر میں عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصوفاً اور بیہقی^{۳۳} شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ سنی سے مرسلاروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام ^۱ ۔	جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

اقول: وباللہ التوفیق اوگنا ظاہر ہے کہ امام سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔ حضور^{۳۴} سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما جعل الامام ليؤتم به ^۲ ۔ رواه الاثمة واحد والبخاری ومسلم وغيرهم عن ام المؤمنين الصديقة ^{۳۵} وعن انس بن مالك رضي الله تعالى عنهما۔	امام تو اسی لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس کو ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم وغیرہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور حدیث میں ہے حضور^{۳۶} سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلك العرش ^۳ ۔ رواه الامام ابو بكر ابي الدنيا	جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرش الہی

فی ذم الغيبة عن انس خادم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و ^{۳۷} ابن عدي في الكامل عن ابي	بل جاتا ہے۔ اسے امام ابو بکر بن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبت میں حضرت انس خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

^۱ شعب الایمان باب ۲۶ فصل فی مجاہدۃ الفسقة والمبتدعة مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۶۱

^۲ صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۹۵، ۹۲

^۳ اکامل لابن عدی ترجمہ س ابن عبد اللہ الرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳/ ۷۱۳۰ اور ۵/ ۱۹۱، شعب الایمان مطبوعہ بیروت ۴/ ۲۳۰، تاریخ ابن

عساکر مطبوعہ بیروت ۶/ ۴۰، تاریخ بغداد مطبوعہ بیروت ۷/ ۲۹۸ اور ۸/ ۲۲۸

بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	وسلم سے اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور امام عبد العظیم منذری زکی الدین علیہ الرحمۃ الی یوم الدین نے کتاب الترغیب والترہیب میں ایک ترہیب اس بارے میں لکھی کہ فاسق یا بدعتی کو سردار وغیرہ کلمات تعظیم سے یاد نہ کیا جائے،

حيث قال الترهيب من قوله لفاسق او مبتدع یا سيدي و نحوها من الكلمات الدالة على التعظيم ¹ ۔	ان کے الفاظ یہ ہیں کہ فاسق یا بدعتی کو یا سید وغیرہ تعظیم کے الفاظ سے پکارنا منع ہے۔

پھر اس میں حدیث بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی کہ حضور^{۳۸} سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانه ان یکن سید اقد اسخطتم ربکم عزوجل ² ۔ رواہ ابو داؤد و النسائی باسناد صحیح ³ ۔	منافق کو 'اے سردار' کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا، اسکو ابو داؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حاکم کے لفظ یہ ہیں:

اذ قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل ⁴ ۔ قلت و هكذا اخرجه البيهقي في شعب الايمان۔	جب کوئی شخص منافق کو سردار کہہ کر پکارے تو بیشک وہ اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا میں کہتا ہوں اور یونہی اس کو بیہقی نے شعب الايمان میں نقل کیا ہے۔

سبحن اللہ! جب فاسق و بدعتی کی زبانی تعریف اور انھیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار

¹ الترغیب والترہیب الترہیب من قوله لفاسق الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/ ۵۷۹

² الترغیب والترہیب الترہیب من قوله لفاسق الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/ ۵۷۹

³ الترغیب والترہیب الترہیب من قوله لفاسق الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/ ۵۷۹

⁴ الترغیب والترہیب الترہیب من قوله لفاسق الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳/ ۵۷۹

نہ کرنا موجب غضب الہی ہوتا ہے تو اسے بحالت اختیار حقیقۃً امام و سردار بنانا اور آپ اُس کے تابع و پیرو بننا معاذ اللہ کیونکر موجب غضب نہ ہوگا اور بے شک جو بات باعث غضب رحمن عزوجل ہو اُس کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے۔
 ۳۹ حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اہل البدعة شر الخلق والخلقۃ ^۱ ۔	بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

۳۰ یہی ہی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صلوٰۃ ولا صوماً ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولا جهاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجین ^۲ ۔	اللہ کسی بد مذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد نہ فرض نہ نفل، بد مذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔

۳۱ امام دارقطنی والوحاتم محمد بن عبد الواحد خزاعی اپنے جزء حدیثی میں ابو امامہ بابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اصحاب البدع کلاب اهل النار ^۳ ۔	اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

اور ان کے سوا بہت حدیثیں بد مذہبوں کی مذمت شدیدہ میں وارد ہوئیں اور پُر ظاہر کہ نماز مقام مناجات و راز اور تمام اعمال صالحہ میں معزز و ممتاز ہے کیا نظافت ایمانی گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی جگہ ایسے اثر ار کو بلا عذر اپنا پیشوا و سردار کیا جائے جن کے حق میں سگانِ جہنم وارد ہوا عقل سلیم تو یہی کہتی ہے کہ اگر اہل بدعت و اہوا زمانہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ظاہر ہوتے اُن کے پیچھے

^۱ حلیۃ الاولیاء، مروی از ابو سعید موصلی، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۲۸۹/۸

^۲ کنز العمال فصل فی البدع مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۳۰/۱، الترغیب والترہیب الترہیب من ترک السنۃ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۸۶/۱، سنن

ابن ماجہ باب البدع والجدل مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۶

^۳ کنز العمال فصل فی البدع مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۱۸/۱، الجامع الصغیر مع فیض التقدر حدیث ۱۰۷۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۲۸/۱

نماز سے ممانعت آتی نہ یہ کہ صرف خلافِ اولیٰ ہے پڑھ لو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ہاں بدعتی مبغوضِ خدا ہے اور مبغوضِ خدا سے نفرت و دُوری واجب، واللہ اقرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا يُسِيبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ①	اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور اسی لئے احادیث میں فرق باطلہ سے قُرب و اختلاط کا منع آیا احمد و ۴۲ ابوداؤد و حاکم حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا تَجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تَفَاتِحُوهُمْ ②	قدریوں کے پاس نہ بیٹھو نہ اُن سے سلام کلام کی ابتدا کرو۔

عقیلی و ۴۳ ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله اختارني واختار لي اصحابا واصهارا وسياتي قوم يسبونهم وينتقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاكلوهم ولا تنأكلوهم ③	بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب و اصهار چُن لئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں بُرا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم اُن کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہ کرنا۔

جن ے پاس بیٹھنا خدا اور رسول کو ناپسند ہو جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں امام بنانا شرع کیونکر گوارا فرمائے گی

والمكروه تنزيها سائغ مشروع يجامع الاباحة كما نص عليه العلماء الكرام وذكرنا تحقيقه في رسالتنا "جمل مجلية ان المكروه تنزيها ليس بمعصية" -	مکروہ تنزیہی مشروع اور اباحت کو جامع ہے جیسا کہ علمائے کرام نے اس پر تصریح کی ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے اپنے رسالہ - "جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ" میں کی ہے (ت)

بلکہ اس حدیث میں روایت ابن حبان ان لفظوں سے ہے:

① القرآن ۶/۶۸

② سنن ابوداؤد باب ذراری المشرکین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۳، مسند احمد بن حنبل از مسند عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ

دار الفکر بیروت ۱/۳۰، المستدرک علی الصحیحین آخر کتاب الایمان مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۸۵

③ کتاب الضعفاء الکبیر (۱۲۳) احمد بن عمران الاخصی مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۲۶

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ان کے کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔	فلا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم ¹ ۔

راجا ابن ماجہ^{۳۳} حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ہر گز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اُس کو بزور سلطنت مجبور کر دے کہ اُس کی تلوار یا کوڑے کا ڈر ہو۔	لايؤم فاجر مؤمنا الا ان يقهره بسطان يخاف سيفه اوسطه ² ۔

بلکہ ابن شاہین نے کتاب الافراد میں حضرت^{۳۵} عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور ان سے تُرش رو ہو کر ملو اور اللہ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی ان کی دُوری سے چاہو۔	تقربوا الى الله ببغض اهل المعاصي ولقوهم بوجوه مكفهرة والتمسوا رضا الله بسخطهم وتقربوا الى الله بالتباعد منهم ³ ۔

جب فساق کی نسبت یہ احکام ہیں تو مبتدعین کا کیلچہ چھنا ہے کہ یہ تو فساق سے ہزار درجہ بدتر ہیں ان کی نافرمانی فروع میں ہے انکی اصول میں وہ گناہ کرتے اور اُسے برا جانتے ہیں یہ اس اشد و اعظم میں مبتلا ہیں اور اُسے عین حق و ہدی جانتے ہیں، وہ گاہ گاہ نادم و مستغفر، یہ گاہ و بے گاہ مصر و مستکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بدکار اور صلحا کو عزیز و مقرب در بار بتاتے ہیں، یہ جتنا غلو و تو غل بڑھاتے ہیں اتنا ہی اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ و بالا اور اہل حق و ہدایت کو ذلیل و پُرخا ٹھہراتے ہیں و لہذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین

¹ کنز العمال الباب الثالث فی ذکر الصحابة الخ حدیث ۳۲۶۲۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۵۴۰

ف: صاحب کنز العمال نے "ابن النجار عن انس" کا حوالہ دیا ہے۔

² سنن ابن ماجہ باب فرض الجمعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۷۷

³ الفردوس بمانور الخطاب حدیث ۱۳۲۰ باب التاء مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۶، کنز العمال حدیث ۵۵۱۸ و ۵۵۸۵ بحوالہ ابن شاہین

مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۳/ ۶۷-۸۱

خلق وارد ہوا کمار وینا (جیسا کہ اس سے متعلق روایت میں ذکر کرائے ہیں۔ ت) اور غنیہ شرح منیہ میں ہے:

المبتدع نفاسق من حیث الاعتقاد و هو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع ¹ ۔	بدعتی، اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہوتا ہے جو عمل کے اعتبار سے فسق سے کہیں بدتر ہے کیونکہ فاسق اپنے فسق ہونے کا معترف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے (ت)

بالجملہ بد مذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مہبت یقینی ہے اور اُس کے بعد منع پر دوسری دلیل کی چنداں حاجت نہیں، کس کا دل گوارا کرے گا کہ جہنم کے تتوں سے ایک ستا مناجات الہی میں اس کا مقتداء ہو۔ علامہ یوسف چلپی ذخیرہ العقلمی فی شرح صدر الشریعۃ العظمیٰ میں فرماتے ہیں:

بدعة المبتدع یفرض الی عدم الاقتداء به سیما فی اہم امور الدین ² ۔	بدعتی کی بدعت اسکی عدم اقتدا کا تقاضا کرتی ہے خصوصاً اہم امور دین میں (یعنی نماز میں)۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

المبتدع تکرة امامته بكل حال ³ ۔	بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے (ت)

علامہ ابراہیم حلبی نے تصریح فرمائی کہ فاسق و مبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں اُن کے پیچھے نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیر منیہ میں فرمایا:

یکرة تقدیم الفاسق کراهة تحریم وعند مالک لا یجوز تقدیمه وهو رواية عن احمد وكذا المبتدع ⁴ ۔	فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے نزدیک اس کی تقدیم (امامت) جائز نہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی حال بدعتی کا ہے۔ (ت)

علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فاسق و بد مذہب کے پیچھے نماز کے باب میں فرماتے ہیں: الکراهة

¹ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامة مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

² ذخیرہ العقلمی، فصل فی الجماعۃ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ۱/ ۲۹۸

³ ردالمحتار باب الامامة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۴۱۴

⁴ صغیر منیۃ المصلی مباحث الامامة مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ص ۲۶۴

فیہ تحریریۃ علی ماسبق^۱ (اس میں کراہت تحریری ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ ت) بحر العلوم عبدالحی لکھنوی نے ارکان اربعہ میں دربارہ تفضیلیہ فرمایا:

امّا الشیعة الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیہما اصلاً کالزیدیۃ فیجوز خلفہم الصلاة لکن تکرہ کراہۃ شدیدۃ ^۲ ۔	ایسے شیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہوں اور ان دونوں پر طعن بھی نہ کرتے ہوں مثلاً فرقہ زیدیہ، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن شدید کراہت ہے (ت)

جب تفضیلیہ کہ صرف جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرات شیخین پر افضل کہنے سے مخالف اہلسنت ہوئے باقی ان کی سرکار میں معاذ اللہ گستاخی نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہوگی یہ تو اشد مبتدعین جن کی اہلسنت سے مخالفتیں غیر محصور اور محبوبانِ خدا پر طعن و تشنیع ان کا دائمی دستور ان کے پیچھے کس عظیم درجہ کی کراہت چاہئے، ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہی فرمائی کہ یہ بدعتی ہیں:

فی شرح الفقہ الاکبر عن مفتاح السعاده عن تلخیص الزاہدی عن الامام ابی یوسف عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال فی رجلین یتنازعا فی خلق القرآن لا تصلوا خلفہما۔ قال ابو یوسف فقلت اما الاول فنعم فانه لا یقول بقدم القرآن واما الآخر فما بالہ لا یصلی خلفہ فقال انہما ینازعا فی الدین والمنازعة فی الدین بدعة قال القاری ولعل وجہ ذم الآخر حیث اطلق ، فانه محدث انزالہ ^۳ اھ اقول لعل الامام اطلع منہ	شرح فقہ اکبر میں مفتاح السعاده سے تلخیص زاہدی کے حوالے سے امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دو اشخاص (جو خلق قرآن کے بارے میں تنازع کرتے تھے) کے بارے میں فرمایا ان کی اقتداء میں نماز ادا نہ کرو۔ ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ایک کے بارے میں تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن کو قدیم نہیں مانتا، لیکن دوسرے میں کیا وجہ ہے کہ اس کی اقتداء میں نماز نہ ہوگی تو امام صاحب نے فرمایا وہ دونوں دین میں تنازعہ کر رہے ہیں حالانکہ دین میں تنازعہ بدعت ہے۔ علی قاری نے فرمایا دوسرے کی مذمت میں شاید یہ

^۱ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الاملۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۳۴

^۲ رسائل الارکان فصل فی الجماعۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۹۹

^۳ شرح الفقہ اکبر لمّا علی قاری فصل علم التوحید علی سائر العلوم مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ص ۵

حکمت ہو کہ اُس نے مطلقاً اسے قدیم کہا حالانکہ اس کا انزال حادث ہے اہ قول (میں کہتا ہوں) شاید امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ارادے سے آگاہ ہوں کہ اس کا مقصد اظہار نہیں بلکہ ریاکاری کے طور پر دوسرے ساتھی کو شرمندہ کرنا ہو واللہ تعالیٰ اعلم (ت)	علی انہ یرید المراء لیخجل صاحبه لاظهار الحق واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلکہ محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ بد مذہب کے پیچھے نماز اصلاً جائز نہیں۔ محقق علامہ کمال الدین بن الہمام فتح میں فرماتے ہیں:

امام احمد نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف دونوں سے روایت کیا کہ بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں (ت)	روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف ان الصلاة خلف اهل الاهواء لا تجوز ¹ ۔

اسی میں روایت امام ابو یوسف لایجوز الاقتداء بالمتکلم وان تکلم بحق² (کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ وہ حق کے ساتھ متکلم ہو۔ ت) کی شرح میں امام ابو جعفر ہندوانی سے نقل کیا:

اس سے امام ابو یوسف کی مراد وہ شخص ہے جو علم کلام کے دقائق میں مناظرہ کرے انتہی۔ اقول: (میں کہتا ہوں) علم کلام کے دقائق مناظرہ زیادہ سے زیادہ بدعت یا فسق کا سبب ہے اور ہر صورت میں یہ واضح کر رہا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں، جیسا کہ مخفی نہیں (ت)	یجوز ان یکون مراد ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ من یناظر فی دقائق علم الکلام انتہی ³ ۔ اقول: المناظرۃ فی دقائقہ لایزید علی بدعة اوفسق وعلی کل یفید عدم الجواز خلف المبتدع کمالیس بخاف۔

غیث المفتی پھر مفتاح السعادة پھر شرح فقہ اکبر میں امام ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے: لا تجوز خلف المبتدع⁴ (بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت) اقول: وبالله التوفیق جواز کبھی بمعنی صحت مستعمل ہوتا ہے نقول البیع عند اذان الجمعة یجوز ویکوہ ای یصح ویمنع (جیسے تو کہے جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت جائز اور مکروہ ہے یعنی صحیح مگر منع ہے۔ ت) اور گاہے بمعنی حلت لا تجوز الصلاة

¹ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۱/ ۳۰۴

² فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۱/ ۳۰۴

³ فتح القدیر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھڑا ۱/ ۳۰۴

⁴ شرح الفقہ الاکبر لمآ علی قاری فصل علم التوحید علی سائر العلوم مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ص ۵

فی الارض المعصوبۃ ای لا تحل وان صحت (جیسے کہ ارض معصوبہ میں نماز جائز نہیں یعنی حلال نہیں اگرچہ صحیح ہے۔ ت) اگر یہاں معنی اخیر مراد لیں لایسما جبکہ افعال میں اکثر وہی ہے کما ان الاکثر فی العقود الاول کما صرح بہ فی رد المحتار وغیرہ (جیسا کہ عقود میں اول معنی اکثر ہے رد المحتار وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ ت) تو یہ روایات بھی سابق کے منافی نہ ہوں گی کہ مکروہ تحریمی بھی بایں معنی ناجائز ہے،

و معلوم ان ابداء الوفاق اولی ابقاء الخلاف ولذا صرحوا بانہ یوفق بین الروایات مہمّا امکن کما فی الشامیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم	یہ بات مسلمہ ہے کہ اتفاق کا اظہار اختلاف کو باقی رکھنے سے اولیٰ ہے اسی لئے علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جائے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دلیل دوم

غیر مقلد بد مذہبی کے علاوہ فاسق معین بیباک مجاہد بھی ہیں اور فاسق مستہک کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، کما ائبتناہ فی تحریرنا
ذلک اقول وبہ یحصل التوفیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (جیسا کہ ہم نے اپنی تحریر میں اسے ثابت کیا ہے اقول: (میں کہتا ہوں)
اللہ تعالیٰ سے توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ ت) دلیل اول میں اس مسئلے پر بعض کلام اور
صغیری و طحطاوی کا نص گزرا اور اس طرف امام علامہ زیلیعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق اور علامہ حسن شرنبلالی نے
شرح نور الایضاح اور علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ مراقی الفلاح میں ارشاد فرمایا اور یہی فتاویٰ حجبہ کا مفاد اور تعلیل مشائخ کرام
سے مستفاد یہاں تک کہ علما نے تصریح فرمائی اگر غلام یا گنوار یا حرامی یا اندھا علم میں افضل ہوں تو انھیں کو امام کیا جائے مگر
فاسق اگرچہ سب سے زیادہ علم والا ہو امام نہ کیا جائے کہ امامت میں اس کی عظمت اور وہ شرعاً مستحق ابانت، ملخص امداد الفتاح
میں ہے:

کروہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اہتمامہ بالدين فتجب اہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ واذا تعذر منعه ینتقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعة وغیرہا ¹ ۔	فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا احترام نہیں کرتا تو شرعاً اس کی ابانت لازم ہے لہذا امامت کا منصب دے کر اس کی تعظیم نہ کی جائے اور اگر اس کو روکنا دشوار ہو تو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لئے کسی دوسری مسجد چلا جانا چاہئے (ت)

¹ مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

سیدی احمد مصری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

اس کا قول "پس اس کی اہانت واجب ہے تو امامت کا منصب دے کر اس کی تعظیم نہ کی جائے" زلیعی نے اسی کی اتباع کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے (ت)	قوله فتجب اهانتہ شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية¹۔

اور حاشیہ شرح علانی میں فرماتے ہیں:

فاسق بڑے عالم کو مقدم نہ کیا جائے کیونکہ اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی اہانت لازم ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ تعظیم فاسق مکروہ تحریمی ہے اھ ابوالسعود انتہی (ت)	اما الفاسق الا علم فلا يقدم لان في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانتہ شرعاً ومفاد هذا كراهة التحريم في تقديمه اھ ابو السعود² انتھی

علامہ محقق حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں:

عالم تقدیم (امامت) کے لئے بہتر اس وقت ہے جو وہ فاحش گناہوں سے بچنے والا ہو اگرچہ وہاں اس سے زیادہ کوئی صاحب تقویٰ موجود ہو، اس کا ذکر محیط میں ہے اور اگر دونوں علم وصلاح میں برابر ہوں مگر ایک اچھا قاری ہے اس صورت میں اگر لوگوں نے دوسرے کو مقدم کر دیا تو برا کیا مگر گناہ گار نہ ہوں گے کہ اساءت ترک سنت کی وجہ سے اور عدم گناہ واجب کو ترک نہ کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ انھوں نے صالح شخص کو ہی امام بنایا ہے، فتاویٰ حج میں اسی طرح ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر انھوں نے کسی فاسق کو مقدم کر دیا تو کبھار ہو گئے	العالم اولی بالتقديم اذ كان يجتنب الفواحش وان كان غيره اورع منه ذكره في المحيط ولو استويا في العلم والصلاح واحدهما اقرأ فقدموا الآخر اساءوا ولا ياثبون فالأساءة لترك السنة وعدم الاثم لعدم ترك الواجب لانهم قدموا رجلا صالحا كذا في فتاوى الحج وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا ياثبون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائها

¹ حاشیہ الطحاوی علی مرقی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۱۶۵

² حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب الامامة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۳۳

اس بنا پر کہ اس کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ امور دینی کی پروا نہیں کرتا اور لوازمات دین کو بجالانے میں کاہلی کرتا ہے لہذا یہ بھی بعید نہیں کہ وہ نماز کی کوئی شرط ہی چھوڑ دے یا ایسا فعل کرے جو نماز کے منافی ہو بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر ایسا کرنا اغلب ہے اسی وجہ سے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت یہی ہے (ت)	بأمر دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلاة وفعل ما ينأ فيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذا لم تجز الصلاة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد¹ الخ

رہا یہ کہ غیر مقلد فساق مجاہد کیونکہ میں یہ خود واضح و بین کون نہیں جانتا کہ ان کے اصغر عموماً دولہا امہ شریعت و علمائے ملت و اولیائے امت رحمہم اللہ تعالیٰ کی طعن و توہین میں گزارتے ہیں اور عام مسلمین کی سب و شتم تو ان کا وظیفہ ہر ساعت ہے جس نے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب ان کے رسائل دیکھے، باتیں سننے خصوصاً اس وقت کے لچھے خدانہ سنوائے۔ جب کہ باہم تنہا ہوتے ہیں اور اذخلاقا وقت پا کر آپس میں کھلتے ہیں یا بعض اہل حق نے جو اپنی تصانیف میں ان کے کلمات ان کی توائف سے نقل کئے وہی دیکھے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ان ہفوات مغضوبہ کا زبان و قلم پر لانا پسند نہیں کرتا اور نہ نقل کر لاتا ہے تو ان میں فسق اول سب دشنام اہل اسلام ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں:

مسلمان کو سب و شتم کرنا فسق ہے۔ اسے امام احمد بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی نے کبیر میں ان سے اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمرو	سباب المسلم فسوق² -^{۳۶} أخرجه احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجة و الحاکم عن ابن مسعود و^{۳۷} الطبرانی فی الکبیر عنه و عن عبد اللہ بن مغفل و^{۳۸} عن عمرو

¹ غیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامالیۃ الخ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

² صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینھی عن السباب و اللعن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۷۹۳، صحیح مسلم، باب بیان قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۱/ ۵۷، مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۸۵، المعجم الکبیر مروی از عمرو بن نعمان بن مقرن مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱/ ۳۹

بن النعمان بن مقرن و ^{۱۹} ابن ماجة وعن ابی هريرة وعن ^{۲۰} سعد بن ابی وقاص و ^{۲۱} الدارقطني في الافراد عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهم اجمعين -	بن نعمان بن مقرن سے ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دارقطنی نے افراد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے (ت)

فتی دوم: طعن علماء، طبرانی کبیر میں بسند حسن^{۲۲} ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا يستخف بحقهم الامنافق ذو الشيبة في الاسلام ذو العلم وامام مقسط ^۱ -	تین شخص ہیں جن کی تحقیر نہ کرے گا مگر منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، ^۲ دوسرا ذی علم، ^۳ تیسرا امام عادل۔

^{۲۳} احمد بسند حسن واللفظ له اور طبرانی وحاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ليس من امتي من لم يبجل كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا ^۲ -	میری امت سے نہیں جو مسلمانوں کے بڑے کی تعظیم اور ان کے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالم کا حق نہ پہچانے۔

^{۲۴} مسند الفردوس میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

العالم سلطان الله في الارض فمن وقع فيه فقد هلك ^۳ - والعياذ بالله تعالى -	عالم اللہ کی سلطنت ہے اس کی زمین میں، تو جو اس کی شان میں گستاخی کرے ہلاک ہو جائے۔

فتی سوم: عداوت عامہ اہل عرب و حجاز انھیں جو تعصب ان کے ساتھ ہے یہی خوب جانتے ہیں،

قَدْ بَدَأَتِ الْبُغْضَاءُ مِنْ أَقْوَاهِمُ ^۴ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ	بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا وہ (غیظ و عناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں، وہ بڑا ہے۔ (ت)

اور اس کی مخالفت مذہبی کے علاوہ بار بار بتکرار علمائے عرب کے فتاوے ان کی تفضیل و تذلیل میں آنا اور بکرات و مرآت کے ہم مذہبوں کا ذلتیں اور سزائیں پانا جس کی حکایت خواص و عوام میں مشہور و

^۱ المعجم الکبیر مروی ابوامامہ باہلی مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۳۸ / ۸

^۲ مسند احمد بن حنبل حدیث عبادہ بن الصامت مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۳ / ۵

^۳ کنز العمال بحوالہ مسند الفردوس عن ابی ذر حدیث ۲۸۶۷ کتاب العلم مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳۴ / ۱۰

^۴ القرآن ۱۱۸ / ۳

مذکور کچھ مدت ہوئی کہ ان کے پانچ مکلف مجاہد بنام مہاجر وہاں رہے اور اپنے دام بچھانے چاہے، حال کھلتے ہی تعزیر پا کر نکالے گئے جس پر ان کے ہمدردوں نے کہا کہ اہل حریمین نے مہاجر کو نکال کر معاذ اللہ سواد الوجہ فی الدارین (دونوں جہانوں میں کالا چہرہ۔ ت) حاصل کیا حالانکہ علاوہ اور باتوں کے ان سفیمان گستاخ نے یہ بھی نہ جانا کہ دارالاسلام سے دارالاسلام کو جانا مہاجرت نہیں یہ صورت مجاورت ہے اور مجاورت خود مکروہ تحریمی، مگر افراد اولیاء اللہ کے لئے، کہا حَقَّقْنَاہُ بِتَوْفِیْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْعَطَایَا النَّبَوِیَّةِ فِی الْفَتَاوٰی الرِّضَوِیَّةِ (اللہ کی توفیق سے ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاویٰ "العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة" میں کی ہے۔ ت) تو وہ جہاں مدعیان فضل و کمال اس فعل میں بھی اثم تھے خصوصاً جبکہ وہاں جا کر اشاعت بدعات چاہی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُدْرِئْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ يُطْلِقُ لُزْمَةً مِنْ عَذَابٍ إِلَيْهِمْ ۚ ¹	جو مکہ معظمہ میں براہ ظلم کسی بے اعتدالی کا ارادہ کرے گا اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

اور یہ تو ابھی کی بات ہے کہ ان کے امام العصر جنہیں یہ حضرات شیخ اکل فی اکل کہا کرتے ہیں بخوف مسلمانان عرب، کمشران دہلی و بمبئی کی چٹھیاں لے کر حج کو گئے وہاں جو گزری انھیں سے پوچھ دیکھیے، اگر ایمان سے کہیں ورنہ صداہا حاضرین و ناظرین موجود ہیں اور خود مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے اشتہار شہروں شہروں شہرت پا چکے غرض کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کو تمام عمائد و علمائے عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے اور طبرانی معجم کبیر میں بہ سند حسن صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بغض العرب نفاق²۔ (جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے)

فسق چہارم: پھر یہ عداوت منجر بہ سب و دشنام ہوتی ہے جس کی ایک نظیر ہم اوپر لکھ چکے اور^{۵۶} بیہقی شعب الایمان میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سب العرب فأولئك هم المشركون ³	جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔

فسق پنجم: مدینہ طیبہ کو جزیرہ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ

¹ القرآن ۲۵/۲۲

² المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۱۲ مروی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱/۱۱۶

³ شعب الایمان فصل فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۳۱

کے ساتھ زیادت ہے اور حضورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یکید اهل المدينة احد الانماع کما ینماع الملح فی الماء ^۱ ۔ اخرجه الشيخان عن سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل جائے گا جیسے نمک پانی میں اسے بخاری و مسلم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اراد اهل المدينة بسوء اذابه اللہ کما یدوب الملح فی الماء ^۲ ۔ اخرجه احمد و مسلم وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا بُرا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ایسا گلادے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ اسے امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

^{۵۹} دوسری حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی اهل المدينة اذاه اللہ وعلیہ لعنة اللہ والملائكة والناس اجمعین ، لا یقبل منه صرف ولا عدل ^۳ ۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمر وبن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔	جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمر وبن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اگر یہ حضرات ان امور سے انکار کریں تو میا مضائقہ ان سے کہیے تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ^۴۔ (ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ ت) ہم اور تم سب مل کر مہر کردیں کہ مسائل مذہبی میں جو مسلک علمائے

^۱ صحیح البخاری فضائل المدینہ باب اثم من کاد اهل المدینہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۲

^۲ صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم ارادۃ اهل المدینہ بسوء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۴۴۵، مسند احمد بن حنبل از مسند ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۲/ ۳۵۷

^۳ کنز العمال بحوالہ طبرانی عن ابن عمر فضائل المدینہ وما حولہا الخ حدیث ۳۴۸۳۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۲/ ۲۳، مجمع الزوائد باب فیمن اخاف

اهل المدینہ وادارہ ہم بسوء مطبوعہ دار الکتب بیروت ۱۳/ ۳۰۷، الترغیب والترہیب من اخافہ اهل المدینہ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲/ ۲۴۱

^۴ القرآن ۳/ ۶۴

حرین طہیین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا اگر بے تکلف اس پر راضی ہو جائیں فبہا ورنہ جان لیجئے کہ یہ قطعاً اہل حرین کے مخالف مذہب اور سنیان ہندو وغیرہ کے مثل ان پاک مبارک شہروں کے علماء کو بھی معاذ اللہ مشرک و گمراہ و بددین جانتے ہیں پھر عداوت و بدخوانی نہ ہونا کیا معنی، اور خود ان سے پوچھنے کی حاجت کیا ہے علمائے حرین حفظہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ ان صاحبوں کے رد میں بکثرت موجود انھیں سے حال کھل جائے گا کہ مخالفان مذہب میں جیسا ایک دوسرے کو کہتا ہے دوسرا بھی اس کی نسبت وہی گمان رکھتا ہے، عداوت ہو خواہ محبت دونوں ہی طرف سے ہوتی ہے، جب وہ اکابر ان کے عمائد کو لکھ چکے کہ:

وہ شیطان کے گروہ ہیں، بیشک شیطان ہی کا گروہ گھائے میں ہے۔ (ت)	أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۖ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَسِرُونَ ۝ ¹

تو کیونکر معقول کہ یہ ان کے دشمن نہ ہوں، آخر نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے امن و امان والی حرین کو اپنے لئے محل خوف و خطر سمجھا اور کشتن دہلی و بمبئی کی چٹھیوں کو سپر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فتی ششم: عداوت اولیائے کرام قدست اسرار ہم جس کی تفصیل کو دفتر درکار جس نے ان کے اصول و فروع پر نظر کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کی بنائے مذہب محبوبان خدا کے نہ ماننے اور ان کی محبت و تعظیم کو جہاں تک بن پڑے گھٹانے مٹانے پر ہے یہاں تک کہ ان کے بانی مذہب نے تصریح کر دی کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے انتی۔ اور چوڑھے پھار اور ناکارے لوگ تو نوک زبان پر ہے، خود حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صاف کہہ دیا کہ وہ بھی مرکر مٹی میں مل گئے،

اشد مقت اللہ علی کل من عادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔	سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہر اس شخص پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے ساتھ عداوت رکھے (ت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ²	جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اور فرماتا ہے:

¹ القرآن ۵۸/۱۹

² القرآن ۹/۶۱

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝ ¹	اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

سبحان اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء ² ۔	بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔
اخرجه احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجه وابن حبان والحاكم وابونعيم كلهم عن اوس بن ابی اوس الثقفي رضى الله تعالى عنه۔	اس کو امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابو نعیم سب حضرات نے حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من كلمه روح القدس لم يؤذن للارض ان تاكل من لحمه ³ ۔	جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے گوشت پاک میں کچھ تصرف کرے۔ اسے حضرت زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ وابن زبالہ عن الحسن مرسلہ۔
اخرجه الزبير بن بكار في اخبار المدينه وابن زباله عن الحسن مرسلہ۔	سے مرسلہ روایت کیا ہے۔

امام ابو العالیہ تابعی نے کہا:

ان لحوم الانبياء لا تبليغها الارض ولا تاكلها السباع ⁴ ۔	انبياء کا گوشت زمین نہیں گلاتی نہ درندے گستاخی کریں۔ اسے زبیر اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور رب العالمین جل مجدہ ان کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۖ	جو خدا کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ کہو

¹ القرآن ۳۳/۵۷

² سنن النسائی اثنا عشر الموطوع مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۱۶۲، سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب الجمعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۵۰، مسند احمد بن حنبل حدیث اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۸/۱۴

³ الدر المنثور زیر آیت وایدناہ بروح القدس مطبوعہ منشورات آیۃ اللہ العظمیٰ، قم، ایران ۱/۸۷

⁴ اخبار مدینہ لزبیر بن بکار

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ¹	بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

اور فرمائے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ² فَرِحِينَ	خبردار شہیدوں کو مُردہ نہ جانو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں شاد شاد ہیں۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبان خدا سے نفور خود حضور پر نور اکرم المحبوبین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک الفاظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں ان شاء اللہ مرکز مٹی میں ملنے کا مزا الگ کھلے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کون سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بوتھی جو تو نے یعنی کہہ کر محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا حضور پر افترا خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا جہنم کی راہ کا پرلا سرا،

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ³ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⁴	بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ یہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) المناک عذاب ہے۔

بھلا جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ ہیں تو اولیائے کرام کا کیا ذکر ہے اور حضرت حق عزوجل فرماتا ہے:

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ ⁵ - اخراجہ امام البخاری عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہ عزوجل۔	جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اعلان دے دیا اس سے لڑائی کا۔ اسے امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے اللہ عزوجل سے بیان کیا ہے (یعنی یہ حدیث قدسی ہے)

¹ القرآن ۲/۱۵۳

² القرآن ۳/۱۶۹

³ القرآن ۱۶/۱۱۶

⁴ القرآن ۱۶/۱۱۷

⁵ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۳

اور حضور پر نور سیدالمحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عادی اولیاء اللہ فقد بارز اللہ بالمحاربة ¹ ۔ اخرجه ابن ماجة والحاکم والبیہقی فی الزهد عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الحاکم صحیح ولا علة له۔	جس نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ سر میدان خدا کے ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔ اس کو ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے زہد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے۔ (ت)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے امین۔ بجاہم عندک یا ارحم الراحمین یا من احبہم
فامرنا بحبہم حبیہم الینا وحبینا الیہم بحبننا یا اہم یا اکرم الاکرمین امین۔
فقہ ہفتم: ہم اوپر بیان کر آئے کہ ان کا خلاصہ مذہب یہ ہے کہ گنتی کے ڈھائی آدمی ناجی باقی تمام مسلمین شرک میں پڑ کر ہلاک
ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمعت الرجل یقول هلك الناس فهو اھلکھم ² ۔ اخرجہ احمد والبخاری فی الادب ومسلم وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جب تو کسی کو یوں کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اسے امام احمد اور بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم اور ابوداؤد نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ حقیقت یہی لوگ جو ناحق مسلمانوں کو چنیں و چناں کہتے ہیں خود ہلاک عظیم کے مستحق ہیں اور اللہ جل
جلالہ فرماتا ہے:

فَهَلْ يَهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ³	کون ہلاک ہو اسوفاق لوگوں کے۔

پھر ان کے اشد الفاسقین سے ہونے میں کیا شبہ ہے والعیاذ باللہ سبخنہ وتعالیٰ۔ پھر ستم بر ستم یہ کہ وہ ان محرمات کا صرف
ارتکاب ہی نہیں کرتے انہیں حلال و مباحات بلکہ افضل حنات بلکہ اہم واجبات سمجھتے ہیں ہیبت اگر تاویل کا قدم در میان نہ ہوتا تو کیا کچھ
ان کے بارے میں کہنا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ دین پر استقلال

¹ سنن ابن ماجہ باب من ترجی لہ السلاۃ من الفتن مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۹۶، شعب الایمان باب فی اخلاص العمل حدیث ۶۸۱۲

مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۳۲۸

² الادب المفرد (۳۲۴) باب قول الرجل هلک الناس حدیث ۷۵۹ مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ سائیکلہ بل ص ۱۹۸

³ القرآن، ۳۵/ ۴۶

اور کلمہ طیبہ کا ادب و جلال بمنہ و کرمہ ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا ہے کہ بد مذہبان گمراہ ہماری تکفیریں کریں ہم پاس کلمہ سے قدم باہر نہ دھریں وہ ہر وقت اس فکر میں کہ کسی طرح ہم کو مشرک بنائیں ہم ہمیشہ اس خیال میں کہ جہاں تک ممکن ہو انہیں مسلمان ہی بتائیں۔ جیسے وہ بھوکے اونٹنی جس کے پیچھے ہری بولیں رہیں اور ان میں شیر اور آگے صاف میدان پھر آباد شہر، وہ ببولوں کی ہریالی پر مہاریں توڑاتی اور پلٹی جاتی ہے کہ خود بھی ہلاک ہو اور سوار کو بھی ملکہ میں ڈالے، سوار مہمیزیں کرتا تازیانے لگاتا آگے بڑھاتا ہے کہ آپ بھی نجات پائے اور اسے بھی بچالے

ہوئی ناقصی خلفی و قدامی الہوی

وانی وایاھالمتلفان

(میری سواری کی خواہش میرے پیچھے ہے اور میری خواہش آگے ہے اور میں اور وہ دونوں مختلف ہیں)

منصف کے نزدیک اتنی ہی بات سے اہل حق و مبطلین کا فرق ظاہر والحمد للہ رب العلمین

قُلْ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ ۖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا ۝ ۱	تم فرماؤ سب اپنے اپنے طریقے پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے۔

تنبیہ: عبارت مذکورہ غنیہ دیکھ کر بعض اذہان میں یہ خیال گزر سکتا ہے کہ طائفہ غیر مقلدین اگرچہ ان فسقیات کے عادی ہیں مگر وہ انہیں فسق جان کر نہیں کرتے بلکہ اپنے زعم میں کار ثواب و عین صواب سمجھتے ہیں یہ ان کی فہم کی کجی اور مذہب کی بدی ہے اس سے وہ پیہا کی ثابت نہ ہوئی جس کی بنا پر امامت فاسق ممنوع ہوئی تھی کہ جب اسے دین کا اہتمام نہیں تو کیا عجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا شرائط نماز سے کوئی اور شرط چھوڑ جائے۔

اقول: منع امامت فاسق صرف اسی پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کی بڑی علت وہ تھی کہ تقدیم میں عظمت اور فاسق شرعاً مستحق اہانت، بہر حال موجود بلکہ عیوب و ذنوب کو صواب و ثواب جانتے ہیں اور زیادہ شدید الورد کہ اس سے فسق ہزار چند ہو جاتا ہے تو اسی قدر استحقاق اہانت ترقی پائے گا اور اس کی ترقی پر اتنا ہی شاعت امامت میں جوش آئے گا معذرا جس نے تجربہ کیا ہے اس سے پوچھئے کہ دنیا در کنار خاص امور دین میں اصاغر بالائے طاق ان کے اکابر و معتمدین میں جو شنیع بیباکیاں عظیم سفایاں پھیل رہی ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کو بھی ان کی ہوالگ، کیانہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے اپنے مہری فتوے میں دودھ کے چچا کو بھتیجی دلائی،

کیا نہ جانا کہ ان کے رشید شاگرد نے مطبوعہ رسالے میں حقیقی پھوپھی تک حلال بتائی، کیا نہ سنا کہ دوسرے شاگرد نے سوتیلی خالہ کو بھانجے کے حق میں مباح کر دیا اور اس آفت کے فتوے سے استاد صاحب نے اپنی مہر کا نکاح کر دیا پھر امام العصر کا اجرت لے کر مسائل لکھنا، ایک ہی مقدمہ میں مدعی مدعا علیہ دونوں کے پاس حضرت کا فتویٰ ہونا کیسی اعلیٰ درجے کی دیانت ہے۔ ان سب وقائع کی تفصیل بعض احباب فقیر نے رسالہ سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء (۱۲۹۹ھ) و رسالہ نشاط السکین علی حلق البقر السمین (۱۳۰۳ھ) میں ذکر کی، پھر بات بنانے کو احیاء و اموات پر ہزاروں افتراء و بہتان کرنا، فرضی کتابوں سے سند لانا، خیالی عالموں کے نام گھڑ لینا، نقل عبارت میں قطع و برید کرنا، جرح محدثین کو نسب بدل لینا، احادیث و اقوال کے غلط حوالے دینا اور ان کے سوادیدہ و دانستہ ہزاروں قسم کی عیاریاں ان کے عمائد و متکلمین اپنی مذہبی تصانیف میں کر گزرے، زکیں کھائیں الزام اٹھائے اور باز نہ آئے۔ رسالہ سیف المصطفیٰ انہیں امور کے بیان و اظہار میں تالیف ہوا جس میں عزیزم مؤلف حفظہ اللہ نے اکابر طائفہ کی ایک سوساٹھ دیا نتوں کو جلوہ دیا۔ پھر کون گمان کر سکتا ہے کہ جرات و جسارت میں ان کا پایا کسی فاسق سے گھٹا ہوا ہے، معذرت آزمایں کہ یہ حضرات جس مسئلہ میں خلاف کریں گے آرام نفس ہی کی طرف کریں گے کبھی وہ مذہب ان کے نزدیک رائج نہ ہوا جس میں ذرا مشقت کا پلہ جھکا، تراویح میں بیس رکعت چھوڑیں تو چھتیس کی طرف نہ گئے جو امام مالک سے مروی، نہ چالیس لیں جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول اور امام اسحاق بن راہویہ و اہل مدینہ کا مذہب تھا، آٹھ پر گرے کہ آرام کا سبب تھا۔ اور ان کے بعض مسائل کا نمونہ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب آتا ہے۔ مسلمانو! جب پیہا کی وہ ہے کہ جو چاہا کہہ دیا نہ قرآن سے غرض نہ حدیث سے کام، اجماع ائمہ تو کس چیز کا نام، ادھر آرام طلبی کا جوش تام، تو کیا عجب کہ بے غسل یا بے وضو نماز جائز کر لیں خصوصاً جبکہ موسم سرما ہو اور پانی ٹھنڈا، آخر یہ پھوپھی، بھتیجی خالہ کی حلت سے عجیب تر نہ ہوگا۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ^۱	جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر۔ (ت)

ع: آزارم کہ حیائیت از ویچ عجب نیست
(جس کو حیا نہیں اس سے کچھ بھی تعجب نہیں)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

^۱ المعجم الکبیر مروی از ابو مسعود انصاری حدیث ۶۵۷ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱/۷۷ ۲۳

دلیل سوم

اس کی تقریر میں اوگایہ سنئے کہ ان حضرات کی فقہی مسائل متعلقہ نماز و طہارت جو انہوں نے خود اپنی تصانیف میں لکھے کیا ہیں اور وہ علی الاطلاق مذاہب راشدہ یا خاص مذہب حنفیہ سے کتنے جدا ہیں مبنیٰ مولوی وصی احمد صاحب سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ نے فتوائے جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد (مساجد سے وہابیوں کو نکالنے پر جامع دلائل۔ ت) میں عقائد غیر مقلدین نقل کر کے ان کے بعض عملیات بھی تلخیص کئے ہیں یہاں اسی کے چند کلمات بطور التقاط لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔

مسئلہ (۱) : پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے نواب صدیق حسن خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال نے طریقہ محمدیہ ترجمہ در رہیہ مصنفہ قاضی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۶۷ پر اس کی تصریح کی، اس کتاب پر مولوی نذیر حسین صاحب نے مہر کی اور لکھا اس پر موحدین بے دھڑک عمل کریں، اور دیباچے میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں: متبع سنت اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیویوں کو پڑھائے^۱ اور یہی مضمون فتح المغیث مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ میں ہے، یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ ہے جس کا نام بدل کر نواب بھوپال نے دوبارہ وسہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوایا۔ اس مسئلے کا مطلب یہ ہوا کہ کنواں توڑی چیز ہے اگر پاؤ بھر پانی میں دو تین ماشے اپنا یا کتے کا پیشاب ڈال دیجئے پاک رہے گا مزے سے وضو کیجئے، نماز پڑھئے کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۲) : اسی فتح المغیث کے صفحہ ۵ اور طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۷ میں ہے: نجاست گوہ اور موت ہے آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہے کتے کا اور لینڈ بھی اور خون بھی حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سوا ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیاء میں پاکی ہے اور نہیں جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جس کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو^۲۔ یہاں صاف صاف نجاست کو ان سات چیزوں میں حصر کر دیا باقی تمام اشیاء کو اصل طہارت پر جاری کیا جب تک نقل صحیح غیر معارض وارد نہ ہو۔ میں کہتا ہوں اب مثلاً اگر کوئی غیر مقلد مرغی کے گوہ یا سور کے موت یا کتے کی منی سے اپنے چہرہ و ریش بروت (مونچیں) و جامہ پر عطر و گلاب افشانی فرما کر نماز پڑھ لے یا یہ چیزیں کیسی ہی کثرت سے پانی میں مل جائیں اگرچہ رنگ و مزہ و بو کو بدل دیں اور غیر مقلد صاحب

^۱ طریقہ محمدیہ ترجمہ در رہیہ

(ف: اسی کا دوسرا نام فتح المغیث ہے۔ نذیر احمد)

^۲ فتح المغیث

اس سے وضو کریں اصلاً حرج نہیں کہ آخر جامہ بدن پر کوئی نجاست نہیں، نہ پانی کے اوصاف کسی نجس نے بدلے پھر کیا مضائقہ ہے سب مباح و روا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ثم اقول آیہ کریمہ قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اَوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ¹ (محبوب فرمادیتے ہیں میں اپنے اوپر نازل شدہ وحی میں نہیں پاتا کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام۔ ت) الا یہ سند کافی موجود اور جس طرح نجاست بے نقل صحیح غیر معارض ثابت نہیں ہو سکتی اور اصل اشیاء میں طہارت ہے یوں ہی حرمت کا ثبوت بھی بے اس کے نہ ہو گا اور اصل اشیاء میں اباحت تو غیر مقلد کو ان چیزوں کے نوش کرنے میں کیا مضائقہ ہے ع: اگر برتو حلال ست حالات با دا

(اگر تجھ پر پینا حلال ہے تیرا پینا حلال کیا ہوا ہے)

مسئلہ (۳): نواب موصوف روضہ ندیہ کے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں: شراب و مردار و خون کی حرمت ان کی نجاست پر دلیل نہیں جو انہیں ناپاک بتائے دلیل پیش کرے اھ ملخصاً مترجم²۔

میں کہتا ہوں شاعر بھولا کہ ناحق خلاف شرع پیئے کالفظ بولا اگر یہ مسئلہ سنتا تو یوں کہتا نہ چھوٹا نہیں شراب کبھی بے وضو کئے

قالب میں میرے روح کسی پارسا کی ہے

جس میں شریعت جدیدہ کا خلاف بھی نہ ہوتا اور زیادت مبالغہ سے حسن شعر بھی بڑھ جاتا کہ پیتا نہیں سے چھوٹا نہیں میں کہیں زیادہ مبالغہ ہے۔

مسئلہ (۴) نواب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

شستن منی از برائے استفادہ بودہ است نہ بنا بر نجاست و بر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیل کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و اصل در ہمہ چیز ہا طہارت ست و در نجاست لحم خوک خلاف ست و دم مسفوح	منی کو نفرت و نفاقت کی وجہ سے دھونا ضروری ہے نہ کہ ناپاک ہونے کی وجہ سے، شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل صالح نہیں جس سے استدلال کیا جاسکے اور تمام اشیاء میں اصلاً طہارت ہے۔

¹ القرآن ۶/۱۳۵

² روضہ ندیہ شرح در رہبہ عربی بیان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ لاہور ۱/۲۳

حرام ست نہ نجس اھ ملخصاً^۱

خنزیر کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے دم مسفوح
حرام ہے مگر نجس نہیں اھ ملخصاً (ت)

مسئلہ (۵) اسی فتح المغیث کے صفحہ ۶ پر ہے: کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر^۲۔ یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم فرمایا کرے **وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ**^۳ (اپنے سروں کا مسح کرو)

مسئلہ (۶) مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین ہدایت قلوب قاسیہ کے صفحہ ۳۶ میں لکھتے ہیں جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے^۴۔

مسئلہ (۷) فتاویٰ ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ دھرم پرکاش الہ آباد کے صفحہ ۲ میں ہے: وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے^۵۔ انہوں نے پاؤں کے مسئلے میں رافضیوں سے بھی آگے قدم رکھا وہ بیچارے بھی صرف جواز مانتے ہیں واللہ المستعان علی شر الرافض وقوم شر من الرافض (اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے روافض کے شر پر اور اس قوم کے شر پر جو روافض سے بھی بدتر ہے۔ ت)

ہاں یہ خیال کیجئے کہ انہیں اہلسنت کے ساتھ کس درجہ تعصب ہے، اور تعصب وہ شئی ہے کہ خواہی نخواستہ آدمی نیش عقرب (بچھو کا ڈنگ) ہو کر بتقاضائے طبع ایذا و اضرار پر کمر کستا ہے اور جہاں تک بن پڑے شقاق و خلاف کو دوست رکھتا ہے، اگر علانیہ نہ ہو سکے تو خفیہ ہی کوئی بات کر گزرے اور آپ ہی آپ دل میں ہنس لے، جہاں روافض کی حکایات مشہور ہیں کہ ان کی مجالس مرثیہ میں جو جاہل سنی جا بیٹھے انہوں نے قتلین کے چھینٹے شربت میں ملائے، بعض اشقیانے اسمائے طیبہ پر چوں پر لکھ کر فرش کے نیچے رکھ دئے کہ سنی بیٹھیں تو پاؤں کے نیچے آئیں اگرچہ نادانستہ ہی سہی۔ پھر جہاں ایسا موقع ہاتھ لگا کہ کوئی خاص چیز کسی مہمان یا حاجتمند سنی ناواقف کے کھانے پینے کو پیش کی ظاہری تکلف حد سے گزرا اور بعض نجاسات قطعہ سے آلودہ کر دی، یہ سب شاخص تعصب کی ہیں، پھر حضرات غیر مقلدین کا تعصب ان روافض سے کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ یہ دشمن تازہ ہیں اور ان کے حوصلوں کی نئی

^۱ نہج المقبول من شرائع الرسول

^۲ فتح المغیث

^۳ القرآن ۵/۶

^۴ ہدایت قلوب قاسیہ

^۵ فتاویٰ ابراہیمیہ

اٹھان ہے اب ان کی بیباکی و جرات و مسائل مسابہت و شدت عداوت دیکھ کر نہ صرف احتمال فوری بلکہ ظن غالب ہوتا ہے کہ اگر یہ امام کئے جائیں ضرور اپنے ان بعض مسائل مذکورہ پر عمل کریں گے انہیں کیا غرض پڑی ہے کہ مذہب مقتدیان کی رعایت کر کے ان امور سے باز آئیں اور تعصب برت کر دل ٹھنڈا نہ کریں پھر بعض جگہ غسل وغیرہ کی مشقت اٹھانی ہو وہ نفع میں۔

تاکہ اب یہ غور کیجئے کہ علمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اہل حق و ہدیٰ کے مذاہب مختلفہ مثلاً باہم خفیہ و شافعیہ میں ایک کی دوسرے سے اقتدا پر کیا کلام کیا ہے یہ مسئلہ ہمیشہ سے معرکہ آرا رہا اور اس میں تکرر شقوق و اختلاف اقوال شدت ہوا ہمیں یہاں صرف اس صورت سے غرض ہے کہ دوسرے مذہب والا جو نماز و طہارت میں ہمارے مذہب کی مراعات نہ کرے اور خروج عن الخلاف کی پروانہ رکھے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ پہلے اس احتیاط و مراعات کے معنی سمجھ لیجئے بعض باتیں مذاہب راشدہ میں مختلف فیہ ہیں (اختلافی مسائل) مثلاً فصد و حجامت سے شافعیہ کے نزدیک وضو نہیں جاتا ہمارے نزدیک جاتا رہتا ہے۔ مس ذکر و مساس زن سے ہمارے نزدیک نہیں جاتا ان کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے، دو قلم پانی میں اگر نجاست پڑ جائے ان کے مذہب میں ناپاک نہ ہو گا ہمارے نزدیک (ناپاک) ہو جائے گا،

انکے نزدیک ایک بال کا مسح وضو میں کافی ہے ہمارے یہاں رابع سر کا ضرور، ہمارے مذہب میں نیت و ترتیب وضو میں فرض نہیں ان کے نزدیک فرض، و علیٰ ہذا القیاس، اس قسم کے مسائل میں باجماع ائمہ آدمی کو وہ بات چاہئے جس کے باعث اختلاف علما میں واقع نہ ہو جب تک یہ احتیاط اپنے کسی مکروہ مذہب کی طرف نہ لے جائے تو محتاط شافعی فصد و حجامت سے وضو کر لیتے ہیں اور مسح میں بعض پر قناعت نہیں کرتے اور محتاط حنفی مس ذکر و مساس زن سے وضو کر لیتے ہیں اور ترتیب و نیت نہیں چھوڑتے کہ اگرچہ ہمارے امام نے اس صورت میں وضو واجب نہ کیا منع بھی تو نہ فرمایا پھر نہ کرنے میں ہماری طہارت ایک مذہب پر ہوگی دوسرے پر نہیں اور کر لینے میں بالاتفاق طاہر ہو جائیں گے اور اپنے مذہب میں وضو علیٰ الوضو کا ثواب پائیں گے، جو ایسی احتیاط کا خیال نہیں کرتے اور دوسرے مذہب کے خلاف و وفاق سے کام نہیں رکھتے، جمہور مشائخ کے نزدیک ان کی اقتدا جائز نہیں کہ صحیح مذہب پر رائے مقتدی کا اعتبار ہے جب اس کی رائے پر خلل طہارت یا اور وجہ سے فساد نماز کا مظنہ ہو یہ کیونکر ایسی نماز پر اپنی نماز بنا کر سکتا ہے خانیہ و خلاصہ و سراجیہ و کفایہ و نظم و بحر الفتاویٰ و شرح نقایہ و مجمع الانہر و حاشیہ مراقی الفلاح وغیرہ مکتب میں اس کی تصریح فرمائی اور اسے علامہ سندی پھر علامہ حلبی پھر علامہ شامی نے بہت مشائخ اور علامہ قاری نے عامہ مشائخ کرام

عہ: بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف مثلاً بویارنگ یا مزہ متغیر نہ ہو جائے ورنہ بالاتفاق ناپاک ہو جائے گا ۲۱۸ منہ (م)

سے نقل کیا، فتاویٰ علمگیری میں ہے:

شافعی المذہب کی اقتداء اس وقت صحیح ہے جب وہ مقامات اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو جیسا کہ رگ کٹوانے پر، اور متعصب نہ ہو اور نہ ہی قلیل کھڑے پانی سے وضو کرنے والا ہو اور منی والا کپڑا دھوتا ہو، اور خشک منی کپڑے سے کھرج دیتا ہو، سر کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو، نہایہ، اور کفایہ میں اسی طرح ہے، اور ایسے ہی قلیل پانی جس میں نجاست گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو فتاویٰ قاضی خان میں اسی طرح ہے اور نہ ہی ماء مستعمل سے وضو کرتا، جیسا کہ سراجیہ میں ہے اہلخصاً (ت)	الاقتداء بشافعی المذہب انما یصح اذا کان الامام یتحاشی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس ، من غیر السبیلین کالفصد ولا یكون متعصباً ولا یتوضأ بالماء الراکد^۱ القلیل وان یغسل ثوبه من المني^۲ ویفرک الیابس منه ویمسح^۳ ربع رأسه هكذا فی النهایة والكفایة ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة کذا فی فتاویٰ قاضی خاں ولا بالماء المستعمل هكذا فی السراجیة^۱ اہلخصاً۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

شافعی المذہب کی اقتداء کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہو اور یہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو اور اس قلیل پانی (جس میں نجاست گر گئی ہو) سے وضو نہ کرتا ہو۔ اہلخصاً (ت)	اما الاقتداء بشافعی المذہب قالوا لا یأس به اذا لم یکن متعصباً وان یكون متوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیہ النجاسة^۲ اہلخصاً۔

میں کہتا ہوں یعنی اس وقت جب غسلہ پانی میں گرتا ہو اس قول کی بنا پر جو ماء مستعمل کو نجس قرار دیتے ہیں ۱۲ (ت) میں کہتا ہوں یعنی جب مانع نماز کی حد تک پہنچ جائے ۱۲ (ت) میں کہتا ہوں یعنی اس سے اقل پر اکتفاء نہ کرتا ہو ۱۲ (ت)

عہ ۱: قلت ای بحیث تقع الغسالة فیہ بناء علی نجاسة الماء المستعمل^{۱۲} منہ (م)

عہ ۲: قلت ای اذا بلغ حد المنع^{۱۲} منہ (م)

عہ ۳: قلت ای لا یجتزئ بی بأقل منه^{۱۲} منہ (م)

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً للغيرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۸۴

^۲ فتاویٰ قاضی خان فصل فی من یصلح الاقتداء فی من لا یصح مطبوعہ منشی نوکسور لکھنؤ ۱/ ۳۳

فتاویٰ امام طاہر بن عبدالرشید بخاری میں ہے:

الاعتداء بشفعوی المذهب يجوز ان لم يكن متعصباً ويكون متوضاً من الخارج من غير السبيلين ولا يتوضأ بباء الذي وقعت فيه النجاسة وهو قدر قلتين ¹ اهـ ملخصاً۔	شافعی المذهب کی اعتداء جائز ہے اگر وہ متعصب نہ ہو اور غیر سبیلین سے نجاست کے خروج پر وضو کرنے والا ہو اور اس تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گر گئی ہو اور وہ دو قلوں کی مقدار ہے اھ تلخیصاً (ت)

جامع الرموز میں ہے:

هذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلو شك في الاحتراز لم يجز الاعتداء مطلقاً كما في النظم فلا بأس به اذا لم يشك في ايأانه ولم يتعصب اى لم يبغض للحنفي (وساق الكلام في مسائل المراجعة فجمع واوعى ثم قال) الكل في بحر الفتاوى ² ۔	یہ اس وقت ہے جب وہ مقامات اختلاف سے بچنے کا یقین رکھتا ہو اگر اس کے احتراز میں شک ہو تو پھر ہر حال میں اعتداء جائز نہیں، جیسا کہ نظم میں ہے پس اس وقت اس کی اعتداء میں کوئی حرج نہیں جب اس کے ایمان میں شک نہ ہو (یعنی انا مؤمن ان شاء اللہ کہنے والا نہ ہو) اور وہ متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو (اس کے بعد مقامات رعایت پر گفتگو کرتے ہوئے مسائل کو اکٹھا کیا پھر فرمایا) یہ تمام بحر الفتاویٰ میں ہے۔ (ت)

شرح ملتقى الابحر میں ہے:

جواز اعتداء الحنفی بالشافعی اذا كان الامام يحتاط في مواضع الخلاف ³ ۔	حنفی کا شافعی کی اعتداء کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔ (ت)

عہ: قلت الاولى تعبیر غیرہ كالخانية بالقليل
۱۲ منہ (م)
میں کہتا ہوں اس کے غیر کی تعبیر بہتر ہے جیسے کہ خانہ نے "قلیل" کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

¹ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الصلوۃ الاعتداء باهل البواء مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۳۹

² جامع الرموز فصل بجمہر الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۱۷۳

³ مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۳۹

علامہ احمد مصری حاشیہ شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

صحۃ الاقتداء اذا كان يحتاط في مواضع الاختلاف كأن يجدد الوضوء بخروج نحو دم وان يمسح رأسه وان يغسل ثوبه من منى او يفركه اذا جف ¹ الخ	صحت اقتدائنا فی کی اس پر موقوف ہے کہ وہ مواضع اختلاف میں محتاط ہو، مثلاً خون جیسی چیز کے خروج پر نیا وضو کرتا ہو اور سر کا مسح کرتا ہو، منی والے کپڑے کو دھوتا ہو یا خشک ہونے کی صورت میں اسے کھرچ دیتا ہو ² (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال كثير من المشائخ ان كان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا ذكره السندی المتقدم ذكره ح قلت وهذا بناء على ان العبرة لرأى المقتدى وهو الاصح ² الخ	اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی (یعنی وضو و نماز میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہو) تو پھر اس کی اقتداء جائز ورنہ نہیں۔ سندی نے اس کو ذکر کیا اس کا ذکر یہ بھی گزرا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس بنا پر ہے کہ اس مسئلہ میں اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے اور یہی اصح ہے الخ (ت)

اُسی میں ہے:

في رسالة الاهتداء في الاقتداء لملا على القارى ذهب عامة مشائخنا الى الجواز اذا كان يحتاط في موضع الخلاف والا فلا ³ ۔	ملا علی قاری کے رسالہ "الاهتداء في الاقتداء" میں ہے کہ اکثر مشائخ کی رائے یہی ہے کہ اگر امام شافعی مقامات اختلاف میں محتاط ہے تو اقتداء جائز ورنہ نہیں۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں تصریح ہے:

بقي ان الشامي نقل عن القارى بعد قوله المذكور المعنى انه يجوز في المراءى	رہا یہ معاملہ کہ شامی نے علی قاری سے اپنے مذکور قول کے بعد یہ نقل کیا ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ

¹ حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح، باب الوتر مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۱۰

² ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۴۱۶

³ ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۴۱۶

بلاکراہۃ وفی غیرہ معہا^۱ اھ

اقول: وهذا یخالف تصریح الہندیۃ بعدم الصحة لكن لا یعکّر علیّ لانی انما عبرت بعدم الجواز الشامل للفساد وکراہۃ التحريم فينطبق علی تفسیر القاری و تصریح الہندیۃ جلیعاً، والذي یظہری وارجوان یکون هو الصواب ان شاء الله تعالى ان البطلان انما هو اذا علم عدم المراعاة فی خصوص الصلاة کما اختارہ العلامة السغناقی وجزم به وتر الدر وغیرہ والا فالصواب مع القاری فتصح لعدم العلم بالفسد وتکرہ لکونه غیر محتاط، وان حلت الصحة فی کلام الہندیۃ علی الجواز وان کان فیہ بعد فیتوافق القولان ومن الدلیل علی هذا الحمل ان صاحب الہندیۃ ادخل کلام قاضی خاں تحت مسئلة عدم الصحة وانما نص الخانیۃ کما سبعت تعلیق نفی البأس بتلك الشرائط فانما یفید بمفهوم المخالفة وجود البأس عند

رعایت کرنے والے کے پیچھے بغیر کراہت جائز ہے اور رعایت نہ کرنے والے کے پیچھے بالکراہت اھ (ت)
اقول: (میں کہتا ہوں) یہ فتاویٰ ہندیہ کی اس تصریح کے مخالف ہے جس میں انہوں نے عدم صحت کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ بات مجھ پر لازم نہیں آتی کیونکہ میں نے اسے عدم جواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے جو فساد اور کراہت تحریمی دونوں کو شامل ہے، لہذا یہ علی قاری کی تفسیر اور ہندیہ کی تصریح دونوں کے موافق ہے، اور جو چیز مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور میں امید کرتا ہوں ان شاء الله وہی صواب ہے وہ یہ ہے کہ نماز کا باطل ہونا اس صورت میں جب امام شافعی بالخصوص نماز میں رعایت نہ کرتا ہو (اس بات کا حنفی کو یقین ہو) جیسا کہ اس کو علامہ سغناقی نے اختیار کیا اور دروغیرہ کے بیان وتر میں اس پر جزم کیا ہے ورنہ اگر علم نہ ہو کہ وہ رعایت کرتا ہے تو علی قاری کی رائے صواب ہے کہ نماز درست ہوگی کیونکہ مفسد کا علم نہیں البتہ مکروہ ہوگی، کیونکہ وہ محتاط نہیں، اور اگر ہندیہ کی عبارت میں صحت کو جواز پر محمول کر لیا جائے گا اگرچہ اس میں بعد ہے تو دونوں اقوال میں موافقت ہو جائے گی، اس حمل پر ایک دلیل یہ ہے کہ صاحب ہندیہ نے کلام قاضی خاں کو مسئلہ عدم صحت کے تحت ذکر کیا ہے، اور خانیہ نے تصریح کی ہے جیسا کہ آپ سن چکے کہ نفی حرج ان شرائط کے ساتھ معلق ہے اور یہ بات مفہوم مخالف کے طور پر اس

^۱ رد المحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/ ۴۱۶

بات کی مفید ہے کہ جب شرائط معدوم ہوں تو حرج لازم آئے گا اور وجود حرج بطلان کو مستلزم نہیں، ہاں وہ مساوی بنے گا عدم جواز بمعنی عدم حل کا جو کراہت تحریمی کو جامع ہے اور اس کی تائید علامہ حلبی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو غنیہ میں ہیں کہ اختلاف کراہت میں ہے ورنہ جواز یعنی صحت پر اجماع ہے۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ یہاں کراہت تحریمی مراد ہے کیونکہ تفسیر عدم جواز کی اسی کے ساتھ درست ہوتی ہے جیسا کہ علی قاری نے کیا ہے، خوب سمجھ کر اس پر قائم رہو۔ یہ وہ تفصیل تھی جو مجھ پر واضح ہوئی اور ابھی کچھ گوشے رہ گئے ہیں بندہ ضعیف نے اللہ کی توفیق سے اس مقصد پر اپنے فتاویٰ الملقب بہ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں تحقیق کی ہے۔ (ت)

عدمہا، ووجود البأس لایستلزم البطلان نعم
هو مساو لعدم الجواز بمعنى عدم الحل المجامع
لكراهة التحريم، ويؤيد ذلك مانص عليه
العلامة الحلبي في الغنية الاختلاف انما هو في
الكراهة والافعل الجواز يعنى الصحة الاجماع۔
ثم لا يذهبن عنك ان الكراهة ههنا للتحريم
اذ هو الذى يصح تفسير عدم الجواز به كما فعل
القارى فافهم وتثبت هذا ما ظهر لى وقد بقى
خبائاً العبد الضعيف حقق الكلام فى هذا المرام
فى فتاواه الملقة بالعطایا النبویة فى الفتاوى
الرضویة وبالله التوفيق۔

سبحن اللہ جبکہ بے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز، تو ان مبتدعین تہورین کو اہل حق و ہدایت سے کیا نسبت ان کے پیچھے بدرجہ اولیٰ ناجائز و ممنوع تر ہو نا چاہئے کما لایخفى۔

تمہیہ: خانہ خلاصہ و نہایہ و کفایہ و بحر الفتاویٰ و شرح نقایہ و ہندیہ کے نصوص سن چکے کہ متعصب شافعی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی تفسیر گزری کہ متعصب عہ وہ جو حنفیہ سے بغض رکھتا ہو، اب غور کر لیجئے کہ غیر مقلدین کو نہ صرف حنفیہ بلکہ تمام مقلدین ائمہ دین سے کس قدر بغض شدید و کین مدید ہے خصوصاً جو عنایت حضرات حنفیہ خصم اللہ بالطافہ و انحنیہ کے ساتھ ہے بیان سے باہر تو ان روایات پر یہ جداگانہ دلیل ہوئی ان کی اقتداء ناجائز ہونے کی،

لیکن محقق نے فتح القدیر میں فرمایا یہ مخفی نہ رہے کہ اس کا متعصب ہونا فسق کا موجب و سبب ہے اھ

لكن قال المحقق فى الفتح لا يخفى ان تعصبه
انما يوجب فسقه¹ اھ

عہ: اقول ایسے ہی شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ سے بغض رکھنے والا عند من براہ اللہ من التعصب کہ اہل حق سے بغض نہ رکھے گا مگر بد مذہب، اور بد مذہب کے پیچھے نماز ممنوع ۱۲ منہ سلمہ (م)

¹ فتح القدیر باب صلوة الوتر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱۱/ ۳۸۱

اقول: (میں کہتا ہوں) آپ نے پیچھے پڑھ لیا ہے کہ عدم جواز بمعنی عدم حلت ہے جو کراہت تحریمی پر صادق آتا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر ہندیہ کی عبارت کے ساتھ اشکال کا اعادہ کیا جائے تو ہم سابقہ کلام سامنے لائیں گے تو اس وقت یہ دلیل دوسری دلیل کی طرف لوٹ جائے گی جیسا کہ مخفی نہیں، اور اس حمل کے ساتھ تمام روایات اس تحقیق کی مؤید ہو جائیں گی جو ہم نے کی ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی کراہت مکروہ تحریمی ہے واللہ سبحنہ بکل شیء شیعہ علیم۔ (ت)

اقول: قد علمت ان عدم الجواز بمعنی عدم الحل الصادق بکراهة التحريم وان الصلاة خلف الفاسق مکروهة تحریمیة فان اعید الاشکال بمافی الهندیة اعدنا الکلام بمأقدماتنا وح یؤل هذا الدلیل الی الدلیل الثانی کما لا یخفی وبهذا الحمل تكون الروایات مؤیدات لما حققنا من ان الکراهة خلف الفاسق و المبتدع کراهة تحريم واللہ سبحنہ بکل شیء علیم۔

دلیل چہارم

حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو متکلم ضروریات عقائد کی بحث میں (جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے) یہ چاہے کہ کسی طرح اس کا مخالف خطا کر جائے وہ کافر عہ ہے کہ اس نے اس کا

اللہ تعالیٰ کی پناہ، خلاصہ میں ہے میں نے قاضی امام (یعنی امام اجل قاضی خاں) سے سنا کہ اگر کوئی مخالف کو شر مندہ کرنے کا ارادہ رکھتا تو اسے کافر کہا جائے فرمایا اور میرے نزدیک اسے کافر نہ کہا جائے، البتہ اس پر کفر کا خوف و اندیشہ ہے۔ علامہ بدر الرشید حنفی نے اپنے رسالہ میں کلمات کفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محیط میں ہے وہ شخص جو اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو گیا وہ کافر ہو گیا یعنی بالاجماع، اور جو کوئی (باقی اگلے صفحہ پر)

عہ: کافر سے مراد کہ اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ فی الخلاصۃ سمعت القاضی الامام (یرید الامام الاجل قاضی خاں) ان اراد تخجیل الخصم یکفر قال وعندی لایکفر ویخشى علیہ الکفر اه وقال العلامة بدر الرشید الحنفی فی رسالته فی کلمات الکفر فی المحيط من رضی بکفر نفسه فقد کفر ای اجماعاً، وبکفر غیرہ

کافر ہونا چاہا اور مسلمان کو بتلائے کفر چاہنا رضا بالکفر ہے اور رضا بالکفر آپ ہی کفر، علماء فرماتے ہیں ایسے متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں، فتح القدیر میں ہے:

صاحب مجتہبی نے فرمایا امام ابو یوسف کا قول کہ کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں تو ہو سکتا ہے ان کی مراد وہ ہو جس کو امام ابو حنیفہ نے مقرر رکھا ہے کہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے حماد کو علم کلام میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے بیٹے کو اس سے منع کیا، بیٹے نے عرض کی میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور مجھے آپ اس سے منع کر رہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ہم اس حال میں مناظرہ کرتے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں

قال صاحب المجتبى واما قول ابى يوسف لا تجوز الصلاة خلف المتكلم فيجوز ان يريد الذى قرره ابو حنيفة حين رأى ابنه حمادا يناظر فى الكلام فنهاه فقال رأيتك تناظر فى الكلام وتنهانى فقال كنا نناظر وكان على رؤسنا الطير مخافة ان يزل صاحبنا وانتم تناظرون وتريدون زلة صاحبكم ومن اراد زلة صاحبه

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

غیر کے کفر پر راضی ہوا اس میں مشائخ کا اختلاف ہے پھر وہاں شیخ الاسلام کے حوالے سے وہ لکھا جو سینوں پر لکھنے کے قابل ہیں، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ کفر اس وقت ہے کہ جب اس نے اسے پسند کیا ہو پھر کہا ہم امام ابو حنیفہ کی اس روایت پر مطلع ہیں جس میں ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے بغیر کسی فرق کے اھ میں کہتا ہوں یہی وہ روایت ہے جو مجتہبی میں مذکور ہے، علامہ علی قاری نے رسالہ بدر کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہا اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جب مجمل ہو یا اس کی عبارت مطلق ہو تو ہم کہتے ہیں ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں اور قواعد احناف کے مقتضا کے مطابق اسے مقید کرتے ہیں اھ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔ (ت)

اختلف المشائخ ثم ذكر عن شيخ الاسلام ما حقه ان يسطر على الصدور وحاصله انه انما يكون كفرا اذا كان يستحسنه ثم قال، وقد عثرنا على رواية ابى حنيفة ان الرضاء بكفر الغير كفر من غير تفصيل اهل قلت وهى هذه الرواية التى ذكر فى المجتبى قال العلامة القارى بعد نقل ما فى رسالة البدر الجواب ان رواية ابى حنيفة رحمه الله تعالى اذا كانت مجملة او عبارته مطلقة فلنا ان نفضلها ونقيدها على مقتضى القواعد الحنفية¹ اھ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ ربہ (مر)

¹ منہ الروض شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی الکفر مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۸۰

اس سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ہمارا ساقی پھسل نہ جائے لیکن تم اپنے ساقی کو پھسلانے کا ارادہ کر کے مناظرہ کرتے ہو اور جو شخص اپنے ساقی کو پھسلانے کا ارادہ کرے اس نے اس کا کفر چاہا تو وہ اپنے ساقی سے پہلے کفر کا مرتکب ہوا، پس ایسا غور و خوض ممنوع ہے اور ایسے کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں انتی (ت)	فقد اراد کفره فهو قد کفر قبل صاحبہ فهذا هو الخوض المنهى عنه وهذا المتكلم لا يجوز الاقتداء¹ به انتهى۔

جب اس متکلم کے پیچھے نماز ناجائز ہوئی جس کے انداز سے کفر غیر پر راضا نکلتی ہے تو یہ صریح متعصبین جن کا اصل مقصود تکفیر مسلمانین دن رات اسی میں ساعی رہیں اور جب تقریراً و تحریراً اس کی تصریحیں کر چکے اور مکابر ہر طرح اپنی ہی بات بالا چاہتا ہے تو قطعاً ان کی خواہش یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان کافر ٹھہریں اور شک نہیں کہ اپنے زعم باطل میں اس کی طرف کچھ راہ پائیں تو خوش ہو جائیں اور جب بھم اللہ مسلمانوں کا کفر سے محفوظ ہونا ثابت ہو غم و غصہ کھائیں تو ان کا حکم کس درجہ اشد ہوگا اور ان کی اقتدا کیونکر روا، واللہ الہادی الی الطریق الہدی۔

دلیل پنجم

یہاں تک تو ان کے بدعت و فسق و غیر ہما کی بنا پر کلام تھا مگر ایک امر اور اشد واعظم ان کے طائفہ تالفہ سے صادر ہوتا ہے جس کی بنا پر ان کے نفس اسلام میں ہزاروں دقتیں ہیں یہاں تک کہ احادیث صریحہ صحیحہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ان کا صریح کافر ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل جانا نکلتا ہے وہ کیا یعنی ان کا تقلید کو شرک اور خفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ عثم اللہ جمیعاً بالافہ العلیہ، سب مقلدان ائمہ کو مشرکین کو بتانا کہ یہ صراحۃً مسلمانوں کو کافر کہنا ہے اور پھر ایک کونہ دو کولاکھوں کروڑوں اور پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامہ مومنین کو جن میں بڑے بڑے محبوبان حضرت عزت و اراکین امت و اساطین ملت و حملہ شریعت و کملہ طریقت تھے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے بانی مذہب کے مرجع و مقتدا اور پدر نسب و علم و اقتدا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں:

دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی نے ظہور کیا کم کوئی رہا جو ایک امام معین کے مذہب پر	بعد المأتین ظهر بینہم التمدھب للمجتہدین بأعیانہم و قل من کان

¹ فتح القدر باب الامامة مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۱/ ۳۰۴

لايعتمد على مذهب مجتهد بعينه ¹ ۔	اعتماد نہ کرتا ہو۔ (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی میزان وغیرہ تصانیف عالیہ سے امام العصر و دیگر کبرائے طاغفہ نے جا بجا اسناد کیا اسی میزان میں فرماتے ہیں:

يجب على المقلد العمل بالأرجح من القولين في مذهبه مادام لم يصل الى معرفة هذه الميزان من طريق الذوق و الكشف، كما عليه عمل الناس في كل عصر بخلاف ما اذا وصل الى مقام الذوق ورأى جميع اقوال العلماء وبحور علومهم تنفجر من عين الشريعة الاولى تبديعي منها وتنتهي اليها فان مثل هذا لا يؤمر بالتعبد بمذهب معين لشهوده تساوي المذاهب في الاخذ من عين الشريعة ² اهملخصاً	یعنی مقلد پر واجب ہے کہ خاص اسی بات پر عمل کرے جو اس کے مذہب میں رائج ٹھہری ہو ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق و معرفت کی راہ سے اس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب ائمہ مجتہدین کا خزانہ ہے اسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام اقوال علماء کو مشاہدہ کرے گا کہ ان کے دریا اسی چشمے سے نکلتے اور اسی میں پھر آکر گر گتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہ کی جائے گی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب چشمہ اولیٰ سے یکساں فیض لے رہے ہیں اھ ملخصاً

یہاں سے ثابت کہ جو پایہ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے اس رتبہ عظمیٰ تک پہنچا اس پر تقلید امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے کتاب مستطاب کیمیائے سعادت میں فرمایا:

مخالفت کردن صاحب مذهب خویش نزدیک نیست ع	اپنے صاحب مذہب کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک
عہ: اقول: وانما اراد الاجماع بعد تقرر المذاهب وظهور التميز للائمة بأعيانهم اذ هو الصحيح لاضافة بين الناس واصحاب	میں کہتا ہوں ان کی مراد تقرر مذہب اور ظہور تقلید معین ائمہ کے بعد کا اجماع ہے کیونکہ یہی صحیح ہے عام لوگوں اور اصحاب مذہب کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

¹ رسالہ انصاف مع ترجمہ کشف مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۵۹

² المیزان الکبریٰ فصل فان قال قائل فصل يجب الخ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱۱

سبحان اللہ جب تقلید شخصی معاذ اللہ کفر و شرک ٹھہری تو تمہارے نزدیک یہ ہر عصر کے علما اور گیارہ سو برس کے عامہ مومنین معاذ اللہ سب کفار و مشرکین ہوئے، نہ سہی آخر اتنا تو اجلی بدیہیات سے ہے جس کا انکار آفتاب کا انکار کہ صدا ہا برس سے لاکھوں اولیاء علماء، محدثین، فقہاء، عامہ اہلسنت و اصحاب حق و ہدی عاشیہ تقلید ائمہ اربعہ اپنے دوش ہمت پر اٹھائے ہوئے ہیں جسے دیکھو کوئی حنفی، کوئی شافعی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی یہاں تک کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ان چار مذہب میں منحصر ہو گیا جیسا کہ اس کی نقل سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے شروع دلیل اول میں گزری اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ معتمدین و مستندین طائفہ سے ہیں۔ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب ولم يبق مذهب في فروع المسائل سوى هذه الاربعة ² ۔	اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذہب پر منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذہب اربعہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔

طبقات حنفیہ و طبقات شافعیہ و غیر ہما تصانیف علماء دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ ان چاروں مذہب کے مقلدین کیسے کیسے ائمہ ہدی و اکابر محبوبان خدا گزرے جنہوں نے ہمیشہ اسی کی ترویج میں دفتر لکھے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک چینین و چٹاں ہوئے۔ جانے دو عمل نہ سہی قول تو مانو گے ان جماعات کثیرہ علماء کو کیا جانو گے جنہوں نے تقلید شخصی کے حکم دیئے اور یہی ان کا مذہب منقول ہوا، امام مرشد الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جیسا کہ واضح ہے اور دعوای اتفاق میں شاذ و نادر کا اعتبار نہ کرنا کثیر و مشہور ہے جیسا کہ صاحب بصیرت پر مخفی نہیں ۱۲ منہ (ت)

المذاهب کمالا یخفی وعدم الاعتداد فی دعوی الاتفاق
بمن شذو ندر و کثیر مشہر کمالا یخفی علی ذی بصر ۱۲
منہ (م)

¹ کیمیائے سعادت اصل نہم امر بمعروف و نہی از منکر مطبوعہ انتشارات گنجینہ تہران، ایران ص ۳۹۵

² تفسیر مظہری مسئلہ اذا صح الحدیث علی خلاف مذہبہ الخ مطبوعہ ادارہ اشاعت العلوم دہلی ۱۲/ ۶۴

محمد غزالی قدس سرہ العالی اہیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین ¹ ۔	تمام منتہی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا شنیع و واجب الانکار ہے۔

شرح نقایہ میں کشف اصول امام بزدوی سے منقول:

من جعل الحق متعددا کالمعتزلة اثبت للعالمی الخیار من کل مذہب مایہواہ و من جعل واحدا کعلیائنا الزم للعالمی اما ما واحدا ² ۔	یعنی جن کے نزدیک مسائل نزاعیہ میں حق متعدد ہے کہ ایک شے جو مثلاً ایک مذہب میں حلال دوسرے میں حرام ہو تو وہ عند اللہ حلال بھی ہے اور حرام بھی، وہ تو عالمی کو اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے اخذ کر لے یہ مذہب معتزلہ وغیرہم کا ہے اور جو حق کو واحد مانتے ہیں وہ عالمی پر امام معین کی تقلید واجب کرتے ہیں یہ مذہب ہمارے علما وغیرہم کا ہے۔

علامہ زین بن نجیم مصری صاحب بحر الرائق و اشباہ وغیرہ ہمار سالہ کبائر و صفائر میں فرماتے ہیں:

اما الکبائر فقالوا ہی بعد الکفر الزنا واللواطۃ وشرب الخمر ومخالفة المقلد حکم مقلدہ ³ اھ مختصرا	یعنی کبیرہ گناہ علماء نے یوں گنائے کہ عیاداً باللہ سب میں پہلے تو کفر ہے پھر زنا و انعام و شراب خوری اور مقلد کا اپنے امام کی مخالفت کرنا اھ مختصرا۔

ملل و نحل میں ہے:

علماء الفريقین لم یجوزوا ان یأخذ العالمی الحنفی الابن مذہب ابی حنفیة والعالمی الشفعی الابن مذہب الشافعی ⁴ ۔	دونوں فریق کے علمایہ جائز نہیں رکھتے کہ عالمی حنفی مذہب ابو حنیفہ یا عالمی شافعی مذہب شافعی کے سوا دوسرے مذہب پر عمل کرے۔

شاہ ولی اللہ عقد الجید میں لکھتے ہیں:

المرجح عند الفقہاء ان العالمی المنتسب	فقہاء کے نزدیک ترجیح اسے ہے کہ عالمی جو ایک مذہب

¹ اہیاء العلوم، الباب الثانی فی ارکان الامر الخ مطبوعہ مطبعۃ المشید الحسینی القاہرہ مصر ۱/۲۶۶

² جامع الرموز (شرح نقایہ) کتاب الکراہیۃ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۳۲۷

³ الرسائل الفقہیہ لمؤلف الاشباہ مع الاشباہ الخ الرسالۃ الرابعۃ واثلاثون الخ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۲، ۹۴، ۹۵

⁴ الملل والنحل حکم الاجتہاد والتقلید الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱/۲۰۵

الی مذهب له مذهب فلا تجوز له مخالفتہ¹۔

کی طرف انتساب رکھتا ہے وہ مذهب اس کا ہو چکا اسے اس کا خلاف جائز نہیں۔

اب فرمائیے تمام منتہی فاضل جن سے امام غزالی ناقل کہ ترک تقلید شخصی کو منکر و ناروا بتاتے، اگلا ائمہ جن کے قول سے کشف کاشف کہ تقلید امام معین کو واجب ٹھہراتے مشائخ کرام جن کے صحاب کلام صاحب بحر مغترف کہ ترک تقلید شخصی کو گناہ کبیرہ کہتے، علمائے فریقین و فقہائے عظام جن سے ملل و نخل و شاہ ولی اللہ حاکمی کہ تقلید معین کی مخالفت ناجائز رکھتے، یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے طور پر صریح کفار و مشرکین ٹھہرے، اس سے بھی در گزر کرو ان ائمہ دین کی خدمات عالیہ میں کیا اعتقاد ہے جنہوں نے خود اپنی تصانیف جلیلہ و کلمات جلیلہ میں وجوب تقلید معین و غیرہ ان باتوں کی صاف صریح تصریحیں فرمائیں جو تمہارے مذهب پر خالص کفر و شرک ہیں ان سب کو تو نام بنام بتعین اسم (خاک بدہان گستاخان) معاذ اللہ کافر و مشرک کہئے گا۔ یہ موجز رسالہ کو اطلاع اہل حق کے لئے ایک مختصر فتویٰ ہے جو اپنے منصب یعنی اظہار حکم فقہی کو پنج احسن ادا کر چکا اور کرتا ہے اس میں ان اقوال وافرہ و نصوص متکاثرہ کی گنجائش کہاں۔ مگر ان شاء اللہ العظیم توفیق ربانی مساعدت فرمائے توفیق ایک جامع رسالہ اس باب میں ترتیب دیئے والا ہے جو ان اقوال کثیرہ سے جملہ صالحہ کو ایک نئے طرز پر جلوہ دے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ غیر مقلدین کے اصول مذہبی کو ان کے مستندین ہی کے کلمات مستندہ سے ایک ایک کر کے متصل کرے گا۔ میں یہاں صرف ان ائمہ دین و علمائے مستندین کے چند اسماء شمار کرتا ہوں جو خاص اپنے ارشادات و تصریحات کے رو سے مذہب غیر مقلدین پر کافر و مشرک ٹھہرے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ان میں سے ہیں:

امام ابو بکر احمد بن اسحاق جوزجانی تلمیذ التلمیذ امام محمد، امام ابن السمعانی، امام کیاہر اسی، امام اجل امام الحرمین، امام محمد محمد محمد غزالی، امام برہان الدین صاحب ہدایہ، امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری صاحب خلاصہ، امام کمال الدین محمد بن الہمام، امام علی خواص، امام عبد الوہاب شعرانی، امام شیخ الاسلام زکریا انصاری، امام ابن حجر مکی، علامہ ابن کمال باشا صاحب البیضاح و اصلاح، علامہ علی بن سلطان محمد قاری مکی، علامہ شمس الدین محمد شارح نقایہ، علامہ زین الدین مصری صاحب بحر، علامہ عمر بن نجیم مصری صاحب نہر، علامہ محمد بن عبد اللہ غزالی ترمذی صاحب تنویر الابصار، علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ، علامہ سیدی احمد حموی صاحب غز، علامہ محمد بن علی دمشقی صاحب درو خزائن، علامہ عبد الباقی زرقانی شارح مواہب، علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین حسینی صاحب جواہر اخلاطی، علامہ شیخ محقق

¹ عقد الجید، باب پنجم اقسام مقلد مطبوعہ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی، ص ۱۵۸

مولینا عبدالحق محدث دہلوی،^{۲۵} علامہ احمد شریف مصری طحطاوی،^{۲۶} علامہ آفندی امین الدین محمد شامی،^{۲۷} صاحب منیہ،^{۲۸} صاحب سراجیہ،^{۲۹} صاحب جواہر،^{۳۰} صاحب مصفیٰ،^{۳۱} صاحب ادب المقال،^{۳۲} صاحب تارخانہ،^{۳۳} صاحب مجمع،^{۳۴} صاحب کشف،^{۳۵} مولفان علمگیر یہ کہ باقرار مؤلف امداد المسلمین پانسو علما تھے، یہاں تک کہ^{۳۶} جناب شیخ مجدد الف ثانی شاہ ولی اللہ،^{۳۷} شاہ عبدالعزیز صاحب،^{۳۸} قاضی ثناء اللہ پانی پتی، حتیٰ کہ خود^{۳۹} میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے اتباع و مقلدین مگریوں کہ **فَاللّٰهُمَّ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا^۱ تَوَاللّٰہ** کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔ **ت والحمد للہ رب العلمین۔**

اور لطف یہ ہے کہ ان میں وہ بھی ہیں جن سے خود امام العصر و دیگر متکلمین طائفہ نے براہ جہالت و تجاہل اسناد کیا اور ان کے اقوال باہرہ و کلمات قاہرہ کو جو اصول طائفہ کے صریح بیخ کن تھے دامن عیاری میں چھپالیا، میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ علمائے سلف سے ان کے استناد محض مغالطہ و تلبیس عوام ہیں، ان کے مذہب کو ان سے اصلاً علاقہ نہیں بلکہ خود ہی اقوال جنہیں اپنی سند ٹھہراتے ہیں ان کے اصول مذہب کی بنیاد گراتے ہیں مگر حضرات کو موافق و مخالف کی تمیز نہیں یا ہے تو قصداً انگوئے جہاں کو سبز باغ دکھاتے ہیں۔ میں بحول اللہ تعالیٰ اس رسالے میں یہ بھی تنبیہ کروں گا کہ اپنے مباحثہ میں ان حضرات کا تقلید شخصی کے وجوب و عدم وجوب کی بحث چھیڑ دینا زراکید و فریب و تلبیس بدزیب ہے کہ اہل تعین واصحاب تخیر دونوں فریق جواز تعین و عدم حرج کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جن کے نزدیک سرے سے تقلید شرک و کفر ان کے مسلک سے اسے کیا تعلق، وہ امر ابتدائی یعنی عدم شرک و جواز کو طے کر لیں اس کے بعد آگے چلیں، یہ چالاک لوگ اپنے لئے راہ آسان کرنے کو ادھر سے ادھر طفرہ کر جاتے ہیں اور ہماری طرف کے ذی علم ارحنا للنعان اس میں گفتگو کرنے لگتے ہیں حالانکہ گربہ کشتن روزاول باید، ابتداءً ان ہوشیاروں کی راہ روکا چاہئے کہ پہلے شرک پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اس کے بعد آگے قصد کیجئے۔ فریقین کے اقوال کے اقوال ان حضرات کے رد میں یک دل و یک زبان، اور طرفین کے علما ان کے زعم پر معاذ اللہ مشرک و گمراہ ہوتے ہیں یکساں، بلکہ میں بفضلہ تعالیٰ ثابت کروں گا کہ اقوال تخیر ان کی رد و تکذیب میں اتم و اکمل ہیں پھر ان سے استناد یا ان کا مذکرہ عجب تماشا ہے، میں بعونہ یہ بھی واضح کروں گا کہ ان حضرات کو ابھی خود اپنا ہی مسلک منقح نہیں ہوا ہے متناقض کلام متخالف احکام لکھتے اور جہاں جیسا موقع پاتے ہیں ویسا ہی بیان کر جاتے ہیں، دعوے میں کچھ دلیل میں کچھ اعتراض میں کچھ جواب میں کچھ، کبھی ایک پائے برقرار نہیں کرتے اور بیشک تمام اہل بدعت کا یہی وتیرہ ہے خصوصاً جو

اس قدر نوپیدا ہو کہ آخر جتے جتے ایک زمانہ چاہئے۔ میں یہاں اصل نزاع کی بحث و تحقیق میں نہیں، ان کے اقتدار کا حکم واضح کرنا ہے لہذا اس کی طرف رجوع مناسب۔

بالجملہ اصلاً محل شبہ نہیں ان صاحبوں نے تقلید کو شرک و کفر اور مقلدین کو کافر و مشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء و اولیاء و صلحاء و اصفیاء کو امت مرحومہ محمدیہ علیٰ مولیہا و علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ کے دس حصوں سے نو^۹ کو علی الاعلان کافر و مشرک ٹھہرایا، وہی علامہ شامی قدس سرہ السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تالفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے ظواہر حدیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے اور طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کاڑا دعویٰ ہے امام مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی و اللفظ لمسلم (الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔ ت) حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایسا امرئ قال لاخیہ کافر فقد بآء بها احدہما ان کان کما قال والارجعت علیہ ^۱ ۔	یعنی جو شخص کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد بآء به احدہما ^۲ ۔	جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو "یا کافر" کہے تو ان دونوں میں ایک کا رجوع اس طرف بیشک ہو۔

امام احمد و بخاری و مسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس من دعا رجلاً بالكفر او قال عدو اللہ و لیس كذلك الا حار علیہ ^۳ ولا یرمی رجل رجلاً بالفسق ولا یرمیہ بالكفر الا	جو شخص کسی کو کافر یاد دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر

^۱ صحیح مسلم باب بیان حال ایمان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۱/ ۵۷

^۲ صحیح البخاری کتاب الادب، باب من اکفر اخاه الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۹۰۱

^۳ صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۱/ ۵۷

ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک ^۱ ۔ هذا مختصراً۔	طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا۔ یہ اختصاراً ہے۔

امام ابن حبان اپنی صحیح مسنیٰ بالتقاسیم والانواع میں بسند صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما کفر رجل رجلا قط الا بآء بها احدهما ان كان کافرا والا کفر بتکفیرہ ^۲ ۔	یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وہ دونوں اس سے نجات پا جائیں بلکہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا ورنہ اسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔

علماء فرماتے ہیں یوں ہی کسی کو مشرک یا زندیق یا ملحد یا منافق کہنا، علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالكفر بالله تعالى او الشرك به و كذلك بالزندقة والاحاد والنفاق الكفری ^۳ اھم مخلصاً۔	کسی شخص کے بارے میں کہنا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا یا شرک کیا اسی طرح زندیق، الحاد اور نفاق کفری کی نسبت کر کے پکارا (تو خود کافر ہو جائے گا) اھ تلخیصاً (ت)

اور زیر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا: كذلك يا مشرك ونحوہ^۴ (اسی طرح اسے مشرک وغیرہ کہا تو مشرک ہو جائے گا۔ ت) اقول: وبالله التوفیق یہ معنی خود انہیں احادیث سے ثابت کہ ہر مشرک عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کہنے کا حکم خود حدیث میں مصرح، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو بہت بدتر بلکہ اخبث اقسام کفار سے ہے تو عموماً یا کافر میں بھی دخول اولیٰ رکھتا ہے والعیاذ باللہ سبخنہ وتعالیٰ، وجہ اس پلٹنے کی جس طرح ارباب قلوب نے افادہ فرمائی یہ ہے کہ مسلمان کا حال مثل آئینہ کے ہے ع

ترک و ہندور من آل بیند کہ اوست

(ترک اور ہند مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو اس میں ہے)

^۱ صحیح البخاری کتاب الادب، باب ما یمنی عن السباب واللعن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۹۳

^۲ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، من اکفر انساناً الخ حدیث ۲۴۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۲۱۰

^۳ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النور الرابع من الانواع الستین الکذب، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ۲/۲۱۱

^۴ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ العاشر الانواع الخ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۳۶

المراء یقیس علی نفسه (انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔) جب اس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقتاً یہ اوصاف ذمہ اسی کہنے والے میں تھے جن کا عکس اس آئینہ الہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاکت سے اس کو یہ بد نما شکل کو آئینہ تاباں کی صورت سمجھا حالانکہ دامن آئینہ اس لوٹ و غبار سے صاف و منزہ ہے۔ یہ تو حدیث تھی جو یکم یقولون من خیر قول البریة (وہ ساری مخلوق سے بہتر کا قول کہتے ہیں۔) ان کا زبانی وظیفہ ہے اور دل کا وہی حال جو حدیث میں ارشاد فرمایا: لا یجاوز تراقیہم (ان کے حلق سے (اسلام) تجاوز نہیں کرے گا۔)

اب فقہ کی طرف چلے بہت اکابر ائمہ مثل امام ابو بکر اعش وغیرہ عامہ علمائے بلخ و بعض ائمہ بخارا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم احادیث مذکورہ پر نظر فرما کر اس حکم کو یوں ہی مطلق رکھتے اور مسلمان کی تکفیر کو علی الاطلاق موجب کفر جانتے ہیں۔ سیدی اسماعیل نابلسی شرح درر وغر مولیٰ خسرو میں فرماتے ہیں:

لو قال للمسلم کافر کان الفقیہ ابو بکر الاعمش یقول کفر وقال غیرہ من مشایخ بلخ لایکفر واتفقت هذه المسئلة ببخارا فاجاب بعض ائمة بخارا انه یکفر فرجع الجواب الی بلخ انه یکفر فمن افقی بخلاف قول الفقیہ ابی بکر رجع الی قوله ¹ الخ ملخصاً	اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو فقیہ ابو بکر اعش اسے کافر قرار دیتے، اور مشایخ بلخ میں سے دوسرے علماء کافر نہیں کہتے۔ اتفاقاً یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا اور بعض ائمہ بخارا نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا تو یہ جواب واپس بلخ گیا (یعنی کافر کہا جائے گا) تو جس جس فقیہ نے ابو بکر اعش کے خلاف فتویٰ دیا تھا انہوں نے ان کے قول کی طرف رجوع کر لیا (ملخصاً) (ت)

رسالہ علامہ بدر رشید پھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے:

فرجع الكل الی فتاویٰ ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم ²	تمام علماء نے ابو بکر بلخی کے اس فتویٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس طرح گالی دینے والے کو کافر قرار دیا۔ (ت)

احکام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہے:

وینبغی ان لایکفر علی قول ابی الیث وبعض ائمة بخارا ³	ابوالیث اور بعض ائمہ بخارا کے قول پر مناسب یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ (ت)

¹ حدیثہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳/۲۱۲

² شرح فقہ اکبر ملا علی قاری فصل فی الکفر صریحاً وکتاباً مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۸۱

³ حدیثہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳/۲۱۲

اور مذہب صحیح و معتمد و مرجع فقہائے کرام میں تفصیل ہے کہ اگر بطور سب و دشنام بے اعتقاد تکفیر کہا تو کافر نہ ہوگا جیسے یہاں کوں بے قیدوں کو خربے لجام و سنگ بے زنجیر کہیں کہ معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ کافر ہو جائے گا۔ فتاویٰ ذخیرہ و فصول عمادی و شرح درر و غرر و شرح نقایہ بر جندی و شرح نقایہ قسمتانی و نہر الفائق و شرح وہبانیہ علامہ عبدالبر و در مختار و حدیقہ ندیہ و جواہر اخلاطی و فتاویٰ عالمگیری و رد المحتار و غیر ہا کتب معتمدہ میں تصریح فرمائی کہ یہی مذہب مختار و مختار للفتویٰ و مفتی بہ ہے۔ علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔

اقول: وبالله التوفیق اس دلیل کی علی حسب مرامہم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں۔

کیونکہ کفر اور اسلام ایک انسان کی نسبت نفیض کی دو طرفوں پر ہیں، نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: یا وہ شاکر ہوگا یا کافر۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اور ہم نے ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ (ت)	فان الکفر والاسلام علی طرفی النقیض بالنسبۃ الی الانسان لایجتمعان ابدالاً ولا یرتفعان قال تعالیٰ اِمَّا شَاکِرٌ اَوْ اِمَّا کُفُوْرٌ ۝۱ وقال تعالیٰ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفٍ ۚ ۝۲

اب جو یہ شخص مثلاً زید مؤمن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنی کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بیشک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید ا تصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام تو بالضرورة اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دین اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ اب عبارات علماء سنئے، ہندیہ میں ہے:

اس قسم کے مسائل میں فتویٰ کے لئے مختار یہ ہے کہ ان اقوال کا قائل اگر مراد گالی لیتا ہے اور اسے اعتقاداً کافر نہیں گردانتا تو وہ کافر نہیں اور اگر اسے اعتقاداً کافر گردانتے ہوئے اسے کافر کہتا ہے تو پھر یہ کفر ہوگا کذافی	المختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد الشتم ولا يعتقده کافر ا لایکفرو ان كان یعتقدہ کافراً فخطابه بهذا بناءً علی

¹ القرآن ۷۶/۳

² القرآن ۳۳/۴

اعتقاده انه كافر يكفر كذا في الذخيرة ¹ انتهى زاد الشامي عن النهر عن الذخيرة لانه لما اعتقد المسلم كافرا فقد اعتقد دين الاسلام كفرا ² ۔	الذخيرة انتهي، شامی نے نہر کے حوالے سے ذخیرہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کو کافر مان رہا ہے گویا اس نے دین اسلام کو کفر گردانا ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

عذر الشاتم بيا كافر وهل يكفر ان اعتقد المسلم كافرا نعم والا لابه يفتي ³ ۔	"يا كافر" کے ساتھ گالی دینے والے پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا وہ شخص کافر ہوگا جو مسلمان کو کافر گردانتا ہے؟ ہاں وہ کافر ہوگا اور اگر کافر نہیں گردانتا تو کافر نہیں، اسی پر فتویٰ ہے (ت)

علامہ ابراہیم اخلاطی نے فرمایا:

المختار للفتوى في جنس هذه المسائل ان القائل اذا اراد به الشتم لا يكفر اذا اعتقد كفر المخاطب يكفر لانه لما اعتقد المسلم كافرا فقد اعتقد ان دين الاسلام كفرو من اعتقد هذا فهو كافر ⁴ ۔	ان مسائل میں مختار اور مفتی بہ یہ ہے کہ اگر قائل نے اس سے گالی مراد لی تو کافر نہیں ہوگا اور جب مخاطب کو کافر جانے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جب اس نے ایک مسلمان کو کافر جانا تو گویا اس نے دین اسلام کو کفر جانا اور جو ایسی بات کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہوتا ہے۔ (ت)

علامہ عبدالعلی نے شرح مختصر الوقایہ میں فرمایا:

قد اختلف في كفر من ينسب مسلماً الى الكفر ففي الفصول العبادية اذا قال لغيره يا كافر كان الفقيه ابوبكر الاعمش يقول يكفر القائل وقال غيره لا يكفر	اس شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف ہے جس نے کسی مسلمان کی کفر کی طرف نسبت کی، فصول عبادیہ میں ہے جب کسی نے غیر کو "یا کافر" کہا تو فقیہ ابوبکر اعمش ایسے شخص کو کافر جانتے لیکن دیگر علماء کافر نہیں جانتے،

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع في احكام المرتدين مطلب موجبات الكفر الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۷۸ ۲

² رد المحتار باب التعزیر مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳/ ۲۰۱

³ در مختار، باب التعزیر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۳۲۷

⁴ جوامع اخلاطی کتاب السیر، فصل فی الجہاد (قلمی نسخہ) ص ۶۹

والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل ¹ الخ ذكر مثل ما مر عن الذخيرة بنقل الهندية والنهر معاً سواء بسواء۔	اور مختار مفتی بہ ایسے مسائل میں یہ ہے الخ گزشتہ عبارت کے مطابق ذخیرہ سے ہندیہ اور نہر دونوں کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا:

المختار انه لو اعتقد هذا الخطاب شتاً لم يكفر ولو اعتقد المخاطب كافراً كفر لانه اعتقد الاسلام كفراً كماً في العبادي وما في المواقف انه لم يكفر بالاجماع اريد به اجماع المتكلمين ² ۔	مختار یہ ہے کہ اگر اس خطاب سے گالی کا اعتقاد رکھتا ہے تو کفر نہیں اور اگر مخاطب کو کافر جانتا ہے تو کفر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس نے اسلام کو کفر جانا ہے، جیسا کہ عمادی میں ہے۔ اور مواقف میں جو آیا ہے کہ وہ بالاجماع کافر نہیں، تو اس سے اجماع متکلمین مراد ہے۔ (ت)

مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر میں ہے:

قذف مسلماً بياكفر واراد الشتم ولا يعتقده كفراً فانه يعزر ولا يكفر ولو اعتقد المخاطب كافراً كفر لانه اعتقد الاسلام كفراً ³ ۔	اگر کسی نے کسی مسلمان کو "یا کافر" کہہ کر تہمت لگائی اور مراد گالی لی اور اسے کافر نہ جانا تو ایسی صورت میں اس پر تعزیر نافذ کی جائے گی مگر کافر نہ ہوگا، اور اگر مخاطب کو کافر جانا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

علامہ عبدالغنی شرح طریقہ محمدیہ میں احکام سے ناقل:

المختار للفتوى (فذكر عين ما مر عن البرجندی وزاد) ومن اعتقد ان دين الاسلام كفر كفر ⁴ ۔	مختار للفتویٰ یہ ہے (پھر بعینہ وہی ذکر کیا ہے جو برجندی سے گزارا ہے اور یہ اضافہ کیا) اور جس کا یہ اعتقاد ہو کہ دین اسلام کفر ہے وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

¹ شرح نقایہ، برجندی کتاب الحدود مطبوعہ نوکسور لکھنؤ ۱۳/۶۸

² جامع الرموز، فصل من قذف، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱۳/۵۳۵

³ مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر فصل فی التعزیر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۱۰

⁴ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۲/۲۱۲

اس مذہب مفتی بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ کو سخت وقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اس پر فتوے دیتے ہیں تو باقی ہر دو مذہب ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی اور نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم سبّحن اللہ کہ کہہ کر دہ کیافت چاہ کن راجاہ در راہ، مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا تھا احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فقہاء عظام پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے

دید کی خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ماذا اخاصک یا مغرور فی الخطر حتی هلکت فلیت النمل لم تطر

(تو نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناحق نے شمع کو اس طرح اماں نہیں دی کہ وہ رات کو سحر کر دے،

اے مغرور! کس چیز نے تجھے خطرے میں ڈال دیا حتیٰ کہ تو ہلاک ہو کا ش چیونٹی نہ اُڑتی!)

مگر حاش اللہ ہم پھر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں ہم زہار ان کو کفار نہ کہیں گے ہاں ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا و رسول کے حضور کہیں یہ لوگ آثم ہیں خالی ہیں ظالم ہیں بدعتی ہیں ضال ہیں مضل ہیں غوی ہیں مبطل ہیں مگر بیہمت کافر نہیں مشرک نہیں اتنے بد راہ نہیں، اپنی جانوں کے دشمن ہیں عدو اللہ نہیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کفوا عن اهل لا اله الا الله لاتكفروهم بذنب، فمن اكفر اهل لا اله الا الله فهو الى الكفر اقرب ¹ ۔ اخرجه الطبرانی في الكبير بسند حسن عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما۔	یعنی لا اله الا الله کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو لا اله الا الله کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کافر سے نزدیک تر ہے۔ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ثلث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الا الله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل، ² الحديث۔ اخرجه	یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا اله الا الله کہنے والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بنائیں

¹ المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲/۲۷۲

² سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب الغزو مع ائمۃ الجور مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۳۳

ابوداؤد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الحديث۔ اسے ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔	

اور وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

الاسلام يعلو ولا يعلى ¹ ، اخرجه الدار قطنی و البيهقي والضياء عن عائذ بن عمرو والمزني رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مقدمی نے حضرت عائذ بن عمرو والمزني رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔	اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ اسے دارقطنی، بیہقی اور ضیاء

اور مذکور کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لا تکفروا احدا من اهل القبلة ² ۔ اخرجه العقيلي عن ابي الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو، اسے عقیلی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

ولا تکفروا احدا من اهل القبلة ³ ۔	اہل قبلہ سے کسی کو ہم کافر نہیں کہتے۔ (ت)

اور اپنے علمائے محققین کافر مانا لایخرج الانسان من الاسلام الا جحد ما ادخله فيه (انسان کو اسلام سے کوئی چیز خارج نہیں کر سکتی مگر اس شے کا انکار جس نے اسلام میں داخل کیا تھا۔ ت) یاد رہے اور جب تک تاویل و توجیہ کی سب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ ہو جائیں مدعی اسلام کی تکفیر سے گریز چاہئے، پھر ان چاروں حدیثوں میں بھی مثل احادیث اربعہ سابقہ صلاح و دیانت طائفہ کے لئے پورا مرثیہ اور انہیں سے ظاہر کہ یہ مدعیان عمل بالحدیث کہاں تک ہوائے نفس کو پالتے اور اس کے آگے کسی کیسی احادیث کو پس پشت ڈالتے ہیں ہذا

واقول: يظهر للعبد الضعيف غفر الله تعالى له ان ههنا في كلمات العلماء اطلاقاً في موضع التقيد كما هو داب كثير من المصنفين في غير ما مقام وانما محل الاكفار باكفار المسلم اذا كان ذلك	میں کہتا ہوں عبد ضعیف، اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے، پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ یہاں مقام تقید میں عبارات علماء میں اطلاق ہے جیسا کہ بہت سے مقام پر اکثر مصنفین کا یہی طریقہ دیکھا گیا ہے کسی کو کسی مسلمان کے کافر قرار دینے پر اس وقت

¹ سنن الدار قطنی باب المسمر مطبوعہ نشر النبی ملتان ۱۲/ ۲۵۲، صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب اذا سلم الصبی الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۰

² کنز العمال بحوالہ (طس عن عائشہ) حدیث ۱۰۷۸ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی ۱/ ۲۱۵

³ شرح فقہ اکبر عدم جواز تکفیر اہل القبلة مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۵۵

لاعن شبهة أو تأويل والا فلا فانه مسلم بظاهرة
ولم نؤمر بشق القلوب و التطلع الى اماكن
الغيوب ولم نعثر منه على انكار شيعي من
ضروريات الدين فكيف يهجم على نظير ما هجم
عليه ذلك السفیه هذا هو التحقيق عند الفقهاء
الكرام ايضا يدعن ذلك من احاط بكلامهم
واطلع على مرامهم رحمة الله تعالى عليهم
اجمعين الاترى ان الخوارج خذلهم الله تعالى
قدا كفروا امير المؤمنين ومولى المسلمين عليا
رضى الله تعالى عنه ثم هم عندنا لا يكفرون كما
نص عليه في الدر المختار والبحر الرائق و
ردالمحتار وغيرها من معتبرات الاسفار واما ما
مر من تقرير الدليل على التكفير فانت تعلم ان
لازم المذهب ليس بمذهب واما الاحاديث
فمؤلة عند المحققين كما ذكره الشراح الكرام
اقول: ومن ادل دليل عليه قوله صلى الله تعالى
عليه وسلم في الحديث المأرفهو الى الكفر اقرب
فلم يسمه كافرا و انما قر به الى الكفر لان
الاجترأ على الله تعالى بمثل ذلك قد يكون يريد
الكفر والعياذ بالله رب العلمين ولا حول ولا قوة
الا بالله العلي العظيم۔

کافر قرار دیا جاسکتا ہے جب اس میں کوئی تاویل و شبہ نہ ہو ورنہ
اگر ایک وہاں شبہ ہو سکتا ہو تو کافر نہیں ہوگا کیونکہ جب وہ بظاہر
مسلمان ہے تو ہم دل پھاڑ کر دیکھنے اور امور غیبیہ پر مطلع ہونے
کے پابند نہیں اور نہ ہی ہم اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع
ہوئے ہیں جو ضروریات دین کے انکار میں سے ہو اور ہم اس
طرح اس پر حملہ آور کیسے ہو سکتے ہیں جس طرح وہ بیوقوف
کسی دوسرے پر ہوا ہے، فقہاء کرام کی یہی تحقیق ہے نیز
ہر اس شخص کو بھی اس بات کا اذعان حاصل ہوگا جس نے
فقہاء رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اور ان کے مدعا
سے آگاہ ہوا ہو، کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج (اللہ انہیں
رسوا کرے) نے امیر المومنین مولائے مسلمین حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر قرار دیا پھر وہ ہمارے نزدیک کافر
نہیں، جیسا کہ اس پر در مختار، بحر الرائق، ردالمحتار اور دیگر
معتبر کتب میں تصریح ہے، اور جو تکفیر پر تقریر دلیل گزری
ہے آپ جانتے ہیں لازم مذہب، مذہب نہیں ہوتا، رہا معاملہ
احادیث کا تو وہ محققین کے ہاں مؤول ہیں اپنے ظاہر پر نہیں
جیسا کہ شارحین کرام نے ذکر کیا ہے اقول: (میں کہتا ہوں)
سب سے قوی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزشتہ
ارشاد گرامی ہے کہ وہ کفر کے زیادہ قریب ہے، آپ نے اسے
کافر نہیں فرمایا قریب کفر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا عمل اللہ
تعالیٰ کے سامنے جرات و دلیری ہے کیونکہ ان جیسے الفاظ سے
بعض اوقات کفر مراد ہوتا ہے رب العلمین اپنی پناہ
عطا فرمائے (ت)

خیر تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ یہ حضرات غیر مقلدین و سائر اخلاف طوائف نجدیہ مسلمانوں کو ناحق کافر و مشرک ٹھہرا کر ہزار ہا اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہو گئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ، علامہ ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

انہ یصیر مرتدا علی قول جباعة وکفی بهذا خسار او تفریطاً ^۱ ۔	ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہو گیا اور یہ خسارے اور کمی میں کافی ہے (ت)

تو یکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمان لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔

فی الدر المختار عن شرح الوهبانية للعلامة حسن الشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح فأولاده اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النکاح ^۲ ۔	در مختار میں علامہ شرنبلالی کی شرح الوهبانیہ کے حوالے سے ہے جس سے بالاتفاق کفر لازم آئے اس کی وجہ سے ہر عمل باطل، اسی طرح نکاح باطل، اور اس کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں اختلاف ہو اس پر استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائے۔ (ت)

اہلسنت کو چاہئے ان سے بہت پرہیز رکھیں، ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں، اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہل بدعت بلکہ فساق کی صحبت و مخالفت سے ممانعت آئی ہے اور بیشک بد مذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب منقلب، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح و جلیس السوء کحامل المسک و نافع الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتنع منه و اما ان تجد منه ریحاً طیبہ و نافع الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجد منه ریحاً خبیثہ ^۳	نیک ہم نشین اور بد جلیس کی مثال یونہی ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ہمہ کرے گا یا تو اس سے خریدے گا، اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو

^۱ اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاة مطبوعہ مکتبہ حقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

^۲ در مختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی ۱/ ۳۵۹

^۳ صحیح البخاری کتاب الذبائح، باب المسک مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/ ۸۳۰، صحیح مسلم کتاب البر، باب استجاب الخ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع

رواہ الشیخان عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	پائے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیران لم یصبک من سواده اصابک من دخانہ ^۱ ۔ رواہ عنہ ابو داؤد والنسائی	یعنی بد کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کا لے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا۔ اسے ابو داؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حاصل یہ کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انما سی القلب من تقلبه انما مثل القلب مثل ریشه بالفلاة تعلقت فی اصل شجرة تقلبها الرياح ظهراً البطن ^۲ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظه عن ابن ماجة مثل القلب مثل الریشه تقلبها الرياح بفلاة اسنادہ جید ^۳ ۔	دل کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے، دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر پلٹا ہے کہ ہوا میں اسے پلٹا دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی الٹا۔ اسے طبرانی نے المعجم میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت کیا اور اس روایت کے الفاظ ابن ماجة میں یوں ہیں: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جسے ہوائیں جنگل میں پلٹا دے رہی ہوں۔ اس کی سند جید ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اعتبروا الارض باسمائها واعتبروا الصاحب بالصاحب ^۴ ۔ اخرجہ ابن عدی عن	زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہم نشین پر۔ اسے ابن عدی نے حضرت

^۱ سنن ابو داؤد باب من یؤمر ان یجالس مجالسة الصالحین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۸۸

^۲ شعب الایمان الحادی عشر من شعب الایمان، حدیث ۷۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷۳

^۳ سنن ابن ماجة باب فی القدر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰

^۴ شعب الایمان فصل فی مجاہدة الفسقة الخ حدیث ۹۴۴۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/۵۵

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً و البیهقی فی الشعب عنہ موقوفاً ولہ شواہد بہا یرتقی الی درجۃ الحسن۔	ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور بیہقی نے انہی سے موقوفاً روایت کیا ہے، اس روایت کے شواہد موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے احسن کا درجہ حاصل ہے۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ایاک وقرین السوء فانک بہ تعرف ^۱ ۔ رواہ ابن عساکر عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بُرے مصاحب سے بچ تو اس سے پہچانا جائے گا۔ اسے ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست برخواست ہوتی ہے ویسا ہی جانتے ہیں، اور بد مذہبوں سے محبت تو زہر قاتل ہے اس کی نسبت احادیث کثیرہ صحیحہ معتبرہ میں جو خطر عظیم آیا سخت ہولناک ہے ہم نے وہ حدیثیں اپنے رسالہ المقالة المسفرة عن احکام بدعة المفکرۃ (۱۳۰۱ھ) میں ذکر کیں، بالجملہ ہر طرح ان سے دُوری مناسب خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب، اور ان کی امامت پسند نہ کرے گا مگر دین میں مدد ان یا عقل سے مجانب۔ امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم ^۲ ۔	اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہئے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔

حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرثد ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ^۳ ۔	اگر تمہیں اپنی نمازوں کا قبول ہونا خوش آتا ہو تو چاہئے جو تم میں اچھے ہوں وہ تمہارے امام ہوں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تم میں اور تمہارے رب میں۔

^۱ تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ حسین بن جعفر الغزی البحر جانی مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۲/۱۴

^۲ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی امامہ حدیث ۲۰۴۳۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۵۹۶/۷، اسرار الموضوعۃ حدیث ۵۶۸ مطبوعہ بیروت

ص ۱۳۸، الفوائد المجموعۃ صلوۃ الجماعۃ مطبوعہ بیروت ص ۳۲

^۳ المستدرک علی الصحیحین ذکر مناقب ابو مرثد الغنوی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۲/۳

دارقطنی و بیہقی اپنی سنن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجعلوا اثبتکم خیارکم فانہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ^۱ ۔	اپنے نیکیوں کو امام کرو کہ وہ تمہارے وسائط ہیں درمیان تمہارے اور تمہارے رب عزوجل کے۔
اقول: والا حدیث وان ضعفقت فقد تأییدت اذ عن ثلثة من الصحابة وردت علیہم جمیعاً رضوان المولی جل وعلا وتقدرس وتعالی۔	میں کہتا ہوں یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر یہ تائید کر رہی ہیں کیونکہ یہ تین صحابہ سے مروی جن پر اللہ جل وعلا وتقدرس تعالیٰ کی رضا وارد ہے (ت)

الحمد لله کہ یہ موجز تحریر سلخ ذی القعدہ میں شروع اور چہارم ذی الحجہ روز جاں افروز دو شنبہ ۱۳۰۵ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیۃ کو بدر سماء اختتام ہوئی، و صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین بدر سماء المرسلین محمد وآلہ والائمة المجتہدین والمقلدین لہم بأحسن الی یوم الدین والحمد لله رب العلمین واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

^۱ سنن الدارقطنی باب تخفیف القراءة الحاجۃ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۸۸/۲



مآخذ و مراجع

سن وفات ہجری

مصنف

نام

۴۱۶	عبدالرحمن بن عمر بن محمد البغدادي المعروف بالنحاس	۱- الاجزاء في الحديث
۴۴۶	ابوالعباس احمد بن محمد النافعي الحنفی	۲- الاجتناس في الفروع
۶۸۳	عبدالله بن محمود (بن مودود) الحنفی	۳- الاختیار شرح المختار
۲۵۶	محمد بن اسماعيل البخاری	۴- الادب المفرد للبخاری
۹۲۳	شهاب الدين احمد بن محمد القسطلانی	۵- ارشاد الساری شرح البخاری
۹۵۱	ابوسعود محمد بن محمد العمادی	۶- ارشاد العقل السليم
۱۲۲۵	مولانا عبدالحی بحر العلوم	۷- الارکان الاربع
۹۷۰	شیخ زین الدین بن ابراهیم بابن نجیم	۸- الاشباہ والنظائر
۱۰۵۲	شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی	۹- اشعة المعانی
۴۸۲	علی بن محمد البرزذوی	۱۰- اصول البرزذوی
۹۴۰	احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۱۱- الاصلاح للوقایة في الفروع
۷۶۹	قاضی بدر الدین محمد بن عبدالله الشبلی	۱۲- آکام المرجان في احکام الجنان
۷۵۸	قاضی برهان الدین ابراهیم بن علی الطرسوسی الحنفی	۱۳- انفع الوسائل
۱۰۶۹	حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۴- امداد الفتاح
۷۹۹	امام یوسف الارزوبیلی الشافعی	۱۵- انوار الائمة الشافعية
۹۴۰	احمد بن سلیمان بن کمال باشا	۱۶- الايضاح للوقایة في الفروع
۴۳۲	عبدالمملک بن محمد بن محمد بشران	۱۷- امالی في الحديث
۳۶۴	احمد بن محمد المعروف بابن السنی	۱۸- الايجاز في الحديث
۴۰۷	احمد بن عبدالرحمن الشیرازی	۱۹- القاب الروات

۵۸۷	علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی	۲۰۔	بدائع الصنائع
۵۹۳	علی بن ابی بکر المرغینانی	۲۱۔	البداية (بداية المبتدی)
۹۷۰	شیخ زین الدین بن ابراہیم بابن نجیم	۲۲۔	البحر الرائق
۹۲۲	ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی	۲۳۔	الدرہان شرح مواہب الرحمن
۳۷۲	فقیہ ابوالیث نصر بن محمد السمرقندی	۲۴۔	بستان العارفین
۵۰۵	حمید الاسلام محمد بن محمد الغزالی	۲۵۔	البسیط فی الفروع
۸۵۵	امام بدر الدین ابو محمد العینی	۲۶۔	البنایۃ شرح الہدایۃ
ت			
۱۲۰۵	سید محمد مرتضیٰ الزبیدی	۲۷۔	تاج العروس
۵۷۱	علی بن الحسن الدمشقی بابن عساکر	۲۸۔	تاریخ ابن عساکر
۲۵۶	محمد بن اسماعیل البخاری	۲۹۔	تاریخ البخاری
۵۹۳	برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی	۳۰۔	التجنیس والزیید
۸۶۱	کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن الہمام	۳۱۔	تحریر الاصول
۵۴۰	امام علاء الدین محمد بن احمد السمرقندی	۳۲۔	تحفۃ الفقہاء
۷۳۰	عبدالعزیز بن احمد البخاری	۳۳۔	تحقیق الحسامی
۸۷۹	علامہ قاسم بن قطلوبغا الحنفی	۳۴۔	الترجیح والتصحیح علی القدوری
۸۱۶	سید شریف علی بن محمد الجرجانی	۳۵۔	التعریفات لسیّد شریف
۳۱۰	محمد بن جریر الطبری	۳۶۔	تفسیر ابن جریر (جامع البیان)
۶۹۱	عبداللہ بن عمر البیضاوی	۳۷۔	تفسیر البیضاوی
۹۱۱-۸	علامہ جلال الدین المحلی و جلال الدین السیوطی	۳۸۔	تفسیر الجلالین
۱۲۰۴	سلیمان بن عمر العجمی الشیرازی	۳۹۔	تفسیر الجمل
۶۷۱	ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی	۴۰۔	تفسیر القرطبی
۲۶	امام فخر الدین الرازی	۴۱۔	التفسیر الکبیر

٢٢٨	نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين النيشابوري	٢٢- التفسير لنيشابوري
٩١١	ابوزكريا يحيى بن شرف النووي	٢٣- تقريب القريب
٨٤٩	محمد بن محمد ابن امير الحاج الحلبي	٢٤- التقرير والتحبير
١٠٣١	عبدالرؤف المناوي	٢٥- التيسير للمناوي
٤٢٣	فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي	٢٦- تبين الحقائق
٨٥٢	شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني	٢٧- تقريب التهذيب
٨١٤	ابوطاهر محمد بن يعقوب الفيروزي آبادي	٢٨- تنوير المقياس
١٠٠٢	شمس الدين محمد بن عبد الله بن احمد التمرتاشي	٢٩- تنوير الابصار
٢٩٢	محمد بن نصر المروزي	٥٠- تعظيم الصلوة
٢٦٣	ابوبكر احمد بن علي الخطيب البغدادي	٥١- تاريخ بغداد
٤٤٣	عمر بن اسحق السراج الهندي	٥٢- التوشيح في شرح الهداية
ج		
٢٤٩	ابو عيسى محمد بن عيسى الترمذي	٥٣- جامع الترمذي
٩٦٢	شمس الدين محمد الخراساني	٥٤- جامع الرموز
٢٥٦	امام محمد بن اسماعيل البخاري	٥٥- الجامع الصحيح للبخاري
١٨٩	امام محمد بن حسن الشيباني	٥٦- الجامع الصغير في الفقه
٢٦١	مسلم بن حجاج القشيري	٥٧- الجامع الصحيح للمسلم
٥٨٦	ابونصر احمد بن محمد العتابي	٥٨- جامع الفقه (جامع الفقه)
٨٢٣	شيخ بدر الدين محمود بن اسرائيل بن قاضي	٥٩- جامع الفصولين
٣٢٠	ابي الحسن عبيد الله بن حسين الكرخي	٦٠- الجامع الكبير
٠	برهان الدين ابراهيم بن ابوبكر الاخلاطي	٦١- جواهر الاخلاطي
٩٨٩	احمد بن تركي بن احمد المالكلي	٦٢- الجواهر الزكية
٥٦٥	ركن الدين ابوبكر بن محمد بن ابي المفاخر	٦٣- جواهر الفتاوى
٨٠٠	ابوبكر بن علي بن محمد الحداد البميني	٦٤- الجوهرة النيرة
٢٣٣	يحيى بن معين البغدادي	٦٥- الجرح والتعديل في رجال الحديث
٩١١	علامه جلال الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي	٦٦- الجامع الصغير في الحديث

ح

۱۱۷۶	محمد بن مصطفیٰ ابوسعید الخداری	حاشیہ علی الدرر	۶۷
۱۰۲۱	احمد بن محمد الشلبی	حاشیہ ابن شلبی علی التبیین	۶۸
۱۰۱۳	عبدالحلیم بن محمد الرومی	حاشیہ علی الدرر	۶۹
۸۸۵	قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو	حاشیہ علی الدرر لملا خسرو	۷۰
۰	علامہ سفطی	حاشیہ علی المقدمة العشماویہ	۷۱
۹۴۵	سعد اللہ بن عیسیٰ الآفندی	الحاشیہ لسعدی آفندی	۷۲
۱۱۴۳	عبد الغنی النابلسی	الحدیقة الندیة شرح طریقہ محمدیہ	۷۳
۶۰۰	قاضی جمال الدین احمد بن محمد نوح القابی الحنفی	الحاوی القدسی	۷۴
۳۷۲	امام ابوالیث نصر بن محمد السمرقندی الحنفی	حصر المسائل فی الفروع	۷۵
۴۳۰	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبحانی	حلیۃ الاولیاء	۷۶
۸۷۹	محمد بن محمد ابن امیر الحاج	حلیۃ المجتبیٰ	۷۷

خ

	قاضی جکن الحنفی	خزانۃ الروایات	۷۸
۵۴۲	طاہر بن احمد عبد الرشید البخاری	خزانۃ الفتاویٰ	۷۹
۷۷۰ کے بعد	حسین بن محمد السمعانی السیقانی	خزانۃ المفتبین	۸۰
۵۹۸	حسام الدین علی بن احمد المکی الرازی	خلاصۃ الدلائل	۸۱
۵۴۲	طاہر بن احمد عبد الرشید البخاری	خلاصۃ الفتاویٰ	۸۲
۹۷۳	شہاب الدین احمد بن حجر المکی	خیرات الحسان	۸۳

ز

۸۵۲	شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	الدراية فی تخريج احادیث الهدایة	۸۴
۸۸۵	قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو	الدرر (درر الحکام)	۸۵
۱۰۸۸	علاء الدین الحسکفی	الدر المختار	۸۶
۹۱۱	علامہ جلال الدین عبد الرحمن السیوطی	الدر النثیر	۸۷

۹۰۵	یوسف بن جنید الجلی (چلبی)	ذخیرۃ العقبی	۸۸-
۶۱۶	برہان الدین محمود بن احمد	ذخیرۃ الفتاوی	۸۹-
۲۸۱	عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا القرشی	ذم الغیبۃ	۹۰-
			ز
		الرحمانیۃ	۹۱-
۱۲۵۲	محمد امین ابن عابدین الشامی	رد المحتار	۹۲-
۷۸۱	ابو عبداللہ محمد بن عبد الرحمن الدمشقی	رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمة	۹۳-
۲۳۹	ابو مروان عبدالملک بن حبیب السلمی (القرطبی)	رغائب القرآن	۹۴-
۹۷۰	شیخ زین الدین بابن نجیم	رفع الغشاء فی وقت العصر والعشاء	۹۵-
۲۸۰	عثمان بن سعید الدارمی	رد علی الجہیۃ	۹۶-
			ز
	شیخ الاسلام محمد بن احمد الاسمعیلی المتوفی اواخر القرن السادس	زاد الفقہاء	۹۷-
۸۶۱	کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام	زاد الفقیر	۹۸-
تقریباً ۱۰۱۶	محمد بن محمد التمرتاشی	زواہر الجواہر	۹۹-
۱۸۹	امام محمد بن حسن الشیبانی	زیادات	۱۰۰-
			س
۸۰۰	ابو بکر بن علی بن محمد الحدادی البیہقی	السراج الوہاج	۱۰۱-
۲۷۳	ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	السنن لابن ماجہ	۱۰۲-
۲۷۳	سعید بن منصور الخراسانی	السنن لابن منصور	۱۰۳-
۲۷۵	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	السنن لابن داؤد	۱۰۴-
۳۰۳	ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی	السنن للنسائی	۱۰۵-
۴۵۸	ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی	السنن للبیہقی	۱۰۶-

۱۰۷۔	السنن لدارقطنی	علی عمر الدارقطنی	۳۸۵
۱۰۸۔	السنن لدارمی	عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی	۲۵۵
ش			
۱۰۹۔	الشافی	شمس الائمۃ عبد اللہ بن محمود الکردری	
۱۱۰۔	شرح الاربعین للنووی	شہاب الدین احمد بن حجر المکی	۹۷۳
۱۱۱۔	شرح الاربعین للنووی	ابراہیم ابن عطیہ الماکی	۱۱۰۶
۱۱۲۔	شرح الاربعین للنووی	علامہ احمد بن الحجازی	۹۷۸
۱۱۳۔	شرح الاشباہ والنظائر	ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد ابن البیری	۱۰۹۹
۱۱۴۔	شرح الجامع الصغیر	امام قاضی خان حسین بن منصور	۵۹۲
۱۱۵۔	شرح الدرر	شیخ اسمعیل بن عبد الغنی النابلسی	۱۰۶۲
۱۱۶۔	شرح سفر السعاده	شیخ عبد الحق المحمّد الدہلوی	۱۰۵۲
۱۱۷۔	شرح السنۃ	حسین بن منصور البغوی	۵۱۶
۱۱۸۔	شرح شرعۃ الاسلام	یعقوب بن سیدی علی زاوہ	۹۳۱
۱۱۹۔	شرح مختصر الطحاوی للاسبیبانی	ابو نصر احمد بن منصور الحنفی الاسیبجانی	۴۸۰
۱۲۰۔	شرح الغریبین		
۱۲۱۔	شرح المسلم للنووی	شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی	۶۷۶
۱۲۲۔	شرح معانی الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	۳۲۱
۱۲۳۔	شرح المنظومۃ لابن وہبان	عبد البر بن محمد ابن شحنتہ	۹۲۱
۱۲۴۔	شرح المنظومۃ فی رسم المفتی	محمد امین ابن عابد بن الشامی	۱۲۵۲
۱۲۵۔	شرح المنبیۃ الصغیر	شیخ محمد ابراہیم الحلبي	۹۵۶
۱۲۶۔	شرح مواہب اللدنیۃ	علامۃ محمد بن عبد الباقي الزرقانی	۱۱۲۲
۱۲۷۔	شرح مؤطا امام مالک	علامۃ محمد بن عبد الباقي الزرقانی	۱۱۲۲
۱۲۸۔	شرح المہذب للنووی	شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی	۶۷۶
۱۲۹۔	شرح النقایۃ	مولانا عبد العلی البرجندي	۹۳۲
۱۳۰۔	شرح الوقایۃ	صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود	۷۴۷

۸۹۰

محمد بن محمد بن محمد ابن شحنة

۱۳۱- شرح الهداية

۵۷۳

امام الاسلام محمد بن ابی بکر

۱۳۲- شريعة الاسلام

۴۵۸

ابوبكر احمد بن حسين بن علي البيهقي

۱۳۳- شعب الايمان

۴۸۰

احمد بن منصور الخنفي الاسيحياني

۱۳۴- شرح الجامع الصغير

۵۳۶

عمر بن عبد العزيز الخنفي

۱۳۵- شرح الجامع الصغير

ص

۳۹۳

اسماعيل بن حماد الجوهري

۱۳۶- صحاح الجوهري

۳۵۴

محمد بن حبان

۱۳۷- صحيح ابن حبان

۳۱۱

محمد بن اسحاق ابن خزيمه

۱۳۸- صحيح ابن خزيمة

تقريباً ۶۹۰

ابو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشي

۱۳۹- الصراح

ط

۱۳۰۲

سيد احمد الطحاوي

۱۴۰- الطحاوي على الدر

۱۳۰۲

سيد احمد الطحاوي

۱۴۱- الطحاوي على المراق

۹۸۱

محمد بن بمر على المروف بركلي

۱۴۲- الطريقة المحمدية

۵۳۷

نجم الدين عمر بن محمد النسفي

۱۴۳- طلبه الطلبة

ع

۸۵۵

علامه بدر الدين ابی محمد محمود بن احمد العيني

۱۴۴- عمدة القاري

۷۸۶

اکمل الدين محمد بن محمد البارقی

۱۴۵- العناية

۱۰۶۹

شهاب الدين الخفاجي

۱۴۶- عناية القاضی

۳۷۸

ابواليث نصر بن محمد السمرقندي

۱۴۷- عيون المسائل

۱۲۵۲

محمد ابن ابن عابدين الشامي

۱۴۸- عقود الدرّة

۱۰۳۰

كمال الدين محمد بن احمد الشير بطاشكيري

۱۴۹- عدّة

۱۵۰

غ

۱۵۱	غایۃ البیان	شیخ قوام الدین امیر کاتب ابن امیر الاتقانی	۷۵۸
۱۵۲	غرر الاحکام	قاضی محمد بن فراموز ملاحسرو	۸۸۵
۱۵۳	غریب الحدیث	ابوالحسن علی بن میسرۃ البغدادی المعروف بثرم	۲۳۰
۱۵۴	غمز عیون البصائر	احمد بن محمد الحموی النحوی	۱۰۹۸
۱۵۵	غنیۃ ذوالاحکام	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹
۱۵۶	غنیۃ المستملی	محمد ابراہیم بن محمد الحلبي	۹۵۶

ف

۱۵۷	فتح الباری شرح البخاری	شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی	۸۵۲
۱۵۸	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن الممام	۸۶۱
۱۵۹	فتاویٰ النسفی	امام نجم الدین النسفی	۵۳۷
۱۶۰	فتاویٰ یزازیۃ	محمد بن محمد بن شہاب ابن بزاز	۸۲۷
۱۶۱	فتاویٰ حجۃ		
۱۶۲	فتاویٰ خیریۃ	علامہ خیر الدین بن احمد بن علی الرملی	۱۰۸۱
۱۶۳	فتاویٰ سراجیۃ	سراج الدین علی بن عثمان الاوشی	۵۷۵
۱۶۴	فتاویٰ عطاء بن حمزہ	عطاء بن حمزہ السغدی	
۱۶۵	فتاویٰ غیاثیہ	داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی	
۱۶۶	فتاویٰ قاضی خان	حسن بن منصور قاضی خان	۵۹۲
۱۶۷	فتاویٰ ہندیہ	جمعیت علماء اورنگ زیب عالمگیر	
۱۶۸	فتاویٰ ظہیریۃ	ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد	۶۱۹
۱۶۹	فتاویٰ الولوالجیہ	عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجی	۵۳۰
۱۷۰	فتاویٰ الکبریٰ	امام صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز	۵۳۶
۱۷۱	فقہ الاکبر	الامام الاعظم ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی	۱۵۰
۱۷۲	فتح المعین	سید محمد ابی السعود الحنفی	

۹۲۸	زین الدین بن علی بن احمد الشافعی	۱۷۳- فتح المعین شرح قرۃ العین
۶۳۸	محی الدین محمد بن علی ابن عربی	۱۷۴- الفتوحات المکیة
۱۲۲۵	عبدالعلی محمد بن نظام الدین الکندی	۱۷۵- فوائد الرحوت
۴۱۴	تمام بن محمد بن عبد اللہ البجلی	۱۷۶- الفوائد
۱۲۵۲	محمد امین ابن عابدین الشامی	۱۷۷- فوائد المخصصة
۱۰۳۱	عبدالرؤف المناوی	۱۷۸- فیض التذیر شرح الجامع الصغیر
۲۶۷	اسماعیل بن عبد اللہ الملّقب بمسویة	۱۷۹- فوائد مسویة

ق

۸۱۷	محمد بن یعقوب الفیروز آبادی	۱۸۰- القاموس
۹۲۸	علامہ زین الدین بن علی الملباری	۱۸۱- قرۃ العین
۶۵۸	نجم الدین مختار بن محمد الزاہدی	۱۸۲- القنیة
		۱۸۳- القرآن

ک

۳۳۴	حاکم شہید محمد بن محمد	۱۸۴- الکافی فی الفروع
۳۶۵	ابو احمد عبد اللہ بن عدی	۱۸۵- الکامل لابن عدی
۹۷۳	سید عبد الوہاب الشعرانی	۱۸۶- الکبریٰ الاحمر
۱۸۹	امام محمد بن حسن الشیبانی	۱۸۷- کتاب الآثار
۱۸۲	امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری	۱۸۸- کتاب الآثار
	ابو المحاسن محمد بن علی	۱۸۹- کتاب الہام فی آداب دخول الحمام
۴۳۰	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ	۱۹۰- کتاب السواک
۱۰۵۰	عبدالرحمن بن محمد عماد الدین بن محمد الحمادی	۱۹۱- کتاب الهدیۃ لابن عماد
	لابی عبید	۱۹۲- کتاب الطہور
۳۲۷	ابو محمد عبدالرحمن ابن ابی حاتم محمد الرازی	۱۹۳- کتاب العلل علی ابواب الفقہ
۱۸۹	امام محمد بن حسن الشیبانی	۱۹۴- کتاب الاصل
	ابوبکر بن ابی داؤد	۱۹۵- کتاب الوسوسة

۱۹۶۔	کشف الاسرار	علاء الدین عبدالعزیز بن احمد البخاری	۷۳۰
۱۹۷۔	کشف الرموز	علاء المتقدسی	
۱۹۸۔	کشف الاستار عن زوائد البزار	امین الدین عبدالوہاب بن وہبان الدمشقی	۷۶۸
۱۹۹۔	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین	۹۷۵
۲۰۰۔	الکفایۃ	جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی تقریباً	۸۰۰
۲۰۱۔	کف الراعی	شہاب الدین احمد بن حجر المکی	۹۷۳
۲۰۲۔	کنز الدقائق	عبداللہ بن احمد بن محمود	۷۱۰
۲۰۳۔	الکنی للحاکم	ابو عبداللہ الحاکم	۴۰۵
۲۰۴۔	الکواکب الدراری	شمس الدین محمد بن یوسف الشافعی الکرمانی	۷۸۶
۲۰۵۔	کتاب الجرح والتعديل	محمد بن حبان التیمی	۳۵۴
۲۰۶۔	کتاب المغازی	یحییٰ بن سعید القطان	۱۹۸
۲۰۷۔	کتاب الصمت	عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا القرشی	۲۸۱
۲۰۸۔	کتاب الزہد	عبداللہ بن مبارک	۱۸۰
۲۰۹۔	الکشاف عن حقائق التنزیل	جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری	۵۳۸
۲۱۰۔	لبعات التنقیح	علامہ شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی	۱۰۵۲
۲۱۱۔	لقط المرجان فی اخبار الجان	علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن محمد السیوطی	۹۱۱
۲۱۲۔	مبارق الازہار	الشیخ عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن الملک	۸۰۱
۲۱۳۔	مبسوط خواہر زادہ	بکر خواہر زادہ محمد بن حسن البخاری الحنفی	۴۸۳
۲۱۴۔	مبسوط السرخسی	شمس الانمۃ محمد بن احمد السرخسی	۴۸۳
۲۱۵۔	مجری الانہر شرح ملتقى الابحر	نور الدین علی الباقانی	تقریباً ۹۹۵
۲۱۶۔	مجمع بحار الانوار	محمد طاهر الصدیقی	۹۸۱
۲۱۷۔	مجموع النوازل	احمد بن موسیٰ بن عیسیٰ	۵۵۰
۲۱۸۔	مجمع الانہر	الشیخ عبداللہ بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی	۱۰۷۸

۲۱۶	امام برہان الدین محمود بن تاج الدین	المحیط البرہانی	۲۱۹
۲۷۱	رضی الدین محمد بن محمد السرخسی	المحیط الرضوی	۲۲۰
۵۹۳	برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی	مختارات النوازل	۲۲۱
۲۶۰	محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی	مختار الصحاح	۲۲۲
۶۴۳	ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد	المختارۃ فی الحدیث	۲۲۳
۹۱۱	علامہ جلال الدین السیوطی	المختصر	۲۲۴
۷۳۷	ابن الحاج ابی عبداللہ محمد بن محمد العبدری	مدخل الشرع الشریف	۲۲۵
۱۰۶۹	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	مراق الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الايضاح	۲۲۶
۱۰۱۴	علی بن سلطان لما علی قاری	مرقات شرح مشکوٰۃ	۲۲۷
۹۱۱	علامہ جلال الدین السیوطی	مرقات الصعود	۲۲۸
	ابراہیم بن محمد الخفنی	مستخلص الحقائق	۲۲۹
۴۰۵	ابو عبداللہ الحاکم	المستدرک للحاکم	۲۳۰
۷۱۰	حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی	المستصفی	۲۳۱
۱۱۱۹	محب اللہ البساری	مسلم الثبوت	۲۳۲
۲۰۴	سلیمان بن داؤد الطیلسی	مسند ابی داؤد	۲۳۳
۳۰۷	احمد بن علی الموصلی	مسند ابی یعلیٰ	۲۳۴
۲۳۸	حافظ اسحاق ابن راہویۃ	مسند اسحاق ابن راہویۃ	۲۳۵
۲۴۱	امام احمد بن محمد بن حنبل	مسند الامام احمد بن حنبل	۲۳۶
۲۹۲	ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالحق البرزازی	مسند البزار	۲۳۷
۲۹۴	ابو محمد عبد بن محمد حمید الکشی	مسند عبد بن حمید	۲۳۸
۵۵۸	شہر دار بن شیرویہ الدیلمی	مسند الفردوس	۲۳۹
۷۷۰	احمد بن محمد بن علی	مصباح المنیر	۲۴۰
۷۱۰	حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی	المصنفی	۲۴۱
۲۳۵	ابو بکر عبداللہ بن محمد احمد النسفی	مصنف ابن ابی شیبۃ	۲۴۲
۲۱۱	ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی	مصنف عبدالرزاق	۲۴۳
۶۵۰	امام حسن بن محمد الصغانی الہندی	مصباح الدجی	۲۴۴

۲۳۵	معرفة الصحابة	ابو نعيم احمد بن عبد الله الاصبهاني	۴۳۰
۲۳۶	المعجم الاوسط	سليمان بن احمد الطبراني	۳۶۰
۲۳۷	المعجم الصغير	سليمان بن احمد الطبراني	۳۶۰
۲۳۸	المعجم الكبير	سليمان بن احمد الطبراني	۳۶۰
۲۳۹	معراج الدراية	قوام الدين محمد بن محمد البخاري	۷۴۹
۲۵۰	مشكوة المصابيح	شيخ ولي الدين العراقي	۷۴۲
۲۵۱	المغني في الاصول	شيخ عمر بن محمد النجاشي الحنفي	۶۹۱
۲۵۲	المغرب	ابو الفتح ناصر بن عبد السيد المطرزي	۶۱۰
۲۵۳	مختصر القدوري	ابو الحسين احمد بن محمد القدوري الحنفي	۴۲۸
۲۵۴	مفاتيح الجنان	يعقوب بن سیدی علی	۹۳۱
۲۵۵	المفردات للامام راغب	حسين بن محمد بن مفضل الاصفهاني	۵۰۲
۲۵۶	المقدمة العشماوية	ابو العباس عبد الباري العشماوي المالكي	
۲۵۷	الملتقط (في فتاوى ناصري)	ناصر الدين محمد بن يوسف الحسيني	۵۵۶
۲۵۸	مجمع الزوائد	نور الدين علي بن ابى بكر الميمني	۸۰۷
۲۵۹	منآقب الكردى	محمد بن محمد بن شهاب ابن بزار	۸۲۷
۲۶۰	المنتقى (في الحديث)	عبد الله بن علي ابن جارود	۳۰۷
۲۶۱	المنتقى في فروع الحنيفه	الحاكم الشير محمد بن محمد بن احمد	۳۳۴
۲۶۲	منحة الخالق	محمد امين ابن عابدين الشامي	۱۲۵۲
۲۶۳	منح الغفار	محمد بن عبد الله التمر تاشي	۱۰۰۴
۲۶۴	ملتقى الابرار	امام ابراهيم بن محمد الحلبي	۹۵۶
۲۶۵	منهاج	شيخ ابو زكريا يحيى بن شرف النووي	۶۷۶
۲۶۶	مجمع البحرين	مظفر الدين احمد بن علي بن ثعلب الحنفي	۶۹۴
۲۶۷	المبتغى	شيخ عيسى بن محمد ابن ابيناج الحنفي	
۲۶۸	المبسوط	عبد العزى بن احمد الحلواني	۴۵۶
۲۶۹	مسند في الحديث	الحافظ ابو الفتح نصر بن ابراهيم الهروي	۵۱۰

۲۶۲	یعقوب بن شیبہ السدوسی	المسند الكبير	۲۷۰
۷۰۵	سید الدین محمد بن محمد اکاشغری	منیة الصلی	۲۷۱
۱۷۹	امام مالک بن انس المدنی	موطا امام مالک	۲۷۲
۸۰۷	نور الدین علی بن ابی بکر الیشیمی	موارد الظمان	۲۷۳
۶۴۲	احمد بن مظفر الرازی	مشکلات	۲۷۴
۴۷۶	ابی اسحاق ابن محمد الشافعی	مہذب	۲۷۵
۹۷۳	عبدالوہاب اشعری	میزان الشریعة الکبریٰ	۲۷۶
۷۴۸	محمد بن احمد الذہبی	میزان الاعتدال	۲۷۷
۴۱۰	احمد بن مولیٰ ابن مرویہ	المستخرج علی الصحيح البخاری	۲۷۸
۳۲۷	محمد بن جعفر الخرائطی	مکارم اخلاق	۲۷۹

ن

۷۴۵	عبداللہ بن مسعود	النقایة مختصر الوقایة	۲۸۰
۷۶۲	ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی	نصب الراية	۲۸۱
۱۰۶۹	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	نور الايضاح	۲۸۲
۷۱۱	حسام الدین حسین بن علی السغناقی	النهاية	۲۸۳
۶۰۶	محمد الدین مبارک بن محمد الجزری ابن اثیر	النهاية لابن اثیر	۲۸۴
۱۰۰۵	عمر بن نجیم المصری	النهر الفائق	۲۸۵
۲۰۱	ہشام بن عبید اللہ المازنی الحنفی	نواذر فی الفقہ	۲۸۶
۱۰۳۱	محمد بن احمد المعروف بنشائجی زادہ	نور العین	۲۸۷
۳۷۶	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی	النوازل فی الفروع	۲۸۸
۲۵۵	ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی	نواذر الاصول فی معرفة اخبار الرسول	۲۸۹

و

۲۹۰۔	الوافی فی الفروع	عبداللہ بن احمد النسفی	۷۱۰
۲۹۱۔	الوجیز فی الفروع	ابو حامد محمد بن محمد الغزالی	۵۰۵
۲۹۲۔	الوقایۃ	محمود بن صدر الشریعۃ	۶۷۳
۲۹۳۔	الوسیط فی الفروع	ابی حامد محمد بن محمد الغزالی	۵۰۵

ھ

۲۹۴۔	الہدایۃ فی شرح البدایۃ	برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی	۵۹۳

ی

۲۹۵۔	الیواقیت والجواب	سید عبدالوہاب الشعرانی	۹۷۳
۲۹۶۔	ینابیع فی معرفۃ الاصول	ابی عبداللہ محمد ابن رمضان الرومی	۷۶۹

